TO

THE HONORABLE

JOHN ELLIOT DRINKWATER BETHUNE,

President of the Council of Education.

&c. &c. &c.

IN THE HOPE,

THAT THIS TRIBUTE OF

PROFOUND RESPECT AND ADMIRATION

FOR HIS

PUBLIC AND PRIVATE WORTH AND VIRTUES,

WILL BE ACCEPTABLE,

THE FOLLOWING PAGES

WITH THE WARMEST SENTIMENTS OF ESTEEM,

DEDICATED BY

HIS MOST SINCERE FRIEND,

GHOOLAM MOHUMED,

[illegible] OF THE LATE TIPPOO SULTAN

RUSSAPUGLAH,
21st April, 1849.

جناب صاحب انتساب

محترم و معظّم جان الیٹ ڈرنکواٹر بتھون ممبر کونسل
و سر کردۂ کونسلیان تعلیم جمہوری
بالقابہ الشریفہ و صفاتہ المنیفہ

اِس اُمید سے

کہ یہہ ہدیہ محمدت و ستایش کا واسطے خاصہ خجستہ
ملکات و عامہ فرخندہ صفات اس کریم الذات کے
مقبول ہوگا

اِس سواد آیندہ کو اُسکے دوستدار صادق الولا شاہزادہ
محمّد سلطان (عرف غلام محمّد) ابن ٹیپو سلطان جنّت مکان نے
نام نامی ولقب گرامی پر
اُس والا نظر ستودہ سیر کے

نہایت مہرجوئی وغایت آزرم خوئی کے ساتھہ
مخصوص کیا

۲۱ اپریل سنہ ۱۸۴۹ ع

مطبع طبّي مین مولوي عبد الله کے چھاپا ہوا

فہرست حملات حیدری

صفحہ

صفحه

از کتاب فتوحات حیدری

تالیف کردۂ لالہ کھیم نراین

صفحہ

ترجمہ نشان حیدری

تمام شد

حمد ایزد پاک

ثنا نامه حمد خدا ے کریم کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

جواہرآب دار حمد و ثنا نثار بارگاہ اُس بادشاہ حقیقی کے جسکے ایک حکم کن سے
زمین و آسمان اور کل مخلوقات ممکن نے جو پیدا ہوچکی یا پیدا ہوگی وجود پایا اور
اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ نے ہر موجود کو نئے رنگ ڈھنگ کا خلعت
حیات عطا کیا چارون عنصر کو کہ ہر ایک اپنی اپنی تاثیر مین مخالف دوسرے کا
ہی باہم امتزاج دیکر انسان کو پیدا کیا اور او پر منصب خلافت کے منصوب
فرمایا فضائل اربعہ جو حکمت و شجاعت اور عفّت و عدالت ہین نشان و
تمغا اُسکے مقبولون و مقرّبون کا ہی جس کسی مین یہہ چار صفتین پائی جاتی ہین وہ مرتبے
سعادت کو پہنچتا ہی اور بادشاہ وقت یا وزیر یا رئیس بالضرور ہوتا ہی وہ
ایسا حکیم ہی کہ جب کسی قرن و زمانے مین کسی طرح کے فتور و خلل حادث
ہونے سے اُسکے بندے تکلیف و اذیّت اُٹھاتے ہین تب اُسکی خواہش
کے موافق ایک ایسا شخص ایسے اطوار کا پیدا ہوکر خلق اللہ کی رفاہ و آرام کا
باعث ہوتا ہی کہ پچھلے لوگ اُسکا حال سنکر عبرت پکڑتے و پند لیتے ہین

حمد ایزد پاک

ثنا نامہ حمد خدا ے کریم ۔ کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

جواہرآب دار حمد و ثنا نثار بارگاہ اُس بادشاہ حقیقی کے جسکے ایک حکم کن سے زمین و آسمان اور کل مخلوقات ممکن نے جو پیدا ہو چکی یا پیدا ہو گی وجود پایا اور اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ نے ہر موجود کو نئے رنگ ڈھنگ کا خلعت حیات عطا کیا چارون عنصر کو کہ ہر ایک اپنی اپنی تاثیر مین مخالف دوسرے کا ہی باہم امتزاج دیکر انسان کو پیدا کیا اور او پر منصب خلافت کے منصوب فرمایا فضائل اربعہ جو حکمت و شجاعت اور عفّت و عدالت ہین نشان و تمغا اُسکے مقبولون و مقرّبون کا ہی جس کسی مین یہہ چار صفتین پائی جاتی ہین وہ مرتبے سعادت کو پہنچتا ہی اور بادشاہ وقت یا وزیر یا رئیس بالضرور ہوتا ہی وہ ایسا حکیم ہی کہ جب کسی قرن و زمانے مین کسی طرح کے فتور و خلل حادث ہونے سے اُسکے بندے تکلیف و اذیّت اُٹھاتے ہین تب اُسکی خواہش کے موافق ایک ایسا شخص ایسے اطوار کا پیدا ہو کر خلق اللہ کی رفاہ و آرام کا باعث ہوتا ہی کہ پچھلے لوگ اُسکا حال سنکر عبرت پکڑتے و پند لیتے ہین

* جلّ شانہ وعمّ احسانہ *

* اُسکے احسان کا جلوہ تو ہی سب جگ مین عیان *

* مین لکھون کیا کہ ہی مشہور عیان راچہ بیان *

نعت رسول صاحب لولاک

* ہراز مشک وعنبر نہ کیون ہو زبان ثناے محمد ہی وِرد زبان *

اور گلدستۂ درود وصلات نثار مرقد پر اُس سلطان کائنات کے * جو رحمۃً للعالمین وخاتم المرسلین * اور صاحب دعوت عامہ اور اُسکا وجود زمین وآسمان بلکہ کل مخلوقات کے وجود کی علت تامہ ہی دین اُس کا کفر کے یاجوج کے لیئے سد سکندر اور رواسطے ڈبانے فرعون بدعت کے دریاے نیل اور بحر احمر چمک موجودات کے آئینے کی اُسکی ذات کے آفتاب سے جلوہ گر اور نجات تمام عاصی گنہ گارون کی اُسکے حکم کے ماننے پر مقرّر اور درود وسلام آل و اصحاب پر اُس حضرت کے جنھون نے نقارہ اسلام کا عرب وعجم مین بجایا اور علم عدالت کا جمیع طوائف واُمم مین بلند فرمایا ہر ایک اُنمین سے اپنے اپنے وقت کا شجاعت وہمّت مین حیدر اور جہاد مین وغزا مین غضنفر تھا *

(صلی اللّٰہ علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین)

اس کتاب کی تالیف کا سبب

ظاہر ہی کہ اِس جہان اِمکانی اور سراے فانی مین موافق تدبیر وتنظیم کارگزاران قضا وقدر کے ہر دم وہر آن نفوس کی فوجون مین سے کوئی تو ہستی کی خلعت پہنتا اور کوئی عالم وجود سے عالم عدم کو سدھارتا ہی * (بیت)

* نظرِ غور سے اِس دارروان کو دیکھو * قافلے آتے ہوئے اور روان کو دیکھو *

کوئی چیز و کسی طرح کی خلقت ایک وضع پر نہین ٹھہرتی ہر جگہہ مین ایک نیا تماشا ہی
و ہر مقام مین ایک نئی سیر اِس صورت مین تاریخ کا علم یعنے جاننا سر گذشت
اور احوال اگلے لوگون کا پچھلون کے لیئے مفید ہی اور سب علمون مین ممتاز
کیونکہ اُسکے باعث ہر شخص کو معلوم ہوتا ہی کہ اگلے زمانے مین کس کس
مزاج و دین و وضع کے لوگ ہو گئے ہین اور نام نیک یا بد یادگار چھوڑ گئے
جس کسی سے آثار پسندیدہ ظاہر ہوے وہ زندگی مین بالضرور جاہ و مرتبے کو
پہنچا اور سب کا محبوب و پیارا رہا بعد مرنے کے بھی سب اُسکو بخیر یاد کرتے
ہین اور جس کسی سے افعال رذیلہ کہ اضداد فضایل ہین ظہور مین آئے اُسکی
زندگی بھر خلق اللہ اُسکی دشمن رہی اور موت کے بعد لوگ اُسکو بد
کہتے ہین نیکون کی زندگی نیک اور انجام نیک بدون کی زندگی بد اور انجام بد
نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیّأت اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضلّ لہٗ
ومن یضللہ فلا ہادی لہٗ * بہرصورت دونون حال مین فائدہ اور عبرت حاصل
ہوتی ہی کیونکہ نیک صفت کے نیک انجام معلوم ہونے سے نفس انسان
فضایل کے حاصل کرنے پر مشتاق ہوتا ہی اور بد افعال کے بد نتیجے ملنے
سے ہر کسی کو اُس سے نفرت حاصل ہوتی ہی وہ ناچار وہ اپنے تئین
ویسے افعال سے بچاتا ہی اِنھین فائدون کے لیئے سب عام و خاص تاریخ کے
علم کو بہت دوست اور ہمیشہ اُسکی مزاولت رکھتے ہین اگر کچھ اُس مین
ایسی روداد ین ہین جنکو سنکر پچھلے عبرت و پند لے سکتے ہین تو فائدیکی نظر سے
گیانی لوگ خود لکھتے ہین یا اورونکے لکھنے سے آپ فائدے اُٹھاتے ہین *
چنانچہ جب فضیلت انتساب کرامت مآب مظہر دقایق منطقی و حکمی مصدر
فیوضات علمی مبیّن غوامض انگریزی و عربی و فارسی صاحب ذہن مستقیم و رائے

سلیم مولوی عبد الرحیم صانہ اللہ تعالیٰ عن آفات العصر و مصائب الدھر
کو معتبر روایتون سے انگریزی کتابون کے فضایل اور ستودہ صفتین نواب گردون
وقار سکندر طالع ارسطو فطرت سلیمان حشمت رستم زمان نوشیروان
دوران نواب حیدر علی خان بہادر مغفور کی مفصّل معلوم ہوئین کہ اُس نواب
بہادر مغفور نے صرف اپنی بلند ہمت و حسن سلیقے کے سبب سلطنت اسلامیہ
کی میسور مین بنیاد قایم کی ایسا خلعت خداداد عقل سلیم کا دربار حضرت کریم
سے اُسنے پایا تھا کہ اگرچہ علم ظاہری کی چندان تحصیل نہ کی تھی پر ایسے آئین
اور دستور رعایا کی رفاہیت و ملک کی معموری کے باب مین ایجاد کیئے کہ تمام خلایق
اُسکے خیر خواہ ہوگئے اور جان و دل سے مطیع و فرمان بردار ہر ایک نے اُسکی محبّت
و مہر کا تخم مزرعۂ دل مین بویا و بغض و عداوت کے درخت کو جڑ سے اُکھاڑا *
سلوک اُس فریدون فر کا سپاہیون کے ساتھ نہایت جوان مردی و مروّت سے
مقرون تھا کافہ سپاہ کی بہت دلجوئی کرتا اور اُنھون کے ساتھ خوش معاشرت رہتا
جب کوئی جان فشانی کرتا عوض مین اُسکے صلہ و انعام دیتا حق تلفی کسی طور
جایز نرکھتا بڑی بڑی لڑائیون اور سخت سخت معرکون مین سپاہیون کے ساتھ
آپ محنت و سختیان اُٹھاتا * بہادرون اور جان بازون کی قدردانی اُس
مرتبے مزاج مین تھی کہ لکھاہی کہ ایک بار انگریزی فوج نے نواب بہادر کے کسی
قلعے پر حملہ کیا تھا اگرچہ قلعے کی فوج محافظ گولے کے اولے برساتی تھی پر انگریزی
سپاہ دادتہوّر او ر پردلی کی دیتی و ہرگز منہ نہ موڑتی تھی نواب بہادر نے دوربین
سے ایک ٹیلے پر چڑھکر یہ حال دیکھا اور فرمایا کہ کاش ایسی فوج دلاور جانباز
میری ہوتی مین ایک سپاہی کو بھی اُسکے کوچ مین پیادہ نہ چلنے دیتا بلکہ شکاری
چیتون کے مانند گاڑیون پر سوار کرکے لیجاتا اور بروقت حملہ دشمنون کے اوپر

چھوڑ دیتا حُسن تدبیر و عقل کی رسائی اُس افلاطون ثانی کی دیوانی امور
و مقدّمات مین ایسی تھی کہ حریفان ہوشیار دور اندیش صاحبان عالیشان انگریز
اور دشمنان مکّار و دغاباز مرھٹون سے اپنی برکاری و عیّاری کے سبب کبھی چکما
نہ کھایا اور اکثر ایسا واقع ہوا ہی کہ دونون کو بتادے کر حیران و ششدر
کیا شجاعت و جوانمردی کا یہہ عالم تھا کہ خود بنفس نفیس بڑے بڑے
سورما بہادرون کے مقابل میدان مین آتا اور سپاہی گری کے کرتب مین
غالب و ثابت قدم رہتا اور اکثر فتح و فیروزی کا نقارہ بجاتا ترحّم و عطوفت کا
اُسکے یہہ عالم تھا کہ سب قریبون اور ہم نشینون کے ساتھ بہت تواضع و مدارا
سے پیش آتا اور تلطّف و مہربانی کی راہ چلتا یہان تک کہ موشیر م د ل ط نے
اُس رحیم دل کے نہایت ترحّم کو جو بہترین فضایل انسانی سے ہی رذائل سے
سمجھا اور افراط رحم کو عیبون مین نواب نامدار کے لکھا ہی چلن و بہوار اُسکا
سوداگرون اور معاملے والون کے ساتھ نہایت راستی و دیانت کے قرین تھا*
تب اُس فضیلت مآب مولوی موصوف کو یقین اسبات کا ہوا کہ فی الحقیقت
اس صفت و سیرت و ہمّت و جرأت کا امیر ہندوستان مین کم پیدا ہوا
چنانچہ صاحبان انگریز جو حکومت ملک دکھن مین دعویدار اور مخالف اس سکندر
طالع کے تھے اور اسکے سبب سے ملک دکھن مین دخل و تصرّف نکرسکے
اگرچہ کس کس طرح کی اذیّتین و صدمے اُسکے ہاتھ سے اُٹھائے اور باوجود
اسکے کہ کوئی شخص اپنے دشمن کی تعریف نہین لکھتا تب بھی اُنھوں نے صرف
اس خیال سے کہ خلاف واقع لکھنا مورّخون کا شیوہ نہین کیونکہ وقایع نگاری سے
سواے اعلام حقیقت حال کے اور کچھ فائدہ نہین سو وہ خلاف نویسی مین فوت
ہوتا ہی واسطے فایدے پچھلے لوگون کے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیکر اُسکا احوال

مفصّل لکھا اور فضایل و پسندیدہ صفات کو نواب بہادر کے من و عن بیان کیا *
اور اُسنے سمجھا کر ایسے وقایع عجیبہ و سوانح غریبہ کے معلوم ہونے سے
بہت فائدہ سب لوگ حاصل کرینگے اور بڑا حیف ہی کہ ان واقعات اور
روداودون سے اہل فرنگ تو عبرت و فائدے اُٹھائین اور خاص ہندوستانی واہل
اسلام اس نعمت سے محروم رہین اسیواسطے موافق حکم شاہزادے عالیشان
بلند ہمت والا خاندان رفیع المرتبت منیع المکان جناب محمد سلطان عرف غلام محمد
ابن ٹیپو سلطان ابن نواب حیدر علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ وحشمتہ کے جنکے
اخلاق حسنہ و عادات مستحسنہ حاجت مدّاحی کی نہین رکھتے اور ضرب المثل ہو گئے ہین
کیونکہ بہت کام اُس جناب سے ایسے ظہور مین آئے ہین جنکے سبب دنیا مین نیکنامی
حاصل ہوئی اور اُسکی ذات آفتاب کی مانند مشہور ہو گئی چنانچہ اُنمین سے
ایک یہہ کہ دار الامارہ کلکتے مین دھرم تلے کے چوراہے پر ایک مسجد سنگین
عالیشان خوش قطع موسوم بہ مسجد اقصیٰ جسکی تاریخ خان خدا ایا سنہ ۱۲۵۶ ہجری
ہی اُسنے بنا کی اُسکے جانب مغرب تھوڑے فاصلہ پر کوٹھی گورنر صاحب بہادر
کی ہی کہ ویسا مکان سارے کلکتے بلکہ تمام بنگالہ مین نہین اور مشرق کی طرف
چاندنی چوک جو تمام بازارونمین شہر کے وسیع و پر رونق ہی اور دکھن کی
طرف میدان چورنگی کا جسکی سڑکین نہایت وسیع و خوش نما کنارے پر جنکے
نہرین پختہ دریا کے پانی سے دن رات جاری جنسے تمام سڑکین چھڑکی جاتی ہین اور
کلکتے کا قلعہ اُسکے متّصل ہی الغرض حق تو یہہ ہی کہ ایسا فرح بخش و فضا کا مکان
کہین کم ہوگا سب عماید شہر ہر قوم کے امیر و خوش مزاج تفریح طبع کے لئے
دونون وقت وہان سیر کرنے آتے ہین عجب لطف ہوتا ہی کہ دیکھنے سے تعلّق
رکھتا ہی اور وہ مسجد نہایت بلند و وسیع و مستحکم ہی اندر و باہر اُسکے سنگ

مرمر و سنگ موسی کا فرش اکثر اہل اسلام مسافر و شہری و تجّار و علما وغیرہ
صبح و شام زیارت کرنے و نماز پڑھنے وہان آتے اور مسجد کی عظمت و شان کو
دیکھ کہتے و مقر ہوتے کہ ایسی مسجد ملک بنگالے مین نہ بنی ہی نہ بنے گی فی
الحقیقت یہہ مسجد ایسی دل چسپ اور ایسے مقام نشاط بخش پر واقع ہی
کہ اہل اسلام کیا بلکہ غیرون کا بھی اُس مسجد کو دیکھ کر یہی جی چاہتا ہی کہ وہان
سجدہ کیجئے *

اور اُس جناب فیض مآب نے ایک اور بھی ویسی ہی مسجد بنام مسجد
اعلا رساپگلے مین جو اقامتگاہ اُس شاہزادۂ والا تبار و سائر خاندان سلطان
مغفور و مبرور کا ہی بنائی ہی اور دونون مسجدون مین حافظ و موذّن واسطے امامت
و اقامت پنجگانہ کے مقرر ہیں کہ ہر روز وعظ و نصایح خلق کو کیا کرتے اور ماہ مبارک
رمضان مین کلام مجید سناتے ہیں ہر مسجد کے اخراجات ضروری کے واسطے
جایداد معقول وقف ہی اور ایک باغ وسیع معہ تالاب و گھاٹ سنگین واسطے
بہنام کرتے تعزیے جناب سیّد الشہدا علیہ السلام کے و گور غریبان کے لئے
وقف کیا ہی اور قاری بھی تلاوت قران مجید کے لئے مقرّر ہیں

مولوی موصوف نے وقایع نواب حیدر علیخان بہادر مغفور اور ٹیپو سلطان
مبرور کو انگریزی اور فارسی تواریخون سے جنکی تفصیل آتی ہی بسبب کمال
دل جوئی و شفقت و حمایت و رعایت شاہزادہ عالیشان کے تین برس کے
عرصے مین نہایت مشقّت و زحمت سے معلوم کرکے زبان فارسی مین لکھا اور
نام اُسکا کارنامۂ حیدری رکھا اور واقع مین کمال کیا ہی

ہر کہ سخن را بسخن ضم کند   قطرۂ از خون جگر کم کند

عاصی شیخ احمد علی گوپاموئی نے اُس کتاب کے مضمون کا فائدہ عام پا کے اور

یہہ سمجھکر کر زبان فارسی سے اُسکے جولوگ فارسی مین کامل لیاقت رکھے ہین وہی اُس چشمۂ فیض سے بہرہ یاب ہوسکتے ہین اور جولوگ صرف حرف شناس اور کم مایہ ہین اُسکے فائدہ سے محروم رہینگے تعمیم فائدہ کی نیّت سے ساتھہ صلاح اور مشورہ مظہر فضیلت مصدر حذاقت مفتح غوامض منطقی و ریاضی گنجینۂ معانی سرآمد حکماے زمانی حکیم مولوی احمد حسین شاہ جہان آبادی کے فارسی سے زبان اُردو مین جو بول چال لکھنو اور دلی والون کی ہی دارالامارہ کلکتے مین سنہ ۱۲۶۳ ہجری یا سنہ ۱۸۴۷ ع مین ترجمہ کیا اور حملات حیدری اُسکا نام رکھا اور تاریخی نام تواریخ گزیدہ پایا

۱۲۶۳

تفصیل اُن انگریزی کتابون کی جنسے مولوی موصوف نے ترجمہ کیا اور فارسی تواریخون کی جنسے ضروری چیزین چن لی گئین

۱ ہسطوری آف حیدرعلیخان دو جلد مین تالیف کی ہوئی موشیر م د ل ط کی جو سردار دس ہزار سپاہ مغلیہ کا تھا اور اکثر توپ خانے مین نواب حیدر علیخان بہادر کے افسر حکم دینے والا اور جماعت فرنگستانی پر جو اُس نواب کی خدمت مین تھی سردار رہا اور اُسنے اس کتاب کو دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۷۸۴ ع چھپوایا

۲ بریطش ملیطری بیا گریفی یعنے تذکرہ بہادران انگریزی جو وابستہ لشکری اخبار اس بادشاہت کے سابق سے حال تک دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۸۴۱ ع پہلی دفعہ چھاپا گیا

۳ آتھنٹک ممائرس آف طیپو سلطان جو حیدرعلیخان بہادر کی سیر و شمائل پر

محتوی ہی تصنیف کی ہوئی بعضے منصب داران کنپنی کی جسکو فاینپ پریرا نے دارلامارت کلکتّے مین دوسری بار درسنہ ۱۸۲۰ع چھپوایا

۴ مارکوئیس ویلزلیس ڈسپاچیز پانچ جلد جو درسنہ ۱۸۲۶ع دارالملک لندن مین چھپی

۵ ہسطوری اف نادرشاہ تالیف کی ہوئی جیمس فریزر کی جو درسنہ ۱۷۴۲ع لندن مین چھپی

۶ ئیسط اندیہ گزیطیر تالیف کی ہوئی والطر ہملطن کی دو جلد درسنہ ۱۸۲۸ع دارالسلطنت لندن مین چھپی،

۷ اسکرس کپطیویطی یعنے اسیری اسکر کی عہد مین نواب حیدرعلی خان بہادر اور طیپو سلطان کے،

۸ بطسنس وار یعنے طیپو سلطان کی لڑائی جس مین کرنیل بطسن خود حاضر تہا اور اُسنے اسکا حال لکہا،

۹ جرنال نیول اند ملطری مگزین یعنے روزنامچہ اور جہازی اور فوجی ذخیرہ،

۱۰ ہسطوریکل اسکیچ اف سوتہ اندیہ یعنے تواریخی نقشہ دکھن کا،

۱۱ کتاب فتوحات حیدری تصنیف کی ہوئی لالہ کہیم نراین کی،

۱۲ کتاب نشان حیدری تالیف کی ہوئی میر حسین علی کرمانی کی،

۱۳ جارجنامہ نظم کیا ہوا ملا فیروز کا،

۱۴ تواریخ حمید خانی تالیف کی ہوئی منشی حمید خان کی جو دکھن کی مہم مین گورنر جنریال مارکوئیس کارنوالس بہادر کے ہمرکاب تہا،

List of Authorities from which the following work is either wholly or partly translated.

1.—Memoirs of Hyder Aly Khan, and his son Tippoo Sultan, By Charles Stewart, Esq. M. A. S.

2.—The History of Hyder Aly Khan, Nabob Bahader, By M. M. D. L. T.

3.—British Military Biography, from Alfred to Wellington.

4.—Authentic Memoirs of Tippoo Sultan, By an Officer in the East India Service.

5.—The History of Nader Shah, to which is prefixed a Short History of the Mogol Emperors, By James Fraser.

6.—The Despatches, Minutes, and Correspondence, of the Marquess Wellesley, K. G.

7.—The East India Gazetteer, By Walter Hamilton.

8.—A view of the origin and conduct of the war with Tippoo Sultan, by Lt. Col. A. Beatson.

9.—The United Service Journal, and Naval and Military Magazine for 1841, part 2.

10.—Historical Sketches of the South of India, in an attempt to trace the History of Mysoor, By Lieut. Colonel Mark Wilks.

اجمالی بیان ہندوستان کی سرحدون کا و توصیف بعض گرانمایہ طبیعی چیزون کی جنھونے اسکے رہنے والون کو غیر ملک سے بے نیاز اور غیرونکو اُسکا محتاج کیا ہی

یہہ ولایت وسیع جنوبی حصے مین براعظم آشیا یا بلاد سمران کے واقع ہی (اور بلاد سمران بڑا تیسرا حصہ ہی ربع مسکون قدیم کا جنکے اور دو حصے کو یورپ یا بلاد بیضان اور افریکہ یا بلاد سودان کہتے ہین) اُتر دکھن یہہ ولایت درمیان آتھہ و پینتیس درجہ عرض* شمالی کے واقع ہی یعنے آتھہ درجے کے فاصلے سے شروع اور پینتیس درجے تک منتہی ہوتا ہی اور پورب پچھم درمیان اتھسّتھہ و بانوے درجہ طول شرقی مین ہی یعنے آتھسّتھہ درجے کے فاصلے سے شروع ہوکر بانوے درجے پر منتہی ہوتا ہی ایک درجہ ۳۶۰ درجون سے کسی منطقہ زمین کے اُنھتّر میل انگریزی سے کچھ زیادہ ہوتا ہی میل انگریزی ۵۲۸۰ فٹ ہی جو آدھ کوس ہندوستانی سے کچھ کم ہی

پس اس بیان سے ثابت ہوا کہ طول ہندوستان کا دکھن سے اُتر کو ہی اور نہایت بڑا طول اُسکا قریب ایک ہزار نوسی میل انگریزی کے ہی

---

* عرض کسی مکان کا خط استواسے درجون پر خط نصف النہار کے جوایک منطقہ ہی کہ سمت الراس پر اُس مکان کے ہوکر قطب شمالی و جنوبی پر گذرتا ہی اُتریا دکھن گناجاتا ہی اور خط استوا ایک دوسرا منطقہ یا خط زناری زمین کا ہی جس سے زمین دو نصف شمالی وجنوبی مین منقسم ہوتی ہی اسلیئے عرض مکان کا کبھی شمالی بولا جاتاہی اگر وہ مکان خط استواسے شمال کی طرف ہی اورکدھی جنوبی اگر وہ مکان خط استواسے جنوب کی طرف کو ہی اور طول مکان کا انگریزی نقشون مین نصف النہار سے گرینویچ کے جو رصدگاہ ولایت انگلستان کی ہی پورب پچھم خط استوا کے درجون پر گناجاتا ہی

یا قریب آٹھ سی اکتیس کوس ہندوستانی اور عرض اُسکا پورب سے پچھم کو اور نہایت بڑا عرض قریب ایک ہزار پانسی میل انگریزی کے ہی یا قریب چھ سی چھپن کوس ہندوستانی چونکہ اس ملک کا طول وعرض سب جگہہ برابر نہین ہی یعنے نہ تو ہرجگہہ طول مین انیس سی میل ہی اور نہ عرض مین پندرہ سی میل اسی سبب سے تمام روی زمین ہندوستان کی از روے پیمایش کے بارہ لاکھ اسّی ہزار مربّع میل انگریزی سے زیادہ حساب نہین کیجاتی ٭ موافق روایت اگلے ہندوون کے بڑا طول و عرض ہندوستان کا چالیس چالیس درجے تھا اور جسقدر زمین پر فرنگستان ہی اتنی ہی زمین پر محیط پچھم کی سرحد اُسکی جسنے اوسے ایران کے ممالک سے جدا کیا تھا سیستان کے پہاڑ تھے اور پورب کی حد چین کی زمین کے حصے تھے اُس سرزمین سے جو پورب کی طرف گنگا کے باہر ایک قطعہ جزیزہ نما ہی اور اُتر کی طرف دشت ترکستان اور خفچاق اور دکھن کی طرف سندا کے جزیرے ان حدون مین بڑے بڑے پہاڑ تبّت کے اور کشمیر جنّت نظیر کا جنگل اور تمام قدیم ملک اندوسیتھیہ یعنے ہندو تورانی کا اور خطے نیپال کے اور بھوٹان و کامرو و آشام معہ سیاٗم و آوا و اراکان یارخنگ اور وے ریاستین جو ان سے ملی ہوئی ہین جہان تک کہ چین ہندؤن کا اور صین جغرافیا جاننے والون کا عربستان کے ہی اور تمام پچھم کے ممالک زمین جزیرہ نماے ہند اور جزیرے سیلان کے واقع ہین ٭ براہمہ قدیم جنکا مذہب اور عقیدہ تمام اس ہندوستان مین پھیلا ہوا اور جاری تھا کبھو اس ملک کا نام اس ترکیب توصیفی سے مدھیاما یعنے مرکزی حصہ لیتے تھے اسلیئے کہ اُن کے گمان مین ہندوستان کی زمین مرکزی حصّے پر اُس کچھوے کی پشت کے واقع ہی جو تمام زمین کو اپنی پشت پر رکھتا ہی اور کبھو اُسکو اس ترکیب

اضافی سے پنیا بھوم یعنے زمین خیر پہنچانے کی کہتے تھے اور بیان کرتے کہ یہہ قطعہ زمین کا بھارتھ کے حصّے مین تھا جو نو بیٹون مین سے ایک بیٹا ایسے شخص کا تھا جسکے ہاتھ مین سلطنت تمام روے زمین کی تھی اسلیئے اُسکا نام بھارتھ کھنڈ ہی اور ہنود بھارتھ کے ملک کو مرکزی حصہ جنبو دیپ کا سمجھتے ہین

اور کبھو براہمہ اپنی ولایت اس قدر زمین کو جانتے تھے جو کوہستان ہمالہ اور رامیشرام کے درمیان واقع ہی اور یہہ رامیشرام (یعنے ستون رام) ایک چھوٹا سا جزیرہ ہی درمیان جزیرہ سراندیپ و زمین جزیرہ نما ہندوستان کے ' ہندوستان کر نیا نام اِس ملک کا ہی فارسی ترکیب ہی یعنے کالے آدمیون کی زمین اور مدتون سے تمام خلقت اور سب ہندوستانیون مین یہی نام مشہور ہی اہل اسلام کے مورّخون کے نزدیک ہندوستان وہ ملک ہی جو تصرف مین دلی کے بادشاہون کے تھا اور یہہ ملک درسنہ ۱۶۸۲ ع جلال الدین اکبر بادشاہ کے حکم سے پہلے گیارہ حصون مین تقسیم کر ہر ایک حصّے کا نام صوبہ رکھا گیا جسکی تفصیل یہہ ہی ' صوبہ لاہور ' صوبہ ملتان ' صوبہ اجمیر ' صوبہ دہلی ' صوبہ آگرہ ' صوبہ اِلٰہاباد ' صوبہ اودھ ' صوبہ بہار ' صوبہ بنگالہ ' صوبہ مالوہ ' صوبہ گجرات ' اور اُسکے بعد جسقدر سلطنت اسلام مین زور آتا گیا یے صوبے بڑھتے گئے ' صوبہ کابل ' صوبہ کشمیر ' صوبہ سندھ ' صوبہ برار ' صوبہ خاندیس ' صوبہ احمدنگر ' یا اورنگ آباد ' صوبہ بیدر ' صوبہ حیدرآباد ' صوبہ بیجاپور ' صوبہ اُڈیسہ ' یے سب اکیس صوبے آخر عہد عالمگیر تک دہلی کے متعلق اور زیر حکم تھے یے سب حدبندیان قدیم ہندوون کی اور اہل اسلام کی تھی اور اب عہد مین انگریزونکے حدین ہندوستان کی اُسی طول اور عرض کے ساتھ جیسی کہ اگلے زمانے مین ہندو جانتے تھے یے بھی جانتے ہین اِس نقشے کو اور سب نقشون پر

ترجیح اِس سبب سے ہی کہ اِس نقشے کو ایسی سرحدین جو سدسکندری
کے مانند مستحکم ہین گھیرتی ہین اور نئے سرے سے حد باندھنے کی احتیاج نہین
رہتی اس قرارداد پر ہندوستان کا نقشہ اُتّر کی طرف تبّت کی زمین سے
کوہستان ہمالہ یا نیپال کر جو ملک سندھ سے پینتیس درجے عرض شمالی سے شروع
ہو کر اسی عرض پر سرزمین کشمیر پر پہنچ وہان سے دکھن کو پورب کی طرف
مسافت نامعلوم پر جا کر بھوتان کے اُسطرف تک پہنچتا ہی جدا کیا گیا ہی
اور دکھن کی طرف حد ہندوستان کی بحرمحیط ہی اور پچھم کی طرف رود سند
ولیکن پورب کی طرف حدبندی ہندوستان کی بہت مشکل ہی مگر ایسی سرحد
جس سے امتیاز حاصل ہو وہ کوہستان اور جنگلستان ہی جو چاٹگانو و تپرا کی
زمین کے متّصل ہی اور وہان سے اُتر کو برمپتّر تک پہنچتا ہی برمپتّر نام
ایک ندی کا ہی جو وہان سے دور تک سیدھی پچھم کی طرف کو جاری ہو
کر ناگاہ دکھن کی طرف کو بہتی ہی درمیان اِن حدونکے جو لکھی گئین ہندوستان

اِن بڑے بڑے چار حصّون مین منقسم ہوتا ہی

پہلا حصہ شمالی ہندوستان

یہ حصّہ وسیع اور ناہموار ہی پچھم کی طرف ستلج سے شروع ہوتا ہی اور
وہان سے دکھن کی طرف جھکتا ہوا پورب کو تپستا ندی تک جسکا طول شرقی
اٹھاسی درجہ اور تیس دقیقہ ہی جاتا ہی اور اُتر کی حد اُسکی نیپال کے پہاڑ ہین جو جدا
کرتے ہین اِس حصے کو ممالک تاتار اور تبّت سے اور دکھن کی طرف قدیم
حکومت اسلامی سے اُس سرحد کر ممتاز ہوتا ہی جہان پر سلسلہ پہاڑ ونکا وسیع
جنگلون سے جو گنگا کے پورب کو ہی ملتا ہی اور زمین کے ٹکڑے جو اِس حصے مین

واقع ہین اِس تفصیل کے ساتھ ہین

۱ وہ قطعہ زمین جو درمیان ستلج اور جمنا کے واقع ہی
۲ گراول جسکا نام سری نگر مشہور ہی
۳ وہ خطہ جسکو سرچشمہ یا منبع گنگا کا کہتے ہین
۴ کماؤن جو گنگا اور کالی ندی کے درمیان ہی
۵ پینکھا ندی
۶ بھوتان
۷ نیپال کا ملک چونکہ اِس پہاڑی ملک کے آدمی اب تک ہندوستانیون سے کم اختلاط رکھتے ہین اِس سبب سے بہ نسبت ہندوستانیون کے تہذیب اور عقل مین بہت ناقص ہین

دوسرا حصہ ہندوستان خاص

یہ حصہ ہندوستان کا بہ نسبت اور تینون حصّون کے بہت وسیع و فراخ ہی کہ دکھن کی طرف نربدہ تک پہنچتا ہی جو دکھن کے ملک کی شمالی حد ہی اور شامل ہی ایسے گیارہ بڑے بڑے صوبون پر کہ ہر ایک اُن مین سے ایک ریاست یا بادشاہی ہی اور یہ دو صوبے کشمیر اور سند کے بھی اسی مین داخل ہین
۱ بنگالہ ۲ بہار ۳ الہاباد ۴ اودھ ۵ آگرہ ۶ دہلی ۷ لاہور ۸ کشمیر ۹ اجمیر ۱۰ ملتان ۱۱ سندھ یا کچھ ۱۲ گجرات ۱۳ مالوہ یہ صوبے ہمیشہ سے سیر حاصلی اور دولت مین اور سب صوبون سے ممتاز ہین اور انہین صوبون مین دارالامارت سلاطین ہند کا تھا اُن اقوام سخت کوش زبردست نے جو ہندوستان کے شمال مغرب کو رہتے ہین اکثر اِس ملک کو فتح کیا تھا اور

اپنے قبضے مین لائے تھے رہنے والے اس حصّہ کے اکثر دوسرے صوبون کے رہنے والون پر طاقت جسمانی اور ظرافت اور قوت نفسانی مین بالائی اور ترجیح رکھتے ہین قدیم برہمون نے بسبب ترجیح اِس حصے کے شرقی و جنوبی حصّون پر ہندوستان کے اِس حصے کا نام امید هیادیس یعنے مرکزی حصّہ رکھا تھا،

تیسرا حصّہ جنوبی ہندوستان

اُترکی حد اس حصّے کی نربداندی ہی اور تھوڑی سی پورب کو وہ حد خیالی جو اُسی عرض مین کو پہنچتی ہی تا جنوبی ہوگلی یا پچھم کی شاخ گنگا تک اور دکھن طرف کی حد اِس حصے کی یے دو ندیان کشتنا اور تنبھدرا ہی جو دکھن کی شمالی حد ہی اور پورب کی حد خلیج بانگالہ اور پچھم کی بحر ہند یہہ حصہ ہندوستان کا اُن خطون کو احاطہ کرتا ہی جنکی تفصیل یہہ ہی،

۱ گندوانہ، ۲ اوڈیسہ، ۳ شمالی سرکارات، ۴ خاندیس، ۵ برآر ٦ بیدر، ۷ حیدرآباد، ۸ اورنگ آباد، ۹ بیجاپور،

چوتھا حصّہ دکھن

اِس حصّے کو اکثر بنام جزیرہ نما بولتے ہین شکل اُسکی مانند ایک مثلّث متساوی الساقین کے ہی کہ اُترکی حد کشتاندی اُسکا قاعدہ اور دونو ستاحل شرقی و غربی یعنے کرومنڈل اور ملیبار دو اُسکی ساق اور راس کمران اس مثلّث کا سرہی تفصیل اُن خطون کی جو اِس مین ہین یہہ ہی ۱، کنرا، ۲ ملیبار، ۳ کوچین ۴ تراونکور، ۵ بالا گھاٹ، ٦ میسور، ۷ کوئنبا تور، ۸ سالم و بارامحال، ۹ کرناٹک، اب جاننا چاہئے کہ سوا سرانديب کے اور کوئی جزیرہ

ہندوستان کے متصل قابل اعتبار کے نہین ہی اور وے ممالک جو ہندوستان کے متصل ہین اُنکی تفصیل یہہ ہی پچھم کی طرف بلوچستان و افغانستان اُ ترکی طرف تبّت و شمالی حصہ ہندوستان اور بھوتان اور پورب کی طرف آشام اور وے ریاستین جو متصل آشام کے ہین یعنے آوا اور برمھا کا ملک ؁

بزرگی اور خوبی ہندوستان کی اُسکی ندیون سے ہی علی الخصوص گنگا جو اکثر اُسکی سرزمین کو سیراب کرتی اور ایک جگہہ کے حاصل اور پیداوار کو دوسری جگہہ پہنچاتی ہی اگرچہ بہ سبب اختلاف حاکمون کی زبانون اور دینون کے اکثر خطون اور شہرون کے نام مین ہندوستان کے تغیر اور تبدیل ہوئی ہی پر ندیون کے نامون مین کچھ تغیر ابتک واقع نہین ہوئی ہندوستان کی مشہور ندیون کا نام اور اُنکی مسافت تقریبی اُنکے منبع سے سمندر اور گنگا یا رود سند تک یہہ ہی ؁

شمالی ہندوستان کی ندیان

				میل انگریزی
١	سند	... ...		١٧٠٠
٢	گنگا	... ...		١٥٠٠
٣	جمنا	جہانتک گنگا سے ملی	(٧٨٠)	١٠٠٠
٤	ستلج	جہانتک رود سند سے ملی	(٩٠٠)	١٤٠٠
٥	جھیلم	جہانتک رود سند سے ملی	(٧٥٠)	١٢٥٠
٦	گندگ	جہانتک گنگا سے ملی	(٤٥٠)	٩٨٠

جنوبی ہندوستان کی ندیان

٧	گوداوری	... ...	٨٥٠

		میل انگریزي
۸	کشتنا	۷۰۰
۹	نربدا	۷۰۰
۱۰	مہاندی	۵۲۰
۱۱	تپتی	۴۶۰
۱۲	کاویری	۴۰۰

اور بہت سی ندیان چھوتی بری جنکی مسافت معلوم نہین ملک ہندوستان مین جاری ہین جیسے ۱ برمہپتر ۲ گھاگرہ ۳ راپتی ۴ گومتی ۵ سون ۶ راوی ۷ بیاہ ۸ چناب وغیرہ

ہندوستان کے پہارون مین سے دو سلسلے شرقی اور غربی وے پہار ہین جو دکھن کے ملک مین بنام شرقی گھات اور غربی گھات باجتے ہین غربی گھات راس کمران سے جو جنوبی نہایت ملک دکھن کی ہی تپتی ندی یا رودسورت تک پہنچتا ہی جوتیان ان پہارونکی جا بجا پانچ ہزار فت سے لیکر چھہ ہزار فت تک سطح دریاے شور سے بلند ہی پر چوتیان شرقی سلسلے کی بہ نسبت غربی کے نیچی ہین اور یہہ سلسلہ گیارہ درجے بیس دقیقے عرض شمالی سے تا کشتنا سولہ درجے عرض شمالی تک کھنچتا ہی اور زمین بالا گھات کو پائین گھات سے جو دراز ہوتا ہی سواحل شرقی کارومندل مین جدا کرتا ہی مدراس کے جوار مین نہایت بلند چوتی اس سلسلے کی ہزار ذراع سطح دریاے شور سے بلند ہی اور شہر بنگلور کے پہار کی چوتی کے اوپر کی زمین جو قابل رہنے کے ہی سمندر سے تین ہزار ذراع بلند ہی لیکن ہمالہ پہار عجائب عالم سے ہی اس لئیے کہ اتنا بلند دنیا مین کوئی پہار نہین اور یہہ کوہ والا شکوہ حدود ملک خراسان سے طرف حد غربی

ہند کے جاتا ہی اور سامھنے اکثر شہرون کے گذرتا ہی اور ہر جگھہ ایک نیا نام پاتا ہی خراسانی اور کابلی جو پچھم طرف رود سند کے رہتے ہین اِس پہاڑ کو ہند وکش کہتے ہین اور اِس رود کے پورب کے رہنے والے اُسکو ہمالہ بولتے ہین یعنے برف کی جگھہ شمال شرقی جانب کشمیر سے یہہ پہاڑ پورب کی طرف ہو سب منبو نپر پنجاب کی ندیون کے ستلج چھوڑا گذرتا ہی اور ان حدون مین سنگستانی بہرہ لاہور کے خطے کو چھوڑتے تبت کے خطے سے جدا اور اُسی طرف کچھ آگے جاکر گنگا جمنا کے منبون کو قطع کرتا ہی اور دونون کو دکھن کی طرف پھیرتا ہی لنبائی اِس پہاڑ کے سلسلہ کی اس سے آگے پورب کی طرف خالی پاتی ہی اور شاید سبب اُس خلل کا یہی ہی کہ کنڈک اور آرن اور کوسی اور تستی نے اُسکی بنیاد اور بنا مین نفوذ کیا ہی بھتان کے اُسطرف ایک قطعہ زمین مین جسکا نام معلوم نہین ہی یہہ سلسلہ پہاڑ و نکا گم ہوتا ہی اور یہہ بھی کہتے ہین کہ بحیرہ چین تک جاتا ہی یہہ سلسلہ جس قدر ہندوستان کے محاذی اور مقابل ہی اُسکی چوٹی کی بلندی اس قدر ہی کہ تمام روے زمین پر جتنے پہاڑ ہین کسی کی ایسی بلندی نہین اور اِس سلسلے کی تمام بلند چوٹیون مین چوٹی دھولاگرکی بہت بلند کہ بسیط دریاے شور سے ستائیس ہزار ذراع یا قریب پانچ میل انگریزی کے بلند ہی ؏

بیش قیمت تجارتی جنسین جو خاص ہندوستان مین پیدا ہوتی ہین اور سب اقلیمون کو ان سے فیض پہنچتا ہی تو ابل یعنے گرم مصالح ہین جنکو قدیم سے ہندوستان کے شرقی جزائر سے سب ملکون کو لیجاتے ہین اور جواہر بیش قیمت اور سیلان کے موتی جنکے سبب تونگری اور زینت اس ملک کی ہی ؏ حاصل کلام یہہ ہی کہ اِس ملک مین ایسی سودمند اور نفیس چیزین جن سے حاجتین اصلی بشر کی برآئین خالق مطلق نے اِس کثرت کے ساتھہ پیدا کی ہین جنکے سبب سے

ہر قوم بالطبع قدیم سے ابتک اِس ملک کے ہوا خواہ اور اسکی طرف مائل رہے اور رہتے ہین اور اسکے خیرات و برکات کو اپنے ملک کو لیجاتے ہین چاندی اور سونا بہت دور دور ملکون سے تجارت کے واسطے یہان آتا ہی جسکے سبب اِس ملک کے آدمی تونگر ہین اور سچ تو یہہ ہی کہ اگر حکام زر و مال کو اُسکے بیگانے ملکون مین نہ لیجا لے دیتے تو ثروت و فراغت اس ملک کے لوگون کی حساب و شمار می نہ آتی ؛

اگرچہ اس ملک کے محاصل اور محاسن طبیعی نے سرمایہ فراغت اور تونگری کا زیادہ کیاہی اور انواع اقسام خیر و برکت کے دروازے رہنے والون پر کھولے ہین اور اُسکے ساکنین خاصہ ہنود کو ایسی گزیدہ صفتون سے موصوف کیا ہی کہ شاید غیر قوم مین کم پائی جاتی ہین چنانچہ یہے خصال اُنکے قابل ذکر کے ہین نرم دلی، میا دیا، خاکساری، ملنساری، جاندار آزاری سے تمامتر پرہیز، ضعیف جاندارون پر رحم، کثرت خیرات و صدقات (اگرچہ اس جہت سے یہہ بڑی قباحت پیدا ہوئی ہی کہ ہزارہا فرقے فقیرون و مفت خورون کے جیسے جوگی بیراگی سنیاسی کبیر پنتھی نانک پنتھی وغیرہ ہندؤن مین اور مداریئے جلالئے بے نوا آزاد امام شاہی وغیرہ مسلمانون مین اور سیکڑون فرقے بیکارون کے اور خرافاتیون کے جیسے نجومی رمّال فال کو اہال جفر و ارباب عزایم و اصحاب نیرنگ و افسون وغیرہ موجود ہوے ہین) احتراز لحوم حیوانات سے تعظیم و پرستش عظیم مظاہر یزدانی و مجالی ربانی کی، جلد سیکھ لینا بیگانی زبان اور طریقہ و دستور غیر قوم کا و لیکن وے رذایل جو فراغت اور تونگری کو لازم ہین اور تنعم اور تن آسانی سے خواہ نخواہ پیدا ہوستے ہین وہ بھی کچھ کم نہین ہین چنانچہ آل اولاد کی کثرت، نہایت دلدادگی بلوازم عیش و عشرت

خانہ نشینی، کوچکدلی کم ہمتی، تنگ حوصلگی ہنر و کمال مین، چنانچہ جیسا کپڑا سوتی
یا ریشمین موٹا یا باریک کئی ہزار برس آگے ہندستان مین بنا جاتا تھا اب بھی
ویسا ہی بنا جاتا ہی کچھ تفاوت یا ترقی اُس مین نہوئی، حال اور سب پیشے
اور ہنر اور زراعت وغیرہ کا بھی یہی ہی کسی مین کچھ ترقی نہوئی مگر تھوڑا سا
فرق اہل فرنگ کی تلقین و آمیزش کے سبب بعضے کامون اور ہنرون مین ہوگیا
ہی، دونی اور فرومایگی، اور رذیل شیوونکا اختیار کرنا، حد سے زیادہ زر کی
طمع جس طرح حاصل ہو سکے مکر و فریب سے ہو یا ذلّت و بے عزتی سے اُسے
بڑھانا یا جمع کرنا، غیرت اور حمیّت ملکی کچھ بھی نہ رکھنا اور بیگانونکی بندگی اور غلامی
مین جلد سر جھوکانا، فی الحقیقت اِس سے زیادہ پاجی پن اور دونی اور ذلّت
و زبونی کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس مین تو لڑین وغیرونکے پرجا ہو کے
اُنکی غلامی کرین اپنے زر و زور و قوت سے بیگانونکو اپنا خداوند بنائین اور آپ
اُنکے بار سنگین حکومت کے تلے گھسین اور پسین، بہتایت پنتھ اور مذہب کی
جو بڑا سبب اختلاف اور نفاق کا اور بڑی عادت دشمنی اور عداوت کی ہوئی ہی
اور اسی سبب سے آہستہ آہستہ جمعیت ملکی و غیرت قومی مین اُنکے تفرقہ پڑا ہی،
اِنھین جہتون سے اِس ملک کے لوگ قدیم سے مقہور اور مغلوب غیر قوم
کے رہے ہین اور چونکہ اِس ملک کے رہنے مین ایسی ایسی خصلتین رذیل
انسان مین خواہ نخواہ پیدا ہو جاتی ہین اِس باعث سے جن قدیم بادشاہون
نے اِس ملک کو تسخیر کرنے کی عزیمت اور ہمت کی ہی اِس ملک کے
توطّن سے ہمیشہ نفرت اور کراہیت ہی کرتے رہے ہین چنانچہ گرشاسپ نامۂ
اسدی مین لکھا ہی کہ جب ضحاک نے گرشاسپ اپنے سپہسالار کو
ہندوستان کی تسخیر کو بھیجا اُسکو یہہ وصیّت کی

مثنوی

وصیّت چنین کرد گرشاسپ را ۔ کہ در ہند پدرود کن خواب را
نداری زخون سیاہان دریغ ۔ ہمین کار فرما درخشندہ تیغ
بجستی دہ انجام کار بزرگ ۔ برایشان چنان زن کہ برگلہ گرگ
نمانی دران بوم سالی تمام ۔ کہ لشکر گران گیرد از ننگ و نام
گرت بگذرد چار موسم دران ۔ ز فرہنگ و مردی نیابی نشان

خلاصہ اس وصیّت کا یہہ ہی کہ ای گرشاسپ بعد فتح ہند کے زنہار وہان اقامت کا قصد نکرنا کیونکہ اگر چار موسم یا ایک سال تیری لشکر وہان رہیگی پھر مردی و مردانگی وننگ وفرہنگ کا نشان لشکریون مین باقی نرہیگا، اور اگر کسی شخص کو اس بات مین شک ہو کہ آب و ہوا ہندوستان کی اور معیشت خاص ہندستانیون کی کس طرح نامردی وجبن پیدا کرتی ہی تو چاہئے کہ قدیم خاندانون پر مغل پٹھان کے تنک نظر کرے کہ آل اولاد اُن شیردل عالی ہمت امیرونکی بدولت بود وباش اِس ملک کے کیسی ناکس وزنخی ہو گئی ہین اور کیسی پوچ عادتین اور خصلتین اختیار کین ہین، صاحبان عالیشان انگریزنے جو خداوند عقل اور فرہنگ و دانایان فرنگ کے درمیان ساتھ مزید تجربے اور آزمون کے ممتاز ہین اِس ملک نامردم خیز کی آب و ہوا کی و باہمی تاثیر کو خوب پہچانا ہی اور اُنکی گزیدہ تدابیر ملکی سے ایک یہہ ہی کہ اپنی قوم کے رئیسون کو اِس ملک کے رہنے سے منع کرتے ہین اور کسی طور توطّن اس ملک کا جائز نہین رکھتے بلکہ اپنی ہمّت بلند اور عقل ارجمند کے باعث حتی الوسع اِس بات مین سعی کرتے ہین کہ ہندوستانیون کو جہالت اور نامردی کی پستیون سے اُٹھاکر جوانمردی اور عقلمندی

کی بلندیون پر پہنچائین اور اپنی پسندیدہ عادتین اور ستودہ اخلاق سکھلائین ؏
ولیکن بد نتایج سے مفرط زردوستی کے جو صفت ذاتی شیوہ سوداگری و تجارت کی
ہی اور مفاسد سے زیادتی ناز و نعمت کے کہ لازمہ عالم تونگری اور امارت ہی
دیرتک بری و پاک رہنا پرمشکل و دشوار ہی ؏

یہہ مختصر بیان تاریخ وار ہی قوم انگریز کے تسلّط کا
ھندوستان مین کہ کس طرح سے دوسی برس کے عرصے مین
اُنھونے آھستہ آھستہ دخل و تصرف مین اُسکے ترقّی کی ھی

	سنہ تصرّف
شہر مدراس باضمیمہ قطعہ زمین پانچ میل طول مین دریا کے کنارے اور ایک میل خشکی کی طرف عرض مین	۱۶۳۹
جزیرہ بنبئی	۱۶۶۴
قلعہ سنط دیو ڈ کرناٹک مین سمندر کے کنارے پر	۱۶۹۱
کلکتہ	۱۶۹۶
جاگیر کرناٹک مین	۱۷۵۰ — ۱۷۶۳
چوبیس پرگنہ	۱۷۵۷
چاٹگانو اور بردوان اور میدنی پور	۱۷۶۱
بنگالہ اور بہار اور چار سرکار اُترکی	۱۷۶۵
سالسٹی کی بوم و بر	۱۷۷۶
بنارس کی زمینداری	۱۷۸۱
سرکار گنٹور	۱۷۸۷

	سنہ تصرف
مالابار کنڑ اکونبنباتور ڈنڈیگال سالم بارامحال وغیرہ جو ٹیپو سلطان کے ماکون مین سے جدا کیئے گئے	۱۷۹۲
سرینگاپٹن کی حکومت جو ٹیپو سلطان جنت مکان سے لئی گئی	۱۷۹۹
بالا گھات اور زمین بلاری اور کڑپہ	۱۸۰۰
خطے دیئے ہوئے نواب اودہ کے عوض مین اعانت دایمی انگریزونکی ممالکت روہیل کھنڈ معہ بریلی مراد آباد شاہ جہان پور وغیرہ اور ملک پائین دوآب کے اور خطہ فرخ آباد اور الہآباد اور کانپور اور گورکھپور اور اعظم گڈھ وغیرہ	۱۸۰۱
صوبہ کرناٹک محتوی ان خطون پر جو تصرف مین نواب کرناٹک کے تھے	۱۸۰۱
دہلی آگرہ دوآب بالا ہریانہ سہارن پور میرٹھ علی گڈھ اٹاوہ بوندیل کھنڈ کٹک بالاسور جگر ناتھ وغیرہ	۱۸۰۳
حصہ مملوکہ ڈچ اندر کے حصے جزیرے سیلان سے	۱۸۰۳
خطے دی ہوئی پیشوا اور گیکوار کے صوبہ گجرات مین	۱۸۰۳
خطے مفتوحہ نیپال کی سلطنت سے زمین کوہستانی کے ساتھ جو واقع ہی درمیان ستلج اور جمنا اور گروال اور کماؤن کے	۱۸۱۵
کانڈی کی ریاست سیلان مین	۱۸۱۵
انجار اور منڈاوی ساتھ اور نواح کے کچھ مین	۱۸۱۶
پونا اور سب ممالک پیشوا کے خاندیس ساگر ساتھ اور خطے صوبہ مالوہ اور اجمیر کے راجپوتانہ مین سنبھلپور سرکوجہ گرا منڈلہ ساتھ اور نواح دیئے ہوئے راجہ ناگپور کے	۱۸۱۸

خطّے مفتوحہ برمھا کی مملکت سے آشام کا چارمنی پور رخنگ مار تبان
وییٔے تواۓ تینا سیرام اور مرکائی جزیرے ‎۶‎ ... ... ‎۱۸۲۶‎

اِس مجمل بیان سے ہوشمند پر جو ایسے حالات کا متلاشی ہو ظاہر ہوگا کہ اب تمام ہندوستان جو تصرّف مین دولت تیموریہ کے عین قوت و فروغ کے وقت مین تھا یعنے چار صوبے کابل کشمیر لاہور ملتان چھوڑ کر باضمیمہ مرز و بوم شرقی برمھا کی مملکت سے اور جنوبی خطے منتہاے دکھن تک معہٗ جزایر شرقی اور اُتر کے نواح نیپال کی مملکت سے سب کے سب بالکل قبضے و تصرف مین دولت برطنیہ ہندیہ کے ہین جنکی چار حدین اِس تفصیل سے ہین پچھم کو ستلج پورب کو بقیہ مملکت برمھا جنوب کو منتہاے دکھن شمال کو نیپال کے پہاڑ مگران حدون کے درمیان بعضے حاکمون کو جیسے بادشاہ اودہ اور نواب حیدرآباد اور راجہ میسور اور راجہ ترا ونکور اور راجہ کوچین مصلحت ملکی سے دولت برطنیہ کے نام کو حکومت سپرد کر رکھی ہی اور وے تعابندی کے طور پر اُسے خراج ادا کرتے ہین اور فوج انگریزی اُن کی ریاستون پر متعین ہین تاغیر کی سطوت سے اُنکی حافظ اور مددگار رہے اور اُنکی خانگی خصومت و نزاع مین منصف ہو اور اُنکو راہ عدالت پر رکھے اور کچھ فتنہ و فساد ہونے نہ دے اِن سب حکّام کو ہوا خواہ دولت برطنیہ گنا چاھیٔے اور بعضے اور چھوٹے راجے جیسے راجہ بھرتپور و پچھری اور کئی سردار دہلی کی نواح والے اور سکھ ستلج پاس والے اگرچہ یے بھی خیر خواہ کمکی دولت برطنیہ کے ہین لیکن فوج انگریزی اُن کے ملک مین نہین رہتی اور بعضے زمیندار اور راجہ قدیم خاندان کے جیسے راجہ بوندی اور کوٹہ اور بھوپال جنکے ملک اور ریاست نے بہ نسبت سابق کے کچھ ترقی کی ہی اوؔر پانچ راجہ نامدار قدیم راجپوتانہ کے راجہ جیپور اور راجہ اودے پور اور راجہ جودہ پور اور راجہ بیکانیر اور راجہ جیسلمیر کہ

یہ سب ہوا خواہ متعاہد دولت برطنیہ ہندیہ کے لکھے جاتے ہین اور سب طرح کی تکلیف سے دولت برطنیہ کے آزاد اور فارغ ہین جیسے سابق مین تھے ویسے ہی رہتے ہین اور اُنکے حال پر نظر مرحمت دولت برطنیہ کی ہمیشہ رہتی ہی ؏

مختصر بیان حاصل زرخراج اور باج دولت برطنیہ کا درسنہ ۱۸۲۱ اور سنہ ۱۸۲۲ ؏

تمام حاصل ممالک بنگالے اور ہندوستانکا

بابت خراج زمین کے	۱۳۳۴۰۵۰۲۰	روپیہ
ملک مدراس کا حاصل	۵۵۵۷۱۲۹۰	روپیہ
ممالک بنبئی کا حاصل	۲۸۶۶۷۴۱۰	روپیہ
جملہ	۲۱۷۶۳۳۷۲۰	

سب اکیس کرور چھہتر لاکہ تینتیس ہزار سات سی بیس روپیہ

درسنہ ۱۸۲۱ اور سنہ ۱۸۲۲ ؏

حاصل تجارت خاصہ نمک	٦٠٦٠٧٦٨٠	روپیہ
حاصل تجارت خاصہ افیون	۱۱۲۶۷۲۷۰	روپیہ
حاصل کاغذ اسطام	۲۱۶۷٦۰۰	روپیہ
باج ممالک قدیمہ	۴۷۹۰۰۱۴	روپیہ
باج ممالک جدیدہ	۸۴۷۴۴۹۰	روپیہ
جملہ	۴۷۲۸۷۰۶۹	

سب چار کرور بہتّر لاکہ ستّاسی ہزار اُنتہر روپیہ

	۲۱۷۶۳۳۷۲۰
	۴۷۲۸۷۰۶۹
کل	۲٦۴۸۲۰۷۷۹

چھبیس کروڑ اتھتالیس لاکھ بیس ہزار سات سی اُناسی روپی ٔ عالمگیر بادشاہ کے عہد مین حاصل خراج اور باج کا بسبب ضمیمہ ہونے ان دو صوبہ مفتوحہ حیدرآباد اور بیجاپور کے ممالک محروسہ مین بہت زیادہ ہو گیا تھا اور کل جمع اُسکے اکیس صوبون کی یہ تھی ۳۱۴۲۹۶۹۲۱ روپی یعنے اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ چھانوے ہزار نو سی اکیس روپی ٔ حال زیادتی زراعت اور حاصل زمین کا عہد دولت برطنیہ مین بہ نسبت سابق کے اس طور پر قیاس کیا چاھئے کہ اب اگر خراج واجب الادا حاکم کی سرکار مین دس روپی آتے ہین تو زمیندار کو پانچ روپی بچتے ہین اور سابق عہد مین حاکم دس لیتے تھے اور زمیندار کو ایک بچتا تھا اور درمیان پندرہ اور گیارہ کے چار کا فرق ہی پس یہ بات ثابت ہوئی کہ اس عہد مین حاصل زراعت قریب ایک ثلث بہ نسبت عہد سابق کے زیادہ ہو گیا ٔ

نقشہ تربیع یا مساحت سطحی روے زمین ہندوستان کا ساتھ گونہ تفصیل پرگنون اور ضلعون کے اور تقریبی شمار آدمیون کی وابستہ سال ۱۸۲۹ ء

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
بنگالہ اور بہار اور بنارس	۱۶۲۰۰۰	۲۹۰۰۰۰۰۰
خطّے مضاف ہندوستان کے ممالک سے بعد اس سنہ ۱۷۶۵ ء کے	۱۴۸۰۰۰	۱۸۰۰۰۰۰۰
گروال اور کماؤن اور وہ عرصہ جو درمیان ستلج اور جمنا کے ہی	۱۸۰۰۰	۵۰۰۰۰۰
جملہ جو بنگالے کی حکومت مین ہی ...	۳۲۸۰۰۰	۵۷۵۰۰۰۰۰

	عدد مربعات میل انگریزي	عدد نفوس
جملہ جو حکومت مدراس مین ہی	۱۵۴۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰۰
جملہ جو حکومت بنبئی مین ہی	۱۱۰۰۰	۲۵۰۰۰۰۰
دکھن وغیرہ کے خطے حاصل کیئے ہوے سنہ ۱۸۱۵ع کے پیشوا وغیرہ کی ریاست سے اور بعد اسکے اکثر ان مین سے داخل مملکت برطینہ کے ہو گئے	۶۰۰۰۰	۸۰۰۰۰۰۰
سب جس قدر سلطنت برطینہ کے تحت تصرف مین ہی	۵۵۳۰۰۰	۸۳۰۰۰۰۰۰

دولت برطینہ کے ہواخواہون اورخراج دینے والون کے ملک

	عدد مربعات میل انگریزي	عدد نفوس
ملکِ نظام علیخان نواب حیدرآباد	۹۶۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰۰
ملکِ راجہ ناگپور	۷۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
ملکِ پادشاہ اودھ	۲۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
گیکوارکا ملک	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
ملک کوٹے کا ۶۵۰۰ ملک بونڈی کا ۲۵۰۰ ملک بھوپال کا ۵۰۰۰	۱۴۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰
ملکِ راجہ میسور	۲۷۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
ملکِ راجہ ستارہ	۱۴۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰
ملکِ راجہ تراونکور ۶۰۰۰ ملکِ راجہ کوچین ۲۰۰۰	۸۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
دولت برطنیہ کے حمایتیون کا یعنے راجہ بیکانیر اور اودیپورا اور جودھپور اور جیسلمیر وغیرہ کا جو سردار راجپوتون کے ہین اور ملک ہلکر اور امیرخان اور راو کچھ اور بھرتپور اور مچھری وغیرہ اور امیران سندہ اور سکھون کا اور کندوانہ اور بھیل اور کولی اور کاتی کے راجون کا ...	۲۸۳۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰۰
جملہ ممالک دولت برطنیہ اور اُسکے ہواخواہونکا	۱۱۰۳۰۰۰	۱۲۳۰۰۰۰۰۰

مستقل ریاستونکی

تفصیـــــــــل

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
ملکِ راجہ نیپال	۵۳۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
ملکِ راجۂ لاہور	۵۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
ملکِ امیران سندھ	۲۴۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملکِ سیندھیہ	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰
ملکِ شاہ کابل	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملک سب کاں ہندوستان کا	۱۲۸۰۰۰۰	۱۳۴۰۰۰۰۰۰

تخمینی شمار آدمیون کی بعضے شہرون مین ہندوستان کے

	عدد نفوس		عدد نفوس
بنارس	۶۰۰۰۰۰	دھلی	۱۵۰۰۰۰

شہر	عدد نفوس	شہر	عدد نفوس
کلکتہ	٥٠٠٠٠٠	مرشدآباد ...	١٥٠٠٠٠
مدراس حوالی سمیت	٤٦٢٠٥١	پونان	١١٠٠٠٠
عظیم آباد ...	٣٠٠٠٠٠	اکرہ	٦٠٠٠٠
لکھنو	٣٠٠٠٠٠	بریلی	٦٦٠٠٠
حیدرآباد ...	٢٠٠٠٠٠	اورنگ آباد ...	٦٠٠٠٠
ناگپور ...	١١٥٠٠٠	بردوان	٥٤٠٠٠
برودہ	١٠٠٠٠٠	بانگلور	٥٠٠٠٠
احمدآباد	١٠٠٠٠٠	چھپرہ	٤٣٠٠٠
کشمیر	١٠٠٠٠٠	فرخ آباد ...	٧٠٠٠٠
مرزاپور ...	١٠٠٠٠٠	دھاکہ	١٨٠٠٠٠
بنبئی	١٧٠٠٠٠	سورت	١٦٠٠٠٠

بیان مین اجمالي خصوصیات ملک دکھن کے جو بسبب نزدیکي خط استوا اور اعتدال زمانے ظلمت وضیا کے بیشمار خیرات وبرکات پر محتوي هی اور تعریف مین نواب مکارم انتساب حیدرعليخان فردوس مکان کے جسنے سریر نکپتن مین حکومت اسلامیه کي بنیاد قایم کي اور انتہاے دکھن تک علم فتح و فیروزي بلند کیا اور صفت مین بادشاہ سلیمان جاہ طیپو سلطان جنت آشیان کے جسنے تاج وتخت کو اس حکومت کے آرایش دي اور توصیف مین جلائل مکارم و شرائف مناقب ارکان دولت برطنیه کے جواب تمام ممالک پرهندوستان کے سواحل شرقي سے لے سواحل غربي تک اور نہایت دکھن سے کوھستان همالہ تلک تسلّط رکھتے هین

مثنوي

همایون کشوری خرّم زمینی　　طرب‌افزا زبومی دلنشینی
وطنگاهی نشاط و خرمی را　　طربگاهی پری و آدمی را
صفای آب شیرینش روان‌بخش　　ریاح باد مشکینش توان‌بخش
مزاجش ز اعتدال استوائی　　بعنبر بیزی و گوهر فزائی
هوایش را نشاط زعفران‌زار　　نسیمش را شمیم زلف دلدار
جبالش معدن یاقوت و گوهر　　بحارش مخزن لولو و عنبر
گیاهش زعفران و عود و سنبل　　نباتش فلفل و جوز و قرنفل
کهستان در کهستان لاله‌زارش　　گلستان در گلستان نوبهارش
مغاص در و مرجان ساحل او　　خراج جمله گیهان حاصل او
ابازیرش بیابان در بیابان　　ریاحینش خیابان در خیابان
برند ازوی ابازیر و توابل　　بکشورها قوافل در قوافل
ز ساج و آبنوس و عود و صندل　　زبان و رشک بید و رند و مندل
بهشتی گشته اش یابی بیابان　　بداغ رشک ازو فردوس رضوان
ندیده کس چنین آب و هوائی　　بدین خوبی همانا نیست جائی
زبان در وصف آن فرخنده کشور　　بود لال و کند خامه نگون سر
بس است این فضل کش بر هر تخوم است　　که آدم بوالبشر را زاد بوم است
دکهن زین رو شده دار الخلافت　　مصون باد از هر آسیب و آفت
خنک باش ای زمین مهر پرور　　نوازش کن سعادت بار آور
جمادات تو هار گردن حور　　نباتات توان جان رنجور

نه تنها نا توانان را توان بخش — که جان را نیرو افزای روان بخش

بدین خوبی گیاه است و جمادت — چه باشد گلشن و جان بخش بادت

کلات گر باشد این بستان چه باشد — ستانت این بود ایوان چه باشد

چو دهلی را چراغ سلطنت مرد — گل و بستان او افسرد و پژمرد

دکهن مانده تهی از تاجدارے — دلیری تاججوی بر دبارے

بهر بوم و بر آن از تباهی — تهی بر کرده سر از جیب شاهی

نخستین حاکمانش راجه بودند — که بر هر خطّه دارائی نمودند

از ایشان زان سپس بازو ردستان — ستد پور علی حیدر علی خان

سپهدار مهین شیر سلحشور — که بنهاده اساس ملک میسور

چو سام اندر توانائی و چستی — چو رستم در کمانداری و رستی

قوی رای و قوی بازو قوی بخت — سرش زیب کله پاش افسر تخت

نمود از تف تیغ گند ناگون — دل رایان ملک هند را خون

امیران دکهن از سطوت او — رمان از وی چنان کز شیر آهو

دکهن بد بیشهٔ آن شیر شرزه — چو روبه دشمنانش زو بلرزه

سمات مهتری پیدا ز کارش — نشان حیدری از کار و بارش

بهر بار و کر عزمش کرد آهنگ — کلیدش را نهاد اقبال در چنگ

ظفر از چاؤشانِ موکب او — دوان در پیش موکب طرّقوگو

چو آن دارای دین رخت از جهان بست — به تختش خسرو آفاق بنشست

شهی سلطان نشان زیبای شاهی — همای سلطنت ظلّ الٰهی

مهی بهرام کین و مشتری خو — طرفدار دکهن سلطان طیپو

خدیوی نام جوی و رنجبر دار — دلیری گرم کین و برق پیکار

به کین و مهر زهر و انگبین ریز — برزم اسکندر و دربزم پرویز

جهان گیری به تیغ هندوی زاد — جهانداری به کلک پهلوی زاد

به آب تیغ برق کشت بیداد — زبد دینان جهان را شست و شوداد

رواج دین احمد بود کارش — چو عهد مهدی آمد روزگارش

صناعت خانه ها بنیاد کرد او — جهان از داد و دین آباد کرد او

بسی آئین شاهی کرد ایجاد — بسی دولت سرا بنهاد بنیاد

زگوناگون عمارات نو آئین — زرنگارنگ باغات و بساتین

زبس آرایش و سامان و سازش — که بست این مملکت را زان طرازش

شده یکسر دکهن چو خلد رضوان — پر از ناز و نعیم و حور و غلمان

ازان غیرت که او را بد دراسلام — چو پروانه بر آتش زد سرانجام

بمرد و نیکنامی از جهان برد — چو ماند نام نیکو خوش توان مرد

چو دولت نوبت است و خم گردون — بهر نوبت رز ز رنگی دگرگون

زمانه آن ورق را در نوشته — بشسته نقش دیگر بر نشته

کنون آن تخت و تاج از داد ذوالمن — در آمد زیر فرمان بریطن

بیا ای خامهٔ اعجاز پرداز — برافگن پرده از روی سخن ساز

فراتر ها منه از حد خود پای — سخن سنجیده گوی و سخته بسرای

نگویم راه مدح و شاعری پوی — هر آنچت فرض شد گفتن همان گوی

ز مهر و داد این دولت سخن ران — حدیث شرم و آزرمش فرو خوان

ز ارکان و ز اعیانش نشانے — بده با نغز و زیبا تر بیانے

که نبود ز و بیانی در دری به — خرد احسنت گوید دانشت زه

چه دولت مظهر الطاف یزدان — چه دولت مطلع اوصاف یزدان

همه آئین و دستورش همایون گزین هنجارش و فرخنده قانون

اساسش بر سداد و مهر و داد است ازان پاینده چون سبع شداد است

بنام ایزد خردپرور گروهی صفاپرور نوازشگر گروهی

دلیر و چابک و چست و سبک‌خیز شگرف و کاردان نغز و دلاویز

براه نیکنامی گرم‌پویان بکیش دلنوازی نرم‌خویان

همه خوشخوی و آزاد و هنرمند همه دلجوی و راد و پاک‌پیوند

همه لطف و همه مهر و همه شرم تهی از کینه و لبریز از آزرم

به مهرآمیختن فرخنده دین‌شان ز کین بگسیختن آئین گزین‌شان

ز حکمت هر همه سرمایه دارند همه‌شان یکدل ار صد گر هزارند

چو آئینه مصفّا سینه‌هاشان عیان زان مهرها و کینه‌هاشان

جهان پیما چو سیّاحان افلاک چو صحن خانه‌شان این خطّهٔ خاک

چو مرغان هوا آزاده و خوش به سیر این جهان دلداده و خوش

بهر گلشن زمانی خوش بپایند درآیند و سرایند و برآیند

بدان سامان و ساز و رخت و کالا کز ایشان هر یکی دارد ز دنیا

همه آزاده بزیند و سبکروح گران و تیزرو چون کشتی نوح

سلیمان وار اندر مرکب باد ازین کشور بدان گردند دلشاد

گزین دستورها را تازه کردند ز دانش دهر پرآوازه کردند

هنر را عهدشان شد روز بازار چه دانش را که نگرفتند در کار

شده از فرشان این ظلمتستان فروغ آگین چو یونان حکمتستان

عجب نبود ازین پس گر ازین بوم صنایع را برند در چین و در روم

بتدبیر و بدانش کارسازند بتاب فکر خارا را گدازند

شکیب و آگہی و دور بینی — ہمہ آلات کار شان بہ بینی
قلم درکار یابی تیغ پیکار — سپر حزم و زبان شان تیغ پیکار
فگندہ اسلحہ در تاب آتش — وزان زنجیرہا پرداختہ خوش
کزین بند دست و پاے اشرار — نہ زان برند بیخ و شاخ ابرار
سخن کوتہ بسے ہشیار کارند — دو روزہ زندگانی خوش گذارند

مملکت میسور اور اُسکے تختگاہ شہر سرینگپٹن کا بیان جسمین نواب حیدرعلیخان بہادر مغفور نے حکومت اسلامی قایم کی اورطیپو سلطان مبرور نے اسکی آرایش اورزینت دی ترجمہ کیا ہوا کتاب آتھنٹک ممائرس اف طیپو سلطان سے جسکوایک منصبدار انگریزی نے تالیف کیا تھا

میسور ایک صوبہ جنوبی حصّہ ہندوستان کا ہی زمین اُسکی بلند ہموار تین ہزار فت سمندر سے مرتفع آب وہوا وہان کی شیرین وخوشگوار جابجا اُس مین چھوتے چھوتے پہار چونکہ سرزمین اِس خطے کی بلند ہی آب وہوا اُسکی صحت آگین اور نہایت اعتدال سے قرین ورنہ ایک ہزار وسات سو پچاس ع حیدرشاہ عرف نواب حیدرعلی خان بہادر نے اِس مملکت کو راجہ میسور کے تصرف سے جو وہان کا حاکم تھا نکال کر اپنے قبضہ مین لا خود حاکم مستقل ہوا سرینگپٹن میسور کا دارالملک ایک شہر ہی مضبوط اور استوار غربی سواحل ملیبار کے متصل کیبی اور کوتہ کے درمیان گرد و پیش اُسکے زمین سنگستان ہی اور چشمے و ندیان اُسمین جاری و روان اِنھین جہات کے سبب اکثر آفات و اخطار سے ایمن ومحفوظ ہی نواب حیدرعلی خان بہادر نے اِس جگہہ کی خوبی و رونق برھانی شروع کی اورطیپو سلطان نے اُسکی زینت وآرایش

کمال کو پہنچائی ؛ عرض شمالی اِس دار الملک کا بارہ درجہ پینتیس دقیقہ ہی اور طول شرقی گرینوچ سے چھہتر درجہ اکتالیس دقیقہ ؛ یہہ دار الملک ایک جزیرے مین واقع ہی جسکو دو شاخ نے کاویری ندی کے احاطہ کیا ہی طول اِس جزیرہ کا چار میل اور عرض ڈیڑھ میل انگریزی ہی اور سریرنگپٹن کا قلعہ جزیرے کی غربی حد کے پاس واقع ہی جہان دونو شاخین کاویری کی جدا ہوتی ہین ؛ اور شرقی حد پر جہان دونو شاخین پھر ملجاتی ہین لعل باغ نامے ایک بادشاہی باغ ہی اگلے زمانے مین ایک شہر گنجام اُس جزیرے مین نہایت آباد تھا جو تمام جزیرے کی زمین پر ایک چھوٹا باغ چھوڑا جسکو دولر باغ یا راجہ کا باغ کہتے تھے محتوی تھا ولیکن جب سرداران ہم عہد کی فوجون نے سریرنگپٹن پر چڑھائی کی تھی بڑا حصہ قدیم شہر کا منہدم کیا گیا تا وہان دمدمے اور مورچے توپونکے بنائے جاوین اور چھوٹا حصہ شہر قدیم کا قریب آدھے میل انگریزی مربع کے سوداگرون کی بود و باش اور افواج سلطانی کی اقامت کے لئے باقی رکھا گیا تھا اور یہہ قطعہ باقی جسکو (پیٹہ یعنے آثار باقی شہر گنجام) کہتے ہین اور لعل باغ کے پاس واقع ہی مضبوط چار دیواری سے احاطہ کیا گیا ہی ؛

یہہ بات اِس مقام مین قابل ذکر کے ہی کہ جزیرے کے باہر ایک میدان وسیع ہی احاطہ کیا گیا بنواری اور کانٹون کی باڑ سے بمنزلۂ سرحد بیرونی دار الملک کے کہ وقت ہجوم اور تاخت کرنے دشمنونکی فوج کے اُس شہر اور گرد نواح کے رہنے والے اِس جگہہ مین کہ بہت قلب اور مثل ایک قلعہ مضبوط کے ہی آکر پناہ لیتے ہین ؛ وہ احاطہ جو دکھن کی شاخ کاویری کے باہر ہی سب آباد ہی ولیکن احاطہ اُترکا تصرف مین میسوریہ افواج کے رہتا ہی ؛ اِس احاطہ کے درمیان جسکے ٹکڑون کو ایک چوڑی نہر لکوبی ندی کے پیچون نے گھیر لیا ہی چھہ ڑیا

گرھی مضبوط بلند زمین پر بنائی گئی ہین تاکہ سپاہ حراست پیشہ غنیم کے ہاتھ سے جزیرے کی حمایت و حفاظت کرتی رہے
شہر سریرنگپٹن کی عمارتین خشتی اور سنگین بہت خوشنما اور قرینے کے ساتھ ہین مرد وہان کے اکثر موٹے تازے صحیح و سالم عورتین کامل اندام و شیرین شمائل اور اپنی آرایش و زینت کی دلدادہ لباس اُنکے سپید اور فراخ کمر کے گرد بندھے اگلے زمانے مین جنکے دو لڑکے ہمزاد پیدا ہوتے تو وہ پہلے لڑکے کو وہان کی رسم کے موافق دریا مین ڈال دیتا تھا مگر عہد مین نواب بہادر کے یہ رسم موقوف ہو گئی تھی اور موافق عقیدۂ ہندوون کے اکثر عورتین جو عفیفہ اور پاکدامن ہین بعد مرنے اپنے شوہر کے ستی ہوتی ہین
سرزمین اس خطے کی بہت فرح بخش سیرحاصل اور میوہ خیز اقسام طرح کے پھل پھلیری اور غلبجات پیدا ہوتے ہین تمام لوگون کی خوراک اغلب مچھلی اور چاول ہی گوشت وہان کا لاغر و ناخوشگوار ہوتا ہی اکثر لوگ وہان کے مالدار اور تونگر چنانچہ گلے بیلون کے اور حلقے ہاتھیون کے رکھتے ہین ممالک میسور اس تفصیل سے تاریخوار تصرف مین نواب حیدر علی خان بہادر کے آئے مملکت میسور درسنہ ۱۷۶۳ و ۱۷۶۵ سوندہ و کنول و کرپہ و شانور درسنہ ۱۷۶۶ بارامحال درمیان سنہ ۱۷۶۴ و ۱۷۶۵ خطے چھوٹے زمیندارون اور پرغرام بھاو کے درمیان سنہ ۱۷۷۴ و ۱۷۷۷ کرناٹک بالا گھاٹ بیجاپوری درسنہ ۱۷۷۶ بالا گھاٹ حیدرآبادی اور کرناٹک درمیان سنہ ۱۷۷۶ و ۱۷۷۹ ٹیپو سلطان نے بعد جلوس کے تخت سلطانی پر آدھونی بلاری کو ترک گتی اناکنڈی وغیرہ کو تسخیر کر کے اپنے والد ماجد کے ممالک میراثی پر اضافہ کیا تھا یہ امیر صاحب مکنت اور جاہ جسکا نام جبارون مین شرقی ممالک کے بجا مشہور ہوا تھا اپنے پدر

نامدار سے وراثۃً مالک ملک کا ہوا اور بہت نعمت او ر مکنت جمع کی چنانچہ سال ۱۷۸۴ ء مین سلطان موصوف نے ضلع ادھونی کو جو جاگیر تھی مہابت جنگ برادر زادہ نواب نظام الملک کی بزور تصرف مین اپنے لایا اور نواب کارنول اور نواب کرپہ کے بقیہ ممالک کو بھی اپنے قبضے مین کیا جن کے بڑے حصے کو اُسکے پدر بزرگوار نواب بہادر نے سال ۱۷۷۸ و سال ۱۷۷۹ مین لے لیا تھا اگرچہ وسعت اِن ممالک کی بہت بڑی نہ تھی پر یہہ بڑی فتوح ہوئی کہ اُن کے ضمن مین ایک بڑا نامور قلعہ جو بنام امتیاز گڑھ مشہور اور ہندوستان کے نہایت مضبوط قلعون مین گنا جاتا ہی اور مدتون سے مرہٹون اور نواب بہادر کا بھی دانت اسپر تھا اُسکے ہاتھ لگا سال ۱۷۸۶ کو ٹیپو سلطان نے اپنے خانگی امور (جیسے ترمیم و تنظیم قلعجات و بازجست احوال سپاہ ودواب و ذخائر وخزائن وغیرہ) کے بندوبست مین بسر کیا فوراً بعد مراجعت سرینگپٹن کے فرمان سلطانی صادر ہوا کہ تمام اساس و اسباب و نقود و جواہر کو جدا جدا شمار کر کے اُسکا ایک دفتر منقح تیار کرین ؕ چنانچہ تمام نقود و جواہر اور اجناس بیش بہا قیمت اور حساب کئی گئین ؕ

نقود و جواہر	۸۰۰۰۰۰۰۰	اسّی کروڑ روپیہ
فیل	۹۰۰	نو سو زنجیر
شتر	۶۰۰۰	چھہ ہزار قطار
اسپ	۶۰۰۰۰	ساٹھہ ہزار راس
گاو و نرگاو	۴۰۰۰۰۰	چار لاکھہ راس
غنم یا بھیڑی بکری	۶۰۰۰۰۰	چھہ لاکھہ راس
گاومیش	۱۰۰۰۰۰	یک لاکھہ راس

تفنگ چقماقی ... ... ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

تفنگ توڑہ دار ... ... ۳۰۰۰۰۰ تین لاکھ فرد

شمشیر ... ... ۲۰۰۰۰۰ دو لاکھ قبضہ

توپین مختلف خورد و بزرگ ... ... ۲۲۰۰۰ بائیس ہزار ضرب

ذخیرہ باروت و گولہ اور جنگی اسباب و آلات ان گنت یا حساب سے زیادہ بلکہ بیشمار وے ممالک جو سلطان کے تصرف و اختیار مین تھے عرض و طول اُنکا مربع اسّی ہزار میل انگریزی سے کم نہ تھا جسمین بارہ ہزار جزیرے تھے کہ سالانہ حاصل خراج و باج کا اُنکے بعد وضع اخراجات ملکداری وغیرہ کے تین کرور روپیہ خزانہ عامرہ سلطانی مین ہرسال داخل ہوتے تھے اور شمار باشندون کا اُنکے ساٹھ لاکھ سے زیادہ تھا اُنمین سے ایک لاکھ پینتیس ہزار سوار و پیادے مثل فوج انگریزی کے چابک و چالاک و آداب ورزش سپاہ گری مین نہایت مشاق و بیباک واسطے نگاہبانی و پاسداری اُن ممالک محروسہ کے حصارون قلعون پر پاشیدہ و متعین رہتے تھے کہ حمایت رعایا و حراست سرحدون کی کیا کرین علاوہ اُن فوجون کے اور بھی فوجین تھین جو دارالملک اور اطراف و حدود مین اُسکے واسطے پاسداری ناموس و حریم اور نگہبانی خزاین و اقلیم سلطان مرحوم کے حاضر رہتی تھین شمار سپاہیون کا اُن فوجون کے از روی حساب ایک لاکھ اسّی ہزار تھا تنکریان و تولمان اُنکی رنگارنگ و مختلف ہر قوم کی یعنے دکھنی کرناٹکی ہندی ایرانی ترکی حبشی انگریزی فرانسیسی وغیرہ اور معادن زر و سیم اور کان الماس و یاقوت اور انواع و اقسام کے کنکر و پاتھر بیش قیمتی کے متعدد اور اشیائے برّی یعنے صندل و دندان فیل و فلفل سیاہ و دار چینی و لونگ الایچی وغیرہ و بحری یعنے مرجان و مروارید ممالک مین سلطان مغفور کے بیشمار

پیدا ہوتی تھین اسیواسطے اُسکے سرکار دولتمدار مین زر و جواہر سنون وپ پیریون
تولا جاتا تھا سکہ سلطان مرحوم کا ایک جانب ہو السلطان الوحید العادل ٔ
و دوسرے طرف یہہ مصرع دین احمد درجہان روشن زفتح حیدر است ٔ
اور سجع وسکۂ حیدر علی خان بہادر کا یہہ تھا

بیت

بہر تسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار
لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

اللّٰہم مالک الملک توتي الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء
وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علي کل شيي قدیر

سلطان اُسکے تھوڑے دنون بعد نیا نظم و نسق اپنے افواج کا عمل مین لایا اور
دفتر سپاہ کا نیا تیار کروایا اِس نئے توڑجوڑ مین سوارونکی جمعیت کو کم کیا اور
پیادون کی عدّت کو بڑھایا اور سپاہیونکو حکم دینے کے لیئے پارسی و ترکی الفاظ مین
ایک کتاب تصنیف کرکے اُسکا نام فتح المجاہدین رکھا تھا جو پہلے انگریزی یا
فرانسیسی زبان مین دیئے جاتے تھے ٔ اور قشون و فوجون کی ٹکریون کے لیئے
نئے نام مقرر کیئے ٔ اور کارگزارون کو یہہ فرمایا کہ اِس قدر آذوقہ کہ ایک لاکھ سپاہی
کے لیئے تمام سال کفایت کرے ذخیرے خانے مین سریرنگپٹن کے جمع کرین ٔ
اور اِسی طرح اور قلعجات سلطانی مین بھی موافق اُنکے حاجتون اور فراخور اُنکے
مرنبون کے ذخیرے سالانہ مہیّا کیئے جائین سال ۱۷۸۷ مین ہمت سلطان کی خاص کر
مصروف اِس مین رہی کہ کورگ کا راجہ اور قوم نائر و ملیبار کے حکام اُسکے
مطیع اور خراج گزار ہون کورگ کا راجہ بعد چار برس اسیری کے اُسکی
قید سے نکل بھاگا مگر ملیبار کے حاکمون سے بعضے بیخ و بن سے مستاصل کیئے اور
بزور دین اسلام مین لائے گیئے اور بعضے مجبور و مضطر ہو انگریزون یا اُنھون کے

ہوا خواہون کے ملک مین پناہ جو ہوئے ؏ راوی روایت کرتے ہین کہ ٹیپو سلطان ستّر ہزار نصرانی گرفتار کرکے ملیبار سے اپنے ملک مین لیگیا اور ایک لاکھ ہندوکو مسلمان کیا اگرچہ دین اِسلام مین آنا اُن غریبون کا اور چھوڑنا اپنے مذہب و آئین کا اُن پر بہت دشوار اور ناگوار تھا کیونکہ چھوٹتی ہی وے سکین بجبر ختنہ کروائے اور گاے کا گوشت کھلائے گئے ولیکن سلطان کی غرض نکلی اور مراد اُسکی پوری ہوئی اِسلئے کہ جب وے اپنے کیش و کنش سے جدا کئے گئے اور خیال ننگ و ناموس کا اُن کے دل سے محو ہونے لگا اُنھین ضرور پڑا کہ آئین و روش مسلمانون کی اختیار کرین اور اپنے بچون کو اِسلامی تلقین اور تعلیم دین ؏ بعضے اُن نو مسلمانون سے بہ سبب دل پانے اور داخل کئے جانیکے جرگون مین سپاہ کے ایسے سخت اور متعصّب مسلمان ہو گئے کہ اُنکی جہت سے جماعت اِسلامیہ کو بہت سی ترقی اور افزایش ہوئی سلطان کی سختگیری اِس بابت مین تنہا ملیباریون پر مخصوص نہ تھی بلکہ کوئنباتور کے باشندون تک پہنچی تھی ؏ جس کسی ہندو سے ناخوش ہوتا اور اُسکی اسیری مین وہ پڑتا اُن سب پر تکلیف اِسلام کی کرتا تھا سریرنگپٹن کے رہنے والے دین اور مذہب مین بہت متعصب ہین اور اپنے خلاف عقیدون سے بہت کم ملتے اِسی جہت سے اگلے زمانے مین وہان عوام کے اختلاف عقیدون کے سبب اکثر کشت و خون واقع ہوا ہی اگرچہ باشندہ اُس ملک کے کثرت مال و نعمت مین مشہور ہین لیکن سبھون کے درمیان صرف اہل خدمات عالیہ بہت مالدار و تونگر ہین غلجات اور بڑی بڑی اجناس کی تجارت خاص اپنے سرکار مین کرنا حیدر علی خان بہادر کا شیوہ تھا اور سلطان نے بھی اُسیکو اختیار کیا ؏

بیان صبن اختلال و بے انتظامی دولت تیموریہ کے جو دکھن
اور ممالک شرقی وغربی کے ریاستون کی بنا کا موجب ہوا

جب سنگدلی اور قساوت سے اورنگ زیب عالمگیر کے جو پچھلا بادشاہ نامدار دولت تیموریہ کا تھا جسنے اُسکو ندھڑک قتل کرنے پر اپنے حقیقی بھائیون کے اور مار ڈالنے پر اپنے بدر بزرگوار شاہ جہان کے قیدخانے مین اور خون ریزی پر بندگان خدا کے دلیر کیا اور اُسکی ازبس جرأت وجسارت اور حرص ازدیاد جاہ ومکنت سے جو اسکو تغلّب و تصرّف کرنے پر ملک قرب جوار کے جنکے رئیس وحاکم اور لوگ تھے لائین اور اُسکی گریزی اور مکّاری سے جسنے ہزار طرح کے رنج وعلّت پیدا کرسب مرزبان اور راجون کو ہندوستان کے اُسکا دشمن بنایا پہلے تخت سلطنت تیموریہ کا سست بنیان اور متزلزل الارکان اور اُمرا و اکابر جو اعیان اُس دولت کے تھے بددل و بدگمان ہوگئے اوبعد اسکے اُس جنگ وپیکارنے جو بعد انتقال اُسکے اُسکی آل اولاد مین باہم واقع ہوئی اور اُنھون کی ازبس آرام طلبی وآسایش دوستی و شب وروز کی عیش وعشرت وسلطنت کے کار بار مین تکلیف ومشقت سے بیزار ہونے اور زنان نابکار ہندوستان اور کمینون کی صحبت وشب وروز کی سستی اور تمامتر غفلت وبے خبری نے مہمات ملکی سے روز بروز اِس سلطنت کی جمعیت مین پریشانی اور تفرقہ ڈالا تب تمام ہندوستان کے صوبہ دار جو نیابت کی راہ سے حکومت کرتے تھے مستقل ہو بیٹھے ونافرمانی اختیار کی چنانچہ بسبب بے انتظامی اور خالی رہنے تخت سلطنت کے ایسے بادشاہ کے وجود سے جو حد و د اطراف مملکت کو بخوبی بند وبست کر ظالمون و زبردستون کے ہاتھ کو ظلم و تعدّی سے کوتاہ کرے

ہرناحیے مین ایک سردار اور ہر خطے مین ایک دعویدار نے ریاست کا علم بلند کیا ؛ احمد شاہ درّانی نے افغانستان مین ، اور فرقہ مرہٹہ نے ملک دکھن مین اور انگریزون کی جماعت نے صوبہ بنگالہ اور سواحل کرومنڈل یا شرقی سرزمین جزیرہ نما ہندوستان مین اور نواب حیدر علی خان مغفور نے ممالک میسور کنرہ و ملیبار وغیرہ مین اپنی اپنی حکومت کی بنیاد قایم کی وے حوادث اور تقالیب اوضاع روزگار جنھون نے دکھن مین نواب حیدر علی خان کو سپہداری کے مرتبہ سے تخت فرمان روائی اور کشور خدیوی اور حکومت پر بٹھایا تقریباً معاصر اُن سوانح اور تقالیب کے تھے جنھون کا انجام ممالک بنگالے مین یہ ہوا کہ شرقی انڈیہ کنپنی یعنے سوداگران انگریزی نے حالت تجارت مختصر سے منصب بزرگ دیوانی پر اِن تین صوبے بنگالہ اور بہار اور اُڑیسہ کے متمکن ہوے اور اُسکے بعد تھوڑے ہی دنون مین آفتاب جہان تاب سلطانی نے مطلع دیوانی سے طلوع ہوکر تمام ممالک ہندوستان کو جو فراوان ناز و نعمت سے بھرا اور بیکران خیر و برکت سے معمور تھا نورانی و روشن کیا ؛

علّت مشترک داعیہ نواب حیدر علی خان بہادر کے صعود کی اُوپر سریر سلطنت دکھن کے اور باعث کنپنی انگریز بہادر کے عروج کی اُوپر شرقی حکومت کے وہ ہرج مرج تھا جو بسبب غارتگری و تاراج افواج غربیہ نادرشاہ ایرانی اور احمد شاہ درّانی کے ہندوستان مین ظاہر ہوا ؛ اور بعد اِسکے کہ عالمگیر کے خصال ناستودہ سے (جیسا کہ سابق لکھا گیا) دولت تیموریہ مین پہلے تزلزل و اختلال آچکا تھا اور کشت و خون و جنگ و جدال خانگی سے جو باہم اُسکی اولاد و احفاد مین واقع ہوئین وہ سلطنت فتور اور زوال پر مشرف ہو ہی چکی تھی پہلے نادر شاہ کی غارتگری سے اور پھر احمد شاہ ابدالی کی چند بارہ تاخت و تاراج کے باعث آثار سلطنت

کے کچھ بھی باقی نرہے اور زمانے نے طرح بطرح کی مذلت اور خواری باقی ماندگان دودمان شہریاری کو دکھائی تب تمام حکّام اور صوبہ دارون نے ہندوستان کے جن کا ایک ایک صوبہ فراخی اور وسعت مین مثل ایک سلطنت کے تھا اطاعت اور نیابت دولت تیموریہ سے نافرمانی و بغاوت اختیار کر کے علم استقلال و خودسری کا بلند کیا اور رشک و ہم چشمی کے باعث ایک دوسرے کی بیخ کنی اور استیصال مین مصروف و مستعد ہوے ؏

ان حالات کا مشاہدہ نہ صرف کنپنی کو طبقۂ انگریزی کے اور نواب حیدر علی خان بہادر کو اِس بات پر لایا کہ حکومت کی بنا قایم کرین اور ایسی فرصت کو ہاتھ سے ندین بلکہ مرہٹون کی جماعت کو بھی جنکی ریاست کی بنیاد اِس سے آگے مضبوط اور قایم ہو چکی تھی ایسا انگیز دیا کہ اُنھون نے سرکار شمالی ممالک حیدر آباد سے دہلی اور آگرے تک اور خلیج کنبہی سے جو زمین جزیرہ نما ہند کے غربی سواحل پر واقع ہی خلیج بنگالہ یا شرقی سواحل بنگالہ تک فتح کر لیا اور اُنھون نے اپنی سطوت و ہیبت ان سب حدود و نواح مین ڈالی ؏ اور اِس جہت سے کہ مرہٹون کا دارالملک مرکزی حصہ ہندوستان مین واقع ہی اور اُس سرزمین کے گھوڑے بالتخصیص گھوڑیان بہت چالد اور بڑے دھاوے کی ہوتی ہین اُنھون نے سب گرد و نواح کے ممالک کی مصیبتین اپنے لٹیرے اور ظالم سوارون کی فوج سے دوبالا کین ؏

بیان مین فطرت ارجمند اور ھمّت بلند اور قصد دور دراز نواب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکے سلیقے درست خداداد کفایت کرنے مین مہمات سپہسالاری وملکداری کے اور کمالات نفسانی اُس امیر پرتدبیر کے جنھون نے دولت جدید کی بنا ڈالی ؁

اگرچہ بے انتظامی و برہمی دولت دہلی کی کتنے طرفداری فرصت وقت غنیمت شمار کے ظہور کا باعث ہوئی ولیکن اُن سب مین نواب حیدر علی خان بہادر ممتاز اور قابلیت کشورکشائی اور صلاحیت دارائی مین مستثنا تھا اسواسطے کہ اُس سپہسالار بختیار نے نہ تو اور نوّابون اور صوبہ داردن کی طرح نیابت اور باج گزاری کے بعد دعوا استقلال کا حکومت وفرمان روائی مین کیا ؏ اور نہ ہندوستان کے قدیم راجون کی طرح سرکشی کر کے اپنی حکومت خاندانی کے پھیر لینے کو قدم ہمت استوار کیا ؏ اور نہ مانند رئیسان قبائل وایلات کے جو بداعیۂ تحصیل ناموری واعتبار اور افزایش حشمت واقتدار ؏ اپنے خاندانی جتھے اور قبیلون کی مدد سے (جیسے توران اور ایران مین اکثر اتفاق ہوتا ہی) مصدر امور جاہلہ کے ہوتے ہین رئیس ہوگیا اور نہ علم امامت یا ولایت کا بلند کر خلایق کو دعوت وارشاد کے بہانے سے فراہم لا کے (جیسے اگلے لوگ اکثر اِس وسیلے سے مرتبۂ ولایت اور پیری سے درجۂ حکومت وامیری کو پہنچے ہین) مدارج امارت پر ترقی کی بلکہ بسبب محض سعادت طالع اور بلندی فطرت وعلوّہمت وخواہش جاہ ومکنت اور فرط آرزوے بلند نامی و رفعت کے کہ زورآوری اور تنومندی اعضاو تیزی حواس ظاہر اور نیرومندی واصابت قواے باطن اور کمال فراست وفطانت اور کثرت ہوشیاری

و بیداری مہمّات ملکداری مین اور اطّلاع و آگاہی آثار و اخبار بیرون و نزدیک بلاد و عباد کے اور تفحّص اسرار اعدا اور برداشت و احتمال زخمونکا روز جنگ کے اور بخشش وکرم بجا اور تدبیر و مشورت مہمّات عظیمہ مین اِن سب صفتون نے اُسکو نہایت شایستہ و لایق اِس خواہش و آرزو کے بنایا تھا ؛ رتبہ سپہداری سے اوپر بلند مرتبہ کشورخدیوی اور شہریاری کے ترقی او رصعود کیا ؛ ہمت والا نہمت اُسکی خواہش ملک گیری مین صرف اِسی پر مقصور نہ تھی کہ دولت خاندان تیموریہ کو جسکی آب و تاب جاتی رہی تھی اگلی رونق و فروغ پر پھر لاوے اور شان و شکوہ باغیون کو اُسکے توڑے اور پھر اس دولت بحال آمدہ کا رخ اپنے خاندان کی طرف پھیرے بلکہ وہ امیر دولت یار اپنی عقل وکفایت بر دربار کشورکشائی اور تمہید بنیاد حکومت اِس قدر اعتماد رکھتا تھا کہ اُسکی نظر بلند وفطرت ارجمند کو یہ منظور تھا کہ از سرنو اُس دولت کی بنا ایسی استوار کرے اور احاطے کو اُسکے ایسی وسعت دے اور مدت کو اُس دولت کے ایسی ممتد اور پایندہ کرے کہ بنا اُسکی بہ نسبت سابق مضبوط و فراخ و پایدار تر ہو ؛

اور امیران باغی سست بنیاد و صوبہ داران طاغی خدیعت نہاد کو خوار و مبتذل سمجھتا تھا اور سرمایہ سے مروی و مردانگی کے جو رزم آرائی اور دشمن شکنی کے لیئے روز میدان مین کام آئے اور پیرایہ سے کفایت و درایت کے جو مصالح ملکی و رعیت پروری کے لیئے امور دیوان مین چاہئے اُنھین ایسا بے بہرہ جانتا تھا کہ وے اصلا اُس منزلت اور مقام کے لایق نہین جسے بر سبیل اتّفاق اُنھون نے پایا تھا اور اُن امیران پست فطرت کو اپنے بزرگ ارادون اور عزیمتون کا خلل انداز نہ جان کر اپنی تدبیر شایستہ کے آگے اُن کی دولت و جمعیّت کو باعث اُن کی نکبت و روبال کا ایک نہ ایک دن سمجھتا تھا صرف جماعہ مرہٹہ کو

مُخل اپنے مقصد و ارادے کا خیال کرتا تھا اور چونکہ مدت تک اُن غافلان ناعاقبت اندیش کے ساتھ ایسے حریفانہ حیلے و فسون عمل مین لایا کرتا تھا جن سے اُنکی حکومت کی وضع بآسانی برہم ہو جاتی اور خود فیروز اور منصور ہوتا اور مطلب کو پہنچتا اُسکو اِس بات سے مایوسی نتھی کہ بوسیلۂ زر اُن کو قابو مین لاے یا کچھ فتنہ و فساد اُن مین ڈال کر اُن کے اتفاق و اختیار کو بیکار کرے جب تلک کہ اُس کا اقتدار اُنکے ظلم کے ہاتھ کو تمامتر بستہ اور اُنکی سعی و کوشش کے پانوکو جو اسکی کسر شان کے لئے تگ و دو کرتے تھے یکسر شکستہ کرے لیکن سب اُسکے اندیشے دور دراز درباب افزونی دولت و جاہ اور تمام منصوبے اُسکے ناتمام رہگئے اُس جنگ وجدال متمادی ملالت انگیز کے سبب سے جو بہت دنون تک ملک کرناٹک مین ہوا کی

مگر اُسنے پیش بینی سے یہہ معلوم کیا تھا کہ اگر انگریز اور مرھٹون مین بالفعل صلح و آشتی نہوئی احتمال قوی ہی کہ تھوڑے دنون کے بعد ہو جایگی اور دلایل عقلی کی راہ سے وقوع کے پہلے یہہ بات اُسکے نزدیک ثابت ہوگئی تھی کہ مطمح نظر اُس اتفاق سے اُن دو فریق دشمن کا جو ترقی سے اُسکی جاہ و جلال کی تپ رشک مین جلتے ہیں اور جنھون نے بارہا اُسکے ہاتھون سے زکین پائین اور شکستین اُٹھائین تھیں تقسیم کرنا اسکے ممالک محروسہ کا ہی اور اُسنے اپنی نظر دور بین سے یہہ بھی معلوم کیا تھا کہ انگریز تمام فوج اُسکی طرف متوجہ کرینگے اور فوج بنبئی اور بنگالے کی بالکل برر غم اُسکے حدود ملیبار مین جہان تک ہو سکے سعی و کوشش کریگی اور چونکہ سپاہ حمایت پیشہ اسکی اُس نواح مین بہت کم ہی البتہ اس نواح بے پناہ مین اُنکی فوج سے تباہی آئیگی

القصہ اُس صلح و صلاح کا عقد جسکا نواب نامدار بہادر اندیشہ رکھتا تھا

درمیان دونون فریق اعدا کے بوساطت مادھوجی سیندھیہ اور بسبب کاردانی اور سلیقہ شعاری سترانڈرسن کے محکم بندھا نوین شرط شرایط سے اس عہد و میثاق کے یہہ تھی کہ نواب بہادر تمام ملک اور بوم و برکو جو دولت انگریزیہ سے تصرف مین لایا ہی پھیر دے اور سب اُنکے اسیرون کو چھوڑ دے اور آیندہ تاخت و یورش نکرے اور موافق پیش گوئی نواب بہادر کے جسکا ذکر سابق لکھا گیا بنبئی سے ایک جمعیت سپاہ کی سرکردگی مین جنرل ماتھوس کے سواحل ملیبار مین واسطے مدد کرنیل ھنبرسطون کے جو عین اضطرار مین غائب اور خاسر پلاچری سے جاتا تھا روانہ ہوئی اور ٹیپو سلطان یہہ خبر سن ایلغار کے طور پر کرناٹک سے جلد گیا تاراہ تلاقی کی اُنکی بند کرے چنانچہ بڑی جمعیّت کے ساتھ معہ موشیر لالی سپہدار قشون فرانسیسیہ بہیئت مجموعی انگریزی فوج پر حملہ کیا ولیکن بسبب دلیرانہ مدافعہ کرنیل مالیوڈ کے ناکام پھرا دیا گیا تب وہان سے پلاچری کے رستے جلد مراجعت کی اور موجب اُسکے جلد پھر جانیکا یہہ تھا کہ سلطان نے خبر وحشت اثر بیماری یا وفات پدر نامدار کی سنی تھی خبر وفات نواب بہادر اگرچہ چند روز چھپائی گئی ولیکن گمان غالب یہہ ہی کہ اخیر سنہ ۱۸۸۲ء مین یہہ واقعہ ناگزیر ظہور مین آیا حق تو یہہ ہی کہ نواب حیدر علی خان بہادر ہندوستان کے حاکمون مین ایک حاکم عظیم الشان اور سپہسالار بدیع العنوان تھا اسکی عقل کو ایسی رسائی اور وسعت تھی کہ ایک نظر اُسکی تمام خصوصیات سپہسالاری اور شہریاری پر پہنچتی اور میدان کے واقعات اور دیوان کے مہمات کو احاطہ کرلیتی تھی کاروبار سے اُسکے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام ہنر و کمال جو سلطنت کے قایم رکھنے کو چاہئیے مانند عطایا سے وہبی یا قضایاں طبیعی کے اُسکی جبلّت ہی سے پیدا ہوے تھے کمال موشگافی اور تیزنگاہی کا اُسکے یہہ عالم تھا کہ اندک نمودار یا آغاز سے کسی کام کے اُسکے انجام تک

سمجھا جاتا اور کوئی دقیقہ اُسکی نظر شامل سے غایب اور پوشیدہ نرہ سکتا تھا٭
ہندوستانی سپاہیون سے ایسی لشکر جرّار چالاک و چست کہ ویسی ہندوستان
مین نہ کبھو بنی تھی اور نہ بنیگی طیار کرنا٭ اور تسخیر کرنا بعضے ملکون کو تلوار کے
زور سے اور قبضے مین لانا بعضون کا راے و تدبیر سے اور اپنے ممالک محروسہ
کو اُس مرتبے آبادی اور رفاہیت اور ایمنی اور شگفتگی مین رکھنا جسکا سابق
اُسمین نام و نشان نہ تھا عقل و کفایت اور فطنت و فراست سے نواب
بہادر کے ایک شمّہ تھا٭ علاوہ تاسیس سلطنت اور حکومت جاپلیہ کے ہمیشہ
اُسکو یہہ منظور نظر تھا کہ طبقات اہل فرنگ کو جنھون نے اُس عہد مین سوداگری
و تجارت سے اِمارت و حکومت مین سر اُٹھایا تھا اُنکی پہلی حالت تجارت اور کارخانہ
داری پر پھیر لاوے تاوے اور رعایا کی طرح ہندوستانی سلطنت کے فرمان بردار
اور مطیع ہوکر رہین٭
ایسا عالی ہمت اور بلند نظر تھا کہ بدل خواہان اِس امر کا رہتا کہ مرتبہ عظیمہ ملک
التجاری کو جسّے بزرگتر درجہ عالم تجارت مین نہین دولت ہندیہ کی طرف سے بلاد
شُمرا ان مین قایم کرے بلکہ ہمت اُسکی اِس مرتبے سے بھی بلند پروازی کرکے
اُس اوج پر پہنچی تھی کہ ممالک شرقیہ مین ابتک کسی سلطان عظیم الشان نے
کمندِ عزیمت اُسکے کنگرون پر کبھو نہ ڈالا تھا یعنے اُسے یہہ منظور تھا کہ حلقہ جہازات
جنگی کا طیّار کرواے جسکے وسیلے سے ہندوستان کے سواحل غربی و شرقی
کے ممالک تاخت و تاراج اور تغلّب و تصرّف سے غیرونکے ہمیشہ مامون
ومحفوظ رہین٭
اگرچہ نواب بہادر نے قانون بنانے کا طریقہ نہین اختیار کیا تھا لیکن اپنے ملک
مین کمال ہنر ذاتی و سلیقہ فطری سے ایسے دستورِ حکمرانی اور قانون سلطنت

کے مقرر کیئے تھے کہ نہ فقط رعایا و برایا ممالک محروسہ کے بدل ہوا خواہ اُسکے وجود کرامت آمود کے تھے بلکہ رہنے والے اُس جوار دیار کے جو اُسکے ممالک محروسہ کے ہمسائے مین واقع تھے کمال آرزو رکھتے تھے کہ اُسکی حمایت اور پناہ دولت مین آکر بودوباش اختیار کرین اور اُسکی عطوفت عام کے سایہ تلے خوش و خرم زندگی کرین سارے رعایا مین اُسکے صرف نائرونکا فرقہ جو قدیم سے سرکشی و تمرد مین شہرہ آفاق ہین متمرد و سرکش تھا کیونکہ یہ لوگ اگرچہ بآسانی مطیع و منقاد ہو گیے تھے مگر اُنکی طبیعت بغاوت پیشہ اطاعت و فرمان برداری سے ہمیشہ اباہی کرتی رہی ٭

حریفان جنگ جو کہ نواب بہادر کے ساتھ ہمیشہ بازار کارزار کو گرم رکھتے تھے نہ فقط جنگ و جدال ہی کے امور مین اُس سے خوف و ہراس رکھتے و ترسان و لرزان جیتے تھے بلکہ ملکداری کے فنون و تدبیرون مین بھی اُسکو یکتا گنتے اور اُس سے بھرم و سہم رکھتے تھے ٭

الحق کچھ شک و شبہہ اِس مین نہین کہ وہ اپنے عہد کا ملکداری اور سپہسالاری کے امور مین فرنگستان اور ہندستان کے امیرون مین مستثنا و بے نظیر تھا٭ اُسکے شرایف ملکات سے ایک یہہ ملکہ تھا کہ ظلم و بیرحمی و مردم آزاری سے اِسقدر بیزار و متنفر تھا کہ کہہ سکتے ہین کہ وہ اس مقدمے مین تمام حاکمان قدیم سے ہندوستان کے جنکی خبر ہم تک پہنچی ہی ممتاز تھا و بے انباز ٭ و لیکن چون خود راست باز و امانت دار تھا اور خیانت و ناہنجاری سے سخت متنفر اور جنگ و پیکار کی شرطون کو بحد رعایت کرتا تھا اس واسطے مجرمون اور خائنون کی سزا مین سخت گیری کیا کرتا اور زنہار مسامحہ جائز نرکھتا یہان تک کہ بعضے صورتون مین ظاہر بینون کے نزدیک جو حقیقت حال سے واقف

نہ تھے اور دردریافت کرنے مین حقیقت کے انکو کچھ کاوش اور تدقیق نہ تھی وہ عدالت پیشۂ زمانہ، جبّارون یا سنگدلون کے طبقے سے گنا جاتا، نواب موصوف نمایش بیہودہ اور حشمت ونخوت آمیز شان و شوکت سے تمامتر نفرت رکھتا تھا اور اپنے دوستون اور درباریون اور منصبدارون کے ساتھ کمال ہمدم و اختلاط رکہتا،

اگرچہ انگریزونکے طبقہ کا بسبب اُنکے خلل انداز ہونے اُسکے منصوبون مین دشمن جانی تھا اور اُنکی عداوت نہایت کو پہنچائی تھی اُسکے ہنر وکمال گوہری کو اس جہت سے چھپانا یا قلم انداز کرنا اُس مورّخ یا سیر نگارکی دونی وکمظرفی پر محمول و منسوب ہوگا اگرچہ یہہ مورخ قوم انگریز سے ہی ہان ایک بڑا عیب جو سب ہنرون کو نواب بہادر کے داغدار کرتا ہی اُس مین یہی تھا کہ واسطے افزونی سرمایہ ثروت وغنا کے دہات وشہرون کے لوٹنے اور بندگان خدا کے قتل وخونریزی مین کسیطرح کا تامل و توقف نکرتا تھا اور اِس جہت سے نام جبّاری اور لقب قہاری کو اپنا نقش نگین کیا تھا ولیکن اس نشأت ظلمانی اور پیکر انسانی مین آکر بمضمون اِس بیت فارسی کے،

بیت

سیر کردیم درین دیر زمہ تا ماہی
ہیچ کس نیست کہ بے داغ بود در عالم

کون کہہ سکتا ہی کہ وہ عیوب بشری سے تمامتر پاک و بری ہی،

اجمالی بیان اسلاف کرام اور آبای والا مقام نواب صاحد انتساب حیدر علیخان بہادر مغفور کا جسنے دولت اسلامیہ کی بنا میسور مین قایم کی

نواب فرخندہ القاب کے اجداد قریشی نسب تھے لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا ہی کس زمانے مین کون شخص اس خاندان عالیشان کا عربستان سے پہلے ہندوستان مین وارد ہوا ' آبای عظام ہمایون فرجام اُسکے قصبہ کولار مین رہتے اور عزت و احترام سے زندگی کرتے تھے اور بعضے اُنمین قضا کے منصب پر سرفراز اور اپنے اقران و امثال مین ممتاز تھے '

نشان حیدری مین یون لکھا ہی کہ شیخ ولی محمد نواب سعادت یار کا پردادا زیارت بقاع متبرکہ کی نیّت سے صوفیہ کے لباس مین اپنے وطن شریف سے نکل کر محمود بن ابراہیم عادل شاہ کی حکومت مین جو حاکم بیجاپور دکھن کا تھا شہر کلبرگہ مین وارد ہوا اور قریب مزار سید محمد گیسو دراز کے جو ایک مرید ون سے شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہی اور اس ملک کے لوگ کمال اعزاز و اکرام سے اس بزرگ کو بلقب شاہ بندہ نواز یاد کرتے ہین سکونت اختیار کی خود تو سجادہ قناعت و توکّل پر بیٹھکے عبادات اور تلقین و ارشاد مین مشغول ہوا اور اپنے فرزند سعادتمند کو جسکا نام محمد علی اور شیخ موصوف کے ساتھ آیا تھا تحصیل مین علوم دین و معارف یقین کے مشغول کیا جب اُس نونہال سعادت و اقبال نے سرمایۂ فضائل و کمالات کے جمع کرنے سے فراغت پائی اور سن شباب کو پہنچا پدر عالی مقدار نے اس درگاہ عرش پایگاہ کے متوّلی کی لڑکی کو جو شرافت نسب و بزرگی حسب مین ممتاز تھا فرزند ارجمند کے سلک ازدواج مین لایا ' اِس صدف بحر عفّت و شرف سے چار گوہر شاہوار

اس ترتیب سے پیدا ہوے' ا شیخ محمد الیاس ۲ شیخ محمد علی ۳ شیخ
محمد امام ۴ شیخ فتح علی' عرف فتح محمد' شیخ ولی محمد بہت دنون آخر حکومت
علی عادل شاہ تک عبادت اور طاعت مین جناب احدیت کے مصروف رہا تب
اس تیرہ خاک سے طرف جوار ایزد پاک انتقال فرمایا' شیخ محمد علی جو بنام
علی صاحب مشہور تھا بعد انتقال پدر بزرگوار کے شہر کلبرگہ شریف سے مع
عیال و اطفال بیجاپور کو تشریف لے گیا' اور وہان محلہ مشایخ پورہ مین
اپنے سالون کے گھر مین جو ہفت تن شیخ منہاج الدین سپہسالار والی بیجاپور
کی رفاقت مین رسالہ دار تھے رہنے لگا' وے سب اس جہت سے کہ اپنی
بہن کے ساتھ نہایت محبّت رکھتے تھے شیخ محمد علی کے آنے اور وہان سکونت
اختیار کرنے کو نعمت غیر مترقب جانکر لوازم خدمت گزاری مین جان و دل سے
کوشش وسعی کرتے اور کوئی دقیقہ ملاطفت و دلجوئی کا دریغ نہ رکھتے تھے شیخ
نیکنام پر ہنوز کئی دن اس مقام مین اُنکے ساتھ آرام وآسایش سے نگذرے
تھے کہ زمانے کی گردش بوقلمون نے تفرقہ اُنکی جمعیت مین ڈالا دے ساتون
بھائی ایک لڑائی مین جو درمیان فوج بادشاہ دلّی کے جو استخلاص کے لئے
بیجاپور کے آئی تھی اور فوج والی اِس ملک کے جو سرگردگی مین منہاج الدین
کے اُسکے مدافعہ و مقابلہ کے لئے تعین کی گئی تھی' سو اد شہر کلبرگہ مین واقع
ہوئی بہادرانہ لڑ بھڑ کے ساتون کے ساتون شہید ہوے' اور نام نیک مردی و
مردانگی کا یادگار چھوڑ گئے شیخ علی صاحب اس واقعہ جان گسل سے نہایت
خستہ خاطر اور تنگ دل ہو وہان کی بود و باش بے مزہ جانی کیونکہ خاتون
غمزدی سوگ مین ناگہانی موت سات جلیل القدر سورمان بھائی کے ہردم بلکتی
اور کڑھتی اور آثار باقی ماندہ کو اُنھون کے جو عنقریب نظر سے غائب

ہو گئے تھے ہر وقت دیکھ گریہ و زاری کرتی تھی ؛ اس سبب سے آخرکو شیخ علی صاحب نے اپنی دکھیاری بی بی اور تمام لواحق و وابستون کے ساتھ وہان سے طرف کرناٹک بالاگھاٹ کے روانہ ہو کر قصبہ کولار مین آیا شاہ محمد دکھنی نے جو ایک مرد ستودہ صفات اور حاکم اُس سرزمین کا تھا بہ سبب اگلی شناسائی کے جو شیخ موصوف سے رکھتا تھا قدوم کو شیخ کے غنیمت سمجھکر نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا اور ایک مکان شایستہ اُسکی سکونت کے لئے مقرر کیا بعد چند روز کے جب وہ دیانت و امانت پر شیخ عالیمقدار کے بخوبی واقف ہوا تب زمام نظم و نسق تمام اپنے کاروبار کی کف کفایت مین اُسکے سونپی چنانچہ اُس نیک نہاد نے مدّت مدید تک اُس مقام مین عزت و حرمت سے زندگی کی اور جب وہ ۱۱۰۹ سنہ ہجری مین اِس جہان فانی سے سراے جاودانی کو سدھارا برّا بیتا اُسکا شیخ محمد الیاس قایم مقام ہوا ؛ اور مانند اپنے والد مرحوم کے سربراہ کاری کے امور کو کفایت شعاری و ہوشیاری سے انتظام دیتا اور خویشون و برادرون اور تمام منتسبون کو اپنے بخوبی پرورش کرتا تھا ؛

عروج کرنا شیخ فتح علی عرف فتح محمد کا اوج سپہداری
پر اور طلوع کرنا اختر ولادت نواب حیدر علی خان
بہادر کا مطلع توفیق باری عزّاسمہ سے

جب شاہ محمد حاکم کولار نے اس جہان فانی سے رحلت کی شیخ فتح علی نے بموجب حکم جوانمردی اور عالی ہمتی کے جو اُسکی ذات مین مرکوز تھی گھر مین بیکار بیٹھنے کو ناموری و مردانگی کا ننگ جانکر لے اجازت اپنے برتے بھائی

سے جو مرد درویش قناعت پیشہ تھا کرناٹک پائین گھاٹ کی طرف چلا گیا اور وہان اپنی خوش سلیقگی سے جو تحصیل معاش مین رکھتا تھا بہت جلد نواب سعادۃ اللہ خان صوبہ دار آرکاٹ کی سرکار مین دخل پیدا کر پہلے عہدے پر سرداری پان سو پیادہ اور پچاس سوار کے ممتاز ہوا اور بلقب سپہدار سرفراز اور پھر تھوڑے ہی دنون مین سعی و کوشش شایستہ ظہور مین لا اس مرتبے سے ترقی کر سرگردگی پر دو ہزار پیادہ اور پان سو سوار کے سربلند ہوا جس معرکہ مین وہ رستم زمان جاتا مظفر و منصور ہی ہوتا یہان تک کہ آخر عہد مین حکومت نواب موصوف کے ایک جنگ مین جو در مقام چنجی مضافات سے ہے کرناٹک کے راجہ سیکہ کو نواب کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور راجہ مذکور چودہ سوار نیزہ گذار کے ساتھ لیکر تیرت ندی سے عین طغیان مین اُتر کر اپنے تئین بے محابا ہاتھی تک نواب کی سواری کے جو در میان جمعیت پانچ ہزار سوار اور تیرہ ہزار پیادون کے دوسرے کنارے پر ندی کے پرا باندھے ہوئے مستعد جنگ کا تھا پہنچکر چاہتا تھا کہ سنان نیزہ کو نواب کے سینہ سے پار کرے کہ اِس مین شیخ فتح علی سپہدار نامدار تمام سپاہ کے در میان سے جلد آگے گھوڑا بڑھا کر اُس طعن جان ستان سے نواب کی سپر حمایت ہوا اور ایک ہی ضرب شمشیر مین راجہ بے باک کو ہلاک کیا صلہ مین اِس جان فشانی اور بہادری نمایان کے علم و نقارہ پا کر سربلندی حاصل کی بعد چندے جب نواب سعادۃ اللہ خان نے وفات پائی اور بسبب جنگ و پرخاش کے جو در میان اُسکے خویشون اور عزیزون کے وقوع مین آئی اُس ریاست مین تمامتر فتور و اختلال پیدا ہو تب شیخ فتح محمد نے آرکاٹ کی بود باش سے دل برداشتہ ہو کر ساتھ تمام اپنے حشم و خدم کے بالاگھاٹ کو پھر آیا اور اہل و عیال کو

کولار مین چھوڑا اپنے بھتیجے حیدر صاحب شیخ محمد الیاس کے بیٹے کی ملاقات
کو جو ملک میسور مین بعزت و احترام خرم و شادمان زندگی کرتا تھا گیا اور سرکار
مین راجہ میسور کے ایک عمدہ خدمت حاصل کر بلقب نائک (جسکے معنی زبان
سنسکرت مین سپہدار ہی) معزز و ممتاز ہوا اور بعد اُسکے کہ کاروبار سرکار
میسور کا درہم برہم ہو گیا فتح محمد نائک نے اُس خدمت سے استیفا دے کولار
کو مراجعت فرمائی اور چند روز وہان آرام سے رہ ہنگام سکونت کولار حضرت
آفریدگار نے اُسکو دو لڑکے عطا کئے بڑے بیٹے کا نام شہباز صاحب رکھا گیا اور
دوسرا ہوتی ہی مہد فنا مین سو گیا چونکہ ہمت والا نہمت فتح محمد نائک کی ہنوز جویاے
نام بلند و مرتبہ ارجمند کی تھی اس جہت سے وہ سپہدار بختیار ساتھ تمام اپنی
فوج کے نئے منصب کی تحصیل کے لیئے صوبہ دار سرا کے پاس جو ایک بڑا خطہ
سومیل انگریزی پر سریرنگپتن کے اُتر واقع ہی گیا صوبہ دار قدردان مردم شناس
نے اُس سپہدار نامدار کو اوپر قلعہ داری قلعہ بالاپور کے منصوب فرمایا اور وہ
ساتھ اپنی جمعیت کے وہان جا بند و بست و انتظام مین مشغول ہوا اور چون
آب و ہوا وہان کی موافق اُسکے مزاج کے آئی اپنے متعلقون اور وابستون کو
قصبہ کولار سے اپنے پاس بلا نہایت خوشی و خرمی کے ساتھ رہنے لگا ایزد جہان
آفرین نے اُسکو اِس مقام مین ایک فرزند بخت بلند عطا کیا جسکے فروغ طلعت
و نورانی جبہت سے تمام خاندان درخشان و منوّر ہو گیا اور اُسکے طالع ہمایون
کے شاہدون اور زایچہ میمون کی دلیلون سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لعل شبچراغ
شہرباری کے تاج کا زیب دینے والا ہوگا چونکہ آثار سرداری و ریاست اور
نشان جوانمردی و شجاعت کے اُسکی پیشانی سے ہویدا و روشن تھے اِس لئے
اُسکا نام حیدر شاہ عرف حیدر علی رکھا گیا یہہ روایت عوام کی ہی جو لکھی گئی ولیکن

راویان ثقات یہہ کہتے ہین کہ شیخ محمد علی جد بزرگوار نواب حیدر علی خان بہادر جب سید پارسا کی لڑکی کو جو اشراف و رئیسون سے کولار کے تھا اپنے حبالہ نکاح مین لایا تب اپنے متعلقّون کو بلا کے کولار مین سکونت اختیار کی اِس بی بی سے یک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام فتح علی رکھا گیا اور ایک لڑکی جو ہنوز پیدا نہوئی تھی کہ شیخ محمد علی نے اِس جہان فانی سے انتقال کیا چونکہ فتح علی نے اپنے نانا کے گھر مین تربیت و تعلیم پائی تھی بسبب ننھالی سیادت کے اُسکو میر فتح علی کہا کرتے تھے میر فتح علی بہت اوصاف نامی اور خصال گرامی سے موصوف تھا جب سن جوانی کو پہنچا فوج اپنے والد مغفور کی ہمراہ لے نواب دلاور خان حاکم سرا کے پاس گیا اور چندے اُسکی رفاقت مین عزت و احترام کے ساتھ رہا اور وہان اکثر کام شایستہ و نمایان اُس سے ظہور مین آے آخر کو وہ سپہدار نامدار سرکردگی مین دو ہزار سپاہی اور پان سو سوار کے ممتاز ہو کر ساتھ لفظ نائک کے ملقب کیا گیا؎

اتفاقاً ایک مرتبہ حاکم سرا نے میر فتح علی نائک کی تنخواہ کے مبلغ خطیر زر کی برات میر علی اکبر خان زمیندار نامدار خطّہ سرا پر لکھی؎ جب میر فتح علی نائک زر تنخواہ کے وصول کرنیکو وہان گیا؎ میر علی اکبر خان اُس قدر زر ایک مشت ادا نہ کرسکا؎ اِس واسطے اُس نے قطعہ تمسّک بقیّہ زر اِس قرار پر کہ چھہ مہینے مین سبکا سب ادا کرونگا؎ میر فتح علی نائک کو لکھہ دیا؎ ہنوز برات کی مدّت تمام نہوئی تھی کہ میر علی اکبر خان کی برات حیات پوری ہوئی؎ جو کچھ نقد اور جنس اُسنے چھوڑا تھا؎ سو سب بقیہ خراج کے بہانے سے سرا کے حاکم نے ضبط کرلیا؎ نائک موصوف نے میعاد معیّن پر تمسّک مذکور لیجا کر میر مرحوم کی بی بی سے یہہ التماس کیا کہ اگر زر تمسّک آپ دے سکتین ہین تو بہتر ورنہ بندے کو اپنی

دامادی مین قبول کیجئے' بی بی بیچاری مصیبت کی ماری اِس بات کو فوزعظیم جان کے اپنی دختر معصومہ مجیدہ بیگم کو برسم کدبانوی نائک موصوف کے ساتھہ عقد کر دیا'

مشہور ہی کہ ایامِ حمل مین اس زمانہ کو حیدر شاہ نامے درویش مستجاب الدعوات کی خدمت بابرکت مین واسطے طلب دعا کے لیگئے تھے' اُس ولی خدا پرست غیب دان نے مژدہ پیدا ہونے فرزند ارجمند بلند اقبال' صاحب جاہ و حشمت' سکندر بخت' ارسطو فطرت' حاتم زمان' رستم دوران کا دیا اور زبان صداقت بیان سے ارشاد کیا کہ اُس بخت بلند کا نام حیدر شاہ رکھنا' چنانچہ مطابق فرمانے اُس بزرگ کے وہ طفل سکندر طالع در سنہ مقدسہ گیارہ سو انتیس ہجری موضع دیونہلّی مین جو متصل کولار کے ہی پیدا ہوا اور دروازہ فتح و اقبال کا خاندان پر اُس برخوردار سعادت آثار کے کھلا'

فتح علی سپہدار رفاقت مین حاکم سرا کے مدت تک باجمعیت تمام خرسند و کامگار رہا اور اِس عرصے مین کبھو ترقی مرتبہ اور جاہ کی حرص اُسکے دل کے گرد نہ پھری' جب نواب دلاور خان کی حکومت کے کاروبار مین فتور پڑا' تب باقتضاے ضرورت سپہدار موصوف اور خدمت کی تلاش مین سریرنگپٹن کو گیا' بخت و اقبال تو اُسکے ہمرکاب ہی تھا' راجہ میسور نے سپہدار مذکور کی رفاقت کو فخر اور جمعیت کو اُسکی فوج کے اپنا نفع کثیر سمجھکر بعہدۂ سپہداری دوہزار پیادے اور پانسو سوار جو ہمراہ رکھتا تھا' اُسے اپنی رفاقت مین رکھا' یہ رو داد جو سرمایہ اُسکی تمام جاہ و مکنت اور شان و شوکت آیندہ کی تھی' سن گیارہ سو چالیس ہجری مین مطابق سترہ سو ستائیس عیسوی کے' ظہور مین آئی'

راجہ میسور کے خاندان مین قدیم سے یہہ دستور تھا کہ جب کوئی راجا لاولد مرتا خویش و اقربا تمام چھوٹے برے لڑکون کو اُس راجہ کے خاندان سے دیوان خاص مین جمع کر اُن سبھون سے ایک لڑکے سہ سالہ یا پنج سالہ کو چن کر راجہ بناتے اور جبتک وہ لڑکا جوان اور ہوشیار ہوتا وے آپ اُس راجہ صغیر سن کے نام سے سب مہمات کے کفیل اور سربراہ کار رہتے اور سب محاصل مملکت کو درمیان اپنے خاندان کے سردارون مین تقسیم کر لیتے اور ایک شخص کو اپنے درمیان سے وزیر اور وکیل مطلق کرتے

جب فتح علی نایک سرکار میسور مین آیا تھوڑے دنون کے بعد وہان کے راجہ نے جامۂ عنصری کو چھوڑا اور کوئی اُسکا جانشین نہ تھا دستور مسطور کے موافق ایک لڑکے کو راجہ متوفا کے خاندان سے چن کے چک کشنہ راجا اُسکا نام رکھا اور بندوبست راج کا گوراچری نندراج کو سونپا یہہ وزیر خیانت پیشہ فن و فریب کی راہ سے تھوڑے ہی دنون مین راجگی کے اقتدار کا خود متصرف ہو بیٹھا فتح علی نایک نے اپنے حسن سلیقہ سے بخوبی سربراہ کرنے مین اُن امور کے جو سرکار سے اُس کے حوالے ہوتے تھے ایسی جگہہ وزیر کے دل مین پیدا کی کہ اُس نے انجام دینے مین تمام مہمون کے فتح علی نایک کو سپہسالار اور سب منصبدارون کا مختار کیا

جب فتح علی نایک سنہ سترہ سو سینتیس عیسوی مین اِس سرای فانی سے سرائے جاودانی کو سدھارا اُسکی فوج کی سپہداری اور حشم و خدم کی سرگردگی میراث کے طور پر علی نائک شہباز خان اور حیدر علی خان کے ہاتھ مین جو اُسکے فرزند تھے آئی اور یے دونون جوان چالاک نے تھوڑے دنون مین اپنی پردلی و شجاعت کے سبب بلند نامی حاصل کی

شروع جوانی مین حیدر علی خان نواب میر معین الدین حاکم قلعہ کرتبہ کی بیٹی کو جو میر علی رضا خان کی بہن تھی سلک ازدواج مین لایا تھا اور اُسی بانوے نیک خو کے بطن سے سنہ ١٧٤٩ سترہ سو اُنچاس عیسوی مین ایک بیٹا گرامی منش صاحب اقبال وجود مین آیا جسکا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا ؏

حیدر علی خان کی دوسری زوجہ میر مخدوم علی خان کی بہن سریرنگپٹن کے قاضی القضات کی بیٹی تھی جب بعد انتقال اپنے بھائی شہباز خان کے سارے مال واسباب پر اپنے باپ کے قابض و متصرف اور تمام فوج و حشم کے اُوپر بالاستقلال فرمان فرما ہوا پھر تو سب لوگ اُسکو تمام سردارون اور سپہدارون مین ممتاز سمجھنے اور حیدر علی نائک ملقّب کرنے لگے ؏

جب حیدر علی خان باپ کی جگہہ سپہسالاری کے مرتبے پر پہنچا وزیر کارفرما میسور کا اُسکی عقل و کفایت پر بہت اعتماد رکھتا تھا اور وہ دلاور نامجو بھی بھاری کامون مین خوب سعی و کوشش کرکے ہر روز اپنا استحقاق زیادہ ثابت کرتا آخر حق گزاری اور شگرف کاری اُسکی وزیر میسور کے دل پر یہان تک منتقش و راسخ ہوگئی کہ جو مہم پیش آتی اُس مین اسکی راے سے استصواب کرتا اور ہر لڑائی مین اُس رستم زمان کے دست و بازوے مردانہ سے مدد و اعانت لیتا ؏

اب کارگزاری حیدر علی خان کی زبان زد خاص و عام اور شہرۂ آفاق ہوگئی اور اُسکی خوش خلقی و ملاطفت کے سبب جِسنے وہ عموماً خلایق کی دلجوئی مین اور خصوصاً مسلمانون کی خاطرداری مین مصروف کرتا تھا سب لوگ اُسکے دام محبّت مین اسیر ہوگئے ؏ اِس جزو زمانے مین صورت حال اس نواح کی اس طور پر تھی کہ بسبب سستی اور تزلزل کے جو درمیان سولہ سو عیسوی کے دولت بیجانگر کی بنا مین واقع ہوا تھا ؏ سب راجا اور باجگزار اُس دولت کے اپنی اپنی گردن

بندِ بندگی اور اطاعت سے خلاص کر ہرایک نے اپنا نام راجا رکھا اور اطاعت کے ننگ سے اپنے تئین آزاد کیا، اُن راجاؤن مین لچھمن راج نام راجا بنگلور کا بہت تونگر و مال دار اور اوپر مرز و بوم وسیع و فراخ اُتر پچھم کی طرف ملک میسور کے حکومت کرتا تھا اور علاوہ اپنے دارالملک کے جو ایک شہر محکم بنیاد اور مضبوط تھا سیون درگ کے قلعہ پر بھی جو بہت قابب اور نہایت مستحکم تھا متصرّف اور قابض تھا اُس راجہ سادہ دل نے اِس جہت سے کہ اپنے اقتدار و حشمت پر مغرور تھا اور کارپردازان میسور پر جو قدیم سے اسکے ساتھ موافقت رکھتے تھے بدگمان نہ تھا اس قدر فوج کے نگاہ رکھنے مین جو اُسکے سارے ملک کی حفاظت اور حمایت کرسکے، سستی اور غفلت کی اور انجام بد سے کچھ اندیشہ نہ کیا، جب راجہ بنگلور کی یہہ غفلت سپہسالار میسور کو معلوم ہوئی وہ تو ایسی خبر ڈھونڈھتا ہی تھا اور وقت فرصت کا متلاشی رہتا تھا، کارفرماے میسور کو ملک و مال کی طمع پر دلگرم کر سترہ سو چھیالیس عیسوی مین ساتھ جمعیت بیس ہزار مرد جنگی کے سریرنگپٹن سے واسطے تسخیر کرنے بنگلور کے کوچ کیا، بنگلور کے راجا نے جب یہہ خبر پائی اپنے تئین درعین بے سروسامانی، بلاے ناگہانی مین گرفتار دیکھا کچھ تدبیر نہ سوجھی، سوا اِسکے کہ اُس قلعۂ استوار کے درمیان جا کر پناہ لے، چنانچہ ایک مہینے تک اُس مین محصور اور فوج مخالف کے آسیب سے محفوظ رہا، بعد اِس مدت کے سپہسالار میسور نے اس شرط پر کہ راجہ بنگلور کا چار لاکھ روپیہ نقد ابھی دے اور آٹھ لاکھ روپیہ ہرسال خراج کے طور پر راجۂ میسور کو دیا کرے، قلعے کے محاصرے سے ہاتھ اُٹھا سنبھوناتھ کو اپنا نایب بنگلور مین چھوڑ مظفّر و منصور طرف میسور کے کوچ کیا، میسور کا راجا اُس روداد نصرت بنیاد سے ایسا مسرور اور خوش ہوا کہ سپہسالار نامدار کا بڑی تکریم و تعظیم

سے استقبال کیا اور انواع اقسام کے الطاف و اشفاق بہ نسبت اُسکے مبذول فرما ساتھ لقب بلند فرزند ارجمند کے اُسے ممتاز و ملقّب کیا؁
بنگلور کے راجہ نے جب اُس بلاسے نجات پائی اور میدان کو دلیرون سے خالی دیکھا انتقام کے لئیے مستعد ہوکر نئی فوج کی نگاہداشت پر ہمّت باندھی اور ساز و سامان جنگ طیّار کرنے لگا بعد آمادہ کرنے آلات طعن اور ضرب کے نقارہ بغاوت و عصیان کا علانیہ بجایا؁ اور حیدر علی خان کے نایب کو زندان مین قید کیا؁ جب یہہ خبر میسور مین پہنچی؁ فی الفور حیدر علی خان ساتھہ جمعیت بیس ہزار پیادے اور سوار نیزہ گذار کے بنگلور کو متوجّہ ہوا؁ چھٹی صفر سنہ گیارہ سو ساٹھ ہجری مین مطابق سترہ سو سینتالیس عیسوی کے ایک مقام پر جہان سے دارالملک بنگلور بیس میل رہتا ہی راجا کی فوج سے مقابلہ ہوا؁ راجۂ ناآزمودہ کار اپنی پر دلی اور نئی فوج کے بھروسے پر سپاہ پختہ کار آزمودہ کارزار میسور کے ساتھہ لڑنے لگا اور اِس طرف سے بہادران شیر جنگ نے داد بہادری کی دی؁

نظم

بہم جنگ جو دونون لشکر ہوئے ‏‏ — ہزارون جدا تن سے وان سر ہوئے
ہوا گرم بازار رزم و ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ بس — رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس

آخرکار راجہ بنگلور کی فوج نے گھونگھٹ کھایا اور خود راجہ اسیر ہوا؁ سپہسالار نامدار نے فرصت پاکر دارالملک بنگلور کو محاصرہ کیا؁ وہان کے لوگ محاصرے کی تاب نلا شہر کو فی الفور تسلیم کیا؁ اِسی طرح پر اور قلعے اور پرگنے اُس

ممالکت کے تصرّف مین میسوریون کے آئے سپہسالار نامدار نے فتح نامہ معہ غنایم اور قیدیونکے میسور کو روانہ کیا اور کچھ فوج خاص اپنی واسطے حراست اور حمایت اُس دارالملک کے اپنے نائب سنبھو ناتھ کی سرگردگی مین متعین کی جب اِس امر سے جمعیت خاطر حاصل ہوئی تب وہ سپہسالار دولت یار وہان کے دستورات مالی اور ملکی کے دریافت کرنے پر متوجّہ ہوا کئی دن مین سب حال کلی اور جزوی معلوم کر ایک دستورالعمل واسطے تحصیل خراج اور باج کے مقرّر کیا اور نقل اُسکی میسور کو بھیجی وزیر میسور سعی اور کوشش سے اُس سپہسالار بختیار کے نہایت خوش ہوا پر اِس خوف سے کہ مبادا خویش و اقارب اُس اسیر راجا کے شورش اور بلوا کرکے اِس بلاد مفتوحہ کے پھیر لینے کے قصد پر لشکرکشی کرین ممملکت بانگلور کو اُس سپہسالار نامجو کی وجہ تنخواہ سپاہ خاصہ مین جاید اد کے طور پر لکھ دیا اُس بہادر نامدار نے اِس روداد کو غنیمت جان کر اِس ملک کی حفاظت کے لئے جتنی فوج ضرور تھی اُس سے دوچند نوکر رکھی اور آہستہ آہستہ سرحدون کو اُس ملک کے بڑھانا شروع کیا اور قرب جوار کے راجون اور زمینداروں کو اپنا مطیع کرنے لگا اگرچہ بہ سبب ایک نئے سانحے کے جو اُن دنون ظہور مین آیا تمام قصد جو مطمح نظر اُس سپہسالار جاہ طلب کے اپنی مکنت اور شوکت کے بڑھانے مین تھے تھوڑے روزون موقوف رہے ولیکن چونکہ اقبال اُسکا یار اور بخت بیدار تھا آخر کو وے سب موانع رفع دفع ہو گئے

توضیح اِس مقال اور تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ سن سترہ سو اکاون عیسوی مین محمد علی خان کرناٹک کا نواب جب کئی طرح کی مصیبت مین مبتلا ہوا اور چند اصاحب کی فوج نے جو اُسکا حریف غالب تھا اور جماعت فرانسیسون نے

اُسکو ترچناپلی کے قلعے مین محصور کیا ٭ تب اُس نے ایک سفیر اپنا میسور کے راجا کی خدمت مین بھیج کر اُس سے سپاہ و زر کی مدد مانگی سفیر کو بتاکید یہہ تعلیم کی تھی تا وہ راجۂ میسور کو امداد اور اعانت بر جس طرح ہو سکے سعی اور کوشش سے انگیز دے اور اُس دشمنی اور عداوت کو جو چندا صاحب نے اُس راجا کے ساتھ سابق مین ظاہر کی تھی اور ترچناپلی کی حکومت کے وقت کئی محال آباد کو میسور کے مضافات سے لوٹا اور تاراج کیا تھا اور کئی مہینے تک قلعۂ کا رور متعلقۂ میسور کو محاصرے مین رکھا تھا اُسے یاد دلاوے اور آخر کو یہہ کہے ٭ اِس صورت مین مصلحت مالکداری یہی اقتضا کرتی ہی کہ جس طرح ہو سکے بیخ اور بنیاد سے اِس دونون سرکار کے دشمن کو اُکھاڑین نہین تو اگر اُس نے کرنا ٹک لے لیا تو بیشک تمھارے ملک پر بھی وہ ظلم جو پہلے نہین کیا کریگا ٭ اور اُس نے سفیر کو یہہ بھی اختیار دیا تھا کہ اگر میسور کا راجا اِن انگیزون سے امداد و اعانت کی حامی بھرے تو مبلغ خطیر زر کا وعدہ او جو شرط کہ وہ چاہے قبول کر کے اُسکو بہرطور اعانت و امداد پر لاوے ٭

راجۂ میسور کا وزیر کہ مرد ذوفنون و عیّار اور حیلہ گری مین یکتاے روزگار تھا مدّت سے مرکوز خاطر رکھتا تھا کہ میسور کی ریاست کو بڑھاوے اور تمام پرگنون کو متعلقہ ترچناپلی کے اُسکے منضاف کرے اس سبب سے کسی شرط کو منظور نہ کیا اور سفیر سے کہا کہ اگر نواب محمد علی خان قلعہ ترچناپلی مع اُسکے پرگنون کے دینے کا وعدہ کرین تو البتہ اِس سرکار سے اعانت ہوگی ٭ اگرچہ قبول کرنا اس شرط کا نواب پر شاق تھا لیکن سفیر مذکور نے باقتضاے ضرورت قبول کیا کہ بعد اسکے کہ چندا صاحب کو شکست دی جاوے اور دشمن نواب ممدوح کے ممالک محروسہ سے اُسکے نکال دیئے جاوین تب قلعہ ترچناپلی مع پرگنجات متعلقہ اہل کاران میسور کو

تسلیم کیا جائیگا اور اس اقرار کو سوگند و حلف سے مضبوطی بخشی ' القصہ موافق اُس عہد و پیمان کے میسور کی فوج مقام کا روڑ مین جمع ہوئی اور وزیر میسور نے چھہ ہزار سپاہی مرہٹون کی جماعت سے نوکر رکھ تمام حشم اور سپاہ لے شروع سال سترہ سی ترپن عیسوی مین کرناٹک کو کوچ کیا اور چھٹی فبروری کو ساتھ جمعیت بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار سپاہی کے ترچناپلی مین جا پہنچا اور اُس فوج سے جو محاصرے مین سرگرم تھی مقابلہ کیا لڑائی شروع ہوئی کوئی تو اپنے مخالف کو تبر کا ہدف بناتا اور کوئی گولی کا نشانہ کرتا کوئی کسی کی پیاس آب خنجر سے بجھاتا اور کوئی کسی کو زخم پیکان کھلاتا نوک نیزہ نے بہتون کو خاک سے اُٹھایا اور تلوار نے کتنون کو خاک پر گرایا '

مثنوی

سواران جنگی و مردان کار	ہوئے قائم آکر یمین و یسار
ہوا گرم بازار کین و ستیز	ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
جوانون کا سر تھا اور گرز گران	دلیرون کا پہلو و نوک سنان
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ	وہان کام تھا سبکو با گرز و تیغ
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار	زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار

لیکن تائید الٰہی سے میسوریون کو فتح نصیب ہوئی اور چند اصاحب نے معہ اُسکے ہواخواہ فرانسیس ہزیمت پائی اکثر تو کھیت رہے باقی بھاگ نکلے صحیح روایتون سے ثابت ہی کہ اس لڑائی مین جو ترچناپلی کے محاصرہ میں ہوئی حیدر علی خان بہادر ساتھ اپنے رسالۂ خاص کے چالاکی اور دست برد مین تمام سپہدار اور سردارون پر فایق رہا کبھی تنہا اور کبھی تھوڑے ہمراہیون کے ساتھ مخالف

کی صف مین گھس جاتا اور نامی سردار اور مردان کارزار کو فوج دشمن کے اپنے ہاتھ سے مار کر اُنکے سرکاٹ اپنے لشکر مین بطور نشان اپنی فیروزی کے لے آتا ایسی ایسی بہادری اور مردانگی سے زمانے مین آوازہ ناموری کا اُسکے بلند ہوا بعد مارے جانے چندا صاحب اور شکست پانے جماعت فرانسیس کے وزیر میسور نے نواب محمد علی خان سے ایفاے وعدہ کی درخواست کی لیکن نواب موصوف نے بلحاظ بے انتظامی اپنی سرکار کے اور بپاس حزم کے بھی اُس استوار قلعے کو ویسے حریف زبردست کو دینا مناسب نجانا اور عذر نادل پذیر درمیان لاکر عوض مین اُس قلعے کے چاہا کہ قلعہ مدرا کو مع اسکے پرگنون اور پیشکش قیمتی کے دیوے لیکن میسور کے کارگزارون نے اُسکا لینا قبول نکیا آخر اُن دونون فرقون مین کہ باہم دوستی اور رفاقت کا دم بھرتے تھے دشمنی کا قدم درمیان آیا سچ ہی

بیت

دوستی جس مین ہی غرض کا قدم
نام مین شہد ہی اور کام مین سم

پہلی لڑائی حیدر علی خان بہادر کی انگریزون کے ساتھ اور سیکھلینا اُسکا اھل فرنگ کی جنگ کے اطوار اور ممتاز ھونا اُس امر مین امیران ھم عہد سے

اگرچہ نادری و شجاعت و ہوشمندی و والاہمتی وغیرہ مین راویان حالات حیدر علی خان بہادر کے سب کے سب اِس بات پر متفق وہم داستان ہین

کہ وہ بہت قوی جثّہ و زورمند اور جوانمردی و ہمّت بلندی و ہوشیاری و چالاکی وجفاکشی مین اور دلجوئی کرنے مین سپاہ کے اور اطّلاع حاصل کرنے مین دشمنان کینہ خواہ کے اخبار و اسرار پر اور اور گزیدہ صفتون مین جو ملک داری و سپہسالاری کے لیئے ناگزیر و پر ضرور ہین وہ بے مثل و یکتا تھا اور یے فضائل اُنمین بہ تمام و کمال جمع تھے ولیکن اِس خصوص مین کہ قواعد جنگ اور دشمن شکنی کے اور طریقی فتح کرنے قلعون کے اُن آلات سے جو اہل فرنگ نے ایجاد کیئے اور اسلوب حراست و طلایہ داری اور ہوشیاری روز میدان کے جس مین فرنگستان کے لوگ خوب ماہر ہین اور اِسی سبب سے تھوڑی فوج اُنکی بڑی لشکر پر غالب ہو جاتی ہی اور یے فنون نامدار بدون ممارست اور مشاقی کے حاصل نہین ہو سکتے ہین کیونکر نواب حیدر علی خان بہادر کی ذات مین جمع ہو گیئے اور کب اور کس طرح اُسنے سیکھے اختلاف رکھتے ہین فارسی وقایع نگار تو اِس بات مین کچھ بھی بیان شافی نہین رکھتے لیکن ملّا فیروز صاحب فتوحات برطنیہ در ممالک ہندیہ جسکی روایتون کا سلسلہ حقایق نگاران انگریزی کو پہنچتا ہی اِسطور پر لکھتا ہی

مثنوی

زگاہ مسیحا شمارہ ز سال چو شد ہشت با بیست برغین وذال ۱۷۲۸ ع

زمادر جدا گشت آن نامور شدہ شاد زان پور فرخ پدر

چو می تاقت زو فرۂ پہلوی درا نام بنہاد حیدر علی

بہ پرورد تا شد زخوردی بزرگ بہ رزم و بہ پیکار کردن سترگ

دہ و بیست سالہ چو شد نامور سوی فلچری تند بہ گفت پدر

به همراه او بود پنجه سوار | دو صد هم پیاده ورا بود یار
که بوده فرانسیس را یار جنگ | بدید آور رسم وراه پلنگ
رسیده بدانجایگه سرفراز | بیاسوده از رنج راه دراز
به دیدار آن شهر بنهاده روی | بدیده دژ و باره و شهر و کوی
زبس گونه گون ساز و سامان جنگ | همان راه و آئین جنگ فرنگ
سپه دیده هر روز در مشق کین | فراوان شگفتید و کرد آفرین
درخشان چو آئینه آلات حرب | همان راه و آئین پیکار و ضرب
چو بیدار بد بخت هشیار مرد | پسندید آن رسم وراه نبرد
خود و لشکر خویشتن نامور | دل و جان بپرداخته از خواب و خور
هنرها که آید گهِ کارزار | دلیران پیکار جو را بکار
یکایک بیاموخته آن هنر | به پیش فرانسیس پرخاش خر
چنان شد که در هند از هندیان | نه بد کس که با او به بندد میان
مرآن را که یاور بود کردگار | گزینند همه نغز و شایسته کار
نه دارد ز آموختن هیچ ننگ | اگر رفت باید به چین و فرنگ
فرومایه مردم شود از هنر | گرامی تر از کان گنج و گهر
خداوند سازد هنر بنده را | سرافراز مرد سرافگنده را
هنر بی نیازی دهد از نژاد | کسی از نژادش نیارد بیاد
اگر شاهزاده بود بی هنر | به ننگ آورد دودمان پدر

اور مسطر چارلس اسطوارط تذکرے مین نواب حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان کے جس سے یہ اوراق ترجمہ کیئے گئے اس طرح لکھتا ہی کہ حیدر علی خان بہادر

نے پہلی لڑائیون مین جو وہ بہادر مسٹر لارنس اور کلیو سے لڑا سب ہنر اور دیدہ وری کو امور جنگ آوری مین سیکھے تھے جنکے سبب اُن سردارون اور رئیسون پر ملک دکھن کے جو اسکے بعد اُس سے لڑے مظفّر و منصور ہوا اور قتل عام کرنے پر دو پلٹن انگریزی کے ایکبار جنگ مین قادر ہوا اور مقابلہ کرنے پر ساتھ تمام افواج ہندیہ برطنیہ کے میدان جنگ مین دلیر اور توانا ٭ سترھوین تاریخ ماہ آگسط سنہ سترہ سو چوّن عیسوی مین ترچناپلی کے پاس ایک بڑی لڑائی انگریزون اور فرانسیسون مین واقع ہوئی جس مین دونون فریقون نے اپنے اپنے خیرخواہون کی فوج بھی مدد کو بلائی تھی اِس لڑائی مین حیدرعلی خان سپہسالار نے (جسکو مسٹر آدم سب دکھن کے سردارون مین بہتر لکھتا ہی) جب یہہ دیکھا کہ بھیڑ و بنگاہ لشکر انگریزی محض بے پناہ اور بدرقہ سے خالی ہی ایک ٹولی کو اپنے سوارون سے یہہ حکم دیا کہ سوارون پر مخالف کے جو ہراول فوج انگریزی کے ہین حملہ کرے اور اُنکو لڑائی مین مشغول اور غافل رکھے اور خود ساتھ ایک رسالہ سواران چابک و چست کے گھوڑے اُٹھا رستے اور مقابلے سے کترا ایسے پھیر کھا غنیم کو بھلاوے مین ڈال چند اول پر فوج انگریزی کے پیچھے سے آکر مار دھاڑ شروع کی اور آشوب قیامت اُس فوج مین برپا کیا پینتیس چھکڑے ہتھیار اور ساز و سامان جنگی اور آذوقے سے بھرے ہوے لوٹ لایا ٭ جب دونون فریق جنگ جوے فرنگستان (یعنے فرانسیسون و انگریزون) مین تھوڑے دنون کے بعد صلح و آشتی درمیان آئی اور لڑائی بھڑائی کا دروازہ بند ہوا کچھ روزون تک آثار بہادری و دلاوری میسوریون کے جو ہوا خواہ فرانسیسون کے تھے اور بناچار نتایج پردلی نواب حیدرعلی خان بہادر کے جو اُن کا سپہسالار تھا ظہور مین نہ آئے آخرکار وزیر میسور بہ سبب عہد شکنی نواب

محمد علی خان سے کے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اُسکی دوست داری و ہوا خواہی سے کنارہ اور انتقام کشی مین مستعد ہو کر تسخیر کرنے پر قلعہ ترچنا پلی کے ہمّت باندھی اور بہت دنون تک اُسکو محاصرے مین رکھا لیکن بہ سبب ذو فنونی نواب ممدوح اور مدد جماعت فرانسیس کے جو بعد برہم ہو جانے کار و بار چندا صاحب کے ہوا خواہ نواب محمد علی خان کے ہو گئے تھے محاصرے کی مدّت بڑھ گئی اور ہنوز کچھ فائدہ اُسپر مترتّب نہ ہوا اِسی درمیان مین ناگاہ وزیر میسور کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی کہ مرہٹّون نے بڑی فوج لیکر میسور کی سرحدون پر تاخت کر فتنہ و فساد اُس ملک مین برپا کیا ہی اور وے چاہتے ہین کہ میسور کی مملکت پر ایک خراج سالانہ مقرّر کرین بہ حکم ضرورت اُسنے اِس مہم سے ہاتھ اُٹھا معہ لشکر میسور ترچنا پلی سے میسور کو کوچ کیا اور سرداری چند اول فوج کی نواب حیدر علی خان بہادر کو دی اور کہا کہ حدود میسور مین لشکر کے پہنچتے ہی اپنی فوج کے ساتھ جلد ڈنڈیگل کو جو ایک محال ہی دکھن کی طرف سریرنگپٹن کے روانہ ہووے اور اعادی کی غنیمت اور تاراج سے اس نواح کو بچاوے جب وہ وزیر باتدبیر دار الملک سریرنگپٹن مین پہنچا راجہ میسور کو جو کتنے روزون سے ایّام غیر حاضری وزیر مین خود تمام کار و بار ریاست کا متکفّل ہوا اور تھوڑی سپاہ سے جو میسور مین تھی دار الملک کو محفوظ رکھا تھا دشمنون کے حملون سے بہت پریشان و سراسیمہ پایا اسواسطے آرا ے کارگزاران دولت میسوریہ کی اس پر متّفق ہوئی کہ سپاہ کینہ خواہ واسطے دفع کرنے مرہٹّون کے تعین کی جاے لیکن چون سپاہ نے کئی مہینے کی تنخواہ نہین پائی تھی اِسلئے سرکشی اور بغاوت پر مستعد ہوی اور بے تنخواہ پاۓ اُس مہم پر جانے سے اِبا کیا آخر بہت بحث و تکرار کے بعد جب باقی تنخواہ کے روپیہ کا سرانجام کیا گیا اور سپاہ راضی ہوئی وزیر میسور نے اپنی فوج کے سب سردارون

کی طرف خطاب کر کے کہا کہ کون ایسا صاحب ہمّت و دلاور تم مین سے ہی
جو بیڑا مرہٹون سے لڑنے اور کینہ کشی کا اُن سے اُٹھاوے چونکہ مرہٹے
کی بھاری تھی اور جس قدر فوج مقابلے اور مدافعے کو متعیّن ہوئی تھی قلیل کسی
شخص نے اُس مہم کے سر کرنے کا بیڑا نہ اُٹھایا آخرکار حیدر علی خان بہادر
جو واسطے محافظت سرحد جنوبی مملکت کے بھیجا گیا تھا اور اُسکی جرأت اور جلادت
پر اُس عہد مین بہت اعتماد تھا اِس مہم کی کفایت کرنیکو بلایا گیا، وہ شیر دل
تو ایسے کام کا جس مین جوہر مردی و شجاعت کا اُسکے نمایان ہو خود خواہان
اور ہمیشہ مشتاق رہتا تھا اِس پیام نصرت انجام کو سنکر جلد دار الملک سرینگاپٹن
کو روانہ ہوا اور پہنچتے ہی سپہسالاری پر اُس فوج کے جو مرہٹون کے دفع کرنے کو
متعیّن ہوئی تھی ممتاز اور سر بلند ہوا ولیکن اُسی عرصے مین اپریل کے
مہینے سنہ سترہ سو چھپن عیسوی مین مرہٹے پُر متّصل دار الملک میسور کے آکر
ارکان دولت میسوریہ کو ایسا تنگ کیا تھا کہ اُنھون نے اِس شرط پر
کہ وے ایذا و اضرار سے وہان کی رعیت کے دست بردار ہو اپنے ملک کو
پھر جاوین بیس لاکھ روپیہ نقد دیکر اُس بلا کو دفع کیا اگرچہ نواب حیدر علی خان
بہادر بعد سرفراز ہونے منصب پر سپہسالاری کے مصدر کسی امر نمایان کا نہوا
کیونکہ کام کا وقت جا چکا تھا تب بھی اِن جہتون سے کہ اُسنے اِس منصب
سپہسالاری کو بطیب خاطر اختیار کیا اور اُسکے سر انجام دینے و اہتمام کرنے
مین جلد آمادہ ہوا تھا اور قبل اس واقعہ کے اُسنے آداب و قواعد میدان جنگ
ایجاد کردۂ اہل فرنگ کو فرانسیسون سے سیکھے اور سب سپاہ میسوریہ کو تعلیم کر
بڑی مہمون اور بھاری کامون کے لایق بنایا تھا سبھون کے نزدیک معزّز و محترم تھا،
اُسی سال کے آخر مین محفوظ خان بڑے بھائی نواب محمد علی خان صوبہ دار

کرناٹک نے سرکشی اور تمرّد کی راہ سے خطّہ تینوالی پر جو ایک پرگنہ جنوبی بہرہ زمین جزیرہ نماے ہندوستان سے ہی قابض و متصرّف ہوا اور اُسنے دولت میسوریہ کے کارگزارون سے مدد چاہی اگرچہ اس مقام مین روایت مساعدت نہین کرتی کہ دولت میسوریہ کی طرف سے نواب محفوظ خان کی اعانت و امداد عمل مین آئی یا نہین لیکن اکطوبر مہینے سنہ سترہ سو ستاون عیسوی مین نواب حیدر علی خان اپنی فوج لیکر محال ڈنڈیگل مین گیا اور بعد ایک مہینے کے وہان سے طرف دکھن کے تاخت ٔلی اور شولاوندن کے قلعہ کو تسخیر کر محال مدرا مین جو قریب محال تینوالی کے اُتر طرف ہی گیا لیکن اِس مقام مین بعد تھوڑے روز کے محمد یوسف نے جو کمیدان تھا انگریز کے لشکر کا حملہ کر حیدر علی خان کو ڈنڈیگل کی طرف بھرایا اِس محال مین سپہسالار فوج میسور نے ایک جماعت فرانسیسونکے ملنے کا سال آیندہ تک انتظار کھینچا جب وہ جماعت اُسکے ساتھ آملی شہر مدرا اور مضافات پر اُسکے دوڑ ماری اگرچہ آخر ماہ جنوری سال سترہ سو اٹھاون عیسوی مین ایک فوج جماعۂ فرانسیسونکی معہ منصبدار موشیر اشترک شہر ڈنڈیگل مین پہنچی لیکن اس سبب سے کہ مرہٹے پھر میسور پر تاخت کر تمام ملک کے خراج کی چوتھ طلب کرنے لگے اور دولت میسوریہ سے حیدر علی خان بہادر کو یہہ خط پہنچا کہ وہ تسخیر کرنا بلاد دور دست کا بالفعل ملتوی رکھ جلد دارالملک سرینگپٹن کو جس مین مرہٹے قسم قسم کے ظلم و بیداد کر رہے ہین متوجہ ہو اُسکی محافظت اور حمایت کرے حیدر علی خان اپنے قصد سے باز رہکر ساتھ جماعت فرانسیس اُن حدود کے جو جلد قصد اپنے لشکر سے ملنے کا جنہے اُن دنون مین قلعہ ترچناپلی کو سخت محاصرے مین گھیر رکہاتھا رکھتے تھے کوچ کیا

پر نواب حیدر علی خان بہادر کے سرینگاپٹن مین پہنچنے کے پہلے ہی معاملہ مرھٹون کا یون طی ہو چکا تھا کہ کارگزاران دولت میسوریہ نے کچھ روپیے نقد اور کچھ اشیاے قیمتی اُن کو دیکر اُن سے جنس امان اور راستی کی خرید کر لی تھی اور جب نواب حیدر علی خان دار الملک مین داخل ہوا سب طرح مرھٹون کے فساد سے اطمینان حاصل ہو چکا تھا تب اُس سپہسالار نام جو نے واسطے نظم و نسق امور خطّہ بنگلور کے جو اُسکی خاص جاید اد تھی اور بہ سبب اُسکی غیر حاضری کے وہان بہت سی بے انتظامی پیدا ہو گئی تھی بنگلور کو روانہ ہوا ؏

• تحریض کرنا حیدر علی خان بہادر کا دستور میسور کو تسخیر پرچک پالاپور کے اور لشکر کشی کرنا اُسپر اور فتح پانا اور نئی فوج کو نوکر رکھ اپنی جمعیّت کو بڑھانا ؏

بعد چند روز کی اقامت کے بنگلور مین اُس سپہسالار پردل نے جو عزم و رزم کا دوست و آرام و راحت کا دشمن تھا ایک فتح تازہ کی راہ وزیر میسور کو دکھائی ؏ اور اسطرح اُسکو تحریض کر فوج کشی پر مستعد کیا کہ اس فتح سے جو میرے خاطر مین مرکوز ہی خزانہ دولت میسوریہ کا وسیع اور خزانہ اُسکا جو بہ سبب خرچ ہونے مبالغ خطیر کے آرکات کی لڑائی مین اور اس صرف بیجا سے جو مرھٹون کو لقمہ دو بارہ دینے مین خالی ہو گیا ہی معمور ہو جائیگا ؏ وزیر میسور کو نواب حیدر علی خان بہادر کی ان باتون نے بھلاوے مین ڈالا اور اُسنے اس بات کی تہ کو نہ سمجھ طمع زر سے اُسے بے تامّل قبول کر لیا ؏

تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ستّر میل کی مسافت پر بنگلور کے پچھم اُتر

ایک خطّہ چک بالاپور (یاکوچک بالاپور) نام واقع ہی اور یہہ خطّہ ایک سر زمین دل چسپ سیر حاصل زرخیز ہی جاسوسون نے سپہسالار نامدار کو یہہ خبر پہنچائی کہ نراین شوامی نام وہان کا راجہ بہت مالدار اور خداوند نعمت بسیار ہی اور باوجود اس قدر نعمت وثروت کے ہمّت اور جرأت سے جس سے وہ اپنی حراست و حفاظت کرسکے بالکل بے نصیب اور محروم سپہسالار جاہ طلب نے بہ مجرّد سننے اِس اخبار مسرّت بار کے قصد تسخیر اِس خطّے کا اپنے دل مین مصمّم کیا اور وزیر میسور کی راے سے ایک جمعیّت شایستہ سپاہ میسوریہ سے چنکر سنہ سترہ سو آٹھاون عیسوی مین بنگلور سے کوچک بالاپور کی طرف کوچ کیا اور قبل اِسکے کہ اُس خطّے کے راجہ کو اُسکی عزیمت پر اطّلاع حاصل ہو دفعۃً اُس خطّے مین جا پہنچا راجہ بیچارہ پہلے تو نندی درگ کے قلعہ مین جا گھسا پھر دو روز کے بعد افواج میسوریہ کے محاصرے کی تاب نہ لا قلعہ سے بھاگ گیا اور سارا مال اور اسباب وہیں چھوڑ دیا سپہسالار نامدار وہ سب اپنے قبضے مین لا اُس مین سے کتنی نادر چیزیں ساتھ فتح نامہ کے دار السلطنت میسور کو بھیجین اور بقیّہ اموال سے ایک حصّہ تو سپاہ پر بطریق اِنعام تقسیم کیا اور باقی اپنی سرکار خاص مین رکھا اور اپنی طرف سے عامل کارگزار واسطے بندوبست کے اُس تمام علاقون مین متعیّن اور مامور کر اُس نواح کو اپنی جایداد قدیم مین منضاف کیا نواب حیدرعلی خان بہادر نے جب وضع زمانے کی اس طور اپنے موافق پائی اور فلک کو یار دیکھا اور اپنی سعی اور کوشش کے پودھون کو ناموری کے باغ مین میوے خوش گوار کے ساتھ پھلتے پایا تب اپنی ریاست کے احاطے کو بڑھانا چاہا اور ممالک مفتوحہ کی حفاظت کے بہانہ سے سپاہ قدیم کی جمعیّت کو فوجِ نونگھداشت سے زیادہ کی اور

ایک رسالہ نیا ایسے اشراف سواروں سے جنگی وفاداری اور بہادری قابل اعتماد کے ہو بھرتی کر اپنی خدمت خاص مین رکھا،

حسد کرنا وزیر میسور کا اُس سپہسالار دولتیار کی عزّت و شان دیکھکر اور کُوا کھودنا اُسکی راہ مین اور آپ ہی گرنا اُس مین اور پہنچنا سپہسالار کامگار کا مرتبہ جلیلہ وزارت پر راے میسور کے اور تصرّف کرنا امور معظّمہ پر راج کے

جب خبر فتح اِس مہم کی جو سپہسالار بختیار سے ظہور مین آئی وزیر کو پہنچی خواب مغفلت سے چونکا اور راجہ میسور کو اِس طور پر اغوا کیا کہ یہ سپہسالار حریف پرکار ہی لطایف الحیل اور فریب سے اُسکو دارالملک سرہرنگپٹن مین بلا کر قید کیا چاہئے چنانچہ بموجب اِس تجویز کے پیشگاہ دولت میسور یہ سے ایک اشتیاق نامہ بھرا ہوا انواع اقسام تعریف اور تملّق سے اُس سپہسالار یگانہ کی خدمت مین اُسکے تشریف لانے کے واسطے بھیجا گیا نواب حیدر علی خان بہادر تو اُمرا اور وُزراے روزگار سے عموماً اور مکر و فریب سے وزیر و راجہ میسور کے خصوصاً سابق سے آگاہ و واقف تھا اور اِسی واسطے بحکم احتیاط اور حزم کے ایک اخبار نویس تیز ہوش کو اوپر بیش قرار مشاہرہ کے اپنی طرف سے خفیہ میسور مین متعیّن کر رکھا تھا تا ہمیشہ وہان کی خبر لکھتا رہے چنانچہ اُس نامہ خدیعت ختامہ پہنچنے کے آگے ہی اُس خفیہ اخبار نویس نے وزیر کی مکّاری کو اور حضور طلبی کے باعث کو نواب حیدر علی خان پر ظاہر کر دی تھی اسی سبب سے اس بہادر نے نامہ باتے ہی

بعد غور اور تدبیر کے بالاپور سے بنگلور کو کوچ کیا اور وہان پہنچ کر تمام اپنی فوج کو جمع کر متوجّہ دار الملک سرینگپٹن کا ہوا اور جب منزل مقصود کو پہنچا حوالے شہر مین مقام کر شام کے وقت ساتھ چند بہادر سپاہیون کے جن پر اعتماد کامل رکھتا تھا وزیر کی ملاقات کو گیا اگرچہ وزیر پختہ کار سپہسالار نامدار کے پہنچنے سے پہلے اُسکے پکڑنے اور قید کرنے یا مار ڈالنے کی بہت سی تدبیرین کر رکھی تھین لیکن جب وہ نامدار وہان پہنچا کچھ اُس سے بن نہ آئی سب اُسکا اندیشہ خام اور سودا نا تمام رہگیا سچ ہی جس کو خداوند علی الاطلاق شوکت و شکوہ مین یگانۂ آفاق بناتاہی ہرایک روباہ منش اور خدیعت پیشے کا خدع اور مکر اُسکے آگے پیش نہین جاتا بلکہ وہی مکر وفریب اُسکی ترقّی کا باعث ہوجاتاہی الغرض نواب حیدر علی خان بہادر اُس سے رخصت ہو اپنے خیمے مین داخل ہوا اور فرصت وقت جاتی رہی جب اُس وزیر پر تزویر نے دیکھا کہ اول ملاقات مین اُسکی بدسگالی کا منصوبہ عمل مین نہ آسکا اور مرکوز خاطر نے اُسکے کچھ ظہور نہ پایا بار دیگر یہہ چاہا کہ دوسری ملاقات مین پھر اسی طرح کا بساط مکر اُس سکندر طالع کی راہ مین بچھاوے اور اپنے حریف غالب کو مات کرے لیکن دوست ہواخواہ اِس سپہسالار نامدار کے جو اُسکے دربار مین تھے اُس راز سربستہ سے واقف ہوگئے اور فوراً پیش از وقوع اُس مکر وفریب کی اطّلاع اُس رستم وقت کو پہنچائی اگرچہ وہ دلاور نامدار بد اندیشی سے وزیر مکّار کے اِس واقعہ کے پہلے ہی خبردار ہو چکا تھا توبھی پختہ کاری کی راہ سے تجاہل عارفانہ کر اُس حال کو سنکر بہت متعجّب ہو حیرت کی راہ سے کہا کہ ایسے عاقل و نیک خواہ سے ایسے اندیشے تباہ کد سزاوار تھے تب اپنے رفیقون اور مشیرون سے مشورہ لے یہہ عزم جزم کیا کہ

وزیر خیانت پیشہ کو اوج وزارت اور کامگاری سے حضیض معزولی اور خواری مین ڈالے ؎

بعد چند روز کے وہ سپہسالار واسطے ظہور مین لانے اپنی عزیمت کے ملاقات کے بہانے وزیر کے گھر گیا ایک ٹکری کو اپنی سپاہ سے تو اُسکے دروازے پر بٹھادیا اور تھوڑے سے بہادر سپاہی جو تمام فوج مین دلاوری اور چالاکی مین منتخب تھے ساتھ لیکر وزیر کے مکان مین جانے لڑے بھڑے اُسکو قید کرلیا اور ایک جماعت کو اپنی سپاہ سے واسطے گھیر لینے راجہ میسور کی دولتسرا کو بھیجا راجہ میسور نے اِس واقعہ سے کچھ تنگدلی اور پریشانی کو اپنی خاطر مین راہ نہ دیا بلکہ نواب حیدر علی خان بہادر کو بُلا کر بہت اِعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور سرِ دربار یہہ فرمایا کہ چانن نندوراج کی تھوڑے روزون سے ایسی راہ راست و اعتدال سے منحرف ہوگئی تھی اور کئی کام خلاف مرضی اُسنے ایسے کئے تھے کہ بیشنہاد میری خاطر حق گزین کے یہی تھا کہ وہ معزول ہو اور ایسے سپہسالار کفایت پیشے کو عہدۂ وزارت سونپا جاوے الحمد للّٰہ کہ اِس مُہم نے بے مداخلت اِس نیاز مند درگاہ احدیت کے نیک سرانجام پایا اب کمال خوشی اور رضامندی سے مین چاہتا ہون کہ حکومت کا اختیار اس سپہسالار کارگزار سلیقہ شعار کو سونپون جب نواب حیدر علی خان بہادر نے میسور کے راجہ کو اِس واقعہ مین یون ترسان لرزان بایا زبان ملاطفت پرور کو واسطے دلجوئی راجہ کے کھولا اور مراتب محبّت و ہواخواہی کو اپنے اچھی طرح اُسکے ذہن نشین کیا اور کہا کہ اگر وزیر پرتزویر میری جان کا قصد نہ کرتا تو مین ہرگز مصدر اِس شورش اور اُسکی ایذارسانی کا زنہار نہ ہوتا آخر نواب حیدر علی خان بہادر نے وزیر کو معہ اُسکے دونون لڑکون کے قلعہ میسور مین مقیّد

کر و ظیفہ شایستہ اُن کے واسطے مقرّر کردیا چنانچہ وہ بیچارہ تیرہ برس تک بعد مبتلا ہونے اس نکبت اور وبال کے قید حیات مین تھا آخر کو انتقال کیا ؏

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب حریف کو اپنے جہاں خانہ مین بیجا تمام مناصب جلیلہ پر دولت میسوریہ کے خود متصرّف ہوا سب ملکی اور مالی کام کو اپنی تجویز اور راے سے انجام دینے لگا بعضے زمیندار اور راجاؤن نے جو دارالملک سے مسافت بعید پر تھے اُسکی اطاعت سے سرکشی کی اور اُسکی حکومت اور اقتدار پر معترف نہ ہوئے لیکن اِن سب کی ناخوشی کو وہ کچھ حساب مین نہ لاتا تھا اور اِس نافرمانی کی کچھ وقعت اُسکے نزدیک نہ تھی کیونکہ سے کے مہینے سال سترہ سو ساٹھ مین جب موشیر لالی حاکم پانڈیچیری نے اُس نواب صاحب اقتدار سے اس طور پر درخواست کمک کی کی تھی کہ وہ فوج وظیفہ پرور اپنی معہ توپ خانے کے جو تحت حکم اُسکے بھائی میر مخدوم علی خان کے تھا واسطے مدد فرانسیسون کے بھیج دے اُس نواب عالیقدر نے اپنے دست و بازوے مردانہ پر اعتماد کرکے بہت فوج مدد کو اُسطرف روانہ کر صرف تین سو سوار سے جو ہمیشہ واسطے حفاظت اور حمایت اُس عالی جاہ کے ہمرکاب رہتے تھے بہت دنون تک مقام دریا دولت باغ مین جو تین میل کے فاصلہ پر قلعہ سرینگپٹن سے واقع ہے اقامت کی ؏

روانہ کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا میرمخدوم علی خان
کو توپ خانے سمیت واسطے اعانت فرانسیسون کے قلعہ پانڈی
چیری کی طرف اور تصرّف کرلینا انگریزون کا اُس قلعہ کو
اور ناکام مراجعت کرنا مخدوم علی خان کا وہان سے اور اِس
جہت سے اُسکا پہلے موردِ عتاب نواب بہادر کا ہوجانا اور پھر
فرانسیسون اور منصبدارون کی شفاعت سے سرفرازی پانا ؏

سترہ سو ساٹھ عیسوی مین جب نواب حیدر علی خان بہادر سطوت و یغماگری سے مرھٹون کی اپنی مکنت و اقتدار کی حمایت و حفاظت مین مشغول تھا پانڈے چیری اقامت گاہ جماعت فرانسیسون کی انگریزون کی صولت سے برے خطرے مین تھی جب موشیر لالی وہان کے حاکم نے اُس سے کمک طلب کی نواب حیدر علی خان بہادر نے سات ہزار مرد جنگی سوار اور پیادے توپخانے سمیت بسرگردگی میرمخدوم علی خان اُسطرف کو روانہ کیا میر موصوف نے اثناے راہ مین ایک جمعیّت کو فوج انگریزی کے جو اُسکی فوج کو ندّی کے اُترنے سے مانع ہوئی تھی پیچھے ہٹا دیا اور حوالی پانڈیچیری مین پہنچکر دو مہینے تک وہان اقامت کی اور اس عرصے مین کئی مرتبہ اپنی سپاہ قلعے کے درمیان واسطے حمایت قلعے کے بھیجی اور بارہا موشیر لالی کو تحریض کی کہ قلعے سے نکل میدان مین صف باندھ کر انگریزون سے لڑے لیکن اسکے دل پر ایسا انگریزی فوج کا رعب غالب ہو گیا تھا کہ میرمخدوم علی خان کی تحریض اور اُسکی اپنی سپاہ کی دل دہی اور انگیز نے مطلق فایدہ نہ بخشا آخرکار نامردی و جبن کے باعث ویسے مضبوط قلعے کو انگریزی فوج کے سردارون کو تسلیم کر وہان سے چلا گیا؏

جب میر مخدوم علی خان نے یہ حال دیکھا لاچار وہان سے پھر کر بانگاور کو گیا اور سب فرانسیسی سوارون کو جو سیوس آلن هیوکال کے رسالے مین تھے اور تمام اہل حرفہ اور پیشہ ورون کو جو وہان رہتے تھے ساتھ لے گیا آنا اُس جماعت فرانسیسیہ کا واسطے نواب بہادر کے نوز عظیم تھا جنکے سبب اُسکی فیروزی اور نیک سرانجامی زیادہ ہوئی اسواسطے کہ اکثر اُن پیشہ ورون سے زرہ و جوشن بنانے والے اور لوہار اور صیقل گر و برھی تھے جن کو فرانسیس واسطے توپخانے اور سلاح خانے پانڈیچیری کے بڑی تلاش سے بہت زر خطیر خرچ کر کے لے آئے تھے چونکہ نواب موصوف قوم فرانسیس سے بہت خوش گمان اور اُنکی چالاکی و دلیری کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اسواسطے اُنکے آنے اور داخل ہونے سے اُسکی سپاہ مین بہت شاد ہوا اور زیادہ اِس جہت سے کہ اُن فرانسیسون کے ساتھ ایک جماعت پیشہ ورون کی تھی جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا اگرچہ نواب بہادر آنے سے اس جماعت فرانسیسون کے بہت خوش ہوا تھا لیکن اس جہت سے کہ میر مخدوم علی خان پانڈیچیری سے ناکام پھر آیا اور کچھ کام نکیا بہت ناخوش ہوا اور خان موصوف کے ساتھ نہایت سرد مہری سے ملاقات کی اور مورد عتاب کر کے یہ کہا کہ کیون کام کو ناتمام چھوڑا اور پانڈیچیری کی کمک سے ہاتھ اُٹھایا اور غایت طیش سے قبل اِسکے کہ اُس سے کچھ جواب سنے اُسکو سپہسالاری کے منصب سے معزول کر سواران سرسری کے جرگے مین داخل کیا اور فرمایا کہ اصلا یہ شخص لیاقت حکومت اور سپہسالاری کی نہین رکھتا ہی جب نواب نامدار نے اپنے برادر نسبتی کے ساتھ یہ سلوک کیا سب لوگ حیران ہو گئے اور جتنے منصبدار اور سپاہی جو پانڈیچیری کی مہم مین میر مخدوم علی خان کے ساتھ

تھے بہت غمگین و دلگرفتہ ہوے اُن مین سے بہتون نے اور اُن فرانسیسون
نے جو تازہ وارد تھے میر مخدوم علی خان کی شفاعت کی چونکہ اُس رستم
نامدار کا یہہ دستور تھا کہ اگرچہ کسی امر ناشایستہ پر کسی سے ناخوش ہو جاتا
لیکن انصاف سے ہرگز عدول نکرتا تھا اِسی سبب سے جب اُن رفیقون کو
تبریہ و اظہارِ بے قصوری مین خان مذکور کے متّفق پایا میر مخدوم علی خان کی
فوج کے سب منصبدارون کو بُلا کر راہ و روش خان موصوف کی اور تمام
کیفیت مُہم بانتہیچیری کی اچھی طرح اُنسے پوچھی سب نے ایکدل و ایک زبان
میر مخدوم علی خان کی پردلی اور عقل کی تعریف کی اور کسی طرح کا قصور اُسکا
اُس مُہم مین بیان نہ کیا بعد تحقیق ہونے اِس امر کے نواب بہادر نے حکم کیا کہ
سواری خاص معہ لوازم ساز و سامان شوکت اور توزک کے جلد طیّار ہو حکم پاتے ہی
جھٹ پٹ فیلخانے سے ہاتھی نشان زردوزی جھولین پڑی ہوئین جڑاؤ
عماریان طلائی ہودے گدیان بانات مخملی کھنچی ہوئین آکر در دولت خانے پر جھومنے
لگین اور اصطبل سے ترکی تازی گھوڑے پوزی پٹے دمچی ہیکل جیسے نقرۂ طلائی
مرصّع کار سے آراستہ جڑاؤ کاٹھی کار چوبی چار جامے کھنچے ہوئے آنے لگے
سوارون کے غٹ کے غٹ رستون پر آکر کھڑے ہو گئے اور پیادے برقنداز
اپنی اپنی وردی رنگ برنگ کی پہنے ساز سنگر لگائے بند و قین لئے تلوار بن
برتلون مین ڈالے ہوے در دولت سرا پر جمع ہوے اور نقیب چوبدار عاصے بردار
طلائی و گنگا جمنی عاصے سونٹے ہاتھ مین لئے حاضر الغرض نواب حیدر علی خان بہادر
اِس شوکت و توزک سے ساتھ کوکبہ پرشکوہ و شان کے اپنے
رفقا و ارکان دولت سمیت میر مخدوم علی خان کے گھر اُسکی ملاقات کو سوار
ہوا تھوڑی ہی دور سواری گئی تھی کہ بازار کے درمیان خان موصوف

کو بیادہ جاتا دیکھا نظر پڑتے ہی فی الفور نواب قدرشناس ہاتھی سے اُتر خان موصوف کو آغوش شفقت مین لے کئی مرتبہ بدل معانقہ کیا اور یہہ کہکر اُسکی دل جوئی اور اپنی طرف سے معذرت کی کہ تمہارے ہوا خواہونکی تقریر سے اب مجھپر ثابت ہوا کہ عتاب میرا آپ پر بیجا تھا اِس لئیے مین تمہارے یہان معذرت کے لئے چلا تھا اب جو مین نے تم کو رستے پر بازار مین پایا بہت خوش ہوا اِس لئے کہ یہہ اعتذار برسر بازار تمہاری بے قصوری سب لوگون کے نزدیک ظاہر کردیگا تب نواب قدردان مہرپرور نے خان موصوف کو اپنے خاص سواری کے ہاتھی پر سوار کیا اور خود اپنے خاصے گھوڑے پر سوار ہو سب کوکبہ اور توزک سواری معیت اُسکے ہاتھی کے آگے آگے جاتا تھا اور سب لوگ اور سپاہ پیچھے چلی آتی تھی نواب بہادر کے اِس رفع ملال اور صفائی سے ساتھہ میر مخدوم علی خان کے سب لوگ نہایت خوش ہوئے ؏

اگرچہ اِس غضب اور رضامندی سے بہ نسبت میر مخدوم علی خان کے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ عادل زمان راہ انصاف و عدل پر چلتا اور ظلم و جور سے اعراض کرتا تھا لیکن حقیقت حال یہہ ہی کہ اسطرح کا خطاب اور عتاب اُسکا مصلحت پر ملک داری اور سپہسالاری کے متضمّن تھا اِسواسطے کہ چون دل اُسکا جاہ طلب و اقتدار دوست تھا اور سر کو اُسکے تاج داری اور کشورخدیوی کی آرزو تھی پس یہہ عتاب اُسکا بموجب مضمون اِس مصرع کے ؏

ای در بتو می گویم دیوار تو ہم بشنو ؏

سب منصبداروں کے لئیے ایک تعلیم تھی تاکہ وے سب اِس بات کو خوب یاد رکھین کہ جب اُس نواب ذی اقتدار نے تو ہم سے قصور کے مہم لشکر

کشی مین اپنے بھائی کو جو اُسکے نزدیک جان کے مانند عزیز تھا عہدے سے معزول اور مورد عتاب کیا اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ کردیا اور کسیکو ایسے کامون مین کب سزا دینے سے درگذر کریگا ؛

لشکرکشی کرنا بسواجی پنڈت سردار مرھٹے کا میسور پر اور راجہ میسور کا اُرغلا ننا پوشیدہ اُسکو واسطے گرفتار کرنے نواب حیدرعلی خان کے اور آگاہ ہوجانا نواب موصوف کا اُس راز مخفی سے اور بچ کے چلا جانا نواب کا میسور سے بنگلور کو ؛

جب سترہ سو آٹھ عیسوی مین فوج مرھٹون کی بسر گردگی بسواجی پنڈت بجیلہ طلب چہارم حصہ خراج ملک میسور کے جسکا حال اوپر لکھا گیا سریرنگپٹن کی سرحدون مین پہنچی میسور کے راجہ نے ایک سفیر رازدان کو مخفی بسواجی پنڈت کے پاس بھیج کر حال اپنی نکبت اور ذلّت کا اظہار کیا اور بکمال عاجزی سے اُسسے درخواست کی کہ وہ اُسے موذی مسلمان زبردست کے پنجے یعنے حیدرعلی خان کی قید سے چھوڑانے میں سعی اور کوشش کرے سپہدار مرھٹے نے بہ سبب تعصّبِ دین وطمعِ زر اُس امر کو قبول کرلیا اور ست اپنی سپاہ ساتھ لیکر دارالملک سریرنگپٹن کی طرف یورش کے قصد پرچلا چونکہ نواب نامدار اُس راز سے آگاہ نہ تھا پہلے مرھٹے کی فوج کے آنے کو واسطے مطالبے چوتھ کے سال گذشتہ کی طرح خیال کیا تھا لیکن کئی ساعت قبل روانگی فوج کے تمام منصوبون پر راجہ اور سپہدار مرھٹے کے واقف ہوگیا اور یقین جانا کہ اُن دونون کو میری تباہی منظور رہی وقت کو ضایع نکیا اور فی الفور وہان سے سوار ہو ساتھ کئی رفیق بہادر

چالاک جان نثار کے مخفی بنگلور کی طرف جہان اپنی سپاہ خاص واسطے ضبط وحراست قلعہ کے متعین کر رکھی تھی روانہ ہوا ؛ جب نواب قلعہ سریرنگپٹن سے نکل کر بنگلور کو چلا تب راجہ کے لوگون نے مطّلع ہو کے اُسکی طرف جالائے سب خالی گئے اور بہت سے مرہٹون کے سوارون نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پہنچا اور وہ سپہدار نامدار صحیح وسالم قلعہ بنگلور مین داخل ہوا ؛

سپاہ بھیجنا راجہ میسور کا بہ سپہسالاری کناری راو واسطے محاصرہ بنگلور کے اور ہزیمت پانا اُسکا نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج سے اور آنا نواب بہادر کا سریرنگپٹن کو اور قید کرنا راجہ کو اور آپ خود بالاستقلال مسند حکومت پر جلوس کرنا ؛

جب نواب حیدر علی خان بہادر بنگلور مین پہنچا چھوٹتے ہی ایک قاصد بادرفتار میر مخدوم علی خان کی طرف روانہ کیا اور یہہ فرما بھیجا کہ بہت جلد تمام اُس جمعیّت سوار و پیادہ کے ساتھہ کہ سابق فرانسیسون کی کمک کے لیئے پانڈی چیری کو بھیجی گئی تھی آرکات سے بنگلور مین آکر حاضر ہو اور سب گڑھونکے قلعہ دارون کو جو اُسکے حکم مین تھے لکھہ بھیجا تا سب اپنے اپنے محالات اور پرگنون کی حراست اور حفاظت مین بخوبی مشغول و مصروف رہین اور جس قدر سپاہی اور کام کے آدمی وہان کی حاجت سے زیادہ ہون بنگلور کو جلد بھیج دین ؛
راجہ میسور نے چڑھائی کی فرصت کو نواب بہادر پر جو ایک حریف زبردست لڑائی کی گھاتون سے خوب ماہر تھا قبال اِسکے کہ اُسکی فوج آرکات سے پہنچے غنیمت جانکر جلد جس قدر فوج جمع ہو سکی سپہسالاری مین کناری راو کے

بنگلور کو روانہ کی تا وہ شتابی سے پہنچکر قلعہ بنگلور کو سخت محاصرہ کرے نواب بہادر نے اسی عرصے مین پہلے پہنچنے فوج دشمن کے ایک اچھی جمعیّت سوار و پیادون کی جمع کر لی تھی اور جب فوج مخالف کی قریب پہنچی اُسکو نہایت ہی محقّر اور ناچیز سمجھ. بمقتضاے تہوّر ذاتی اتنے انتظار کرنے کو کہ فوج مخالف کی آوے اور قلعہ کو محاصرہ کرے نامردی خان معہ سپاہ قلعہ سے باہر نکل آگے بڑھکر اُنکا مقابلہ کیا دونون مہابھارت دلین جیسے ساون بھادون کے بادل گھن گھور چارون طرف سے اُٹھتے ہین ایک دوسرے کی مقابل ہوین پہلے تو دور سے گولیان اور گولے تگرگ اور اولے کی طرح دونون طرف سے برسنے لگے گولون کی گڑگڑاہت اور گولیون کی کڑکڑاہت بادل کی گرج اور رعد کی کڑک تھی اور رنجک کا اُڑنا و مہتابی کا پھکنا برق کی جھلک اور بجلی کی چمک وھان وھان سے توپونکے ہنگامہ محشر کا پیدا ر تھا اور دھمک سے اُسکے زلزلة الارض آت کار جب دونون فوجین لڑتے لڑتے نزدیک آئین اور نوبت کوتہ یراق کی پہنچی تب تو تیغ تبر خنجر جمدھر پستول طپنچے چھوری کتاری بھالے برچھی کی بوچھاڑین چلتی تھین اور لہو کی پھوہارین اُڑتی ایک لمحہ مین خون کی ندیان اور نالے بہنے لگے اور ہاتھی گھوڑے اُونٹ ناو بجڑونکے مانند اُسمین نظر آنے قتیلون کے سر حباب کے مانند تیرتے پھرتے تھے اور کشتیونکے مانند لاشین موجونکے مارے بہہ کنارے لگتی تھین ؛ آخرکار نواب رستم شوکت اسفندیار صولت نے راجہ میسور کے لشکر کو ہزیمت فاحش دی اور کناری راو سپہسالار کو پکڑ لیا ؛ اِس لڑائی مین معلوم نہین ہوتا ہی کہ مرہٹے شریک تھے یا نہین کسی راوی نے کچھ اِس باب مین نہین لکھا ؛ نواب حیدر علی خان بہادر نے مظفّر و منصور معہ سپہسالار اسیر بنگلور کو مراجعت فرمائی تھوڑے دنونکے بعد جب

میر مخدوم علی خان معہ فوج وہان پہنچا تب نواب بہادر تمام سپاہ کینہ خواہ کو ساتھ
لے وہان سے کوچ کر سرینگپٹن کو روانہ ہوا اور بے مقابلہ اور مزاحمت قلعہ مین
جا راجہ میسور کو حرم سرا مین قید کر لیا اور سپہسالار میسور کو لوہے کے پانجرے
مین مقیّد کیا اور کارگزارون کو اُسکے قلعہ سے باہر نکال تمام مکنت اور راقند ارپر
راجگی کے قابض و متصرّف ہوا یہہ واقعہ جلیلہ در سنہ سترہ سو ساٹھ عیسوی ظہور مین آیا
پیشتر انتزاع کرنے انگریزونکے پانڈیچری کو فرانسیسون کے ہاتھ سے جو سنہ
سترہ سو ساٹھ عیسوی مین واقع ہوا موشیر لالی نے اُسقف مالیکارناسیرس
کو بسواجی پنڈت سپہسالار مرہٹون کے پاس جو اُن دنون صوبہ کرناتک
مین تھا بھیج کمک اور مدد مانگی تھی اور واسطے زیادتی شان و شکوہ اُس
سفارت کے تین ہزار سپاہی فرنگی بسرکردگی موشیر آلین سفیر مذکور کے
ہمراہ کیئے تھے لیکن چون فرانسیسون کا کام تھوڑے ہی دنون مین بالکل ابتر
اور دفتر اُنکی حکومت کا گاو خورد ہوا گویائی و زبان آوری نے اُسقف کے کچھ فائدہ
نہ بخشا اور قبل اِسکے کہ موشیر آلین مرہٹون کی لشکر سے مراجعت کرے
اُسکو خبر پہنچی کہ پانڈیچیری کو انگریزون نے لے لیا اِس جہت سے موشیر آلین
اپنی تمام جمعیّت کے ساتھ سرینگپتن کو گیا اُسکے پہنچتے ہی نواب بہادر نے
اُن سب کو نوکر رکھ لیا اور یہی لوگ اُس سرکار مین اچھے اچھے کار و خدمت کے
بانی ہوے اور پیادون کو آداب اور قواعد لڑائی کے فوج فرنگ کے طور پر
سکھایا اور توپخانہ کو اپنے دستور پر خوب ہی صاف ستھرا بنایا

متوسّل ہونا نواب بسالت جنگ برادر نواب نظام علی خان
صوبہ دار ملک دکھن کا نواب حیدر علی خان بہادر سے
واسطے تسخیر کرنے صوبۂ سرا اور اُسکے قلعہ کے مشروط بچند شرط ؛

جب حکومت میسور کی نواب حیدر علی خان بہادر پر بالاستقلال مسلّم و مقرّر ہوئی اُس عالی حوصلہ نے تمام محالات اور پرگنے میسور کے جو بہ سبب گوشہ گیری راجہ اور بد دلی و بد تدبیری وزیر بے تدبیر کے تصرّف مین اور حاکمان غالب کے آگئے تھے ہر ایک کے قبضے سے نکال ممالکات میسور کے منضاف کئے اور کانوتر و کریہ و شانور وغیرہ کو بھی جو افغانان زبردست کے قبضے مین تھے بزور لیکر اپنے ممالک محروسہ مین داخل کیا ؛ اِس لڑائی کی جہت سے کہ نواب بہادر انتزاع کرنے مین اُن تینون ریاستون کے افغانونکے ہاتھ سے جو دربارۂ بیدلی و تہوّر تمام ہندوستان مین ضرب المثل ہین اُن پر غالب ہوا اور غاصبون و متمرّدون کو جیسا چاہئے مقہور اور مخذول کر مظفّر و فیروز ہوا اُسکے شیر دلی کا شہرہ اور جرأت و بہادری کا آوازہ تمام ہندوستان مین پھیلا سب امیر و رئیس و سرداروں نے دور و نزدیک کے اُسکا لوہا مانا اور اُس سے بیم و امید رکھنے لگے چنانچہ نواب بسالت جنگ برادر نظام علی خان صوبہ دار دکھن نے جو حاکم خطّہ ادھونی کا تھا اور اُن دنون قلعہ صوبہ سرا کے محاصرے مین جو بہت دنون سے قبضے مین مرہٹون کے آگیا تھا مشغول تھا اِس لڑائی کی فتح کو جو پٹھانون سے ہوئی سنکر نواب بہادر سے مدد طلب کی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ جب گیارہ سو چھاسٹھ ہجری مین نواب نظام علی خان نے بعد مار ڈالنے اپنے بھائی نواب صلابت جنگ کے جتنے بعد مارے جانے

نواب ناصر جنگ ابن نظام الملک مرحوم حاکم دکھن کے افغانون کے ہاتھون سے چند روز حکومت کی تھی مسند پر جلوس کرثروت و نعمت کے اسباب بڑھانے کی لالچ اور دین و مذہب کی غیرت سے یہ ارادہ کیا کہ شہر پونان پر جو دارالملک پیشوایان قوم مرھٹے کا ہی چڑھائی کر اُسے تاراج کرے اِسی واسطے جسوقت اُسکو یہ معلوم ہوا کہ بالاجی راو پونان کا حاکم اپنی سب لشکر سمیت واسطے بندوبست ملک خاندیس کے گیا ہی فرصت کو غنیمت جان ایک بھاری لشکر لیکر جلد پونان کو جا پہنچا اور بہت مال و اسباب لوٹ شہر مین آگ لگا دی اور بتخانے ہندوون کے جلا کر خاک سیاہ کیئے اور کوئی امر خواری و بیحرمتی کا باقی نہ رکھا لیکن جب یہ خبر وحشت اثر بالاجی راو پیشوا نے سنی ایلغار کے طور پر ساتھ بڑی جمعیت سپاہ کینہ خواہ نے مرگ ناگہانی کے مانند عین غفلت مین لشکر پر نظام علی خان کے ہمناباد کے متّصل آکر اُسکی فوج کو فرصت ہتھیار اُٹھانے کی نہ دی اکثر سردارون کو نواب نظام علی خان کی فوج کے مار ڈالا اور کتنون کو پکڑ لیا نواب نظام علی خان جان کے خوف سے تمام ساز و سامان حشمت وجاہ اور خیمہ و خرگاہ چھوڑ پہلے تو ایک قلعہ مین جو وہان سے قریب تھا جا کر پناہ لی اور آخر کو اسّی لاکھ روپیہ نقد سربہا بھیج کر اپنے تئین بچایا اور اُس زر نقد کے سوا صوبۂ برہان پور و دولت آباد و احمد نگر اور صوبۂ سرا کو کارگزاران دولت پیشوا کے تصرّف مین چھوڑا اُسی عہد سے یے صوبے قبضے تصرّف مین پیشوا کے تھے اُن دنون بالاجی راو پیشوا کا اقتدار اُس مرتبہ کو پہنچا تھا کہ کسیکو امیران ہندوستان سے کچھ چیز نہ سمجھتا بلکہ کسی کو عالم مین موجود نہ جانتا تھا چنانچہ بعد تھوڑے روز کے اپنے بیٹے بسواس راو کو سداشیو پنڈت (عرف بھاؤ) کے ساتھ تین لاکھ سوار کی

جمعیّت اور بہت خزانے اور بھاری توپ خانے سے واسطے تسخیر کرنے دار الخلافت شاہ جہان آباد اور اُسکے قرب جوار کے ملکون کو مامور کیا چنانچہ بسواس راو اور سداشیو نے نواح دار الخلافت مین پہنچ کرلوٹ مار شروع کی اور تمام سرزمین دلّی اور لاہور کو گھوڑیون کی ٹاپ سے کھود ڈالا اُنھونکا تسلّط اُس نواح مین اِسی طرح رہا یہان تک کہ احمد شاہ دُرّانی افغانستان کا حاکم ایک لشکر خونخوار لیکر کابل سے ہندوستان کو متوجّہ ہوا اور پانی پت مین افغانون کی سپاہ اور مرھٹون کے سوارون کا مقابلہ ہوا جب ساٹھ ہزار نفر مرھٹون کی فوج سے معہ بسواس راو مارے گئے باقی فوج مرھٹونکی پٹھانون کی لڑائی کی تاب نہ لا گھونگھٹ کھا تمام ساز سامان و مال اسباب مخالف مظفّر کے ہاتھ مین چھوڑ بھاگ گئی جب یہ خبر نکبت اثر بالاجی راو پیشوا کو پہنچی سراسیمگی اور وحشت کے سبب مجنون ہوگیا اور اُسی تاریخ سے پونان کی دولت مین اختلال اور بالاجی راو کی مکنت و اقتدار مین زوال آیا زمانے کی ہوا اور دنیا کا رنگ دیکھ نواب بسالت جنگ برادرِ نظام علی خان حاکم گتی افغانان کرپہ کو ہمراہ لے بھاری لشکر سمیت ھکوتہ کی تسخیر کو متوجّہ ہوا اور اُسکے قلعہ کو محاصرہ کیا ولیکن چونکہ بسالت جنگ خود لڑائی کے طریقے اور قلعہ کشائی کی ڈھب سے محض ناآشنا تھا اور سپاہ اُسکی سایہ پرور اور مکند سربٹ نام جو قلعہ دار تھا سپاہیگری کے فنون مین خوب ماہر تھا اِس واسطے باہر کی فوج کے مدافعہ مین ایسی سعی وکوشش کی کہ نزدیک تھا کہ نواب بسالت جنگ کمال بدنامی و رسوائی کے ساتھ محاصرے سے دست بردار ہو ' اِسی مابین مین بسالت جنگ نے اپنے بعضے مشیرون اور صلاح کارون کے مشورے سے ایک نامہ محبّت ختامہ نواب حیدر علی خان بہادر کو کہ اُن دنون

آوازہ اُسکی سپاہی گری اور شیرزوری و دشمن شکنی و قلعہ گیری کا جہان مین مشہور ہو گیا تھا لکھا اور اُسّے مدد چاہی نواب بہادر نے جو ملک گیری و ملک داری مین یگانۂ روزگار و بڑا پنجہ کار تھا قبل اعانت و امداد نواب کے سے شرطین اُسکے ساتھ استوار کرلین کہ یورش کے وقت وہ رستم زمان اپنی لشکر اور توپ خانہ ضمیت ہمراہ لشکر نواب موصوف قلعہ محصور کی تسخیر و فتح مین مشغول ہوگا اور جب قلعہ فتح ہو چکے تب جو فریق فریقین سے جس جانب پر قلعہ سے حملہ کیا ہو وہی اُس جانب کا مالک و متصرّف ہوگا اور تمام توپخانہ اور ذخیرہ و ساز و سامان جنگی اور ہرطرح کا مال و متاع جو فوج حیدری کے ہاتھ مین آئیگا سب کا سب ملکِ نواب بسالت جنگ کا ہوگا اور وہ رستم زمان اِس جد و جہد کی عوض قلعہ ھکوتہ اور پرگنون کو اُسکے تصرّف مین اپنے لائیگا آخر کو نواب بہادر کہ قواعد لڑائی اور اصول سے قلعہ کشائی کے خوب واقف تھا اور جنگ کی صعوبات و سختیونکا بڑا متحمّل ساتھ اپنی لشکر ظفرپیکر اور توپ خانہ آتشبار کے جکے گولندا از سب فرانسیس تھے باتّفاق فوج نواب بسالت جنگ مُہم مین قلعہ کشائی کے مشغول ہوا اور تھوڑے ہی عرصے مین سُرنگین کھود باروت سے بھر دو برج اور تھوڑی سی دیوار قلعہ کی اوڑادی قلعہ والون نے جب یہہ حال دیکھا مضطر ہو فوراً قلعہ کو خالی کر دیا اور اپنی جان سلامت بچا وہانسے بھاگ نکلے؛ نواب بسالت جنگ کو نواب حیدر علی خان بہادر بعد اُس فتح کے بلقب تاجر یاد کرتا تھا کیونکہ اُسنے اسباب و آلات جنگی سب جو اُس قلعہ سے اُسکے ہاتھ لگے تھے نواب بہادر کے ہاتھ زرنقد پر بیچ ڈالے تھے؛ خیر اب نواب بسالت جنگ نے حیدر علی خان کے ساتھ یہہ عہد کیا کہ تمام عمر اُسکی دوستی کی راہ سے سرمو تجاوز

نہ کریگا اور وہ اپنی عرضداشت کے وسیلے سے بناے دوستی واتّفاق اور یک جہتی اور وفاق کی درمیان اُس رستم ثانی اور پادشاہ دہلی کے قایم کریگا ٭ چنانچہ بعد گذرنے چند روز کے محمد شاہ بادشاہ دہلی کا سفیر معہ اتّحاد نامہ آیا اور سپر اور شمشیر مرصّع کار اور پالکی جھالر دار و چتر جواہر نگار اور ماہی مراتب اور نقّارہ و نشان و انواع واقسام کے ہدیے اور نادر چیزین اُس سکندر بخت کے واسطے لایا ٭ آوازہ اُن فتوحات تازہ اور بلند نامی بے اندازہ کا تمام ہندوستان اور عرب و عجم مین پہنچا ٭ اور اُس رستم شوکت نے بعد تسخیر کرنے قلعہ ہسکوٹہ کے مرہٹون سے لڑ بھڑ کر قلعہ مرگسرا اور مگیری کو جو صوبہ سرا کے بڑے پرگنون سے اُنکے قبضے مین تھے بزور چھین لیا اور آب نگر کے خطّے کو جسے یا سابھی کہتے ہین اپنے تصرّف مین کر لیا ٭

استغاثہ کرنا مہابُدّھی کا جو بیٹا رمنبھو راجہ بدنور دار الملک کنڑہ کا متبنّا تھا نواب حیدر علي خان بہادر سے تا اُس بہادر کي مدد سے مسند راجگي پر جو اُسکا حق تھا اور رانی بیوہ غصب کي راہ سے متصرّف ہوگئي تھی متمکّن ہو ٭

سترہ سو باسٹھ عیسوی مین بیدرمنبھو راجہ بدنور لاولد مرگیا اُسنے مرنے کے پہلے موافق کیش ہندوون کے مہابُدّھی نام ایک برہمن بچے کو اپنی فرزندی مین لیا اور متبنّا کیا تھا لیکن راجہ متوفّا کی بیوہ خود تمام امور ریاست پر متصرّف ہو راج کی گدّی پر بیٹھی اور مہابُدّھی کو مطلق دخل نہ دیا ٭

چونکہ کنڑہ مضافات صوبۂ بیدرا سے تھا اِسواسطے مہابُدّھی نے استغاثہ حق تلفی کا

نواب بہادر کے پاس جو حاکم اُس صوبے کا تھا کیا اور اُسسے مدد چاہی تا وہ رانی کو
مسند پر سے اُٹھا اُسکو بٹھاوے اور صورت حال مصابڈھی کے آنے کی حضور مین
نواب بہادر کے یون ہی کہ جب نواب حیدر علی خان بہادر بالاپور کے سفر
سے فراغت پاکر شہرسرا کو آیا مرھٹے کے سردارنے جو وہان کا قاعدار تھا نواب
سے کچھ جنگ نکی اور قلعہ کو تسلیم کیا نواب موصوف نے اپنا تھانہ اُس قلعہ مین
بٹھایا اور آپ بعد چند روزہ اقامت کے وہان سے کوچ کرکے اس درگ کو آیا اور
اُس قلعہ کو بھی فتح کر شہر بدنور کو روانہ ہونے کا قصد رکھتا تھا کہ اتنے مین
ایک ہرکارے نے نواب کے حضور مین آکر عرض کیا کہ بدنور کا احوال مجھے خوب
معلوم ہی نواب نے فرمایا بیان کر ہرکارے نے کہا مین بدنور کے راجہ کا رشتہ دار
ہون راجہ تو مرگیا اب اُسکی رانی راج کرتی ہی کیونکہ اس راجہ کا کوئی فرزند
نہین اور رانی جوان ہی راجہ کے دیوان سے مختلط ہی اور عیش و عشرت
مین ملک کا بند و بست چھوڑ دیا ہی ملک سے خراج و باج آنا موقوف ہوگیا فوج
کے طلب چڑھ گئی غرض حال ریاست کا تمام برہم و ابتر ہوگیا ہی مین نے اُس
بے حیا رانی کو بہت نصیحت کی باتین کہین کہ ایسی غفلت اہل دولت کو
مطلق مناسب نہین اگر یہ کیفیت دوسرے ملک کے حاکم سُنین تو ہمارے
ملک پر چڑھ آوینگے ہمارا ملک ہاتھ سے جاتا رہیگا ملک کا بند و بست کرنا
ضرور ہی غرض مین نے ایسی ایسی نصیحت کی بہت باتین رانی کو کہین پر
اُسنے اپنے بیوقوفی سے یہ سمجھا کہ میرا بھید اِسپر کھلا اب اِسکو کسی طرح
سے مار ڈالنا چاہیے نہین تو وہ مجھے مار ڈالیگا الغرض ایک رات دو چار آدمی
کو فرمایا کہ اِس چھوکرے کی گردن مروڑ کر قلعہ کے باہر جوگی کے متھ مین دفن
کر دو اُن آدمیون نے نیند مین میری گردن مروڑی لیکن خوب نہین مروڑی

مین تو اُس درد سے بے تاب ہو گیا تھا پر اپنی چترائی سے کچھ دم نہ مارا اُنھون نے سمجھا کہ مین مرگیا تب ایک کمّل مین مجھے گٹھڑی باندھکر اُس جوگی کے مٹھ کو لیچا جلدی جلدی میرے تئین مدفون کرکے چلے گئے جب مجھپر اُس مٹی کا بوجھ بہت معلوم ہوا اس قبر مین مین آہستہ آہستہ کراہنے لگا چونکہ جوگی نے یہہ میری حالت تمام اپنے آنکھون سے خوب دیکھی تھی میرے کراہنے کی آواز سنکر نزدیک آیا اور اپنے مٹھ سے بھاوڑا لا مجھے اس قبر سے نکال کر اپنے گھر لیگیا چراغ کی روشنی مین میرا منھ دیکھ پہچانا اور اُسی وقت گرم پانی کروا کر میری گردن خوب سینکا اور ایک کوٹھری مین سُلایا جب صبح ہوئی مجھ سے پوچھنے لگا کہو بھائی تم پر کیا حالت گذری مین نے اُس بے تابی مین اُس سے کہا ابھی میری خوب حفاظت کرو جب مجھے بات کرنے کی طاقت ہوگی تو تمام کیفیّت تم سے ظاہر کرونگا جب جوگی نے یہہ بات سنی اپنی چیلے سے فرمایا کہ اِسکی گردن تیل سے خوب مالش کر چند روز مین میری گردن درست ہوئی اور بدن مین طاقت آئی تب مین نے اپنا احوال تمام اُس جوگی کو کہہ سُنایا جوگی یہہ تمام ماجرا سن کہنے لگا کہ اب تیرا یہان رہنا مصلحت نہین چنانچہ اُسنے میرا بھیس بدل کر چور راستے سے مجھے روانہ کیا اور آپ بھی تھوڑی دور میرے ساتھ آیا اور کچھ خرچ راہ مجھے دیکر آپ وہان سے پھر گیا مین اُس سے رخصت ہو تمام روز جنگل مین سو رہا جب رات ہوئی خدا کو یاد کر جوگی کے اِحسان کا شکر کرتا ہوا چلا اِسی طرح سے کئی روز و شب کے بعد آپ کے حضور مین آپہنچا ہون ٭

نواب حیدر علی خان بہادر نے جو ایسے امور کو غنیمت و فتوحات غیبی سمجھتا تھا رانی کو طلب کیا چون رانی زنانے برقع مین دل مردانہ و ہمت بہادرانہ رکھتی تھی اور از جہت آب رسیدہ ہونے دولت دہلی کے مدّت سے کسی کے حکم احکام

کو نہین مانتی تھی نواب عالیجاہ کے ایلچی کو یہہ کہا کہ مین اپنے ملک کی خودمالک وحاکم ہون کسی کو میرے اوپر حکم رانی نہین پہنچتی ٭ جب خبر عدول حکمی اور سرکشی رانی کی نواب بہادر نے سُنی ارادہ تسخیر کا اُس ملک کے مصمم کیا و لیکن چونکہ راہ دشوار گذار اور زمین وہان کی کوہستانی و ناہموار ہی سدّ راہ لشکر کی ہوئی٭ اب جانا چاہیئے کہ بدنور دارالحکومت ملک کنرہ کا ہندوستان کے ایک مشہور شہرون سے ہی اور اُس زمانے مین پچاس ہزار آدمی اُس شہر مین رہتے تھے٭ اگرچہ سکونت اِس قدر قلیل لوگونکی اُس شہر کی وسعت اور فراخی کے لحاظ سے جسکا دورہ تین فرسنگ سے زیادہ ہی کچھ مناسبت نہین رکھتی و لیکن اگر اُس شہر کی آبادی کے خصوصیات کو دیکھیئے تو بیان مین شہر کی فراخی و وسعت کے مبالغہ نہین معلوم ہوتا کیونکہ اِس شہر کے کوچے اکثر دو فرسنگ تک سیدھے چلے جاتے ہین اور اکثر محلّون مین اشراف و ارکان دولت کنرہ کے رہتے ہین جنکے گھرون کے درمیان ایسے ایسے وسیع باغ ہین جس مین تالاب وحوض واقع ہین اور انواع اقسام کے درخت بلند جنکا سایہ شاہراہ پر پڑتا ہی لگے ہوئے ہین اور شہر مین کوچونکے دونون طرف نہرین میٹھے اور صاف پانی کی ایسی روان جنکے دیکھنے سے آنکھونکو نور اور دلکو سرور حاصل ہو اور سارے کوچون مین فرش سنگین یا صرف سنگریزونکا ہی٭

یہہ سہاونا شہر ایک ایسے پہاڑ کے متصل واقع ہی جسکی چوٹی پر ایک قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہی اور بعد اُسکے کہ وہ قلعہ تصرّف مین اولیاے دولت حیدریہ کے آیا اُسکی مضبوطی و اُستواری مین زیادہ تر اہتمام کیا گیا عرصہ قلعہ کا پانچ یا چھہ فرسنگ ہی اور گرد اُسکے پہاڑ اور جنگل گھنا٭

جو ہر طرف بیس فرسنگ سے زیادہ طول و عرض مین ہی اس طرح پر کہ گذرنا
اُسسے بیگانی فوج کو سوا ایک راہ تنگ کے جس مین تھوڑے تھوڑے فاصلے
پر چھوٹے چھوٹے قلعہ راہ کی محافظت کو غنیم کی فوج سے واقع اور اس طرح
کی پہاڑیان ٹیلے ہر قدم پر بیگانی لشکر کو سدّ راہ اور مانع ہین کہ تھوڑی سی
فوج اس راہ تنگ مین مخالف کی فوج کثیر کو روک سکتی ہی سوا اس راہ
تنگ کے اور کوئی جگہ قابل ٹھہرنے اور مقام کرنے کے نہین اور اُسکے
ساتھ اُس ملک کے رہنےوالون کے حملون سے ایمنی میسّر نہین کیونکہ وے وہان کے
تنگ رستون اور پگ ڈنڈیون سے خوب واقف ہین ہر دم دشمن پر اپنے
کمین کرسکتے ہین اور جنگل مین ایسی گھنی بنسواڑیان ہین کہ کاٹنا اُنکا دشوار
ہی اور جلا دینا مشکل شیر چیتے ریچھ ہاتھی گینڈے بندر سانپ اژدہے اور
سب طرح کے حشرات الارض زہردار وغیرہ اس جنگل مین رہتے ہین
نواب حیدر علی خان بہادر نے جب اُس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا ہزار سوار
جرّار اور ایک جمعیّت پیادون کے ساتھ جو جنگل پہاڑون کو بخوبی طی کرسکین
مہابدّھی کو ہمراہ لے آب‌نگر سے بدنور کی طرف جلد کوچ کیا چونکہ مہابدّھی جو راجہ
متوفّا کا متبنّا تھا اور سب لوگ وہان کے اسکو اپنا امیر سمجھتے اور اُس سے محبّت
رکھتے تھے ہم رکاب وراہ بر تھا کوئی اُس سکندر جاہ کو روک نہ سکا اور
کسی نے رانی کی طرف سے تعرّض نہ کیا قبل اُسکے کہ رانی کو خبر اس کوچ کی
پہنچی لشکر ظفر پیکر سوادبدنور مین جا پہنچا اس لشکر کشی مین سپاہ کے اذوقہ
کے لیئے صرف بہت سے بیل چاول سے بھرے ہوے لشکر کے ساتھ تھے
حیدری سوارون نے جو ہر طرح کی لڑائی دیکھے ہوے تھے گھوڑے پھیر پھار کر
اپنی ہیبت بدنوریون کے دل مین جنھون نے اس طرح کی سپاہ کدھو

نذ یکبھی تھی قایم کی ۔ مشاہدے سے ورزش و قواعد فوج حیدری کے اور ساتھ ہونے سے مہابدھی کے نواب بہادر ہر جگہہ مقبول خلایق ہوا بلکہ اُس ملک کے سب لوگ اُسکو قطب محافظ اس ملک کا سمجھکر نہایت احترام و تعظیم کے ساتھ پیش آئے ۔

جب فوج حیدری بدنور کے سواد مین پہنچی ایک جمعیت شایستہ سوار پیادونکی لے کر رانی واسطے مدافعہ و مقابلہ کے پیش آئی حیدری سوارون نے گھوڑونکو اُٹھا آگے بڑھکر مقابلہ کیا دونون لشکر مین بازار مقاتلہ کا گرم ہوا اور ہنگامہ محشر برپا آخرکار رانی کی فوج مقابلے مین حیدری سوارونکے نہ ٹھہر سکی ایک مرتبہ سب کے پانو اُٹھ گئے جب فوج رانی کی منتشر ہو گئی رانی نے اِتنی فرصت نپائی کہ بھاگ کر کسی مامن مین جا چھپے عین حالت اضطرار و فرار مین سپاہ مظفر کے ہاتھ مین گرفتار ہو کر حضور مین لائی گئی ۔ اور دوسری روایت یہہ ہے کہ رانی پہلے ہی فوج حیدری کے مقابلے کی تاب نلا کر قلعہ مین چھپی تھی چنانچہ فوج حیدری نے اُس قلعہ کا محاصرہ کیا اور رانی ستائیس روز تک محاصرے کی سختیان اُٹھا آخرکار مضطر ہو سرجھکا راجگی کی مسند سے ہاتھ اُٹھایا تب مہابدّھی فارغ البال مسند حکومت پر بیٹھا لیکن چون اُسنے بعد جلوس مسند کے رانی کی بدمشورت بسمعِ رضا سُنی آخرکار مسند امیری سے محبس اسیری مین گرفتار ہوا تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہے کہ رانی کے لڑنے سے پہلے مہابدّھی نے نواب بہادر سے یہہ عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اِس امداد و اعانت کے عوض مین بندر منگلور کو اُس خِطے سمیت راج کے جو مملکت میسور کے متّصل ہے کارگزاران دولت حیدری کے قبضے مین چھوڑ دیگا ۔ جب نواب نے مہابدّھی کو گدّی پر راج کی بیٹھایا اور کچھ فوج اپنی بدنور کے سواد مین چھوڑ باقی کو ساتھ لے بدولت و اقبال منگلور

کے تصرّف اور نظم و نسق کے لئے روانہ ہوا۔ رانی تو اُس واقعہ سے خستہ خاطر ہو ہی رہی تھی اور اِسی فکر میں غلطان پیچان رہتی تھی کہ اپنے حریف غالب کے ساتھ جسنے اُس سے حکومت چھین کر دوسرے کو دی کیا کرے اور کیونکر اُس سے اپنا بدلا لے جب کچھ بات اور نہ بنی تب آخر لاچار ہو مہابدّھی کے ساتھ آشتی کی اور استحقاق راجگی کو اُسکے قبول کیا اور اپنے تئین اُسکا خیرخواہ ظاہر کر میٹھی میٹھی باتین خوشامد آمیز اُسسّے کہتے کہتے ایکدن دل سوزی کے رنگ مین اُسسے یون ملامت کرنے لگی کہ تو نے بہ سبب ناتجربہ کاری صِغرسن کے کچھ عاقبت اندیشی نکر صرف راجگی کے خشک نام پر قناعت کی اور اپنا اختیار و اقتدار بالکل ایک ایسے مسلمان سفّاک و بے رحم کے حوالہ کیا جو یقین قوی ہی کہ تھوڑے ہی دنون مین تجھسے سب راج چھین کر اپنے تصرّف مین لائیگا جب رانی نے فریب کی راہ سے اُسکے یون خاطرنشین کیا وہ سادہ دل اُسکی مکر آمیز باتون کو دریافت نکرسکا اور یکبارگی سب عہد و پیمان کو جو نواب بہادر کے ساتھ کیا تھا توڑ رانی کے منصوبے کو جسے اُسنے اُس سکندر طالع کی بد اندیشی مین ٹھہرایا تھا پسند کیا۔

چونکہ نواب بہادر نے شہر بدنور مین راجہ کنڑہ کی دولت سرا مین اقامت کی تھی اِس لئے رانی کو یہہ یقین ہوا کہ جب وہ رستم وقت منگلور سے پھریگا غالب ہی کہ اُسی دولت سرا مین پھر مقیم ہوگا اور رانی کو یہہ معلوم تھا کہ دولت سرا سے بڑے بت خانہ تک ایک راہ مخفی ہی جس سے اور کوئی واقف نہین اِسلئے یہہ منصوبہ باندھا کہ بنیاد اور زمین سے اس دولت سرا کے خشت اور مٹی نکال باروت بھروادے اور جب وہ نامدار منگلور سے پھرے اور رات کو اپنے رفقا اور منصبدارون کے ساتھ خاصہ کھانے مین مشغول ہو اُس مکان کو

اوترادے اور اُسی وقت ریاست کنڑہ کی فوج کو مہابدّھی لے کر موقع پر پہنچے
فوج حیدری کو قتل کرے اِس منصوبے کے ظہور مین آنے کا سارا سامان
مُہیّا اور تدبیر سب ہو چکی تھی کیونکہ اُس برہمن نے جو رانی کا آشنا تھا اُس بت خانے
کے سب برہمنون کو موافق کر لیا تھا اور وے اُسکے ہوا خواہ ہو گئے تھے
لیکن جب نواب نامدار نے منگلور سے معاودت کی اور وہ وقت معہود قریب
آیا اتّفاقاً ایک برہمن نے اُس نواح کے برہمنون سے جو آشنائی سے برہمن زانی
اور رانی زانیہ کے واقف اور اِس امر سے تمام نفرت رکھتا تھا کسی
حیلہ سے اپنے تئین اُس مجلس مین جہان نواب نامدار معہ امرا و ارکان دولت
جلوس فرماتا تھا پہنچایا اور اِس سکندر طالع کو تمام راز اور منصوبے پر رانی کے
آگاہ کیا حاضرین مجلس تو سنتے ہی حیرت مین آگئے پر نواب حیدر دل نے اصلا
مضطر نہو اُس حال کے تحقیقات کو حکم فرمایا اور جب ثابت ہو گیا رانی کو معہ
اُسکے آشنا برہمن اور بہت آدمیون معیت جو اُس منصوبے مین رانی کے
محرم اور شریک کار تھے قتل کیا اور مہابدّھی کو گرفتار کر قلعہ گمبیری مین بھیج دیا
اور وہ سب ملک تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کی آگیا

کتاب فتوحات برطانیہ مین جو بنام چارچنامہ مشہور
ہی حکایت پیشتر رفتہ اسطرح پر لکھی گئی ہی

مثنوی

شگفتی ز کردار حیدر شنو — نوای نو آئین دیگر شنو
چو آورد بوم سرا را بدست — سر سرکشان کرده یکبار پست

روان بود اختر به بهروزیش | فزایش همین داد در روزیش
کنارا که بد کشوری بس بزرگ | نشیمنگه راجگان سترگ
ز بس خوبی خاک آن پاک بوم | شدی آشکارا انگبین از زقوم
درختش همه صندل و ساج و عود | کشیده همه سر به چرخ کبود
پر از میخک و فلفل و جوز و هیل | همه بیشه و دشت و راغ و سبیل
درانجا یکی رای بد کدخدای | چو زین خاکدان شد بدیگر سرای
بجایش یکی خورد کودک گذاشت | بجز وی دگر جانشینی نداشت
پسر نارسیده بده زانش مام | گرفته بکف کارها را زمام
چو مردان بپاداشت کار جهان | به هر شهر و جا داشت کارآگهان
ز کشور نماندیش پوشیده راز | چه از راه کوته چه راه دراز
سپه را به آئین نگه داشتی | ره و رسم شایسته نگذاشتی
کشاورز و بازارگان سر بسر | ز هرگونه گون مردم پیشه ور
گرفته همه را بزیر پناه | به نیکی نموده به هرکس نگاه
چو رایان و فرماندهان سترگ | جهان راند تا گشت خوردش بزرگ
رسیده چو شد کودک نارسید | دلش مهر پیوند شاهی گزید
نشستن بجای پدر کردرای | زمادر نشد آرزویش روای
پدر چون شود خاک در قعر گور | کم از خاک گردد پدر مرده پور
به خوردی همیراد کس را پدر | کشاورز باشد اگر تاجور
چو زن از زنی سر بشاهی کشید | بجز خود سزاوار شاهی ندید
بشاهی دلش چون شده شیفته | جوان را بامید بفریفته
به امروز و فردا گشادی زبان | زبانش نبود آشنا با روان

سخن بود زو راستی ناپدید　　ز مادر چو فرزند شد ناامید
بیازرد از مام و پژمرده روی　　ز حیدر ازان درد شد چاره جوی
بگفت ار بمردی به بندی کمر　　مرا بر نشانی به جای پدر
زماهی به مه سر فرازی سرم　　کشاده کنی دست بر کشورم
سپاس ترا پاس دارم بجان　　بگنج پدر آنچه باشد نهان
سپارم فراوان ازان خواسته　　بگوهر همه چیز آراسته
جدا کرده از کشورم منگلور　　به بخشم نباشم زفرمانت دور
تو باشی بر آن مرز و بر مرزبان　　چنان چون بود تن بفرمان جان
مر آن شهر باشد بفرمان تو　　کسی سر نه پیچد ز پیمان تو
چو بشنید حیدر سپه بر نشاند　　به سوے کناره به تندی براند
به نزد دژ آمد چو از دور راه　　زن راے آمد برون با سپاه
دو لشکر چپ و راست سر بر زده　　زمین گل شد از خون هر دو رده
پس از آنکه بسیار پیکار شد　　زن از بخت واژون گرفتار شد
نتابید با شیر نر ماده شیر　　بیفتاد در چنگ حیدر اسیر
برخویشتن خواندش آن سرفراز　　نه کرده به بد دست بر وی دراز
پسر را بیاورده نزدیک مام　　سوے آشتی نیز بسپرده گام
دل هر دو از کینه پرداخته　　دو سینه ز کینه تهی ساخته
دو ناساز گر را بهم سازگار　　نمود و زدود از روانها غبار
دل مام خوشنود شد از پسر　　به آئین بد و داد جائے پدر
نشیمن شدش جایگاه مهی　　کشاده دو دستش ز فرماندهی
ز بازوی حیدر رسید او بکام　　همش مهربان گشت آشفته مام

چو شد رای زاده برائی بلند — به عهد و به پیمان شده کار بند

بجا آورید همه سر بسر — نه کرد ایچ از گفتهٔ خود گذر

وفا پیش خوانده جفا کرده دور — سپردش دژ و بارهٔ منگلور

جدا گشته زو حیدر نام جوی — بدان سوی با لشکر آورده روی

که آن جایگه را بگیرد بدست — بدانسان که شاید دهد بند و بست

نشاند ز خود مرزبان جا بجا — گمارد ز نزدیک خود پیشوا

چو شد حیدر از زادهٔ رای دور — بر عمش سخن راند مادر بپور

چه گفتش بگفته که ای پور خام — ندانسته از سروری جز که نام

نبایست با او ترا گشت دوست — ترا در جهان بدترین دشمن اوست

بد آید به انجام زین کار کرد — به پیش آیدت رنج و تیمار و درد

بود او مسلمان و بیگانه دین — به بیگانه دینان بود پر زکین

مسلمان اگرچون فرشته بخوست — چو وا بنگری بد تر از دیو اوست

بود نیک شان بد ز بد شان سخن — سراید اگر کس نیاید به بن

بگیرد همه کشورت را بدست — به کیش نیاگانت آرد شکست

شود زو تبه کشور و دین ما — بر افتد ازو نام و آئین ما

دلیری که همتاے او اژدها — نباشد ازو چون شوی تو رها

اگر تو بگردون برآئی بلند — کشد بر زمینت به خم کمند

شوی گر بدریا ز بیمش نهان — چو ماهی به شست آردت بیگمان

چو او باز گردد بدین جایگاه — ورا ساخت باید نهانی تباه

بر آورد باید ز جانش دمار — بدستان و نیرنگ نے آشکار

تنش چون شود از روانش تهی — بماند بتو فرّ فرماندهی

وگرنه تو مرخویش را مرده گیر / سر و تن به خون اندر آورده گیر
جوان چون زمادر شنید این سخن / فرو شد به اندیشه سر تا به بن
به گفتار مادر نهاده دو گوش / سپرده روان و دل و جان و هوش
گذشته ز رسم و ره راستان / به کردار بدگشت هم داستان
به پاداش نیکی چو شد بدسگال / بزندان بسر برد بسیار سال
سگالید باهم دگر مام و پور / که چون وارسد حیدر از منگلور
بکاخی بیاورده اورا فرود / گسسته نهان کاخ را تار و پود
فرود آوریم آن سرا بر سرش / بخاک اندر آید سر و افسرش
سگالش بدین گونه آمد بجای / میان زن و پور ناپخته رای
کنون حال زن بشنوای نیک خوی / که چون بود کارش پس از مرگ شوی
چو جوینده کام بود و هوا / چنان چون بود راه ناپارسا
گزیده به کاشش یکی برهمن / ازو شاد زان سان که از بت شمن
ورا خواند نزدیکش آن چاره گر / به گفت آنچه بودش بدل سر بسر
برهمن پرستار بت خانه بود / به نزدش یکی خانه شاهانه بود
فراوان به آذین بیاراسته / به زینت چو فردوس پیراسته
پیء حیدر آن خانه کرده پسند / که بر جانش آرد بد انجا گزند
به گفتش ز بت خانه تا آن سرا / بباید زمین را تهی جا به جا
کشاید بزیر زمین ره فراخ / رساند سر نقب تا زیر کاخ
بدانسان که فرمود آن شوم زن / به انجام آورد آن برهمن
چو حیدر به پرداخت از منگلور / بیامد بجائیکه بد مام و پور
پذیره شده پور و مام و سپاه / دران کاخش آورده از گرد راه

به پیوسته با او ز هرگون سخن — همی جست هنگام آن خیره زن
که ایوان ز مردم چو ماند تهی — بحیدر فرود آرد از ابلهی
کسی را که ایزد بد ارد نگاه — نگردد ز دستان دشمن تباه
به فرمان دارندهٔ جان و تن — بکاخ اندر آمد یکی برهمن
نشسته دران جای بدرای نو — همان مادر کشور آرای نو
جز اینان سران سپه سر بسر — نشسته یکی ایستاده دگر
به حیدر سخن گفتن آغاز کرد — سر راز پوشیده را باز کرد
نهان بخیه افگند بر روی کار — برو نقب پنهان نمود آشکار
شنید و روانش برآشفت سخت — بران مادر و پور گم کرده بخت
کسانیکه بودند انباز کار — به فرمود بستند و کشتند زار
همان دم زن و رازداران او — دران کار انباز و یاران او
به وژخیم فرمود کز تیغ تیز — برانگیزد از جان شان رستخیز
به بسته به بند گران پای راے — فرستاده در شهر و بوم سراے
برو کرده زندان یکی از حصار — نشانده بپاسش بسی استوار
سوی رانه بدنور شد با سپاه — کزآن شهر بدراے را تخت گاه
شد آن شهر و کشور مرو را رهی — فرهمند را شد فزون فرهی
بدست آمدش خواسته بیشمار — ز رایان و نام آوران یادگار
که آنرا کران و کناره نه بود — شمردی اگر کس شماره نه بود
زر و سیم آموده انبارها — ز هرگون گهر بود خروارها
طرایف ز هرگون به انبوه بود — نفایس بسی توده چون کوه بود
نگاور هیونان و پیلان مست — زر و گوهر آموده جای نشست

چو الماس شمشیر زرین نیام | زرزین و سیمین رکیب و ستام
زدرع و زخنجر زخفتان و خود | بہ کس ہیچ اندازہ پیدا نہ بود
زبسیار کس گنج اندوختہ | بہ اندوختن در جگر سوختہ
چو فرخندہ بدروز فیروز مرد | بدستش بیفتاد بے رنج و درد
ازان کشور و گنج و آن خواستہ | فراوان بشد کارش آراستہ
زگردون ورا بود چون یاوری | رساندہ بہ شاہان سر ہمسری
مہان جہان زو گرفتہ شمار | زناسش ہراسان بسے نامدار
چو زان بوم آمد بدستش زمام | بگرداندہ ازرانہ بدنور نام
بہ فرمود تا مردمان سربسر | مرآن بشہر خوانند حیدرنگر

حاصل کلام یہہ ہی کہ رانی کے مکر و فریب کا ظاہر ہو جانا مملکت نواب بہادر کے بڑھنے کا باعث ہوا طرف اُن سواحل کے جن مین گوناگون محاصل پیدا ہوتے ہین اور طرف ایسے بنادر کے جن مین بہت نادر چیزین حاصل ہوتی ہین اور مقدمہ ہوا بہت سی تازہ فتحون کا مرز بوم مایبار مین السحق تمام ملک کنڑہ کا سیر حاصل بھرا ہوا انواغ خیرات آسمانی اور اقسام برکات خاکی اور آبی سے ہی جہان بحری وکانی گنجون کا خزانہ ہی چاول جو اکثر غذا اُس ملک کے رہنے والون کی ہی وہان بکثرت پیدا ہوتا ہی مرچ سیاہ دارچینی جاہی پھل لونگ الاچی وغیرہ اور موتی مونگا صندل عود ہاتھی دانت وغیرہ کا تو وہ سرزمین مولد ومعدن ہی وہین سے تلے سب چیزین دور و نزدیک کے شہرون مین لیجاتے ہین اِسی لئے اُس ملک کو ذخیرہ گاہ و انبار خانہ تمام ہندوستان کا کہتے ہین وہان کے پہاڑون مین سونے و الماس یاقوت لعل اور اور اقسام جواہر بیش بہا کے کان ہین رانہ بدنور

کے خاص قلعہ مین جو دارالسلک اس مملکت کا ہی ایک بڑی کان سونے کی ہی ؛
جب نواب حیدر علی خان بہادر اُس قلعہ پر متصرّف ہوا بہت بڑا خزانہ
روپے اور سونے کی اینٹین اور پتلیان مرصّع و زیورات و موتی اور جواہرات
نادر کے ذخیرے اُسکے ہاتھ آئے فرانسیس لوگ جو اُس لڑائی مین ساتھ
تھے لکھتے ہین کہ نواب بہادر نے وہان یہہ حکم دیا تھا کہ خزانے موتیون اور جواہرات
بیش قیمت کے اُسکے روبرو تولے جاوین فوراً کارپردازون نے اقسام جواہرات
و مروارید وغیرہ کے بہت سے تودے وانبار لگائے (کہ گھوڑے کے سوار کا
سر ایک طرف سے دوسری طرف نظر نہ آتا تھا اور یہے زر و جواہر بطور غلّے
کے منون و پنسیریون مین تولے اور وزن کئے گئے) اس فتح مین نواب
حیدر علی خان بہادر نے سب سپاہ اور منتسبون اور مقرّبون کو اپنے ڈیڑھ
برس کی تنخواہ انعام عطا کر کے خوش کیا اور جو جو قلعہ دار اور سپاہی کہ باہر
صوبون پر متعیّن تھے اُنکو بھی اس عطیّہ شاملہ سے محروم نہ کیا اور نام منگلور کا
کوڑیال یا شاہ بندر اور درانہ بدنور کا حیدر نگر رکھا اور اپنے تئین ساتھ لقب
بادشاہ کنرہ و کارگس کے ملقّب کیا کارگس بھی ایک ریاست ہی سرحد پر
کنرہ کے اور اُن پہاڑون سے جو اُسکو کنرہ اور مملکت میسور و مرز و بوم ملیبار
سے ممتاز و جدا کرتے ہین احاطہ کی گئی ہی ؛

متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تسخیر کرنے پر اُس نواح کے جو اُس مملکت سے تصرّف مین جماعت پرطکیشون کے آگئی تھی اور اعانت طلب کرنا قوم ماپلہ کا نواب بہادر سے ساتھہ اور روددادون کے جو اُس ضمن مین واقع ہوئیہن

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب بندوبست سے دار الملک کنرے کے فراغت پائی اطراف و نواح مین اُسکے جا کر سب حال وہان کا دریافت کیا جہان وہ سکندر ثانی گیا حکومت اُسکی ہر جگہہ و ہر شخص کے نزدیک مقبول ہوئی بعد اُسکے اِس عالی ہمّت نے یہہ ارادہ کیا کہ جو خطّے کہ پرطکیش نے مملکت کنرہ سے جدا کرکے اپنے قبض و تصرّف مین لائے ہیں اُن پر متصرّف ہو کر پھر اُس مملکت مین داخل کرلے جب پرطکیشون کو یہہ حال معلوم ہوا تسلیم وانقیاد سے اُسکے ابا کیا تب اُس نامدار نے بے تامّل حملہ کر تھوڑی ہی زحمت مین ناحیہ کارْوار اور اُسکے قلعہ کو جو سر زمین مین سند کے واقع ہی اور سابق مملکت کنرہ مین داخل تھا پرطکیش کے قبضے سے نکال اپنے تصرّف مین لایا اور جب اُس عالی ہمّت نے قلعہ رامہ کے (جو سرحد مین راس رامہ کے واقع ہی) محاصرہ کرنیکا تہیہ کیا (کیونکہ یہی ایک مانع اور سنگ راہ تھا اُسکے آگے جانے کا شہر گووہ کو جو مسکن قدیم پرطکیش کا ہی) تب تمام مردم فرنگستان فرانسیس وغیرہ نے مدد کرنے سے اُس نامدار کو اوپر لڑائی پرطکیش کے پہلو تہی کیا چونکہ اُس ارسطو فطرت کو یہہ یقین تھا کہ ہندوستانی فوج سے وہ قلعہ فتح نہین ہوسکیگا اِسلئے پرطکیشون سے صلح کرلی اور پرطکیشون نے بھی اِس مصالحہ کو غنیمت جان ناحیہ کارْوار کو اس بہادر نامدار کے قبضے مین چھوڑ دیا جب حیدر علی خان بہادر مظفّر و منصور پرطکیش کے ملک سے مراجعت

کر کے منگلور میں داخل ہوا ایک سفیر قوم ماپلہ کا بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ
اسکے حضور میں آیا

قوم ماپلہ تازی نژاد ہیں یعنے اصل و نسب اُنکا عرب سے ملتا ہی پر شکل
و صورت اُن کی عربون سے چندان مشابہت نہیں رکھتی اور یہ لوگ مدّت
مدید سے تمام سواحل ملیبار میں رہتے ہیں اور سوا سوداگری کے اور کوئی
پیشہ نہیں کرتے تجارت خشکی اور تری اُس ملک کی اُس قوم پر منحصر ہی
اور چونکہ سب سردار و رئیس اُس ملک کے بروقتِ ضرورت اُن لوگون
سے بہت سود پر قرض لیتے ہیں اِس لئے تموّل اُس قوم کا نہایت بڑھ گیا ہی
کیونکہ پہلے تو سود زیادہ مقرّر کرتے اور تب ہر مرتبہ حساب کر اُس سود کو اصل دین پر
اضافہ کر کے سبکو اصل ٹھہراتے ہیں اور رئیس اُس ملک کے ایسے قرض
اور سود کے باعث مفلوک ہو گئے ہیں چونکہ مال کی بہتایت اکثر خود بینی اور
غرور کا باعث ہو جاتی ہی اور علی راجہ کے عروج دیکھنے سے بھی جو ایک جوان
اُسی قوم سے تھا اور ناگاہ اُس ملک کا حاکم ہو گیا اُس قوم کے لوگون نے
دفعۃً اپنے طریقے کو چھوڑ دیا اور سرداری کی خواہش ہر ایک کو پیدا ہوئی
علی راجہ ایک تونگر زادہ تھا ماپلہ کی قوم کا بہت خوب صورت اور اقبال مند جب
وہ جوان ہوا کانانور کے راجہ کی بیٹی جو قوم نائر سے تھی اُسپر عاشق ہوئی
جب راجہ کانانور کو حال عاشق ہونے اُسکی بیٹی کا علی راجہ پر ثابت ہوا باوجود
اختلاف دین اور مذہب برعکس طریقہ اپنی قوم کے جو زشتہ اور پیوند دوسری
قوم کے ساتھ جائز نہیں رکھتی اپنی لڑکی بخوشی اور رضا علی راجہ کے ساتھ بیاہ
دیا اور اپنے مرض موت میں وصیّت کی راہ سے حکومت کانانور علی کو دیکر
اُسے علی راجہ بنایا سب سردار قوم نائر کے تغیّر وضع و تکبّر طبقہ ماپلہ کا

دیکھکر رشک اور غیرت مین جلنے لگے اور اکثر لوگ اُن مین سے خصوصاً

---

* قدیم تواریخ کي کتابون سے ایسا معلوم ہوتا ہی که قوم نائر سواحل ملیبار کے قدیم شرفاؤن سے ہین ایک عجیب رسم اس قوم مین یہہ ہی که سواے بھانجے کے بیٹے و غیرہ کو اپنا وارث نہین کرتے اور وجه اِس دستور کي جو خلاف دستور جمہور کے ہی یہہ لکھي گئی ہی که اُس قوم مین غیرت اور حرص دشمن شکني کي زیادہ ہی پس اگر آل و عیال نه ہونگے تو ہر شخص واسطے مقابله و مقاتله اپنے دشمن کے خوب آمادہ و مستعد رہیگا اور جب اُنکے بھانجے قابل لڑنے کے ہوتے ہین اپنے مامون کي پیروي لڑائیون مین کرتے ہین اور دوسري عجیب رسم اُس قوم مین یہہ ہی که جیسے اہل اسلام کے مرد چار نکاح کرتے ہین عورتین اُس قوم کي چار مرد اختیار کرتي ہین اور عورت کا گھر اُنکے مکانون سے جدا اور اُس مین چار دروازے ہوتے مین جب کوئي ایک مرد اُن چارون سے اُس عورت کي ملاقات کو وہان جاتا ہی اُسکے گھر کے گرد پھرکر اپني تلوار کو سپر پر اسطرح زور سے ٹھونکتا ہی که اُسکا کھڑکا سنکر عورت اُسکا خاص دروازہ کھول دیتي ہی اور وہ مرد اپنے چاکر کو معه اپنے ہتھیارون کے دہلیز مین بٹھاکر خود گھر مین گھس جاتا ہی اور اُس عرصه مین اگر کوئي مرد دوسرا اس ڈیوڑھي پر آتا ہی اور قصد جانے کا کرتا تو وہ چاکر اس کو اطّلاع کرتا ہی که بي بي مشغول ہی ہفتے مین ایک روز چارو دروازے کھلتے ہین اور چارو مرد اُس عورت کي ملاقات کو مانند عناصر اربعه کے ایک جسم مین جمع ہو باہم کھانا کھاتے اور صحبت رکھتے اور ہر ایک اِن چارون سے کچھ روپیے واسطے خرچ کے اُس عورت کو دیتا اور اولاد کي پرورش ذمّه مین اس عورت کے رہتي ہی نائر زادے اپنے باپ کا نام خاص نہین جانتے بلکه ماں کے چارو شوہرونکو یا مامون کو باپ کہتے ہین

جو سردار اور صاحب حکومت و اقتدار تھے ادا کرنے مین قرض کو اُنکے مضایقہ کرنے جب حیدر علی خان بہادر مملکت کنرہ اور جوار سواحل ملیبار پر جس کی سرحد مین ریاست کانانور و ناگور و ناگ پٹن واقع ہی حاکم ہوا علی راجہ اور سرداران قوم ماپلہ نے اِس خیال سے کہ نواب حیدر علی خان بہادر بہ سبب اشتراک دین اور مذہب کے البتّہ حمایت اور رعایت اُنکی کریگا اور قوم نائر سے زر قرضہ دلانے مین اُنکی اِمداد و اعانت فرمائیگا اپنا سفیر نواب ممدوح کی خدمت مین بھیج کر مدد مانگی اور اپنے تئین پناہ اور سائے مین اُسکے رکھنا چاہا اِس سفارت کو حیدر علی خان بہادر نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کیا اور سفیرون کو خلعت گران مایہ و جواہر بیش قیمت عنایت کرکے سرفراز فرمایا اور اپنی حمایت اور رعایت اُنکے خاطرنشین کی چونکہ ماپلے جہاز رانی کے کام سے واقف تھے اور علی راجہ نے اُس عہد مین کئی جہاز تجارتی مال اسباب سے بھرے ہوئے روانہ کرنے کو طیار کئے تھے نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس مصلحت ملکی کے واسطے کہ ایک حلقہ جنگی جہازون کا اپنی سرکار سے مہیّا اور طیّار کرکے ممالک محروسہ کے ساحلون پر متعیّن کرے تا رعایا تاخت اور تاراج مرہٹون اور رہزنون سے دریا کے محفوظ رہین علی راجہ کو بزرگ امیر البحر اپنا مقرر کیا اور شیخ علی بھائی کو اُسکے امور دریائی اور اپنے ملکون کے بندرون کی تجارت دریائی کا سربراہ کار معیّن کیا اور مبلغ خطیر اُسکو دئے تا وہ نئے جہاز خریدے اور طیّار کرے ؏

نواب حیدر علی خان بہادر نے مملکت کنرہ کو بہترین عطیّہ الٰہی اپنے حق مین اور بہترین میراث جو اپنے وارثون کے لئے چھوڑ جاے سمجھا تھا اِسی لحاظ سے یہہ چاہا کہ حیدر نگر کو اپنے تمام ملک کا دارالملک قرار دے چنانچہ بعد اُسکے

تمام متعلّقات اور اپنے خانوادے کے لوگون کو وہان بُلایا اور ارادہ صمیم اُس بہادر کا یہہ تھا کہ اُس مملکت مین اِس طرح کی حکومت مکرمت آئین مرحمت قرین کی بنا ڈالے کہ اُس سبب سے اپنے تئین وہان کے رہنے والون کا محبوب بناوے اور وے لوگ اطاعت اور انقیاد کی جگہہ دل سے محبّت اُسکے ساتھہ کرین (فی الحقیقت یہی بڑی سعادت ہی جو سلاطین کو اس جہان مین حاصل ہو سکتی ہی) یہہ لکھا گیا ہی کہ نواب موصوف اپنی اِس آرزو سے زیادہ کامیاب ہوا اور حکومت ممالک محروسہ کی اپنے عزیزون و قریبون پر اِس طرح تقسیم کردی ٔ

حکومت بنگلور اور اُسکے توابع کی اپنی چچا ابراہیم علی خان بہادر کو تفویض کی چنانچہ وہ مدت مدید تک اُس ریاست سے فائدہ اُٹھاتا رہا اور میر مخدوم علی خان کو جسے مملکت بخشی کی سند مین ساتھہ لقب مخدوم علی خان بہادر کے یاد کیا تھا ساتھہ فرمان فرمائی سلطنت میسور کے عزّت بخشی اور مرزا صاحب کو ساتھہ مرزبانی مملکت سرا اور مضافات اُسکے نامزد فرمایا اور اپنے بھتیجے امین الدولہ عرف امین صاحب کو فرماندہی پربنگر کے ممتاز کیا ٔ چونکہ علی راجہ امیر البحر نے ایک حلقہ جنگی جہازون کا حسب الحکم نواب بہادر کے جمع کیا تھا اور سپاہ و نشان حیدری اُن مین منصوب جہان کہین دریا مین جاتا لوگ وہان کے باکرام پیش آتے تھے آغاز موسم مین سفر دریاے ہند کے جزائر مالدیوہ کو اِس بہانے سے کہ اُسکی قوم پر اُن جزیرون کے رہنے والون کی طرف سے نہایت ظلم وستم واقع ہوا ہی فتح کیا اور جزائر کے راجہ کو اسیر کرغایت سنگدلی سے دونون آنکھین اُسکی نکلوا ڈالین ٔ

جب علی راجہ نے معہ اپنے جہازات مظفّر کے منگلور کو مراجعت کی اور واسطے

ادا کرنے وظائف خدمت گزاری کے نواب بہادر کے حضور مین آیا اور راجہ مالدیوہ کو بھی حاضر کیا چونکہ نواب بہادر ظلم سے اجتناب کرتا تھا اُس ستمگری کو جو علی راجہ نے راجہ مالدیوہ کے ساتھ کی تھی دیکھکر اِس قدر غضب مین آیا کہ فی الفور علی راجہ کو مرتبہ امیری سے جہازات کے معزول فرمایا اور بہت متاثر ہو راجہ مالدیوہ سے عفو چاہا اور اپنا بہت تالّم اور غم اُس ظلم سے ظاہر کر کے بہت طرح کی استمالت اور دلجوئی کے ساتھ ایک مکان عمدہ مکانات پادشاہی سے واسطے سکونت راجہ مظلوم کے معیّن فرمایا اور ایک جاگیر معقول جسکی آمدنی سے معزّز شخص کے اسباب معیشت و دل خوشی کے لئے کفایت کرسکے واسطے اُسکے مقرّر کی ؑ

مسخّر ہونے سے ممالکت کنرہ کے جسکی تسخیر کرنے مین اورنگ زیب عالمگیر نے بہت سعی کی تھی اور سب اکارت گئی اور کچھ مفید نہ ہوئی اور فتح ہونے سے جزائر مالدیوہ کے جو شمار سے زائد ہین اور اکثر سلاطین مغولیہ اُن جزائر کے نام سے بھی واقف نہ تھے اِس قدر مکنت اور جاہ نواب حیدر علی خان بہادر کو زیادہ کیا کہ تمام ہندوستان کے امیرون اور سردارون نے اپنے سفیر واسطے ادا کرنے رسوم تہنیت اور مبارک باد کے اُس سکندر طالع کے حضور مین بھیجے اور شاعران مدحت سرا نے اپنے قصیدون مین اُسکے مرتبہ کو اوپر رتبہ اسکندر ذوالقرنین اور تیمور گورگان کے ترجیح اور بالائی دی ایک شاعر شیرین بیان دولت حیدری مین بمشاہرہ ہزار روپیہ سرکردگی مین ہزار نفر کے مقرّر تھا اور واقعات شایستہ اور فتوحات بایستہ کو اُس نامدار بہادر کے سلک نظم مین منظوم کیا کرتا تھا ؑ

ایک سال سے زیادہ تخمیناً نواب حیدر علی خان بہادر حوالی نگر سے دور نہین گیا

اور اُن دنون بہ سبب اِسکے کہ وہ نامدار مہمّات متعلّق دیوانی و لوازم عشرت اور کامرانی مین مشغول تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ذوالعزم ساتھ دواعی عیش اور آرام کے جن سے ہمیشہ بیگانہ وار زندگی کرتا تھا شادمان اور مسرور ہی ایسے زمانے عیش و نشاط مین جس مین کشش اور کوشش حرب و ضرب سے جہان آسایش مین تھا اور ساقی زمانہ کا شراب خوشدلی اور سرور کی ندیمان اور مقرّبان بزم حضور کو پلا رہا تھا یکایک اِس عہد و پیمان کے یاد آجانے نے جو نواب بہادر نے قوم ماپلہ کے ساتھ اُنکی حمایت و رعایت کے لئے کیا تھا اُسکی ہمّت والا نہمت کو اِس طرف متوجّہ کیا کہ فرش عیش و نشاط کو اُلٹ دے اور پٹکا زحمت کشی کا کمر مین باندھ شمشیر آبدار خون آشام ہاتھ مین لے ؛

قتل کرنا قوم نائر کا جماعہ ماپلہ کے تئین اور آنا نواب بہادر کا واسطے انتقام لینے اس قوم ناشایستہ کے اور استقبال کرنا علي راجہ کا اسکو اور محاربہ کرنا اس نواب نامدار کا نائرون کے ساتھہ اور ہزیمت دینا اُنکا

جب ماپلے واسطے وصول کرنے اپنے زر قرضہ کے نائرون پر ستم کرنے لگے اور بہت سے نائرون کو مقیّد کیا تب تمام قوم نائر باہم جمع ہوئے اور مشورت کر کے یہہ ٹھہرایا کہ سب ماپلون کو مار ڈالئے اور ملیبار کے ملک مین کسی ماپلے کو زندہ نہ چھوڑئے اور عاقبت اندیشی نہ کی کہ نواب بہادر ایسا ستم مسلمانون پر ہونے نہ دیگا اور مدد ماپلون کی کر کے اُن سے انتقام لیگا چنانچہ ایک مرتبہ سب نائرون نے قتل عام کے اِرادے سے تلوار کھینچی اور ماپلون

کو جہان جسنے پایا قتل کرنا شروع کر دیا گلی کوچون مین ماپلون کے خون سے نالے بہائے ہزارون تن و سر مین مفارقت ہوگئی اور ہر جگہہ لاشون کے تودے مانند پہاڑون کے زمین پر نظر آنے لگے جب ماپلون نے یہہ حال دیکھا کپڑے پھاڑ سر پر خاک ڈال روتے پیٹتے نواب بہادر کے حضور مین داد خواہ ہوے اُس دادرس کا دل یہہ حال تباہ ماپلون کا دیکھہ دریا کے مانند جوش مین آیا اور حکم کیا کہ کوچ کی کرنا پھُنکے حکم ہوتے ہی فوراً میدان مین خیمے کھڑے ہو گئے اور سوار و پیادے جمع ہونے لگے آخر کار اُس عالی جاہ نے بیس ہزار سپاہ چیدہ اپنے ساتھہ لے کنانور کو کوچ کیا اثنا ے راہ مین علی راجہ استقبال کر ملازمت سے مشرف ہوا نواب نامدار شہر کنانور کے قریب پہنچ ندّی کے اِس کنارے پر ڈیرے کھڑے کروادئے اور اُسطرف نائرون نے بھی سپاہ اور جمعیّت اپنی فراہم کی دونون جانب سے صف آرائی ہو جنگ و پیکار شروع ہو گئی ؏

نظم

ہوا بوق اور کوس کا یہہ خروش	کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
ہوا گیر ہو کر غبار زمین	گیا تا سر سقف چرخ برین
دو لشکر بہم حملہ آور ہوے	ہزارون تن اکدم مین بے سر ہوے
بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ	رہا گرم تا دیر بازار جنگ
ہوا گرم ہنگامہٗ کشت و خون	ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون

انجام کار بسبب اُسکے کہ فوج حیدری لڑائی کی خوکردہ کار آزمودہ قواعد جنگ سے واقف تھی اور سپاہ نائرون کی ناتجربہ کار سایہ پروردہ علاوہ اِسکے وے سواران جنگی سے کبھو نہین لڑے تھے اور اُنکی لڑائی بھی نہین دیکھی جب ناگاہ حیدری سوارون کو گھوڑے دوڑاتے دیکھا اسپ کے سب ہیبت کھا

بھاگ کھڑے ہوئے تب حیدری سواروں نے سپاہ مغلوب کے کھیت کو کاٹ لاشون کے کھلیان لگائے اور بہتون کو پامال کیئے نقارہ فتح و فیروزی کا شکر ظفر پیکر مین بجنے لگا ٭

کوچ کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا کنانور سے کلی کوٹ کو اور استقبال کرنا راے حاکم کلی کوٹ کا جسکا لقب ساموری تھا اور تسلیم کرنا اپنے شہر کو اور ایک برھمن کا تہدید کرنا اُسے کہ وہ مرتد وا اپنے دین و مذہب سے پھرگیا اور مردود قوم کا ھوا اور جل مرنا ساموری مذکور کا ساتھ اپنے اہل و عیال کے اور مسلم ھوجانا بالکل ملیبار کا نواب حیدرعلی خان بہادر پر ٭

جب نواب حیدرعلی خان بہادر نے نائروں کی لڑائی کو فتح کیا عنان توجہ کی کلیکوٹ کی طرف جو ملیبار کی سرزمین کا پایہ تخت تھا اور وہان کا حاکم پشتہاپشت سے ساموری لقب رکھتا تھا پھیری اثناے راہ مین جو شہر آیا بہ زور مسخر کیا جب کلیکوٹ کے متصل پہنچا وہان کے حاکم ساموری نے دیکھا کہ سب ملک تو اُسکا پہلے ہی نواب بہادر نے مسخر کرلیا ہی صرف کلیکوٹ شہر ہی باقی رہ گیا اور سپاہ سب پریشان و متفرق ہوگئی ہی نہ کوئی عزیز رہا نہ یار اور جو لوگ کہ اُسکے پاس تھے اُنکو لڑنے پر مستعد نہ پایا اپنی جگہہ سے حرکت نکی بلکہ شہر کا دروازہ بھی بند نکروایا نہ ارادہ باہر نکل کے لڑنے کا کیا جب نواب گردون قباب معہ فوج شہر مین داخل ہوچکا راے ساموری نے آگے بڑھکر استقبال اور بہت جواہر و موتی نثار کیا اور بکمال تعظیم سے آداب بجالا کر اپنے دیوانخانے مین لا

اُسکو تخت پر بیٹھایا اور التماس کیا کہ یہہ سب ملک آپ کو مبارک ہو مین بندہ فرمان بردار ہون اور بہت سی باتین عاجزی کی گڑگڑا کر عرض کین نواب بہادر نے اُسپر رحم کھا کر زبان فیض ترجمان سے یہہ ارشاد فرمایا کہ تم مطمئن رہو کسیطرح کی زیادتی تمھارے اوپر نہین ہو نیکی بلکہ یہہ ملک تم ہی پر مسلّم رکھا جائیگا اور ملک پر بھی کسیطرح کا گزند نہین پہنچیگا ایسی ایسی تشفّی آمیز باتون سے نواب والامناقب نے ساموری کو تسلّی دیکر لشکرگاہ کو معاودت فرمائی اور راجہ ساموری دیوانخانے سے اپنے محل سرا مین گیا تب ایک برہمن ع بد اندیش و بدکیش و ناپاک راجہ ساموری کے پاس آیا اور اُس سے یہہ کہا کہ تو تو ایک سخت مسلمان گاے کھانے والے بتخانے کھودنے والے سے مل گیا اپنے دین و مذہب کو چھوڑا اِس سے زیادہ گناہ دنیا مین کوئی نہین ہی اب تمام قوم نائر تجھکو ذات سے نکال دینگے اور اپنے دین و مذہب سے بیگانہ جانینگے جب تک تو جیتا رہیگا کوئی تیرے پاس نہ بیٹھیگا نہ تیرے ساتھہ کھانا کھائیگا نہ کھلائیگا اور جب تو مریگا کوئی کریا کرم نہ کریگا جب راجہ ساموری نے اُس برہمن کی یہہ گفتگو سنی نہایت سہمزدہ ہوا اور عالم بیخودی و سراسیمگی مین اپنے گھرمین آگ لگا لڑکے بالون اور تمام منتسبون کے ساتھہ جل مرا ایک عالم اِس حال تباہ کو دیکھہ آبدیدہ ہوا اور ہاتھہ ملا اور برہمن بد کیش پر جسنے یہہ آگ لگائی نفرین کی جب راجہ ساموری کلیکوٹ کا حاکم یون جل مرا اور اُسکے عیال و اطفال سے جو وارث ملک و راج کا ہو کوئی باقی نہ رہا قوم نائر جو لڑائی مین شکست اُٹھا کر پریشان ہوگئے تھے پھر جمعیّت کثیر مثل مور و ملخ جمع کر مستعد لڑنے کے ہوئے نواب نامدار سب فوج حیدری سمیت میدان مین آکر مستعد جنگ کا ہوا ؏

نظم

دلیرون نے تب کھینچ کر تیغ تیز کیا گرم بازار کین و ستیز
بطعن سنان و بزخم خدنگ عدو بر کیا عرصۂ جنگ تنگ

ایکدم مین ہزارون سر تن سے جدا ہوئے اور بے شمار لاشین خاک و خون مین لوٹنے لگین ٭ الغرض بہت سے نائر مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ نکلے ایک مرتبہ اعادی سے میدان خالی ہو گیا نواب ظفر انتساب کی فتح ہوئی اور وہ تمام ملک دولت حیدری کے متعلق ہو گیا ٭

سرکشی کرنا نائرونکا اطاعت سے نواب بہادر کے اور بسبب آجانے موسم برسات کے اُنھونکا قصد کرنا پھر لے لینے پر بعضے قلعون کے اور مار ڈالنے پر ایک جماعت حیدری کے جو وہان کے قلعدار تھے اور لشکرکشی کرنا نواب بہادر کا مین طوفان آب وطغیان سیلاب مین واسطے قلع وقمع نائرونکے

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے اسطرح جل مرنے کا حال راے ساموری کے سنا نہایت متاثر ہو کر ساموری کے بھانجون پر جو اُس واقعہ کے بانی ہوئے تھے بہت خشمگین ہوا اور سر دربار قسم کھائی کہ ہرگز ملک اُنکا اُن کو پھیر نہ دونگا کالیکوٹ کے امیرون نے ترّاونکور اور کوچین کے راجہ کی مدد سے ایک جمعیّت کثیر سپاہ جنگی پانیانے ندی کے کنارے پر جو بارہ فرسنگ کالیکوٹ سے ہے جمع کی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نائر بہ نسبت اگلی لڑائی کے جو کنانور کے متّصل واقع ہوئی تھی زیادہ لڑینگے لیکن جب مقابلہ ہوا کچھ بھی نہ لڑسکے

بھاگ گئے نواب بہادر نے ندّی اُتر کر قلعہ پانیانی پر حملہ کیا اگرچہ یہہ قلعہ اُس
ملک کے سب قلعون مین زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا تو بھی قلعہ والے حملہ حیدری
کی تاب نہ لاسکے آخرا طاعت وانقیاد اختیار کی تب نواب نامدار دشمن کی
سپاہ کے تعاقب کو آگے بڑھا جب لڑتے بھرتے کوچین مین پہنچا اُس ملک کے
حاکم کو اپنا مطیع اور فرمان بردار کیا اُسکے دیکھا دیکھی سب نائرون کے فرقے
حکم حیدری کے مطیع و منقاد ہو گئے اور نواب بہادر نے اِس شرط پر کہ وے
مطیع اور خراج گزار دولت حیدری کے رہین اُن کے کشت وخون سے
ہاتھ اُٹھایا اور سب ملک اُنکو پھیر دیا بعد اُسکے سپاہ و قلعہ دارون کو
واسطے حفاظت اور نگہبانی کلیکوت و پانیانی کے متعیّن کیا حکومت اُس
ناحیہ کی کوئنبا تور کے راجہ کو دی یہہ راجہ قوم کا برہمن اور ایک ریاست کا جو
مضافات میسور سے تھی اور اُس مین و میسور مین فقط کوہستان درمیان حاکم تھا نواب
بہادر نے اِس سب ملک کا اُس راجہ کو حاکم کرنے مین یہہ مصلحت ملکی دیکھی تھی
کہ چونکہ وہ راجہ قوم کا برہمن ہی اور سب نائرونکی قوم مین معزّز اور اُس ملک
کی راہ و رسم اور وہان کے رہنے والون کی عادات سے واقف ہی
سبھون کو موافق رکھیگا چونکہ موسم برسات کا جو ملیبار کی نواح مین دیر تک
رہتا ہی اور اُن دنون مین وہان ہمیشہ آندھی چلتی اور سیلاب رہا کرتا ہی
شروع ہو گیا تھا نواب بہادر نے لاچار ہو اس ملک کو چھوڑا لیکن اِس لئے
کہ وہ ملک حال مین مفتوح ہوا تھا بہت دور وہان سے جانا مناسب نجان کوئنباتور
مین جو دارالامارت راجہ مذکور کا تھا جاکر اُسکے دولت سرا مین اقامت اختیار کی
اِس جہت سے کہ یہہ ملک اُن پہاڑون مین واقع ہی جنکا نام گھاٹ ہی اور
اُس مین بارش و سیلاب ویسی نہین جیسی سواحل ملیبار مین اپریل کے مہینے سے

آخر سپطنبر تک رہتی ہی نواب نامدار کو یہہ یقین تھا کہ نائرون کی جماعت اُسکی لشکر کا طمطراق اور سخت حملہ دیکھہ کر ڈر گئی ہی اِس صورت مین چون وہ اُنکے ساتھہ راہ نرمی و مواسات کی چلا ہی بالضرورت وے اُسکے حکم سے سرتابی نہ کرینگے اور غاشیہ اطاعت کا اُسکے اپنے دوش پر اُٹھائینگے وہ نامدار ابتک رسم و راہ سے اُس جماعہ خودبین کے خوب آگاہ نہ ہوا تھا کہ یہ لوگ جب ایکبار کسی سے آزردہ ہو گئے اگرچہ خطا اُنکی کیسی ہی بڑی ہو جو اُس آزار کا باعث ہوئی تھی تو بھی درگذر کرنا نہین جانتے اور جب تک اپنے آزار دینے والے سے انتقام نلین آرام نہین پاتے ہنوز مہینا مئے کا تمام نہ ہوا تھا کہ تمام سواحل ملیبار مین نائرون کی بغاوت و خروج کا آوازہ حکومت حیدری بر مشہور ہو گیا اِس خروج کی ابتدا مین ایک جمعیّت قلیل قلعدارون کی قتل ہوئی اور قاتل اُنکے رہنے والے قصبہ کلان پاندہ پکاری کے تھے اُن باغیان تبہ کار نے یہہ ستمگری اس حد کو پہنچائی کہ چند سپاہی فرانسیس کے جو قلعہ ماہی کو چھوڑ لشکر حیدری کو جانا چاہتے تھے اور اُس قصبہ مین دوسرے روز قتل عام کے پہنچے اُنکو بھی قتل کر ڈالا ' آثار ظاہر سے یہہ معلوم ہوا کہ خروج قوم نائر کا راجہ تراونکور اور ساموری متوفّا کے بھانجونکے سبب واقع ہوا کیونکہ اگر راجہ کو ننباتور اور علی راجہ اور بھائی اُسکا شیخ علی جنکو نائرون سے قوم ماپلے کے انتقام لینے کا کام سپرد ہوا تھا بہت سختی اور ظلم نہ کرتے تو یہہ بغاوت اُس حد کو نہ پہنچتی '

چونکہ بہ سبب کثرت بارش کے سواحل ملیبار مین برسات کے موسم مین چھوٹی نالیان بھی بڑی ندیان ہو جاتی ہین اور سیلاب کے باعث برسات بھر راہون مین اِس قدر ندی نالے بھرے رہتے ہین کہ کوئی شخص مسافر اجنبی راہ

چل نہین سکتا اس لیئے نائرون نے جو اُس ملک کے رہنے والے اور ویسے طوفان و سیلاب کے عادی ہو رہے تھے اور ننگے برسات بھر پھرا کرتے اور جہان چاہتے چلے جاتے ایسا سمجھا تھا کہ وے کالیکوت اور پانیانی کو پیشتر اُسکے کہ فوج حیدری وہان پہنچے اپنے دخل مین لا تمام قوم ماپلے کو مار کر تباہ کردینگے لیکن اُنکو یہہ خبر نہ تھی کہ اُنکے انتقام لینے والے کو سیلاب اور طوفان باد و باران کیسا ہی سخت ہو مانع انتقام نہین ہوسکے گا اور اُنھون نے اس عصیان اور بغاوت مین ایسا اخفا اور کتمان عمل مین لائے تھے کہ میر رضا علی خان سردار ماڈیگھری اور نواب بہادر کو مطلقاً اِس ارادے سے اُنکے خبر نہ ہوئی ‘ آگے اُس سے کہ خبر اُس واقعہ کی نواب بہادر کو پہنچے نائرون کی فوج نے کالیکوت اور پانیانی کو محاصرہ کیا تب قلعہ دار پانیانی نے ایک ملّاح یا جہاز کے خلاصی کو پرطکیشون کی جماعت سے بہت اشرفیان و روپیے انعام دے کر واسطے اطلاع کرنے اِس حال کے روانہ کیا وہ شخص جانبازی کی راہ سے اُترنے پر رودپانیانی کے جو کمال جوش و خروش مین تھی جرات کر چھوتی کشتی* پر سوار ہوا اور اندھیری رات مین جنگل اور بیابان جن مین جانور درندے اور کیڑے موذی زہردار ہر طرح کے رہتے تھے رات دن طی کرتا ہوا اگرچہ کوئی شخص

---

* یہہ کشتي بانس سے مثل ایک بڑے ٹوکرے کے بنتي اور چمڑے سے مڑھي جاتي ہے لیکن وہ چمڑا اور ٹوکرا علحدہ علحدہ ہوتا ہے دو حمال ایک کشتي کے کالبد کو اور دو آدمي اُسکے چمڑے کو خشکي مین اُٹھاتے اور عند الضرورت پاؤ ساعت مین قابل استعمال دریا کے بنالیتے ہین ایک کشتي مین پچیس آدمي سوار یا ایک ضرب توپ بار ہوسکتي ہے اسطرح کي کشتیان سواحل ملیبار مین بہت ہوتي ہین اور فوج مین اکثر رہتي ہین ‘

اُسکا راہبر جیسی قطب نما کے موانہ تھا بعد زحمت و مشقّت کے مقام مادیگھری مین پہنچا اور میر رضا علی خان کو واقعہ سے نائرون کے خروج کرنے اور معرض خطر مین ہونے فوج حیدری کے کالیکوت ویانیانی مین مطّلع کیا میر رضا علی خان نے اُس ملّاح کو تو فوراً کوننا تورکو روانہ کیا اور خود جلد معہ اُس قدر فوج کے جو اُسکے متعیّن تھی اُسی کثرت بارش اور سیلاب مین پانیانی کی طرف کوچ کیا ' اُس لشکر کی دوڑ کی خبر جماعہ باغیہ کو پہنچتے ہی تیزی اور تندی اُسکی فی الجملہ توت گئی لیکن جب اُنھین یہ معلوم ہوا کہ فوج جو میر رضا علی خان کے ساتھ ہی سوارون کی جمعیّت سے مطلقاً خالی ہی تب ایک جماعت اپنی فوج سے واسطے مدافعہ کے بھیجی چنانچہ وہ جماعت بر وقت عبور کرنے ہرندّی سے رضا علی خان کی فوج کو تشویش و پریشانی مین ڈالتی رہی آخرکو راہبرون کی خطا کے سبب وہ فوج ایک بڑے خطرے مین جہان پاندیا گھری کے نزدیک دوندیان ملی ہین اسطرح پر گئی تھی کہ گویا مخالف اپنی مراد پر مظفّر ہو گئے اور رضا علی خان اُس خطرگاہ مین ایسا پھنس گیا کہ دریا کے عمق اور پانی کی تیزی کے سبب اُسکو عبور کرنا دشوار ہوا اور طرفہ تر یہ کہ فوج اعدا نے اُسکے پیچھے پھر آنے کی راہ بھی بند کردی تھی اور اُس راہ تنگ مین کہ وہ وہان تک آیا تھا درمیان اُس گھنے جنگل کے جسکے درختون کے سر اوپر سے باہم ملے ہوئے تھے اُنھون نے بہت سے درخت کات کر عرض مین اس راہ کے ڈال دئیے اور اکثر جا وہان پر اپنی سپاہ کمین گاہ مین بٹھار کھے تھے تا وہ اُس راہ سے اصلا پھر نہین سکتا تھا اور طی کرنا اُسکا دشوار ہو گیا تھا '

جب نواب بہادر نے نائرون کے عصیان اور بغاوت کی خبر سنی اپنے سوارون کے رسالے کو جو حسن اتّفاق سے نزدیک کوئنیا تور کے قول سے جدا رہگیا

تھا بلوا لیا اور میسور وغیرہ کی نواح سے اپنی مملکت کے بھی ایک بڑی جمعیّت انبوہ سوار اور پیادون کی طلب کر معہ اُن چست و چالاک پلٹنون کے جو اُسکے پاس حاضر تھین ایک جیش شایستہ جمع و طیّار کر کے اِس لیئے کہ اپنی ایسی فوج دلاور کو جو واسطے بڑی مہمّون کے بنائی گئی تھی درمیان ویسے سیلاب و طوفان کے بلا توقّف خطرے مین ڈالنا ہرگز مناسب نہ سمجھا تھا اُس طرف کی صحیح خبرون کا منتظر رہا ؏

جب میر رضا علی خان نے اپنا سارا حال لکھا نواب بہادر تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی ساتھ لے سیل جوشان و باد تند کے مانند اُس طوفان و بارش مین روانہ ہوا اور تمام رسالہ دار اور سوارون کو یہ حکم کیا کہ گھوڑون پر زین نہ باندھین ننگی پیٹھ پر سوار ہون اور پیادون کو یہ فرمایا سوائے زیر جامۂ سبک اور جوتے کے کچھ نہ پہنین ہر پیادے کو ایک بارانی موم جامے کی سرکار سے دی گئی تا اُس سے اپنے کیسہ گولی باروت کو پانی سے محفوظ رکھین اور سپاہیان فرنگ کو جو تازہ پانڈیچیری اور کلنبو سے آئے تھے ہر نفر کو ایک چھتری موم جامے کی عنایت ہوئی بارہ ضرب توپ میدانی ہاتھیون پر لدوا کر اُس لشکر کی مدد کو ساتھ کی گئین اُس کوچ کا حال جس مین نواب بہادر خود اس لشکر کا قائد تھا اِس طور پر لکھا گیا ہی کہ پندرہ ہزار مرد جنگی سپیدہ صبح سے لے شام تک اُس ملک کوہستانی مین درمیان ایسی دشوار گذار راہو نکے جن کے عرض مین تین آدمی سے زیادہ چل نہین سکتے تھے طوفان کی شدّت اور رات دن کی جھڑی مین جو برق اور رعد کے ساتھ ہوتی تھی بھیگتے ہوئے چلے جاتے تھے اور باوجود اُسکے ہر روز بعد دو پہر کے آفتاب نکلتا تھا اور تین گھنٹے تک ایسی سخت دھوپ پڑتی اور گرمی ہوتی

کہ ویسے ملک گرم سیر مین کوئی غریب یا مسکین بھی اصلا متحمل اُسکا نہین ہوسکتا اور دردا ثناے راہ ایسی ندیان اُترنی برتی تھی کہ کسی کے پائی زنخدان تک پہنچتا اور کوئی تیر کر جاتا تھا اور رات کو اُن قصبون اور ویران گانوٗن مین اُنکے رہنے کا اتفاق ہوتا جہان کے رہنے والے اپنے گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن کھانے پینے کی چیزین بکثرت وہان ہاتھ آتی تھین ٭

نواب نامدار نے سب سپاہ کو یہہ حکم دیا کہ جس آبادی مین پہنچو لوٹ کرجلادو ٭ اِس کوچ سے جو ناگاہ عمل مین آیا باغیون نے خبرپاڈرکراپنے جتھونکو جمع کیا اس جہت سے میرزضاعلی خان کے لشکریون کو فی الجملہ تسلّی ہوئی لیکن بہت لوگ اُسکی فوج سے بہ سبب نہ میسر آنے آذوقہ اور راہ کے مہلکون سے ہلاک ہوے تھے نائرون کے سردار اپنی بغاوت و برخلافی کے نتیجکے خوف سے جسکے مفاسد کو دیکھہ چکے تھے خائف و ہراسان تو تھے باوجود اُسکے واسطے پشتی و حمایت اپنے لشکر کے گرد مورچے باندھے اور خندق کھودلی تھی اور بائین طرف اُسکے ایک ایسا گانون تھا جسکے گرد چار دیواری اور خندق اور احاطہ لکڑیون کا بہت استوار و مضبوط اور توپ خانہ سنگین جسکے گولنداز ایک جماعت پردل تھے سب نے آپس مین یہہ عہد و پیمان کیا کہ جان دین پروہ جگہہ نہ دین اور چاہتے تھے کہ فوج حیدری سے مقابل و دوچار ہون ٭

نواب بہادر نے چار ہزار مرد جنگی کو اپنی سپاہ سنگین سے داہنے طرف کو حملہ کرنے اُس گانون پر مامور کیا اور لفٹننٹ کرنیل کو جو پرٹیکش کے طبقے سے اُنھین دنون بہت سرداران پرطیکش سمیت گووہ سے آیا تھا اُنکا سپہدار بنایا اور بائین طرف کو جو سپاہ حملے کے لئے مامور ہوئی اُسکی سرداری ایک سپہدار انگریز کو تفویض فرمائی اور قول کا سپہسالار خود نواب بہادر ہوا پیچھے

اُس قول کے التمش سپاہ فرانسیس کی تھی ساتھ ایک چیدہ جمعیت جوانان طبقۂ اُمراو اکابر دولت حیدری کے یہہ جماعت برگزیدہ کے مردان جنگی سب پیادے تھے اور سواے سپر و شمشیر کے کچھ ہتھیار پاس نہ رکھتے تھے ؛
چونکہ سوارونکی جمعیت کا اِس یورش مین کچھ کام نہ تھا اِسواسطے وے پیچھے رہی موافق اِس ترتیب اور انتظام کے سپہدار پرطکیش پہلے ساتھ چار ہزار اپنی سپاہ خاصہ کے اُس گانوٗں طرف متوجّہ ہوا اور بڑی چستی و چالاکی سے اپنی فوج کو خندق کے کنارے پر پہنچایا لیکن آگے نہ بڑھکر اُسی قدر یورش پر کفایت کر اپنی سپاہ کو حکم کیا کہ بندوقین چلاٗین چنانچہ وے گولیون سے مخالف کی فوج کو مارنے لگے لیکن چونکہ اُس فوج کو اِس خندق پر کچھ آڑیا پناہ نہ تھا اِس لئے بہت لوگ مخالف کی بندوقونکی گولیون سے جو دیوار کے رندون مین سے مارتے تھے مارے گئے جب دو ساعت تک فوج حیدری نے بندوقون سے آتشباری کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا تب نواب نامدار بہت دل گرفتہ و آشفتہ ہوا اور اپنی اس فوج کے بےمحل تلف ہونے پر نہایت تاسفّ کھایا سپہدار فرانسیس سرگروہ قشون فرنگستانی نے جو تازہ ملازم ہوا تھا اور ہنوز کوئی محل قابل ظاہر کرنے اور دیکھانے اپنے کمال و ہنر سپاہیگری کا ابتک نہین پایا تھا درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو مین اپنی التمش فوج کو لیکر اِس مہم پر اقدام کرون نواب بہادر نے اُسکی عرض کو قبول کرکے فرمایا کہ جو کچھ مناسب جانو عمل مین لاؤ تب اُس سپہدار نے فورًا سب اپنی سپاہ سمیت جو واسطے لڑائی کے بیقرار اور نائرون سے انتقام لینے پر جنھون نے سابق اُسکے کمال قساوت سے کئی نفر فرانسیس کو بےسبب بانڈیگہری مین قتل کیا تھا سرگرم تھی جنگ پر مستعد ہوا چنانچہ فوج فرنگ ساتھ سپہسالاری اُسی بہادر کے معہ جمعیت امیرون

اور اکابر دولت حیدری واسطے انتقام کے دوڑکر خندق مین بیدھڑک کود پڑی اور جھٹ پٹ اُس سے عبور کر چار دیواری کو توڑ دشمنون کے مقابل ہوئی اور قتال کرنا شروع کردیا جب مخالفون نے اِس طرح کی سختی دلاوران حیدری کی خون ریزی مین دیکھی بدون اِسکے کہ واسطے مقاومت اور مدافعت کے ہاتھ پانو ہلاوین مقتول ہوے تب فوج منصور نے گانوکو آگ لگادی اور شعلہ بلند ہوا اُسکو دیکھکر اور نشان سے گولون کے بھی جو نائران بغاوت نہادی طرف جاتے تھے نواب بہادر کو یقین ہوا کہ وہ گانو اولیاے دولت منصورہ کی تسخیر مین آگیا اِس بات کو معلوم کرتے ہی تمام لشکر نے ساتھ ہئیت مجموعی کے حرکت کی تاکہ اُس لشکر کی جگہہ پر جہان خندق کھدی ہوئی تھی حملہ کرے لیکن جب دشمنون نے دیکھا کہ لشکر حیدری نے اُس گانو کو جو مضبوط پشتیبان لشکر گاہ کا تھا ساتھ یورش کے لے لیا دل باختہ ہوکر گروہ گروہ کمال ہراس اور خوف سے ہر طرف بھاگے اور پریشان و متفرّق ہو گئے

بیت

گریزان ہوئے چھوڑ میدان کو
بچا لیگئے اپنی وے جان کو

چونکہ نواب بہادر جانتا تھا کہ اِس مہم مین سب دشمن جان سے ہاتھ دھوکر بہت لڑینگے اِسلئے یہہ یورش پردلانہ جسنے جرأت و دلیری سے امیران دولت حیدری کے جو اُس یورش مین مددگار تھے آب و تاب پائی تھی موجب کمال دلخوشی اور مسرّت کی نواب بہادر کو ہوئی سپہدار فرانسیس کو جسنے دروازہ فتح کا کھولا تھا ساتھ لقب بلند بہادر کے امتیاز و عزت بخشی اور اُسی روز شام کو اُوسے سند سپہسالاری دس ہزار سوار کی جو دولت مغولیہ مین

واسطے سرداروں کے بہت بڑا مرتبہ تھا عطا کر کے اقران وامثال کا محسود اور ساتھ منصب میر آتش یا سرخیل توپخانہ کے احترام اور احتشام کو اُسکے دوبالا کیا ہر ایک سپاہی کو تیس روپی عطا اور ہر زخمی کو جو شمار مین بہت تھے فی نفر ساٹھ روپی انعام عنایت کیا سپاہ مجروح سے صرف ایک آدمی اِس لشکر منصور مین شہید ہوا تھا

فرنگستانی آدمیوں نے اِس کشش اور کوشش سے بڑا خوف دلون مین جماعہ مرهٹون کے ڈالا اور واسطے زیادہ کرنے هیبت کے نواب والاجناب نے یہ مشہور کروا دیا تھا کہ کئی ہزار سپاہ عنقریب فرنگستان سے لشکر حیدری مین داخل ہونے والی ہی اور اِس هیبت و دہشت کو ساتھ مشہور کرنے اِس غلغلہ کے کہ سپاہ فرنگستان کی سخت ستمگار اور آدم خوار ہی دوبالا کیا تھا یہ شہرہ بہ سبب اُس درشتی و شدّت کے جو انگریز و فرانسیس ملازم حیدری نے انتقام لینے مین اپنے سپاہ ناحق مقتول کے قوم نائر سے عمل مین لائے اعتقاد مین ساکنان اُس ملک کے خوب جم گیا اِسی سبب سے جسطرف کو فوج حیدری کا کوچ ہوتا دشمنوں کے وجود سے مطلقا آدمی کا کچھ نشان نہین پایا جاتا تھا سب مکان خالی و ویران دکھلائی دیتے اور رہنے والے وہان کے جلاوطنی اختیار کر کے جنگل و کوہستان مین جا چھپتے تھے اور دور سے حسرت کی نظروں سے یہ دیکھتے کہ اُن کے گھر تمام جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور درخت میوہ دار زمین پر کاٹ کر ڈال دیئے گئے اور مواشی چراگاہ سب تباہ و برباد کئی گئی اور بت و بت خانے جلا دیئے بد عہدی و خیانت نائروں کی اُس درجہ کو پہنچی تھی کہ نائروں نے اصلا قول پر اُن برہمنوں کے جنکو نواب بہادر نے جنگل و کوہستان مین واسطے پھیر لانے کے اُنکو اپنے وطنوں مین

بھیجا تھا اعتماد نہ کیا تب نواب والاجناب نے اُس تمرّد و عدول حکمی کے مکافات مین یہہ حکم کیا کہ جہان کہین جوکوئی اُن فراریون کو پاوے بیدریغ لٹکا دیوے اور عورتون بچون کو اُنکے اسیر کرکے غلام بناوے لیکن سختی و نرمی دونون پھیرلانے مین اُن شقاوت شعارون کو اُنکے وطنون مین بے فایدہ تھی اِسی واسطے علی راجہ وغیرہ سرداروں نے متفق ہو کر نواب نامدار سے صواب اندیشی کے طریق پر عرض کیا کہ اگر سپاہ حیدری وہان سے کوئمبا تور کی طرف کوچ کرے تو شاید اِس سبب سے خوف جو نائرون کے دلون مین بیٹھ گیا ہی کم ہو جاوے قبل وہان سے کوچ کے پیشگاہ نواب نامدار سے یہہ حکم صادر ہوا کہ جماعت نائرون کی تمام اپنے القاب اور حقوق قدیم سے محروم کیئے جاوین اور جنکا مرتبہ عزّت مین بعد برہمنون کے ہی وے سب قبائل سے اپنے پست کیئے جاوین اور اُنکے کمتر طبقون کے لوگون کو بزرگان نائر تعظیم و تواضع کرین اور جیسے سب ملیباری نائرون کے آگے جلو مین دوڑتے تھے اب نائر جماعہ پریہ وغیرہ کے آگے جلو مین چلین اور جس طرح کہ اِسکے آگے صرف نائر ھتھیار باندھنے مین مخصوص تھے اور کسی طبقیکو اجازت نہ تھی اب سب فرقے و طبقے کے لوگ ھتھیار باندھین اور نائر سلاح پوشی نہ کرین اور یہہ حکم عام دیا کہ جو کوئی قوم نائر کو ھتھیار باندھے دیکھے مار ڈالے ؎

نواب نامدار کو ایسے حکم سخت دینے سے یہہ منظور تھا تا کہ اگر تلے قبائل ملیبار کے جنکو جماعہ نائر اِس سے پہلے حقارت کی نظرون سے دیکھتے تھے نائرون کے دشمن ہو جاوین اور دیکھنے سے اِس انقلاب دل خواہ کے دل مین خوش ہون اور سمجھین کہ جو قوم جبّار اور متکبّر اُن پر حکومت کرتے تھے ساتھ اِس ذلّت کے مغلوب ہو گئے تو اِس صورت مین بالضرور غرور نائرون کا جاتا رہیگا

مگر یہہ حکم شدید بعد صدور کے پیشگاہ نواب نامدار سے نفاذ نہ پایا اسواسطے کہ جماعہ نائرموت کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتے تھے اسواسطے بالضرورت نواب معلا القاب نے ایک دستور نیا یہہ ایجاد کیا کہ جو کوئی نائرون سے دین اسلام کو قبول کرے اُسپر تمامی حقوق و رسومات قدیم اُسکے خاندان کے بحال و برقرار رہین چنانچہ اس حکم کو سنکر بہتون نے شرفاے نائر سے اسلام اختیار کرلیا لیکن اکثر اُس قوم سے آوارہ رہے اور قبول کرنے پر پچھلے حکم کے جلاوطنی کو ترجیح دی اگرچہ بہ سبب نزدیک پہنچنے فصل خوش وخرّم کے اور رعب بیٹھ جانے اُنکے دلون مین توہمّ بغاوت کا پھر جماعہ نائرون سے جو سب وطن سے آوارے گوناگون مصیبت کے مارے تھے مطلق نہین رہا تھا لیکن نواب موصوف نے حزم و احتیاط کی راہ سے کئی پلٹن و رسالے سوارون کے اُس سرزمین مین چھوڑ کئی مقام مناسب مین اُنکو تعین کیا تا ضرورت مین ایک دوسرے کی کمک و مدد آسانی سے کرسکین اور باقی پیادون کی سپاہ کو ماڈیگھری کے متّصل رہنے کو حکم کیا اور خود بدولت و اقبال صرف جماعہ سوارون کو ہمراہ لئے کونُنباتور کو کوچ فرمایا

رشک لیجانا جماعہ مرہٹون کا نواب بہادر کی تسخیر و فیروزی پر ملک ملیبار مین اور لشکرکشی کرنا بدنور پر

طبقۂ مرہٹہ جو بہ سبب نزدیک و متّصل ہو جانے سرحد مملکت حیدری کے اُنکے ملک سے رشک کی آگ مین جلتے تھے موافق درخواست کرنے بدنوریون کے واسطے اُنکے امداد و اعانت کرنے کے دربارہ دست درازی نواب بہادر

سال سترہ سو تریسٹھ عیسوی مین ایک لشکر جرّار ساتھ ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادے کا جمع کر واسطے تسخیر کرنے ملکون کو نواب والا مناقب کے روانہ کیا نواب نامدار نے افواج مرہٹہ کا مقابلہ نکرنا مصلحت وقت جان محافظت پر شہر بدنور کے ہمّت مصروف کی چنانچہ وہ نامدار آغاز موسم برسات تک دفعہ کرنے پر افواج غنیم کے بخوبی قادر رہا جب موسم برسات آ گیا مرہٹے محاصرے سے اُس شہر کے ہاتھ کھینچ کر پھر گئے ؎

لشکرکشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا راجہ چیتل درگ وغیرہ پر ؎

سنہ سترہ سو پینسٹھ عیسوی مین نواب بہادر نے محال پر پالیکارون اور راجہ چیتل درگ کے لشکر کشی کی اور اُس نواح کو بہت آسانی سے اپنے تصرّف مین لایا لیکن جب قلعہ چیتل درگ کو پانچ مہینے تک محاصرے مین رکھا بسبب اور ضروریات کے فتح کرنا اُسکا دوسرے وقت پر موقوف رکھ پھر آیا اور سال آیندہ دوبارہ وہان جا اُس قلعہ کو محاصرہ کر فتح کیا ؎

از کتاب فتوحات حیدری
تالیف کردہ لالہ کھیم نراین

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا واسطے تنبیہ نواب عبد الحکیم خان حاکم شانور کے اور شکست پانا خان موصوف کا

قبل اِسکے کہ نواب بہادر نے واسطے استیصال کرنے رانی بدنور کے کوچ فرمایا عبد الحکیم خان حاکم شانور نے دو ہزار سوار و چار ہزار پیادے واسطے کمک اُس رانی کے بھیجے تھے اور خود کنارے پر ندی بالاری کے اپنے لشکر معہ جمعیت ڈیرہ کر رسد مارنے مین لشکر حیدری کے مشغول رہا تھا چنانچہ ہیبت جنگ بخشی حضور سے واسطے مقابلے خان موصوف کے مامور ہوکر ہمیشہ افغانون کے ساتھ بازار زد و کشت کا گرم رکھتا اور خان مذکور ہرچند سعی کرتا تھا کہ ہیبت جنگ کی فوج کو گھیر اُسکا کام تمام کرے لیکن وہ رستم دل فضل ایزدی پر تکیہ کر اُس سے دلیرانہ لڑتا رہا چونکہ جمعیت مخالف پناہ مین ایک گھنے جنگل اور گھاٹیون مین پہاڑ کے چھپکر قابو پا اُسپر حملہ کرتی تھی اِسواسطے ہیبت جنگ کی کوشش اُس لڑائی مین فائدہ نہ بخشتی اِسی طرح دو برس کے عرصے تک دونون لڑتے بھڑتے رہے اور فتح و شکست کسی طرف کی متمیز نہ ہوئی بعد بڑے عرصے کے جب نواب والاجناب کو بندوبست سے ملک بدنور کے اور دوسرے قلعون کی تسخیر اور اُس نواح کے راجونکی گوشمالی و تنبیہ سے اطمینان و فراغ کلی حاصل ہوا چون جسارت کرنا عبد الحکیم خان کا مزاج اقدس پر ناگوار ہوا تھا ایلغار کے طور پر با فوج قاہرہ کوچ کر رات کو ہیبت جنگ کی فوج سے ملحق.

ہوا اور پیادگان کرناٹکی و دکھنی پلٹن اور سواران خنجر گذار و توپخانہ آتشبار کو کمین گاہ مین رکھ پنڈارونکے سوارون کو یہہ حکم کیا کہ پٹھانون کے مقابلے مین جاکر اُن اجل گرفتون کو جنگ زرگری سے توپخانہ کے منہہ پر لگا لاوین صبح کے وقت جب سوار پنڈارون کے لڑائی کے میدان مین نمایان ہوے جماعہ افغان جو لشکر منصور کے وہان پہنچنے سے بیخبر تھے اِن سوارونکو ہیبت جنگ کے سوار سمجھکر دلیرانہ آگے بڑھے پنڈارے حکمت عملی سے جنگ زرگری کرتے ہوئے اُنکو کمین گاہ کے مقابل لگا لائے یکایک گلندازان سحرپرداز اور تفنگچیان قادر انداز نے توپون اور بندوقون کی شلک سے بہتون کو اُڑا اور کتنون کو خاک پر لٹا دیا اور جو کچھ باقی بچ کر بھاگ چلے تھے اُنکو سوارون نے تلوار و نیزے سے عدم کو روانہ کیا نواب عبدالحکیم خان نے جب رایات نصرت آیات نواب بہادر کے وہان پہنچنے سے اطّلاع پائی سب خیمے اسباب توپخانے جو جہان تھے وہین چھوڑ کے جو اسشانور کے قلعہ کی طرف بھاگا نواب مستطاب نے یہہ مژدہ سن شادیانے فتح کے بجوادئے اور سواران تازہ زور کو یہہ حکم فرمایا کہ گھوڑے اُٹھا فراریون کا تعاقب جہان تک وے جاوین کرین چنانچہ سوار بموجب حکم پاشنہ کوب اُس قلعہ تک گئے اِس اثنامین نواب فریدون فرخود بدولت و اقبال وہان پہنچا اور حکم محاصرہ کرنے قلعہ اور دمدمے بنانے کا کیا نواب عبدالحکیم خان کو جب یہہ یقین ہوا کہ اب فکر قلعہ داری کی کرنا دروازہ سلامتی و زندگی کا اپنے اوپر بند کرنا ہی اور ایسے فولادباز و سے پنجہ کرنا اپنے ساعد و بازو کو توڑنا اپنے کردار سے پشیمان و نادم ہو عاجزی کرنے لگا اور اپنی جان کے بچانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ دینا کیا نواب بلند اقبال اگرچہ دلیری اور

کسناخی سے مشار الیہ کے آزردہ خاطر تھا رحم اور مصلحت کی راہ سے درخواست اُسکی قبول کی پر خان مذکور سے اُس قدر زر نقد کا سرانجام نہ ہوسکا اِسلیئے سارا اسباب اپنے توشک خانے کا جو جمع کیا ہوا احکام سلف کا تھا معہ فیلان کوہ تمثال اور اسپان صبا رفتار اور اتواب قلعہ شکن زر نقد سمیت حضور مین بھیجا نواب عالیقدر نے وہ سب لے وہان سے کوچ کیا اور اِس احتیاط سے کہ مبادا خان مشار الیہ کسی کے اغوا سے پھر اپنی کملی سے باہر پانون پھیلاوے تھانہ مستحکم اپنی طرف سے مقام بنکاپور و چرونی وہرونی وہروفی مین جو توابع شانور کے تھے بٹھاکر سامان کھانے پینے اور لڑائی کا بہ قدر مناسب ہر مقام مین طیّار و آمادہ رکھوادیا اور خود بدولت و اقبال سواد غربی نگر مین پہنچکر مقام کیا اور بند و بست مین قلعون کے جو متعلّق بدنور کے سواحل دریا پر واقع ہین مشغول ہو ہیبت جنگ بخشی کو یہہ حکم فرمایا کہ بہت سی فوج لیجا کر صوبہ سرا کا نظم و نسق عمل مین لاوے اور زر واجب سرکار کا اُس ملک کے راجاؤن سے وصول کرے بعد چند روز کے مرزا حسین علی بیگ جو چھوٹے شاہزادے کریم شاہ کا برا ماموں تھا واسطے تسخیر کرنے بسواری درگ کے رخصت پاکر ساتھ بھاری فوج کے روانہ ہوا جب اُسنے ساحل پر پہنچ کر دیکھا کہ قلعہ بسواری درگ دریا کے کنارے سے دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے اوبر دریا مین واقع ہی اور دریاے شور کا پانی چارون طرف سے اُسکے محیط تسخیر اُس قلعہ کی لڑائی سے مشکل جان کر کشتیون پر سب اپنے مردان کاری سمیت بیٹھ دامن کوہ مین پہنچ ایک خط متضمّن وعید نافرمانی و وعدے اضافہ مشاہرہ و جاگیر پر اور مفصّل حقیقت پر اسیر ہونے رانی اور فتح ہوجانے پر سب قلعجات اُس ملک کے اور قصد پر نواب بہادر کے واسطے تسخیر اُس

قلعہ گے لکھکر ایک سفیر دانا کے ہاتھ پہاڑ پر اُس قلعہ مین بھیجا وہان کے قلعہ دار نے پڑھنے سے اُس پروانہ وعدہ و عید آمیز کے بہت خوف کھا کر امان مانگی اور بعد تین روز کے قلعہ مرزا حسین علی بیگ کو تسلیم کیا مرزا موصوف نے سب مال اسباب ذخیرہ کیئے ہوئے شوم سنگر متوفّا کو جو شوہر رانی کا تھا جس مین دس صندوق بھرے ہوئے مروارید شاہوار و یاقوت و لعل آبدار سے اور دس صندوق بھرے ہوئے زیور مرصّع بیش قیمت سے اور دو عدد جھول ہاتھی کی جس مین کلابتون و ابریشم کی جگہہ چاندی اور سونے کے تارون سے گلدوزی کی ہوئی تھی اور دو عدد زنجیر طلائی اور دو عدد گلوبند مرصّع واسطے آرایش گردن ہاتھیون کے اور دو عدد زین مرصّع بیش قیمت تھے تصرّف مین لاکر اپنی طرف سے تھانہ اُس قلعہ مین بیٹھا وہان سے مراجعت کی اور قدم بوس سے نواب معلّا القاب کے سرفرازی حاصل کی اور صلہ مین اس خدمت نمایان کے حضور سے عطیّہ جزیل پا سرخروا اور ہم چشمون کا محسود ہوا نواب والاجناب کو جب انتظام کرنے سے ملک بدنور کے اطمینان کلی حاصل ہوا قلعہ مرجان وانگولہ مین جو تعمیر کیا ہوا سیف الملک (یکی از امراے عادل شاہیہ) کا تھا اور کوڑیال بندر وسداشیو گڑہ ومنکی مولیر ودھنا وروانیگل مین جو قلب مکانون سے اُس ملک کے ہین اپنے تھانے بیٹھا طرف دارالحکومت سریرنگپٹن کے فتح و فیروزی کے ساتھ معاودت فرمائی اور سایہ ہما پایہ کو اپنے سرون پر منتظران قدوم میمنت لزوم کے ڈالا ہیبت جنگ بخشی جو حضور انور سے شرف رخصت حاصل کر واسطے انتظام نواح صوبہ سرا کے گیا تھا اُسنے پہلے تو کتنک گری پر تاخت کر دو لاکھ روپیہ پیشکش او رخراج سہ سالہ کا باقی وہان کے راجہ سے وصول کیا پھر ہرپن ہلّی کی طرف متوجہّ ہوکر وہانکے حاکم سے چھ لاکھ

روپیہ معرض وصول مین لاچیتال درگ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے راجاؤن سے چودہ لاکھ روپیہ لیکر راے درگ کے سواد مین پہنچا وہان کے راجہ سے جب پیشکش کے روپیہ طلب کیئے اُسنے عذر ناداری کا یا پامالی ملک کو ظلم سے راجہ بلّاری کے بیان کرپیشکش کے روپیہ دینے مین تساہل و تغافل کیا هیبت جنگ کی خاطر پر اُسکا عذر ناگوار گذرا اور واسطے چشم نمائی کے قلعہ آنیگل کو جو مضافات سے راے درگ کے ہی محاصرہ کیا وہان کے راجہ نے حمیّت ننگ و ناموس کے باعث پانچ چھہ سو سوار و دوہزار پیادے کی جمعیّت سے لڑنیکو مستعد ہو قطع کرنے پر راہ رسد کو لشکر هیبت جنگ سے سعی کی اِس اثنا مین پروانہ نواب بہادر کا بخشی هیبت جنگ کو اِس مضمون کا صادر ہوا کہ ایک ہزار جوان قوی و چالاک اپنے لشکر سے منتخب کرکے بے ہتھیارون کے حضور مین بھیج دے هیبت جنگ نے بموجب حکم ایک ہزار جوان بے سلاح اپنی فوج سے چن اور پان سو سوار و دو پلٹن سپاہی واسطے اُنکی حفاظت کے ہمراہ کر حضور عالی مین روانہ کیا جب اُس جماعت نے دو فرسنگ کے فاصلہ پر جا ڈیرے کیئے راجہ کے سوار رات کو جنگل سے نکل اُس سوتی ہوئی جماعت پر غفلت مین آتوٹتے اور کوئی دقیقہ خونریزی و قتال کے باب مین باقی نہ رکھا اور بہتون کو اُن جوانان بے سلاح سے بارناستی سے ہلاک کیا اگرچہ سواران بدرقہ نے ساتھ پلٹنون کے متّفق ہوکر بندوقونکی شلّک کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور وے لوٹیرے راجہ کے ملازم جدھر سے آئے تھے اُودھر کو صحیح و سالم چلے گئے علی الصباح جب وہ سانحہ غیرت افزا هیبت جنگ نے سنا اپنی فوج کو طیّار کر راجہ کے سوار و پیادونکی جماعت کو جا گھیر لیا اور ہزارون آدمی کو ذلّت اور

خواری سے مار ڈالا اور ایک خط اِس مضمون کا اُس راجہ کو لکھ بھیجا کہ ہمارا ارادہ یہہ تھا کہ حضور مین نواب بہادر کے تمہارے گناہون کا کچھ عذر معقول لکھکر فکر تمہارے جان و مال و ناموس کے امان کی کرین مگر اب تمہاری اس شوخی و گستاخی سے ہمکو معلوم ہوا کہ تمہاری عافیت کا زمانہ آخر ہوا اور برے دن آپہنچے بہرحال اب نوبت رفق و مدارا سے گذر چکی تم اب اپنی سزاے لایق و قرار واقعی کو پہنچائے جاؤ گے اُس خط کے پڑھتے ہی راجہ کا زہرہ آب ہو گیا اور جانا کہ دوسری فوج تازہ زور ہیبت جنگ کی کمک کو حضور سے آویگی تب اُسنے لاچار ہو امان مانگی اور اپنے دیوان کو چھہ لاکھ روپے کے ساتھ ہیبت جنگ کے پاس بھیجا وہ شجاع دیوان کو معہ زرپیشکش ساتھ لے سعادت ملازمت مین پہنچکر مقضیّ المرام ہوا ؁

کوچ کرنا مادھوراو پیشوا کا پونان سے واسطے انتزاع کرنے ممالک محروسہ نواب حیدرعلی خان بہادر کے اور اُسکا ناکام پھرجانا اور مسخّر کرنا نواب نامدار کا اور چند قلعون کو ؁

جب بالاجی راو حاکم پونان کا بعد مارے جانے اُسکے دو بیٹون کے بسواس راو و شمشیر بہادر جنھین سداشیو پنڈت عرف بھاؤ کے ساتھ تسخیر کرنیکو ممالک دھلی و لاہور کے معہ حشر بیشمار پیادہ و سوار بھیجا تھا اُس جنگ مین جو متّصل پانی پت کے درمیان اس لشکر اور افواج احمد شاہ درّانی کے واقع ہوئی تھی اور اُس لشکر بیشمار کا کچھ اثر باقی نرہا سُننے سے اُس واقعہ ہایلہ کے مجنون ہو کر تھوڑے دنون مین (چنانچہ اگلے ورقون مین مسطور ہوا) مرگیا تب

مادھوراو بالاجی راو متوفّا کا بیٹا پونان کی مسند حکومت پر بیٹھا چونکہ اِن دنون طنطنہ شوکت وجاہ نواب حیدر علی خان بہادر کا اور شہرہ اُسکی تسخیر کرنے کا ملکون کو مادھوراو کے کان مین پہنچا باعث طمع ساتھ ایک لاکھ سوار اور ساتھ ہزار سپاہیان پیادہ او رسواران پنڈارہ اور پچاس ہزار پیادگان تفنگچی دکھنی کے مصحوب علی بہادر پسر شمشیر بہادر اُسکی فوج سمیت معہ اپنے توپخانہ عظیم پونان سے طرف کرناٹک بالا گھات کے متوجّہ ہوا اور پہلے شانور مین پہنچ وہان کے حاکم کو جو اصل فساد منبع عناد تھا اُس مہم مین اپنے ساتھ لیا جب سوا د مین چیتال درگ کے خیمہ کھڑا کیا وہان کا راجہ زمینداری کے دستور مستمر پر چلا اور اُسکے ساتھ مل گیا جب صوبہ سرا مین داخل ہو کر قلعہ کے محاذی علم اپنے لشکر کا بلند کیا میر علی رضا خان نے جو وہان کا ناظم تھا متحصّن ہو کر بارہ روز بازار جنگ توپ و تفنگ سے گرم رکھا آخر کو مقابلہ ایسے بڑے لشکر کا اپنی طاقت سے زیادہ دیکھ قلعہ مادھوراو پیشوا کو سپرد کر آپ اُسکی نوکری اختیار کر لی اور مادھوراو نے جو ایک مرد زیرک تھا میر موصوف کو بہت عزّت کے ساتھ اپنے لشکر مین جگہہ دی پھر مادھوراو نے وہان سے مادگیھری کی طرف کوچ کر ایک مہینے کے عرصے مین جنگ وجدل سے اُس کو ہستانی قلعہ کو مسخّر کیا ؏

جب یے خبرین نواب بہادر کو پے ہم پہنچین دارالامارت سریرنگپٹن سے کوچ کر کے بنگلور مین آیا اور اُسکے قلعہ مین سازو سامان جنگی اور آذوقہ لشکری جمع کر پھر طرف مقرّ حکومت کے معاودت فرمائی اور چونکہ فوج مرھٹے کی بہت بڑی تھی اپنی فوج کو اُس الاو کا پتنگا بنانا آئین ہوشیاری سے بعید جان اپنے خاص رسالہ کے سوار اور پنڈارون کو یہہ حکم فرمایا کہ وے سب درمیان گھنے جنگل ماکڑی درگ کے چھپکر مرھٹے کی لشکر پر دو تر مارا کرین اور جتنا ہو سکے اُسکے تاراج

مین کوتاہی نکرین اور آپ خوددار الحکومت کے قلعہ مین داخل ہو اُسکے گرد بہت سی کمین گاہ ساتھ توپون اور بندوقون کے مستحکم کر کے منتظر فضل آلہی کا رہا اِس ضمن مین مادھوراو ماکرّی درگ کے سواد مین پہنچ ایک خط اپنا ترغیب و تہدید آمیز سردار خان قلعدار کے نام پر جو فدوی جان نثار سرکار حیدری کا تھا لکھکر قلعہ مین بھیجا سردار خان جو مرد باوقار و عالی خاندان اور بارہا اُسکی شجاعت کا زر کسوٹی پر امتحان کے کامل عیار نکلا تھا اپنے ولی نعمت قدیم سے پھر جانا اور قلعہ کو بے لڑے بھڑے غنیم کے حوالے کرنا عار و ننگ جان اُس خط کے جواب مین کئی گولے قلعہ سے پیشوا بہادر لی ضیافت کی تقریب مین مارے مادھوراو نے اُس قلعہ دار کی دلیری سے سخت غضب مین آ اپنے لشکر کے دلاورونکو حکم کیا کہ برج و دیوار قلعہ کے ڈھانے کی فکر چھوڑ سب یکبارگی حملہ کر کے پہاڑ پر چڑھ جائین اور قلعہ کو مسخّر کرین چونکہ نوکرون کو اطاعت سے چارہ نہین کئی ہزار سوار نے گھوڑون سے اوتر تفنگچیون کو ہمراہ لے دامن ہمّت کا کمر مین باندھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب یہہ خبر سردار خان کو پہنچی اُس بہادر رستم جگر نے اپنے رفیقونکو اور کئی ضرب توپ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکل توپون کے گولون سے بہتونکو اُڑا دیا اور اکثرون کے سینہ کو جنھون نے مانند بھڑون کے اپنی بھن بھناہٹ گنبد فلک مین ڈالی تھی شہد کے چھتے کی طرح مشبّک و سوراخ سوراخ کیا اور جو متّصل آگئے تھے اُنکو طعمہ شمشیر برّان اور خنجر جان ستان کا بنایا باقی ماندہ یہہ حال دیکھ پہلے فراری ہوئے پر دوبارہ کمک تازہ زور کے پہنچنے سے قوّت حاصل کر اخوان الشیاطین کے مانند اُس پہاڑ فلک سا پر ارادہ چڑھنے کا کیا مگر سردار خان فرشتہ خصال نے ساتھ مارنے شہاب ثاقب بان و تفنگ کے ایسا اُنکو سنگسار کیا کہ ہزارون اُن مین سے

شہباز اجل کے پنجے مین گرفتار ہو گئے لاشون کی ڈھیر لگ گئی تیسرے روز مادھوراو پیشوا نے غیرت کو کام فرمایا اور خود ہاتھی پر سوار ہو نکل کر اپنی تمام فوج کے سردارون کو حکم کیا کہ سب جان سے ہاتھ دھو کر ایکبارگی قلعہ پر حملہ کریں سردار خان اِس مرتبہ بھی پاس نمک کو حفاظتِ جان پر مقدّم رکھ مردانہ پیش آیا اور ایسے گولے اور گولیان توپ و بندوق سے برسائین کہ کسی کو پہاڑ پر چڑھنے نہ دیا اور جو چڑھا غار عدم و فنا مین گرا مادھوراو پیشوا یہ حال دیکھ شرم کے عرق مین غرق ہو گیا بجز اسکے اور کچھ چارہ نہ دیکھا کہ راجہ چیتل درگ کئی شخص کو جو اُس پہاڑ کی راہون سے واقف تھے واسطے فتح کرنے اُس قلعہ کے نام زد و مامور کرے چنانچہ یہ لوگ جس حالت مین سردار خان غنیم کے مقابلے مین مشغول تھا قلعہ کی فصیل پر نردبان لگا کر چڑھ گئے اور کتنے سپاہیون کو جو قلعہ مین تھے مار ڈالا سردار خان نے جب بلا کے سیلاب کو اپنے گرد آتے دیکھا لاچار ہو با کمال جانبازی دشمنون سے مقابلہ کیا سب اُسکے رفیقون نے جام شہادت کا پیا اور اُسنے خود زخم کاری کھا کر خون تازہ کو روے شجاعت کا غازہ بنایا مادھوراو نے خان شجاعت نشان کی یہ جانبازیان دیکھ اُسکو رزمگاہ سے اپنے پاس بلا کر بہت سی تعظیم و تکریم کی اور اُسکی پردلی و مردانگی کو بہت سا سراہا اور اپنے لشکر مین رہنے کو اُسے جگہ دی اور ماہر جرّاحون کو واسطے اُسکے مرہم پٹی کے تعین کیا اور دوسرے روز اپنا تھانہ اُس قلعہ مین بٹھا کر آگے بڑھا اگرچہ پنڈارے اور سواران رسالہ خاص حیدری جنکا مامور ہونا واسطے غارت گری لشکر مرہٹے کے آگے لکھا گیا ہی غارت گری مین لشکر مرہٹہ کے کسی طرح سے کوتاہی نکرتے تھے مگر چون حشر مرہٹون کے لشکر کا مور و ملخ سے زیادہ تھا اِس لیئے اُس قدر زدوکوب سے اعدا کی پشت کو شکست نہ پہنچی تھی

مادھوراو نے جب بتدریج و تامّل بندوبست بالاپور کلان کا عمل مین لایاتب اِس نیّت سے کہ پہلے اُن قلعجات اور پرگنون کو جو اطراف مین دار الحکومت سریر نگپٹن کے ہمین اپنے دخل مین لاوے پھر دار الحکومت خاص کی تسخیر کرنیکا ارادہ کرے بالاپور خورد کی طرف عنان عزیمت کی پھیری جب اُس مقام کے قریب پہنچا بدر الزمان خان وہان کا قلعہ دار اُس لشکر انبوہ کا مقابلہ نہ کرسکا بناچار قلعہ کو معہ سب کارخانجات غنیم کو تسلیم کیا اور غنیم سے رخصت لیکر کرپہ کی طرف چلا گیا مادھوراو پیشوا نے بعد تسخیر کرنے اُس مقام کے کولار کی طرف متوجّہ ہو نواب دلاور خان جاگیردار سے کچھ روپیہ لیکر اُسکی جاگیر بحال رکھی اور کوہ مروا کل کو جہان حیدری تھانہ تھا محاصرہ کرکئی یورشن متواتر مین اُسکو مسخّر اور وہان کے قلعہ دار کو سب متحصّنون سمیت قتل کرکے گرم کندہ کی جانب تاخت کر اُسکو بھی بزور فتح کیا اور میر علی رضا خان کو جو اُسکی ملازمت مین حاضر اور کئی پشت سے وہ اُس حدود کی تعلقہ داری کرتا چلا آتا تھا اُسی جاید اد مین واسطے نوکر رکھنے ایک ہزار سوار تین ہزار سپاہی کے حکم دے کر اُسطرف سے پھرا جب جاسوسان معتبر کی زبانی یہہ خبر نواب بہادر کو پہنچی حمایت ایزدی کو اپنا پشتیبان سمجھ سب سواران جگر دار ہنر برشکار کو ہمراہ لے کوہ ماکرّی کے جنگل مین ٹھہر کر وقت و قابو کا منتظر رہا اچانک غنیم کی فوج کے ہراول نے ساتھ جمعیّت پچاس ہزار سوار اور پیادون اور بڑی بڑی توپون کے کمین گاہ سے نواب بہادر کے غافل متّصل اُوتری درگ کے آکر ڈیرہ کیا اِس ارادے سے کہ دوسرے روز وہان سے کوچ کر دار الامارت سریر نگپٹن کے قلعہ کو محاصرہ کرے نواب بہادر نے اِس نوید کو سن تمام دن اُس صحرا مین بسر کر آدھی رات کو اُس ہراول کے پیچھے

سے آکر شب خون مارا اور اُن خون گرفتون کو جو بے خبر بستر خواب آسایش پر سوتے تھے خواب عدم مین سولایا لشکر فیروزی اثر کے بہادرون نے شجاعت اور حمیّت کو کام فرما ہزارون مردان بہادر کو قتل کیا تیر کی ترنگ اور تلوار کی صلیل اور گھوڑون کے صہیل اور مردون کی للکار سے ہنگامہ روز محشر کا برپا ہوا

نظم

کرون کیا بیان ماجراے ستیز | کہ برپا تھا اُس جا پڑا رستخیز
سر و حلق مردان جنگ آزما | نثار دم خنجر و تیغ تھا
روان خون تھا مانند دریاے آب | سر پہلوانان تھے مثل حباب
جوان مرد جتنے تھے اُس فوج کے | سبھی دفعتہً وہان پہ مارے گئے
ہوے کشتہ اعدا بہت وقت جنگ | زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
کوئی لوٹتا تھا پڑا خاک پر | کوئی کھا کے نیزہ گرا آہ کر
ہوئے کشتہ جتنے کرون کیا بیان | سوا لاش کے کچھ نہ وہان تھا عیان
مظفّر ہوئی غازیونکی سپاہ | ہوئی فوج یونان سراسر تباہ

آخرکار باقی فوج بہ سبب نہ پہنچنے وعدہ موت معیّن کے اپنے ہتھیار و گھوڑے چھوڑ بھاگی اور اُس مہلکہ سے جان بچا اپنا بہت سامال و اسباب عوض مین نیم جان کے چھوڑ گئی تب نواب نامدار نے نقّارہ فتح کا بجوایا اور صبح کے وقت غنایم کو ضبط مین لا غازیان اسلام کو صلہ و انعام شایستہ دے مابقی سر ریزنگپٹن کو روانہ فرمایا جب اِس شکست کی خبر مادھوراو کو پہنچی رنگ چہرہ کا اُسکے اُڑ گیا مار سر کوفتہ کے مانند پیچ و تاب کھانے لگا اتّفاقا اُسی وقت پانچ چھہ ہزار سوار جو حسب الحکم اُسکے بارامحال کی طرف تاخت کو گئے تھے حیدری پنڈارون کے ہاتھ سے خستہ و پریشان حال مسلوب المال اُسکے لشکر

مین جا داخل ہوئے اُنکا یہہ پریشان حال دیکھنا زیادہ تر موجب رنج وکاہش کا
مادھوراو کو ہوا پر پیشوائی کے نام کی غیرت کے سبب ایسی ناکامی سے
یونان کو جانےکا لاچار ساتھہ دل سوگوار و چشم اشکبار کے مقام چنتامنی سے
کوچ کر دامن کوہستان اںباجی درگ مین مانند جمادات کے بےحس وحرکت
ہوکر اقامت کی جب یہہ خبر نواب بہادر کو جو عقل کامل اور اقبال شامل رکھتا
تھا معلوم ہوئی مآل کار کو خرد خدا داد کی میزان مین تولا اور یہہ سمجھکر کہ دو سال
کے عرصے سے تمام ملک متعلّق دارالامارت مرھٹون کے لشکر سے پامال ہو
رہاہی اور اُس مدّت مین اُنکی تاخت و تاراج کے باعث دانہ کیا بلکہ گھاس
بھی زمین پر اُگنے نپائی اِس صورت مین اگر چندے اسی طرح لڑائی بھڑائی
اِس ملک مین قایم رہیگی تو رعایا کا حال بہت ابتر وخراب ہو جائیگا اور بزرگون
نے فرمایاہی کہ صلح و صلاح بہرحال جنگ و جدال سے بہتر ہی چنانچہ موافق حکم
راے صواب نماے کے ایک شخص کو جو شیر محفل خاص اور محرم
خلوت سراے صدق و اخلاص کا تھا عہدے پر سفارت کے منصوب فرماکر
ایک نامہ اِس مضمون کا مادھوراو بہادر کو لکھاکہ دنیا ایسی متاع نہین ہی
جسکے لئیے دو عاقل باہم نزاع کرین اور رعایا و برایا جو بدایع و ودایع ایزدی ہیین
اُنکو عبث عبث پامال کرنا اور لوٹنا اور خون ناحق کے گناہ کا بوجھہ اپنی گردن
پر ڈالنا جوانمردان حق شناس کی آئین سے بہت بعید ہی اور یہہ بات ظاہر
ہی کہ جب تک ایک رمق بھی اِس طرف کے مجاہدون کے تن مین باقی رہیگی
تمہارے لشکر کو آرام و راحت سے بہرہ لینے نہ دینگے اور اگر سو برس اِس
کوہستان مین سر ٹکراؤگے تو بھی ممکن نہین کہ تمھاری ریاست کا نقش
اِس ملک مین درست بیٹھے اسواسطے صلاح دولت اسی مین ہی کہ آپ

پونان کو ساتھ خیر و عافیت کے مراجعت کرین اور اگر تھوڑے روز اور خوشامدیان خانہ برانداز کی اغواسے اپنے دارالملک سے دور اِس ملک مین تاخیر کرینگے دشمنون کے ہاتھ سے جو مترصّد فرصت ہین اُس ملک مین رنگ رنگ کے فتنہ و فساد سر اُٹھاوینگے تب سواے افسوس و ہاتھ ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ دارالحکومت تک پہنچنا دشوار ہوجائیگا اور چونکہ عالم اتحاد مین دوستانہ ضیافت کرنا مناسب ہوتاہی اِس لئے کچھ نفایس اور کچھ روپیہ نقد بھیجے گئے ہین اُسے قبول کر اپنے دوست دار کو مشکور کیجئے والسلام جب نامہ مصالحت ختامہ مہر خاص سے مزّین و مرتّب ہوچکا معہ سات لاکھ روپیہ نقد اور کچھ نفایس اقمشہ کے ساتھ جو دو تین روز کے آگے مادھوراو کی فوج ہراول سے لوٹ مین ہاتھ لگے تھے منتخب کر واسطے مادھوراو کے ہدیہ کے طور پر سفیر باتدبیر کو حوالہ فرمایا گیا اُس فدوی اخلاص شعار نے سب نقد اور اجناس معہ نامہ مادھوراو کی خدمت مین پہنچایا مادھوراو تو ایسے مایدہ پر فایدہ کے حاصل ہونے کی دعاہی مانگ رہا تھا نامہ و نقود و اقمشہ کے وصول ہونے کو فتح غیبی سمجھ نواب بہادر کے ارشاد کو دامن جان مین باندھا اور نواب بہادر کی طرف کے اسیرون کو انعام و خلعت دے کر سفیر مذکور کے ساتھ روانہ کر خود فی الفور وہان سے پونان کی طرف کوچ کیا جب میدان ملک کا مرھٹہ کی فوج سے خالی ہوا نواب بہادر نے مادھوراو کے پیچھے پیچھے بالاپور خورد کی طرف کوچ کیا اور وہان پہنچکر رعیتون پر جو مرھٹون کے ہاتھ سے ستم رسیدہ ہورہی تھین توجّہ کی بنظر مبذول کی اپنی سرکار سے زر تقاوی دے خراج یکسالہ معاف کر سب کو خوش کیا پھر خود بدولت و اقبال بنگلور کی طرف عنان تاب ہوا اُن سوانح سے جو اِس مقام مین وقوع مین آئے ایک یہہ ہی کہ

علی زمان خان نایطھم زلف بدر الزمان خان نے وکالت مین محمد یوسف کمیدان قلعہ دار مدھرا کے جسکو نواب محمد علی خان نے بغاوت مین متّہم کرکے واسطے استیصال اُسکے فوج بھیجی تھی نواب بہادر کے حضور مین حاضر ہوکر مدد طلب کی لیکن چونکہ ضمیر منیر مین ارادہ انتظام کرنے نواحی بنگلور و صوبہ سرا کا مصمّم ہوگیا تھا علی زمانخان کو حکم حاضرباشی کا ہوا جب وقایع کی فردون سے معلوم ہوا کہ نواب محمد علی خان نے محمد یوسف کمیدان کو پکڑ کے دار پر کھینچا اور قلعہ مدھرا فتح ہوگیا نواب بہادر نے علی زمان خان کو جو نہایت جسیم النحافت گھوڑے کی سواری سے معذور تھا ایک فیل فلک شکوہ معہ عماری اُسکی سواری کو عنایت کیا اور ندیمان خاص کے زمرہ مین ممتاز فرمایا اُنھین دنون مین فیض اللہ خان ھیبت جنگ نواب دلاورخان سابق صوبہ دار سرا کا داماد اپنے خسر سے ناخوش ہوسایہ دولت حیدری مین پناہ جو ہوا تھا جب اُسنے اُن روزون بہ سبب رفع ہوجانے فساد مرھٹون کے خاطرانورکو نواب بہادر کے خوش دیکھا فرصت کے وقت مین اپنے دعوی کو ظاہر اور اپنے خسرکو طغیان مین متّہم کرکے مزاج کو نواب بہادر کے برہم کیا اور آپ ساتھ چند سوار اور ایک فیل کے واسطے حاضرلانے نواب دلاورخان کے پیشگاہ حیدری سے کولارکو روانہ ہوا دلاورخان جو مرد جہاندیدہ تھا بے تامّل حضور مین حاضرہوکر اپنے داماد کی کیفیّت مفصّل حضور مین ظاہر کی اور ھیبت جنگ کے لڑکون کو جنھین ہمراہ اپنے لایا تھا حاضر کیا نواب بہادر نے باتون کو دلاورخان کے سچ یقین کر لڑکون کو آگے فیض اللہ خان کے بھجوادیا اور دلاورخان کو حکم فرمایا کہ چونکہ فیض اللہ خان تربیت طلب ہی نصیحت کرنے مین اُسکے خاطرعاطر مصروف رکھا چاہیئے بعد اس گفتگو کے نواب دلاورخان علحدہ ایک خیمہ مین جو موافق حکم کے سلقہ فرش

نفیس اور سامان مایحتاج کے مرتّب و آراستہ ہوا تھا داخل ہوا اور دونون
وقت نواب کے ساتھ اکل و ان نعمت مین شریک ہوتا تھا علاوہ اُسکے سرکار کے
دیوان کو یہہ حکم دیا گیا تھا کہ جب تک نواب دلاور خان لشکر مین تشریف
رکھین ایک ہزار روپیہ ہر روز واسطے مصارف ضروریہ کے سرکار سے
پہنچاتا رہے اور از بسکہ خاطر انور نواب دلاور خان کی ملاقات سے مسرّت
اندوز ہوی نواب نور الابصار خان کو جو نواب دلاور خان کا بھتیجا تھا اپنی دامادی
مین افتخار بخشا اور بہت سامان جہاز کا جو لایق سلاطین کے اور فایق
اوپر رتبہ اعاظم و اکابر کے تھا عنایت کر سر فراز کیا بعد تھوڑے روز کے
خود بدولت چھہ مہینے تک نواحی بنگلور و مدن پلّی و کیسر مین تشریف رکھہ راجگان
سرکش و متمرّد کتئین قرار واقعی سزا کو پہنچا مستقر حکومت کی طرف رونق افزا ہوا
اور دو برس کے عرصے تک کسی طرح کے فتنہ و فساد نے اطراف و جوانب
مین سر نہ اُٹھایا بڑی دل جمعی سے ہمت عالی کو آراستہ کرنے پر سپاہ جنگی
اور جمع کرنے پر ہتھیار و سامان حرب کے مصروف رکھا اور اُسی زمانے مین
خبر فوت ہونے محمد عمر کمیدان کی حضور مین پہنچی نواب بہادر نے اُسکے
لڑکے کو جسکا نام محمد علی تھا بمقتضاے بندہ نوازی اُسکے باپ کی جگہہ کمیدانی
پر اُسی رسالون کے منصوب و مقرّر فرمایا ؎

پہنچنا رگھناتھہ راو پیشوا کا ملک بالاگھاٹ کی تسخیر کے ارادے پر پونان سے اور پھر جانا اُسکا ناکام اور تسخیر مرہانا نواب بہادر کا ملک بادامی وجالی مال وغیرہ کو اور دوسرے وقایع جو سنہ گیارہ سو تیراسی ہجری مین ظاہر ہوے

جب نراین راو پیشوا اپنے چچا راگھو کے ظلم کے سبب محمد یوسف کمیدان کے ہاتھہ سے مارا گیا راگھو راو جو بالاجی راو اور مادھوجی راو کے عہد سے قید مین دن رات بسر کرتا تھا اپنے بھتیجے کے قتل کو موجب استقرار اپنی دولت کا جانکر پونان کی مسند ریاست پر بیٹھا اور بہت سے اُمرا و ارکان دولت مرہٹہ کو بہ پیشکش زر نقد اور وعدہ احسان آیندہ ستمال و موافق کر فوج بیشمار اور توپخانہ آتشبار سے حیدر آباد کی طرف متوجّہ ہوا ناظم حیدر آباد اِس خبر کو سنکر اپنے لشکر کے ساتھہ اُسکے مقابلے مین آیا اور دونون طرف سے صف آرائی ہوئی ناظِم حیدر آباد کی فوج بہ سبب آرام طلبی و آسایش دوستی کے جنگ و جدال کی تاب نہ لا میدان سے بھاگ گئی اور رکن الدولہ نے بھی جو دیوان مستقل اور امورات جزوی وکلی کا مالک تھا اپنی سلامتی مقدّم جان پہلو تہی کیا نواب نظام علی خان بہادر یہہ حال دیکھہ گرداب حیرت مین پڑ گیا موشیر رمو فرانسیس نے معہ دو پلٹن سپاہی نواب کی سواری کے ہاتھی کو درمیان مین لیکر جنگ کرتا ہوا اُسے بیدر کے قلعہ مین سلامت پہنچایا راگھو نے جلد تعاقب کر قلعہ کو محاصرہ کیا کئی روز مین نواب نظام علی خان نے تسلیم کر دینے پر کئی ملک سیر حاصل کے (جیسے بیدر اورنگ آباد احمد آباد برار) رگھناتھہ راو سے مصالحہ کیا تب راگھو نے بعد اُس فتح نمایان کے دماغ فرعونی

بہم پہنچا کر طرف ملک بالا گھات کے جو قبضہ حیدری مین تھا کوچ کیا اِس عرصے مین
نانا پھڑنویس رکن اعظم دولت پونان نے جو نراین راو کے مارے جانے اور
تسلّط پانے سے راگھو کے ناخوش ہو تمارض کرکے پونان مین رہ گیا تھا حیدرآباد
کے ناظم کو لکھا کہ راگھو کو خلل دماغ ہو گیا ہی اُسنے اپنے حقیقی بھتیجے نراین راو
کو جو ایک جوان نیک ذات تھا ناحق ظلم سے قتل کیا مستاصل کرنا اُس بے باک
کا اور خون ناحق کا قصاص لینا صاحب دولتون پر لازم و واجب ہی اِسواسطے
مصلحت یہہ ہی کہ ہم اور تم بالاتفّاق ساتھ تدابیر شایستہ اور مساعی بایستہ
کے قتل پر اُسکے ہمت باندھین اور نانا موصوف نے ایک نامہ اتحّاد آمیز
اِسی مضمون کا نواب حیدرعلی خان بہادر کے حضور مین بھیجا نواب بہادر نے
اُسکو جواب مین لکھا کہ اگر راگھو اِس طرف آئیگا ہم تمھارے لکھنے پر عمل
کرنے مین قصور نہ کرینگے،

بعد اُسکے نواب حیدر علی خان بہادر نے اپنی جوانمردی کی شہرت کے
لیئے واسطے حاضر کرنے تمام لشکر فیروزی اثر کے حکم کیا نانا پھڑنویس
کو جب نامہ نواب کا پہنچا پڑھکر بہت ممنون و مطمئن ہوا اور فکر و
تدبیر کر لشکر کے سرداروں کو جو راگھو سے سازش رکھتے تھے یہہ
پیام بھیجا کہ ایسے خونی کی رفاقت جسنے قطع رحم کرکے اپنے بھتیجے رشید کا
سینہ خنجر بیداد سے چاک کیا اختیار کرنا مردانگی کی حمیّت سے بعید ہی اور
ایسے ظالم سے جسنے خون اپنے جگر گوشہ کا کمال بیرحمی سے خاک پر ڈالا توقّع
رفاہ و فلاح کی رکھنا عقل مآل اندیش کے نزدیک بہت غریب مقتضا آدمیت
کا یہہ ہی کہ رفاقت کو اُسکی ترک کرکے پونان کو سب چلے آو اور نراین راو
مقتول کے دروازے پر حاضر ہو اُس مظلوم کی رانی جو حمل سے ہی اُسکی نوکری

اختیار کرو ٭ جب یہہ پیغام سرداروں کو پہنچا بمقتضاے خرد مصلحت اندیش اکثر لوگ توکسی لطایف الحیل سے راگھو کی اجازت سے یونان کو سدھارے اور کتنے ہراولی ویزکداری کے بہانے لشکر سے نکل کر یونان کو چلے گئے غرض کہ بیدر سے لے راے درگ کے پہنچنے تک کوئی متنفس لشکریوں سے راگھو کے ساتھہ نرہا تب ناچار دل شکستہ تاسّف سے ہاتھہ ملتا ہوا ساتھہ بیس ہزار سوار ہندآرہ کے جو اُسنے خود جمع کئے تھے آہستہ آہستہ منزلونکو قطع کرنے لگا اِس درمیان مین جب جاسوسون سے اُسنے یہہ خبر پائی کہ حیدرآباد کا ناظم موافق صواب دید نانا پھڑنویس کے بڑی فوج سمیت ایلغار کئے ہوئے آتا ہی تب مضطر ہو نواب بہادر سے التجا کرنی مصلحت وقت جان ایک وکیل دانا کو حضور مین نواب بہادر کے روانہ کیا اور ایک نامہ اِس مضمون کا لکھا کہ اگر آپ اِسوقت مین میری کمک و دست گیری کرین اور چہارم حصّہ خراج کا جو معمول ہی لطف فرماوین تو سراسر کرم و عنایت ہی ٭

نواب بہادر نے جواب مین لکھا کہ ترمک راو کے ظلم سے رعایا مین کچھہ حالت باقی نہین رہی ہی مال واجب ادا نہین کرسکتین تمہارے واسطے حصّہ کہان سے بھیجا جاوے اور جو تمنے کمک چاہی ہی اُسکا یہہ حال ہی کہ اگر تم کوکسی غیر کے ساتھہ منازعت ہوتی تو کمک کرنا مضایقہ نہ تھا مگر اِس صورت مین کہ یہہ نزاع و خصومت تمہارے گھر ہی سے اُٹھی ہی ہم کو تمہارے امورات خانگی مین دخل کرنا نہین پہنچتا آیندہ ہم کو ایسی تکلیف مالایطاق سے معاف رکھئے راگھو نے مکرّر لکھا کہ اِس وقت مین فتنے کا بازار سب طرفون سے گرم ہی اگر دس لاکھہ روپیہ مہربانی کی راہ سے عنایت کرین تو اُسکے عوض مین تمام صوبہ سرا اُس طرف کشنا ندّی کے بادامی و جالی مال و غیرہ تک

گماشتگان حیدری کو ہم تفویض کردینگے نواب بہادر نے اس پیام کے جواب مین راگھو کے وکیل سے فرمایا کہ اگر تمھارا موکّل اپنے لکھے پر عمل کرے اسطرف سے بھی تمھارے مقصد کے سرانجام کر دینے مین فروگذاشت نہ ہوگی راگھو نے جب یہ مژدہ سنا خوش ہوا اور باجی راو اپنے نسبتی بھائی کو معہ تین سو سوار اور ایک پروانہ بابوجی سیندھیہ صوبہ دار سرا کے نام پر واسطے خالی کر دینے قلعہ کے روانہ کیا جب باجی راو قلعہ کے حوالی مین پہنچا اور پروانہ قلعہ مین صوبہ دار کے پاس بھیجاوہ فی الفور اُسکو پڑھکر آگ ہوگیا اور یہ جواب دیا کہ راگھو راو قاتل برادرزادہ کون ہی جسکے حکم سے ہم قلعہ کو خالی کردین اگر وہ اپنی خیریّت چاہتا ہی صحیح و سالم پھر جاوے نہین تو مارے گولون کے اُڑا دیا جائیگا باجی راو تو اُس سے لڑنیکی طاقت نہین رکھتا تھا وہان سے مراجعت اور نواب بہادر کی ملازمت حاصل کر کمک کی استدعا کی نواب بہادر نے موافق اُسکی تمنّا کے شاہزادہ فیروز بخت کو فوج شایستہ دے واسطے فتح کرنے قلعہ سرا کے رخصت فرمایا اس اثنا مین کئی نامے نانا پھڑنویس کے پونان سے اس مضمون کے ملاحظہ مین حضور کے گذرے کہ ہرگز ہرگز جھوٹھے قول و فعل پر راگھو کے التفات و اعتبار نفرمانا اور جس طرح ہو سکے قلع و قمع مین اُس موذی کے جس نے ریاست پونان کو مختل و برہم کر دیا ہی سعی کیا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ بعد استیصال اُس خونی و خیم العاقبت کے جو امر آپکی دولت خداداد کے استحکام کے لئے ضروری ہوگا اُس مین خیرخواہ امداد و اعانت کریگا۔ نواب بہادر نے جسکے ضمیر مین ملک گیری کا خیال مکنون و مضمر تھا اہل کار اور سرداروں کو پونان کے ممنون احسان رکھنا موجب افزایش و فروغ اپنی دولت کا تصوّر کر کے دارالریاست سے نکل فوج قاہرہ سمیت

سواد برجن راے پٹن مین علم اقبال کو بلند کیا شاہزادہ بلند بخت سے نے جو ہمراہ رکاب
پدر بزرگوار کے تھا قلعہ سر اکو محاصرہ کیا اور مرحلہ و سیبہ (یعنے دیوار جسکے
آڑ سے فوج لڑتی ہی) مرتب و طیار کر ساتھ ضرب گولون کے قلعہ نشینون کو
تباہ کرنا شروع کیا تین مہینے کے عرصے مین بڑی کوششون سے وہ قلعہ فتح ہوا
اور تھانہ مستحکم قلعہ مین بٹھا مدگیری کی جانب متوجہ ہوا چار روز کے عرصے مین
بزور اُس قلعہ کو بھی مسخر کر بچن راے درگ کے قلعہ کو گھیر لیا بعد محاصرے
ایک مہینے کے بہادران شیر صولت اور غازیان رستم صلابت نے قلعہ پر ہلا کر
بزور بازوی مردی اُسے مفتوح کیا اِس عرصے مین نواب بہادر نے بھی کوچ فرما آہستہ
آہستہ جنگل میدان طی کرتا ہوا تمکور کی نواح مین آیا راگھو نے جب خبر فتح ہو جانے
کی قلعہ کے شاہزادہ بلند اقبال کی پردلی و تدبیر سے سنی اور فوج ظفر موج حیدری کو بھی
مانند سیل بلا کے اپنی طرف متوجہ دیکھا بھاگنے سے بہتر کوئی تدبیر اُسے نہ سوجھی
سولہ ہزار سوار سے جو اُس اضطرار کی حالت مین اُسکے ساتھ رہگئے تھے پیچھے ہٹ کر
ارادہ ہندوستان کے جانے کا کیا لیکن پونان اور حیدرآباد کی فوجون نے اُسکا
تعاقب کیا اور اُسکو فرصت اُدھر جانے کی نہ دیکر پہلے تو برہان پور تک وہان
سے خاندیس اور وہان سے گجرات تک اُسکا تعاقب کیا نواب بہادر نے
اِس فرصت کو غنیمت جان گوپال و بہادر بندہ و مودکی درگ و کپچندر گرہ کو
جو سب قلعون مین مضبوط اور محالات توابع اُنکے جو سیر حاصل تھے اپنے قبضہ
اقتدار مین لایا راجہ سرہٹی کو جسنے اطاعت و انقیاد اختیار کی تھی خلعت فاخرہ
وجواہر گران بہا عطا کرکے اُسکی سرفرازی اور واسطے توفیر خزانہ و آبادی
اُس ملک کے اُسکو تاکید بہت فرمائی چند روز مین نول کندہ و جان ہلی کو مفتوح
کر طرف حویلی دھاڑوار کے لشکر کشی کی ؎

مستخبران وقایع و آثار پر پوشیدہ نرھے

کہ جب اگلے دنون مین نواب بہادر نے قلعہ نگر کو مفتوح کر کے تمام ملک بدنور کو اپنے تصرّف مین لایا میر رستم علی خان فاروقی نے جو نواب آصف جاہ کی طرف سے قلعہ دار حویلی دھاڑوار کا تھا حلقہ عبودیت نواب بہادر کا اپنے کان مین ڈال کر قلعہ کے تئین اولیاے دولت کو تسلیم کردیا اور خود ساتھ مشاہرہ پانسو روپیے کے عہدہ بخشی گری پرسواران بارگیر کے ممتاز ہوا بعد گذرنے تھوڑے روز کے جب مادھو راو پیشوا نے ملک بالا گھاٹ مین آکر فتنہ و فساد برپا کیا وہ قلعہ گماشتگان حیدری کے تصرّف سے نکل کر مرہٹے کے تصرّف مین آگیا اُس عہد سے بسونت راو نام ایک شخص گوپال راو کے خویشون سے اُس قلعہ کا قلعدار تھا درینولا جب حیدری لشکر کا گذار اُس طرف ہوا وہان سے سرسری چلا جانا اور قلعہ کو غیر کے قبضے مین چھوڑنا حمیت سرداری و بہادری سے بعید جانکر حکم واسطے محاصرہ کرنے اُس قلعہ کے صادر ہوا اور گلنداز ون کو حکم دیا گیا کہ دو رسے گولے مارتے رہین چونکہ فتح کرنا مستحکم گڑھون کا شتابی ممکن نہین اِس لئیے نواب بہادر نے اپنی خرد دوربین سے یہہ تدبیر شایستہ ٹھہرا کر ایک خط آپاجی رام کاربرداز نواحی مرچ کی طرف سے اسمی بسونت راو قلعہ دار حویلی دھاڑوار کے اِس مضمون کا لکھا کہ ظاہرا نواب بہادر عزم تسخیر کرنے کا قلعہ حویلی دھاڑوار کے رکھتا ہی تم ہرگز بیدل نہو اور جنگ پر مستعد رہو ہم جلد فوج واسطے کمک کے بھیجتے ہین جب خط لکھا گیا نواب بہادر نے آپاجی رام نام ایک اپنے ملازم کی مہر جو لشکر فیروزی

اثر کے ساتھ تھانبت کردو نفر ہرکارے کو لباس مرھٹون کا پہنا اور وہ خط اُنکو دیکر قلعہ کو روانہ کیا جب ہرکارے آگے قلعہ دار جویلی دھارواڑ کے پہنچے اُس نافہم شامت رسیدہ نے اُس خط کو بھیجا ہوا آیا جی رام کارپرداز نواحی مرچ کا جانا اور کمک پہنچنے کی امید پر بہ نسبت سابق زیادہ استحکام کرنےمین قلعہ کے مشغول ہوا بعد چار روز کے نواب بہادر وقت شب کے دو ہزار سپاہی تین سو سوار قوم مرھٹہ و راجپوت کے اپنے لشکر سے منتخب کر تین ضرب توپ اُنکی ساتھ دے اور ایک رسالہ سوارون کا واسطے احتیاط کے تعاین فرما ایک شخص معتمد کو سپہدار اُس فوج کا مقرّر کر رخصت فرمایا اُس فوج نے جنگل مین گھس کے اُس راہ سے جو مرچ سے قلعہ کو آتی تھی سر نکال قلعہ کے نزدیک آکر کئی توپ و بندوقین بے گولے و گولی کے چھوڑین قلعہ والون نے جو کمک کے پہنچنے کی انتظارمین راہ دیکھ ہی رہے تھےآواز توپ و بندوقون کی سنتے ہی کمک پہنچنے کا یقاین کر بہت خوشی سے دروازہ قلعہ کا کھول سب سوار اور پیادون کو قلعہ مین راہ دی سپہسالار فوج جعلی نے قلعدار کو کہا کہ سب اپنے سپاہیون کو قلعہ سے نکالو تا وے جا کر مورچون پر نواب کے شب خون مارین اور جو لوگ ہمارے ساتھ مرچ سے آئےہین قلعہ کی حفاظت اُنکے حوالے کرو وہ قلعہ دار اندھیری رات مین دوست دشمن کی تمیز نکر سکا اپنے سپاہ کو قلعہ سے باہر نکال سپاہیان تازہ وارد کو واسطے حفاظت قلعہ کے متعیّن کیا جو ہین قلعہ کے سپاہیون نے حصار سے باہر قدم رکھا سپہسالار حیدری نے بے تکلّف ہاتھ و گردن قلعہ دار اور کئی اُسکے ملازمین کی اچھی طرح مضبوط باندھ تمام غلّہ و آلات حرب جو قلعہ مین تھے اپنے ضبط مین لا مبارکباد کی شلّکین چھوڑین جب قلعہ اُس حیلے سے

نلے لڑبے بھرتے قبضے مین آگیا علی الصّباح نواب بہادر گھوڑے پر سوار ہو
قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے مکانون کی سیر کرکے اشیای نفیسہ
انتخاب فرما جو جو قابل انعام کے تھین سپاہ رزم خواہ کو عطا کین اور ایک
برس کے عرصے تک اُس ملک کی سیر وگشت فرما وہان کے راجاؤن سے
مبالغ خطیر معرض وصول مین کر تالیف قلوب کے واسطے جو فی الحقیقت
امرا عظام سرداری کا ہی باجی راو برادر نسبتی راگھوکہ جو لشکر ظفر پیکر مین
حاضر تھا حضور مین طلب کرکے فرمایا کہ اگر تمکو جانا منظور رہی جاؤ کچھ مزاحمت و
مواخذہ تمسے نہ کیا جائیگا اُس درماندہ بیابان سرگردانی نے عرض کی کہ راگھوکا
کام سارا برہم ہوا اور نان کے سر دار سب میری قرابت قریبہ کے راگھو کے
ساتھ سب میرے خون کے پیاسے ہین اب مین سوا سایہ دولت کے ملجا و ماوا
نہین رکھتا نواب بہادر نے اُسکی بیکسی کی حالت پر ترحّم فرما عہدے پر رسالہ داری
پانسو سوار کے اور ساتھ عنایت کرنے فیل و نقّارہ و نوبت کے
اُسے سرفراز فرما ملازمان خاص مین داخل کیا اُنھین ایام میمنت التیام مین کہ سارا
اسباب دولت کا مہیّا و آمادہ اور فتح و اقبال مانند چاکران غاشیہ بدوش اور
بندگان حلقہ بگوش کے در دولت سرا پر حاضر تھے پورنیا برہمن کو جو ساتھ جوہر عقل
کے آراستگی رکھتا اور بہ مشاہرہ پچاس ہون ایک شخص کے پاس
جو عمدہ صرّافان لشکر حیدری سے تھا اوقات بسری کرتا تھا اور تحریر و تقریر
اُسکی بہت دنون سے منظور نظر مشکل پسند نواب عالی جناب کی تھی
بمقتضاے ذرّہ پروری حضیض نکبت سے نکال کر اُسے اوج سرفرازی پر پہنچا
دفتر کنتری زبان کا اُسکو تفویض فرمایا اور مواجب معقول مقرّر کر اُسے
روشناس عالم کا کیا بعد انتظام کرنے اور سب کارخانجات کے خاطر انور بہ نسبت

سابق کے بیشتر آراستہ کرنے پر سپاہ رزم خواہ کے متوجہ ہوئی چنانچہ عرصہ قلیل مین جنگ کے آلات شمار سے زیادہ فراہم کیئے گئے اور شہرہ قدردانی و سپاہ دوستی کا نواب نامدار کے بلاد و قصبات مین گوشوارے کے مانند بہادران جان سپار کے کان کا آویزہ ہوا جوق جوق سوار پیادے اچھے اچھے سلاح وگھوڑون سمیت آکر نوکر ہونے لگے چنانچہ اب دستے دستے سوار خاص طویلون کے جگ مگے اور چمکیلے ہتھیارون کے ساتھ رنگ برنگ کے لباس پہنے جولانگاہ مین گھوڑے پھراتے پیادے بندوقچی وردی سرخ و زرد و سبز بانا تون کی پہنے ہوئے مانند ابر موسم بہار کے ہر جانب خرامان ہوتے اور سوار زرہ بکتر خود چار آئینے پہنے ہوے دریاے مواج بحر اخضر کو عرق خجالت مین ڈباتے الغرض عرصہ قلیل مین اٹھاون ہزار سوار جرار ساتھ پلٹن سپاہی و پینتالیس ہزار پیادے کرناٹکی جو برقندازی کے فن مین بے خطا تھے اور پانچ ہزار باندار و دس ہزار گولنداز قادر انداز علم آسمان سا کے تلے مجتمع ہوئے اور توپخانے کے علاوہ دو ہزار اونٹ منتخب جوانان روئین تن کے حوالے ہوئے کہ عراق و ترکستان کی فوج کی طرز پر شترنال اونپر باندھکر لڑائی مین مانند ابر کے جوشان و خروشان و برق افشان رہین جب خاطر خطیر سب اسباب سروری کے انجام کرنے سے جمع ہوئی مستقر سریر دولت کی طرف معاودت فرماکر سایہ عاطفت کا شہر خجستہ بہر کے رہنے والون کے سر پر ڈالا اور مناصب مناسب و روزینے اور مواجب و خلعت و جواہرات ہاتھی گھوڑے عطا کرکے تمام ان لوگونکو جو سائے مین دولت واقبال کے رہتے تھے عرق ریزی اور جانفشانی پر آمادہ و مستعد کیا'

آنا مادھو راو پیشوا کا دوسری بار پونان سے بالاگھاٹ مین بقصد استخلاص اور آخرکار صلح کرنا اور پھرجانا اپنے ملک کو

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے بعد مراجعت مادھو راو کے ایک لشکر سنگین مردان جنگی اور لڑاکے سے جمع کر اور بڑا توپخانہ آتش بار بہم پہنچا ملک بدنور کے بند و بست کو کوچ کیا صوبہ سرا کے ناظم کو جو مادھوراو کی طرف سے مقرّر تھا اِس کوچ سے اُسے یقین ہوا کہ نواب حیدر دل توابع نگر کے بند و بست سے فراغت کر صوبہ سرا کی تسخیر کا ارادہ کریگا اِسلیئے اپنے بچاو کے واسطے اِس واقعہ کا علاج وقوع سے پہلے کرنا مصلحت جانکر اپنی عرضی کے ذریعہ سے مفصّل حال اُسکا مادھو راو پیشوا کے حضور مین عرض کیا اُس سردار صاحب اقتدار نے بھی نواب بہادر کی جمعیّت کو اپنی دولت کی پریشانی کا سبب جانکر ایک حشر عظیم سوار و پیادون سے جمع کر کے خود مُملکت محروسہ کی طرف نواب بہادر کے متوجّہ ہوا اور اپنی فوج کے سرداروں کو بڑی جمعیّت کے ساتھ واسطے فتح کرنے ان قلعون کے جو نواب بہادر کے علاقے مین تھے تعینات کیئے نواب بہادر نے اُسکے آنے سے کچھ تردّد و اندیشہ نہ کر تمام فوج ظفر موج اور توپخانہ کے ساتھ ہمو کر لسواتین کی راہ سے تنب بھنڈراندّی اُتر کر شکارپور کے سواد مین خیمہ کیا (راجہ چیتل درگ کا اس مہم مین ہمرکاب نواب بہادر کے تھا) غنیم کی فوج نے بھی یہہ اطّلاع پا کر قلعون کا مُحاصرہ ملتوی رکھ ایک کوس کے فاصلے پر آ ڈیرہ کیا اور شب بسر کرکے نور کے تڑکے میدان مین آپہنچے اِس طرف سے نواب بہادر توکّل کا خود سر پر رکھ حفاظتِ حافظ حقیقی کا جوشن پہن میدان

مین آیا اگرچہ درمیان افواج غنیم کے جو مور وملخ کے مانند بیشمار تھی فوج نواب بہادر کی محصور ہو گئی تو بھی غازیون نے اُس دن کو لڑ بھڑ کے بسر کیا شام کو مخالف کی فوج اپنے ڈیرون پر پھر گئی اور نواب بہادر نے سپاہ کو فرصت کھانے پینے کی دیکر رات کو وہان سے کوچ کر چرولی و نوزلی وجراگی کے مقام پر خیمہ کیا اور گھنے جنگل کو پشت پر رکھکر لشکر کی چارون طرف کمین گاہ دشمنون کے شکار کے لئے مقرر کر جا بجا سوار پیادون سے محافظت اور مضبوطی کی اور اُسطرف سے مادھوراو نے بھی شانور کے حاکم سمیت جو اِس مرتبہ بھی بدعہدی کرکے اُسکے ساتھ ہو گیا تھا آکر لشکر حیدری کے سامھنے ڈیرہ کیا ہر روز ٹولی ٹولی بیر اور سورمان سوارون کی دونون فوجون سے نکل نکل میدان مین آ لڑ بھڑ کوئی شہادت کا شربت پیتا اور کوئی دوزخ کی آگ کا کندا بنتا تھا کئی دن پیچھے جب مادھوراو نے گولے اولے کے مانند برسائے تب اُردوے مبارک سے بہتون نے مرتبہ شہادت کا پایا نواب نامدار نے اِس سے پہلے ہی رات کو پانچ ہزار بندوقچی اچوک پندرہ سو سوار جان نثار چار ضرب جلوی یامیدانی توپین ہلکی ہلکی ساتھ لیکر سارا اسباب و اساس عظمت و شوکت کا دلاورخان بہادر کے اعتماد پر چھوڑ اور باقی لشکر ہیبت جنگ سپہسالار کے حوالے کر شبخون کی نیت سے شیر کی مانند جنگل مین گھسا اور دل مین یہ ٹھہرا کہ پہلے دشمن کے توپخانے پر گر اُسکو قابو مین لا پیچھے دشمنون کو گولے وگولیون کا نشانہ اور نہنگ شمشیر کا طعمہ بنایا چاہئے لیکن پیچ یہ پڑ گیا کہ جنگل سے نکلتے نکلتے رات آخر ہو گئی طلیعہ روشنی صبح لشکر فتح پیکر کا ہراول ہوا غنیم کی فوج خواب غفلت سے چونکی اور نواب حیدرعلی خان بہادر کی لشکر کے مقدمے کو مشہد کا چھتا سمجھ مکھیون کی طرح چارون طرف سے بھن بھنا کر آچمٹے اور مار مار للکارے

لگے نواب بہادر نے اُسوقت مین گولندازون کو حکم دیا کہ توپ کو مہتاب دکھائین
ولیکن جب فلیتہ دکھایا توپون نے آگ نہ لی ہرچند گولندازون نے جوفن گولندازی
مین بے مثال و یکتا تھے سو طرح کی تدبیرین کین لیکن بموجب اِس مصرع کے

تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

ایک توپ بھی نہ چلی آخرکار خود نواب نے گھوڑے سے اُتر فلیتہ دکھایا اُن
اژدہاؤن سے ایک نے بھی مہرہ نہ اُگلا لاچار تویون سے ہاتھ اُٹھا کر بندوقچیون کو
حکم کیا اُنھون نے باڑھین مار غنیم کی فوج سے بہتون کو جہنّم واصل کیا اور کتنونکو
زخمی بر چونکہ مرہٹّے کی فوج شمار سے زیادہ تھی اِسواسطے اس قدر زدوکشت
کو خیال مین نہ لائے اور جب کسی طرح اُنکو معلوم ہوا کہ نواب بہادر
بہ نفس نفیس اُس معرکہ مین حاضر ہی اُسی روز کو لڑائی کے تمام ہونیکا
دن ٹھہرا جانون سے ہاتھ دھو گھوڑون کی باگ اُٹھا آتوٹے اور غازیون کے ساتھ
تلوارونیزے سے لڑے اور لڑائی رستم واسفندیار کی بھلانے لگے اُسی
لڑائی مین بیکنٹھ راو دیوان نواب بہادر کی سرکار کا بیکنٹھ باشی ہوا اور
علی زمانخان نے چہرے پر زخم کھا کر ہمچشمون مین سرخروئی حاصل کی جو غازی کہ پیچھے
اُنھون نے مڑ کر لشکر اسلام مین ملنے کا ارادہ کیا مرہٹّون نے تعاقب کیا
یہان تک کہ وے سب کام آئے نواب بہادر نے جب لڑائی کا رنگ اِس ڈھنگ
سے بگڑتے دیکھا اکیلے اُس بلا سے نکل ایک جانب درخت کے سائے مین کارساز
حقیقی کی تائید کے منتظر اور اقبال کی مدد کے امیدوار کھڑا ہو رہا اتّفاق سے
ایک طنبورچی لشکر حیدری کا اُس میدان جنگ سے نکل کر اُسی درخت
کے نیچے جا پہنچا نواب بہادر اسکے پہنچنے کو فال فتح کی سمجھ اسکو حکم طنبور
بجانے کا فرمایا جونہین اُسنے طنبور پر چوب دی طنبور کی آواز سنتے ہی مرہٹّے کی

فوج کو یقین ہوا کہ غازیون کو تازہ مدد پہنچی اِس تصوّر سے پانون سبھون
کے اُٹھ گئے ھتھیار گھوڑے غازیون کے جو اُنکے ہاتھ آئے تھے کچھ اپنے
اسباب سمیت جا بجا چھوڑ ہلکے پھلکے بھاگ کھڑے ہوے نواب بہادر
ساتھ کئی بہادرون کے جو طنبور کی آواز سنکر اُس درخت کے نیچے پہنچ گئے
تھے میدان مین نکل آیا فی الفور پشت کی طرف سے ایک بڑا غبار اُٹھا معلوم
ہوا کہ ھیبت جنگ بخشی فوجین اعدا کے خون کی پیاسی اور توپخانہ لیئے بطور
ایلغار کے آپہنچا نواب بہادر نے بخشی کی عزّت بخشی کر کے لشکر تازہ
زور اور توپخانہ ساتھ لے مخالفون کی فوج کا پیچھا کیا اور تلوار جو اعدا کے خون کی
پیاسی تھی میان سے نکال سیراب کی اور قتل عام کا حکم کیا حکم پاتے ہی گولندازون
نے جو اپنے کام مین برق کے مانند آتش دست تھے گولون کے اولے برسا کر اعدا
کے کھیت کو جلا دیا اور برق اندازون نے جو شراب شجاعت سے
مست تھے دشمنون کے کھلیان پر گولیون کے صاعقے ڈال کر خاک سیاہ کر دیا
سوارون نے باگ اُٹھا دشمنون کے سر سے نیزون کے لتّو اور مخالفون کی
جسد کو تلوارون کے میان و غلاف بنا اُن گران جانون کے نقد و جنس
پر لوٹ پاٹ کا ہاتھ بڑھایا،

نظم

ہوا اُس گھڑی اِس قدر کشت و خون ۔۔۔ کہ حیرت مین تھا چرخ فیروزہ گون
عدو اِسقدر وہان پہ کٹتے ہوئے ۔۔۔ کہ میدان مین کشتونکے پشتے ہوئے
گریزان مخالف ہوئے لیکے جان ۔۔۔ نہ ہرگز رہا وہان کسیکا نشان

آخر کار مادھوراو نے جب حیدری لشکر کے تلاطم امواج سے اپنی کشتی اُمید
کو تباہی کے بھنور مین پڑی ہوئی دیکھا باوجود اُس کثرت فوج کے فراری ہوا

اور بنکاپور سے اِس طرف کہین نہ رُکا نواب بہادر نے جب تائید غیبی سے اُس میدان کو مخالفون کے وجود سے خالی دیکھا شادیانے فتح کے بجوا اُسی مقام پر خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور مرہم سے انعام نقد و جنس کے گھائلون کے زخمون پر پھاہے لگائے اِس عرصے مین برسات کے موسم نے واسطے رفاہ عالم کے دورہ شروع کیا نقّارچی نے رعد کے کوس آپہنچنے لشکر باران کا بجا کر رہنیوالونکو عالم سفلی کے آگاہی دی چوتھے آسمان کے حاکم آفتاب جہانتاب نے تہدید کے لئے متمّردان اور سرکشان عالم کے برق کی شمشیر نکالی مادھوراو نے بنکاپور کی نواح مین قیام کیا اگرچہ بارش کی کثرت کے سبب عالم آب تھا اور چھوٹے چھوٹے نالے بھی اتھاہ ہوگئے تھے مادھوراو نے اِس شکست فاحش کی غیرت کے مارے گوپال راو مرچ کے ناظم کو حکم کیا کہ جس طرح ہو سکے تنب بھدرا ندّی اُترکر نواب بہادر کے ملک کو تاراج کرے گوپال راو نے بموجب حکم چار ناچار فوج سمیت ہوزّل گھاٹ سے اُتر کر جتنے گانو پر گئے نواب بہادر کے علاقے سے سامھنے پڑے لوٹے اور جلا کے خاک سیاہ کئے اور راجہ ہرپن ہلّی اور راے درگ سے بہ زور و تعدّی مبلغ خطیر لیکر چیتل درگ کے علاقون مین ظلم کرنے لگا جب اِن سانحون کی خبر نواب بہادر نے سنی فی الفور برسات اور ندیون کی طغیانی کے اندیشہ کرنیکو آبرو ریزی رعایا کی سمجھ بے تامّل سارا ساز و سامان لشکر کا مقام پر چھوڑ صرف چھہ ہزار جرّہ سوار خاصے گھوڑون کے دو ہزار سوار سلحدار و چار پلٹن سپاہی چھہ ضرب توپ ساتھ لے بجلی کے مانند اُن ظالمون کی طرف تاخت کی تین دن کے عرصے مین تکلیف اُٹھا کر اُس راہ پرخطر کو طے کیا اور اچانک جس حالت مین گوپال راو اور اُسکے ساتھی بےخبر تھے مرگ ناگہانی کی طرح اُن کے سر پر جا گرا فرصت زین

باندھنے اور ہتھیار اُٹھانے کی اُنھین نہ دی تلوار و خنجر آبدار سے ایک ایسا خونکا
دریا بہایا جو دریاے سرخاب کی طرح موج مارنے لگا سپاہ غنیم نے اگرچہ میدان جنگ
سے منھ نہ موڑا پر محاصرے کے سبب بند ہو کر تو پخانہ فرنگی کے ہدف ہوے گھوڑے تھان
پر بندھے کے بندھے رہ گئے گوپال راو نے جب اپنے تئین چار موجے مین کشست و مات
کے پایا منصوبہ جنگ کو بے فائدہ سمجھ بساط لڑائی کی اُلٹ سب مال اگلا پچھلا اور
خیمہ اقمشہ نفیسہ جو کچھ راجاؤن اور رعیّتون سے بہ ظلم و تعدّی لیا تھا بجا چھوڑ
اپنے رفیقون کے ساتھ جان لیکر بھاگا اور بہادرون کی دستبرد سے بچکر قلعہ سرا
مین جو مادھوراو کے قبضے مین تھا جاکر پناہ پکڑی اور اُسکی سپاہ اور عورتین جو
قتل عام سے جانبر ہوی تھاین وہان قایم نہ رہ سکاین بھاگ کر مادھوراو کے
لشکر سے جا ملین تب نواب شیر جنگ نے اُن بزدلون کے تعاقب کو بیہودہ
سمجھ نقّارہ فتح کا بجوایا اور وہین استقامت فرمائی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ
حیدری لشکر کے پنڈارے جو طلایہ کے طور پر ہمیشہ بہ موجب دستور فوج کے
آگے آگے رہتے ہین رخصت پا کر بہ تبدیل لباس و لہجہ گوپال راو کے
سوارون مین جیسے پانی شراب سے جلد ملجاتا ہی مل گئے تھے جب گوپال راو بھاگا
تب اُنھون نے قابو اور فرصت پا بہت سے مخالفون کو ٹکڑے کر پانچ
ہزار گھوڑے جلد رو اور اُنتیس ہاتھی بڑے بڑے اور نوّے
اونٹ لوٹ کر صحیح سالم بھرے پورے حضور مین آحاضر ہوئے اور بہت سا
انعام نقد و جنس پا کر امتیاز و سرفرازی حاصل کی مادھوراو نے جب دیکھا کہ
باوجود اِس قدر جمعیّت فوج کے کچھ ہو نہین سکتا اور پانی کے طغیان اور
سیلابی کے باعث راہ پونان کی بھی نظر نہین آتی تب پہنچنا اپنا پونان تک
مشکل بلکہ غیر ممکن سمجھکر ہوشیار وکیلون کی معرفت طالب صلح کا ہوا اور

دو لاکھ روپیہ پر انقطاع معاملہ کرکے نواب بہادر سے آشتی کی اور بعد ایک برس کئی مہینے کے نا اُمید خوار ہمّت ہار اپنے دار الحکومت مین پہنچا نواب بہادر نے بعد جانے مادھوراو کے اُس نواح کا بند و بست قرار واقعی کر فتح نصرت کے ساتھ حافظ حقیقی کے سائے مین نگر کی راہ سے سریرنگپٹن مین داخل ہوا جن جن لوگون نے اُس لڑائی مین جانفشانی کی تھی اُنکو خلعت و جواہر اور نقد و جاگیر دیکر آرام کرنے کی رخصت دی تھوڑے روز کے پیچھے نواب دلاور خان نے جو نواب بہادر کے سائے حمایت مین خوش اور خرّم زندگی کرتا تھا ناگہان شیطان کے ورغلان نے سے بے سبب عذر بیماری کا ظاہر کرکے کولار مین گیا اور وہان سے اپنا سب اسباب لیکر گپ چپ آرکاٹ مین جا وہان سکونت اختیار کی نواب بہادر نے اِس خبر کو سنکر بہت تاسّف کیا اور کولار کے علاقے کو ضبط کرکے ایک حاکم حضور سے وہانکے انتظام کو مقرّر فرمایا ؁

بلند ہونا نشان عالیشان کا واسطے تسخیر کورگ اور کالیکوٹ کے با دیگر وقایع کہ سنہ گیارہ سو اسی ہجری مین واقع ہوئے

اگلے زمانے مین جب بیجاپور کے سلاطین کی سلطنت قایم تھی کورگ اور کالیکوٹ کے حاکم اُنکے مطیع رہتے اور خراج دیا کرتے تھے جب اُنکی سلطنت آب رسیدہ ہوی اور نواب آصف جاہ بادشاہ دہلی کے حضور سے دکھن کا صوبہ دار ہوا کورگ اور کالیکوٹ کے مرزبان دستور کے موافق مقرّری خراج پہنچایا کرتے تھے اور آخر کو جب درمیان آصف جاہ و مرہٹے کے جنگ و جدال کی بنا بندھی نواب موصوف جزئیات پر متوجّہ نہوا اور صوبہ سرا کے ناظمون نے

جو اُس کی طرف سے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کو مامور تھے رشوت لے
سرکار کے نفع و نقصان کا کچھ خیال نکر سرکشون سے کسی امر مین متعرّض نہوے
قابو چی زمینداروں نے حاکمون کی سستی دیکھکر خودسری اختیار کی اور خراج
گزاری سے اِبا کیا اگرچہ نواب بہادر کو اُس ملک کی تسخیر سابق سے مرکوز خاطر
تھی لیکن بسبب تردّد کے جو مرہٹّے کے آنے سے لاحق رہا وہ ارادہ قوت سے
فعل مین نہ آتا تھا جب بالا گھاٹ نواب بہادر کے تشریف رکھنے سے باغ ہمیشہ
بہار ہوا اور مرہٹّے سپاہ حیدری سے صدمے اُٹھا پونان کو چلے گئے سزا دینی اُن
شریرون کی جنھون نے اِس عرصے مین فرصت پا کر سرکاری تھانون کو لوٹا
اور لوگون کو قتل کیا اور اپنے اپنے خطون مین مستقل ہو کر زر خراج کچھ بھی سرکار مین
نہ بھیجا تھا واجب و لازم جان کر واسطے حاضر ہونے لشکر کے حکم کیا جب
فوج جمع ہو گئی نواب بہادر خود بدولت نگر کی راہ سے دریا کے کنارے پر
آیا اور سات سی کشتیون پر سامان رسد کا دریا سے منگایا اور جب رسد کی
طرف سے اطمینان حاصل ہوا رسالے اور توپخانے ساتھ لیکر اُن باغیون کے سر پر
اجل ناگہانی کے مانند پہنچا اوّل فوج جان نثار کو بیل کے راجہ کی تنبیہ کے لئے
حکم کیا جسنے اُنھین دنون مین دار الامارت کے علاقون پر تاخت کر رعایا کا مال لوٹا
اور مواشی ہانک لیگیا تھا راجہ مذکور نے یہہ خبر سنکر پہلے تنہا افواج حیدری
سے لڑنا نامناسب جان قلعے کو خالی کر لڑکے بالے اور اسباب ساتھ لے بھاگ کر
جنگل مین جا گھسا اور بعد اُسکے کوڑک کے حاکم کی فوج سمیت جنگ پر
مستعد ہوا جب حضور مین نواب بہادر کے یہہ خبر پہنچی ایک جماعت کو مردانِ
معتمد سے اُس قلعے مین چھوڑ خود جنگل کی راہ سے سرکشون کے سر پر
جا پہنچا اور شیر کے مانند اُس نیستان سے نکل کر بے تامّل مار دھاڑ شروع کردی

دونون طرف سے ہتھیار چلنے لگے باغیون نے جب اپنی مخلصی مشکل دیکھی جان سے ہاتھ دھوکر خوب ہی لڑے اور بائین طرف کی فوج پر بڑے زور سے حملہ لائے یہان تک کہ قریب تھا بہادرون کے پاے ثبات مین لغزش آجاوے لیکن نواب خود چار ہزار سوار خونخوار لیکر قلب لشکر سے دھاوا کرو ہین جا پہنچا اور پشت کی طرف سے ساتھ تلوار خونخوار کے باغیون کے بار سر کو تن سے اُتارنے لگا اُسی روز جسکو نوروز اقبال کہا چاہئیے شاہزادہ بلند بخت ٹیپو سلطان نے جو پدربزرگوار کے ہمرکاب تھا زبانی مخبرون کے جب معتبر خبر پائی کہ اُن باغیون نے وہان سے ایک کوس کے فاصلے پر گھنے جنگل مین اپنا مال اور اسباب لڑکے بالون سمیت لا رکھاہی اگرچہ عمر اُسکی تب اٹھارہ برس کامل کو بھی نہ پہنچی تھی لیکن چونکہ شیر بچی کو شکار کی تعلیم دینی ضرور نہین بے تامّل دو تین ہزار بہادر ساتھ لیکر وہان سے باگ اُٹھا گھنے جنگل کو طی کر اُس مقام مین جا پہنچا اُن سپاہیون کے ساتھ جو باغیو کی طرف سے وہان محافظ تھے مقابلہ ہوا دونون طرف سے پہلے تو دیر تک گولی برسائی اگرچہ اُن سرکشون نے بھر مقدور لڑنے اور مارنے مین قصور نہ کیا آخرکار اکثر مارے پڑے کچھ لوگ جو بچے بھاگ نکلے تب شاہزادے نے سب عورتون کو گرفتار کرلیا اور تمام مال و اسباب جمع کر صحیح و سالم ساتھ فتح و فیروزی کے حضور مین پہنچا نواب بہادر نے اُس فتح کو سب اگلے پچھلے فتحون سے بہتر اور مقدّمہ فتوحات آیندہ کا جان کر شاہزادے بلند ہمّت کو آغوش شفقت مین لیا اور بہت سا اعزاز و اکرام کیا جب اُس راجہ نے اپنے لڑکے اور عورتون کی گرفتاری اور تمام مال و اسباب کے ہاتھ سے جانے کی خبر سنی مجبور ہو کر ساتھ چند خواص و رفقا کے حضور مین حاضر ہوکر سعادت زمین بوس حاصل کی اور باقی خزانہ مال

اسباب نفیس اور ہاتھی دانت جو اُسکے باپ دادون نے جمع کر رکھا تھا پچاس اونٹ بھر نذر دیکر اُسکے ذریعہ سے اپنی جان بخشی چاہی نواب بہادر نے رحم کر اُسکے ناموس کے چھوڑ دینے کا حکم دیا اور قسم و قول مضبوط و سخت ملک کی آبادی اور رعایا کی حفاظت کے باب مین اُس سے لیکر راج کو اُسکے نام پر بحال رکھا اور دوسرے روز وہان سے آگے کوچ فرمایا کورگ کے راجہ نے جب اُس طوفان بلا کو اپنے ملک کی طرف متوجہ دیکھا اور سارا احوال قلعہ بیل کے راجہ کا اور گرفتار ہونے اُسکے لڑکے اور عورتون کا سنا اپنے بچاو کی فکر مین پڑا اور اطاعت قبول کرنیکے سوا کچھ چارہ نپا کر بہت سے روپے اور چیزین نفیس اُس ملک کی نذر بھیج مطیع و منقاد ہوا نواب بہادر نے فساد کے رخنے کو بند کرنا مصلحت وقت جانکر قلعہ بڑکڑا مین جسّے زیادہ قلب اُس نواح مین کوئی قلعہ نہ تھا بہادرون کا تھانہ قایم کرکے آگے بڑھا علی راجہ کنانور کے مرزبان نے جو مرد مسلمان قوم ماپلہ سے تھا نواب بہادر کے وہان تشریف لانیکو جسنے وہان علم محمدی کھڑا کیا اور اُس ملک تاریک کفرستان مین ہدایت کی شمع روشن کی تھی غنیمت سمجھکر ملازمت کی سعادت کے حاصل کرنیکو فرض جان حضور مین حاضر ہوا اور جو کچھ نقد و جنس رکھتا تھا قدم مبارک پر نثار کیا نواب بہادر نے اُسکی حسن عقیدت پر بہت تحسین و آفرین کرکے اُسکو اُس ملک کا واقف کار سمجھ اپنی ہمرکابی مین ممتاز فرمایا اور اسقدر انعام و اکرام سے اُسکو خوش کیا کہ اُسنے اپنی گذری زندگی پر تاسّف کیا پھر نواب بہادر نے سپاہ کے آرام دینے کے لئے اُس سرزمین دلنشین مین دو تین مقام کرکے وہان سے بھی کوچ کر کالیکوٹ مین جا داخل ہوا اور عزیمت ازالۂ فساد اس ملک کے سرکشون اور مفسدون کی خاطر مبارک مین لا کر خون سے

قوم نائر کے جو بڑے سرکش جاہل دلپلے تھے پیاسی زمین کو سیراب کیا
چرکال کے راجہ نے شوخی کے گریبان سے سر نکال لڑنے کی جرأت کی تھی
بہادران حیدری نے بموجب حکم ہر طرف سے گھوڑے اُٹھا کر اکثر اُن کوتہ
اندیشون کے خون کو خاک مین ملایا اور آخرکار راجہ خود جہالت کی زرہ پہن کر
مانند پروانہ کے شمع پر شمشیر درخشان کے آ کرا اور جلکر خاکستر ہو گیا اُسکے
مارے جانے کے بعد بہادرون نے اُسکے مال و اسباب کو ضبطی مین لا اُسکے
بیٹے کو جو سات برس کا تھا قید کر حضور مین پہنچایا اور انعام پایا اور وہ لڑکا
واجب الرحم اسلام سے مشرّف اور ایازخان خطاب دیا گیا پھر چند روز مین
نواب بہادر نے ملک راجہ مقتول کے بندو بست سے فراغت پا کلیکوٹ کے
قلعے کو محاصرہ کرنیکے قصد پر عالم ہمّت بلند کیا وہان کے حاکم نے جب سرکشونکا
مارا جانا دیکھا ہوش و حواس باختہ ہوا اور طاقت لڑنیکی اپنے مین ساقط دیکھکر
ایک وکیل ہوشیار کو حضور مین بھیجا اور زر نقد و اسباب اور چیزین غریب
و لطیف جو اُسکے پاس تھین نذر بھیج کر اپنی جان بخشی چاہی اور بعد عنایت
ہونے عہد نامے کے حضور کی ملازمت سے مشرّف و ممتاز ہوا اور
دولت خواہون مین گنا گیا اُسکی خطا معاف کرنے سے غریب پروری و عفو
گستری نواب بہادر کا آوازہ سب وہان کے باشندون کے کان مین پڑا
گروہ گروہ قوم ماپلہ اور نائر ہر روز حضور مین حاضر ہونے اور نواب خلیل نوال
کے خوان نعمت سے سب طرح کی نعمتون سے بہرہ ور اور محظوظ ہونے لگے
جب وہ نواح فتنہ و فساد سے متمردون کے صاف و پاک ہو گئی اور
کسی طرح کا کچھ تردّد باقی نرہا نواب بہادر نے کنچی بندر تک جا وہان سے
ملیبار کی طرف باگ پھیری وہان کے ناظم نے جب حیدری فوج کے دریا کو

موج مارتے دیکھا اپنے دولتخانے کے گرجانے سے ڈرا اٹھائیس ہاتھی اور سات لاکھ روپیے نقد نذر بھیج دیئے تب نواب بہادر نے اُس سے اور اُسکے ملک سے کچھ تعرّض نہ کیا اور بعضے نائرونکو جو کوٹنباتور کی طرف پہاڑون کی گھاٹیون مین چھپ کر مصدر شرارت و فساد ہوے تھے نیست و نابود کر کے سردار خان کو جو فدوی اعتقاد کیش شجاعت اندیش تھا وہان کا صوبہ دار مقرّر کیا اور بہت فوج وہان پر انتظام کے واسطے چھوڑی اور تمام اُس ملک خارستان کو دو برس کے عرصے مین رشک گلزار بنایا پھر مدگال کے سرکشون کی تنبیہ و استیصال کے لیئے اُس طرف متوجّہ ہوا؁

لشکرکشی کرنا ترمک راو نانا مادھوراو پیشوا کے ماموں کا اورچشم زخم پہنچنا لشکرکو نواب بہادر کے اور پھر درستی پانا اُس شکست سے اورمعاودت کرنا ترمک راو نانا کا پونان کی طرف اضطرار و پریشان حالی کے ساتھ

جب سنین ماضیہ مین مادھوراو پیشوا دو مرتبہ ساتھ لشکر جرّار اور خزاین و توپخانے بیشمار کے واسطے انتزاع ممالک محروسہ نواب بہادر کے بالاگھاٹ کے ملک مین آیا اور باوصف کدوکاوش بے غایت کوشش و سعی نے اُسکی کچھ فائدہ نہ بخشا اور اخراجات بے نہایت کے بار کے تلے دب کر ناکام پونان کو پھر گیا لیکن جب تک زندہ رہا رات دن کباب کی طرح ساتھ دیدہ گریان و سینہ بریان کے اپنے غصّہ کی آگ پر لوٹتا رہتا تھا اور آخرکو خفقان کے مرض مین مبتلا ہوکر قعر عدم مین گرا تب نارایننراو اُسکا بھائی اُسکے

مرنے کے بعد یونان کی حکومت کا مسند آرا ہوا وہ بھی اپنے بھائی کے طریق پر چلا مگر خود یونان سے حرکت نہ کر ترمک راؤ کو جو اُسکا خال اور اُسکی دولت کے رخسارے کا خال تھا ساتھ ایک لاکھ وبیس ہزار سوار نیزہ گذار اور ساتھ ہزار پیادے اور ایک سو ضرب توپ قلعہ شکن کے واسطے تسخیر ملک میسور اور تمام دیار بالا گھاٹ کے روانہ کیا ترمک راو بعد طی کرنے منزلون کے جب سر زمین مین بالا گھاٹ کے وارد ہوا امرار راو حاکم گتی اور سب راجاؤن کوجیتال درگ ورتن گیری و مرکسی و نیگٹ گیری و کاستری وغیرہ کے جو قابو و فرصت کے وقت گرگ حیلتگر کے مانند رعایاے بیچارہ کو تکلیف و اذیت دیتے اور جب پنجے مین شیران لشکر نواب بہادر کے گرفتار ہوتے گربہ مسکاین کی طرح خوشامد سے دم لابگی کرتے تھے اپنا رفیق بنایا اور شانور کا حاکم بھی اپنے دستور قدیم کے موافق عہد و پیمان کی کتاب کو طاق نسیان پر رکھ اپنی فوج سمیت ترمک راو کا شریک حال ہوا اور اُن سبھون نے اُسکی لشکر کو رسد بہنچانے کا ذمہ کیا تب ترمک راو اذوقہ و رسد کی طرف سے اطمینان حاصل کرکئی قلعہ سریرنگپتن کو جن مین آلات حرب و اذوقہ چندان نہ تھا مسخر کر اپنی طرف سے عامل واسطے انتظام کے تعین کر دار الامارت سریرنگپتن کو متوجہ ہوا اور اُس شہر کے سواد خجستہ بنیاد کو اپنے قدمون کی شامت سے آشیانہ بوم کا بنایا جس زمین مین اُسکی لشکر گذری سبزی اور زراعت کا نام و نشان وہان نرہا اور جس مرز بوم مین وہ شوم گیا گھاس خشک تک رعایا کے چھپرون کی بھی نہ چھوڑی اور چونکہ نواب بہادر کی فوج دار الامارت سے بہت فاصلہ پر تھی اور نواح مین اُس شہر فیض بہر کے ایسی کوئی فوج جو اُسکے لشکر کو روکے حاضر نہ تھی اِس سبب سے مرھٹون کی فوج نے رعایا کو اذیت

دینی شروع کی اور اُن بیچارون سے جن لوگون نے واسطے حفاظت جان و مال و ناموس کے ہتھیار پکڑے مفت مارے گئے جب یہ خبر وحشت افزا نواب بہادر کو پہنچی تمام لشکر و سامان جنگ کے ساتھ سریرنگپاتن مین داخل ہوکر سب اسباب قلعہ داری کا جمع کر مطمئن ہو چیناپتن کی راہ سے دامن کوہ مکڑی درگ مین اقامت فرمائی اور یہ ارادہ کیا کہ جب فوج مرہٹے کی دارالحکومت کے محاصرہ مین مشغول ہو پشت کی طرف سے لشکر غنیم مین راہ درآمد کی پیدا کرکے اُنپر اچانک ٹوٹ پڑنا چاہیے مرہٹے کے ہرکارون نے جب خبر ورود رایات نواب بہادر کی ترمک راو کو پہنچائی اور جوتد بیر کہ نواب حیدر دل نے خاطر عاطر مین مرتکز کی وہ بھی ترمک راو پر ظاہر ہوگئی تب ترمک راو لشکر و توپخانے سمیت اُس طرف کو عازم ہوا نواب روشن ضمیر متوجہ ہونے سے ترمک راو کے خبردار ہوکر رات کو فوج ہراول پر غنیم کے ایک اچھی دست برد ظہور مین لا اور پہاڑ میلکوٹہ کے اُوپر چڑھکر نشان کو بلند کیا صبح ہوتے ہی ترمک راو نے بھی ساتھ لشکر قاہرہ کے باگ اُٹھائی اور وہان پہنچکر اُس پہاڑ کو محاصرہ کیا نواب بہادر نے چشمک زنی دشمن کی برق توپ و تفنگ کو معاینہ فرما رعد خروشان و سیل دمان کے مانند پہاڑ سے اُتر اولے گولے کے برساکر فوج برگی کو ساتھ کمال بے برگی کے پریشان کیا ہر روز صبح سے شام تک اِسی طرح جنگ کا تنور گرم ہوتا و طرفین سے لوگ کام آتے بیس روز کے عرصے تک نواب بہادر نے کوہ کے مانند پاے ثبات قایم رکھکر اعدا کی خونریزی مین کوئی دقیقہ نامرعی نہ چھوڑا ترمک راو نے جب دیکھا کہ اُسکی سپاہ کے حملہ کرنے سے کچھ کام نہین نکلتا اور سیل خون کا اُسکی فوج کے سپاہیان اجل گرفتہ سے ہر روز روان ہوتا ہی جنگ کو ملتوی رکھ اُس کوہ کو درمیان مین لیکر

تنگ محاصرہ کرنے پر ہمّت کی اور لشکر اسلام کی رسد بند کردی نواب بہادر
نے جب دیکھا کہ رسد کسی طرف سے نہین پہنچ سکتی مراجعت کرنا دارالامارت
کو مصلحت جانکر توپخانہ کو پہاڑ کے پیچھے سے بعد قطع کرنے گھنے جنگل کے
اُتار کر روانہ فرمایا اور خود سوار و پیادون کے ساتھ دامن کوہ سے نکل کر
منزل مقصود کو کوچ فرمایا چونکہ راہ دامن کوہ کی بہت ناہموار اور تمام زمین
سیلاب سے جا بجا کٹکر گڑھے غار پڑ گئے تھے اِس لئے توپخانے کا جانا
سخت مشکل بلکہ متعذّر ہوا ہزار مشقّت سے جب دو تین فرسنگ گیا
رات آخر ہو گئی کچھ لوگ غنیم کی فوج سے جو طلایہ پھر رہے تھے اِس حال سے
واقف ہوئے اور فی الفور ترمک راو کو مطلّع کیا اُسنے اُسی وقت ایک
فوج قوی زور کو واسطے چھین لینے توپخانے کے رخصت کیا اور خود بھی سوار
ہو کر اُس طرف کو دوڑ پڑا اِس عرصے مین نواب بہادر جب متّصل گڑھی کورہ کے
جہان سے دارالامارت تین چار فرسنگ رہ جاتا ہی پہنچا ہرکارون نے عرض کیا کہ ترمک
راو مانند متمرد رکے اپنے تئین آتشخانہ پر ڈالکر غازیونکی آبرو برباد دینے کے درپی ہی
نواب شیر دل اُس خبر سے کچھ خوف نہ کر فوراً پھرا اور فوج مخالف کو جو گرد پیش
اُس توپخانے آتشبار کے دھوئین کی طرح منڈلاتی تھی جلد صرصر سے حملون کے
پریشان و متلاشی کر دیا اور میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کو باتوزک تمام آراستہ
و درست اور توپون کو آگے کر کے شلّک کرتے ہوئے دارالحکومت کی
طرف روانہ ہوا غنیم کی فوجین ہرچند ہر طرف سے ہجوم اور حملہ کرتی تھین پر
صدمون سے تیر و گولون کے منتشر و فراری ہو جاتین جب سواری خاص
نواب بہادر کی موتی تالاب پر پہنچی اور یہہ نظر آیا کہ گروہ مقہورون کی آٹھ ضرب
توپ کو تالاب کے باندھ بر چڑھا کر واسطے بند کرنے راہ لشکر حیدری

کے سعی و کوشش کر رہی ہی تب اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا
فدویان جان نثار نے مردانہ حملہ کیا اور توپین گولے باروت سمیت چھین کر
اپنے تصرف مین لائے نواب ظفر انتساب اِس کامیابی سے خوش ہو کر اُن
بہادرون کو جنھون نے توپون کے چھین لے نے مین سعی کی تھی بہت سی
اشرفیان و جواہر عطا کیا بعد اُسکے کئی ساعت مین جب تمام توپخانہ و سوار و پیادے
اور اہل بنگاہ جمع ہوئے خود بدولت نے خاصہ تناول فرمایا اور سپاہ نے بھی
ناشتا کیا تب ہوا خواہان دولت نے عرض کی کہ چونکہ سپاہ نے کئی دن سے
بہت زحمت و مصیبت اُٹھائی ہی صلاح دولت یہ ہی کہ آج اِسی جگہہ
خیمے قایم کئے جاوین اور علی الصباح حضور میمنت و فرخی کے ساتھ
دار الامارت مین داخل ہون لیکن چونکہ ہر دولت کے واسطے زکات واجب
و ہر راحت کے پیچھے رنج لگا ہوا ہی اِس نظر سے کہ وہان سے دار الامارت قریب
ہی اور باگ اُٹھا کر جلد پہنچ سکتے ہین اور وہان سب سپاہ آرام پا و یگی ہوا
خواہون کی عرض پذیرانہ ہوئی اور جست گھوڑے پر سوار ہو کر دار الامارت کو کوچ
فرمایا سپاہ کو اطاعت سے چارہ نہ تھا پر چونکہ لڑتے لڑتے و چلتے چلتے تھک
گئی تھی کمال بیدلی و سستی سے ہمرکاب ہو کر چلی اِس اثنا مین مرہٹہ کی
فوجون نے جو مور و ملخ سے زیادہ تھی پھر دلیری کر کے کئی توپ بڑی بڑی سامہنے
لا کر لشکر جلادت اثر پر گولہ اندازی شروع کر دی قضا کار ایک گولہ غنیم کی
توپ کا اوپر سرکاری اونٹون کے جن پر بان لدے ہوئے تھے آ گرا اور
بانون مین آگ لگ گئی اور اونٹون کے اُچھلنے کودنے سے وہ نھین ایک
اونٹ کے بانون سے دوسرے اونٹ کے بانون کو آگ لگ گئی اور تمام
بان چھوٹنے لگے ہزارون سوار و پیادے بنگاہ کے اُن بانون سے جل مرے

علاوہ اُسکے ایک بڑی مصیبت اور یہہ ہوئی کہ کئی بان اُڑکر باروت مین جو گاڑیون پر بھری ہوئی تھی جا پڑے اور باروت مین آگ لگ جانے اور اُسکے اُڑنے سے ہول محشر اور ہنگامہ روز حشر کا پیدا ہوا بانون کے اُڑنے سے بہت سے لوگ مارے پڑے اور باروت کے جلنے سے ہزارون سپاہی جل مرے اِس ہنگامے مین غنیم کے سوارون نے فرصت وقت کو مغتنم جانکر ہوا کی مانند دھوؤن مین مل گئے اور ہزارون مردان کار واہل بنگاہ کی خونریزی کی لالا میان داماد جناب شہباز صاحب نے جو شجاعت مین رستم کو زال اپنے عرصے نبرد کا جانتا تھا اِس حالت پر آفت مین حتی المقدور اعدا کے مارنے مین قصور نہ کیا آخر کار شہادت کا شربت پیا اور فوج غنیم نے خیرہ ہو کر میر علی رضا خان و علی زمانخان وغیرہ کئی شخص کو اعیان دولت سے کمند مین اسیری کے کھینچا اور یاسین خان جو فدوی جان نثار اور اُسکا چہرہ و بازو فی الجملہ ساتھہ چہرہ و بازو نواب نامدار کے مشابہ تھا کئی آدمی کو اُن گمراہون سے مجروح و بے روح کرکے داد جوانمردی کی دی اور خود زخم شمشیر کھاکر خون سے گلگونہ شہادت کا منہہ پر لگا کے میدان مین گرا غنیم کے سوار جو نواب بہادر کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے جب اُس پردل کے سر پر جا پہنچے اُسکا نام پوچھا اِس مصلحت اندیش وفا کیش نے حیلہ کی راہ سے کہا کہ نواب حیدر علی خان مین ہی ہون دشمن کے سوارون نے اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھہ طمع کی راہ سے نواب بہادر کے دھوکھے مین اُسے میدان سے اُٹھا کر ترک راو کے حضور مین بھجوا دیا اور خود نواب بہادر کے مال و اسباب پر جو برسون کا جمع کیا ہوا تھا ہاتھہ لوٹ کا دراز کیا جب نواب بہادر نے یہہ حال دیکھا سمجھا کہ جو تیر قضا کی شست سے چھوٹا پھر نہین سکتا اُس آشوب گاہ سے اپنا دور

ہو نا ضرور جانکر وہان سے نکل کوہ چرکولی پر چڑھگیا اِس اثنا مین غازی خان جو سر خیل سرکار کے پنڈارون کا تھا حضور مین آکر عجز و منّت سے واسطے مراجعت فرمانے طرف دارالامارت کے عرض کرنے لگا اگرچہ نواب بہادر کا عزم یون تھا کہ اگر اُسوقت بھی ایک جماعت سپاہ کی اُنگلیون کی مانند باہم جمع ہو جاوے تو ایک گھوسا دشمن کے کلّے پر مارے لیکن چونکہ سپاہ کا کام ہاتھ سے اور ہاتھ اُنکا کام سے جاتا رہا تھا یہہ امر میسّر نہ ہوا تب اُس عزم کو دوسرے وقت پر ملتوی رکھ پہاڑ سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ساتھ چودہ سوار کے جو ہمرکاب تھے باگ اُٹھا متّصل قلعہ سرینگپٹن کے پہنچ کر میر اسماعیل خان قلعہ دار کو اپنے آنے کی خبر کردی اور چونکہ اُس ہنگامہ محشر آشوب مین باروت و بان کے دھوئین اور چپقلش سے فوجون کی جہان تیرہ و تار ہو رہا تھا اور کسی کی صورت پہچانی نہ جاتی تھی اور شاہزادہ عالیشان ٹیپو سلطان نظر سے نواب بہادر کے دور ہو گیا تھا انتظار مین دیدار اُس تابندہ اختر کے نرگس کے مانند آنکھ کھولے راہ دیکھ رہا تھا تنہا قلعہ مین داخل ہونا گوارا نہ فرما کے مشہد مقدّس مین قادرولی کے جونہر کاویری کے کنارے پر واقع ہی آرام فرمایا جب قریب وقت عصر کے شاہزادہ برہبری خرد خداداد غنیم کے لوتیرے سوارون کے لباس مین دو تین سوار کے ساتھ پاشنہ کوب وہان پر جا پہنچا اور پدر بزرگوار کی آنکھ کو اپنے جمال سے روشن کیا نواب نامدار فرزند جگر بند کے ساتھ سوار ہو قلعہ مبارک مین داخل ہوا خزانہ کا دروازہ کھول کر وفور عطا وجود سے کارنامہ حاتم کا نمودار کیا جو شخص سپاہیون سے پیادہ پہنچتا تھا اُسکو ایک مُٹّھی بھر اشرفی اور جو معہ گھوڑے اور ہتھیار کے آتا اُسکو ایک خلعت اور پانچ مُٹّھی اشرفی انعام فرماتا اور اُسکا پایہ بڑھاتا شہر کے اکابر

سب جمع ہو واسطے ادا کرنے شکرانہ سلامتی ذات با برکات کے حاضر ہوے اور مستحقّین ومحتاجین تصدّق سے سر مبارک کے دامن بھر بھر زر لے گئے نواب بہادر نے سب اپنے لشکر کے منصبدارون کو کلمات تسلّی افزا سے تشفّی بخشی اور مضمون ان فارسی شعرونکا اپنی زبان گوہربار سے گوش گذار حاشیہ نشینان بساط فیض مناط کے کیا'

نظم

سعادت مساعد بہ بخت منست فلک چتر و آفاق تخت منست
عنان تابیم موجب غار نیست کہ بی جز رد مد بحر زخّار نیست
ز صرصر اگر شعلہ لرزد چہ باک نماید بدم وادی و شہر خاک
اگر خصم البرز باشد بہ تن بہ من دادہ حق گرز گردن شکن
اگر نیزہ بالا بہ کین آورم مہ از آسمان بر زمین آورم
اگر سوخت باروت و بان و شتر ازان جنس دارم بسے قلعہ پر
چو باشد بعالم خدا مہربان ندارم غم از سوخت باروت و بان
مرا بیخ دولت چو مستحکم است دو شاخ ار بیفتد چہ جای غم است
امیران من نیک خواہ من اند ہوا دار فرّ کلاہ من اند
خزاین بہ من دادہ حق بیشمار بپاشم بفرق یلان وقت کار
چو یکدل شتابیم در روز جنگ شود دشمن ما و دل بیدرنگ
چنان رخنہ بندیم بر بد سگال کہ ترمک چو کرمک شود پایمال
چو شمشیر ما برق ریزان شود بہ یونان چو دونان گریزان شود
چو نبود مرا در خزاین کمی فراہم بہ زر می شود آدمی
فراہم کنم لشکر تازہ زور کہ از جان اعدا بر آرند شور

بیفروزم آتش ز تیغ و سنان　　که ترمک چو کرمک بسوزد دران

ازینم چه غم گر عدو ترمک است　　منم شمع سوزان و او کرمک است

نباشد اگر خیمه ام نیست ننگ　　بود خیمه ام آسمان روز جنگ

وگر فرش نبود ازان ننگ نیست　　بمردان بسیط زمین تنگ نیست

ندارم غم از خانهٔ خوب و زشت　　بود مرد را خانهٔ زین بهشت

به حور بهشتی مرا نیست کار　　عروس ظفر بایدم در کنار

اگر تن نیاراستم نیست غم　　بود زینت مرد تیغ و علم

روان لشکرم را چو جیحون کنم　　ز هر موج او سیلی از خون کنم

پلارک بر افواج اعدا کشم　　سر نیزه را بر ثریّا کشم

نماید اگر دشمنم خیبری　　نمایم به او حملهٔ حیدری

سر و پای دشمن به بند آورم　　بچرخ ار رود در کمند آورم

زنم گر به قوت گران گرز را　　کمر بشکند کوه البرز را

چو جولان کنم اسپ در روز جنگ　　شود کار بر ابلق چرخ تنگ

چو خنگ جهان گرد راهی کنم　　بشمشیر پای صبا پی کنم

فلک هم نتابد شتاب مرا　　هوا کی ببوسد رکاب مرا

ثباتم چو خاک و روانم چو آب　　شتابم چو باد و چو آتش بتاب

یالانم که دشمن کشیده به بند　　بیارم بتائید بخت بلند

ز اموال رفته نه گردم دژم　　زکاتی گر از مال کم شد چه غم

دگر گنج و گوهر بدست آورم　　به زنجیر فیلان مست آورم

گران خواب را بدعدو بشکنم　　سر نیزه در چشم او بشکنم

چو اول مدد کرد اقبال من　　به آخر همایون بود فال من

الا ای سواران شمشیر زن — جوانان شیرافگن و پیل تن
سواری بر اسپان تازی کنید — ز فرق عدو گوی بازی کنید
برآرید شمشیر کین از نیام — که از خصم لازم بود انتقام
به نخچیرگه گرم آرید رو — به فتراک بندید فرق عدو
به بندید بر بارہ برگستوان — بگیرید بر دوش گرز گران
بپوشید خفتان و خود و زرہ — بگیرید پس ناچخ نہ گرہ
به بخشید طعمہ ز تیر و سنان — جگر بند دشمن به زاغ کمان
حرام است آرام در روز جنگ — برآید از خانہا چون خدنگ
سنانہا بروی فغان برکشید — شرر بہر دفع خسان برکشید
به بندید پرچم به زین و درفش — سیاہ و سفید و کبود و بنفش
به فوج عدو تیر باران کنید — ہوا را چو ابر بہاران کنید
به پیلان به بندید کوس و دراے — کہ تا گاو و ماہی به جنبد ز جاے
چو سر برکشد آفتاب برین — من و ترمک و تیغ و میدان کین

لشکر کے سردارون نے جب ایسے کلمے تہوّر افزا نواب رستم خصال ہمایون فال کی زبان سے سنے ایکدل سے ہزار دل ہوگئے انقیاد کا زین پوش دوش پر اُٹھا جانفشانی کے لئے مستعد و آمادہ ہوے اب احوال افواجِ پس ماندہ کا سنا چاہئے جب نواب بہادر موافق التماس غازی خان کے دارالامارت میسور کی طرف متوجہ ہوا توپخانہ و توشکخانہ سرکار کا اور بہت سامال دوسرے نامدارونکا مرہٹون کے ہاتھ لگا اور آگ سے بان و باروت کے ہزارون آدمی کی ہستی کا خرمن جل گیا محمد علی کمیدان نے جکے قامت کے لئے خیّاط قضا

سے نے شجاعت کا جامہ درست سیا تھا جب اپنی امید کی کشتی کو گرداب تباہی
مین دیکھا اور میدان جنگ کو وجود فیض آمود سے نواب بہادر کے خالی پایا
بمقتضاے جوہر ذاتی ساتھ بے ہمتی کے مرھتہ کی قید مین پڑنا گوارا نہ کر اپنی ہمراہیون
اور ملازمان سرکاری سے جو لوگ زندہ رہے تھے ساتھ لیکر دامن ہمت کمر مین
باندھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور عین بھوک پیاس مین باوجود اُٹھانے تین زخم کاری
شمشیر کے بہتون کو لشکر سے غنیم کے جنہون نے اُس پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا
ضرب سے تفنگ کی گولیون کے عدم کو روانہ کیا اور بزور شمشیر آبدار بہادری
کی آبرو نگاہ رکھی ترمک راو اُس شجاع کی دست برد دیکھ دل سے اُسکا
خواہان ہوا اور اُسکی جوانمردی پر آفرین کہکر محمد علی نام اپنے نوکر اور محمد یوسف
اپنے کمیدان کو معہ قول نامہ اُسکی امان و حفظ آبرو کے باب مین اُس غازی
نامدار کو بھیجا وے سب پہاڑ پر جا عہد و پیمان کو اپنی قسم سے موکد و مضبوط کر
اُس قوی دل کو اُسکے ہمراہیون سمیت نیچے اُتار لائے اس عرصے مین جب ظلمت لیل
نے تیرگون پردہ آفاق کے منہ پر کھینچا ترمک راو نے ہتھیار اُسکے ہمراہیون
سے لیکر اسباب کھانے پینے کا موافق حاجت کے محمد علی کمیدان کو بھیج کر
واسطے قبول کرنے نوکری سرکار پیشوا بہادر کی بہت سی ترغیب
و تحریص کی محمد علی نے جو مرد زیرک و دانا تھا انکار صریح مصلحت
وقت نہ جانکر یہہ جواب دیا کہ بالفعل مجھکو رخصت کیجیئے کیونکہ اپنے عیال
و اطفال کو جو سریرنگپٹن مین ہین وہان چھوڑنا عقل مآل آندیش اور
حمیت مردی کی رخصت نہین دیتی ہی بعد مندمل ہو جانے زخمون کے سب
اپنے متعلقون کو وہان سے نکال کر جو شرط خدمت ہی بجالاؤنگا ترمک راو
اُسکی چرب و ابلہ فریب باتون سے راضی ہو گیا اور اُسکو رخصت دی

کمیدان قوی دل نے بعد تمام ہونے شب کے ایک روز اُسی میدان مین
بسر کرکے شام کو سولہ سو بہادر بے ہتھیار ساتھ لے سریرنگپتن کی طرف روانہ
ہوا اتّفاقاً کمیدان شجاعت نشان کا گذر اُن دو ہزار پیادگان تفنگچی پر جو
ہراول کے طور پر لشکر مرہتہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی بندوقون کا
سرہانہ باندھکر خواب غفلت مین سو رہے تھے پڑا محمد علی نے جو جان و دل سے
ہوا خواہ دولت حیدری کا تھا بے تحفہ سفر داخل ہونا قلعہ مین ہمّت سے بعید جان کر بہائے
تو آپ معہ اپنے ہمراہیون کے پتھرون سے اُن اخوان الشیاطین کو زخمی کر
اُنکے سر پر غرور کو بار مغز سے سبک کیا اور تب اُنھون کی بندوقین لیکر ایسی
شلکین متواتر مارین کہ ایک بھی اُن مین سے زندہ نہ بچا بعد قتل عام کے
بہ فراغت تمام ہتھیار و سامان اُن مقتولون کا اپنے سپاہیون پر تقسیم کر اور
اُن سب بے سلاحون کو مسلّح بنا نیچے دیوار قلعہ سریرنگپتن کے جاپہنچا اور
مبارک بادی شلک کی نواب نامدار نے محمد علی کے پہنچنے کی خبر پاکر اُسکو حضور
مین بلایا اور ساتھ خلعت گران بہا کے معہ جواہر اُسے سرفراز کیا اور نئی
بندوقین کارخانہ سے سرکار کے اُسکو عنایت کین تاوہ نئے سرسے جمع
کرنے مین جوانان رزم آزما کے مشغول ہوا اور فوج کے بخشیون کو یہہ حکم
دیا گیا کہ جتنے سوار و پیادے بہم پہنچین نوکر رکھین اور تنخواہ کے روپیے پیشگی
اور ہتھیار سرکار سے عطا کرین بعد اُسکے خود بدولت قلعہ کے گرد سوار ہو کر
کمین گاہ مین توپین دشمن کوب اور جوانان کار دیدہ تعین کیئے اور قلعہ کی اطراف
مین دیوارین جسکی آڑ مین مخالف سے جنگ کرتے ہین مستحکم بنا فرماکر آلات
حرب اُس مین جمع کر مرہٹون کے آنے کا منتظر رہا جب ترمک راو کو محمد علی کمیدان
کے جانے کی خبر سریرنگپتن کو اور قتل ہونے اپنے دو ہزار سپاہی پیادے

کی اُسی لشکر شکن کے ہاتھ سے پہنچی مانند مار سرکوفتہ کے پیچ و تاب کھایا اور چونکہ میر علی رضا خان سے اس لئے کہ اُسنے بہاے نوکری مادھوراو کی قبول کی اور تب فرصت پاکر نواب بہادر کے حضور مین چلا گیا تھا آزردہ اور مکدّر تھا اِس سبب سے میر موصوف کو روبرو طلب کر دفتر شکایت کے کھولے اور الفاظ ناملایم جو لایق شان اُس سردار کے نہ تھے طیش طبیعت و سفلہ مزاجی سے زبان پر لا اُسکو مقیّد کرمعہ تمامی اسیران لشکر نواب بہادر کے جو اُسوقت تک اُسکے اختیار مین تھے پونان کو روانہ کیا اور یاسین خان کو کہ نواب بہادر کے شبہے مین اُسکو ایک علحدہ خیمہ مین رکھا تھا ساتھ لطایف الحیل کے بہت تسلّی دیکر کہا فتح و شکست آسمان کی طرف سے ہی بالفعل کہ زمانہ پیشوا بہادر کے موافق ہی لازمہ خردمندی کا یہ ہی کہ صبر کیجیئے اور سب پردہ نشینان حرم سرا اور شاہزادون کو یہان بلا لیجیئے تا باہم متّفق ہوکر پونان کو چلین وہان پہنچکر جس طرح پر راے صواب نما پیشوا بہادر کی آپ کے باب مین اقتضا فرمائیگی عمل مین آویگا لیکن یاسین خان مرد جہاندیدہ تھا بموجب اِس رباعی کے

رباعی

گر عاشق صادقی زنایاب منال، پیدا گردد
وین عقدہ کہ بستہ است وہمت نجیال، ہم وا گردد
ور آبلہ افتاد بپای طلبت، زنہار مایست
شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال، عنقا گردد

اگرچہ خبر صحّت و عافیت نواب بہادر کی کچھ نہ رکھتا تھا لیکن صرف خدا پر توکّل کر کے اور مرنے کو اپنے واسطے سلامتی ذات مقدّس نواب بہادر کے کہ رزّاق مطلق نے سلسلہ ایک عالم کی روزی کا اُسکے ہاتھ مین سپرد کیا ہی

جیسے پر ترجیح دیکر ساکت رہا اور راصلا لا و نعم زبان پر نہ لایا اگرچہ راہ خبر پہنچنے کی دار الامارت سے ترمک راو کی لشکر کو ایسی مسدود تھی کہ ہوا کو بھی مجال نفوذ کا نہ تھا مگر جیسے نور شمس کا ابر کے پردے مین چھپ نہین سکتا ہی بعد ہفتہ عشرہ کے غنچہ راز کھل گیا اور ترمک راو کو خبر ورود فرمانے نواب بہادر کی قلعہ سریرنگپٹن مین اور فکر کرنی لشکرکشی کی پہنچی کانٹے حسرت کے اُسکے دل مین چوبھے اور اُن کلمون سے جو اُسنے یاسین خان سے کہے تھے سخت نادم ہوا اپنی فوج سمیت وہان سے کوچ کر گرد قلعہ سریرنگپٹن کے اُترکر بنانے مین دمدمہ اور مورچے کے مشغول ہوا اور دونون طرف سے آمد رفت گولون کے سفیرون کی شروع ہوگئی اُس عرصے مین کہ کئی روز جنگ نے امتداد پایا یہہ اتّفاق واقع ہوا کہ شہرہ زرپاشی و قدردانی نواب بہادر کا جو خلق خدا کے کانون مین پہنچا تو کئی سردار لشکر سے ترمک راو کی ملازمت سے نواب بہادر کی ملازمت کو مایاں ہو ترمک راو کی نوکری کو اپنی شجاعت کی کسادبازاری سمجھ لشکر حیدری مین آملے اور اسی طرح ہر طرف سے سوار و پیادے حلقہ عبودیت کا کانون مین ڈالے ہوئے بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ لوائے آسمان سا کے نیچے جمع ہو گئے ایک شب کو نواب بہادر نے محمد علی کمیدان کو فرمایا چونکہ دلیری غنیم کی حد سے گذری رائے صواب نما یہہ اقتضا کرتی ہی کہ فوج عدد سوز کے ساتھ دشمنون کے مقابلے پر گھوڑے اُٹھائیے محمد علی نے منّت کی راہ سے مضمون اِس بیت کو

بیت

نمی زیبد کہ خورشید جہان گیر

بتاراج سہا بر ذرہ نہد تیر

ادا کیا اور کہا کہ فدوی جان نثار یہہ امید رکھتا ہی کہ اُسے رخصت ملے تا ترمک کے

ساتھ اپنے دست و پنجے کا زور آزماوے نواب بہادر نے اُس نہنگ لجۂ شجاعت کو تحسین و آفرین کر کے اجازت دی تب کمیدان شجاعت نشان دو ہزار برقند از ہمراہ لیکر میسور کے دروازے سے نکل عیدگاہ کے متّصل تین ہزار ہمراہی پیادون پر راجہ چیتل درگ کے اور دو ہزار پیادون پر ملازم مرارراو کے جنھون نے ساتھ چار ضرب توپ اور ایک ہزار سوار کے اُس راہ پر ایک سدّ مستحکم بنا کی تھی تاخت کی اور اچانک اُن خفتہ بختون کے سر پر پہنچ فتنۂ عظیم بیدار کیا اور بہتون کو اُس جمّ غفیر سے گرفتار اور اکثرون کو کسوت حیات سے برہنہ کیا اور باقی ماندہ وہان سے بھاگے تب کمیدان شجاع نے ہتھیار اسباب مقتولونکا اسیرون کے سر پر رکھوا مظفّر و منصور حضور مین حاضر ہوا صبح کو غنیم نے پیچ و تاب کھا کوہ کری گنتھ شمالی طرف ندّی کے کنارے دمدمہ وسیع باندھکر خاص مورچہ اُسکا نام رکھا اور بڑی بڑی توپین اُسپر چڑھا گولہ زنی شروع کر دی اور چونکہ وہ دمدمہ بہت بلند تھا اور گولے اُسکے حصار مین پہنچتے تھے قلعہ کے رہنے والون کو بہت ضرر پہنچنے لگا تب محمد علی کمیدان نے جو سرمست شراب شجاعت کا تھا غنیم کی دلیری دیکھنے کی تاب نہ لاکر مکرّر لڑائی کی اجازت مانگی آخر کو حضور سے رخصت پاکر تین ہزار سپاہی بار اور ایک ہزار پیادہ کرناٹکی ہمراہ لے غنیم کے سامھنے سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جا ندّی اتر شیر گرسنہ کی مانند گھنے جنگل مین گھسکر غنیم کے دمدمے کے متّصل آنکلا اور محافظون کو اُس مقام کے یہہ کہا کہ ترک راو نے ہمکو واسطے بدل کرنے سپاہ متعیّنہ مورچہ کے بھیجا ہی وہان کے لوگ جو بہ سبب متواتر پہنچنے گولون کے قلعہ سے اپنے تئین ہر دم کام نہنگ مین مبتلا دیکھتے تھے اپنی تبدیلی کو حیات دوبارہ سمجھ بہت خوش ہوے اور محمد علی کمیدان نے جب تقدیر کو موافق

تدبیر کے پایا بے اندیشہ اُس مورچے مین داخل ہو کر ضرب سے گولیون کے اہل مورچہ کا کام تمام کیا اور اُن تیرہ بختون کو پروانہ کی طرح جلا کر خاکستر کر دیا بعد اِس قتل و غارت کے جب تھوڑے سے آدمی جو بچے تھے فراری ہوے کمیدان دلاور نے بڑی توپون کو زمین مین مدفون اور چھوٹی توپون کو طرف دارالحکومت کے روانہ کیا اِس خبر کلفت اثر کے سُننے سے اگرچہ ترمک راو نے ایک دوسری جماعہ مسلّح کو واسطے کمک کے بھیجا لیکن چونکہ اقبال نے اُنھون سے منہ موڑا تھا سبھون نے پیٹھ دکھائی اور کمیدان شجاعت توامان نے آفتاب عالمتاب کے طلوع ہونے سے پہلے خاص مورچہ و کوچہ سلامت غنیم کے بنائے ہوؤنکو کھدوا ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا اور پست مکانون کو آگ لگا وہان سے معاودت کر آقاے رفیق پرور کی سعادت ملازمت حاصل کی اور ساتھ عطیّہ خلعت فاخرہ و جواہر و اسلحہ گران بہا کے محسود اقران کا ہوا آفرین چھوٹے بڑے کی زبان سے سنی ترمک راو وقوع سے اِس حادثے کے مظفّر ہو کر اپنے ہاتھ کو مورچہ بندی سے کوتاہ کر پنڈارون کو اپنے واسطے تاخت و تاراج کرنے ملک متعلّقہ بالا گھاٹ کے حکم کیا اور آپ اپنی فوج کثیر کے ساتھ میدان مین دامن کوہ چھتر باسی کے اقامت کی اتفّاقاً دو تین روز کے بعد ایک ایسا دن آیا جس مین ہنود اپنے مذہب کے موافق جہان کہین دو ندّی ملتی ہین وہان پر غسل کرنا نہایت حسنات سے جانتے ہین چنانچہ روز معہود کو ترمک راو سوار ہو کر بوربی کو ہچہ گڑی گتھہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اُس طرف سے نواب بہادر نے جاسوسون کی زبانی خبر پا کر معہ سپاہ رزم خواہ قلعہ سے کوچ کر مانامندف کے قریب قیام کیا اور شاہزادہ بسکندر طالع کو معہ سواران جان نثار کے کمین گاہ مین بیٹھایا تاکہ بھاگتے وقت اُن

یاجوج صفتون کی سد راہ ہووے اور محمد علی کمیدان کو معہ غازیخان سردار پنڈارونکے اور دلیر خان کابلی کو ساتھ چار پلٹن صف شکن اور چار ضرب توپ کے ہراول کے طور پر آگے رخصت کیا جب ترمک راو مقام موعود پر پہنچا اپنے خواص ورفقا معیت مچھلی کی مانند آب بازی وشناوری مین مشغول ہوا اور ایک بڑی جمعیّت سپاہ کی پیچھے اسکے بے فکر و اندیشہ آہستہ آہستہ چلی آتی تھی محمد علی نے اُس سے آگے کہ وہ جماعت نزدیک پہنچے اعداشکنی کی یہ تدبیر کی تھی کہ توپون اور تفنگچیون کو ایک نہر خشک کے کمین گاہ مین بٹھا دیا تھا جب دیکھا کہ غنیم کی سپاہ قریب پہنچی غازیخان کو اشارہ کیا تا اُس نے ساتھ دو تین سو سوار کے سنگستان کی پناہ سے نکل فوج غنیم کا مقابلہ کیا فوج مخالف نے اس جماعت کو قابل جان کر اُسکی طرف تاخت کی غازیخان اُن مقہورون کو ساتھ جنگ زرگری کے کمین گاہ کے منہہ پر لا کر آپ کنارے ہو گیا کمیدان شجاعت شعار نے فی الفور کمین گاہ سے نکل سب فوج غنیم کو توپون اور بندوقون کی شلّک مین لیا اور اُن آب کے تشنون کو پانی سے غسل کرنے کے پہلے بطریق ناشتا شکنی مہمانی سے گولہ تفنگ کے آسودہ کر خوابگاہ عدم مین سولایا اِس ہنگامے قیامت اثر مین تین ہاتھیون نے فوج غنیم سے اپنے سوارون سمیت بان کے زخم کھا عدم کو سدھارے اور نشان اور نقّارون کے بھی کئی ہاتھی گولون کی ضربون سے پاش پاش ہوگئے جب اعدا کی جمعیّت مین غازیون کی دست برد سے اس طرح تفرقہ پڑا اُنھون نے ہزیمت کو غنیمت سمجھا شاہزادے جوان بخت نے غازیخان کو ہمراہ لے ان بخت برگشتون کا تعاقب کیا او ز جوہر شمشیر شجاعت کا ظاہر کر کئی ہزار سپاہی کو غنیم کے نہنگ اجل کا طعمہ بنایا اور پانچ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اسیر کر لایا ترمک راو نے اُس حال خُسران مآل کو دیکھکر بھیگی

دھوتی پہنے جس سے ہنوز پانی ٹپکتا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اس میدان
سے بھاگ موتی تالاب کے سواد مین اپنے لشکر پریشان کو پھر جمع کرنے لگا
اور نواب بہادر فتح کا شادیانہ بجاتا قلعہ مبارک مین داخل ہوا دوسرے روز
پھر جنگ قراولی در پیش ہوئی اور اسی طرح ہر روز ایک ایک جماعت
دونون طرف کی سپاہ سے میدان مین آتی اور شمشیر و خنجر کو خون سے آبدار کرتی
تھی آخر کو ترنک راو نے جب دیکھا کہ کوئی کام پیش رفت نہین جاتا ہی مقابلے
اور محاربے سے دل تنگ و دست بردار ہو کر تاخت و تاراج کرنے پر بعضے پرگنون
کے پائین گھاٹ و بالا گھاٹ مین جو نواب کے تصرّف مین تھے ارادہ کیا اس اثنا
مین زبانی ہرکارون کے اُسنے یہہ سنا کہ اسباب رسد کا ایک طرف سے
نائرون کے بدرقہ مین لشکر حیدری کو جاتا ہی اور سوار پیادے بھی اس
نواحی سے جمع ہو کر لشکر مین نواب بہادر کے ملتے ہین یہہ امر زیادہ تر
اُسکی خاطر کا شورش افزا ہوا طوفان بلا کے مانند اس سمت کو تاخت
کی اور اس ناحیہ کو ایسا ویران و خاک سیاہ کیا کہ دانہ بلکہ گھاس بھی باقی
نہ چھوڑی مگر قلعدارون نے نمک کا پاس کرکے بروج و قلعون کی دیوارون
کے مضبوط کرنے مین ایسی ہمّت باندھی کہ ترنک راو نے ہرچند سر پٹکا اور
کاوش کی کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگا بعد گذرنے چند روز کے جب لوٹتے ہوئے
آدمی پائین گھاٹ سے حضور مین پہنچے اور اُنھون نے زیادتیان اور بدعتین
افواج مرہٹہ کی ظاہر کرکے اپنی داد چاہی نواب بہادر نے حال پر اُن ستم
رسیدون کے ترحّم فرما کر ارادہ کیا کہ خود بنفس نفیس واسطے مقابلہ ترنک
راو کے سوار ہو مگر محمد علی کمیدان نے جو فدوی جان نثار تھا یہہ عرض کی کہ ان دنون
مین اس دولت خداداد کے بہت دشمن کمین مین ہین خود بدولت کا دارالحکومت

سے دور جانا قرین صواب نہین ہی مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
شاہزادے جوان بخت کو رخصت فرمائین یہہ خانہ زاد اُسکی رکاب
سعادت مین حاضر رہکر بجا لانے مین شرایط جان نثاری و مراتب حق گزاری
کے قصور نہ کریگا نواب بہادر نے اُسکی عرض کو درجہ اجابت و پذیرائی عطا
کرکے شاہزادے کو آٹھہ ہزار سوار جوشن پوش تندر خروش اور بائیس
ضرب توپ کے ساتھہ اُس طرف کو رخصت فرمایا اور محمد علی کمیدان نے
ساتھہ جمعیت چار ہزار سپاہی بار اور دو ہزار پیادہ کرناٹکی اور چھہ ضرب توپ
کے بعد کوچ فرمانے شاہزادے کے کوچ کرمعبر راے کوٹہ مین سعادت
ملازمت شاہزادۂ بلند اقبال کی حاصل کی اور باہم مشورت کرکے شاہزادے
بلند بخت نے میدان کاویری مین خیام اقبال نصب کروائے اور کمیدان بہادر نے
کشن گری کو اپنا محل اقامت مقرّر کیا اِس اثنا مین زبانی جاسوسون کے یہہ معلوم ہوا
کہ قریب پانچ ہزار سوار لشکر غنیم سے بموجب حکم ترمک راو کے مال مفروقہ
کو جو بالاگھاٹ و پائین گھاٹ مین پایا تھا معہ اور اسباب واموال اور بہت خزانے
کے جو جنگ چرکولی مین لشکریون سے نواب بہادر کے غنیم کے قبضے تصرّف
مین آیا تھا پونان کو لئے جاتے ہین اور ساہوکار لشکر ترمک راو کے بھی نقود و
جواہر سمیت اُس جماعت کے ساتھہ ہین اِس نوید کے سنتے ہی کمیدان شجاعت
دثار نے پانسو جوان بار اور ایک ہزار پیادے کو ساتھہ لے کنکدی کی راہ
سے جہان کا راجہ نواب بہادر کے فدویان راسخ الاعتقاد کے زمرے مین
داخل تھا رات کے وقت صحراؤن کو طی کر معبر بیلی ہلّی سے عبور کرکے
شارع عام پر کرن پاٹ کے ایک پہاڑ کے دامن مین جا اقامت کی اور دریا کے
کنارے اُس معبر پر جہان کا حاکم ظاہر مین تو نوکر محمد علی خان کا اور باطن مین حلقہ بگوش

نواب بہادر کا تھا ایک گروہ بہادران جان نثار کو تعین کیا اور وہ جماعت بے مزاحمت نگاہبانانِ معبر دروازے کی راہ سے جو معبر کی طرف تھا گذر کر کے اُن برجون کے کمین مین جو سابق سے طیّار رکھے جا بیٹھے دوسرے روز جمعیّت غنیم کی ساتھ کئی گلے بیلون قاطرون اور رخیال گھوڑون اور قطار شترون کے بھرے ہوئے مالون کے اُس معبر کو پہنچ سے جہان محمد علی کمیدان کی کمین گاہ تھی گذری کمیدان نے جب معلوم کیا کہ وہ گروہ اپنے پانون سے نہنگ اجل کے کام مین آئی اُسنے باسبانون کو معبر کے یہہ کہلا بھیجا کہ وے معبر پر سدّ راہ ہو راہ کو تنگ کر کے غنیم کے قافلے کو تباہ کرین جب قافلہ مرھٹون کا سب مجتمع ہو کر معبر کی طرف متوجہ ہوا فوج ہراول نے آگے سے اور کمیدان نے پیچھے سے ان سب کو گھیر کر بندوقون کی شلّک سے اُنکے سینہ پرکینہ کو ایسا مشبّک کیا کہ مرغ روح نے قفس تن سے پرواز کی منصدارون نے سپاہ غنیم کے جب راہ عافیت کی دیدۂ مور سے تنگ تر دیکھی اپنے مین تاب سرپنجہ شیران فیل شکار کی نپا کر پہاڑ کے درون مین جا گھسے پر اُن ہزیمت نصیبونکو ہر قدم پر ادبار کی خاک سر پر ڈالی گئی کمیدان شجاعت نشان نے بعد بہت خونریزی کے فراریونکا تعاقب چھوڑ کر سب نقد و جنس و مواشی اور گھوڑے اونٹ اور بہت سے اسیرون کو اپنے قبضے اختیار مین لا کر معبر کی قریب ایک میدان وسیع فرح افزا مین عزم اُترنے کا کیا اِس درمیان مین ایک جماعت سپاہ غنیم سے جو آہستہ آہستہ سب کے پیچھے آتی تھی متّصل پہنچ کر جب تباہی اپنی جمعیّت کی اور تمام مال لٹا دیکھا متحیّر ہو کر حسرت سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگی اور حیرت سے اُنگلی دانتون مین دبانے اور کمیدان کی جمعیّت کو چشم ظاہر بین سے کم دیکھکر یکبارگی باگ اُٹھا کر لڑنے لگی محمد علی کمیدان نے بیخوف و بیم ایک جماعت کو واسطے اسباب مال کی محافظت

گے وہان چھوڑ کر ایک خار بست کی پناہ سے جو وہان تھا نکلکر صرصر سے بندوقون کی شلک کے قریب تین سو جوان کو سوارون سے مانند برگ خزان کے گرادیئے بعد فتح و فیروزی کے کمیدان رستم دل نے سب نقد و جنس لوتی ہوئی کو لدوا کر بڑی دلجمعی سے کشنگری مین پہنچ کر کمر کھولی جب یہ سانحہ ہوش ربا ترمک راو کے کان مین پہنچا خبر عبور کرنے محمد علی غازی کی کرن پاٹ کے معبر سے جو صوبہ آرکات سے متعلق ہی اور مزاحم نہ ہونا وہان کے محافظون کا معلوم کر کے غریق لجہ تفکر کا ہوا اور یہہ سوچا کہ اگر نواب محمد علی خان بھی ساتھ نواب بہادر کے ایکدل و متفق ہو جائیگا تو بہت مشکل ہوگی اور پھر یہہ عقدہ ناخن تدبیر سے کسی طرح نہ کھل سکیگا اِس گمان پر فی الفور وہان سے بطور ایلغار کے پتور کے گھاٹ سے عبور کر قصبہ اوتال گیر کے متصل آ ڈیرا کیا محمد علی کمیدان نے غنیم کے چلے جانے کی خبر پا کر ایک قاصد سریع السیر کے ہاتھ حضور مین شاہزادے سکندر فر کے یہہ حال لکھ بھیجا شاہزادے نے اِس خبر کے دریافت ہوتے ہی سب اسباب زائد و احمال و اثقال سریرنگپتن کو روانہ فرمایا اور خود چار ہزار جرہ سوار سے پاشنہ کوب قضاے مبرم کے مانند لشکر پر غنیم کے تاخت کی یغما گران لشکر غنیم نے دھرم پوری کے اطراف مین شور محشر اُٹھا رکھا تھا اور کئی موضع لوت کر گھاس لکڑی اور اموال منہوبہ گھوڑون پر بار کر رہے تھے شاہزادے نے اعدا کے مغالطہ دینے کو خود بھی ایک موضع کو لوتنا شروع کردیا اور حکمت عملی سے گھاس لکڑی جمع کرنے فرمایا غنیم غافل اونٹ ہاتھی گھوڑون پر اشیاے منہوبہ بار کر چلے شاہزادے غضنفر فر نے سب لکڑی گھاس گھوڑونکی پشت پر سے زمین پر ڈلوا اُن مقہورونکی جمعیت پر پہنچکر گولیونکا مینہہ برسایا تلوارون کی برق سے دریا خون کا بہایا لشکر غنیم کے سوارون نے

اِس حملۂ جان ستان کی تاب نلا سب اجناس مغرورہ کو وہین چھوڑ تباہ و
پریشان اپنی لشکر گاہ کی طرف بھاگے تب شاہزادے نے چار ہزار گھوڑے
اور سیکڑون بیل اور شتر توشک خانہ ترمک راو کے اجناس
نفیسہ سے بھرے ہوئے جو اثناے راہ مین ہاتھ لگے اور بیس ہاتھی لوٹ
کر ماکڑی درگ کے صحرا کی طرف شبرنگ جہان پیما کی باگ پھیری
ترمک راو نے تاسّف سے پشت دست کاٹتے اور کاویری پٹن کے سواد
مین خیمہ کیا اُسی رات کو محمد علی کمیدان نے نزدیک پہنچنے سے لشکر غنیم
کے خبر پا کر اپنی جمعیّت ساتھ لے شبخون مارنے کے ارادے پر تاخت کی
لیکن چونکہ اُن بستر مدہوشی کے سونے والونکی حیات مین چند نفس اور
باقی تھے اُس گھنے جنگل دامن کوہ سے نکلنے مین لشکر اسلام کو اِس قدر دیر
لگی کہ صبح ہو گئی تب اُس رستم دل نے جنگل سے نکلنا اپنا خلاف مصلحت
وقت دیکھکر دامن کوہ گنگن گرہ مین اقامت کی ترمک راو تو حال نزول سے
اِس آفت آسمانی کے واقف نہ تھا اُس روز اُسی مقام مین رہا جب شام
ہوئی اور عرصۂ آفاق کا بخت غنیم کے مانند سیاہ ہوا کمیدان شجاعت توامان
نے اپنی جمعیّت ساتھ جنگل سے نکل کر دشمن کی فوج میمنہ پر حملہ کیا بندوقونکی
شلّکون سے اِس اندھیری رات مین گولیون کے ستارے نمایان ہوئے
اور شور یوم النشور کا عیان کمیدان نے ہزارون آدمی کو مجروح و بیروح کر غنیم
کے توشک خانہ کو تصرّف مین لا لشکر اسلام کے اسیرونکو جو چرکولی کی
لڑائی مین دشمنون کے پنجے مین پھنس گئے تھے قید سے نکالا اور اہل خیمہ
کو لوٹ خیمون اور غنیم کے لشکر کے علمونکو آگ لگا دی پانسی گھوڑے
چھ ہاتھی بڑے بڑے گیارہ شتر خزانے سے بھرے ہوئے قبضے مین لا اور وہانسے

کوچ کر وقت طلوع ہونے آفتاب عالمتاب کے صحیح و سالم دامن کوہستانکی
راہ سے راے کوٹہ مین داخل ہو مجروحونکو تیمارداری اور بہادرونکو کھانے پینے کی
فرصت دیکر دو پہر رات کو وہانسے کوچ کرکے انی گال مین پہنچا ترمک راو اپنے سپاہیونکی
تباہی کے باعث نہ تو پونان مین جا کر منہ دیکھا سکتا تھا اور نہ لڑکر بہادران غازی
سے عہدہ برہو سکتا پر اِس جہت سے کہ سرداری کا نام اجل موعود کی مانند
اُسکا گریبان گیر ہوا تھا پھر اپنی فوج ہراول کو محمد علی کے تعاقب مین روانہ
کی اور خود بھی اپنی لشکر معیت وہان سے روانہ ہوا جب محمد علی کمیدان انی گال
سے کوچ کر کے خانخان ہلّی مین پہنچا تمام فوج غنیم کی نمایان ہوئی اور کمیدان
شجاعت نشان کو نرغے مین ڈال نکلنے کی چارون طرف سے راہ بند کی محمد علی
نے تب بڑی چوکسی و ہوشیاری سے ایک چھوٹے قلعہ مین جو دشمن کے
دل سے بھی زیادہ ویران تھا پناہ لی افواج غنیم نے اُسے تنگ محاصرے مین
مبتلا کیا جب محمد علی کمیدان کے نکلنے کی راہ سب طرف سے بند کی وہ اطمینان
خاطر کے ساتھ تمام دن وہین رہا اور جب رات ہوئی دشمن کو بھلا وا دینے کے
لئے پھٹے پرانے کپڑے اُس قلعہ کے برجون دیوارون کنگرون پر لٹکا لکڑی گھاس
بہت سی جابجا انبار کر اُن مین آگ لگا وہان سے روانہ ہوا اور قلعہ کے پیچھے
گھنے جنگل مین گھس کر لشکر اعدا کی پشت پر جا علم بلند کیا فوج غنیم نے آگ کی
روشنی مین سفید کپڑون کے ہلنے کو دور سے دیکھکر یقین کیا کہ محمد علی ہنوز
حصار کے درمیان ہی اور کل علی الصباح اُسے زندہ پکڑ لینگے چنانچہ اِس خیال
خام مین فراغت سے اپنے کھانے پینے کی فکر مین لگ رہے تھے کہ اچانک محمد علی
کمیدان شیر ژیان کے مانند آپڑا اور اُنھاین بڑے تہلکے و پریشانی مین ڈالا اِسی
اثنا مین پانچ چھہ ہزار سوار فوج مخالف سے جان سے ہاتھ دھو کمیدان شجاعت نشان

کو درمیان مین اپنے گھیر لیا محمد علی نے کئی توپون مین جو لشکر غنیم سے چھاین لی تھاین چھرا بھر کر اُس گروہ شقاوت پژوہ پر ایسا مارا کہ ہزارون آدمی کو خاک و خون مین لٹا دیا ہرچند غنیم کے سپاہیان رزم آزما نے بھی اُس اندھیری رات مین جو روز محشر کا نمونہ تھا جانفشانی اور عرقریزی مین کسی طرح قصور نہ کیا اور محمد علی کے پانچ چھہ سو سپاہی کو ہلاک اور زخمی کیا مگر چونکہ عقدہ بربستہ قضا ناخن تدبیر سے کھل نہین سکتا آخرکار بقیۃ السیف فوج غنیم کے بھاگ نکلے محمد علی کمیدان نے فتح پائی سب مال و اسباب غنیمت لیکر صحیح سالم پٹن مین شرف حضور سے نواب بہادر کے آنکھون کو نورانی اور خلعت زرنگار و لآلی آبدار سے آفرین وتحسین کے اپنے اسباب افتخار کو دو بالا کیا ترمک راو نے فوج ہراول کے شکست پانے سے دلشکستہ ہو وہان سے کوچ کیا اور میلکوٹہ کی طرف جاکر اقامت کی جب خبر کوچ کی ترمک راو کے حضور مین پہنچی باقتضای راے صواب نما اسّے زیادہ خرابی ملک اور تباہی رعایا کی جو ودیعت الٰہی اور رفاہیت اُنکی موجب زیادتی خزانے کی ہی گوارانہ فرماکر ایک وکیل کاردان کو ترمک راو کے پاس روانہ کیا تا وہ ایک مفرّح تلخ و شیرین باتون سے ترکیب دیکر اُسکو چکھاوے اور اُسکے دماغ کا تنقیہ مواد سوداوی سے عمل مین لاوے اور مالیخولیا سے تسلّط ملک بالا گھات کے بوسیلہ نوشدارو سے پند و نصیحت اصلاح پر لاوے سفیر دانا نے ترمک راو کے پاس پہنچکر ہرچند چاہا کہ طبیب مشفق کے مانند اول رفق ومدارا کا منضج کام مین لاوے اور تب تنقیہ کامل مغز قلوس و شربت دینار سے مواد فاسد کو اخراج کرے ولیکن چون اس مریض کے خون نے بسبب ہیجان مواد سوداوی کے احتراق پایا تھا اور بسبب زیادہ کھانے غذاے ردیّ الکیموس مال رعایاے بیچارہ کے علّت جوع البقر کی اُسے

مین پیدا ہو گئی تھی یہہ معالجہ موثّر و مفید نہوا چنانچہ اُسنے جہاں مرکبّ سے وکیل سے آنیکو جس مین اُسکا اصلاح حال تھا نواب بہادر کی عاجزی و درماندگی پر حمل کر کے نخوت و استکبار کے کلمے جیسے کوئی ہذیان او رحالت بحران مین بکتا ہی زبان پر لا کر وکیل کو حکم حاضر باشی کا دیا اور بعد تھوڑے ہی دنون کے بعزیمت تاخت و تاراج ملک بدنور جو ہر طرح کی ناز و نعمت سے معمور تھا اُس طرف کو پیش خیمہ نکلوایا وکیل کار شناس جب اُسکی عزیمت پر آگاہ ہوا صورت واقعہ کو حضور مین عرض کی نواب بہادر نے اِس خبر کو سنکر اپنے امیرون کے ساتھ مشورت کی اور آخرکار یہہ مہم بھی محمد علی کمیدان کو مفوّض ہوئی اِس بہادر میدان جنگ نے ساتھ رضا و رغبت کے اِس کارزار پر مستعد و آمادہ ہوا تب نواب فیروز طالع نے کمیدان موصوف کو معہ چھہ ہزار بندوقچی علم انداز اور بارہ ہزار سوار اصطبل خاصہ کے چنے ہوئے اور بیس ضرب توپ دشمن کوب واسطے ڈھانے قصر شوکت غنیم کے رخصت فرمایا کمیدان کاروان پر یا پلٹن کی راہ سے کوڑک کے معبر پر پہنچا کوڑگ کے راجہ نے جو اُن دنون مرہٹون کے تسلّط کے باعث طوق اطاعت نواب بہادر کا اپنی گردن سے نکال غنیم کے ہواخواہون کے زمرے مین منسلک ہو گیا تھا اِس معبر پر ساتھ تیر و تفنگ کے اِنسداد طریق مین کوشش کی اور مانع ہوا محمد علی نے جو عقل کامل اور شجاعت مجسّم تھا کلیّات کو چھوڑ کر جزئیّات کی طرف متوجہ ہونا خلاف عقل صواب اندیش سمجھکر انتقام لینا اِس راجہ سے دوسرے وقت پر موقوف رکھ منزل مقصود کو روانہ ہوا بہ سبب زیادتی احمال و اثقال اور تنگی راہ اور انبوہی درختان صحرائی سے گذار توپخانے کا وہان سے مشکل و متعذّر دیکھ کر فقط چار پلٹن سپاہی اور بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے باقی فوج معہ توپخانہ اسد خان کمیدان و جہان خان

رسالدار کے ساتھ حضور حیدری مین روانہ کیا اور خود اپنی جمعیّت کے ساتھ مقابل فوج غنیم کے پہنچکر پیچھے ایک پہاڑی کے ایک زمین بلند پر لواے اقامت بلند کیا ترمک راو نے جب روانہ ہونے سے توپخانے و بنگاہ محمد علی کمیدان کی خبر طرف سریرنگپٹن کے پائی ایک ٹولی کو اپنے لشکر سے واسطے چھین لانے توپخانے کے روانہ کیا علی الصّباح کمیدان شجاع کے دیدبانون نے جو پہاڑ پر سے ہر طرف نظر کر رہے تھے اُسے خبر دی کہ ایک جماعت سوارون کی لشکر غنیم مین سے جس طرف کو توپخانہ گیا ہی جاتی ہی کمیدان باشعور نے فی الفور اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ بندوقین بھر کر ہوا مین سر کرین تا فوج غنیم کی ہمارے یہان رہنے سے خبردار ہو کر اِس طرف متوجّہ ہو چونکہ تقدیر موافق تدبیر کے تھی بندوقون کی آواز سنتے ہی غنیم کے سوارون نے آتش خانہ کی جانب سے دل سرد ہو کر بندوقون کی آواز کی طرف باگ پھیری اور محمد علی کمیدان اُنکے آنے سے پہلے ہی ایک فکر معقول کرچار ہزار سپاہیون کو ایک ایسی نشیب زمین مین کہ چشم بد غنیم سے محفوظ و مصئون تھی کمین مین بٹھا کر خود اپنے سوارون کے ساتھ آہستہ آہستہ صحرا کی طرف چلا اِس اثنا مین ترمک راو آپ میدان مین پہنچا چونکہ محمد علی کے مارے جانے کو اپنی فتح کا باعث جانتا تھا ساتھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے محمد علی کمیدان کا سر تن سے جدا کرین یا اگر ہاتھ لگے تو زندہ پکڑ لاوین فوج مخالف جان سے ہاتھ دھو کشش قضا سے عنان گسستہ اُس کمینگاہ پر پہنچی صیّادان خونریز نے جب اُنھاین دامگاہ مین پہنچا پایا کمال چابکی سے ایسی باڑھ ماری کہ گنبذ فلک دھوئیں سے بھرا اور ملک الموت کا دم جانون کے اژدحام سے بند ہو گیا ؎

نظم

ہوا موتکا وان پہ بازار گرم ۔ دلونمین نہ رحم اور آنکھونمین شرم
برستی تھین یون گولیان اُسگھڑی ۔ کہ بھادون کی جسطرح برسے جھڑی
چلا خونسے یہ ایک دریا شتاب ۔ پڑے بہتے سر جسمین تھے جون حباب
ہوا تیر سینے سے اِس طرح پار ۔ کہ عاشقکے دل سے ہو مژگان یار
زرہ خونمین ڈوبے تھے یون سر بسر ۔ کہ جون موج سرخاب آوے نظر
بسوپیتس پرّان تھے تیر اسطرح ۔ کلنگین ہوا مین اُڑین جسطرح
چلے بان اور تیر پھر اُسکے بعد ۔ گرجنے لگی توپ مانند رعد
گرے چھرّونسے یون ہزارون جوان ۔ کہ ہون برگ ریزان بباد خزان

جس دم کہ سپاہیون نے اعدا کے سر پر ہنگامہ قیامت برپا کیا محمد علی کمیدان دو ہزار سوار سے جلوریز صحرا کے کنارے سے وہان پہنچا غنیم کے لشکریون نے جب اپنے تئین نہنگ موت کے منہ مین دیکھا جان بچانے کو غنیمت سمجھکر بھاگ نکلے تب ترک راو نے توپخانہ آگے لیکر میدان مین پہنچا اور کمال افروختہ ہو کر توپون کی شلّک کو حکم دیا گولندازون نے بڑی بڑی توپین لشکر اسلام کے مقابل لادفعتہً گولون کے اولے برسائے صدمہ عظیم لشکر ظفر پیکر کو پہنچا دیڑھ سو بہادر گولون کی ضرب سے شہید ہوئے محمد علی چونکہ توپین اپنے ساتھ نہ رکھتا تھا اپنے سپاہیون کو یہہ حکم دیا کہ مقتولونکی لاشون سے ایک دیوار کی صورت چن اُسکی پناہ میں بندوقون کی باڑھین مارتے رہین اور خود با کمال خشوع وخضوع درگاہ الٰہی سے دریوزہ حمایت کا کیا عنایت ایزدی اُسکے ایسی شامل حال ہوئی کہ پھر کسیطرح کا ضرر غازیون کو نہ پہنچا اگرچہ گولندازون نے گولے مارنے مین کچھ قصور نہ کیا الغرض شام تک یہہ حال رہا اور مرہٹونکی سپاہ سے باوجود

کثرت و انبوہ سے کچھ بن نہ آیا اور بتائید ایزدی محمد علی کے سپاہیونکی بندوقونکی باڑھ سے ہر بار سیکڑون اعدا عدم کو سدھارتے تھے جب شام ہوئی ترمک راو نے وہان سے معہ توپخانہ مراجعت کر اپنی لشکرگاہ کو جو وہان سے تین کوس پر تھی گیا بعد اُسکے محمد علی نے اِس سبب کہ تمام دن بھوکھا رہا بروی مردانگی کی نگاہ رکھی تھی اپنا رہنا اُس مقام پر صلاح وقت نہ دیکھکر مجروح سپاہیون کو جو وہان سے چل نسکے اُسی میدان مین چھوڑا اور اُنکی تسلّی کے لئے یہہ ظاہر کیا کہ ہم استارہ کی آبادی مین راتی رات پہنچ کر تمہاری سواری کے لئے ڈولیان بھیجتے ہین تب سب پیادے اور سوارون کو ساتھ لے بسرعت تمام میسور کو گیا اگرچہ ایک ٹولی غنیم کے طلایہ کی گرد پھر رہی تھی اندھیری رات مین اُس سے مزاحم نہو سکی اور محمد علی بے مزاحمت اعدا کے قلعہ میسور مین داخل ہوا صبح ہوتی ہی ترمک راو میدان جنگ مین آیا جب کسی کو افواج اسلام سے وہان نہ پایا زبانی مجروحون کے خبر کوچ کی طرف استارہ کے سن اُس طرف دوڑ ماری اُسی روز اقبال کی مدد سے یہ طرفہ ماجرا وقوع مین آیا کہ سلطان فیروز بخت نے صحراے ماکڑی سے چھہ ہزار سوار خنجر گذار اور تین ہزار پیادے خونخوار کے ساتھ غنیم کی رسد کے قافلے پر جو سات ہزار سوار دس ہزار پیادے کی جمعیّت سے معہ اٹھتیس ہاتھی اور کئی شترخزانے اور اسباب سے بھرے ہوے اور سیکڑون بیل گولے باروت کے راے پٹن کی ندّی کے قریب پہنچ کر اُترا ہوا تھا اور بہت سوداگر مال دار بھی معہ اجناس گران بہا اُس بدرقہ کو اپنا حامی و مددگار سمجھکر اُسکے ساتھ ہو لئے تھے شب خون مارا اور ضرب شمشیر آبدار و خنجر جوشن گذار سے بہتون کو اُس گروہ سے جو بیہوش سوتے تھے کھیرے اور ککڑی کی مانند کاٹ ڈالا ایک متنفّس

بھی فوج اعدا مین سے زندہ باقی نہ رہا آخرکار شاہزادہ والا مرتبت نے بعد قتل عام کے سب نقد و جنس غنیمت سرینگپتن کو روانہ فرمایا اور خود نگر کی طرف متوجہ ہوا جب یہہ خبر ترمک راو کو پہنچی تب نہایت متحیر ہوا کہ کیا کرے ہنوز یہہ زخم اُسکا ملتئم نہوا تھا کہ فلک نے نمک تازہ اُسکے زخم پر چھڑکا کہ پونان سے یہہ خبر اُسوقت اُسکو پہنچی کہ نراین راو پیشوا اُسکا بھانجا جو جماعہ مرہٹہ مین بڑا سردار تھا اپنے چچا رگہناتھ راو کے ظلم سے مارا گیا اور رگہناتھ عرف راگھو نے اپنے کام کی درستی کے لئیے نراین راو کے قدیم امیرونکو شکنجے مین عذاب کے کھینچ رکھا ہی یہہ خبر سنتے ہی ترمک راو کا رنگ اُڑ گیا اور دہشت وحیرت اُسپر مستولی ہوئی بناچار مجبور ہوکر بوسیلہ وکیلانِ نواب بہادر جنھین اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا صلح کا طالب ہوا اور حرف مطالبہ زرخسارت جو اس سفر سراسر خطر مین اُسنے اُٹھایا تھا زبان پر لایا بعد ایک ہفتے کے حضور سے نواب کے اِس مضمون پر جواب پہنچا کہ جو کچھ مال تھا چرکولی کی لرائی مین تمہارا سے گھر اِس سے آگے داخل ہو چکا اور تمہاری تعدّی سے تمام ملک پایمال ہوگیا ہی بالفعل صلاح یہی ہی کہ تم پہلے مال لئے ہونے پر قانع ہو اور اِنتقاع صلح حال کا زمانے استقبال پر منحصر رکھکر خیر و عافیت سے پونان کی طرف پھر جاؤ آخرکار بعد بہت سی رد و قدح کے دو لاکھ روپئے پر معاملہ رفع پایا ؏

قرار پانا صلح کا درمیان نواب نظام علیخان ناظم حیدر آباد اور صاحبان عالیشان انگریز کے اور وقوع مین آنا متواتر جنگونکا درمیان نواب حیدر علي خان بہادر اور صاحبان عالیشان کے اور آخرکار رفع ہونا نزاع کا

جب نواب نظام علی خان نے ساتھ صاحبان عالیشان کے عہد آشتی و صلح کو درمیان مین لاملک سیکاکول اور راج بندری جکا مداخل تیس لاکھ روپیا تھا اُنکے حوالے کیا دو مہینے تک جنگ وجدال موقوف رہی بعدازان جنریل اسمتھ بہادر نے موافق فرمانے ناظم حیدرآباد کے عزم تسخیر ملک بالا گھات کا مصمّم فرما فوجین جمع کین اور نواب محمد علی خان کو بھی ساتھ لیکر انبور گڑھ سے آگے کوچ کیا نواب بہادر نے اپنی سپاہ کو توپخانہ انگریزی سے ضایع کرنا مصالح کشورگیری سے دور سمجھکر قابو اور فرصت کا مترصّد رہا اور سب احمال و اثقال اور اہل بنگاہ کو انیگال و ماکڑی کو روانہ فرما سواران خون خوار اور سپاہیان بار اور کرناتکی پیادون کو اپنے ساتھ رکھا جوقت قابو پاتا بھیر و بنگاہ کو انگریز کے تاراج وغارت کرتا تھا اِس اثنا مین ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ نتھرنگر کی طرف سے بری رسد مع مواشی ساتھ بدرقے دو ہزار سپاہی اور ایک پلٹن انگریزی اور چار سو سوار اور دو ضرب توپ کے انگریز بہادر کی لشکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے فی الفور سوارون کے رسالونکو ساتھ لے اُسطرف کو تاخت کی اور یکایک شیر ژیان کے مانند جنگل و پہاڑ کی پناہ سے نکل کر بدرقے کی جمعیت کو پریشان اور سب اسباب رسد اور مواشی کو قبضے مین لاکر سالم و غانم مراجعت کی سردار انگریز بہادر نے ترپاتور کی نواح مین مقام کرکے

فوج جدید اور آذوقہ لشکر کا مدراس سے طلب فرمایا بعد چند روز نواب بہادر
کی حضور مین یہہ خبر پہنچی کہ فوج انگریزی نے بمبئی سے ایلغار کر کو ڑیال بندر کو
لے لیا اور قریب ہی کہ نواح نگر بھی اُنکے قبضے تصرّف مین آوے اُنہین دنون
عامل کوئنبا تور و کالیکوٹ کی عرضی سے یہہ معلوم ہوا کہ تین پلٹن انگریزی سپاہ
کی اور چار ہزار مرد جنگی رام راجہ حاکم ملیبار کے اُس نواح کے محالات کی
تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر سے کسی طرح کا اندیشہ
خاطر مین راہ نہ دیا اور ایزد بیہمال کے فضل پر تکیہ کر شاہزادہ ٹیپو سلطان کو معہ
جمعیت دو ہزار اسوار خون خوار و چار ہزار سپاہی و ایک ہزار پیادے کرناٹکی
نگر کی طرف رخصت فرمایا اور ہیبت جنگ بخشی کو چار ہزار سوار سے واسطے
مقابلے راجہ اور حفاظت ملک کے کوئنبا تور و کالیکوٹ کی طرف روانہ کیا جب
شاہزادہ جوان بخت کو ڑیال بندر مین پہنچا معلوم ہوا کہ جنریل لشکر انگریزی
کا قلعہ کو مستحکم اور آذوقہ و اسباب جنگ ذخیرہ کر کے جنگ کرنیکو مستعد
ہی شاہزادہ پردل نے اِس قدر جماعت سے جو ہمراہ تھی محاصرہ و فتح کرنا قلعہ
کا متعذّر دیکھکر ایک قطعہ عرضداشت مین مفصّل حال اُسکا حضور انور مین ابلاغ
کیا نواب بہادر نے اِنتظام کو اُس نواحی کے تمام مقصدون پر ترجیح دیکر چار
ہزار تفنگچی قادر انداز و دو ہزار سوار منتخب اور چودہ ضرب توپ ساتھ
لے اور باقی لشکر میر علی رضا خان و محمد علی کمید ان کے ذمّے میں چھوڑ برق
و باد سے بھی جلد تر ایک ہفتے مین مسافت بعید کو طی فرما قلعہ نگر مین داخل ہوا
اور دو ہفتے کے عرصے مین آٹھ ہزار بندوق چوبین آبنوسی طیّار کروا آٹھ ہزار آدمی
فراہم کر کے اُنھین وہ بندوقین دین اور رنگ برنگ کے علم نمود و شکوہ کے
لئے اُن کے ساتھ دے کو ڑیال بندر کی طرف نہضت فرمایا منزل مقصود مین

پہنچتے ہی انگریزی دمدمون کے مقابل جو قلعہ کے گرد باندھا تھا نزول کیا اور شاہزادے نے موافق حکم حیدری ایک دمدمے پر حملہ رستمانہ کر وہا نکے محافظون کو بعد کشش و کوشش کے مقہور کیا سرداران انگریز بہادر نے سپاہ آبنوسی بند و قونکی دور سے دیکھ بھاری فوج سمجھکر لڑنیکو حزم سے دور جانا اور اپنے سب باہر کے لوگون کو جمع کر قلعہ کی طرف چلا اُس وقت دو سپاہی لشکر انگریزی سے بھاگ کر حضور مین شاہزادے کے پہنچے اور وہان کا سارا حال عرض کر دیا شاہزادہ قبل داخل ہونے فوج انگریزی کے قلعے مین ایک رسالہ سوارون کا ساتھ لیکر باگ اُٹھا قلعے مین داخل ہو گیا قلعہ کے محافظون کو تہ تیغ کیا نواب بہادر بھی اِس خبر کو سنتے ہی جلد شاہزادے کی مدد کو پہنچ تیرو بان و گولہ کا مینہ برسانا شروع کر دیا بہت سے اعدا اُٹھ کانے لگے جو باقی بچے سو قلعہ مین پہنچنے سے مایوس ہو کر ساحل دریا کی طرف سدھارے اگرچہ اِس گروہ مین سے بہت لوگون کی حیات کی کشتی فنا کے بھنور مین ڈوب گئی مگر سردار انگریز بہادر نے چابکی و چستی کی راہ سے جہاز پر جو وہان موجود تھا سوار ہو اِقامت کا لنگر اُس ملک سے اُٹھا بندر بنبئی کی طرف پال اُڑائی تب نواب ہمایون بخت نے بھاری تھانہ قلعہ مین بٹھا کر بعد ڈیڑھ مہینے کے معہ شاہزادہ سواد بنگلور مین علم اقبال بلند فرمایا اور اِس عرصے مین جنریل و کرنیل بہادر نے یاوری اقبال سے قلعہ وانم باڑی و ترپاتور و گنگن گڑھ وچکدیو کو بڑی جوان مردی سے مفتوح کر بعد چند روز کے قلعے دھرم پوری کو محاصرہ کیا پایندہ خان رسالدار نے جو تھانہ دار اُس مقام کا تھا داد جوان مردی کی دی آخر کو شربت شہادت پیا صاحبان عالیشان نے اُس قلعے کو بھی مسخر کر عبدالرشید خان کو جو نواب محمد علی خان کا دیوان تھا واسطے اِنتظام بارامحال کے متعین فرما کر قلعہ ہوڑ و باسنی

ومور ڈاکرو کولار و ھسکوٹہ کو بھی فتح کرلیا اور نواب محمد علی خان خود کولار مین اقامت کر مرار راو حاکم گتی کو اپنی اعانت کے لئیے طلب کیا جب وہ آیا تب اُس نواح کے نظم و نسق مین مشغول ہوا اِس عرصے مین نواب بہادر بنگلور سے کوچ فرما اُس لشکر سے جو سر کردگی مین میر علی رضا خان وغیرہ سرداروں کے چھوڑ گیا تھا جا ملا اور جنرل بہادر نے معہ مرار راو کے جو فوج جدید اپنے ساتھ لایا تھا نرسی پور کے سواد مین علم شوکت بلند کیا نواب بہادر نے قابو پاکر ایک شب کو مرار راو کے لشکر پر شبخون مار بہت سے لوگوں کو اُسکے مجروح و بیروح کیا مرار راو نے زخم شدید کھا سعالجے کے حیلے کو اپنی نجات کا وسیلہ سمجھ عار فرار کو گوارا کیا تب تو فوج حیدری نے اُس خوان یغما پر فراغ خاطر سے تصرّف کا ہاتھ بڑھایا اُس ھنگامۂ محشر آشوب مین تھوڑے آدمی لشکر انگریز بہادر سے اور بہت سوار نواب محمد علی خان کے مارے پڑے بعد اِس زد و کشت کے جب نواب بہادر ھسکوٹہ کی طرف متوجّہ ہوا صاحبان انگریز بہادر باڑھ مارتے ہوئے اُس طرف کو چلے اور بڑے استقلال سے مسافت طی کرکے ھسکوٹہ کی پورب طرف میدان مین لواے شوکت بلند کیا محمد علی خان بہ سبب مار دھاڑ اور دوڑ دھوپ لشکر قیامت اثر حیدری کے اور صحرا نوردی کے مصائب و متاعب اُٹھانے سے عاجز ہوا اپنے تئین بیمار بنا ساتگڈھ مین چلا گیا اور اپنے دیوان کو بھی نہنگ اجل کے منھ سے بچانا صلاح دیکھ بار احمال سے اپنے پاس بلا لیا اِس بیچ مین محافظان اطراف ترچناپلی کے عریضے سے نواب بہادر کو یہہ معلوم ہوا کہ فوج انگریزی نے ڈنڈیگل و کوئنبا تور و بالاگھات داھروڑ و دھاراپور کو مستخر کرلیا اور اب یہہ قصد رکھتی ہے کہ بعد پہنچنے سامان رسد اور توپون

کے جو اُس طرف ترنا ملی و مدھرا و ترچناپلی کے پہنچکر قلعہ مین کرّو ر کے جمع ہوا
ہی کپحال ھتّی کے معبر سے اُتر کر میسور و سرینگپٹن کے نواح کو تاراج کرے
اگرچہ سواران غارت گر جو حضور سے متعیّن ہین جان بازی مین قصور نہین
کرتے پر بدون توپخانے کے انگریزی فوج کا مقابلہ نہین کرسکتے بمجرّد دریافت
ہونے مضمون عریضے کے نواب بہادر نے تمام لشکر شاہزادے شیرشکار کے
ہمراہی مین چھوڑ خود ساتھ چھہ ہزار سپاہی و چار ہزار سوار پندرہ ضرب توپ
قلعہ کوب کے تاخت فرما دھرم پوری مین اقامت کی اور شب کے وقت یورش
کر قلعہ کو فتح اور قلعے دار کو اسیر کیا پھر وہان سے روانہ ہو کرنا ک منگاں کی راہ
سے کوچ بکوچ سواد کرّور مین پہنچ ایک چھوٹے قلعہ کو جسکی سپاہ انگریزی
محافظ تھی محاصرہ کیا اور جست دمدمہ باندھ توپین چڑھا گولون سے قلعے کی دیوار کو
گرا دیا قلعے کے لوگون نے اگرچہ دوپہر تک ثابت قدم رہ نمک حلالی مین
قصور نہ کیا پر قلعے کی دیوار ٹوٹ جانے سے اُن کے پانون ثبات کے ہل گئے
اور قلعے سے بھاگ نکلے بعد اسکے ازروے اخبار نواب کو یہہ معلوم ہوا کہ
چار ہزار بیل خالی چار پانچ سو سپاہی کی حمایت مین بموجب حکم کپطان کے رسد
لانے جاتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر کے سنتے ہی ایک ہزار تفنگچی
کو معہٗ دو ضرب توپ سر راہ پر متعیّن کیا اور وے فی الفور جا کر وہان کمین گاہ
مین بیٹھے جب اہل بدرقہ غافل اُس مقام پر پہنچے دلاورون نے بندوقون کی
شلّک اور توپون کے چھرّے سے بہتون کو صحراے عدم مین بھیجا اور
بیلون کو حضور مین لا اپنی حسن خدمتی ظاہر کی نواب بہادر نے بیلون کو
توپخانون پر تقسیم فرما تین روز کے بعد وہان سے ہرّو رکی طرف کوچ کیا کپطان
انگریزی نے جو رسد آورون کی تباہی سے خبر نہ رکھتا تھا چھہ سو سپاہی دو سو

جوان ولایتی معہ چار ضرب توپ رسد کی حراست کے لئے کروڑ کو روانہ کیا ہنوز اُنھون نے
چار فرسنگ راہ طی نہ کی تھی کہ نواب بہادر کو یہہ خبر پہنچی تب فوراً توپخانے کو
ایک زمین نشیب مین پوشیدہ رکھ سوارون کو حکم دیا کہ جب فوج انگریز کی
اُس مقام پر پہنچے تم جنگ زرگری کرتے ہوے اُنکو توپخانے کے منہہ پر لیجاؤ
سردار انگریزی جو ورود سے نواب بہادر کے مطلع نہ تھا جب وہان غافل
دھڑک چلا جاتا تھا سوارون نے حسب حکم نواب بہادر کے کئی بان چھوڑے
فوج انگریزی کے سپاہیون نے ان سوارون سے کچھ اندیشہ نہ کیا اور مقابل
ہو گئے پر اُنھون نے اُس جماعت کو جُل دیکر توپخانے کے منہہ پر لے گئے
گولندازون نے توپین مارنی شروع کین تفرقہ عظیم اُس گروہ مین پڑا تب
نواب بہادر نے کرناٹکی پیادون کو تو بعد چھین لینے ہتھیار اور لباس کے جان
سے امان دی مگر دو سو سپاہی ولایتی کو قتل کا حکم دیا اِس جنگ مین دو لڑکے
نو دس برس کے زندہ پکڑے گئے تب نواب ممدوح نے وہان سے کوچ
فرما قلعہ کروڑ کے نواح مین خیمہ کیا نواب حیدر علی خان نے جو حیل اور فنون مین
دشمن شکنی کے یکتاے عصر تھا یہہ تدبیر کی کہ دونون لڑکونکو جو اسیری مین
آئے تھے بڑی خوشی وخرمی کے ساتھہ چند اشرفیان دے اُنھین بند سے آزاد کیا اور
ساری گذری باتون پرتباہی رسد لانے والون کی اور پریشانی نواب محمد
علی خان کی اور مفتوح ہونے کی قلعون کے اُنکو مطلع کر یہہ ارشاد فرمایا کہ تم
کپطان سے جاکر کہو کہ اگر اُنکو اپنی زندگی منظور ہے تو ہماری خدمت مین
پہنچین نہین توکل اِس قلعے کے لوگ بھی رسد لانے والون سے جاملینگے اور بعد
لڑنے کے اگر صلح وامان طلب کرینگے ہرگز نہ ملے گی اِس تعلیم کے بعد
وے دونون لڑکے سمجھ دے اُس قلعے مین گئے اور کپطان سے حقیقت

مارے جانے سپاہیان ولایتی کی جو اُنھون نے دیکھی تھی اور اُن تمام باتون کو جو سنی تھین من وعن ظاہر کی کپطان نے جب دیکھا کہ رسد کسیطرح نہین پہنچ سکتی اور سپاہی کام کے بہت کام آئے اور نواب حیدر علی خان بہادر بہ شرط ملاقات امان کا وعدہ فرماتا ہی اِس تصوّر پر ایک شخص کو اپنی جگہہ قایم کر بے تکلّف پالکی پر سوار ہو دو سوار وچند نفر سپاہی ہمراہ لے حضور مین نواب کے حاضر ہوا نواب بہادر نے اُسکی بہت سی خاطرداری فرما علحدہ خیمہ رہنے کو دیا بعد ایک لمحہ کے حضور کے متصدّیون نے کپطان سے کہا کہ اب آپ سے کچھ عداوت نہ رہی اور اگر آپ نواب بہادر کے استرضا کی راہ چلئے تو کسی طرح مضرّت آپ کو نہ پہنچیگی اِسواسطے یہہ بہتر ہی کہ ایک خط اِس قلعے کے سردار کے نام پر لکھہ بھیجئے کہ قلعہ معہ اسباب تسلیم کرے کپطان نے ہرچند چکنی چپڑی باتین بنائین اور کہا کہ مین خود قلعہ مین جا اسباب کا تعلیقہ کر معہ قلعہ نواب کے گماشتون کو سونپ دونگا کچھ مفید نہوئی آخر کپطان اپنی حرکت طفلانہ سے بہت نادم ہوا اور جب کچھ چارا نہ دیکھا ناچار اپنی جان کی حفاظت مصلحت جانکر ایک رقعہ اُسی مضمون کا بنام سردار محافظ قلعے کے لکھہ دیا اور نواب کا مگار نے اُس خط کو اپنے ایک معتمد کو دیکر پانچ ہزار سپاہی کے ساتھہ قلعہ کو بھیجا جب کپطان کا رقعہ سردار محافظ قلعہ کو پہنچا اُسنے فوراً قلعہ معہ تمامی اسباب حوالے کر دیا تب نواب مظفّر ومنصور وہان سے اپنی لشکرگاہ کو روانہ ہوا شاہزادہ بلند بخت کی ملاقات سے مسرّت حاصل کر لشکر انگریزی کے اسیرون کو جو اِس تگ وتاز مین ہاتھہ آئے تھے اپنے قلعون کو روانہ کیا اور دو تین روز مین سب ساز وسامان اپنے لشکر کا درست کر معہ تمام خدم وحشم

جنرل اسمتھ بہادر کے مقابلے کو روانہ ہوا اثناے راہ مین یہہ معلوم ہوا کہ جنرل ممدوح نے ناسکوتہ سے مراجعت فرما نواحی کولار مین خیمے استادہ کیئے ہین اور دو پلٹن سپاہی ہندی اور چار سو جوان ولایتی کو واسطے لانے رسد کے جو قلعہ ھوسور مین جمع تھی روانہ کیا نواب بہادر نے فی الفور محمد علی کمیدان کو چار ہزار سپاہی اور کئی ضرب توپ واسطے فتح کرنے قلعہ ہوسور کے رخصت فرما خود مقام انیگل سے سواران خوش اسپہ کو لئے صاعقے کے مانند اُس جماعت پر جو رسد لئے ناسکوتہ سے آتی تھی جا گرا ہنگامہ محشر برپا ہو گیا حیدری لشکر کے یغماگرون نے جو اُس اذوقہ کو نعمت غیر مترقب جان جلوریز وہان جا پہنچے تھے جب دونون فوج کو جنگ مین مشغول دیکھا سب باربردار بیلونکو اور توپ کشی کے بیلون کو بھی بار توپ سے سبکدوش کر لے گیئے لیکن اِس جماعت کے سردار نے بحکم شجاعت ذاتی پناہ مین ایک چھوٹے قلعے کے جو اِس میدان مین خالی پڑا تھا پاے ثبات محکم کیا بندوقونکی باڑ ھین مارتا اور مردانہ لڑتا اور حیدری فوجونکا مقابلہ کرتا رہا اس مین محمد علی کمیدان نے ہوسور کے قلعہ میں پہنچکر اپنا تھانہ قایم کیا اور اہل قلعہ سے بہت لوگونکو اسیر کر کے بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا اور فی الفور واسطے محاصرہ کرنے اس قلعہ کے جو سردار انگریز کا مامن تھا مرخّص ہوا اُس دلاور نے اُسی وقت جا گولے مار قلعہ کی دیوار کو توڑ ڈالا اور قریب تھا کہ ہلّا کر قلعے کے محصورون کو تہ تیغ کرے اتّفاقاً فوج انگریزی تازہ زور جسکو جنرل اسمتھ بہادر نے توپون کی آواز سنکر دوربینی کی راہ سے واسطے مدد رسد لانے والون کے روانہ کیا تھا وہان پر جا پہنچی قلعہ والے اُس فوج کی کمک سے قوی دل ہو گیئے اور شدّت محاصرے سے نجات پائی پھر دونون جماعت سابق وحال قلعے سے نکل باڑھ مارتے ہوئے لشکر سے

جنریل بہادر کے جا ملے تب نواب بہادر نے اس مقام پر زیادہ مقیم رہنا تضیع اوقات جان ستکوتہ کی تسخیر کو جس مین انگریزونکا تھانہ تھا چڑھ دوڑا اور محاصرہ کیا طون میجر برج وبارہ کو مستحکم کر توپ و تفنگ سے بہادرون کے حملون کو روکتا تھا جب یہہ خبر جنریل بہادر نے سنی کولار سے ستکوتہ کی طرف متوجّہ ہوا نواب بہادر نے جنریل کی روانگی سے آگاہی پا شاہزادہ اور میر علی رضا خان کو ساتھ فوج اور توپخانے سنگین کے جنریل بہادر کی راہ روکنے رخصت فرما واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے بہادران رزم خواہ کو بہت سی تاکید فرمائی تب محمد علی کمید ان قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگا جرأت کر چڑھ گیا اور علم حیدری اُسپر بلند کیا قلعہ والون نے امان مانگی نواب بہادر نے اِس جماعت کی جان فشانی سے خوش ہو کر اُن کی جان بخشی کر سب کو قلعہ سے نکال دیا اور اپنا تھانہ وہان قایم کر واسطے مقابلے فوج طوفان موج جنریل بہادر کے متوجّہ ہو قریب عیدگاہ کے لواے شوکت بلند کیا توپخانہ جنگ کے قاعدہ سے وہان پر لگایا اِس طرف سے جنریل بہادر جو چھن جانے سے قلعہ کے ہنوز آگاہ نہ تھا ستکوتہ کے متّصل آ پہنچا نواب بہادر نے لشکر انگریزی کے وہان پہنچتے ہی خود سبقت کر توپخانے کو لشکر جنریل بہادر کے مقابل کیا اور ایسی باڑھین بندوقون و توپون کی متواتر مارین کہ باروت کے دھوئین سے زمین آسمان تیرہ ہو گیا اور آنکھین گرد و غبار سے خیرہ چونکہ فوج انگریزی دھاوا کر اُسی وقت وہان پہنچی اور شدّت سے ماندی و کوفتہ تھی اِس سبب سے اُس ہنگامۂ قیامت اثر مین بہت انگریزی طرف کے لوگ مارے پڑے جنریل بہادر نے باقی فوج کا تلف و ضایع کرنا عقل مصلحت اندیش کے خلاف دیکھکر اپنی فوج کو غارون اور نشیب زمین مین پوشیدہ کیا اِس ارادے سے

کہ جب حیدری سوار یورش کرین وے اُٹھکر اُن کو باڑھ مارین اور خود گولون اور بانون کی ضرب سے محفوظ رہین جنریل بہادر نے اِس طرح سے اُس روز میدان مین تاشام جنگ قایم رکھی جب رات کی تاریکی دلیرون کو رزم سے مانع ہوئی ہر ایک نے اپنے مقام مین جا آرام کیا شب کے وقت نواب والا فطرت نے کئی آدمی کو قلعہ ٹکوٹہ وغیرہ کے اسیرون مین سے جنکو قید کر رکھا تھا رہائی بخشی اُن مین سے کئی آدمی حضور مین جنریل بہادر کے جا فتیح ہو جانے سے قلعہ ٹکوٹہ وغیرہ کے اُسکو مطّلع کیا جنریل بہادر اِس خبر کو سنکر بہت سا اندیشہ مند ہوا صبح کو جنگ موقوف رکھی اور بعد شام کے کئی توپین از کار رفتہ اُس میدان مین ڈال کولار کی طرف روانہ ہوا نواب بہادر نے بھی اِس رزم گاہ سے کوچ کر نرسی کے سواد مین جا پڑا دو تین روز کے بعد ہرکارون نے حضور مین عرض کی کہ ساتھ بدرقے ایک ہزار سوار اور دو پلٹن کے رسد جنریل بہادر کی لشکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے یہہ مژدہ سنکر جلد کئی ضرب توپ جلوی اور دو رسالہ سوار خوش اسپہ لیکر اسپر تاخت کی اور ہربن ہلّی کے گھاٹ پر پہنچکر گھات مین لگا رہا جو ہین رسد والے گھاٹ سے اُترے فوج حیدری سے مقابلہ ہوا بدرقے کے سوار و پیادون نے حتی الوسع جنگ کی اخرکار رسد کی محافظت سے ہاتھ اُٹھایا اور نواب بہادر اُس سب غنیمت کو ساتھ لے اپنی لشکرگاہ مین داخل ہوا جنریل بہادر نے جب رسد لٹ جانے کی خبر سنی بے قوتی اپنی فوج کی دیکھ اذوقہ کے بہم پہنچانے کو سب کامون پر مقدّم جانکر چند روز تک جنگ ملتوی رکھی نواب بہادر نے جب جنریل بہادر کے ارادے پر اطّلاع پائی ایک شب اپنے لشکر کے سردارون کو جمع کر

اِس امر مین مشورت کی کہ جنریل بہادر نے ملک بالا گھاٹ مین اپنے پانو کو قایم کیا ہی اور بالفعل یہان سے اُسکا مراجعت کرنا معلوم نہین ہوتا اور یقین ہی کہ چند روز مین سپاہ انگریزی نایابی اذوقہ کے باعث لوٹ کا ہاتھ اِس ملک کی رعایا پر دراز کریگی تمام ملک بالاگھاٹ کا ایسا خراب و تاراج ہو جائیگا کہ غلہ کا تو کیا ذکر نباتات بھی زمین پر باقی نہ رہیگی اور جو کچھ کہ سپاہ انگریزی کی حاضری سے بچیگا ہماری فوج اُس سے ناشتا کریگی پس اِس صورت مین رعیت اِس ملک کی مطلقاً نیست و نابود ہو جائیگی اور اپنی رعیت کو خود پامال کرنا کسی شرع و ملت مین جایز نہین ہی اِسواسطے عقل مآل اندیش یہی فرماتی ہی کہ جب تک جنریل بہادر ملک بالاگھاٹ سے دست بردار ہوکر پھر نہ جاوے ہم بھی تاخت و تاراج کرنے مین ملک پائین گھاٹ کے جو نواب محمد علی خان اور انگریز بہادر سے علاقہ رکھتا ہی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین سب سرداروں نے ہاتھ جوڑ یہہ عرض کی ؎

مثنوی

کہ ما بندگانیم فرمان پذیر　　نداریم از حکمت ای شہ گزیر

نہ خوفی ز آتش نہ بیمی ز آب　　نشینیم بر باد پایان شتاب

بر آریم از حکم تو بیدرنگ　　ز صحرا ہزبر و ز دریا نہنگ

اگر خصم چون سنگ گیرد قرار　　درآئیم در قلب او چون شرار

توئی سایہ پروردِ فضل خدا　　نباشیم چون سایہ از تو جدا

جہاندار گیتی نگہدار تست　　بروز و غا یاور و یار تست

نواب بہادر نے جب یے باتین دولت خواہی و فرمان پذیری کی سرداروں سے سنی تب تمام سپاہ کینہ خواہ سمیت واسطے تسخیر کرنے ملک پائین گھاٹ

کے لواے اقبال بلند کیا اور راے کوتہ کے معبر سے اُترا اول کشنگریکو تصرف مین لا قلعہ ترپاتور و وانم باڑی مین اپنا تھانہ قایم کیا اور مواضع و قریات متعلقہ انبور گڈھ کو خاک سیاہ کر نواحی انبور گڈھ سانگڈھ اُپی ایاور ادھونی گڈھ ارنی پرلوٹ کا ہاتھ دراز اور ترنا ملی مین جا خیمہ و خرگاہ کھڑا کیا پھر شاہزادے نصرت مند کو مدراس کی طرف و میر علی رضا خان کو فوج شایستہ سمیت تنجاور و ناتھر نگر کو اور غازی خان اور مہا مرزا کو چتور و نیلور کی جانب مرخص فرمایا ان دلاوروں نے تھوڑے ہی دنون مین وہان کے دیہات لوٹ پاٹ جلا کر خاک سیاہ کر دیا جب یہ خبر متواتر جنریل بہادر کو پہنچی چونکہ سجیۂ مرضیہ اس قوم کا یہہ ہی کہ بعد فتح کرنے ملک کے رعایا کو ہرگز نہین لوٹتے بالا گھاٹ کو صحیح و سالم چھوڑ کر بتاہی پر ملک نواب محمد علی خان کے جو حقیقت مین سرکار کنپنی انگریز بہادر سے متعلق تھا ترحم کر جلد کرنپاٹ کا گھاٹ اُترسانگڈھ سے گذر راے ویلور کے سواد مین جا مقام کیا نواب محمد علی خان نے جب دیکھا کہ نواب حیدر علی خان بہادر و جنریل دلاور مانند دو مست ہاتھی اور شیر ژیان کے آپس مین لڑتے اور زور آزمائیان کرتے ہین اور کشاکش سے اُن دونون رزمخواہ کے ہزارون بلکہ لاکھون رعایا بے گناہ مفت پستی ہین اور ہوس مین ملک بالا گھاٹ کے اقلیم پائین گھاٹ کا مفت بے چراغ ہوتا ہی اور بجز مصالحہ نواب حیدر علی خان بہادر کے کوئی چارہ نظر نہین آتا تب ایک خط اسی مضمون کا جنریل بہادر کو بھیجا جنریل بہادر نے اُسکے جواب مین ارقام فرمایا کہ ہم اتنی جنگ و جدل صرف واسطے حفاظت ملک اور پاس خاطر تمہارے کرتے ہین نہین تو ہم کو نواب حیدر علی خان کے ساتھ کسی طرح کا کینہ نہین اور کئی برس کے عرصے سے ایسا کوئی امر جو

سلسلہ عناد وفساد کا محرّک ہو طرفین سے ظہور مین نہین آیا ہی اب جو تم صلح
کرنے پر راضی ہوئے ہو ہم کو کسی صورت آپ کی راے کی مخالفت منظور
نہین جو امر کہ موجب امنیّت خلایق و رفاہیت رعایا معلوم ہو عمل مین لائیے
نواب محمد علی خان نے بعد مطالعہ کرنے اس جواب کے نجیب خان و دانشمند خان
کو جو اُسکی سرکار مین زیادہ معتمد تھے ساتھ ایک ملا طفہ محبّت آمیز کے
بہت سے نفایس اور تحایف اور چودہ لاکھ روپیہ نقد سمیت خدمت مین
نواب بہادر کے روانہ کیا اور مصالحہ کا سلسلہ جنبان ہوا جب یہ لوگ حضور
مین پہنچے اور خط معہ ہدایا و زر نقد اُنھون نے نذر گذرانا نواب بہادر جو اپنے
ملک کی پایمالی سے نہایت آزردگی رکھتا تھا اِس معاملے کے پیش آنے کو محض
فتوحات غیبی و تائیدات لاریبی سے سمجھ اِس پیغام کو قبول فرمایا اور ایک مکتوب
اتّحاد اسلوب کے ساتھ علی زمان خان و مخدوم علی خان نایط کو اپنی طرف سے عہدے
پر سفارت کے مقرّر فرما رخصت کیا وکیلان خردمند حضور مین نواب محمد علی خان
کے پہنچکر صلح کی بنا کو ساتھ عہود و مواثیق کے مستحکم کیا نواب محمد علی خان نے
کرّوتر کے علاقے کو بھی سرکار حیدری کے کارگزارون کو تفویض کر دیا اور چند ا
صاحب نایط متوفّا کے اہل و ناموس اور امام صاحب بخشی کو جو مدّت سے
قید مین تھے رہائی دی بعد حاصل ہونے اطمینان خاطر کے نواب بہادر نے
اکثر جاگیردارون کو جیسے مہدی خان جاگیردار اول کنڈہ مرتضی حسین خان منصب
دار کرگنتہ بالہ محمد تقی خان جاگیردار تونڈ وسی و محمد سعدی خان منصب دار برموکل
گدّھہ جو محمد علی خان سے مطمئن نہ تھے اپنی عنایت شامل سے راضی و شاکر اُن
سب کو سلک مین ملازمان سرکار دولت خداداد کے منسلک فرما ساتھ فرّخی و
فیروزی کے ملک بالا گھاٹ مین داخل ہوا یہ اپنی شفقت کا وہان سے کے

رہنے والون کے سر پر جو قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے ڈالا؎

لشکرکشی کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا کڑپہ کرنول بلاّری کی طرف

جس زمانے مین نواب بہادر ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے جنگ مین مشغول تھا نواب عبدالحلیم خان کڑپے کے مرزبان نے نخوت و غرور کی راہ سے اپنے سوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُن مواضع و دیہات کے جو حیدری ممالک محروسہ سے قریب کڑپے کے واقع تھے تعین کر بہت اذیّت اِس نواح کے رہنے والون کو دی تھی اور اِسی طور پر نواب منوّر خان حاکم کنول نے بھی ساتھ نواب عبدالحلیم خان کے ہمداستانی کر کے ظلم کا ہاتھ بیچارے رعایا پر دراز کیا تھا اور اسیطرح راجہ بلاّری نے بھی راے درگ کے حدود میں شورش و ہنگامہ مچا کر خلایق کو بہت سی ایذا پہنچائی تھی اگرچہ یہ سب خبرین متواتر نواب بہادر کو پہنچتی تھین لیکن اُسنے بے اصلاح کرنے کلیاّت کے جزئیات کی طرف متوجّہ ہونا آئین سرداری و ملک گیری سے دور جان کر اغماض اور چشم پوشی فرمائی تھی در ینولا کہ فضل الٰہی سے صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ مصالحہ ہو گیا نواب بہادر نے سزا دینا اِن شوخ چشمون کا ذمّہ ہمّت والانہمت پر اپنے لازم و متحتّم جان کر تمام احمال و اثقال لشکر کو معہ ناموس سرداران نوایط کے جو قید سے نواب محمد علی خان کے مخلصی پا کر آئے تھے دارالحکومت سریرنگپٹن کو روانہ فرما خود بدولت و اقبال ساتھ فوج سوار و پیادون کے جو زیادہ چھہ ہزار

سے تھی معہ توپخانہ واسطے گوشمالی عاصیان سرکش کے وہان سے کوچ فرماسیروشکار کرتے ہوئے پہلے کرپہ کی طرف تاخت کی اور اپنے یغماگرسوارون کو واسطے لوٹنے جلانے مواضع متعلقہ کرپہ کے حکم فرمایا فوراً سواران کینہ خواہ نے اُن حدود پر تاخت کر بہتون کو باشندون سے اُس ملک کے خاک و خون مین غلطان کیا حاکم کرپہ یہہ سانحہ ہوشربا سن مضطر ہو ایک وکیل آداب دان کو معہ پانچ لاکھ روپیہ نقد اور دو فیل کوہ شکوہ چار گھوڑے عربی معہ زین مرصّع اور ایک عریضہ عبودیت طراز متضمّن استدعاے عفو جرایم نواب عطاپاش خطاپوش کے حضور مین روانہ کیا اور یہہ عہد کیا کہ آیندہ نقش عبودیت دل سے زایل نہ کرونگا اور ایک ٹکری کو اپنی سپاہ سے ہمیشہ حضور انور مین حاضر رکھونگا نواب بہادر کو چونکہ انتظام امور ممالکت کا منظور تھا اُس پیشکش کو شرف اجابت اور معروضہ کو درجہ قبولیت عطا فرما ایک پروانہ فیض نشانہ نصایح آمیز معہ خلعت خاصہ عنایت کر وکیل کو رخصت کیا اور ایک ملازم معتبر کو یہہ حکم دیا کہ وہ نواب عبدالحلیم خان کے پاس عہدے پر اخبار نویسی کے مستعد رہ ہمیشہ وہانکا حال قلم بند کر حضور مین بھیجتا رہے اور بدرالزمان خان کو (جو ایّام سابق مین حضور کی طرف سے بالاپور خرد کا قلعدار تھا اور جب مادھوراو پیشوا آیا تب اُسنے جان کی راہ سے اُس سے ملکر قلعہ اُسکے حوالے کیا تھا اور بعد منطفی ہونے آتش فتنہ و فساد کے خجالت کے مارے حضور مین نہ آیا اور کرپہ کے حاکم کی سرکار مین جا نوکر ہوا تھا) اُسکی قدیم الخدمتی پر نظر کر فیض عام سے اپنے محروم رکھنا مناسب نہ جانکر علی زمان خان کی معرفت جو اُسکا ہمرلف تھا ایک پروانہ متضمّن خوشخبری جان و آبرو کی امان کے معہ خلعت خاصہ بھیج کر طلب فرمایا

اور جب وہ حاضر ہوا بہت سعی مہربانی اُسکے حال پر مبذول کیا چنانچہ بدستور سابق جاگیر و خدمت بخشی گری پانے سے امثال و اقران مین سربلند ہوا تب نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر پیکن ہلّی کی طرف نہضت کی میر غلام علی جو وہانکا قلعدار تھا جہالت کی راہ سے ایک توپ کا گولہ نواب بہادر کے ہاتھی پر جسکا نام گنج پون اور اُسوقت وہی سواری مین تھا مار کر آتش غضب حیدری کو بھڑکایا لشکر ظفر پیکر کے سوارون نے حسب الامر اُسکی گوشمالی کے لیئے تاخت کی اور پلک مارتے اُن دیہات مین جو قلعہ کے گرد تھے آگ لگا خاک سیاہ کر دیا تب میر غلام علی نے خواب غفلت سے چونک ایک وکیل کو معہ عریضہ متضمّن معاذیر نامو جہّ اور دو لاکھ ہون اور پچاس ہزار روپیہ بابت جرمانہ اُس حرکت بیجا کے حضور مین ارسال کیا نواب ممدوح نے اُسکے عذر پذیرا کر اُسکی نذرون کو درجۂ اجابت کا بخشا میر حسن علی خان و میر اسد علی خان برادرزادون نے میر غلام علی کے سعادت ملازمت حاصل کر عہدے پر بخشی گری دستہ سوارون کے سرفراز و ممتاز ہوئے آخر الامر پیش خیمہ وہان سے کرنول کی طرف روانہ ہوا وہان کے راجہ نے دیدہ وری کی راہ سے آئینۂ خیال مین اپنے مآل کار کو دیکھکر ایک سفیر باتدبیر معہ عرضداشت و دو لاکھ روپیہ نقد حضور مین ارسال کیا اور بوسیلہ پیشکش لطمون سے اُس بحر موّاج کے صحیح و سالم کنارے کو پہنچا پھر وہان سے کوچ کر لشکر ظفر پیکر سرحد پر مرار راؤ کے آیا ہر چند اُس منافق کا سزا دینا امر ضروری تھا پر باقتضای مصلحت وقت نواب نے اپنے لشکر کے سردارون کو یہہ حکم دیا کہ مطلقًا کوئی شخص اُس نواح کے متنفّس کی اذیّت کا روادار نہو جب وہان سے کوچکر سواد کنول مین ڈیرہ پڑا نواب منوّر خان وہان کے حاکم نے جو شاہ سکین

مجذوب سے بیعت و اعتقاد رکھتا تھا اپنے پیر روشن ضمیر کو ورود سے
افواج حیدری کے مطّلع کیا شاہ سکاین نے زہرخند کرکے کہا منوّر تو خوش ہو کہ
ہم تیرے دشمنون کو منہزم کرتے ہین منوّر خان تو درجہ اُس صاحبدل کا
ما فوق بنی اور تصور آ ہی کم خدا سے جانتا تھا قول کو حضرت مرشد کے راست
سمجھا اور اپنی تمام جمعیّت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل رات بھر تو درست کرنے
مین سر انجام حرب کے مشغول رہا اور صبح ہوتے ہی میدان مین آصف آرا
ہوا جب یہہ حال نواب بہادر کو معلوم ہوا لشکر ظفر پیکر کو آراستہ و مسلّح کر
میدان جنگ مین پہنچا جو ہمین دونون جانب سے صف آرائی ہوئی شاہ سکاین
ایک ہاتھی برہنہ پشت پر سوار ہو کر دیو آتش بازی کے مانند دو تین سو رفیق
سمیت صف سے باہر نکل میدان مین آیا جب لشکر نصرت اثر کے لوگون نے
وہ صورت موحش مشاہدہ کی چونکہ طبیعتین مختلف ہین اور شناسائی فقیر صاحب
کمال کی ہرایک کو نہیں بعضے مقرّبون نے حضور مین عرض کی کہ مقابلے مین ایسے
لشکر خونریز کے تھوڑی جمعیت سے لڑنا کام ہرکسی کا نہین شاید کہ یہہ درویش
اولیا یا ابدال و اوتاد مین سے ہی جو واسطے اعانت اپنے مرید کے آیا ہی چونکہ
سلف کے بزرگون نے رنجش خاطر اولیاء اللہ کی کسی طرح جایز نہین رکھی ہی یہہ
اندیشے کا مقام ہی مبادا چشم زخم لشکر فیروزی اثر کو پہنچے یا ذات شریف و عنصر
لطیف کو کسی طرح کی ناخوشی لاحق ہو مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضور
تسخیر کرنے سے اِس ایک قطعے زمین کے جو نواب منوّر خان کے تصرّف
مین ہی ہاتھ اُٹھائین نواب بہادر نے اِس بات کو سنکر غضب سے چین
بجبین ہو حاضرین سے فرمایا کہ تم سب نے سنا ہوگا کہ خداوندکارساز جسپر
اپنا سایہ مرحمت کا ڈالتا و ایک خلایق کی روزی اُسکی روزی کے ساتھ باندھتا ہی

البتّہ ایک یا دو ولی اُسکی حفاظت کے لئیے غیب سے متعیّن فرماتا ہی پس
خدا ے جہان آفرین نے جو مجھ بندے پر اپنی مہر سے نظر کر تین لاکھ سے زیادہ
آدمی کو میرے متعیّن کیا کیا اِس لشکر مین کوئی شخص ولی یا قطب نہوگا سبھون نے
عرض کی کہ البتہ کوئی شخص مردان خدا سے اِس لشکر مین بہی حاضر ہوگا یہہ بات
سنکر نواب بہادر نے مسکراکر فرمایا کہ اگر ایسا جانتے ہو پس مضطر
کیون ہوتے ہو اگر ولی سپاہ نواب منوّر خان کا آگے آتا ہی ہمارے لشکر کا
ولی اُس سے جنگ کریگا حاضرون کا دل اِس بات سے قوی ہوا اور نواب بہادر
نے بعد اِس گفتگو کے اپنی سواری کے فیل کوہ شکوہ کو کچک
کی ضرب سے آگے ہولایا حضرت حقایق پناہ معارف آگاہ نے جون ہین
نواب بہادر کا فیل رود نیل کے مانند جوش و خروش مین دیکھا فوراً پھر گیا
اور رجعت قلعے مین داخل ہو ایک حجرۂ تاریک مین نواب منوّر خان کو بلا یہہ ارشاد کیا کہ
ہمارے فرمانے پر عمل کر جو کچھ نقد و جنس تیرے گھر مین ہی نواب بہادر کی
نذر کر مگر خاطر جمع رکھ کہ تیرا قلعہ ہم ہرگز نہ دینگے اور ہم تیرے حال پر رحم کر کے
قلعے مین پھر آئے ہین اگر ہم باہر رہتے تو یہہ بھی گیا ہوتا نواب منوّر خان نے اپنے
مرشد کامل و ہادی آگاہ دل کی کرامت معاینہ کر بہت خجل ہوا اور فی الفور دیوان
کو معہ قطعہ عرضی و اسباب ضیافت حضور کو روانہ کیا اور پیشکش دوسرے
روز پر موقوف رکھا نواب رحیم الطبع نے نوازش کی نظر دیوان کے حال پر
مبذول فرما اپنے لشکر کو حکم دیا کہ آج جنگ موقوف رکھین چنانچہ حسب الحکم
افواج قاہرہ جنگ سے دست بردار ہو تنبھدرا ندّی کے کنارے جو قلعہ کی پچھم
طرف جاری ہی خیمے کھڑے کئیے علی الصباح نواب منور خان نے پچاس لاکھ
روپی نقد و جنس و نفایس و نوادر پیشکش حضور مین بھیجا نواب

بہادر نے اُسے قبول کیا ایک پروانہ متضمّن عفو و بخشایش نواب منور خان کے نام بر صادر ہوا پھر نواب بہادر دوسرے روز وہان سے کوچ کر نبی کندہ و پنڈی کندہ کی راہ سے سواد بلّاری مین داخل ہوا اِس عزیمت کا منشا یہ تھا کہ سابق مین نواب بسالت جنگ حاکم ادھونی مرارراو سے سازش کرکے کئی موضع کو ممالک محروسہ سے لوٹ لیا تھا اب مطمح نظر نواب بہادر کا یہ تھا کہ اگر اُس سے اب بھی کوئی حرکت منافی صلح کے ظہور مین آئے تو مجازات اُسکی جہت سے بھی قرار واقعی کی جائے نہین تو فقط راجہ بلّاری ہی کو جو ایّام جنگ مین صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ ملکر نواح مین راے درگ کے مصدر گستاخی کا ہوا تھا گوشمالی دیا جاہیئے جون نواب بسالت جنگ کی طرف سے کوئی امر خلاف صلح کے وقوع مین نہ آیا اِس لیئے فوج ظفر موج پر یہ حکم صادر ہوا کہ پہلے قلعہ پائین کو گولون کی ضرب سے مسمار کر حصار کو جو پہاڑ کی چوٹی پر راجہ کا ملجا اور ماوا ہی مفتوح کرین بہادران جان نثار موافق امر کے تھوڑی ہی عرصے مین دمدمہ باندھ گولہ زنی شروع کہ ایک ہی روز مین ایک برج کو ڈھا دیا اور شب کو ہلّے کی نیّت سے تاخت کی مگر راجہ پر دلی و شجاعت سے تمام رات آبروے مردی کو نگاہ رکھ لڑتا رہا علی الصباح بموجب فرمان حیدری گولندازون نے بڑے بڑے پتھر غبّارون مین بھر قلعہ کی اُتّر جانب ایک کوہچہ پر جو سرکوب قلعہ کا تھا چڑھا کر آگ دکھائی پتھر باروت کے زور سے ہوا مین اُڑ کر قلعے مین جا گرے جن سے بہت حرم سرا کے لوگ زخمی و مجروح ہوے اور ایک شور محشر برپا ہو گیا عورتین راجہ کا دامن پکڑ فریاد کرنے لگین کہ خدا کے واسطے تو ہماری حرمت کو بچا اور جو کچھ تیرے پاس نقد و جنس ہی نواب کے حوالے کر آخرکار راجہ مضطر ہوا اپنے

وکیل کو معہ ایک قطعہ عریضہ و دو لاکھ روپیہ نقد حضور مین بھیج کر امان مانگی نواب بہادر نے اُسکی پیشکش کو قبول فرماکر ایک قطعہ پروانہ تشفّی بخش لکھواکر وکیل کے حوالے کیا اور ایک اخبار نویس حضور سے وہان متعین فرمایا اِسی اثنا مین اُس روز اخبار نویسون کے معروضات سے حضور مین ظاہر ہوا کہ سردار مرہٹہ ناظم مرچ بہ سبب اغوا گوبند راو اور امرت راو کے نواح دھاڑوار و بادامی مین جو متعلّق دولت خداداد کے ہی لوٹ پاٹ مچا رکھی ہی نواب بہادر نے صیانت اُس ملک کی تسخیر کرنے پر اِس دیار کے مقدم جان فوراً تنب بھدراندّی کو عبور فرما ایلغار کر قریب بنکاپور کے لواے حیدری بلند کیا غنیم ہیبت سے لشکر قیامت اثر کے خوف زدہ ہو اپنے مقرّ حکومت کو پھر گیا تب نواب بہادر نے اُس راہ سے سمند گیتی نورد کی باگ پھیر سواد شانور مین جا ڈیرا ڈالا نواب عبد الحکیم خان چونکہ کئی بار زک کھا چکا تھا اِس مرتبہ خرد مآل اندیش کے حکم سے اپنا خلوص و اعتقاد ظاہر کر قدم اعتذار سے راہ راست پر چلا اور اپنی آمدنی قلیل و خرچ کثیر کا اظہار کر ایک لاکھ پینتیس ہزار روپیہ خرچ یکروزہ لشکر ظفر پیکر تخمین کر خزانے حیدری مین داخل کیا تب نواب حیدر دل نے وہان سے کوچ کر اور سرھٹی و ڈامل وکپل کے راجاؤن سے پیشکش شایان وصول مین لا بیجانگر عرف اناگندی کی نواح مین خیمہ جاہ و جلال کا بلند اور راجہ تمراج کو جو وہان کا حاکم تھا حضور مین طلب فرمایا تمراج و کشن راج و رام راج قوم چھتری سے ہین کسی کو سلام کرنا اُس قوم کا دستور نہین ایّام سابق مین تو تمامی ممالک کرناتک و ملیبار کنارہ رود کشنا تک اُنکے قبضے تصرّف مین تھا پر آخرکار سلاطین قطب شاہیہ و عادل شاہیہ و نظام شاہیہ کی لڑائیون مین بہت ملک اُن کے قبضے تصرّف سے نکل گیا پھر عہد مین

اورنگ زیب عالمگیر کے بہت صعوبت اِس خاندان کو پہنچی مگر اب
کئی محال پر قانع ہو ایّام حیات بسر کرتے تھے جب فرمان حیدری راجا کو
واسطے حاضر ہونے کے پہنچا کچھ چارہ نہ دیکھا بجز اسکے کر خود تمارض کر اپنے
بیٹے کو ساتھ نذرانے ایک لاکھ ہون کے حضور مین روانہ کیا نواب عالی ہمّت نے
اُسکے آبا و اجداد کی عزّت بر نظر کر اُسکو حاضر ہونے کی تکلیف سے معاف
رکھا اور ایک اخبار نویس سرکار سے مقرّر کر وہان سے کوچ فرما ہو کابتن کی
راہ سے سواد ہاگل داری مین نزول کیا چونکہ بلاہت و سفاہت وہان کے راجہ
کی شارج سے اکثر سمع مبارک مین پہنچی تھی واسطے تفریح و انبساط خاطر
کے راجہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اُس ملک کے لوگ راجہ کو
ساتھ حماقت کے منسوب کرتے تھے یہہ اتّہام اُنکا بر غلط نہ تھا چنانچہ ایک
حماقت اُسکی یہہ تھی کر سب محاصل اپنے تعلّقات کا افیون کی خرید مین صرف
کرتا تھا اور کبھو گھر سے باہر نہ نکلتا ہر دم افیون کا خواہان اور پینک مین غرق
رہتا اُسکے مکان کی پشت بر ایک تالاب وسیع اور اُس طرف کے کنارے
پر ایک چھوٹا پہاڑ واقع تھا جب کبھی بتقریب سیر اپنے قصر کے بام بر چڑھتا
تالاب و پہاڑ کو دیکھ اپنے کار پردازون سے کہتا کہ مجھکو دنیا مین کوئی ہوس
نہین مگر یہہ کہ یہہ سارا پہاڑ افیون ہو جاوے تا مین اِس تالاب کے پانی مین گھولکر
ہفتہ عشرہ مین پی لون اور جب اُسکے رانی کھانا کھانے کو محل مین بلاتی لونڈیان
خواصین پہرون تقاضا کرنے کے بعد ہاتھ پکڑ کر اُٹھا کھینچ لیجاتی تھین تب
قدرے قلیل شیر برنج کھاتا اور اگر کبھو سیر کو باغیچے کے جو اُسکی حویلی سے
ایک تیر برتاب کے فاصلے پر تھا قدم رنجہ کرتا تو صبح سے چلکر دو پہر کے عرصے
مین باغ مین داخل ہوتا اگر کبھو آنکھ کھولتا تو خادمون سے پوچھتا کہ کتنے روز ہوئے

کہ ہم محال سے نکالے ہیں معلوم نہیں کہ کب پھر پہنچینگے جب کوئی کہتا کہ اگر آپ
قدم اُٹھائیں تو مسافت محال کی چند قدم سے زیادہ نہیں بے اختیار ہنس پڑتا اور کہتا کہ
ایسا جلد چلنا کسی کبوتر کا کام ہی الغرض جب اُسے حسب الحکم حضور میں لائے
نواب بہادر نے اُسکی بوالعجب ہیئت دیکھ اُس سے پوچھا کہ کیا حقیقت ہی
اور کیا نذر لایا اُسنے پینک سے سر اُٹھا عرض کیا کہ دو تین سو من افیون موجود ہی
اور کئی مادہ گاو شیردار بھی ہیں اور رانی میری آپ کی کنیز کچھ زیور بھی رکھتی
ہی اگر آپ کو مطلب ہی اور قدردان افیون کے ہیں تو اُنمیں سے کچھ
دے سکتا ہون اور آپ خاطر مبارک جمع رکھیں کہ دو تین سو مادہ گاو شیردار
بھی جو افیون کے لوازمون سے ہی نذر گذرانونگا نواب نامدار نے اُس
عجایب المخلوقات کو دیکھ تبسّم فرمایا اور ایک شخص امین دیانت دار
واسطے تحصیل مال واجب کے اُسکے علاقے پر مقرّر کیا اور اُس راجہ کی
افیون کے خرچ کو ایک موضع سیر حاصل جدا فرمایا جب نواب بہادر کو نظم ونسق
سے اُس نواح کے فراغ کلّی حاصل ہوا تب فرخّی و فیروزی کے ساتھ
دارالامارت سریرنگپٹن میں آیا ہر ایک صغیر و کبیر و برنا و پیر نے جمال باکمال
اُسکا دیکھ دل و جان کو نورانی کیا اور ہر کوئی کام دل کو پہنچا ؎

لشکرکشی کرنا تا نتیا مرہٹہ ناظم مرچ کا کوبندرا و اور سیوا را وکھا تکیہ اور دوسرے سرداران مرہٹہ سمیت اور اتفاق کرنا ابراھیم خان دھونسا کا اور گرفتار ہوجانا سرداران مرہٹہ کا اور ناکام پھرجانا ابراھیم خان کا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا ملک بلاّری کو

ور ینو لا کہ گرد ش آسمان نواب حیدر علی خان بہادر کے موافق تھی اور بخت بیدار اور فتح و فیروزی روز افزون خارعناد و رشک ہرایک حاکم کے سینے مین جو اِس دولت خداداد کے قرب و جوار مین تھے چبھنے لگا خاص کر نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی اور مراررا و ناظم مرچ جو جُگ کے مانند باہم قران رکھتے تھے ہردم اُنکا یہی منصوبہ تھا کہ کسی طرح سے نواب بہادر کو چارخانۂ مات مین لائین اور جس طرح ہو سکے اُس شاطر بساط جنگ و رزم کو برد دین ہمیشہ عزم کے گھوڑے دوڑاتے اور کسی تدبیر سے رخ نہ پھیرتے پر خود ششدرے ادبار مین پھنستے کوئی فرزین بند تدبیر کام نہ آتا نواب بہادر کا پیادۂ اقبال اکثر اُن کو کشت دیتا اور فرزانگی سے آخر کو مرتبہ فرزین کا پاتا آخر کار نواب بسالت جنگ نے بوسیلہ عریضہ حضور مین ناظم حیدرآباد کے تسخیر ممالک محروسہ حیدری کو ایک امر آسان ظاہر کر اُسکو اِس پر لایا کہ اُسنے ابراہیم خان کو جسکا دھونسا لقب تھا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ سے کوس رستمی بجاتا تھا واسطے فتح اُس مہم کے جو ایک امر برا مشکل تھا روانہ کیا اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی نواب بہادر پر واضح ہوا کہ نواب بسالت جنگ نے صفدر جنگ اپنے سپہسالار لشکر کو ساتھ موشیر لالی فرانسیس کے جو رستم جنگ کہاتا تھا واسطے تسخیر کرنے قلعہ بلاّری کے بھیجا چنانچہ اُن

سرداروں نے اُس قلعہ کو محاصرہ کیا ہی اور وہاں کا راجہ حالت محصوری میں پانوں شجاعت کا استوار کر زبانی سفیران تفنگ و توپ کے اُن کی جواب دہی کررہا ہی اور ابراہیم خاں بھی اپنی شجاعت کا غلغلہ بلند کیئے ہوئے وہانکو آتا ہی نواب شیر دل نے اِس خبر کو سن محمد علی کمیدان کو پانچ ہزار سپاہی خونخوار اور سات ہزار سوار خنجر گذار کے ساتھ اور باجی راو خسرپورہ ترمک راو کو جو ایک مدّت سے زمرۂ ملازمان حیدری میں منسلک تھا اُسکی فوج سمیت واسطے کفایت اِس مہم کے خلعت عطا کر رخصت کیا چنانچہ محمد علی کمیدان ایلغار کر پندرہ روز کے عرصے میں دھاروار میں پہنچ قلعے کے محاذی ایک میدان وسیع کو جس میں ایک خشک نالا تھا فرودگاہ کے لیئے پسند کر سپاہیوں کو مع توپ خانہ اُس خشک نالے کی کمینگاہ میں چھپا خود کنارے پر اُسکے جو مرتفع تھا خیموں کے نصب کرنے میں مصروف ہوا اتّفاقاً وہ روز روز دسہرے کا تھا جس میں مرہٹوں کا دستور ہی کہ کپڑے سرخ و زرد پہن اپنے اپنے گھوڑوں ہاتھیوں کو رنگین ساز و یراق سنہلے روپہلے سے آراستہ کر سوار ہوتے اور میدان وسیع میں پھرتے رقص و سرود کا تماشا دیکھ خوشی کرتے ہیں اور ایک یا دو موضع کو اگر ملک دشمن سے ہوں تو خوب نہیں تو اپنے ہی ملک سے جلاتے لوٹتے اور اِس امر شنیع کو اپنے لیئے فال نیک جانتے ہیں الغرض ہنوز محمد علی کمیدان نصب کرانے میں خیموں کے مشغول تھا اور بیلوں اور شتروں کی پشت سے بار بھی اُتارے نہیں گیئے تھے کہ مرہٹے کا سردار تیس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادے کی جمعیّت اور سولہ ضرب توپ لیئے مع اطفال و نسوان زیور پوش گھوڑیوں پر سوار خرامان اُس میدان میں آپہنچے اور چونکہ دو روز پہلے ہرکاروں کی

زبانی اُس میدان کی وسعت کو پسند کر ارادہ نزول کا اُس مین رکھتے تھے
بے محابا ایک تیر کے فاصلے پر اُس خشک نالے سے پہنچکر اطمینان خاطر کے
ساتھ خوش خرامی کرنے لگے اور باوجود اسکے کہ محمد علی کمیدان کے سوار اُنکو نظر
آئے مگر قضا کی سلائی اُنکی آنکھون مین ایسی پھر گئی تھی کہ اُنھون نے ان
سوارون کو بھی تماشائیون مین سے جان بے تکلّف جورو لڑکون سمیت ہنستے کھیلتے
ہوئے آگے بڑھے محمد علی کمیدان نے اپنے سپاہیونکو جو کمینگاہ مین تھے اشارہ کیا
گولنداز ان آتشدست اور تفنگچیان قادر انداز نے یکبارگی کمینگاہ سے سر نکال شلّک
توپون اور باڑھ بندوقون کی مارنی شروع کی اور دوسری طرف سے محمد علی کمیدان
خود اپنے سوارون کے رسالے ساتھ خیل اعدا مین جا گھسا اور تیغ و تبر سے ہزارون
مرد سرخ پوش کو گل و لالہ خزان دیدہ کے مانند خاک مین تہ بہ تہ گرایا اس
ہنگامے قیامت آشوب مین تانتیا بہادر راس الرئیس اُس جماعت کا حواس
باختہ و بیخود ہو گھوڑے سے گر پڑا سوارون نے محمد علی کمیدان کے لشکر غنیم کو
لوٹ تانتیا بہادر کو معہ بارہ سردار مرہٹہ اور بہت سی عمدہ عورتین سیمین تن
زندہ گرفتار کیا باقی فوج مرہٹہ نیم جان اموال و اسباب کو چھوڑ چھاڑ صحرا ے
ادبار کو رہ نورد ہوی تب محمد علی کمیدان نے نقّارہ فتح و فیروزی کا بجوا
سجدے شکر ادا کیے جس قدر مال غنیمت نقد و جنس ہاتھ آیا سب کو
جمع کر نصف فقرا و دعاگوؤن کو جو ہمراہ اُسکی فوج کے رہا کرتے تھے اور
مجاہدان نصرت شعار کو جن سے اس روز وہان کار نمایان ظہور مین آیا تقسیم کیا اور
نصف باقی کی فرد طیّار کر واسطے ارسال حضور کے محفوظ رکھا پھر ایک شب وہان
استراحت اور تیمار مین مجروحون کے بسر کی علی الصباح اموال مغروتہ معہ ایک
عرضداشت مشعر تہنیت فتح حضور کو روانہ کیا جب عرضی اُس دولتخواہ بلا اشتباہ کی

نظر اشرف مین گذری نواب بہادر نے آفرین و تحسین کر ایک
خلعت گران بہا معہ جواہرات بیش قیمت اور مالہ مروارید و کمر مرصع
و اسپ تپچاق با زین طلائی کمیدان کے واسطے ارسال فرمایا درین اثنا
عرضی سوانح نگار راے درگ کی مکرر اس مضمون کی حضور مین پہنچی
کہ سپہسالار نواب بسالت جنگ بہادر کا کہ تین مہینے کے عرصے سے قلعہ
بلاری کو محاصرہ کئے ہوئے سر مار رہے ہی اور وہ قلعہ ہنوز مفتوح نہین ہوا اور راجہ
وہان کا متحصن ہو کر داد دلاوری کی دے رہے ہی اور ابراہیم خان دھونسا جو دم
اناولاغیری کا مارتا ہی اپنی فوج سمیت کنک گری و کپال مین آپہنچا نواب بہادر
نے فی الفور ایک شقہ خاص بنام محمد علی کمیدان اس مضمون کا صادر فرمایا
کہ چونکہ ہندی زبان مین مشت کو گھونسا کہتے ہین اس شجاعت دستگاہ کو ہمنے
اس خطاب گھونسا کے ساتھ سرفراز فرمایا چاہئے کہ اپنے نام کی رعایت کر
اپنی تئین دھونسا کے منہ پر مارے تا خلایق کے نزدیک اسم با مسما سمجھا
جاے ہم بھی جلد راے درگ کی راہ سے وہان پہنچتے ہین کمک کی طرف سے
خاطرجمع رہو گوشمالی یراعدا کے ہمت باندھو اور اسیرون کو حضور مین
روانہ کرو کمیدان شجاعت نشان بمجرد ورود شقہ مال غنیمت کو تین
ہزار سپاہی بدرقے کے ساتھ حضور مین روانہ کیا اور خود برجناح استعجال
دھونسا کی فوج بر تاخت کی نواب بہادر نے بعد کئی روز کے دارالامارت
سے نہضت فرما سوادرتن گری مین خیمہ کیا بہیر و بنگاہ اور توپ خانے کو پورنیا دیوان
کے ذمے چھوڑ جریدہ سپاہیون کو حکم دیا کہ دو روز کی خوراک ساتھ لین اور تب
بطریق ایلغار دو روز وشب کے عرصے مین بادیہ و صحرا طی کر تیسری شب لشکر پر
نواب بسالت جنگ کے جا تو تا بندوقون کی شلک شمشیرون کی چکا چاک تیرون

کی شپاشاپ سے شور قیامت برپا کیا ؛

نظم

شب تیرہ از تیغ رخشان شدہ ‌ ‌ سنانہا چو انجم درخشان شدہ
شب تیرہ از شدّت بعث و نشر ‌ ‌ خبردار میکرد از روز حشر
ز بس کشتگان خفتہ اندر مغاک ‌ ‌ نماندہ دگر جای در بطن خاک
سواران رستم دل و شیر گیر ‌ ‌ تن چاک را دوختندی بہ تیر
فرو بردہ سر ساچمہ در بدن ‌ ‌ چو زنبور در خانۂ خویشتن
شب تیرہ از گرد شد تیرہ تر ‌ ‌ سلامت نماندہ نہ پا و نہ سر

اس ہنگامے قیامت آشوب مین کسی کو خبر خویش و بیگانے سے ناتھی فوج مخالف کی سپاہ ھتیار گھوڑے چھوڑ پریشان حال بھاگ نکلی اور سپہسالار اُس لشکر ہزیمت خوردہ کا سر و پابرہنہ تنہا افتان و خیزان سپاہیون مین موشیر لالی فرانسیس کے جو اپنی ولایت کے قاعدے پر چوکی پہرے مین چوکس تھے جا ملا فرانسیسون نے اُس نیم جان کو توپون کی پناہ مین لیکر اُس رزمگاہ سے باہر نکالا اور صحیح و سالم ادھونی مین پہنچایا اِدھر نواب حیدر علی خان نے نقّارہ فتح کا بجوایا راجہ محصور کو اِس اثنا مین ہرکارونکی زبانی حال ورود نواب بہادر اور ہزیمت اُٹھانا لشکر کا اور سپہسالار کا موشیر لالی کے ہمراہ وہان پہنچنا معلوم ہوا ایسا رعب و ہراس اُسکی خاطر پر غالب ہوا کہ تھوڑا سا خزانہ و جواہر اپنے ناموس کے ساتھ لے چوردروازے سے نکل بیجاپور کی طرف ایسا بھاگا کہ پھرکسی نے اُسکی مرگ و زیست کی خبر پائی علی الصّباح جب نواب بہادر کو ضبط کرنے مین اساس و اسباب سپہسالار

فراری کے مصروف تھا خبر بھاگ جانے کی راجہ کے اور بے جنگ خالی ہونے قلعے کی گوش حقیقت نیوش مین پہنچی معتمدون کو واسطے جمع کرنے اسباب متروکہ لشکر سپہسالار کے چھوڑ آخود اُس قلعے مین داخل ہوا اور بے منازعت و ممانعت اموال و اسباب بے شمار جو اسلاف نے راجہ کے قرنون سے اُس حصار مین جمع کیا تھا تصرّف مین او لیا سے دولت حیدری کے آیا تب نواب بسالت جنگ کی تحذیر واجب و لازم جان سوادادھونی مین جاڈیرا کیا اور دوسرے روز نواب بسالت جنگ کو زبانی ایک معتمد کے یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ دو مہینے کے عرصے سے سپاہ سفر کی تاب و تعب مین گرفتار ہی اور دارالامارت سے خزانہ منگانا متعذّر و دشوار اِس لئے تم مبلغ دس لاکھ روپیہ بالفعل واسطے انجام مصارف ضروری فوج کے بھیج دو نہین تو جسطرح ہوسکے اِسقدر روپیہ وصول کرنے کی فکر عمل مین آئیگی نواب بسالت جنگ نے جب صورت رہائی اِس کام نہنگ سے کچھ نہ دیکھی بے چون وچرا مبلغ مطلوب بھیج دیا اور زمانہ سازی کو کام فرما کے ایک مکتوب اتّحاد اسلوب لکھکر دوستی کی بنا کو قایم کیا بعد انفصال اِس معاملے کے نواب بہادر ابراہیم خان دھونسا کی طرف طبل کوچ کا بجوایا اور اِس عرصے مین محمد علی کمیدان بھی اپنی فوج سمیت وہان آن پہنچا تھا جو ہین صدا سے آمد آمد لشکر ظفر پیکر کی دھونسا کے کان مین پہنچی سپہسالار کے لشکر کی تباہی اور بسالت جنگ کی فرمان برداری کو اپنے حال کا ترجمان جان کر بدون جنگ و پیکار بر جعت قہقری حیدرآباد کو سدھارا یغماگران حیدری نے دھونسا کے لشکر پر گر اُسے زیروزبر و درہم و برہم کیا اور چالیس پچاس شتر محمولہ اشیاے نفیسہ دس ضرب توپ تیس ہاتھی قبضہ

تصرّف مین لاکر مارتے مارتے راے چور تک تعاقب کیا مرار راو اور نواب حلیم خان حاکم کرپہ اور راجہ چیتل درگ اِن تینون حیلت گرون نے جو ابراہیم خان دھونسا کو نواب بہادر کے ممالک محروسہ کی تخریب پر ترغیب و تحریض کرتے تھے جب دیکھا کہ اُس نقّارے نے مغز سے کچھ آواز نہین نکالی اُسّے جدائی اختیار کر ہر ایک اپنے اپنے مقام کو پھر گیا تب نواب بہادر نے ساتھ فتح و فیروزی کے بلّاری کی طرف نہضت فرمائی

تسخیر فرمانا نواب حیدر علي خان بہادر کا قلعہ گُتّي کو اور گرفتار کرنا مرار راو فتنہ انگیز کا جو ایک ہزار ایک سو سّتاسی ہجری مین واقع ہوا

مرار راو نواب بہادر کی ترقی دولت خداداد کو دیکھ تخم حسد کا اپنے سینے مین بویا کرتا اور منہدم کرنے مین اُسکے قصر شوکت کے درم و قدم و قلم سے قاصر نہوتا تھا چنانچہ جن روزون کہ ترمک راو مادھوراو پیشوا کا مامون پونان سے آکر ممالک محروسہ حیدری مین مصدر فتنہ و فساد کا ہوا تھا اور نواب موصوف باقتضاے مصالح ملکداری متحّرک سلسلہ صلح ہوا اور ترمک راو نے اپنے لشکر کی تلف اور اخراجات کثیر لشکرکشی پر نظر کرکے چاہا کہ نواب بہادر سے مصالحہ کو مراجعت کرے مرار راو نے ترمک راو کو تسخیر پر ملک بالاگھات کے ترغیب کر فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا تھا چنانچہ اُسی سبب سے چرکولی کی جنگ مین صدمۂ عظیم فوج حیدری کو پہنچا اور ترمک راو نے نیل مقصود جان سلامت لیجانا غنیمت جانا اِسکے ساتھ بھی نواب دریادل تالیف

قالب پر مرار راو کے متوجہ رہا لیکن وہ حاسد ناتوان بین شب و روز تدبیر مین بر ہمی دولت خداداد کے رہا کرتا تھا جب اور کسی طرف سے اُسکو صورت کشاد کار نظر نہ آئی تب نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی کو عداوت برقایم کیا اور ابراہیم خان کو جو حیدر آباد مین بستر استراحت پر سویا ہوا تھا ملک بالا گھات کی تسخیر کے لیئے جگایا نواب والاقدر اگرچہ اِس امر سے بخوبی آگاہی رکھتا تھا مگر سزا دینا اُس بدکردار کا اور وقت پر موقوف رکھا تھا در ینولا کہ فضل سے کریم کارساز کے بسالت جنگ کے لشکر نے گوشمالی واجبی پائی اور دھونسا نے بھی جب اُسیر چوب قرار واقعی پڑی صدا الحفیظ کی دے میدان سے منہ پھیرا نواب بہادر نے اُکھیڑ ڈالنا خارون کا اپنے گلشن اقبال سے مصلحت جان قلعہ گُتّی کی طرف جس مین مرار راو معہ عیال و اطفال رہتا تھا نہضت فرمائی اور جب سواد شہر مین نواب بہادر کا ڈیرہ پڑا ایک معتمد کی زبانی مرار راو کو پیام بھیجا کہ اگر قلعہ گُتّی اولیاے دولت کو تسلیم کر دے تو تعلقہ سوندھ کہ مکان سیر حاصل ہی اُسکے عوض مین اُسے عنایت ہوگا اور وہ تعلقہ صدمہ تاخت و تاراج لشکر حیدری سے ہمیشہ محفوظ رہیگا لیکن راو موصوف نے مطلق اِس نصیحت کو جو سراپا موجب اُسکی جمعیت خاطر کا تھا گوش رضا مین جانہ دی نواب بہادر نے جب دیکھا کہ کام مدارا سے گذر چکا تب بہادران لشکر شکن کو حکم فرمایا کہ قلعہ کو محاصرہ کرین بہادران نصرت شعار نے توپین قلعہ کوب بلندی پر چڑھا پیام دندان شکن زبانی سفیران گولے کے متحصّنین قلعہ کو بھیجا اور اُس طرف سے مرار راو بھی جسکا دماغ دود نخوت سے بھر رہا تھا اِسکا جواب وکیلان ہم جنس کے حوالہ کرتا تھا آخر کار جب مرار راو نے آتش دستیان حیدری گولہ اندازون کی دیکھین اور معلوم کیا کہ گولون سے توپون اور غبّارون

کے ضرر کا ی قلعہ کے مکانون اور رہنے والون کو پہنچنا ہی حفاظت کرنے مین برج
وبارہ کے مشغول ہو جنگ کو طول دینے اور ہر روز خطوط پھونان کو روانہ کر وہان
سے اعانت طلب کرنے لگا مگر جاسوسان حیدری مرار راو کے قاصدون کو
معہ مراسلات گرفتار کرحضور مین لاتے آخر الامر جب ایّام محاصرہ طول کھینچا اور
کسی طرف سے مدد و کمک نہ پہنچی اور تالاب کا پانی جو درمیان قلعے کے
موجب زیست خلایق کا تھا خشک ہوگیا مرار راو عاجز ہو ایک وکیل اپنی جانب
سے حضور مین نواب بہادر کے بھیج عفو جرایم کی استدعا کی نواب بہادر
نے اُسکے حال زار پر رحم کرایک عنایت نامہ مشعر نوید جان بخشی اُسی
وکیل کے ہاتھ عنایت فرمایا تب مرار راو ایک پالکی پرسوار ہو چند خدمتگار ساتھ
لئیے لشکر ظفر پیکر مین آیا کارپردازان درگاہ نے حسب الحکم اُسکو ایک
علحدہ خیمہ مین اُترنے کو جگہہ دی اور بہادران قلعہ شکن نے بموجب ارشاد
نواب ممدوح کے تھانہ قلعہ مین قایم کیا مرار راو نے ہرچند لجاجت کی اور مستدعی
ملاقات کا ہوا دعوت اُسکی قرین اجابت نہوی بعد دو تین روز اُسکو بعزّت
تمام معہ ناموس سریرنگپٹن کو روانہ کیا بعد اس فتح نمایان اور ضبط کرنے
مال اموال کے نواب بہادر واسطے انتظام کرنے تعلقہ سوندر کے متوجہ
ہوا انھیں دنون جاسوسون نے یہہ عرض کی کہ پونان کے کارپردازون نے بسالت
جنگ سے نوشتجات سے خبر محصور ہونے مرار راو کی سنکر چالیس ہزار سوار
اُسکی کمک کے لئیے روانہ کئیے تھے جب وے قریب کورٹک کے پہنچے خبر مسخّر
ہونے قلعہ گتّی اور مرار راو کے مقیّد ہونے کی سنکر پونان کو پھر گئے اس مابین
مین نواب بہادر کو محمد علی کمیدان کی طرف سے گونہ رنجش پیدا ہوئی سبب اُسکا
یہہ تھا کہ طبیعت کمیدان کی مدّت سے اسراف پر مائل تھی اور چونکہ وہ کسیطرح

اپنی فضول خرچی سے دست بردار نہوتا تھا اور اکثر بے اجازت سرکاری اموال کو بیجا صرف کرتا چشم نمائی اُسکی واجب جان رسالہ داری سے اُسے معزول کر وظیفہ شایستہ ماہواری اُسکے لئے مقرّر فرمایا اِس عرصے مین قلعہ ہرپال اور تعلّقہ نیگت گری جو مرار راو نے بزور راجہ کے تصرّف سے نکال اپنے قبضے مین لایا تھا اولیاے دولت خداداد کے ضبط مین آیا ؎

مسخّر ہونا چیتل درگ اور گرفتار ہونا راجہ کا معہ دیگر سوانح جو ایک ہزار یکسو اسّی ہجری مین واقع ہوے

اگلے دنون مین جب نواب بہادر منظفی کرنے مین نائرہ فساد رالھوپیشوا کے تعلّق خاطر رکھتا تھا ایک شخص کارپردازون سے ہرپن ہلّی کے جو نواختہ وپرداختہ راجہ چیتل درگ کا اور حالات لشکر وذخایر واموال سے اُسکے واقف تھا اپنے آقا سے بغاوت کر حضور مین آیا یہ شخص ہمیشہ اُس راجہ کی شکست مین سعی اور نواب ممدوح کو واسطے تسخیر کرنے چیتل درگ کے ترغیب وتحریض کیا کرتا چنانچہ نواب بہادر نے ہیبت جنگ بخشی کو معہ فوج اُس طرف روانہ فرمایا چنانچہ تفصیل اِس واقعے کی اوراق سابق مین مبیّن ہوئی ہی بعد چندروز کے راجہ نے چیتل درگ کے اُس شخص کے رہنے کو جو اُسکے راز کا غمّاز تھا حضور مین نواب بہادر کے موجب زوال اپنی دولت کا جان ایک عرضداشت اِس مضمون کی ارسال کی کہ اگر وہ شخص حضور سے یہان بھیج دیا جاے تو مین پیشکش لایق حضور مین گذرانونگا نواب بہادر نے راجہ کے معروضہ کو قرین صدق تصوّر کر اُس کارپرداز کو مرزبان ایلچی کے ساتھ رخصت

فرمایا جب وہ کار پرداز خدمت مین شوم شنکر راجہ چیتل درگ کے پہنچا راجہ نے پہلے اُسکی استمالت کے لیئے ایک خلعت گران معہ مالۂ مروارید وپدک الماس وغیرہ عطا کر تمامی امور مالی و ملکی بر اپنے اُسکو اختیار دیا چونکہ وہ تنگ ظرف وکم حوصلہ تھا چند روزہی کے عرصے مین اکثر آدمیونکو بے آبرو کیا راجہ اگرچہ اُسکے تعدّی سے تنگ تھا پر اغماض کرجویاے فرصت کار رہا جب بیباکی و سفّاکی اِس کار پرداز کی نہایت کو پہنچی اُسکو ایکدن بڑے تپاک سے اپنے حضور مین بلا کر عیّارونکو اِشارہ کیا کہ اُسے قتل کرین پر اِس اندیشہ سے کہ ایسا نہو کہ اُس کار پرداز کے مارے جانے کی خبر سنکر غضب حیدری مشتعل ہو اپنے اُنگلی کاٹ لباس خون آلودہ کر اپنچی کے مرزبان کو فی الفور اپنے پاس بلا یہہ ظاہر کیا کہ اِس کار پرداز نے حق نمک فراموش کر مجھپر خنجر چلایا تھا جسّے میرا ہاتھ زخمی ہوا مگر میرے نوکرون نے چالاکی کر مجھکو اُسکے شر سے بچایا اور اُس وخیم العاقبت کو جہنّم مین بھیجا لازم ہی کہ اب تم مہربانی کی راہ سے حضور مین نواب بہادر کے اِس روداد سے اطّلاع دو اور بے تقصیری میری ظاہر کرو جب یہہ واقعہ زمیندار اپنچی کے معروضہ سے نواب بہادر کو پہنچا بہ سبب اشتغال نظم و نسق پرگنات اور قلعجات اُس نواح کے اغماض فرما راجہ چیتل درگ کا سزا دینا دوسرے وقت پر ملتوی رکھا تھا اِن دنون کہ تنظیم و تنسیق سے مہمّات ملکی کے فراغت حاصل و عنایت ایزدی ہرصورت سے شامل حال تھی نواب بہادر نے فیض اللہ خان سپہدار کو واسطے گوشمال اُس راجہ کے معہ فوج کثیر رخصت کیا خان موصوف نے بے لڑے بھڑے اُس سفیہ ناعاقبت اندیش کو طرف مسلک سلامتی کے رہبری کی تا اُسنے ایک ہزار اشرفی و ستّر ہزار روپیہ بابت جرمانہٴ گستاخی علاوہ

پیشکش مقرّری کے دینا قبول کیا جب یہہ سب باتین فیض اللہ خان کے معروضہ سے حضور مین منکشف ہوئین اُس ریاست قدیم کی برہمی منظور نفرما ایک خلعت معہ سند بحالی ملک سابق دستور اُس راجہ کو عنایت کیا اور یہہ حکم دیا کہ راجہ ایک فوج اپنی طرف سے لشکر ظفر پیکر مین متعین رکھے جب اُس راجہ کو یہہ سند بحالی کی پہنچی خوش و خرّم اپنے دار الحکومت مین قیام کر دو ہزار پیادے اور چھہ سو سوار اُردوے معلّی کو روانہ کیا جب نواب بہادر کو گوری کوتہ و سکایان و دوبری وغیرہ کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی اور اپنے تھانے وہان بٹھا چکا تب راجہ چیتل درگ کو حضور مین طلب کیا راجہ حیلہ جوئے ناموجہ عذرون کو پیش کر حاضر ہونے سے تقاعد کیا نواب حیدر دل نے اور راجون کی معرفت جو لشکر فیروزی اثر مین حاضر تھے اُس راجہ سفیہ کو یہہ کہلا بھیجا کہ خیریت اُسکی اسی مین ہی کہ قلعہ چیتل درگ کو تسلیم کر خود حلقہ اطاعت کا کان مین ڈال معسکر نصرت اثر مین حاضر ہووے اور بجاس ہزار روپی کی جاگیر پر جو اُسکو عنایت ہوگی قناعت کرے مگر اُس ابلہ نے قلعہ کی متانت واذوقہ کی کثرت وطیّاری آلات حرب پر مغرور ہو گوہر مواعظ کو گوش رضا مین جگہہ نہ دی اور دوسرے ہندو سردارون کو جو موافق اپنی آئین کے جنگ کرنے کو ساتھہ اہل اسلام کے موجب مثوبات اخروی تصور کرتے تھے اپنے ساتھہ متّفق و ہم عہد کیا اور پہاڑون کی گھاٹیون کو اپنے پیادون سے مضبوط کر خود استحکام دینے مین برج و بارہ قلعے کے مشغول ہوا جب یہہ وقائع ناملایم حضور مین معروض ہوے نواب بہادر معہ توپ خانۂ آتش بار و افواج خون خوار اُس طرف متوجّہ ہوا اور عرصے مین ایک سال کے مساعی جمیلہ کشورکشائی سے ہزارہا ہزار کفّار نابکار کو تہ تیغ کر تمامی کمین گاہ اطراف قلعہ

کواپنے قبضے تصرّف مین لا قریب قلعہ کے پہنچکر نزول فرمایا اور حسب الفرمان بہادران قلعہ شکن نے اُس حصار فلک آثار کو محاصرہ کر توپ مارنی شروع کر دی ہر روز قلعہ سے ایک گروہ جانبازون کا باہر نکل کر وادمردانگی کی دیتا تھا اگرچہ لشکر قاہرہ کے بیلدارون نے اطراف قلعہ کے درختون کو کاٹ محصورین کے نکلنے کی راہ پرخار بست مستحکم کھینچا تھا اور گولند از ان چابکدست نے ایک چھوٹے پہاڑ پر جو قلعہ کی اُتر جانب تھا توپین چڑھائین پر ہر روز جس قدر ریے لوگ دیوار قلعہ کی منہدم کرتے محصورین شباشب دیوار جدید بنالیتے اور گاہ گاہ شب کو حیدری مورچون پر پہنچ کر شربت شہادت غازیون کو پلاتے اور شہیدون کے سرون سے مالا بنا اپنے گلون مین پہنتے اور راجہ سے اُسکا انعام و صلہ لیتے تھے نواب بہادر نے بسبب زیادہ طول کھینچنے عرصے محاصرے اور فتح نہ ہونے قلعہ کے محمد علی کمیدان کے احضار کا حکم دیا کمیدان مذکور نے فوراً حاضر ہو شرف قدم بوسی حاصل کیا نواب بہادر نے حاضرین سے مخاطب ہو فرمایا کہ محمد علی گھوڑے ہاتھی فقیرون کو دیتا ہی پس ہم غازیون اور مجاہدون کو جو تیغ زنی کرتے ہین کیا دین کمیدان نے زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ اس سے کیا بہتر ہی کہ مجھسا کمترین بندگان سرکار دولت مدار گھوڑے ہاتھی فقیرون کو دے اور خداوند نعمت منصب و جاگیر جنکا بخشنا حضور ہی سے متعلّق ہی غازیون او مجاہدون کو عطا فرمائین نواب بہادر نے یہہ جواب سن تبسّم فرمایا اور محمد علی کو بعطای خلعت فاخرہ معہ پدک مرصّع و مالۂ مروارید بیش بہا سرفراز اور فی نفر دو رُپی اضافہ ماہواری اُسکے سپاہیون کا کرواسطے تسخیر کرنے قلعہ کے حکم دیا چون محمد علی کو فقیرون کی صحبت کے فیض سے چندان دل بستگی دنیا کی مال سے نتھی بمجرّد پہنچنیکے اپنے خیمہ مین سب اجناس و اشیا کو جو حضور سے انعام پایا

بھا پہنچکر دوستون فقیرون اور سپاہیون کی ضیافت کی اور فقرا سے ہمّت طلب کر مسلّح ہو اپنی فوج سمیت اُسی شب کو ایک مکان پر جو قلعہ کی حفاظت کے واسطے اُس سے زیادہ مستحکم کوئی مقام نہ تھا حملہ کر تصرّف مین لایا اگرچہ جماعہ مخالف نے کوشش مین قصور نہ کیا مگر بہادران اسلام کے ہاتھ سے یہان تک عاجز ہوے کہ قلعے سے نکل آئے اور لڑنا موقوف کیا جب بہادران لشکر ظفر اثر قریب قلعے کے پہنچے ترس و ہراس محصورون کی خاطر پر اِس قدر غالب ہوا کہ گروہ گروہ لکڑی گھاس وغیرہ سامان خوراک لانے کے بہانے قلعے سے نکل لشکر حیدری مین داخل ہو سایۂ عاطفت مین رہنے لگے لیکن قریب چھہ ہزار پیادے کے جو ہم جنس راجہ اور قدیم الایّام سے اُسکے نمک خوار تھے جان سے ہاتھ دھو قلعے کے برجون کی پناہ سے عسکر حیدری کو ہنوز صدمہ پہنچاتے تھے جب عرصہ دراز منقضی ہوا نواب بہادر پانچ ہزار پیادے کرناٹکی دو ہزار سپاہی و ایک ہزار سوار واسطے تاخت و تاراج نواح قلعے کے تعین فرما خود بدولت وہان سے کوچ کر چار فرسنگ پر خیمے قایم کیے علّت غائی اِس اِرادے کی یہہ تھی کہ اگر راجہ بے باکانہ قلعے سے نکل میدان مین آوے تو یکبارگی حملہ کر اُسکو اسیر کر لین اِسی عرصے مین یہہ قضیہ اتّفاقی وقوع مین آیا کہ راجہ کا سسرا اور اُسکے دو لڑکے جو اُسکے ساتھ قلعے مین محصور تھے ایک روز وہ دونون لڑکے چند سوار و پیادون کے ساتھ واسطے پرستش کے ایک بتخانے مین جو قلعے کے باہر ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا گئے فتنہ انگیز غمّازون نے راجہ سے یہہ ظاہر کیا کہ تمھارے دونون نسبتی بھائی واسطے ملازمت نواب بہادر کے گئے ہین راجہ نے اِس بات کے سنتے ہی بے تامّل اپنے بے گناہ سسرے کا سر کاٹ ڈالا اور مال و اسباب اُسکا لوٹ اُسکے گھر لو

جلا دیا جب یہہ واقعہ جگر سوز اُن دونون برادر نے سنا اپنے مشیرکار سے مشورت کرت کرمین نواب بہادر کے پہنچے تب نواب بہادر نے اُنکی بیچارگی پر ترحّم فرما معرفت راجہ ہرپن ہلّی کے دونون بھائیونکو حضور مین بلا دو خلعت فاخرہ معہ جواہر گران بہا دونونکو عنایت کیا اور ساتھ بخشنے سند بحالی تعلّقہ موروثی کے اُنھون کو امیدوار فرمایا جب اُنکو اطمینان حاصل ہوا فوج حیدری کو ساتھ لے ایک راہ سے جو بخیلون کے دل سے بھی زیادہ تنگ اور کاکل سے عنبرین مویون کے زیادہ پرپیچ تھی چوٹیون پرجبال فلک تمثال کے چڑھ گئے غازیان شیرصولت نے ایک ھفتے تک محنت رات و دن کی اختیار کربڑے بڑے پاتھر غبّارون سے اُڑا کر بہتونکو ہستی سے سبکدوش کیا اور ہر طرف گلندازبرق سے آگ باروت کے مخالفین کی آنکھونکو خیرہ کرتے اور جو قلعے سے نکل گریز کا عزم کرتے سپاہ حیدری اُنکے سلاح و اموال چھین لیتی جب مخالفین کی پریشانی حد سے گذری اور غلغلہ اُنکی فریاد و فغان کا راجہ کو پہنچا جوش جہالت سے مسلّح ہوجب قلعے سے نکلا تو کیا دیکھا کہ اُسکے کام کے لوگ سب کام آئے اور اُسکے لشکر کے سب نامدار غازیون کے ہاتھ کی ضرب کھا خاک پر اکثر تو بے حس وحرکت اور بعضے زندہ زخمون کے درد سے بیقرار لوٹ رہے ہین اور باقی فرار پر مستعد ہین راجہ نے ہرچند کہا کہ یارو کہان بھاگے جاتے ہو پھرو ٹھہرو لیکن کسی نے نہ سنا اور ہرایک نے اپنی راہ لی اِس اثنا مین محمد علی کمیدان ساتھ بہادران لشکر نصرت قرین کے بے ممانعت اغیار درمیان قلعے کے جا داخل ہوا اور راجہ کی حرم سرا اور سب کارخانون پر اُسکے اپنے محافظ معتمد بیٹھا راجہ کو ساتھ لے بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا نواب بہادر نے راجہ کو معہ اُسکے لواحق سرینگپٹن کو روانہ کرشادیانہ فتح کا بجوا

محمد علی کمیدان کا پایۂ عزّت و اعتبار بلند کیا اور اُن مجاہدین کو جنھون نے قلعے کے فتح کرنے مین داد شجاعت کی دی انعام شایستہ عطا فرما خوشدل کیا؛

فتح کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ کنچی کوتہ وغیرہ کو اور گرفتار ہونا نواب حلیم خان حاکم کرّپہ کا اور تباہ ہونا اُس خاندان کا

جب نواب بہادر نے بعد کد و کاوش تین برس کے ایک ہزار ایک سو نوّے ہجری مین تسخیر سے قلعے چیتل درگ کے اور انتظام سے اُس نواح کے فراغ کلی حاصل فرمایا خاطر عاطر مین گذرا کہ دولت خواہون کے طلاے اخلاص کو امتحان کی کسوٹی پر جانچیے اور مکنون ضمیر معاندان اِس دولت خداداد کو معلوم کیجیے چنانچہ اِسی جہت سے دو تین روز تک اپنے تئین بیمار مشہور کر خیمۂ خلوت سے باہر نہ آیا اور امیرون نے موافق حکم کے اُسکے اِنتقال کی خبر اِس جہان فانی سے شائع کر ایک صندوق مخمل سیاہ سے منڈھ عنبر و کافور سے اندودہ اور معطّر کر مولودخوانون کے ساتھ سرپرنگپٹن کو روانہ کیا اگرچہ اِس عرصے مین اہل کاران خردمند نے ضبط و ربط مہمّات مین ایسی چوکسی کی کہ امور ملکی و مالی مین مطلق خلل واقع نہ ہوا مگر لشکر کے لوگ جو شمار سے باہر تھے تابوت کو دیکھ سر پیتنے اور واویلا کرنے لگے جب اِس واقعہ ناملایم کی خبر منتشر ہوئی سب امیران دولت خواہ اطراف و جوانب کے عزا داری مین مشغول ہوے مگر نواب حلیم خان حاکم نے کرّپے کے جو نواب بہادر کی طرف سے دل مین کینہ رکھتا تھا اِس خبر کے سنتے ہی سجدۂ شکر ادا کر قسم قسم کی شیرینی اپنے تمام شہر

والون پر تقسیم کی اور شادیانے بجوائے جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی نائرہ غضب حیدری مشتعل ہوا اور جیسے خورشید نیم روز ابر کے پردے سے ناگاہ نکل آتا ہی خلوت سے ساتھ کمال جاہ و جلال کے بر آمد ہو سرداران لشکر اور قلعہ داران اطراف کو جنھون سے آثار نمک حلالی و اخلاص کیشی کے ظہور مین آئے تھے خوش دل و مطمئن ہو فرا خور حال ہر ایک کے خلعت فاخرہ و جواہر و اسپ و فیل و سلاح و جاگیر عنایت فرمایا اور پیش خیمۂ کرپے کی طرف روانہ کیا اِس اثنا مین میر علی رضا خان کی عرضداشت سے یہ منکشف ہوا کہ نواب حلیم خان جمع کرنے مین سپاہ و آلات حرب و پیکار کے مشغول ہی اِس مضمون کے دریافت ہونے سے دریاے غضب حیدری کا اور بھی جوش مین آیا فوراً معہ فوج دریا موج کرپے کی طرف نہضت فرمائی نواب حلیم خان نے جب اِس سیل جوشان کو اپنی طرف متوجہ دیکھا گھبرا کر محمد غیاث نام ایک معتمد کو سفارت کے عہدے پر حضور مین بھیجا اُس سفیر کاردان نے سعادت باریابی کی حاصل کر چاہا کہ کسی طرح بھڑکی ہوئی آتش غضب حیدری کو تسکین دیکر آشتی و صلح کی بنا بدستور سابق مستحکم کرے لیکن چونکہ مکنون ضمیر حلیم خان کا تمام فاش ہو چکا تھا نواب بہادر نے چین بجبین ہو کر وکیل سے یون کہا کہ حلیم خان نے ہمارے حقوق سابق کو خوب ادا کیا و دوستی و محبّت کی خوب ہی داد دی سبحان اللہ جب ہمارے انتقال کی خبر سنی شیرینی تقسیم کی اور نوبت بجائی اب تو جا کر اپنے موکّل سے کہہ کہ اب وقت صلح کا گیا جنگ کا سامان طیّار کرے کہ ہم پہنچتے ہین محمد غیاث نے جب دیکھا کہ نواب بہادر کے غضب کی آتش تسکین پانے والی نہین ناچار بے نیل مقصود وہان سے پھرا اور جو کچھ دیکھا سنا تھا اپنے آقا سے بیان کیا بعد چند روز کے

یہہ خبر پہنچی کہ نواب حلیم خان نے فوج کو اپنے بھتیجون کی سرکردگی مین دھور کی طرف بھیجی تھی میر علی رضا خان سے جنگ واقع ہوئی اور افغان غالب رہے نواب بہادر نے اِس خبر کو سُن اُسطرف کو تاخت کی اور صاعقے کی طرح شب تار مین دشمن پر جا گرا شمشیرین برق کے مانند چمکنے لگین اور بان شہاب ثاقب کے طرح گرے ؎

نظم

عدو بخت خوابیدہ پر ناگہان ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وہان

اجل جو کمینگاہ مین تھی کہین سو وہ آگئی اُن کے سر پر وہین

وہان برق شمشیر جسپر گری جلی زیست کی اُسکی کھیتی ہری

برادر زادون نے حلیم خان کے جب شیرازہ اپنی فوج کا ٹوٹتا دیکھا نا تجربہ کاری سے پانون جرأت کا قایم کیا اور جہان تک ہوسکا جنگ کی آخرکار جب ابواب بلا کو ہر چہار طرف سے کشادہ دیکھا ہاتھیون پر چڑھ کر چلنے کی راہ لی نواب بہادر نے خود بدولت معہ سواران تیز جلو اُنھون کی تعاقب کی اور جسوقت چار فرسنگ راہ طی ہوئی اور سواری خاص قریب آبادی بانس ہلّی کے پہنچی صبح روشن ہوئی اور صورت خویش و بیگانے کی معلوم ہونے لگی تب دشمنون کو ہر طرف سے گھیر بازار ستیز و آویز گرم کیا افاغنہ اگرچہ کمتر تھے مگر چونکہ تقدیر نے دماغ کو اُس قوم کے نخوت سے بھر دیا ہی مطلق کثرت سے فوج حیدری کے ہراسان نہوے اور ضرب تیغ دودستی سے میدان پیکار کو نمودار لالہ زار بنا دیا حلیم خان کے بھتیجون نے بھی داد تیراندازی کی دی کوئی دقیقہ تہوّر سے باقی نہ چھوڑا طلوع آفتاب سے دوپہر تک جنگ قایم رہی یہان تک کہ دو ہزار جوان فوج حیدری سے کام آئے آخرکار باقی افاغنہ ایک قلعے مین جو راہ کے قریب

تھا جا کر پناہ لی پر گولنداز ان حیدری نے حسب الامر توپین لگا گولون سے حصار کی دیوار گرا دی بہادران مظفّر نے بہتون کو تہ تیغ کیا اور بقیّۃ السیف تین سو جوان زندہ اسیر ہوئے شادیانے فتح کے بجنے لگے نواب بہادر نے بعد ضبط غنایم کے وہان سے پیشتر کوچ فرمایا اور ایک ہی حملہ رستمانہ مین شہر کرپے کو مسخّر کر کار پردازان درگاہ کو فرمایا کہ دونون برادرزادون کو حلیم خان کے علحدہ خیمے مین اور باقی اسیران افاغنہ کو اور خیمون مین نظربند رکھین اور جوانان پردل اُن کے محافظ رہین علی الصّباح نواب بہادر نے ابو محمد کو جو ملازم قدیم اور سردار چوبدارون کا تھا حکم فرمایا کہ حلیم خان کے برادرزادون پاس جا نرمی اور چرب زبانی کے ساتھ اُنسے سلاح دستیاب کرے حسب الحکم اُسنے اُن ناتجربہ کارون کے پاس جا ظاہر کیا کہ نواب بہادر کو دیکھنے سے تمھاری جلادت و تہوّر کے ایسا منظور رہی کہ تم دونون کو عمدہ کامون پر سرفراز فرماوے اِس صورت مین سلاحون کا اپنے پاس رکھنا باعث بدگمانی ہی لازمہ دانائی یہہ ہی کہ اُنھین مجھکو دیجئے تا حضور مین پہنچادون اور خاطر سے نواب بہادر کے دغدغہ عناد و اندیشہٗ فساد کو رفع کرون اُن جوانون نے باقتضاے بسالت جبلّی یہہ کہا کہ عمر گذشتہ کی خیر و خوبی کا پھر حاصل ہونا تو معلوم بالفعل جب تک جان تن مین ہی ہم سے سلاحون کے لینے کی توقّع نرکھا چاھئے جب ابو محمد نے یہہ جواب ناصواب حضور مین عرض کیا تب ایک جماعت پیادگان نیزہ گذار اور بندوقچیان قادر انداز کو یہہ حکم ہوا کہ وے اپنے رعب و ہیبت کو اُن پر ظاہر کرین شاید اِس جہت سے وے ہتھیار حوالے کرین جونہین پیادے اُس خیمے کے نزدیک پہنچے وے سب جان شیرین سے ہاتھ دھو لڑنے پر مستعد ہو گئے اور اُن مین سے جبّار خان و رحمان خان

وستار خان و قادر خان نے جو چار برادر حقیقی اور نواب عبدالرزاق خان دولت زئی کے بیٹے تھے تلوار بن میان سے کھینچکر نیزہ دارون اور تفنگچیون پر حملہ کیا اور کتنے آدمیون کو قتل کر نواب کے خیمے بر آگرے دربانون کے ہاتھ سے تین شخص تو مارے گئے بر جو تھے نے جو نہین جرأت کر طرف خلوت خانے کے جہان نواب بہادر بیٹھا تھا قدم برہایا وہین ایک ملازم حضور نے اُسکو بھی بار ہستی سے سبکدوش کیا نواب بہادر نے جب جرأت و جہالت اُن چارون کی دیکہی اُس قول مشہور پر عمل کر کہ ریاست بے سیاست نہین ہوتی اِن سبھونکے قتل کا حکم دیا چنانچہ وے سب فوراً مارے گئے مگر وے چند نفر جنھون نے اپنے تئین شیخ و سید ظاہر کیا تھا اس سیاست عام سے بچگئے تب نواب بہادر نے واسطے حفاظت شہر کے ایک جماعت سوار اور پیادون کی تعین فرمائی اور سواران یغما گر کو حکم دیا کہ سدھوت پر جو حلیم خان کا مامن ہی تاخت کرین مگر خان مذکور سوارون کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج کی تباہی اور مارا جانا برادرزادون کا سب سردارون کے ساتھ اور دخل حیدری مین آنا شہر کرتہلے کا سن برج و بارہ قلعہ سدھوت کو مستحکم کر شہر مین منادے کر دی کہ سب ملازم و رعایا اور شہر کے رہنے والے رات کو اپنے مال و ناموس قلعہ چیتل مین جو مقام محفوظ ہی لیجاوین جب سب لوگ اپنے اسباب و ناموس لیجانے لگے حلیم خان نے زر و جواہر اپنا بھی شہر والون کے اسباب کے ساتھ قلعے سے نکال روانہ کیا جب یہہ خبر سواران یغماگر حیدری نے سنی جلد گھوڑے اُٹھا اثناے راہ مین اِس خوان یغما بر جا پہنچے بہتون کو قتل کیا اور باقیون کو اسیر کرد وسرے روز حضور مین مع اموال مغروتہ حاضر ہوئے نواب بہادر نے اُن سوارون کو بہت سا اِنعام و صلہ عطا کر سدھوت کو نہضت فرما جلد اُس حصار کو محاصرہ کیا نواب حلیم خان

مجبور ہو محمد غیاث کو دوسری بار واسطے دریوزہ عفو جرایم کے روانہ کیا سفیر مذکور حضور مین آمنّت و سماجت نواب حلیم خان کی طرف سے ساتھ ایسی خوش بیانی کے پایہ عرض مین لایا کہ فوراً دریاے کرم و ترحّم حیدری جوش مین آیا اور زبان گوہر نشان سے یہہ ارشاد ہوا کہ اگرچہ گناہ حلیم خان کا قابلِ عفو نہین مگر عاجز نوازی کے روسے یہہ حکم کیا جاتا ہی کہ اگر اُسکو اپنے جان کی سلامتی اور ناموس و ملک کی حفاظت منظور ہی تو قلعہ کنجی کوتے کی کلید اور دس لاکھ روپی سرکار مین داخل کرے نہین تو پھر پشیمانی کچھ فایدہ نہ بخشیگی محمد غیاث نے اپنے موکّل کو نواب بہادر کے پیام سے آگاہ کیا مگر چونکہ سرانجام دس لاکھ روپی کا حلیم خان کی طاقت سے باہر تھا اِس سبب اُسنے لب کو اپنے لاو نعم سے آشنا نکیا جب عرصہ تین چار روز کا منقضی ہوا اور اُس گنبذ بے در سے کسی طرح کی آواز نہ آئی ماوہ غضب نواب بہادر کا ہیجان مین آیا میر علی رضا خان کو ساتھ افواج قاہرہ کے واسطے فتح کرنے قلعہ کنجی کوتے کے حکم دیا خان مذکور منزل مقصود کو پہنچ ایک ہفتے کے عرصے مین قلعے کو ساتھ کلید شمشیر و خنجر خارا شگاف تدبیر کے فتح کر عرضداشت متضمّن نوید فتح حضور مین بھیجا اِس نوید کے پہنچتے ہی واسطے شلّک مبارکباد کے حکم ہوا اور امین کاردان واسطے انتظام کے وہان روانہ کیا اور میر علی رضا خان کو حضور مین بلا کر مورد نوازشات فرمایا جب یہہ خبر نواب حلیم خان کو پہنچی ماہی بے آب کی طرح مضطر ہو اپنے دیوان عبد الرّسول خان کو محمد غیاث کے ساتھ تیسری بار واسطے طلب عفو کے روانہ کیا اُن دونون نے حضور مین آکر عرض کی کہ حلیم خان غایت ندامت سے عرق انفعال مین غرق ہو رہا ہی اور اصلا درگاہ مین حاضر ہونے کا ارادہ نہین کرتا سب اپنے عیال و اطفال کو ایک حجرے مین جمع کر نیچے باروت بچھا توڑا ہاتھ مین لئے مستعد ہی کہ

باروت کو دیکھاوے اگرحضور سے ازراہ عاجزنوازی نوید امانِ جان و ناموس کی اُسکے کان مین پڑے تو اُسکی کشتی حیات اور اُسکے عیال و اطفال غرقاب بلا سے ساحل نجات کو پہنچتے ہین نہین تو آتش غضب حیدری سے طرفۃ العین مین جلکر خاکستر ہو جاٸنگے نواب بہادر اگرچہ وجود حلیم خان کو خار دامنگیر اپنی ریاست کا جانتا تھا تو بھی ہلاک ہونا اُسکا معہ قبائل طبع رحیم پر اُسکے گوارا نہوا اور عبد الرّسول خان و محمد غیاث کو یہہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ ملک و دولت دنیا معرض زوال مین ہی اور سواے ثبت کرنے اپنے نام کے نگینے پر روزگار کے کوئی اور امر ہمین منظور نہین اگر حلیم خان خواہان امان مال و جان کا ہی اُسکو چاہیے کہ ہماری افواج قاہرہ کوقلعے مین جانے دے تاوے نشان حیدری اُسپر بلندکر فتح کانقّارا بجاوین اگر اِس امر مین تمہارے موکّل سے اطاعت وقوع مین آوے تو البتّہ خط عفو کا اُسکے جریدۂ جرایم پر کھینچا جائیگا سفیرون نے جب یہہ نوید پائی قلعے مین جا حلیم خان کو سنائی چونکہ اُسکے عقل کا چراغ صرصر حوادث سے گل ہوگیا تھا اور بموجب تاکید اپنے پیر روشن ضمیر کے جسکا نام رزّاق شاہ تھا اُسنے تمامی محافظان قلعہ اور سرداران افاغنہ کو جو طالب نام وننگ و خواہان جنگ کے تھے قلعے کے باہر بھیجا اُس جماعت کے باہر نکلتے ہی چار ہزار سپاہی جرّار معہ دو نشان ظفر توأمان حسب الحکم نواب بہادر کے قلعے مین داخل ہو حلیم خان کو جو دیوان خانے مین سنگ فرش کی مانند مسند پر عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا جا گھیرا بہادران قانون شناس نے دروازون پرحصار وحرم سرا و کارخانجات کے محافظ معتمد تعین کر خان کو پالکی مین بیٹھا بارگاہ حیدری میں لائے نواب بہادر نے خان ذی شانکو معہ اہل حرم علحدہ خیمون مین ساتھ عزّت و آبرو کے رکھا میر علی رضا خان کو واسطے حفاظت و انتظام شہر کرنے کے سرفراز فرما خود ساتھ فتح و فیروزی

کے طرف دار الامارت سریرنگپٹن کے کوچ کیا اور منزل مقصود مین پہنچ منتظرونکے دیدۂ انتظار کو نور اور سینہ کو سرور عطا فرما کار پردازون کو یہہ حکم دیا کہ نواب حلیم خان کو معہ اُسکے توابع و لواحق شہر گنجام مین عزّت و احترام کے ساتھہ رکھین اور ضروریات و لوازم مایحتاج مین کسی طرح کی تصدیع و تکالیف اُسے نہ پہنچے چنانچہ خان مذکور نے اُس مقام مین چند روز کے بعد رحلت کی اور تبعہ و لحقہ نے اُسکے بھی ایک بعد دوسرے کے انتقال کر کشاکش مکروہات دنیاوی سے مخلصی پائی

فوج کشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا پائین گھات
پر بموجب ترغیب وتحریض نواب نظام علی خان ناظم
حیدرآباد اور فرمان روائے ریاست پونا ن کے

ہر چند داناؤن نے بغض و عناد و حسد وحرص کو خصال رذیلہ و افعال ذمیمہ مین شمار کیا ہی مگر اہل دولت اور جاہ طلبون کو واسطے توفیر خزانے و تکثیر اسباب جاہ و حشمت کے اِن ذمایم کے ارتکاب کرنے سے چارہ نہین بلکہ لاکھون آدمی کا قتل کرنا اور عالم مین ساتھہ صرصر قہر کے طوفان بلا کا اُٹھانا لوازم سے اُلوالعزمی کے سمجھتے ہین درینولا کہ دولت و اقبال نے مانند بندگان حلقہ بگوش کے جبین عجز و نیاز آستانہ حیدری پر رکھا تھا اور فتح و نصرت ملازمان خدمت گزار کے مانند بارگاہ مین اُسکے حاضر رہتی جسطرف فوج ظفر موج اُسکی متوجّہ ہوتی فتح وفیروزی ہمراہ دوڑتی اور جو سر دار گردن اُسکی اطاعت سے موڑتا جلّاد قضا وہین اُسے مرّدود تا تھا سارے حکّام اطراف

سکے اُسکی جاہ و حشمت روز افزون کی ترقی دیکھکر علی العموم خار کھاتے اور حسد کرتے علی الخصوص ناظم حیدرآباد و حاکم یونان جو دولت نواب حیدر علی خان بہادر کے کمال کو اپنی شوکت کا زوال سمجھتے تھے اِس واسطے باہم متفق ہو شب و روز اِسی تدبیر مین رہتے کہ کسی طور سے ریاست و دولت حیدری کی اساس کو متزلزل کرین اور چونکہ اُنکو یہہ یقین تھا کہ نواب بہادر سے میدان مین مقابلہ و جنگ کر کے عہدہ برآنہ ہوسکینگے لہذا ارادہ لڑنیکا بھی اُس سے نہ کرسکتے تھے آخرکار بعد بہت سے تامّل و تفکّر کے اُن دونون کی راے اِس امر بر قرار پائی کہ چونکہ شدید ہمّت و شجاعت صاحبان انگریز بہادر میدان کشور کشائی مین گرم تاہیز اور توپ خانہ آتشبار اُنکا خرمن سوز و بالا انگیز ہی اِس صورت مین مصلحت یہہ ہی کہ نواب بہادر کو واسطے جنگ صاحبان انگریز کے ترغیب دیجیئے اور خود دست بر دسے دونون سردار خونخوار کے محفوظ و تماشائی رہکر بستر راحت پر آسایش کیجیئے یہہ تدبیر ٹھہرا ناظم حیدرآباد و فرمان رواے پونان نے متفق ہو کر ایک مکتوب تحایف و نوادر سمیت حضور مین نواب حیدر علی خان بہادر کے اِس مضمون کا بھیجا کہ تسلّط صاحبان انگریز کا اِس ملک مین بہت بڑھا ہی اور آخرکار منجر طرف فساد عظیم کے ہوگا اور چونکہ ملک وسیع بنگالے کا ہمّت اور شجاعت کے سبب قبضۂ اختیار مین اِس گروہ کے آگیا ہی اور حاکم نے ملک پائین گھاٹ کے زبردست سمجھ اُن کی حمایت لی ہی یقین ہی کہ اب وے ہاتھ تصرّف و تغلّب کا اقلیم پر بالا گھاٹ و پونان و حیدرآباد کے بھی دراز کرینگے اِسواسطے لازمۂ ہوشمندی کا یہہ ہی کہ اِس سیلاب بلا کے آنے سے پہلے ہی ایک سد باندھا چاہیئے اور چونکہ وہ گروہ قابو جورا گھو شقی کی حمایت پر جسنے اپنے برادرزادے رشید کو خنجر بیداد سے ذبح کیا مشغول ہی

اِس سبب اِختلال کلّی ریاست پونان مین واقع ہوا ہی اِن سب وجوہات بر نظر کر ہم نے اِرادہ تسخیر کرنے بندر بانبئی کا جو انگریزونکے جہازونکا مقر ولنگرگاہ ہی مصمّم کیا ہی امید ہی کہ آپ بھی اِس معاملے مین ہمارے شریک و موافق ہون نواب بہادر نے اِن باتونکو خوب ملاحظے مین لا دونون سردارونکو یہہ لکھا چونکہ آپ دونون صاحبون نے اپنے مہمّات مالی وملکی کو اختیار مین کاربردازان نادان کے چھوڑ دیا ہی اِسی سبب سے امور آپ کے سب برہم درہم ہو رہے ہین اور تجربون سے یہہ بات معلوم ہوئی ہی کہ آپ لوگون کے عہد و پیمان پر وثوق کرنا نادانی سے خالی نہین اور حال آپ کے فوجون کا یہہ ہی کہ جنگ کے وقت نام وننگ کی پاس داری مین مطلق کوشش نہین کرتین اور مشقّت و زحمت کی زنہار متحمل نہین ہوتین اور کمال خوف وہراس کی جہت سے اپنی جان بچا میدان جنگ سے کنارہ کرتی ہین اور ساتھ جن لوگون کے کہ ارادہ مخاصمت و منازعت کا پیش نہاد خاطر عاطر ہی وے لوگ ایک دل و ایک زبان ہین ہر لمحہ اپنے کام مین ہوشیار ظاہرا اگرچہ کم دیکھائی دیتے ہین پر حقیقت مین بہت ہین اِس سبب سے کہ اُن مین جوش وحمیّت مردانگی ہی بھاگنے کو عار جانتے اور جام ہمّت و پردلی سے ایسے مست ہین کہ میدان جنگ مین مرجانے کو حیات جاودانی سمجھتے پس ایسے پرداون اور صاحب جگرون سے لڑنا ہر بیدل وجبان کا کام نہین ہی اور اِس قوم قوی بازو ہوشمند کے ساتھ مقابلہ کرنا آسان نہین اگر فی الحقیقت آپ کو فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کرنا ہی منظور رہی تو خوب مشورت اِس بات مین کر فوج وخزانہ جمع کر اپنے دارالملک سے پائین گھات مین آئیے اُسوقت یہہ دوستدار بھی شراکت سے پہلو تہی نہ کریگا اگر یہہ عزم بھی مثل سابق کے نقش بر آب ہی تو مخلص کو اِس تکلیف مالا یطاق سے معاف رکھیے

جب یہہ جواب ناظم حیدر آباد و فرمان رواے پونان کو پہنچا باہم مشورت کر عہد و پیمان کو بحلف و سوگند مستحکم کر نواب بہادر کو لکھہ بھیجا اور یہہ آخر کو قرار پایا کہ ناظم حیدر آباد تو واسطے انتزاع و تسخیر راج بندری و مچھلی پٹن کے متوجہ ہو اور فرمان رواے پونان بندر بنبئی کی تسخیر پیش نہاد خاطر کرے اور نواب بہادر آرکات پرجو پائین گھات کا دارالامارت ہی تاخت کرے اگرچہ نواب بہادر کو اس بات کا یقین تھا کہ ناظم حیدر آباد و کار فرماے پونان کا قول راستی سے بے بہرہ ہی تب بھی واسطے امتحان کرنے عہد و پیمان دونون دولت مند کے اپنے لشکر کی طیّاری کا حکم دیا اور چند روز مین جب ساز و سامان حرب کا مہیّا و درست اور لشکر حیدری مجتمع ہو چکا اور بخشیون نے فرد موجودات کی گذرانی اُس سے یہہ واضح ہوا کہ بارہ ہزار سوار رسالۂ خاص و بیس ہزار سوار یغما گر پندرہ ہزار سوار سلحدار اور چوبیس ہزار سپاہیان بار تہوّر شعار سواے افواج راجگان مطیع کے آستانہ دولت پر حاضر ہین تب رجّب کے مہینے سنہ گیارہ سو چورانوے ہجری مین نواب بہادر نے ساتھہ اُن افواج قاہرہ اور ستّر ضرب توپ قیامت آشوب اور کئی ہزار شتر محمولۂ زنبورک و بان اور کئی ہزار جزائل بردار کے بحر زخّار کی مانند آرکات کی طرف موج زن ہو معبر حکم سے عبور فرما نواح مین کلپاک کے قبّہ بارگاہ بلند فرمایا شاہزادہ کہین کریم شاہ بہادر کو معہ فوج و سواران یغما گر محمود بندر کو روانہ کیا اور خود وہان سے کوچ کر کوہچہ ترنامل کو ناظم آرکات کے تصرّف سے باہر کیا اور بعد اسکے قلعہ چیت پٹ کو کریم بخش نام قلعدار کے قبضے سے بعد محاصرہ و زد و خورد کے مستخلص کیا اور اس مقام سے شاہزادہ والا شان ٹیپو سلطان کو معہ فوج قوی واسطے تسخیر کرنے ارنی اور تمری کے نام زد فرما خود بدولت

فوج گران اور توپخانہ آتش فشان ساتھ لے شہر آرکاٹ کی طرف متوجہ ہوا اور جلد وہان پہنچ اطراف غالب پورہ کو مضرب خیام اور حصار عالم پناہ کو محاصرہ کر غلامان جان نثار اور فدائیان شیر شکار کو واسطے بنانے مورچے و دمدمے کے حکم دیا قلعدار اُسکا راجہ بیربر اور نجیب خان سالار جنگ بہادر ساتھ جمعیت پانچ ہزار سپاہیان بار اور دو ہزار سوار اور چار سو مرد اشراف کے اُس دار الامارت مین ذخیرہ مایحتاج و آلات حرب جمع کر مستعد رزم و پیکار ہوے علاوہ اِسکے تین ہزار آدمی شہر کے رہنے والے جنکے عیال و اطفال شہر مین تھے پاس حرمت کے اقتضا سے فدائیون کے مانند جان سپاری پر کمر باندھ برج و بارہ پر حصار کے چڑھ حمایت و حراست پر اُسکے مستعد ہوے اور دونون طرف سے آتشباری شروع ہوئی اب حال لشکر شاہزادہ ٹیپو سلطان اور شاہزادہ کریم شاہ بہادر کا سنئے جبکہ شاہزادہ کہین نے حضور سے پدر والا قدر کے رخصت ہو محمود بندر پر چڑھائی کی اور اُس معمورہ کو جو ملجا و ماوا تجّار مالدار کا تھا محاصرہ کیا اور اقسام پشمینہ وغیرہ اجناس تجارتی اور نقود و جواہر نامعدود اور تمام اثاث البیت محمد مکرّم کے گھر کا جو وہانکا ملک التجّار تھا اور اُسکے سارے اسباب تجارتی کر‌وڑون روپیون کے جو تین جہاز مین بھرے ہوے تھے اور پینتیس ہاتھی ساتھ پیگو کے تانگن لیے سب اپنے قبضے مین لاہاتھیون اُونٹون چھکڑون پر لدوا محمد مکرّم کو اسیر کر سالم و غانم حضور مین حاضر ہو سرمایۂ مفاخرت حاصل کیا اور ٹیپو سلطان جوارنی کی طرف گیا تھا اُس قلعے کو محاصرہ کیا اور بدر الزمان خان بخشی نے حسب الحکم ایک روز مین دمدمہ باندھ توپین قلعہ شکن اُس پر چڑھائین اور گولے مارنے شروع کیئے حسین علی خان قلعہ دار گولون کے پہنچتے ہی ستے حواس ہو بدر الزمّان کے پاس معہ کلید قلعہ حاضر ہو اُسکے ذریعے

سے ملازمت شاہزادے ہمایون طالع کی حاصل کر عرض کیا کہ قلعے مین سادات بہت رہتے ہین اُنکی حفاظت ناموس پر نظر کر کے مینے قلعہ ملازمان عالی کو تفویض کر دیا نہین تو میرے جیتے قلعہ کا فتح کرنا ممکن نہ تھا شاہزادہ والا گہر اُسکی بیہودہ گوئی پر تبسّم فرما کر تو نظر بندی کا حکم دیا اور قلعے مین تھانہ مستحکم اور سیدی امام کو قلعہ دار اُسکا مقرّر کر تمری کی طرف کوچ کیا وہان کے قلعہ دار نے بھی بے جنگ وجدال قلعہ اولیاے دولت کو تسلیم کر دیا بعد اسکے شہزادہ فیروز بخت نے قلعہ ترواپورا اور کاوا ورکادیری پاک کو مسخّر فرما اور اپنا تھانہ بیٹھا اُردوے معلّا کی طرف معاودت کی ؏

جنریل منرو بہادر کا مدراس سے کنچی کی طرف آنا اور کرنیل بیلی بہادر کا دنیاے فانی سے سدھارنا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا قلعہ آرکاٹ کو اور اسیر کرنا نواب عبدالوّہاب خان برادر نواب محمد علیخان کا معہ حالات دیگر جو اُسی سال مین واقع ہوئے

جب بڑے بڑے قلعہ مستحکم پائین گھاٹ کے تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کے آگئے اور محاصرے کی تنگی اور سختی سے محصوران قلعہ آرکاٹ کا حال تباہ و پریشان تھا نواب محمد علی خان جو ایک اور قلعہ مین دار الامارت سے دور رہتا تھا تاب مقاومت کی اپنے مین نپا صاحبان انگریز بہادر سے استعانت طلب کی صاحبان والا عزم نے جنریل منرو بہادر کو چھہ ہزار سپاہی پندرہ سو ترک سوار دو پلٹن گورے کے ساتھ رخصت فرمایا اُنھین روزون نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی نے اندیشہ تاخت وتاراج حیدری سے کویور کے تعلقے کو انگریز بہادر کے

حوالے کر دیا تھا اور کرنیل بیلی بہادر نے واسطے انتظام اُس علاقے کے کوچ فرمایا
مگر اثناے راہ مین خبر تقرّب جنریل منرو بہادر کی سنکر معہ تین پلٹن سپاہی اور
چار سو جوان ولایتی و آٹھ ضرب توپ آرکاٹ کی طرف معاودت کی جب یہ خبر
نواب بہادر نے سنی سلطان جوان بخت کو ساتھ سواران و سلاحداران خاص
کے معہ چار ضرب توپ واسطے مقابلے کرنیل موصوف کے رخصت فرمایا اور
پنڈارون اور باندارون کو جنکا سرگروہ سیدی ہلال تھا یہ حکم ہوا کہ سد ود
کرنے مین راہ رسد کے خوب کوشش کرین اور اگر فوج دوسری اُسکی
کمک کو پہنچے تو اُن سے لڑین جب سلطان کی فوج کا کرنیل بہادر کی فوج کے
ساتھ سوادمین آبادی ستویر کے سامہنا ہوا جنگ شروع ہوئی اور سوارون
نے ایسی کوشش کی کہ رسد پہنچنی بالکل موقوف ہو گئی تب بھی کرنیل بہادر نے
مطلقا ہراس خاطر مین نہ لا قلعہ کنجی سے چھہ کوس کے فاصلے پر جا بقصد جنگ
ڈیرا کیا اور حال عسرت اذوقہ گھاس لکڑی کا جنریل منرو بہادر کو لکھا
جنرل موصوف نے خط پڑھتے ہی ایک پلٹن اور چار کمپنی سپاہی گورہ مع سامان
رسد و باروت و گولہ روانہ کر خود بھی قصد کیا کہ کرنیل بہادر سے ملحق ہو مگر تقدیر
کی شعبدہ بازی سے یہہ اتّفاق ہوا کہ بعد پہنچنے سپاہ کمکی و اذوقہ کے کرنیل
بہادر شب باش کنجی مین جو وہان سے قریب تھی نہ گیا اور اپنی سپاہ رزم خواہ
کے آرام پر نظر کر اُس روز اُسی جا پر مقام کیا جب زبانی جاسوسون کی یہہ حال
نواب بہادر پر ظاہر ہوا آرکاٹ کا محاصرہ معطّل رکھ پانچ ہزار سوار واسطے غارتگری
ملک راجگان نواح آرکاٹ کے تعین فرما خود بدولت معہ تمامی فوج دریا موج
ایلغار کر وقت صبح جسوقت کرنیل بہادر کوچ کر کنجی کو جاتا تھا میدان مین پہنچکر
بہادران جان نثار کو حکم دیا کہ فوج انگریزی پر راہ کنجی کی سد ود کرین

فوراً دلاوروں نے اُسے گھیر قتل و غارت شروع کی ؛

نظم

چو شد صبح نواب گردون جناب — علم زد دران دشت چون آفتاب
برآراست بر تن سلاح نبرد — پر از شور شد گنبذ لاجورد
ز بار سمندش به میدان کین — خم افتاد در پشت گاو زمین
وزان سوی کرنیل صاحب وقار — تگاور برانگیخت در کارزار
برآشفت آن میر عالی جناب — ز صرصر گرو برد اندر شتاب
بفرمان او جمله فوج فرنگ — کشیدند صف های کین بیدرنگ
بغرّید کرنیل در پیش صف — نهنگی بزیر اژدهائے بکف
دو لشکر به میدان کین آمدند — ز غیرت جبین پرزچین آمدند
جوانان به میدان کشیدند صف — دهاده برآمد ز هردو طرف
چو غرّید توپ دمان در مصاف — بلرزید سیمرغ در کوه قاف
چو زنبورکِ جان ستان شور کرد — تن پردلان شان زنبور کرد
خدنگ پر کرگسین وقت جنگ — پس و پیش پرّان چو خیل کلنگ
روان بان ها در هوا بی حساب — بر جم شیاطین چو تیر شهاب
بنادیق مردان عالی دماغ — صدا متّصل داده چون خیل زاغ
ز خون دلیران بمیدان جنگ — سراسر زمین گشت یکجاده رنگ

اِس جنگ مین سپاہ لشکر انگریز بہادر کی ایسے لڑی کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کو بھلا دیا قریب تین ہزار آدمی نے بہادران حیدری سے شربت شہادت کا پیا کرنیل بہادر نے ہرچند قصد کیا کہ لڑتے بھڑتے معمورہ کنبجی تک پہنچے مگر چونکہ محمد علی کمیدان و شیخ انصر و موشیر جانی فرانسیس ساتھ اپنی

فوجون کے اور موشیر لالی فرانسیس جو بسالت جنگ ناظم ادھونی کے پاس سے نوکری چھوڑ معہ دو ہزار تفنگچی اور پان سو کلاہ پوش اور ایک سو پچاس سوار قوم الیمان کے زمرۂ ملازمان حیدری مین منسلک ہوا تھا چارون طرف سے ہجوم لاتو یون کی شیلک بندوقون کی بارٓھ اور آتش دنبالہ دار بانون سے شور قیامت برپا کیا تھا بہت لوگ فوج انگریز بہادر کے مجروح و بیروح ہوئے اور کرنیل بہادر پناہ مین ایک باغ کے باقی ماندون کے ساتھ پائے شجاعت قایم کر اُن سب صدمون کا متحمّل ہو تمام فوج کو جواب دیتا تھا اِس اثنا مین ایک گولۂ توپ کا ذخیرے مین باروت لشکر کرنیل بہادر کے جو درختون کی پناہ مین گاڑیون پر بار تھا جا گرا اور آتش فتنے کو مشتعل اور بہت سے جوان جنگی کو جلا بھسم کر دیا کرنیل بہادر نے جب اِس طرح آتش فتنہ کو شعلہ زن اور اپنی جمعیّت کو پریشان دیکھا دل قوی رکھ باقی ماندہ فوج کو جمع کر تقیّد بارٓھ مارنے کی کرتا تھا کہ ناگاہ موشیر جانی و موشیر لالی فرانسیسون نے اپنی فوج سے اُسے گھیر لیا اور کرنیل بہادر کو اسیر کیا سواران حیدری نے باقیون کو قید کر اہاں بنگاہ و تمام لشکر کو لوٹ لیا اور حیدر علی خان بہادر بعد اِس فتح نمایان کے شادیانہ فتح بجوا کرنیل بہادر کی طرف جو سواد کنجی مین تھا نہضت فرما دو فرسنگ کے فاصلے پر مقام کر سواران یغما گر کو واسطے بند کرنے راہ رسد فوج انگریزی کے حکم دیا جب خبر اسیر ہونے کرنیل بیلی بہادر اور پامال ہونے اُسکے لشکر کی جنریل بہادر کو پہنچی اپنی فوج قلیل کے ساتھ افواج کثیر حیدری سے مقابلہ کر فوج کو ناحق کام نہنگ مین ڈالنا کاردانی سے بعید تصوّر کر جنگ کو وقت قابو پر موقوف رکھ رات کو جنگل و بیشے کی طرف کوچ کیا سواران حیدری جو اِس خبر کو سنکر اُسکے تعاقب مین دوڑے تھے بلبے نیاں مقصود معاودت کر اردوی معلّی مین پھر جاملے

تب نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر شہر آرکات کو محاصرہ فرمایا بہادرون نے حسب الحکم دمدمہ باندھ توبین جرّثقالہ قلعہ شکن گولون اور آتش افگن بانون سے آشوب قیامت برپا کیا محصوران خستہ جان اُس حالت اضطرار مین بہی کمال جگرداری سے دفع کرنے مین حملہ بہادران حیدری کے ہردم سعی کرتے تھے دو کنپنی سپاہی جو تربیت یافتہ انگریز بہادر کے تھے قلعے کی فصیل پر چڑھ اِس طرح سے رستمانہ لڑتے تھے کہ آنکھین نظارگیونکی اُنکی چالاکی دیکھکر خیرہ ہوتی تھین اِس جنگ مین نواب حافظ علی خان داماد نواب بہادر نے معہ چند نامی سردار و سواران کا شربت شہادت پیا اور محصورین مین سے سید فریدالدین خان بہی جو شہر اور تمام صوبہ کا کوتوال حلیہ شجاعت سے متحلی تھا شہید ہوا جب محاصرے پر تین مہینے گذرے اور مدد نہ پہنچی اسباب و سامان جنگ کا نابود گیا دیوار قلعے کی گولون کی ضرب سے مشبّک ہو گئی تب نواب بہادر نے بہادرون کو واسطے تسخیر حصار کے تاکید فرمائی جماعہ جان نثار زینے لگا فصیل پر چڑھ برج و بارہ کے محافظون کو تہ تیغ کرا چنا پندت کو معہ عیال و اطفال دام اسیری مین لائے ارشد بیگ خان اور حسینی یار خان اور شریف زادے شہر کے جو واسطے مدد اچنا پندت کے جمع ہو گئے تھے اور سید حمید کمیدان معہ چند اشخاص جو شہر کے اعزّہ سے تھے مقیّد کیے گئے مگر نجیب خان ساتھ سپاہیان انگریزی کے قلعہ ارک مین جا دروازہ بند کر جان سپاری پر مستعد ہوا علی الصّباح جب نواب بہادر خوشی و شادمانی کے ساتھ شہر مین داخل ہو حکم دیا کہ منادی کی جاوے کہ کوئی شخص مال و ناموس پر رعایا کی دست درازی نکرے بعد دو روز کے ایک شخص معتمد معہ قولنامہ امان جان و ناموس نجیب خان اور تمام سرگروہ سپاہیان انگریزی کے پاس جا دل جوئی کر اُن سبکو حضور مین لایا نواب

بہادر نے اپنے قولنامے کا پاس کر اُن سبکو عزّت و اکرام شایستہ سے رخصت
فرمایا اور دو سو سوار بطریق بدرقہ اُنکے ہمراہ کیا تا چینا پٹن مین اُنھین بخیریت پہنچا دین
سید حمید کمید ان نے نوکری کی استدعا کی نواب بہادر نے اُسکو ایک
پالکی و خلعت خاصہ عطا فرما چار ہزار تفنگچی کی منصبداری پر اُسے ممتاز کیا علاوہ
اِسکے شرفا و نجبا کو لایق قدر و منزلت ہر ایک کے خلعتین اور جواہر عطا کر
روزینہ مقرّر فرمایا اور میر محمد صادق کو جو اولاد سے میر احمد خان جاگیردار صوبہ
سرا کا اور ایک مدّت سے کوتوالی شہر آرکاٹ مین اوقات بسر کرتا تھا
عہدے پر صاحب صوبگی آرکاٹ کے مامور کر اُسکے فرق عزّت کو بلندی
بخشی بعد اِسکے جب نواب بہادر فکر سے رفاہ حال رعایا کے مطمئن اور انتظام
قلعے سے فارغ ہو چکا شاہ کریم اللہ چشتی و علی رضا خطیب و نور علی شاہ نے جو
روضہ مقدّسہ مقبول درگاہ ایزدائی خلاصہ موجودات سبحانی گنجور اسرار ایزد منّان
حضرت ٹیپو ستان قدّس سرہ العزیز کے متولّی تھے حضور مین نواب بہادر کے آ
تبرّکات اُس درگاہ کے اور تسبیح خاک پاک اور ایک جلد کلام مجید بخط ولایت
ہدیہ گذرانا نواب قدر شناس نے اُن بزرگون کے ساتھ در بارہ حالات و
کرامات حضرت ٹیپو ستان مبرور دیر تک گفتگو کی اور رخصت کے وقت
ہر ایک کے دامن امید کو زر و جواہر سے مالامال کیا اور ایک سو ایک اشرفی
نذر اور شامیانہ زربفت معہ استادہای طلائی واسطے درگاہ حضرت ٹیپو
ستان علیہ الرحمۃ والغفران کے بھیجا اور داروغہ مطبخ خاص کو یہہ حکم ہوا کہ
درگاہ مین جاکر الوان نعمت شاہانہ طیّار کرواوے اور اسباب اور اقسام مصالح
و عطریّات وغیرہ جو طعام اور فاتحے کے لیئے چاہیئے کارپردازون سے ہرکار خانے
سے لیکر ساتھ لیجاوے کہ وقت حاجت کے کسی چیز کی تلاش کرنی نہ پڑے

چنانچہ حسب الحکم عمل مین آیا اِس اثنا مین جاسوسونکی زبانی حضور مین واضح ہوا کہ عبدالوہّاب خان برادر نواب محمدعلی خان نے قلعہ چتّور مین اذوقہ و اسباب جنگ کا جمع کرا اپنے دیوان اورچند راجاؤن کو محافظت کے لئیے چھوڑ خود قلعہ چندرگری مین قیام اختیار کیا ہی اور اِرادہ رکھتا ہی کہ عنقریب چیناپٹن مین پہنچکر صاحبان انگریز بہادر سے اِستمداد کر آرکات کی طرف متوجّہ ہو اِس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر کا شعلۂ غضب بھڑکا چاہا کہ واسطے استیصال کرنے عبدالوہّاب خان کے چڑھ دوڑے اِس مین میر علی رضا خان نے شفیع ہو کر عرض کی کہ عبدالوہاب خان نے تو اپنے بھائی سے رنجیدہ ہو گوشۂ قناعت اختیار کیا ہی اُس بیچارے کی کیا قدرت کہ خیال جنگ کا دل مین باندھے بلکہ یقین ہی کہ اگر حرف طلب کا حضور کی زبان پر گذرے تو سر کے بل حاضر ہو اِس بات کے سنتے ہی میر معین الدین کو یہہ حکم ہوا کہ نواب عبدالوہّاب خان کو حضور مین حاضر کرے اور میر علی رضا خان کو واسطے گوشمالی راجگان نواح آرکات اور انتظام دینے اُسکے روانہ کیا اور شاہزادہ فیروزبخت کو ساتھ جمعیّت پانچ ہزار سپاہیان بار و دس ہزار پیادہ و پانچ ہزار سوار کے واسطے فتح کرنے غربی قلعجات آرکات اور ضبط کرنے مضافات اُسکے رخصت فرمایا جب سید صاحب اُس جنود قاہرہ کے ساتھ قلعہ چتّور کو محاصرہ کر قلعدار کو خالی کر دینے قلعہ کا پیام بھیجا قلعدار نے عذر عدم اجازت نواب عبدالوہّاب خان کا پیش کیا سید صاحب نے دوسرے روز کمال مردانگی و شجاعت سے اپنے پردل جوانون کے ساتھ قلعے پر چڑھ گیا اور سب قلعے والون کو بضرب تیغ و سنان اوج رفعت سے غار نیستی مین ڈالا اور ویسا حصار فلک آثار جکا فتح ہونا اِس سرعت کے ساتھ فہم و وہم مین نہ آتا تھا مفتوح ہو گیا سید موصوف نے تمام

مال و متاع و آلات جنگی تصرّف مین لا ایک قلعہ دار معتمد اپنی طرف سے قلعے مین چھوڑ قلعے برچندر گری کے تاخت کی اور وہان پہنچکر عبدالوہّاب خان کو واسطے حاضر ہونے حضور حیدری مین لکھ بھیجا چونکہ ہوش و حواس خان ذی شان کے سنّے سے خبر مسخّر ہوجانے قلعے چتّور کے ٹھکانے نہ تھے اور اُسکے مشیر بوقلمونی روزگار کو دیکھ عالم حیرت مین بناچار خان امارت نشان نے اپنے اہل حرم سے دربارۂ صلح و جنگ مشورہ کر تحریر کرنے مین جواب مکتوب سیّد صاحب کے تاخیر کی دوسرے روز ایسا اتّفاق ہوا کہ چند سوار و پیادے لشکر سے سیّد صاحب کے جو لکڑی گھاس کے واسطے دامن کوہ مین گئے تھے قلعدار سادہ لوح نے جب قلعے کے اوپر سے اُن سوار پیادون کو دیکھا یورش کا گمان کر توپ چلایا اِس حرکت کا واقع ہونا جو منافی آثار صلح کا تھا طبع پر سیّد صاحب کے ناگوار ہوا فی الفور ایک عرضداشت متضمّن بغاوت عبدالوہّاب خان حضور مین ارسال کی اور ایک بڑی توپ پہاڑ پر چڑھا گولہ زنی شروع کردی اتّفاقات سے پہلا ہی گولہ خان رفیع المکان کی حرم سرا مین جا گرا وہان زلزلہ پڑ گیا اِس مین دوسرا گولا چھت پر مطبخ کے پہنچا چھت گر پڑی اور رو اویلا مستورات مین مچ گیا اِس حال تباہ کو معاینہ کر خان عالی مقدار بے حس و حرکت ہو بستر مدہوشی پر گرا مستورات نے جب خان صاحب کو چراغ صبحدم کی مانند حالت نفس شماری مین دیکھا ایک خط اِس مضمون کا لکھکر سیّد صاحب کو بھیجا کہ اگر آپ کو قلعہ اور ملک مقبوضہ ہمارا لینا منظور ہی تو حاضر ہی مگر چونکہ ہمارے خاوند کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہی اِس لئے چاہیئے کہ آپ گولہ اندازونکو حکم دین کہ توپونکی صدا سے دماغ کو اُسکے زیادہ تر پریشان نکرین جب وہ مکتوب سیّد صاحب کو پہنچا اُنکو یہہ جواب لکھ بھیجا کہ آپ لوگ معہ نواب صاحب باطمینان خاطر یہان

تشریف لاوین کوئی دقیقہ پاس داری مین عزّت و حرمت کے فروگذاشت نہوگا جب یہہ مکتوب وہان پہنچا خان والا شان معہ عیال و اطفال قلعے سے نکل لشکر مین سیّد صاحب کے آیا تب سیّد صاحب نے ایک قلعدار امانت شعار اپنی طرف سے قلعے مین چھوڑ تمام مال اسباب ضبط کر معہ خان رفیع المکان وغیرہ حضور مین پہنچکر سرمایہ مفاخرت حاصل کیا اور نواب بہادر نے خان رفیع المکان کو معہ اُسکے تبعہ و لحقہ بدرقہ معقول ہمراہ کر سرینگپٹن کو روانہ فرمایا اور سلطان جوان طالع ایک مہینے کے عرصے مین قلعہ ماہی مندل و کیلاس گرّھ کو مفتوح کر لشکر فراوان اور اسباب حرب بے پایان کے ساتھہ ساتگرّھ کی طرف جسکی حصانت و رزانت ہفت اقلیم مین مشہور ہی متوجّہ ہوا اور محاذی قلعے کے میدان وسیع مین فیل سوارہ جیسے مہرانور کوہ خاور سے طلوع ہوتا ہی ساتھہ کمال جاہ و جلال تورک سواری کے جلوہ فرما بدبینونکی آنکھونکو خیرہ کیا؎

نظم

سواران اسپان تازی نژاد — بہ سرعت گرو بردہ از تند باد
ز سہم سواران زرّین رکاب — زرہ پوش گردید ماہی درآب
سنان ہای نیزہ بروی ہوا — چو انجم درخشان شدہ بر سما
علم ہای سرخ و سفید و سیاہ — بگرداندہ رنگ از رخ مہر و ماہ
بہ بستہ بہر توپ گل گون لوا — چو آتش فشاندلب اژدہا
ز خیل جوانان بندوق بند — فزودہ دران دشت رونق دوچند
قباہای رنگین بمیدان جنگ — چو ابر بہاری شدہ رنگ رنگ
درخشیدن چار آئینہ ہا — شدہ صیقل زنگ از سینہ ہا
کمان کیانی یلان کردہ زہ — بہ ابرو زکین بر فگندہ گرہ

بدوش یلان نیزۂ دہ ارش　　سنانہا بسم یافتہ پرورش
درخشان بنادیق زہر آبگون　　چو مارے کہ از پوست آید برون

اگرچہ ولی محمد خان قلعہ دار اُس حصار فلک آثار کا اور سید مخدوم رسالہ دار
اور محمد مولا جو معتمدون سے نواب محمد علی خان کے معہ دو ہزار سپاہی اُسکی
حراست کے واسطے ماموز تھے اور قلعہ بھی اذوقہ و اسلحہ سے معمور تھا مگر معاینہ
کرنے سے کوکبہ جاہ و جلال سلطان کے اُن سب کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا
اپنی جان کی حفاظت قلعہ کی صیانت پر مقدّم جان اُسسے آگے کر نوبت شمشیرزنی کی
پہنچے حضور مین حاضر ہو کلید قلعہ حوالہ کر نوید امان پا مطمئن ہوے سلطان ایک
معتمد جان نثار کو معہ فوج جرّار واسطے حفاظت قلعے کے متعیّن کر خود بدولت
واسطے تسخیر کرنے انبور گڑھ کے جو وہان سے تین کوس پر تھا متوجہ ہوا اگرچہ
اُس حصار مین صرف ایک کپتان معہ چند کمپنی سپاہیون کے مقیم اور اذوقہ
بھی کم تھا باوجود اُسکے وہ رستم جگر پندرہ روز تک جنگ کرتا و داد تہوّر قلعہ
داری کی دیتا رہا آخر کار جب دیوار حصار کی گولون کی ضرب سے گر پڑی ناچار
قلعے کو تسلیم کر دیا سلطان قلعہ داری اُس قلعے کی زین العابدین خان نائط کو تفویض
فرما وہان سے مراجعت کر سعادت مین پاے بوس والد بزرگوار کے فائز ہوا
چونکہ لوح خاطر عاطر نواب بہادر کے یہہ منقوش تھا کہ جس طرف سلطان
اقبال مند سمند گیتی نورد کو مہمیز کرتا ہی شاہد فتح مرآت تمنّا مین منہہ دکھاتا ہی
اِس سبب ثانیًا حکم ہوا کہ وہ کمک کو محمد علی کمیدان کے عازم ہوا اور تسخیر کرنے مین
قلعے راے ایلور کے تدبیر و کوشش شایستہ عمل مین لاے اگرچہ سلطان کو زبانی
مخبرون کے مفصّل یہہ معلوم ہوا تھا کہ اُس قلعے مین کرنیل لانگ بہادر نے پاے
ثبات قایم کر ماکولات و مشروبات و آلات حرب ذخیرہ کیا ہی اور جب تک

تمام لشکر متوجہ نہو گی محاصرہ اُس قلعے کا متعذر رہی مگر چونکہ حکم سے والد بزرگوار کے کچھ گزیر نہ تھا پھر سامان سفر کا درست کر کوچ کیا اور محمد علی کمیدان کو معہ اُسکی فوج ہمراہ لیکر راہ ایلور کی طرف تاخت کی جب کرنیل بہادر نے ورود سے شاہ زادے روشن اختر کے خبر پائی فی الفور سپاہیان قادر انداز کو اُوپر کوہ ساجرہ کو بعرہ و مرتضی گدّھ کے تعین کر توپین صاعقہ بار اُسپر چڑھا ایسا لڑا کہ کسی طرح کمند تدبیر کی اُسکے ذروے پر پہنچ نہ سکی اور اگرچہ محمد علی کمیدان نے مکرّر حملے مردانے کیے اور چاہا کہ کسیطرح کوہ ساجرہ پر چڑھے پر بندوقون اور توپون کی شلیک سے اُسپر صعود کرنا میسّر نہوا تب شاہ زادہ فیروز بخت نے فتح ہونا اُس قلعے کا بغیر بڑی بڑی توپ اور فوج کثیر کے متعذّر سمجھ حضور والا مین عرض داشت اِس حال کی روانہ کی نواب روشن ضمیر نے اُس نور دیدہ کو اپنی نظر سے دور رکھنا اور کام کے مردون کو پروانہ وار آتش پر ڈالنا مصلحت نہ دیکھ پروانۂ کرامت نشانہ در باب مراجعت صادر فرمایا اور سردار کو سواران یلغما گر کے یہ حکم دیا کہ تین سو سوار اور ایک ہزار سپاہی ہمراہ لے انگریزون کی رسد مار تار سے بعد اسکے نواب بہادر کو تسخیر کرنا ملک جنوبی آرکات کا منظور ہوا رستم علی خان فاروقی کو معہ دو ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کرناٹکی و ایک ہزار سپاہی واسطے فتح کرنے کوھستان چنجی کے رخصت فرمایا اور روشن خان دستہ دار نے معہ دو ہزار پیادہ اور ایک پانسو سپاہی و ایک ہزار سوار خوش اسپہ واسطے مسخر کرنے کوہ موکل کے مامور ہو منزل مقصود کی طرف کوچ کیا چنانچہ اِس قلعے کے پورب طرف میدان ہموار مین آ سنے جاکر ڈیرا کیا اور مسٹر جوزف کو جو انگریز بہادر کی طرف سے قلعہ داری مین مامور تھا پیام بھیجا کہ اگر تم ساتھ نواب بہادر کے راہ اطاعت کی چلو اور قلعے کو ہمارے حوالے کرو تو

ہو شیر لالی کی طرح منصب و جاگیر شایستہ تمکو بھی عنایت ہوگی مگر مسطر
موصوف نے حمیّت مردی کو کام فرما پیام صلح کو بگوش رضا نسن جنگ پر آمادہ
ہوا اور روشن خان نے یہہ حال دیکھ آبادی کو دامن کوہ کے جلا خاکستر کیا اور عیال
و اطفال کو سپاہیون کے جو قلعے مین آمادہ جنگ تھے اسیر کرلیا اِس توقّع بر
کروے اپنے عیال و اطفال کی اسیری کی خبر سن لڑنے سے باز آئینگے مگر اُن
جوانون نے پاس نمک کو اپنے عیال و اطفال کی رہائی پر ترجیح دے بندوقون
کی باڑھین مار بہتون کو ہلاک کیا اِس درمیان مین رستم علی خان نے ایک
ہفتے کی سعی مین کوہ کشن کنڈہ و جنید کنڈہ جو سب پہاڑون سے زیادہ بلند اور
اور کئی قلعے جو باہم متّصل تھے فتح کیا اور محیّ الدّین خان قلعہ دار والاجاہی کو معہ ایک
شخص عہدہ دار انگریزی اسیر اور قلعون کو حیدری دولت خواہون کے سپرد کر
ترناملی کی طرف عازم ہوا اور شاہ زادہ بلند اقبال جو ساتھ فوج ظفر موج کے واسطے
تسخیر کرنے کرناٹک گڈھ و غیرہ کے گیا تھا ادھونی گڈھ و علی آباد مین محاذی قلعے
کرناٹک گڈھ کے پہنچکر گولنداز ون کو حکم دیا کہ حصار کی دیوار کو گرادین توپچیان
بہرام صولت نے اگرچہ توپین پہاڑون پر چڑھائین پر بہ سبب غایت ارتفاع کے
گولے دیوار حصار مین نہ لگ سکتے تھے اِس لئیے شاہ زادے نے چوتھے روز حکمت
عملی سے چند آدمی کو اسیرون سے متوطّنان آرکاٹ کے بانعام و اکرام خوش دل کر رہائی
بخشی اِن اسیران احسان دیدہ نے قلعے مین پہنچکر کیفیّت مسخّر ہونے شہر آرکاٹ
اور چھپ جانے نواب محمد علی خان کی معہ خصوصیات فتح ہونے بہت سے
قلعون کی قلعہ داران و رکمیدان محافظ قلعہ پر ظاہر کراُن سب کو گرداب اضطراب مین
ڈالا تب اُس جماعت نے واسطے دریوزہ امان جان و ناموس کے ایک
شخص معتبر کو حضور مین شاہ زادہ بہادر کے بھیجا اُسنے فی الفور قولنامہ عنایت

کیا اہال قلعہ اُسکو دیکھتے ہی قلعہ اولیاے دولت کو تسلیم کرخود نکال گئے شاہزادہ بہادر سب مال و اسباب قلعے کا ضبط کر قلعہ دار معتبر وہان تعین فرما بعد نظم و نسق مضافات قلعے کے کوہ راوت و نیلور کی طرف لواے شوکت بلند کیا اور دو روز مین اُسکو بھی مفتوح فرما تپاک گدھ کی طرف متوجّہ ہوا اِس قلعے مین صاحبان عالیشان کی طرف سے ایک کپطان دو سو جوان سے محافظت مین اُسکے مستعد تھا جب اُسنے قلعے پر سے دیکھا کہ شاہزادہ تالاب کے کنارے سمت غربی قلعے بر جنگ کو آمادہ ہی ایسی گولہ زنی شروع کردی کہ بہادران لشکر کو اِتنی فرصت نہ ملی کہ پہاڑ پر صعود کر مورچے بنائین الغرض قلعہ دار نے غنیم کے مدافعہ کرنے مین کسیطرح کمی نہ کی مگر اتّفاق یہہ ہوا کہ تالاب قلعے کا جو مایہ حیات اِن سبھونکا تھا خشک ہو گیا بناچار وے سب مضطر ہوکر اپنے سردار سے مستدعی اِس امر کے ہوئے کہ شاہزادے سے صلح کی استدعا کرین قلعہ دار نے اہال قلعے کی بیدلی دیکھ یہہ پیام بھیجا کہ اگر آج کی شب گولہ اندازی موقوف فرمائین تو کل قلعہ تسلیم کر دیا جائیگا شاہزادہ اِس پیام سے خوشدل ہو توپچیون کو منع فرمایا اُسی شب اتّفاقاً ابر سیاہ بے موسم گھیر آیا اور اِس قدر برسا کہ تالاب خشک قلعے کا بھرگیا علی الصّباح قلعہ دار نے ہمراہیون سے مشورہ کیا سبھون نے عرض کی کہ قلعے مین اذوقہ و گولہ و باروت کی کچھ کمی نہین اور پانی جو موجب حیات ہی فضل الٰہی سے موجود اب صلح کرنی کچھ ضرور نہیں لڑ مرنا آبرو ریزی سے بمراتب بہتر ہی سردار نے جب سپاہ کو طالب رزم دیکھا بساط صلح کو اُلٹ گولہ و بندوق زنی پر مستعد ہوا شاہزادے نے جب رنگ معاملہ کا دگرگون دیکھا غضبناک ہو توپچیون کو حکم دیا کہ چوٹی پر پہاڑ کے توپین چڑھا گولون کے اولے قلعے پر برساوین اگرچہ جوانان قوی بازو بہر رو زمورچے آگے بڑھاتے جاتے تھے پر محصورون کے ہاتھون سے

ہر روز ایک صدمہ عظیم اُنھیں پہنچتا تھا وہ سردار دلاور اسی طرح اٹھائیس روز تک کارنامہ رستم و اسفندیار کا نمایان کرتا اور فوج دریا موج سے لڑتا رہا آخر کو جب تالاب قلعے کا پھر خشک ہو گیا اور سوا اسے آبروے مردان جنگی کے پانی کا نشان وہان نرہا پیاس کے مارے طاقت سپاہیون کی طاق ہو گئی تب پھر سب مجبوری سے خواہان امان ہوے لیکن چونکہ کار مدارا سے گذر چکا تھا اور بہت سے بہادران نامی حیدری بھی کام آئے تھے محصورونکے معروضہ نے درجہ اجابت کا نہ پایا اور فوج ظفر موج کو یورش و قتل عام کا حکم صادر ہوا جوانان شیر شکار نے فوراً حصار پر چڑھ آب شمشیر سے اُن جگر سوختگونکو سیراب کیا اور قلعدار کو عزّت و احترام کے ساتھ حضور مین لائے بعد فتح شاہزادہ والا شکوہ اُس ملک مین قلعدار کار گزار و امین کاردان مقرّر کر معہ نقود و اجناس فراوان حضور حیدری مین حاضر ہو سعادت کونین حاصل کی'

لشکرکشی کرنا جنریل سرایری کوط بہادر کا مدراس سے بالاگھاٹ پر

جب شاہزادہ ہمایون طالع معہ غنایم موفور بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا جاسوسونکی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ جنریل کوط بہادر جو فنون صف آرائی مین یگانہ زمانہ اور بعد تنظیم و تنسیق ملک بنگالے کے ولایت کو گیا تھا دوبارہ پھر وہان سے واسطے کفایت مہم جنگ نواب بہادر کے مامور ہو مدراس مین آکر نواب محمد علی خان کے ساتھ ملاقات کر دو ہزار تفنگچی اور تین سو سوار اُسکے ہمراہ لے معہ خزانہ و ساز و سامان جنگ اب اُسنے نواح مین دکاں و یلور کے خیمہ کیا ہی نواب بہادر نے یہہ خبر سن اپنے سوارون کو سرکردگی مین سیدی ہلال

و غلام علی خان بخشی سگے مقابلے کے طریق پر رخصت کر خود بدولت بھی عقب
اُنکے آرکات کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر سنے نواب بہادر کے ورود
سے پہلے ہی قلعہ کرگ پالہ کو جو ملا زمان حیدری سے کے تصرّف مین تھا محاصرہ کیا
اور صبح ہوتے ہی بہادران لشکر انگریزی نے ہمّت کر ساتھ مدد طناب
وزینے کے اُس قلعے پر چڑھ محافظان حصار کو تہ تیغ کیا قلعہ دار دو ساعت تک
داد جوانمردی کی دے شہید ہوا جنریل بہادر بعد فتح اذوقہ وغیرہ جو کچھ قلعے مین تھا
سب اپنے لشکریان منصور پر تقسیم فرما وہان سے کوچ کر سواد اجراواکم مین
خیمہ کیا اور روشن خان دستہ دار واسطے فتح کرنے برموکل گڈھ کے حضور
حیدری سے رخصت ہو باتّفاق رستم علی خان فاروقی قلعے کو محاصرہ کیا پر جب
یہہ خبر پائی کہ بہ سبب قریب پہنچنے لشکر قاہرہ جنریل بہادر کے قلعہ دار کو استظہار
کلّی بہم پہنچا محاصرے سے ہاتھ اُٹھا اُردوے معلّی کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر قلعہ
برموکل گڈھ مین بلے مزاحمت و منازعت پہنچ قلعہ دار کو عوض مین اُس جگر داری
کے انعام واکرام سے بہت سا سرفراز کر اپنے ساتھ لیا اور دوسرے سردار
کو وہان کے قلعہ داری پر مامور فرما وہان سے پھلچری کی طرف کوچ کیا اور ایک
تاجر سے اسباب رسد کا بہت سا خرید فرما کوہ مور کی طرف تاخت کر محاذی قلعے
کے جا ڈیرا کیا اور واسطے بھیجنے سامان جنگ وآذوقہ کے دریا کی راہ سے
کونسل مدراس کو لکھ بھیجا اِس عرصے مین نواب بہادر نے بھی معہ حشرت لشکر جو
مور و ملخ سے زیادہ تھا دو فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کر واسطے دریافت کرنے
مکنون ضمیر جنریل بہادر کے چند روز صف آرائی نہ کی جب معلوم ہوا کہ جنریل
بہادر جب تک جہاز مدراس سے نہ پہنچیے جنگ مین سبقت نہ کریگا نواب بہادر
نے میر علی رضا خان کو ساتھ اُس قدر فوج کے جو اُسکے ساتھ متعیّن تھی او رسیدی

ہلال کو معہ پانچ ہزار سوار اور غازی خان کو معہ سواران یغماگر واسطے مقابلے جنریل بہادر کے چھوڑ معہ توپخانہ و لشکر محمود بندر کی طرف نہضت فرمایا اور شاہزادہ جوان بخت کو سات ہزار سوار خونخوار اور پانچ ہزار سپاہی جرّار اور پچیس ضرب توپ صاعقہ آشوب کے ساتھ رخصت کیا کہ نواح نانتھرنگر و تنجاور مین نیران عناد مشتعل کر جو کچھ تر و خشک نظر آوے سب جلا خاکستر کرے چنانچہ شاہزادے نے پہلے نواح تنجاور مین جو رشک باغ ارم تھا اِس قدر آتش زنی و غارتگری کی کہ آشیان گاہ بوم بنایا

نظم

بہر جا کہ طوفان لشکر رسید تو گوئی کہ صرصر بہ آذر رسید
ازان بوم کندند اشجار و باغ در و بام شد آشیان گاہ زاغ
ز بس سوختن در تمامی دیار نماندہ یکی چوب جز چوب دار

بعد قتل و غارت اجناس متفرقہ حضور مین روانہ کر واسطے مرمّت کرنے قلعے نرکاٹ پالی و شاکوٹہ کے کارپردازون کو تقیّد فرما نانتھرنگر پر تاخت کی اولیاپور و دیار پاسے مین تھانہ چھوڑ وہان سے شباشب کوچ کر ساحل پر رود کاویری و کوردم کے معابد قدیم کو ہنود کے جواہرشہ نفیسہ اور جواہر نادرہ سے پر تھے خالی کیا اور بعد قتل عام اور منہدم کرنے بتخانون کے دونون ندی پار ہو کالی کوٹے کی طرف جو حصار سے ترچناپلی کے چھہ میل مشرق کی طرف واقع ہی کوچ کیا ہنوز منزل مقصود کو نہ پہنچا تھا کہ کوکبہ نواب بہادر کا نمایان ہوا سلطان دولت قدم بوس حاصل کر ہمرکاب ہوا نواب بہادر نے حدود مین ترچناپلی کے پہنچ سوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُس نواح کے حکم دیا اور اُن یغماگرون نے کوئی دقیقہ نہب و غارت سے فروگذاشت نہ کیا اِس اثنا مین ایک سردار انگریزی

میبحرہال نام جو قلعے سے نکل چھہ سو سپاہیان نو ملازم کو قواعد جنگ تعلیم کر رہا تھا معہ دو ضرب توپ تاخت کر شیلکون سے گرمی بازار غارت گرون کی سرد کر اُنھون کے تعاقب مین روانہ ہوا اور دوے آسے آہستہ آہستہ چرکال کی طرف جہان اور سوار معہ توپ خانہ کمین گاہ مین منتظر تھے لگا لیچلے چونکہ میبحرہال حال کمین گاہ سے خبردار نہ تھا بے باکانہ شیلک مارتا آگے چلا جاتا تھا جو نہین قریب کمین گاہ کے پہنچا فوج حیدری چارون طرف سے اُسکو نرغے مین لا بندوقون اور توپون کی باڑھین مارنے لگی سپاہیان نو آموز اکثر کشتہ و زخمی ہوے میبحرحال نے یہہ نقشہ دیکھہ کتنے آدمیون کو مار کر قلعے کی طرف جلد گھوڑا اُٹھایا اِس حالت مین علی نواز نام ایک سوار حیدری نے جست پہنچکر کئی وار شمشیر کے میبحر پر کیئے مگر چونکہ صیانت ایزدی نے سپرداری کی کچھہ آسیب اُسکو نہ پہنچا اور وہ شجاعت پناہ صحیح و سالم قلعے مین داخل ہوا نواب بہادر بعد فتح سوادچرکال پارٓھ مین خیام اقبال نصب کروا نبرداروں کو حکم دیا کہ لکڑیان مورچے باندھنے کے لیئے جمع کرین اور قلعے مین میبحرہال وکرنیل لگسن بہادر و شادی خان تحصیلدار سپاہیان قدیم و سکنہ شہر کو جمع کر قلعے کی حراست مین مشغول ہوے دو تین روز کے عرصے مین لشکریان حیدری اسباب قلعہ کشائی کا مہیّا کر یہہ ارادہ رکھتے تھے کہ شب کو قلعے پر حملا کرین کہ ناگاہ عرض داشت نواب میر علی رضا خان وغیرہ کی نظر سے نواب بہادر کے گذری جسکا مضمون یہہ تھا کہ جنریل کوط بہادر نے معہ سپاہ و سامان کثیر محمود بندر کی طرف نہضت فرمائی نواب بہادر نے واسطے مدافعے جنریل کے اُسطرف کی روانگی کو مقدّم جان معہ توپ خانہ و تمام فوج دریاموج قلعے کے محاصرے سے ہاتھہ اُٹھا کوچ فرمایا جب کئی منزلین طی ہوئین سیدی ہلال بخشی جو مقدّمۃ الجیش تھا سوادباکودر مین ساتھہ فوج قاہرہ انگریز بہادر کے دوچار ہوا

اور داد جوانمردی کی دے معہ تین سو جوان جام شہادت پیا تب جنریل بہادر نے بسرعت تمام راہ طی کر محمود بندر مین داخل ہو شب بہ آسایش بسر کر علی الصّباح قلعے سانبر پر یورش فرمایا چونکہ یوسف خان قلعہ دار پاے ثبات قایم کر تیر و تفنگ سے لشکر انگریز بہادر کو جواب دیتا تھا اِس سبب سے جنرل بہادر نے ضایع کرنا بہادرون کا مناسب نجان محمود بندر کی طرف پھر مراجعت کی اِس اثنا مین نواب بہادر معہ لشکر و توپ خانہ راہ مین حایل ہو تو دو ن ہر ریگ کے جو ساحل دریا پر واقع تھے توپین چڑھا حکم شیلک کرنے کا دیا اور خود بدولت سائے مین ایک تو دے کے کرسی پر بیٹھ بہادرون کو جنگ پر تاکید و تحریض کرنے لگا میر علی رضا خان بہادر کو فرمایا کہ سپاہ انگریزی کی پشت پر تضیق محاصرے مین سعی کرے اور شاہزادے کو حکم ہوا کہ موشیر لالی کو معہ فوج و رسالون کو سید حمید و شیخ انصرو شیخ عمرو شجاع الدین کے ہمراہ لیکر جنریل بہادر سے مقابلہ کرے اور اُسطرف سے جنریل بہادر نے بھی اپنی سپاہ کی صفین باندھے ہوئے توپین صاعقہ بار پیش کئے ساحل دریا سے روانہ ہوا جو نہین دونون فوجین مقابل ہو لڑنے لگین صدمے سے توپون کی شیلک اور بندوقون کی باڑھ کے زمین ہلنے اور برق سے بانون کے آنکھین خیرہ ہوئین صبح سے دوپہر تک بازار موت کا گرم رہا یہان تک کہ اُس ریگستان مین سواے لاش مقتولون اور اجساد مجروحون کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا اِسی حالت مین جب ہرکارون کی زبانی نواب بہادر کے سائے مین تودۂ ریگ کے بیٹھنے کی خبر جنریل بہادر نے سنی معہ اپنی سپاہ اُس طرف چڑھ دوڑا اور دو جہاز جو مدراس سے کمک کو آ دریا مین لنگر ڈالے ہوئے تھے اُن کے گولندازون کو یہہ حکم دیا کہ فوج حیدری پر گولون کا مینہہ برساوین اِس اثنا مین میر علی رضا خان بہادر نے دریا کے کنارے

سے گھوڑے اُٹھا چاہا کہ پشت پر لشکر انگریز کے پہنچکر لوٹ پاٹ کا ہاتھ اہال بنگاہ پر برہاوے کہ ناگاہ ایک گولا جو مانند تیر قضا کے بے خطا تھا جہاز سے اُس شجاعت پناہ کے بازو پر لگا عنان اختیار ہاتھ سے جاتی رہی پشت زین سے زمین پر گر پڑا اُسکے رفیقون نے اُسکو حالت نزع مین ایک پالکی پر ڈال حضور مین لائے نواب بہادر نے جب پالکی کھولی دیکھا کہ طایر روح میر موصوف کا قفس عنصری سے اُڑ گیا ہی دل نواب بہادر کا مفارقت سے اُس رفیق قدیم کے نہایت غمگین ہوا اور اُس مرحوم کی نعش کو صندوق مین رکھوا سرینرنگپٹن کو روانہ فرمایا چونکہ شاہزادہ ٹیپو حقیقی بھانجا میر مغفور کا تھا اُسکی ساری فوج جنود مین شاہزادے کے مضاف ہوئی اور اُسکا سب اسباب معہ گھوڑے ہاتھی وغیرہ شاہزادیکے حوالے کیا گیا اور میر مرحوم کے فرزند نواب قمر الدین خان کو نواب بہادر نے خلعت ماتم پرسی کا عطا کر تربیت کے واسطے اُسکا ہاتھ ہاتھ مین شاہزادے کامگار کے دیا اور چند روز واسطے تیمار داری زخمیون اور آسایش دواب کے جنگ مناسب نجان نیکناپٹنہ کی طرف متوجہ ہو مجروحون کو بحفاظت تمام آرکاٹ کو روانہ کر کار پردازونکو حکم دیا کہ جراح حاذق واسطے معالجے کے تعین کرین اور سید صاحب کو حکم ہوا کہ اپنے دستۂ سوارون کے ساتھ معہ کئی ہزار پیادے نواح تنجاور و ناتھرنگر کے انتظام کو روانہ ہو جنریل بہادر نے پھلچری کی طرف نہضت فرما برموکاں گرہ کی راہ سے فرنگی کوہ مین داخل اور وہان کے محال و پرگنون کے بند و بست مین مشغول ہوا نواب بہادر نے کئی روز نواح نیکناپٹنہ مین سیر و شکار کرتے ہوے ترواوی کی راہ سے منزلین طی کر سواد پنڈی مین متصل ایک باغ کے جو پہاڑ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا لواے اقبال بلند کیا اُس پہاڑ کے سردار نے ایک جماعت دامن کوہ مین دیکھ اپنی سپاہ کو

حکم دیا کہ اُنھون نے پہاڑ پر سے اُتر لشکر حیدری کے سوارون کو جو لکڑی گھاس جمع کرنے کو پہاڑ کی گھاٹیون مین پھر رہے تھے بندوقون کی باڑھ مار کر زخمی کیا اور گھوڑون کو پکڑ لیگئے جب یہ خبر نواب بہادر نے سنی بہادران لشکر شکن کو اُس پہاڑ کی تسخیر کا حکم دیا اور اُس کوہ سے دور ایک میدان وسیع مین خیمے کھڑے کروائے گولندازون نے توپون کو دامن کوہ مین ایک موقع مناسب پر لگا گولہ زنی سے کوہستانیون کو عاجز کیا اور پیادون نے سنگستان کی پناہ مین بندوقون کی باڑھون سے اُنھین گھبرا دیا اگرچہ اُس طرف سے ایک شخص صوبہ دار عبدالقادر نام نے چھ روز تک جنگ رستمانہ کر بہت سے آدمیون کو زخمی کیا تھا مگر سردار اُس پہاڑ کا جو عشق مین ایک بیسوا کے شید او مسلوب العقل تھا جب محبوبہ اُسکی متحمّل آواز توپون کی نہو سکی ناچار بپاس خاطر اُسکے سر اطاعت و تسلیم پیش رکھ اُس مکان کو حوالے کیا اِس اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ جنہریال کوٹ بہادر قلعے ڈنڈاوسی مین مقیم ہی اور سواران حیدری اطراف و جوانب مین اُسکے تاخت و تاراج کرنے مین دیہات و مواضع کے مشغول اِس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر ڈنڈاوسی کی طرف متوجّہ ہوا اور تین چار روز تک انواع تدبیرین قلعہ کشائی کی کین آخر جب صورت فتح کچھ نظر نہ آئی کفایت اور مہام دولت و بندوبست شہر آرکاٹ کا اِس مہم پر مقدم جان موشیر لالی فرانسیس و شیخ انصر و شیخ حمید کو معہ فوج کثیر واسطے محاصرے قلعے کے وہان چھوڑ آرکاٹ کی طرف نہضت فرمائی بعد روانگی نواب بہادر کے اگرچہ موشیر لالی فرانسیس نے قلعہ شکنی مین قصور نہ کیا بلکہ تھوڑی سی دیوار قلعہ کی بھی گولے مار مار گرا دی مگر سردار نے قلعے کے جو مرد تجربہ کار تھا ایسی داد جوانمردی کی دی کہ دندان طمع موشیر

لالی کے کند ہو گئے آخر موشیر لالی نے اپنے رفیقون سے بہ مشورہ کیا کہ مدت محاصرے کی بہت ممتد ہوئی اور ابتک کوئی کمند تدبیر کی ذروے تک اِس حصار کے نہ پہنچی اب مناسب یہی ہی کہ اِسکو مکر و فریب سے فتح کیا جاھئے چنانچہ ایک فرانسیس کو اپنے ہمراہیون سے جو تحریر و تقریر انگریزی مین مہارت کلّی رکھتا تھا افسر فوج مقرّر اور کئی ہزار سپاہیون کو بلباس انگریزی آراستہ کر کرکٹ پاے کی راہ سے قلعے کی طرف رخصت کیا اُس شخص نے قلعے کے قریب پہنچکر ایک خط منصبدار لشکر انگریز بہادر کی طرف سے بنام قلعہ دار کے اِس مضمون کا لکھ بھیجا کہ ہم مدد اس سے تمھاری مدد کو متعیّن و مامور ہو معہ فوج تازہ زور و سامان رسد وافر آپہنچے ہین علی الصّباح قلعے مین داخل ہونگے قلعہ دار ہوشیار نے خط پڑھکر تو شادمانی و مسرّت ظاہر کی پر جب نام راقم خط کا دیکھا اُسکو یاد آیا کہ وہ سردار جنریل بہادر کے حکم سے سیکاکول و گنجام کی طرف واسطے لانے ازوقہ وغیرہ کے روانہ ہوا ہی شک مین پڑا کہ مبادا موشیر لالی نے فریب کیا ہو اُسنے تمام شب بیقراری مین بسر کی علی الصّباح جب آواز توپون کی سنی فی الفور دوربین سے دیکھتا کیا ہی کہ ایک گروہ سپاہ شاہراہ کرکٹ پاے کی طرف سے آکر مقابلے مین فوج موشیر لالی کے صفین آراستہ کین اور دونون طرف سے شلک بندوقون اور توپون کی ہونے لگی مگر سواے دھوین باروت کے ایک آدمی بھی دونون طرف سے نظر نہین آتا اِس حال کے دیکھتے ہی گمان نے فریب کے جو موشیر لالی کی طرف سے دل مین قلعدار کی گذرا تھا درجہ یقین کا پایا جھٹ پٹ بروج حصار کی توپون مین گولے چھرّے بھر کر منتظر وقت رہا بعد ایک ساعت کے وہ سردار قلعے کے قریب آکر قلعے دار کو یہہ پیام بھیجا کہ ہم ساتھ خیریت کے پہنچے اب دروازہ

قلعے کا کھول دو کہ قلعے میں داخل ہو آرام کرین قلعدار نے جواب بھیجا چونکہ دروازون کو قلعے کے ہم نے بند کر دیا ہی اس واسطے چاہئے کہ بالفعل تم کنارے پر خندق کے قیام کرو ہم دیوار توڑ کر تمکو قلعے مین بلا لیتے ہین سردار جعلی نے اس پیام سے جانا کہ افسون اُسکا موثر و کارگر ہو گیا دل جمعی کے ساتھ گھوڑون کی پشت سے زین اُتروا سپاہیون کو حکم دیا کہ مطمئن ہو کمر کھول ڈالین جب سب کی کمرین کھل گئین قلعدار کنگرۂ حصار کے پیچھے سے اُن کی گفتگو پر کان لگا جو نہین لہجہ کلام کا اُن کے سنا و طرز و وضع کو اُس جماعت کے خلاف طور افواج انگریزی کے دیکھا تو سپاہیون کو حکم شلک کا دیا اُنھون نے حکم پاتے ہی ایسے چھرّے اور گولے مارے کہ سوائے چند آدمی کے اور کوئی اُس مہلکے سے بچ کر نہ گیا سب کے سب ٹھکانے لگے تب قلعدار نے اپنے لوگ قلعے کے باہر بھیج گھوڑے ہتھیار مقتولون کے منگوالئے جب یہ واقعہ ہائلہ نواب بہادر نے سنا بے تدبیری پر موشیر لالی کے بہت سا آشفتہ ہو اُسکو معہ اُسکے توابع حضور مین طلب اور دوسرے سوار ان معتبر اور افسران پر تدبیر کو واسطے محاصرہ کرنے قلعے کے تعین کیا ؎

ذکر اُن معاربات کا جو شاہزادہ ٹیپو سلطان سے نواح ارنی مین ساتھ افواج قاہرۂ انگریز بہادر کے وقوع مین آئے اور اُن واقعات کا جو سنہ گیارہ سو چھانوی ہجری مین واقع ہوے

جن دنون جنریل سر ایری کوٹ بہادر نے بعد جنگ محمود بندر کے مدراس کو معاودت فرمائی تھی اور نواب بہادر تسخیر کرنے مین قلعجات متعلقہ صوبہ

آرکاٹ کے مصروف تھا کرنیل گال بہادر معہ پانچ ہزار سپاہیان ولایتی اور خزانہ موفور اور تین سو کشتی سامان جنگ اور اذوقہ سے بھری ہوئی بنگالے سے مدراس مین وارد ہوا جنریل بہادر نے ورود سے کرنیل موصوف کے بہت خوش ہوکر دو مہینے کے بعد معہ فوج دریا موج تریاتور کی طرف کوچ کیا اور سیف الملک بہادر خلف نواب محمد علی خان کو بھی ہمراہ لیا جب خبر کوچ جنریل بہادر کی نواب نامدار کو پہنچی کاویری پاک کی راہ سے کوچ فرمایا لیکن مقابلہ ہونے سے پہلے ہی جنریل بہادر نے شبا شب سوادسو لنگر مین پہنچکر ڈیرا کیا بعد تین روز کے جب موکب حیدری وہان نمایان ہوا علی الصّباح جنریل بہادر مقام فرودگاہ سے سوار ہو ایک میدان وسیع مین جو لایق جنگ کے تھا پہنچکر علم اقتدار بلند کیا اور اُس طرف سے خیل خیل سواران حیدری مقابلے کو پہنچے اور نواب بہادر خود توپخانہ آتش بار پیش کرو رو دعسا کر انگریز بہادر کے منتظر رہا اور شاہزادے بلند بخت نے معہ فوج جرّار پشت پر لشکر انگریز بہادر کے آپڑا اُس روز ایک جنگ سخت جسکو کارنامۂ کیخسرو افراسیاب کہا چاہئے واقع ہوئی دونون طرف کے بہادرون نے جان سے ہاتھ دھو دریاے آتش مین شناوری کی اکثر غریق رحمت ہوے اس آشوب گاہ مین توپ کے گولے کی ضرب سے کرنیل اسطوارط بہادر کا پاؤن کام سے جاتا رہا اور سیف الملک بہادر گولے کے صدمے سے خانۂ زین سے جدا ہو زمین پر گر پڑا اتنے مین شام نے پردۂ ظلمانی روے آفاق پر لٹکایا تب دونون لشکر نے اپنی اپنی فرودگاہ کو معاودت کی بددلی نواب سیف الملک کی دیکھ جنریل بہادر نے اُسکا صحیح سالم پہنچانا نواب محمد علی خان کے پاس اہم جانا چنانچہ علی الصّباح جو نہین سفیدۂ صبح نمودار ہوا وہان سے کوچکر تریاتور کی طرف چلا

اور سیف الملک کو صحیح و سالم اُسکے باپ کی خدمت مین پہنچا دیا اور خود
واسطے اِنتظام دوسری مہمّون کے مدراس کی طرف نہضت فرمائی نواب
بہادر نے وہان سے مراجعت فرما کر دکنیچی مین جو بہ سبب کثرت اذوقے و ہیمہ
وکاہ کے شایستہ حال سپاہ کے تھا ڈیرا کیا اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی یہہ
معلوم ہوا کہ چند جہاز فرانسیسی سرکردگی مین سپہسالار موشیر ہوئی کے نواب
بہادر کی ملازمت کے لیئے آتے ہین اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ سردار ولندیز بہ سبب
فروخت کرنے آلات حرب کے سرکار حیدری مین تجویز سے صاحبان کونسل
مدراس کے مواخذہ کیا گیا اور کرنیل منرو بہادر واسطے منہدم کرنے قصر شوکت
ولندیز اور فتح کرنے قلعے ناگ پٹن کے متعیّن ہوا اور بعد تلف ہونے ہزارون
مردکار آزمودہ کے وہ قلعہ فتح کر مدراس کو گیا تھا سو اُسنے دریںولا وہان سے
مراجعت کر کے چار پلٹن سپاہی اور سات ضرب توپ اور سوارون کے
ساتھ سوادکاری گال مین اُترا ہی اِس خبر کو سن نواب بہادر نے شاہزادے
بیدار بخت کو واسطے ملاقات کرنے سپہسالار فرانسیس کے رخصت کیا اور
یہہ حکم دیا کہ اگر اثناے راہ مین کرنیل منرو بہادر کی فوج سے مقابلہ
ہو جاے تو مدافعے مین اُسکے مشغول و مصروف ہو جب شاہزادہ بلندبخت
معہ فوج اُسطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہنچی کہ کرنیل موصوف نے
جہازات فرانسیس کی خبر آمد آمد سن کر سواد پتا لبور مین ساحل ہررود کو رتّم
کے ایک باغ مین استقامت کر سدودکرنے مین راہون کے سعی کر رہا ہی
شاہزادے نے معہ لشکر جرّار شب کو ایلغار کر باغ ھکوتہ مین لشکر کو کرنیل
بہادر کے دور سے محاصرہ کیا صبح کے وقت جب کرنیل بہادر نے اِس مقام سے
کوچ کا عزم کیا اپنے لشکر کو محاصرے مین دیکھ جنگ کو آمادہ ہوا دونون لشکر نے

داد جوانمردی کی دی اُس جنگ ہولناک مین لشکر انگریز بہادر سے میجر ساسن نام سرداروں کا سردار اور سیّد غفّار صوبہ دار جو ایک مرد نامور تھا اسیر ہوے چونکہ شاہزادہ بلند اقبال کو ملاقات سپہ سالار فرانسیس کی اہم مطالب و مقاصد تھی وہان سے جلد کوچ فرما قریب قلعے گوڈبور کے جا خیمہ کیا اِس اثنا مین سپہ سالار فرانسیس لنگر گاہ مین پہنچ انگریز بہادر کے سردار کو جو قلعے کا محافظ تھا پیام خالی کر دینے کا بھیجا سردار مذکور نے لڑنا صلاح وقت نہ دیکھ سب مال اسباب کو جو قلعے مین تھا تعلیقہ کر قلعے کو سپہ سالار فرانسیس کے حوالہ کیا اور خود ناگپتن کو چلا گیا تب سپہ سالار فرانسیس نے معہ پانچ ہزار سپاہی فرانسیس جہاز سے اُتر نزدیک قلعے کے خیمہ کیا دوسرے روز شاہزادے کی ملازمت حاصل کر بناے اتّحاد کو استحکام بخشا شاہزادے بلند اقبال نے اُس سے کہا کہ جلد حضور مین نواب بہادر کے روانہ ہو لیکن اُسنے عذر ماندگی راہ اور بہم پہنچانے چارپاے باربردار کا درمیان لایا اور مہلت چاہی تب شاہزادے نے اُسکو اُسی نواح مین چھوڑ اُردوے معلّا کی طرف مراجعت فرما سب حال مفصّل حضور مین ظاہر کیا نواب بہادر نے فوراً ایک پروانہ معہ چار ہزار راس نرگاو واسطے توپ کشی اور چارپاۓ باربردار روانہ فرما خود بدولت ساتھ جنود نامعدود کے آرکات کا عازم ہوا ہنوز چند میل راہ طی نہ ہوئی تھی کہ خبر پہنچی کہ جنریل کوٹ بہادر معہ سپاہ صحراے ناکالاپور سے گذر کر راے ویلور کا عازم ہی نواب بہادر نے یہہ خبر سن سید حمید و شیخ انصر و موشیر لالی کو معہ جمعیّت شایستہ واسطے حفاظت شہر و قلعے آرکات کے رخصت فرمایا اور شاہزادے کہین عبد الکریم بہادر کو معہ چار ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سپاہی حکم دیا کہ نواح مدراس مین پہنچ کر فتنہ و ہنگامہ مچاوے اور راہ رسد و کمک جنریل بہادر کی مسدود کرے اور

شاہزادے نے مہابین کو حکم ہوا کہ نواح ارنی مین جا تسخیر قلعہ اور استحکام مین
تھانون کے مستعد رہے اور خود بدولت بھی اپنے مقام سے حرکت فرما میدان
دھوبی گڑھ مین خیمہ کیا اِس عرصے مین جنریل بہادر راے ویلور مین پہنچا ایک
مہینے کے عرصے تک زد و برد کا بازار اِس صورت پر گرم رہا کہ کبھو تو سپاہی
جنریل بہادر کے اُن بیلون کو جو لشکر حیدری مین رسد لاتے تھے لوٹ
لیجاتے اور اہال بدرقہ کو مجروح کرتے اور کبھو جنود حیدری کے سوار ازوقہ
لانے والون پر لشکر جنریل بہادر کے چیرہ دستی کرتے اور رسد کے
محافظون کو قتل کر بیلون کو پکڑے جاتے تھے بعد ایک مہینے کے جب جنریل
بہادر نے اپنے مقام فرودگاہ سے نہضت فرما قریب دھوبی گڑھ کے جا
نزول کیا اِس خبر کو سن نواب بہادر لشکر گاہ کو چھوڑ معہ ایک
رسالہ سواران تیز جلو اور توپخانہ جلد رو نکے ایلغار کر مقابلے مین حریف
کے پہنچ ایک باغ مین درخت کے تلے کرسی پر بیٹھ ہاتھیون اور توپون اور
بان دارون سے ایک سد اپنے آگے باندھکر سوارون کو رخصت جنگ کرنے کی دی
جب دونون طرف سے آتش جدال و قتال نے اشتعال پایا جنریل بہادر خود
بہ نفس نفیس تردّد رستمانہ ظہور مین لا سواران لشکر حیدری کو بندوقون کی
باڑھ اور توپون کے گولے سے متفرّق کر اُس باغ کی طرف متوجّہ ہوا اِس
اثنا مین محمد علی کمیدان نے جو چند روز سے بہ سبب بدگوئی غمّازون کے عتاب
حیدری مین گرا اور رسالہ داری سے معزول ہوا تھا مگر سائے کی طرح نواب بہادر
کے پیچھے لگا رہتا اور اُسوقت ایک درخت پر چڑھ تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا
جب مشاہدہ کیا کہ جنریل بہادر طوفان آتش سے تر و خشک ایکسان جلاتا
چلا آتا ہی اور ہاتھیون کی صفون اور توپون و بان دارون سے بہ سبب اضطراب

سے کچھ نہین ہو سکتا اور اگرچہ سوار تیغ زنی مین قصور نہین کرتے مگر قیاس سے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جنریل بہادر آج ہی معاملہ جنگ کو یکسو کیا چاہتا ہی
اور سرداران حیدری ہرچند دست بستہ ہو عرض کرتے تہین کہ اِس
طوفان بلا کے آگے سے کنارہ ہونا چاہیے نواب بہادر غایت غضب سے سواے
تاکید جنگ کے کوئی اور حرف زبان پر نہین لاتا اور ہواخواہونکی عرض کو مطلقا
نہین سنتا ہی تب کمیدان شجاعت نشان نے فی الفور درخت سے اُتر سر
نیاز پاے مبارک پر رکھ الحاح و زاری کی یہان تک کہ شعلہ قہر نواب بہادر کا
کچھ منطفی ہوا تب سوار ہوکر ارنی کی سمت کو متوجّہ ہوا اور کمیدان تنہا گھوڑے
کو جولان دے ایک نفر طنبور نواز اور ایک علم بردار کو قتل کر نواب بہادر کے
ہمرکاب ہو لیا نواب قدرشناس نے لشکرگاہ مین پہنچ محمد علی کمیدان کو خلعت
فاخرہ و جواہر گران بہا اور خدمت رسالہ داری سابق دستور پر عنایت کر
سرفراز و ممتاز کیا اور جنریل بہادر نے دوسرے روز جنگ گاہ سے کوچ کر سواد
علیاباد مین خیمہ کیا جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی اِس گمان پر کہ جنریل بہادر
بارامحال یا ترچناپلی کا قصد رکھتا ہی سواد ارنی سے خیمہ اُٹھا بُگ مار پیتّھ کے
متّصل ڈیرا کر یغما گرون کو واسطے تاخت و تاراج کرنے اُس نواح کے
حکم دیا چنانچہ اُنھون نے ایک برگ کاہ بھی اُن موضعون مین باقی نرکھا اور
بہت سے جورو لڑکے رعایا کے اسیر کرے گئے جنریل بہادر نے وقت
شب مقام گاہ سے کوچ فرما اگلی فوج حیدری پر جو شارع عام پر ارنی کے
تھی شبخون مارا اِس شب تار مین سواران حیدر علی بیگ رسالہ دار نے
ناموس مردی کو نگاہ رکھا اور جنریل بہادر نے بر جناح استعجال ارنی کے
متّصل پہنچ قلعے کو محاصرہ کیا اور سپاہی انگریزی ہلّا کر قلعے کے دروازہ تک بارہ

مارتے ہوئے پہنچے لیکن سیدی امام نام قلعدار نے وہان کے قلعے سے باہر نکل
حراست مین اُسکے ایسا جوہر شجاعت دکھایا کہ جنریل بہادر نے بھی اُسکی جرأت
دیکھ آفرین و تحسین کی اور یہہ سوچکر کہ قلعہ نہایت مستحکم ہی اور قلعدار
جان فشانی پر مستعد اور نواب بہادر بھی پاشنہ کوب کمک کو آپہنچیگا واسطے
تسخیر کرنے ایک حصار کے اپنے کام کے مردون کو معرض ہلاکت مین ڈالنا
مناسب نہین لاچار محاصرے سے ہاتھ اُٹھا وہان سے ڈندوسی کو گیا دو روز سپاہیون
کو آرام دے مدراس کو کوچ فرمایا اور نواب بہادر نے ترمی کی طرف جہان
سپاہ کو سب طرح کا ازوقہ و آب و علف کی راہ سے آرام متصوّر تھا نہضت
فرما وہان مقام کیا بعد چند روز کے ہرکارون کی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ تھانہ دار و
فوجدار ترچناپلی و تنجاور کے بحمایت فوج انگریز بہادر رعایا پر دیہات و موضع
کو منباتو رو غیرہ محالات و پرگنات کے دست تعدّی دراز اور آبادی کو
بے چراغ کرتے ہین راے صواب نمانے فکر آبادی ملک و رعایا کی فرما
شاہزادے بلند بخت کو واسطے تنبیہ اُس جماعہ باغی کے حکم محکم دیا اور چار
ہزار سوار کو ساتھ سر کردگی چھبیلہ رام کے معہ رسالہ سلطان سنگہ واسطے جمع
کرنے رسد و مواشی کے قدغن بلیغ فرمائی اور مہا مرزا خان بخشی اور نواب
نورالابصار خان کو حکم دیا تا وے معہ چھہ ہزار سوار روانہ ہوکر و دکالستری و
نیگاپٹ گری و تمراج کے ضبط کرنے مین مشغول ہووین اور پروانہ میر مخدوم
علی خان کے نام پر جو ساتھ ایالت ملک جنوبی پٹّن کے ممتاز تھا واسطے
گوشمالی و تنبیہ نائرون کے جو مصدر اذیّت رعایا کے ہوئے تھے جاری ہوا
شاہزادے ظفرمند نے کہ حضور سے واسطے تنبیہ کرنے تھانہ داران
ترچناپلی کے رخصت پائی تھی اثناے راہ مین جاسوسون کی زبانی سنا کہ

ایک فوج ترچناپلی و تنجاور سے جمع ہو تسخیر کرنے قلعہ نرکاتت پلی و شاکوتہ
و غیرہ کا عزم رکھتی ہی اور سیّد صاحب نے باوجود اپنی جد و جہد کے
رفیقون کی ناتجربہ کاری کے سبب مکرّر صدمات عظیم اُٹھاتا ہی اور قریب ہی
کہ وے قلعے اولیاے دولت حیدری کے تصرّف سے نکل جائین اِس خبر کو سنتے ہی
شبدیز عزیمت کو اُس طرف جولان کر قضاے ناگھان کی مانند وہان جا پہنچا اتّفاقاً
شاہزادے کے پہنچنے کے پہلے وہان ایک طرفہ ماجرا وقوع مین آیا کہ ایک
شب تار مین ترچناپلی سے ایک فوج انگریزی نے بہ قصد تسخیر نرکاتت پلی اور
اُسی رات کو دوسری سپاہ انگریزی نے اُسی اِرادہ پر تنجاور کی طرف سے
بلا اطّلاع یک دیگر کوچ کیا اور شبا شب دونون منزل مقصود پر پہنچکر ایک
طرف سے ایک سپاہ نے دوسری طرف دوسری فوج نے قلعے پر ہلّا کیا اور
سیڑھیان لگا دفعۃً قلعے پر چڑھ گئین چونکہ محافظان قلعہ نے قدرت مقابلے کی اپنے مین
نہ دیکھی ایک دریچے کی راہ قلعے سے باہر نکال کھڑے ہوئے اور اُن دونون فوج
مین سے ایک نے ایک طرف سے باڑھ ماری دوسری فوج نے جانا کہ اہال
قلعہ نے شلیک کی ہی ایکبارگی وہ فوج باڑھ مارتی ہوئی آگے بڑھی غرض کہ
ایک ساعت کے عرصے تک بلے تمیز یک دیگر دونون فوجین باہم لڑتی رہین
ہر ایک نے داد بہادری کی دی قریب سات سو بہادر کے دونون فوجون مین سے
تلف ہوئے اِنھین ایک سردار فوج نے ساتھ آواز بلند کے اصطلاح انگریزی مین
اپنی فوج کو کہا کہ دوڑکر سپاہ اعدا پر حملہ کرو جب یہہ کلام سردار نے طرف ثانی
کے سنا اصطلاح انگریزی سمجھ اپنے سپاہیون کو کہا کہ جنگ موقوف ہم دونون
فریق ہوا خواہ انگریز کے ہین تب دونون طرف کے سرداروں نے باہم مصافحہ
کر اپنی ناتجربہ کاری پر نہایت نادم ہوئے آخر کو جو کچھ ذخیرہ و غیرہ وہان تھا سب

ساتھ سے شاکوتہ کو چلے گئے دوسرے روز تھانہ داران حیدری جو ہین قلعے مین پھر آ کر پہنچے شاہ زادہ بہادر وہان آ پہنچا اور کیفیت شب کی سن بہت ہنسا اور قلعے سے تھانہ اُٹھا خالی کر دیا جب پلٹن انگریزی نے قلعچہ شاکوتہ کو محاصرہ کیا اور کئیہ شخص سپاہیون کو اُسکے ساتھ اپنے متفق کر اُسپر حملہ کیا شیخ حمید نے معہ قلعہ دار دوسو جوان دادلاوری کی دے رہا تھا کہ شاہ زادہ وہان جا پہنچا اور بلے تامل جنگ شروع کر دی فوج نے راجاؤن کے اور تھانہ دارون نے ترچناپلی کے تاب حملہ نہ لا ہاتھ محاصرے سے اُٹھایا اور پناہ کے لئے جنگل مین جا گھسے تب شاہزادے نے شیخ حمید قلعہ دار کو خلعت فاخرہ اور جوڑی کڑے مرصع کی انعام دے سرفرازی بخشی اور سپاہیونکو اُسکے ایک ایک جوڑی چاندی کے کڑے انعام دی اور جب اُنھون نے قلعے کاٹ تے مینا کو محاصرہ کیا اُسکے قلعدار نے معہ بیس مرد جنگی اور کئی عورتون کے کمر ہمت باندھ سرگین گاو پانی مین گھول بڑے بڑے ظروف مین گرم کر رکھا تھا جب فوج انگریزی سیڑھی لگا حصار پر چڑھی ایکبارگی سب عورتون نے شور و غوغا اُٹھا سرگین گرم سپاہیون کے سر پر ڈالا اور پتھر بڑے بڑے جو دیوار حصار پر چنے ہوئے تھے اوپر سے اُنپر لڑھایا اور پاسبانون نے بھی اُس فوج کے دفع کرنے پر مستعد ہو سعی مردانہ کی اور حملہ آورون کو ہزیمت دے قلعے کو بچار کھا سبھون کو شاہزادے نے طلائی کڑے اور ایک ہزار روپی نقد انعام دے آگے کو کوچ فرمایا اثناے راہ مین یہ خبر سنی کہ ایک فوج راجاؤن اور تھانہ داران ترچناپلی کی جو قلعے کرو ڑکو مسخر کرا رادہ مقابلے کا ساتھ لشکر حیدری کے رکھتی تھی اتفاقاً اُس جماعت کے ذخیرۂ باروت مین آگ لگ گئی اور بہت لوگ اُن مین سے جل مرے جو باقی رہے سو رجعت قہقری کر ترچناپلی کو پھر گئے شاہزادے نے اِس خبر کو سن اُس گروہ کے تعاقب سے ہاتھ

اُنھا چند روز اُس مرغزار مین واسطے استراحت لشکریون کے مقام فرمایا میر مخدوم علی خان نے بعد ورود پروانے حیدری کے واسطے انتظام ملک جنوبی دار الامارت سرینگپٹن کے حتی المقدور خون ریزی مین مفسدون کے اور منہدم کرنے مین مکانات و عمارات کے قصور نہ کیا مگر وہان کے لوگون نے ایک فوج قوی بازو لشکر انگریز بہادر کی جو مدھرا مین قیام رکھتی تھی اپنی کمک کو منگا لڑنے پر مستعد ہوگئے اور میر مخدوم علی خان کو جو ایک چھوٹے قلعے مین تھا محاصرہ کر چاہا کہ اسیر کر لین لیکن اُس بہادر نے باوجود اسکے کہ اُسکا سب لشکر اطراف مین واسطے تنبیہ کرنے مفسدون کے منتشر تھا بھاگنے کی عار کو گوارا نہ کر معہ دو سو جوان جو قلعے مین اُسکے ساتھ تھے شیر گرسنہ کے مانند نکل کر میدان جنگ کو دلاورون کے خون سے لالہ زار بنایا اور بہتون کو ساتھ ضرب تیغ و سنان کے زمین پر گرایا جب کوئی شخص اُسکے رفیقون سے باقی نہ رہا تنہا جنگ رستمانہ کر آخرکار بہت سے زخم کاری اُٹھا شہید ہوا

وارد ہونا کرنیل پریس بہادر کا معہ فوج تازہ زور بنگالے سے واسطے نکال لینے ملک آرکات کے تصرّف سے حیدریون کے اور باہم لڑنا دونون فریق کا

جس روز سے جنریل سر ایری کوٹ بہادر نے مدراس کو نہضت فرمائی فوج انگریز بہادر کی جو جا بجا متعیّن تھی لشکر حیدری کے ساتھ ہمیشہ جنگ و جدال کرتی رہی اور نواب بہادر خود ملک گرم سیر مین اقامت کر سپاہ رزم خواہ اکثر ہمرکاب شاہزادے روشن اختر کے اور کبھی دوسرے سردارون کے

ساتھ واسطے انتظام ملک کے اطراف مین بھیجتا تھا چنانچہ کبھو لشکر پر انگریز کے سپاہ حیدری چیرہ دستی کرتی اور کبھی فوج حیدری پر فوج انگریزی غالب ہوتی آخرکار راے صاحبان عالیشان نے یہہ اقتضا کیا کہ نکال لینا ملک آرکاٹ کا قبضہ اختیار حیدری سے ساتھ آسانی کے چون متصوّر نہین ہی اِس صورت مین ایک اور سردار پرتدبیر واسطے سرکردگی فوج کے ضرور ہی چنانچہ اِسی لیئے کرنیاں پریس بہادر موافق حکم صاحبان کونسل کلکتّے کے معہ فوج قوی بنگالے سے چینا پٹن مین پہنچا چونکہ ناظم حیدرآباد متسلط ہوجانے سے نواب بہادر کے تمام ملک آرکاٹ پر بہت سا متاسّف تھا اور ایّام گذشتہ مین کہ اُسنے نواب حیدرعلی خان بہادرکو لڑنے کے لیئے ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے تحریف و ترغیب کر آرکاٹ کو عزم کیا تھا سو اُسکا منشاٗ یہہ تھا کہ ناظم مذکور خوب جانتا تھا کہ سواے صاحبان انگریز بہادر کے اُسوقت ایسا اور کوئی نہ تھا کہ تاب ہم پنجگی و مقابلے کی نواب بہادر کے رکھتا ہو اِسی واسطے یہہ چاہا کہ دونون کو آپس مین لڑائے اور آپ آرام سے تماشے دیکھے لیکن جب اُسکے منصوبے نے نتیجہ برعکس دیا اور ملک آرکاٹ کا بھی تصرّف مین نواب بہادر کے آگیا آگے سے زیادہ تر خار رشک اُسکے سینے مین چبھنے لگے تب ایک حیلہ دوسرا واسطے منہدم کرنے قصر شوکت حیدری کے تلاش کرنے لگا اور چون درینولا خبر ورود کرنیل پریس بہادر کی سمع مین ناظم موصوف کے پہنچی تھی بناے آشتی و صلح کی ساتھ صاحبان انگریز کے مستحکم کرنا صلاح وقت دیکھہ موشیر فلیز فرانسیس کو جو قدیم چاکرون سے اُس سرکار کے تھا واسطے پیدا کرنے اتّفاق و دوستداری کے خدمت مین کرنیل بہادر کے روانہ کیا کرنیل بہادر نے سفیران آصف جاہی

کی بہت تعظیم و تواضع سے ملاقات کی اور پیام کو جو اُنھون نے در باب آشتی گزارش کیا سنکر مصالحہ ساتھ آصف جاہ بہادر کے منظور نظر مآل اندیش فرمایا چنانچہ بعد دو روز کے عہدنامے طرفین سے لکھے گئے تب کرنیل بہادر تحایف و نفایس اپنی ولایت کے ناظم ممدوح کے لیئے اور خلعتین فاخرہ اُسکے ارکان دولت کے واسطے موشیر فالیز کو حوالے کر ایک مکتوب اِس مضمون کا لکھا کہ آپ اعتبار الدولہ بہادر کو اجازت فرماوین کہ وہ اختتام جنگ تک شریک انگریز بہادر کا رہے چنانچہ موشیر فالیز حیدرآباد کو گیا اور بعد دو مہینے کے اجازت نامہ آصف جاہ بہادر کا پہنچا تب کرنیل بہادر نے اعتبار الدولہ کو پانچ ہزار روپیہ مشاہرہ ذات اور رسالہ دو ہزار سوار کا اُسکے نام پر مقرر فرما واسطے نگاہداشت کرنے سوارون کے حکم صادر کیا جب بڑی جد وجہد سے کئی ہزار سوار فراہم ہوئے کرنیل بہادر نے معہ توپ خانہ و سواران قدیم وجدید اور پلٹنون کے بڑے طمطراق اور تزک کے ساتھ چیناپٹن سے کوچ کر بارہ روز کے عرصے مین سواد آرکات کو مضرب خیام کیا اور نواب بہادر نے شہر آرکات سے نکل فاصلے پر دو کوس کے خیمے اِستادہ کر چار ہزار سوار کو رسالہ خاص مین سے منتخب فرمایہ حکم دیا کہ گرد لشکر انگریز کے تگ و تاز مین مشغول ہو کر بندوقون کی باڑھ مارتے رہین جب دو تین روز اِس طرح پر بسر اور صاحبان انگریز بہادر کے لشکر مین سے لوگ لکڑی گھاس لانے والے بہت سے مقتول ومجروح ہوے کرنیل صاحب نے ہرکارے تعین فرما مقام فرودگاہ سواران حیدری کا تحقیق کیا اور بعد گذرنے ایک پہر رات کے کپطان ویس نے معہ ایک پلٹن سپاہیان گورہ اور دو پلٹن سپاہیان ہندی حسب الحکم کرنیل بہادر کے روانہ ہو متصّل موضع ہاہل کے جہان خواب گاہ سوارون کی تھی پہنچ کر شبخون

مارا ایک ساعت کے عرصے مین جب تک وے اِس اندھیری رات مین گھوڑون پر زین باندھین قریب چار سو جوان مارے پڑے باقی سپاہ نے انگریزی فوج سے مقابلہ کر داد مردی کی دی اور بہتون کو قتل کر طرف اُردوے کلان کے روانہ ہوئے جب صبح ہوئی نواب بہادر نے چار ہزار سوار جرّار تاخت کرنے پر انگریز بہادر کے متعیّن فرمایا چنانچہ سواران مذکور تمام روز فوج انگریزی پر حملہ کر قتل و غارت کرتے اور شام کو اپنے مقام پر پھر جاتے کرنیل بہادر نے پھر ہرکارون کے وسیلے سے اقامت گاہ سوارون کی دریافت کی اور کئی سردار کو چند پلٹنون کے ساتھ نصف شب کو واسطے شبخون مارنے کے روانہ کیا اگرچہ اُس شبخون کے خوف سے پچاس سوار قادر خان کے رسالے سے طلایہ پھر رہے تھے مگر سپاہیان انگریزی نے موافق حکم کرنیل بہادر کے ایسی سرعت سے باڑھین مارین کہ کسی کو فرصت ہشیار ہونے اور ہاتھ اُٹھانے کی ندی بہت سے تو غارتنا مین گرے اور جو باقی بچے حضور مین آ شبخون کی کیفیت عرض کی نواب بہادر نے اطراف شہر مین جابجا مورچے بند ہوا پیادون تیراندازون اور بان دارون اور توپچیونکی جماعت کو ہر جگہہ متعیّن کر یہہ حکم دیا کہ سوار کئی دمدمے باندھکر توپین سبک اُسپر چڑھا فوج سے انگریز بہادر کے جنگ کرتے رہین اِس ارشاد کے بعد خود بدولت شہر مین داخل ہوا اور امور کے بند و بست مین مشغول ہوا سوارون نے گرد لشکر انگریز کے تاخت و تاراج کر ایک برگ کاہ بھی صحرا مین باقی نہ چھوڑا سب جلا پھونک صاف اور تالابون کا پانی کاٹ خشک کر دیا تب رسد بند ہو گئی اور لکڑی گھاس کی انگریزی لشکر مین تکلیف ہونے لگی اور اُسی وضع پر عرصہ ایک سال کا منقضی ہوا۔

آنا جنریل سرا یری کوط بہادر کا اور استحکام پانا بنائے صلح کا نواب حیدر علی خان بہادر کے ساتھہ

جب عرصہ ایک سال کا اسی طرح گذرا آخر نہایت بے آبی اور عدم اذوقہ سے سپاہ رزم خواہ انگریز بہادر کی نہایت متاذّی و تنگ ہونے لگی تب جنریل کوط بہادر ارادے پر ختم کرنے اس جنگ کے مدراس سے کوچ کر لشکر مین کرنیل پریس بہادر کے داخل ہو سرنو سے نائرہ رزم کو التہاب دے ایسی جنگ کی جسکو ناسخ کارنامہ رستم و اسفندیار کہا چاہئے مگر چونکہ فوج حیدری بے شمار تھی اور راہ رسد پہونچنے کی کسی طرح کھل نہ سکتی تھی جنریل بہادر نے آخر کار لاچار ہو چیناپٹن کی راہ لی اور نواب بہادر بھی محافظ معتبر قلعے ارکاٹ مین چھوڑ تعقب فوج انگریز کے قتل و غارت کرتے ہوئے روانہ ہوا جنریل بہادر جلد معہ باقی ماندگان افتان وخیزان قلعے مین پہنچ برج و بارہ مستحکم کر قلعہ بند ہوا نواب بہادر نے آبادی مین لنگم پاک کے علم شجاعت بلند فرما ہر روز تاخت کر گورنر کے باغ تک آتا اور واسطے فتح کرنے قلعے کے بہت سی تدبیرین کرتا پر چونکہ حصار چیناپٹن کا نہایت بلند و مستحکم ہی کچھ مفید نہوتا گو سے توپ سے مینہہ کے مانند برساتے مگر کچھ صدمہ قلعے کو نہ پہنچا سکتے تھے اور ہر روز قلعے کی توپون کی ضرب سے بڑی اذیّت سواران حیدری کو پہنچتی تھی اس اثنا مین نواب بہادر نے اس خیال سے کہ اگر شہر چیناپٹن ہاتھہ آوے تو مورچے قلعے کے محاذی قایم ہو سکتے ہین اور وہان سے اگر گولہ زنی عمل مین آوے تو صدمہ کلّی قلعے کے رہنے والون کو پہنچ سکتا ہی شہر پناہ کی دیوار پر زد و ضرب گولون کی شروع کر دی لیکن اس تدبیر نے بھی کچھ فایدہ نہ بخشا اس لیئے

کہ جنرل بہادر نے ساتھ اقتضاے عقل دور بین کے مکنون خاطر حیدری معلوم کرکی جہاز جنگی میلاپور سے منگا اُنھین حکم کیا کہ قلعے کے مقابل شہر پر مشرف لنگر ڈالین چنانچہ جسوقت کہ فوج حیدری واسطے تسخیر کرنے شہر کے گھوڑون کو جولان مین لاتی تھی جہازون اور برجون کی توپون کے گولون کی شدّت ضرب سے کوئی عقدہ کار کھل نسکتا تھا جب پندرہ روز کا عرصہ اسی حالت مین بسر ہوا تب جنرل بہادر نے مآل اندیشی کی راہ سے تامّل فرمایا کہ اگر یہہ جنگ طول کھینچی تو قتل و غارت کے سبب جو سواران حیدری نے ملک مین توابع آرکات کے دور و دراز مچار کھی ہی ایک برگ کاہ زمین پر باقی نرہیگا اور ترک تازسے لشکر حیدری کے رعیّت تباہ ہو جائیگی اِس صورت مین اگر نواب بہادر سلسلہ صلح کا محرّک ہو تو خیریت طرفین کی متصوّر ہی لیکن چون سپہسالاری کی حمیّت لجاجت و حماجت کی عار نہین اُٹھا سکتی تھی اِس سبب جنرل بہادر اپنی طرف سے پیام صلح کا بھیجنا یا اِس بات مین تحریک کرنا منافی آئین ریاست کے جانتا تھا اور لب کو ساتھ اظہار اِس حرف کے آشنانہ فرماتا مگر بدل خواہان صلح تھا یہانتک کہ بعد ایک ہفتے کے دریاے رحمت الٰہی ضعیفون اور غریبون کے حال پر اِس ملک کے جوش مین آیا یعنے ایک شب نواب بہادر نے اپنے دیوان پورنیا کو جسکی راے صایب اور تدبیر درست تھی خلوت مین بلا مشورت کی اور فرمایا کہ یہہ لڑائی مرھٹون کے ساتھ نہین ہی جنکو بھاگنے سے عار و شرم نہین اب صاحبان انگریز سے کام ہی اور ویلے لوگ سب ایک دل و ایک زبان و صاحب توپخانہ آتش فشان ہین فتح یاب ہونا ایسے لوگون پر جو ایسی فوج جرّار اور ایسا توپخانہ آتش بار رکھتے ہین امر دشوار ہی کیونکہ ہر پلٹن اِن کی حکم ایک قلعہ کا رکھتی ہی اور اُنکی راہ رسد و آلات حرب کی جو سرمایہ اطمینان فوج کا ہی کسیطرح بند نہین ہو سکتی اِس لئیے کہ انداد

راہ دریا ممکن نہین اور اگرچہ تین سال کے عرصے سے ملک آرکات ہمارے تصرّف مین آیا ہی اور محاصل اُسکا صرف مین اولیاے دولت کے آتا ہی اور خراج ملک بالاگھات کا موجب توفیر خزانہ کا ہی مگر انتفاع مالی مضرّت جانی کے ساتھ برابر نہین ہوسکتا ان سب وجہون پر نظر کر خاطر خیر طلب خواہان صلح کی ہی اور چونکہ عہد و میثاق انگریز کا ثبات رکھتا ہی یقین ہی کہ صلح و دوستی اُنکی مورث فواید کثیر کی ہوگی مگر غیرت مردی واسطے تحریک کرنے سلسلے صلح کے رخصت نہین دیتی اِس بات مین جو کچھ راے صواب نما تمھاری ہو عرض کرو دیوان موصوف نے جب طبع کو نواب بہادر کے صلح پر مائل دیکھا زمین ادب چوم عرض کیا کہ سنواس راو نام ایک شخص جو اِس فدوی کے ساتھ قرابت رکھتا ہی بالفعل عہدہ پر مترجمی کے حضور مین جنریل بہادر کے حاضر رہتا ہی اکثر معروضات اُسکے دربارہ دولت خواہی درجہ اجابت کا پاتے ہین اگر حکم ہو تو فدوی اُسکے ساتھ اِس طور پر جس سے اصلا صلح کے پیام کی بو حضور کی طرف سے نہ آئے سلسلہ جنبان مدّعا ہو اور جب نام بردہ جنریل بہادر کی رضامندی حاصل کرلے تب جو کچھ مقتضا مصلحت مالی وملکی کا ہو عمل مین آویگا نواب بہادر نے یہہ بات سن اُسے اجازت بخشی دیوان مذکور خیمے مین آسداشیو راو برہمن کو جو اُسکا کفو اور ساتھ حلیہ علم فراست کے آراستہ اور فنون سفارت سے پیراستہ تھا لباس جوگیون کا پہنا اور تمام صلاح و صوابدید پر اُسے آگاہ کر طرف لشکر انگریز بہادر کے رخصت کیا وہ مرد درویش صورت سنو اس راو کے خیمہ مین جا طالب ملاقات کا ہوا اور مذکور نے جو از بسکہ فقیر دوست تھا نہایت تپاک سے اُسکو بلایا اور بہت سی اُسکی تعظیم کی اور پوچھا جوگی صاحب آپ کا آنا کہان سے ہوا اور کہان کا قصد ہی جوگی نے جواب دیا کہ بابا فقیر

سیّاح ہی خلق سے بیزار اور خالق ہی سے سروکار رکھتا ہی بالفعل لشکر
مین نواب بہادر کے پورنیا دیوان کے ڈیرے مین تھا اور بہ سبب اِسکے کہ
اُس عزیز وافر تمیز کو حق جو وفقیر دوست پایا کئی روز وہان رہ گیا اب اُسکی
الفت توڑ دوسرے ملک کی سیر کا ارادہ رکھتا ہون سنواس راو نے
جب نام دیوان کا سنا پوچھا کہ بابا صاحب کچھ حیدری لشکر کا حال جو زبانی
دیوان کے سنا ہو بیان کرو جوگی نے کہا کہ مین دنیادار نہین ہون جو حال صلح
وجنگ کا سرداروں کے پوچھون مگر اتنا سنا ہی کہ مرضی نواب بہادر کی یہہ ہی
کہ تمام مال وخزانے کو صرف کیجئے پر جنگ کرنے سے انگریزون کے ہاتھ
نہ اُٹھائیے مگر دیوان کی جو ایک خدا ترس اور موم دل آدمی ہی کمال خواہش
یہی ہی کہ کسی طرح مصالحہ آپس مین ہو جاے چونکہ تین سال سے سب لوگ
لشکر کے گھربار سے دور بیگانے ملک مین پڑے ہوئے ہین اور خونریزی خلایق کی
دونون طرف سے عمل آتی ہی اگرچہ نواب بہادر دیوان کے معروضات کو
رد نہین فرماتا اور گوشہ خاطر مین جگہہ دیتا ہی لیکن جب تک کوئی صاحبان انگریز
کی طرف سے اِس سلسلہ کا محرّک نہو دیوان بیچارہ کس وسیلے سے
آتش قہر حیدری کو اشتعال سے باز رکھے سنواس راو نے یہہ خبر سن
فی الفور حضور مین طام گرام صاحب کے جا حقیقت حال کو عرض کیا صاحب مذکور
نے خدمت مین جنریل کوٹ بہادر کے تمام سرگذشت بیان کی جنریل بہادر نے
واسطے رفاہیت خلق اللہ کے صلح کو لڑائی پر مرجّح جان اِس بات مین کو نسل کر
فرمایا کہ سنواس راو پرنیا دیوان کے پاس جا کر بناے صلح مستحکم کرے چنانچہ
دوسرے روز سنواس راو نے اُس فقیر کو بڑی منّت و سماجت سے خبر
دینے کے لئے اپنی روانگی کی پورنیا دیوان کے پاس روانہ کر خود معہ ایک

پلٹن سپاہی کوچ کیا جب یہہ خبر نواب بہادر کے سمع مبارک مین پہنچی حکم دیا
کہ کشن راؤ پیشکار دیوانی اور یار علی بیگ داروغہ داغ تصحیحہ استقبال کو
سنواس راؤ کے جاوین اور ایک خیمہ خاص واسطے راؤ مذکور کے کھڑا کیا
جاوے جب ڈیڑھ پہردن چڑھا سنواس راؤ لشکرگاہ حیدری مین داخل ہو
دیوان کے خیمے کے دروازے پر پہنچا دیوان کاردان استقبال کر اُسکو اپنے خیمے
مین لیجا دو پہرتک باہم مشورہ کرشبکو اُسے نواب بہادر کے حضور مین لیگیا
نواب بہادر نے خیریت جنریل بہادر کی پوچھ وجہ آنے کی استفسار فرمایا راو
مذکور نے کمال چرب زبانی اور شیرین بیانی سے عرض کیا کہ راے عالم آرا پر
جناب عالی کے خوب روشن ہی کہ دنیاے فانی ایسی متاع نہین کہ کوئی شخص
اُسکے واسطے کسیکے ساتھ اپنی دو روزہ عمر عزیز کو نزاع و پرخاش مین تلف کرے
جسکو ایزد تعالی نے اپنے بندون سے افسر سروری کا عطا کر سرفراز و ممتاز کیا
اور زمام مہام خلق کی جو امانت الٰہی ہین اُسکے ہاتھ مین دیا ہی اُسکی ہمّت
والا نہمت پرلازم ہی کہ خداے تعالی کی نعمتون کی قدر جانکر خلق کو اُسکے
اپنے سایہ عاطفت مین پرورش کرے اور کینے کی بیخ سینے سے اُکھاڑ اُس مین
دوستی و موافقت کے نہال بٹھاوے الحمدللہ والمنۃ کہ طبع مقدّس باقتضاے
حق جوئی وحق پرستی اس طرف مائل اور آسایش خلایق و خوشنودی خالق
پر اُسکو توجّہ کامل ہی اِسی طرح ذات فیض سمات جنریل بہادر کی بھی
باوجود مہیّا ہونے ساز و سامان جنگ کے مصروف اِسی امر پر ہی کہ بندگان
خدا جو کئی برس سے کشاکش قتال و غارت مین گرفتار ہین بلا اور آفت سے
نجات پاوین اور اگرچہ ایزد جہان آفرین نے اِس قوم کو برو بحر پر حکومت بخشی ہی
تو بھی حتّی الوسع والامکان ایک چونٹی کی اذیّت کے روادار نہین ہوتے اور

چونکہ بہ سبب امتداد ایّام جنگ کے سب لشکری آزردہ و تنگ ہیں اور جنریل
صاحب کو عارضہ صعب لاحق ہوا ہی اگرچہ ہنوز جان فشانی مین امور کنپنی کے
حاضر و مستعد ہیں مگر واسطے رفاہیت خلق اللہ کے اِس ہرج مرج لازمہ
جنگ و جدال سے جسکے سبب ایک عالم کا گھربار برباد ہوگیا اور ہوتا ہی بہت
سے پریشان خاطر رہتے ہیں اِس لئے بندے کو حضور مین بھیجا ہی کہ اگر یہہ آگ
جنگ و جدال کی جو ہرروز مشتعل و بلند ہوتی جاتی اور گھربار کو جمہور خلایق کے
بیچراغ کرتی و جلاتی ہی منطفی ہو تو نہایت اولی اور انسب ہی نواب بہادر نے
سنواس راو کی عرض سن فرمایا کہ فی الواقع نتیجہ اِس حرب و قتال کا سواے رنج
و اذیّت خلق اللہ کے کچھ اور نہیں خصوصاً اِن دنون کہ مزاج جنریل صاحب کا علیل
اور بار لشکر کشی کا اُن پر بہت ثقیل ہی اور یہہ بات کمال ہمّت و جوانمردی پر
جنریل صاحب کے دلیل ہی کہ محض واسطے آسودگی خلق خدا کے صلح و آشتی
کی استدعا اُنھون نے ہم سے کی خیر مضایقہ نہیں مگر بارہ لاکھ ہون واسطے
اخراجات لابدّی لشکر کے ہم کو مطلوب ہیں اور بالا گھات سے خزانہ پہنچنے
کو عرصہ دراز کھینچے گا اگر جنریل بہادر زر مذکور بھیج دین تو ہم کو یہان سے
کوچ کرنے مین کچھ عذر نہیں ہی اور در صورتے کہ زر نقد بہ سبب اخراجات
اِس مہم کے کنپنی بہادر کی طرف سے بالفعل سر انجام نہو سکے تو وے تعلّقے
بارامحال کے جو ہمارے ملک کے متّصل ہون اور خراج اُنکا مساوی اُس
مبلغ زر کے ہو جسپر صلح قرار پاوے ادا ہونے تک زر مذکور کے رہن کے
طور پر تصرّف مین کارپردازان حیدری کے چھوڑ دین سنواس راو نے اِس
نوید کو سن خوش ہو حضور مین جنریل صاحب کے گیا اور جو کچھ نواب بہادر
نے فرمایا تھا عرض کیا جنریل صاحب نے فوراً سب شرایط صلح کی قبول کرلین اور

اِس بات مین ردو قدح مناسب نہ جان عہد نامہ صلح کا اور سند واگذاشت
اُن تعلّقات کی لکھہ سنو اس راو کے حوالہ کر فرمایا کہ نواب بہادر سے عرض
کرنا کہ تمام ملک کرناٹک تین سال سے تصرّف مین سرکار نواب بہادر کے
ہی اور ایک دام و درم اِس عرصے مین اُس سے خزانہ سرکار کنپنی مین داخل
نہین ہوا اور بہ سبب اخراجات اِس مُہم کے لاکھون روپیے کی قرضداری ہو گئی
ہی اور اِسی جہت سے انجام کرنا زر نقد نا مُمکن ہی آپ عوض مین
زر نقد کے تعلّقات مسطورہ کو اپنے تصرّف مین رکھین اور شہر آرکات
اور قلعون کو ملک پائین گھات کے جو تصرّف مین سرکار حیدری کے
ہین چھوڑ دین سنو اس راو نے جنریل بہادر سے یہہ باتین سن
نواب بہادر کی خدمت مین آ کاغذات عہد نامہ وغیرہ کو حضور مین گذرانا
نواب بہادر نے واسطے استرضاے خاطر جنرل بہادر کے قول قرار
مسطور پر معہ حضّار مجلس صلح کی نیّت پر فاتحہ پڑھ ہاتھہ شمشیر سے اُٹھالیا خدمتگاران
عہدہ دار سپر و شمشیر حضور سے اُٹھا سلاح خانے مین لے گئے اُسی وقت تمام لشکر
مین اشتہار دیا گیا کہ درمیان قوم انگریز اور سرکار حیدری کے صلح ہو گئی ہرگز
کوئی شخص اِس طرف سے فوج انگریز بہادر پر قصد نہ کرے اگر اُس طرف
سے کوئی قصد کرے تو اُسکو حضور عالی مین حاضر کرین پھر نواب بہادر
نے اپنی طرف سے بھی ایک عہد نامہ لکھوا ساتھہ مہر خاص کے مزیّن
کر خلعتین فاخرہ اور جواہر بیش قیمت اور دو راس اسپ عربی بازین
مرصّع اور تحایف نادر جنریل صاحب اور دوسرے سرداروں کے لئے
حوالہ سنو اس راو کے فرمایا اور راو مذکور کو خلعت خاص جواہر گران بہا
ایک راس اسپ بازین مطلّا ایک ہاتھی معہ عماری نقرہ عطا کر رخصت کیا دوسرے

روز را و مذکور نے جنریان صاحب کی طرف سے ایک مکتوب محبّت اسلوب معہ تحایف لایقہ جو تخمیناً پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کے تھے حضور مین نواب بہادر کے پہنچایا بعد اسکے طرفین سے مکرّر رسم اِتحاف و تحریر اتّحاد نامہ متضمّن استحکام مبانی صلح کی عمل مین آئی بعد از ان نواب بہادر نے تھوڑے عرصے مین دو روز کے تمام اسباب سرکار حیدری قلعہ آرکات سے نکال قلعہ کو معہ شہر معتمد ان سرکار کنپنی بہادر کو سپرد کر مظفّر و منصور شہر سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جا خیمہ کیا پھر وہان سے نواح بارامحال کی طرف روانہ ہوا اور تعلّقات مندرجہ صدر مین دخل کر تربیت علی خان کو واسطے انتظام کے سرفراز کیا اور سب اپنے تھانے قلعون سے ملک پائین گھات کے اُٹھا ذمّے مین گماشتگان سرکار کنپنی بہادر کے چھوڑ خود بعد منقضی ہونے تین برس کے بالا گھات کو مراجعت کیا؛

اُٹھنا غبار فتنہ وفساد کا درمیان سرکار دولت مدار کنپنی انگریز بہادر اور فرانسیسون کے اور نہضت کرنا نواب بہادر کا واسطے اعانت گورنر پھلچری کے؛

آراے صواب انتما پر جویندگان اخبار کے پوشیدہ نہ رہے کہ جب صاحبان انگریز کو ملک بنگالے پر تسلّط کلّی حاصل ہوا اور اُنھون نے باقتضاے اولوالعزمی تسخیر کرنے پر تمام ہندوستان کے خیال باندھا تب درمیان صاحبان کنپنی انگریز بہادر اور کارپردازان بادشاہ فرانسیس کے واسطے محصول سایرات متعلّقہ ملک بنگالے کے نزاع واقع ہوئی چنانچہ گورنر نے بنگالے کے برحسب ایماے ولایت فرانسیس کی سب کوٹھیون کو جو ملک بنگالے مین تھین ایک ہی روز مین ضبط کر اکثر

مکانون کو ڈھا دیا اور موشیر شانور گورنر کو فراشد انگے کے جو خشکی کی راہ سے اپنی ولایت کا عازم ہو میدنی پور تک پہنچا تھا مقید کر لیا اور اُسیطرح گورنر نے مدراس کے کوٹھی پھلچری کو جو مِلک فرانسیس کی تھی اپنے قبض و تصرف مین لاتو ہین اور سب سامان حرب وغیرہ اُسکا ضبط کر برج و بارہ کو اُسکے مسمار کر ڈالا گورنر فرانسیس لاچار ہو پھلچری سے بھاگ کو ڑیال بندر مین جو ممالک محروسے مین نواب بہادر کے داخل تھا جاپناہ لی اور ایک عریضہ حضور مین نواب بہادر کے بھیج داد فریاد انگریزون کے ہاتھ سے مچائی نواب بہادر نے اُسکی بیکسی پر رحم کر ایک پروانہ بنام فوجداران بندر مذکور ساتھ اِس مضمون کے روانہ فرمایا کہ تم سب گورنر فرانسیس کو ساتھ دلجوئی و حرمت کے وہان رکھو متعاقب ایک فوج قوی واسطے مدد مشارٌ الیہ کے حضور سے پہنچتی ہی اور ایک خط اِس مضمون کا گورنر کو مدراس کے روانہ فرمایا کہ کوٹھی فرانسیس کی بیشتر تسلّط پانے صاحبان انگریز بہادر کے ملک بنگالے پر پھلچری مین تھی اور اگرچہ تائید ربّانی سے بالفعل شوکت و حشمت انگریز بہادر کی تمام حکّام جزائر سے بلند تر ہو گئی ہی اور سب حاکم بنگالے و پائین گھاٹ وغیرہ کنپنی بہادر کے مطیع ہو گئے ہیں مگر اپنے ہم مذہبون کو جو ولایت مین ساتھ آپ کے قرب جوار رکھتے ہین اس طرح ایکبار پایہ اعتبار و عزّت سے گرا دینا مناسب نہین اِس دوستدار کو ہمیشہ یہہ ملحوظ رہتا ہی کہ اِس صلح مین جو تازہ ساتھ سرکار کنپنی انگریز بہادر کے قرار پائی ہی کسی طرح خلل راہ نپاوے اِسواسطے چشم داشت سرکار کنپنی سے یہہ ہی (چونکہ گورنر پھلچری پناہ مین اِس دولت خداداد کے آیا اور بے اعتنائی مہمان سے کسی مذہب مین روا نہین) کہ کوٹھی پھلچری معہ اسباب جسکی فرد تعلیقہ اِس محبّت نامہ مین ملفوف ہی گورنر فرانسیس کو پھیر دی جاوے

نہین تو مخلص اُسکی اعانت کرنے سے پہلو تہی نکریگا گورنر مدراس نے جواب مین
اُسکے لکھا کہ ہم تابع حکم ولایت کے ہین ہم خود یہہ امر عمل مین نہین لائے ہین
اب جو آپ کو پاس خاطر گورنر فرانسیس کا منظور رہی یہہ حقیقت ہم ولایت کو
لکھتے ہین اگر حکم پھیر دینے کا پہنچا تو فی الفور کوتھی پھلچری بلکہ سب کوٹھیان
بنگالے کی گورنر فرانسیس کو دے سکتے ہین مگر مقدمہ نزاع انگریز اور فرانسیس
کا آپ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا ہی دوسرے کے قضیے مین دخل کرنا آپ کو مناسب
نہین جب یہہ خط گورنر مدراس کا نواب بہادر کے ملاحظے مین گذرا آتش اُسکے
غضب کی بھڑک اُٹھی فی الفور پروانے سرداران فوج کے نام پر جو کوڑیال
بندر مین متعین تھے اِس مضمون کے لکھے گئے کہ تم سب گورنر فرانسیس کو
ساتھہ لیکر پھلچری پر تاخت کرو اور ہم بھی مدراس کو عازم ہوتے ہین اور
جب تک معاملہ فرانسیس کا موافق خواہش کے سرانجام نہو ہم صاحبان
انگریز کے ساتھہ لڑنے سے ہاتھہ کوتاہ نہ کرینگے غرّہٗ ماہ ذیقعدہ سنہ گیارہ
سو چھانوے کو رایت حیدری ملک پائین گھاٹ کی طرف بلند کیا گیا بارہ
روز تک کوڑیال بندر سے خبر پہنچنے کی انتظار مین وہان مقام رہا جب وہان
سے خبر آئی کہ فوج سرکاری معہ گورنر فرانسیس وہان سے کوچ کرگئی دوسرے
روز نواب بہادر نے معہ فوج جو قطرات باران سے بھی زیادہ تھی ہمراہ لے
کوچ فرمایا گورنر مدراس نے جون ہین فوج حیدری کے کوچ کی خبر سنی احتیاط کی
راہ سے کشن گری کی طرف کی سب راہون کو ایسا استحکام دیا کہ گذرنا اُس
راہ سے بے تلف کرنے ہزارہا مرد کے ممکن نہ تھا اِسلیئے نواب بہادر کو چی کی
طرف پھرا جب متصل بالا گھاٹ چری کے پہنچا فوج کوڑیال بندر کی بھی معہ گورنر
پھلچری وہان آپہنچی دوسرے روز نواب بہادر نے چھہ ہزار سوار جرّار کو حکم

دیا کہ ممالک کو رام راجہ اور دوسرے راجاؤن کے جو سرکار کمپنی انگریز بہادر سے توسّل رکھتے ہین نہب وغارت کرین اور گورنر فرانسیس و موشیر لالی کو جو معہ دو ہزار گورہ اور چھہ ہزار سپاہی مدّت سے سرکار حیدری مین نوکر تھا حکم ہوا کہ کورتیال بندر اور دوسرے بندرون کی طرف جو متعلّق ملک حیدری کے ہین جلد جا کر جس قدر جہاز کرایہ کے بہم پہنچین اذوقے اور سلاح جنگ سے بھر پھلچری مین پہنچین اور لشکر نصرت اثر متعاقب پہنچیگا چنانچہ وے حضور سے رخصت ہو سات جہاز بڑے اور چھہ چھوٹے کرایہ لے اسباب جنگ اُن پر بار کر محاذی قلعہ پھلچری کے پہنچکر لنگر ڈال نشان حیدری بلند کیا اور جنگ توپ و تفنگ کی شروع کر دی صاحبان انگریز نے اگرچہ جنگ کرنے مین قصور نہ کیا لیکن جب نواب بہادر ایلغار کر وہان پہنچا اور چارون طرف سے مورچے و دمدمے باندھ مارے گولون کے فرصت دم مارنے کی ندی اُنھون نے ناحق اپنی جانون کو تلف کر نامناسب نجان نشان فرانسیس جو صلح کی علامت تھی برج پر قلعے کے بلند کیا موشیر لالی نے اِس نشان کو دیکھ توپون کی شیلک موقوف کر گورنر فرانسیس کو معہ چند آدمی ایک غراب پر بیٹھا قلعہ کو بھیجا صاحبان انگریز معہ سپاہیان استقبال کر گورنر کو بڑے احترام سے قلعہ مین لے گئے اور مال و اسباب مطابق فرد تعلیقے کے کاربرداز ان فرانسیس کو سپرد کر دیا دوسرے روز صاحبان انگریز معہ سپاہیان گورنر فرانسیس سے رخصت ہو مدراس کو روانہ ہوئے تب نواب بہادر نے مظفّر و منصور اپنے مستقر حکومت کو معاودت فرمائی اور ٹیپو سلطان کو واسطے تنبیہ راجہ کورگ کے معہ فوج قوی تعین کیا ؎

روایات کتاب فتوحات حیدری کی تمام ہوئین

اتّفاق کرنا جماعہ مرہٹہ کا نواب نظام علی خان کے ساتھہ اور کمک چاہنا انگریزون سے اور لشکر کشی کرنا اُنہونکا بہیئت مجموعی ملک میسور پر اور متحصّن ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ سریرنگپٹن مین اور پھر جانا مرہٹہ کے لشکر کا بعد* وصول تھوڑے زرکے اور آشتی کرنا نواب نظام علی خان کا نواب حیدر علی خانسے اور چڑھائی کرنا دونون سرداروں کا بالاتّفاق صاحبان انگریز بہادر پر

•

سال سنہ ۱۷۶۶ ع مین راے میسور چک کرشنا راجہ جو سات برس سے اپنی دولت سرا مین محبوس تھا قید تن خاکی سے مخلصی پائی جب اُسکے وفات کی خبر نواب بہادر نے سنی حکم دیا کہ رسوم اُسکے جنازے کے حسب دستور معمول خاندان راجگان میسور کا ہی نہایت تکلّف و تعظیم کے ساتھہ بجالاے جاوین اور بڑا بیٹا راجہ متوفّا کا جسکا نام نندوراج ہی بہت سی شان و شوکت کے ساتھہ موافق دستور مسند راجگی پر بٹھایا جاوے نندوراج نے پانچ سال کے بعد اِس جہان فانی سے رحلت کی اور اُسکی جگہہ اُسکا چھوٹا بھائی سیام راج نام نواب بہادر کے استصواب سے بدستور معمول گدّی پر بیٹھا حال ریاست میسور کا اِسیطرح پر رہا یہان تک کہ سنہ ۱۷۶۷ ع مین جماعہ مرہٹہ اور نظام علی خان نے باہم بدسگالی بر نواب بہادر کے متّفق ہو میسور پر لشکر کشی کی نظام علی خان خود سپہسالار اپنے لشکر کا اور نواب بسالت جنگ اُسکا بھائی بھی اُسکے ہمراہ تھا اور فوج انگریز کی واسطے استمداد کے مدراس سے بلائی گئی تھی الغرض سب فوجون نے متّفق ہو دارالملک سریرنگپٹن پر چڑھائی کی نواب حیدر علی خان بہادر سب غلّہ اطراف شہر سے اپنے قابو مین لا

باقی اذوقے و علوفے کو جو جوار و حوالی شہر مین رہا تلف کر اپنی سب جمعیت سپاہ ساتھ لے ایک مقام مین جو نہایت حصین و متین کنارے پر رود کاویری کے تھا متحصّن ہوا اور گرداگرد اپنے لشکر کے ایک خندق کھد مورچے تو یون کے باندھ اطراف و جوانب اُسکے پشتے استوار کئے کہ افواج متّفقہ کا گذر وہان دشوار تھا بعد چند روز کے جو جنگ خفیف مین بسر ہوئے آخر مرھتے کچھ زر نقد دستیاب کر پھر گئے اور نظام علی خان نے بعد تحیّر اور تفکّر کے لاچار ہو یہ عہد و پیمان حیدر علی خان کے ساتھ کیا کہ باہم متّفق ہو قوم انگریز کا ممالک چینا پٹن سے استیصال کرین ہنوز اِس مشورے نے صورت استحکام کی نہین پکڑی تھی کہ سرگروہ قشون انگریزی نے قرینون سے اِس راز پر آگاہ ہو اجازت پھر جانے کی لی چنانچہ وہ راہ بنگلور سے صحیح و سالم حدود ممالک انگریزی مین پہنچ خبر منصوبہ لشکر کشی کی جو درمیان دونون امیر کے علی الرغم جماعہ انگریزون کے قرار پائی تھی پہلے اُسینے کارگزاران ریاست انگریزیہ کو پہنچائی ؎

بیان مین پیدا ہونے سبب اتّفاق کے درمیان نظام علی خان و حیدر علی خان کے

منشی کو اُس انقلاب و تغیر کے جسکے سبب نواب نظام علی خان ہواخواہی سے انگریزون کے منحرف ہوگیا اور اصل کو اِس اتّحاد و موافقت کے جسکی جہت سے افواج اسلامیہ استیصال کرنے پر قوم انگریز کے مستعد ہوئی داناؤن نے سازش نہانی نواب محفوظ خان برادر کلان نواب محمد علی خان کی نواب حیدر علی خان

بہادر کے ساتھ تجویز کیا ہی، تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ لڑائی مین
اُنبور کے جو سنہ ۱۷۴۹ع مین درمیان نواب انورالدین خان و ہدایت
محیّ الدین خان نواب نظام الملک کے پوتے کے جسکو چندا صاحب نواب
ترچنا پلی شوہر خواہر نواب سید محمد خان آخری صوبہ دار آرکاٹ نے جسے
انورالدین خان نے حیلون سے قتل کروا اُسکے جگہہ خود صوبہ دار ہو گیا تھا
اِس جنگ پر تحریض کی تھی واقع ہوئی جس مین جماعہ فرانسیس جو قدیم سے
ہواخواہ خانوادہ سادات کے اور دشمن جانی نواب انورالدین خان کے تھے یاریگر
چندا صاحب کے تھے اور جماعہ انگریز مددگار نواب انورالدین خان کے
چنانچہ نواب انورالدین خان اِس جنگ مین اسّی برس کی عمر مین مارا گیا
نواب محفوظ خان بڑا بیٹا انورالدین خان کا اور نواب محمد علی خان چھوٹا بیٹا
دونون اِس لڑائی مین حاضر تھے بعد اِسکے صوبہ داری آرکاٹ کی ہدایت
محیّ الدین خان پر متعیّن ہوئی پر ناصر جنگ نے جو اُسکا چچا اور نظام الملک کا
بیٹا اور بالفعل صوبہ دار حیدرآباد کا تھا اپنے بھتیجے کی خبر فتح کو سن حسد و
رشک کے باعث سے اُسکے اور چندا صاحب اور جماعہ فرانسیس کے
اُوپر لشکرکشی کی لیکن بے لڑے بھڑے ایک حیلے سے جسکا ذکر تواریخ کی کتابون
مین مذکور ہی اپنے بھتیجے کو مقیّد کر لیا یہہ امر چھوٹے بڑے اہالی مملکت کو خصوصاً
قوم فرانسیس پر بہت ناگوار ہوا چنانچہ اُنھون نے آپس مین متّفق ہو نواب
ناصر جنگ پر بلوا کیا اور نواب موصوف اِس بلواے عام مین نواب کرپہ کے
ہاتھ سے اپنی سواری کے ہاتھی پر مارا گیا اور اُسکا بھتیجا ہدایت محیّ الدین خان
حاکم و صوبہ دار ملک دکھن اور نواب مظفّر جنگ ملقّب ہوا القصّہ نواب
مظفّر جنگ صوبہ داری آرکاٹ کی چندا صاحب کو دے اپنے دارالملک حیدر

آباد کو متوجّہ ہوا اور محفوظ خان اُسکے ساتھہ کرناٹک سے نکلا و لیکن نواب مظفّر جنگ راہی مین درسنہ ۱۷۵۱ع پٹھانون کے ہاتھہ سے ھنگامہ عام مین مارا گیا اور صوبہ داری حیدر آباد کی اُسکے عمو نواب صلابت جنگ برادر ناصر جنگ مرحوم برقرار پائی اور وہ بھی عیّارون کے ہاتھہ سے اُسکے بھائی نظام علی خان حالی صوبہ دار حیدر آباد کے اشارے سے مقتول ہوا نواب محفوظ خان بعد مارے جانے نواب مظفّر جنگ کے کرّپے مین سال ۱۷۵۴ع تک مقیم رہا اِس مین جماعہ انگریزون نے جو ہوا خواہ نواب محمد علی خان کے تھے باوجود حقیقت نواب محفوظ خان کے جو بڑا بیٹا انور الدین خان کا تھا بعد ہزیمت پانے جماعہ فرانسیس ہوا خواہ چندا صاحب کے اور اسیر ہو جانے چندا صاحب کے محفوظ خان کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کو مسند برصوبہ داری آرکات کے بیٹھا یا جب اسطرح حکومت آرکات کی نواب محمد علی خان پر قرار پائی نواب محفوظ خان بعد کتنے روز کے ساتھہ ایک جمعیّت فوج سوارون کے کرناٹک کو پھر آیا اور درخواستِ نوکری محمد علی خان سے کی نواب محمد علی خان نے فی الفور اُسکی درخواست منظور کر اُسے محال جنوبی آرکات کا عامل مقرّر فرمایا لیکن نواب محفوظ خان نے وہان پہنچ اپنے بھائی سے تمرّد و عصیان اختیار کیا اور ساتھہ مدد زمیندار ان اُس حدود کے ایک مدّت تک خطہ تنیوالے کو اپنے تصرّف مین رکھا اور اُنھین دنون اُسکو نواب حیدر علی خان کے ساتھہ جو اُن روزون ڈنڈیگل کے بندوبست مین مشغول تھا رسم و راہ مراسلت و مکاتبت کی پیدا ہو گئی اگرچہ آخر کو نواب محفوظ خان نے سال ۱۷۶۰ع مین ظاہرا نواب محمد علی خان کے ساتھہ آشتی و مصالحت اختیار کی لیکن یہہ امر دور قیاس سے نہین کہ وہ خفیہ ساتھہ نواب حیدر علی خان کے طریق نامہ و پیام کا سلوک رکھتا تھا اِسواسطے کہ اُس سے

آگے کہ جنگ و پرخاش نمایان درمیان نواب حیدر علی خان اور انگریزون کے واقع ہووے صبح کے قصد پر سریرنگپٹن کو گیا تھا اور نواب بہادر نے اُس سے بہت الطاف و اشفاق کے ساتھ اُس سے ملاقات کی تھی اور یہہ امر بھی قرین قیاس ہی کہ تعصب دین محمدی نے نواب نظام علی خان اور اُسکے ارکان دولت کو اِس امر پر مستعد کیا ہو کہ ساتھ نواب بہادر کے متفق ہو کر نواب محفوظ خان کو مسند پر صوبہ داری آرکات کے بٹھاوین اور ساتھ مدد و یاریگری جماعہ فرانسیس کے جو اِسکے ہوا خواہ تھے انگریزون کو ہندوستان سے خارج کرین بہر تقدیر اوائل سپطنبر سنہ ۱۷۶۷ع مین افواج متفقہ جن مین اکثر سوار تھے کرناتک مین پہنچ لوٹ مار شروع کر دی کارگزاران دولت مدراس نے ایک فوج جرّار کرنیل اسمتھ کے ساتھ بھیجا چنانچہ چھبیسوین تاریخ ماہ مذکور مین قریب قلعے ترچناپلی کے تلاقی طرفین واقع ہوئی حقیقت اِس جنگ کی سالانہ دفتر اخبار مین انگریزی سنہ ۱۷۶۸ع کے پائی جاسکتی ہی لیکن یہان ترجمہ اِس روداد کا فارسی کتابون سے لکھا جاتا ہی وقت شام کے مقدّمۃ الجیش افواج متفقہ نے دیکھا کہ لشکر انگریزی ایک بڑے جھیل کے نشیب مین صفین آراستہ کیئے ہوئے مستعد جنگ ہی اور ایک ٹیلہ اُسکے پہلو پر واقع ہی نواب بہادر نے اُن کے مقابل مین صف آرائی کی چنانچہ تمام رات فوج حیدری سلاح و یراق سے مسلّح رہ انتظار صبح کی کرتی رہی جون ہین سپیدہ صبح نمودار ہوا لشکر انگریز بڑے جوش و خروش سے آگے بڑھا نیران جدال و قتال کی دونون طرف سے مشتعل ہوئی رکن الدولہ سپہسالار نظام علی خان نے جو اگلی صف مین تھا چاہا کہ فوج میمنہ و میسرہ پر غنیم کے حملہ کرے لیکن توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیون نے اُسکے لشکر کو پریشان کر دیا چنانچہ وہ اُن کی تاب نلا وہان تک

ہٹ گیا جہان نواب نظام علی خان خود سپاہ کو لڑا رہا تھا اگرچہ سپاہیان بہادر دلاورانہ لڑتے تھے لیکن مارے گولے گولیون کے اُن کو فرصت دم لینے کی نہ ملتی تھی نواب نظام علی خان کی سواری کے ہاتھی کا ایک پانون گولے کی ضرب سے اُڑ گیا اور بہت لوگ کام آئے آخر کو ہزیمت پائی تب نواب موصوف چھتّیس میل انگریزی یعنے اٹھارہ کوس میدان رزم سے پیچھے ہٹ گیا انگریزون نے نقّارہ فتح کا بجوایا لیکن فراریون کا پیچھا نکیا اور چیناپٹن کی طرف نہضت کی نواب حیدر علی خان بہادر نے ہزیمت سے اپنے ہواخواہ کی فوج کے کچھ پروا نکیا اور اپنی تمام فوج کو چار حصّہ بنا اعانت و یاوری پرایزد پاک کے اعتماد کر مقابلے و مقاتلے مین اعدا کے خوب کوشش کی ؏

پھر جانا نواب نظام علی خان کا مرافقت سے نواب حیدر علی خان کے اور موافقت کرنا انگریزون سے اور نہب و غارت کرنا نواب حیدر علیخان کا کرنا تک کو شہر مدراس تک اور نہایت بیم و ہراس سے اُس سے درخواست کرنا انگریزونکا صلح کو

دیکھنے سے طمطراق جنگ اور آتشباری و جابکدستی انگریزون کے اس قدر خوف و ہراس طبیعت پر نواب نظام علی خان کے غالب ہوا کہ جلد اُنھون کے ساتھ مصالحہ و اتّفاق کر اپنی باقی فوج سمیت حیدرآباد کو پھر گیا نواب حیدر علی خان بہادر نے جب دیکھا کہ نواب نظام علی خان اُسکا ہواخواہ اُسکو جنگ و جدال مین چھوڑ خود الگ ہوگیا اسلیئے سرپرنگٹن مین اپنا پھر جانا مصلحت وقت دیکھا لیکن کرنیل اسمتھ سپہدار لشکر انگریز نے یہان تک

تعاقب نواب ممدوح کا کیا کہ حدود میسور مین داخل ہوا اور کئی قلعون پر نواب بہادر کے متصرّف ہو نزدیک سرنگپٹن کے جا پہنچا اِس حیص بیص مین نواب بہادر نے یہہ مناسب جانا کہ ساتھہ حریف پختہ کار کے نرد واژگونہ کھیلے چنانچہ دل مین یہہ بات ٹھان اپنے سوارون کی فوج کو ساتھہ لے ملک کرناٹک پر تاخت کی اور وہان کے بلاد و عباد کو ساتھہ شمشیر و آتش کے زیروزبر خاک بسر کر دیا تب فوج انگریزی کو جو حدود میسور مین نہب و غارت مین مشغول تھی ضرور ہوا کہ وہان سے پھر کر حمایت و حراست ملک کرناٹک کی کرے اِس تدبیر سے تمام قلعے جو انگریزون کے تصرّف مین آگئے تھے بلے لڑے بھڑے ہاتھہ آگئے اور فوج حیدری نے نوبت لوٹ مار کی شہر مدراس تک پہنچائی اور متواتر حملون سے ارکان دولت مدراسیہ کو تنگ کر دیا اور اپنی ہیبت اُن کے دلون مین ایسی ڈالی کہ وے مضطر و مجبور ہو اُس سے آشتی و صلح کے خواہان ہوئے نواب بہادر نے صلح کے پیام کو قبول کیا ماہ اپریل سنہ ۱۷۶۹ع مین عہد و پیمان آشتی کا دونون طرف سے وقوع مین آیا شرطین اِس صلح کی بہت سادہ و پرکار تھین یعنے چاہئے کہ قلعے اور اسباب ایک جانب کے طرفین سے جو جنگ کے وقت دوسرے کے تصرّف مین آئے ہین پھیر دیئے جائین اور اسیر طرفین کے قید سے مخلصی پاوین اور دونون فریق دوستی کی راہ سے شریک رنج و راحت رہین اور کبھی مدد و اعانت کرنے مین آپ کے ضرورت کے وقت قصور نہ کرین اور سوداگرون کی راہِ آمد و رفت جاری رکھین حیدر علی خان بہادر نے اِس جنگ و پیکار مین کارنامہ رستم و اسفندیار کی تجدید کی تھی اور اپنی دست برد نمایان اور جلادت شایان سے نظارگیون کو حیرت مین ڈالا تھا توپین ہلکی میدانی سبک گاڑیون پر بار کی ہوئین ساز و سامان سے آراستہ اور گولندازان آتش دست رکھتا تھا اِسی

جہت سے اُن لڑائیون مین کبھو کوئی توپ جلوے یا میدانی نواب بہادر کی غنیم کے ہاتھ نہ لگی اور وہ برتی توپین جو جنگ مین ٹیپرو کے انگریزون کے ہاتھ آئین سو سب نواب نظام علی خان کی تھین سپاہ حیدری نہایت چست و چالاک ساز و یراق سبک کے ساتھ آراستہ رہتے اور سواران خاص اُسکے سبک عنان تیز جولان تھے اِسی سبب نواب بہادر تاخت و تاراج بر سپاہ اعدا کی قادر تھا اور لوٹ مار سے جلد پھر جانے پر توانا نواب بہادر سابق لڑائیون مین جیسا مصدر انواع ستمگری و خرابی کا ہوا تھا جس کے سبب مرز و بوم کرناٹک کی خراب و ویران ہو گئی تھی اِس جنگ مین ویسا مرتکب ظلم و ستمگارانہ ہوا ؎

پڑھنے والون پر کارنامہ حیدری کے پوشیدہ نرہے کہ چونکہ میجر چارلس اسطوارط اپنے رسالہ مآثر سوانح حیدر علی خان و ٹیپو سلطان مین اِن دونون واقعہ جلیلہ کی شرح مین جنکا پہلا وہ نازک ہائلہ تھا جس مین مادھوراو پیشوا جمعیّت ایک لاکھ پچاس ہزار سوار مرہٹہ کے ساتھ اور نظام علی خان ساتھ اپنے تمام لشکر معہ فوج کمکی انگریزون کے باہم متفّق ہو سر یرنگپٹن پر ہجوم لائے تھے اور دوسرا وہ امر مُہم جس مین نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان نے متّفق ہو کر استیصال پر انگریزون کے ہمّت باندھی تھی اور حق تو یہ ہی کہ تمام مآثر حیدری مین اِن دونون واقعے کے مانند کوئی حال نہایت شرح و بسط کا خواہان نہیں کیونکہ پہلے واقعے مین صفتِ گزیدہ صبر و پایداری نواب حیدر علی خان کی اُوپر ہجوم جم غفیر دشمنان جانی تباہی اندیش کے اور سلیقہ اُسکے رخنہ بندی و حیلہ سازی کا حمایت و حراست مین اپنی جان و مال کے ظاہر و باہر ہوا اور دوسرے مین شہامت و جلادت اُس بہادر کی قہر و کسر کرنے مین دشمنان پر دل

و ہر کار ذو فنون کے دربارہ شیوہ جنگ و پیکار اچھی طرح عیان و نمایان ہوئی راہ اختصار کی چلا تھا اسواسطے کتاب فارسی کارنامہ حیدری کے مولّف نے ان دونون واقعہ جاںکاہ کی تفصیل دوسری جلد سے تاسطوری موشیر تم دل کے ترجمہ کرا صل کتاب مین داخل کیا اور شمائل جسمانی و عادات و اطوار زندگانی نواب ممدوح کے جلد اوّل سے اُسی ہسطوری کے ترجمہ کر اُسکا مقدّمہ بنایا؛

شمائل جسمانی اور عادات و اطوار زندگانی نواب حیدر علی خان کے

نواب حیدر علی خان کی عمر کا حال ٹھیک معلوم نہین ہی مگر جو لوگ اُسے صغرسن سے جانتے ہین اُنکی روایت کے موافق اِس وقت قریب چھپّن برس کے تھی قد اُس کا قریب چھہ فٹ انگریزی تنا ور قوی چالاک و چست زحمت کش رنج بردار جفاکش ایسا کہ وقتِ ضرورت کو سون پیادہ چلتا اور رات دن اگر گھوڑے پر سوار رہتا تو بھی آثار کوفتگی اور ماندگی کے اُس سے ظاہر نہوتے بشرہ گندم گون نقشہ چہرے کا نہیت درشت ڈارھی و موچھ اُکھڑوا ڈالتا پوشاک ہندوستانی سفید سادہ ململ یا تن زیب کی پہنتا اور دستار بھی اُسکی ہوتی قبا دامن فراخ آستین تنگ و چست لیکن رخت سپاہیانہ اُسکا دوسری طرح کا جسے خود اُسنے اپنے اور اپنی سپاہ کے واسطے ایجاد و مقرّر کیا تھا سفید اطلس کی قبا جس مین سنہرے گل ٹکے ہوئے ویسی ہی اطلس کا پائجامہ مخمل زرد کے موزے سفید ابریشمی کمربند سرخ شفقی پگڑی جب پیادہ چلتا اکثر

بیت کی چھڑی ہاتھ مین رکھتا جسکا سرپوش جواہرنگار ہوتا جب گھوڑے پر سوار ہوتا تو ایک شمشیر بر تلے مین جسکی چپراس الماس کی ہوتی کمر سے لگی رہتی جیسا کہ امیران ہند واسطے آرایش کے زیور پہنتے ہین وہ ہرگزنہ پہنتا چہرہ شگفتہ کشادہ خصوصیات حال کے موافق گاہے ہنستا گاہے ترش رو ہوتا ہرطرح کے امر مین سہولت و آسانی کے ساتھ کلام کرتا خاموشی و تمکین روا نرکھتا اوائل حال مین بیگانہ لوگونکی ملاقات کے وقت اپنے تئین ضبط مین رکھتا و لیکن جلد انبساط طبیعی کے آثار اُسپر غالب ہو جاتی ہرطرح کے آدمی سے گفتگو کرتا اور روایت کمال شیرینی و نرمی کے ساتھ شروع کرتا مقام کمال تعجّب کا یہ ہی کہ ایک ہی زمانے مین جبکہ مہمّات عظیمہ ملکداری مین غور کرتا اور مقدّمات مین حکم دیتا بعضے حاضرین مجلس سے سوال کرتا جاتا اور بعضون کو جواب فرماتا ایک منشی سے نامہ سنتا دوسرے سے جواب لکھاتا نظر تو تماشے مین رقّاصون نقالون کے رکھتا اور کان سے عبارت منشیون کی سنتا چاکران مقرّری رات دن کے اپنے کار و بار خاص کے لئے حضور مین آتے جاتے اُنھین اذن عام تھا اگر کوئی شخص اجنبی ملاقات کا خواہان ہوتا معرفت ایک چوبدار کے جو صدہا در دولت پر حاضر رہتے تھے اپنی اطّلاع کر باریاب ہوتا مگر فقیر و درویش کے واسطے یہ اجازت نتھی اور اگرکسی فقیرپر نظر پڑتی تو اُسکو خاکی شاہ کے پاس جو میر صدقات تھا بھیج دیتا وہ اُسکی حاجت بر لاتا قبل طلوع آفتاب بیدار ہوتا تب نقیب و سپہدار جو شب و روز گذشتہ چوکی مین اپنی خدمت خاص پر مامور تھے اور وے لوگ جو اُن کے بدلانیکو آتے حضور مین پہلے حاضر ہو اخبار ضروری عرض کرتے اور جو حکم تازہ صادر ہوتا سپہدار اور کارگزاران دیوانی کو پہنچاتے اور سپہداروں و کارگزارون کو پروانگی تھی کہ اگر ضرورت ہووے جامہ خانہ مین

حاضر ہوکر خود عرض کرین آٹھ گھڑی دن چڑھے حمام خانے سے برآمد ہو دیوان خانے
مین داخل ہوتا جہان سب منشی وکارگزار ہرکارخانے کے خطوط آئے ہوئے کو
گذرانتے اور ہرایک کو اُسکی خدمت خاصہ کے موافق تعلیم و تلقین روزمرّہ
فرماتا اور جو نامہ کہ جواب طلب ہوتا اُسکا جواب موافق اُسکے ارشاد کرتا فرزند
و اقربا اُسکے اور جو امیر کہ ساتھ شرف تقرّب کے ممتاز تھے اُسوقت دیوان
خانے مین حاضر ہوتے نو بجے صبح کا کھانا کھا آئینہ محل مین تشریف لیجاتا تب وہان
سب فیلبان ہاتھیون کو اور سائیس گھوڑون کو روبرو لیجا کر دکھاتے پلنگ و
چیتے شکاری کو اُنکے نگاہبان ڈوریان پکڑے ہوئے روبرو لاتے جن پر پوشش
بانات سبز کی پڑی ہوئی اور بارچہ زری کی ٹوپی سر پر بندھی رہتی اِسلئے
کہ اگر کسی وقت کبھو وے قصد ایذا کا کرین تو جھٹ آنکھین اُنکی اُس ٹوپی
سے بند ہو جائین نواب بہادر اپنے ہاتھ سے ہرایک کو لقمہ شیرینی کا دیتا وے
جھٹ لے لیتے بعد طعام چاشت ساڑھے دس بجے نواب بہادر دیوان خانے یا خیمہ
بارعام مین تشریف لاکر شامیانہ زردوزی کے تلے جسکے ستون طلائی مرصّع کار
ہوتے جلوس فرماتا اقربا اُسکے دست چپ کی طرف بیٹھتے اور سب ارکان و اعیان
دولت جنکو اُس مقام مین حاضر ہونے کی اجازت تھی حاضر ہوتے اور جو لوگ
اپنے اپنے کاروبار مین تعلیم و ارشاد کے محتاج ہوتے نقیبون کے وسیلے سے
درخواست حاضر ہونے کی کرتے یا عرضیان گذرانتے اُسی وقت جواب
مناسب عرضی پر لکھا جاتا یا زبانی ارشاد ہوتا یہ دستور نہ تھا کہ سواری مین کوئی
شخص عرضی دے مگر آنکہ کوئی مہم یا حادثہ جدید واقع ہو یا کوئی سائل حاضر ہونے
سے دربار عام کے منع کیا جاوے اور ایسا اتّفاق بہت کم ہوتا اس سال ۱۷۶۷ع
مین ایک روز شام کو پانچ بجے نواب کوئنباتور مین اپنے کوکبے سمیت واسطے

سیر کے نکلا تھا کہ ایک بڑھیا نے فریاد کیا نواب نے فی الفور سواری ٹھہرا بڑھیا کو قریب بلا کر حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ مین بیوہ صرف ایک ہی لڑکی رکھتی تھی جسے آغا محمد نے مجھسے چھین لیا ہی نواب نے فرمایا کہ آغا محمد کو ایک مہینے سے زیادہ ہوا کہ یہان سے چلا گیا ہی تو اتنے روز کہان تھی اور کیون نالش نہ کی بڑھیا نے عرض کیا عاجزہ نے کئی قطعہ درخواست حیدر شاہ کے ہاتھ مین دیئے کچھ جواب نپایا حیدر شاہ نے جو عرض بیگیون کا سردار تھا حاضر ہو عرض کیا کہ یہہ عورت ور اُسکی لڑکی بازاری عورتون سے ہین خلاف شرع زندگانی کرتی ہین یہہ بات سنکر نواب نے حکم دیا کہ سواری دولتخانے کو پھرے اور عورت ہمراہ آئے سب اعیان دربار واسطے اِس منصبدار کے جسکو لوگ دوست رکھتے تھے اندیشناک ہوئے پر کوئی شفاعت مین دم نہ مار سکتا تھا حیدر شاہ کا بیٹا سرگروہ فوج فرنگستانیون سے ملتجی شفاعت کا ہوا اور اُسنے حضور سے اُسکی خطا کا عفو چاہا لیکن نواب نے ساتھ درشتی کے منہہ موڑ کر فرمایا کہ اِس بات مین کچھ عرض سنی نہ جائیگی کیونکہ کوئی جرم اِس سے سخت تر نہین ہی کہ راہِ فریاد رعیّت کی بادشاہ فرمان فرما کے نزدیک قطع کی جاے اور مظلوم اپنی داد کو پہنچنے سے محروم رہین اہل اقتدار کو چاہیئے کہ غربا و مظلومون کی دستگیری کرتے رہین خدا یتعالی نے حاکم کو نگہبان رعایا کا کیا اور جو بادشاہ راہ انصاف کو رعایا پر مسدود اور ستمگارون کو سیاست نہین کرتا تو آخرکار وہ بادشاہ خود رعایا کو بزور اپنی بغاوت پر مستعد کرتا ہی یہہ کہکر نواب نے حکم دیا کہ حیدر شاہ کو دو سو تازیانہ مارین اور اُسی وقت حبشیون کے رسالہ دار کو حکم دیا کہ ہمراہ مستغیثہ کے اُس گانون مین جہان آغا محمد مقیم تھا جا دختر مذکور کو ستمدیدہ کے حوالہ کرے اور آغا محمد کا سر کاٹ لاوے اور اگر وہ دختر وہان نہو تو آغا محمد کو

کہ اُنیاتو رمین گرفتار کر حاضر کرے چنانچہ وہ دختر ستم رسیدہ مان کو ملی اور آغا محمد کا سر کاٹ حاضر کیا گیا آغا محمد کی عمر اُسوقت ساتھ برس کی تھی پچیس سال تک حیدری نقیبون کا سر گروہ تھا اُسنے اپنی خدمتگزاری کے صلے مین جاگیر شایستہ پائی تھی اور حقیقت حال اسنغاثہ کی برھیا کے یہ ہی کہ آغا محمد اُس دختر کے حسن وجمال پر شیفتہ تھا ہر چند چاہا کہ اُسکی مان کو روپیہ دیکر راضی کرے پر برھیا راضی نہوئی تب آغا محمد اُسکو بزور لے گیا' دربار حیدری مین پچاس یا چالیس منشی خاص دست چپ کی طرف دیوان خانے مین حاضر رہتے رسولان نامہ بر ہر ساعت ملکون سے آتے اور بکمال اہتمام سے حضور مین بلائے جاتے اور لفافہ ملاحظہ مین گذرانتے منشی خاص مکتوب پڑھکر سناتا فی الفور نواب خصوصیات وابستہ جواب زبان فصاحت ترجمان سے بیان فرماتا پھر وہ مکتوب دیوان وزیر مین بھیجا جاتا ہر طرح کے خط و پروانہ کو دستخط خاص سے زینت فرماتا پروانے جو دیوان وزارت سے صادر ہوتے اُن پر بڑی مُہر دیوان عام کی ثبت ہوتی اور جو فرمان کہ ساتھ دستخط خاص کے زینت پاتے اُن کے خاتمے پر ایک چھوٹی مہر بادشاہی ثبت کی جاتی وہ مہر میر منشی بادشاہی کے پاس رہتی جب کبھو کسو کو نامہ کسی مہم عظیم مین لکھا جاتا یا اگر کوئی حکم جلیل صادر ہوتا تو اُسکے خاتمے کو اپنی مہر خاص سے جو ہمیشہ اُنگلی مین پہنے رہتا تھا امتیاز دیتا اور تب خریطہ قاصد کو دیا جاتا اور ساتھ خریطے کے ایک پرزہ کاغذ جس مین ساعت روانگی خط کی لکھی ہوتی لگایا جاتا اور ہر منزل مین اُسپر وقت پہنچنے کا اُس خریطے کے اشارہ لکھا جاتا ڈاک کا حال اور قاصدان دولت حیدری کے خصوصیات جنکی انگریزون نے تتبّع کی ہی در مقام شایستہ لکھے جائینگے گھوڑے ہاتھی بکاؤ توپ نئی ڈھالی یا کسی جگہ سے

نئی لائی ہوئی اِن سبھون کو جلو خانہ مین لاتے اور نواب بہادر اِس دربار کے وقت اُن سبکو ملاحظہ فرماتا جلیل القدر لوگ دیوانی کے یا سپہسالار اور سفیر وغیرہ جو معزّز تھے بہت کم اِس دربار مین حاضر ہوتے مگر بضرورت امیران محترم وقت شب خلوت خاص مین جہان خاصے لوگ بار پاتے تھے حاضر ہو شریک صحبت نشاط و طرب کے ہوتے ارکان دولت اپنی طرف سے وکیل مقرّر رکھتے اور سب کارگزاران دیوانی ایک منشی کو اپنی کچہری سے بھیجتے تا وہ مقاصد ضروری نواب کے حضور مین عرض کرے وقت حاضر ہونے کسی سفیر جلیل القدر یا کوئی شخص معزّز کے سرگروہ نقیبون کا ساتھ آواز بلند کے یہ پکارتا جہان پناہ سلامت فلان خان یا بیگ وظیفہ خدمت بجالاتا ہی (اکابر دیوانی اور منشی وکیل وغیرہ کام کے لوگ اُس قسم کے اِعلام سے معاف تھے بے تکلّف چلے جاتے) اور اُسکی قدر و منزلت کے موافق ایک مقام اُسکے کھڑے ہونے یا بیٹھنے کو متعیّن کیا جاتا اور جب کوئی اوساط الناس سے دربار مین حاضر ہوتا تو وہ تسلیم و کورنش بجا لاکر پہلو مین سرگروہ نقیبون کے دست بستہ کھڑا رہتا اور جب حضور سے اشارہ پاس آنے کا ہوتا تو نزدیک آتا نواب زبان مہر پرور سے اُسکا مطلب استفسار فرماتا اگر وہ طبقے سے اہل عزّت کے یا تاجر ذی حرمت ہوتا تو حکم بیٹھنے کا پاتا اور خصوصیات و معیشت و وطن و سفر اُس سے پوچھے جاتے اور ایک وقت فرصت مقرّر کیا جاتا جس مین وہ اپنے تجارتی مال کو دکھاتا پھر پان دیکر رخصت کیا جاتا یہ دربار شام کے تین بجنے تک قایم رہتا پھر نواب حجرۂ خاص مین واسطے استراحت کے جاتا قریب ساڑھے پانچ کے ایوان بار عام مین تشریف لاتا اور وہان قواعد سپاہیون اور پرہ بندی سوارون کی ملاحظہ کرتا گرد اُسکے بعضے اقربا و مصاحبین بیٹھتے منشی لوگ خطوط

سکے پڑھنے لکھنے مین مشغول رہتے شام کے وقت ایک بڑی جماعت مشعلچیونکی صحن
دولت سرا مین نمودار ہوتی ئیے لوگ تسلیم کرتے ہوئے ایوان ومکانات مین جاتے
ایکدم مین تمام مکانات خاصہ کو جن مین نواب بیٹھتا یا آرام کرتا روشن کردیتے
بتیان کافوری اشجار نقرۂ روشنی کے اور جھاڑ بلورین نادرہ کار روشن
رہتے اکابر دولت حیدریہ اور اعاظم دیوان و سفران جلیل القدر وقت شب
ملازمت مین حاضر ہوتے جنکا رخت ہمیشہ عطر گران بہا سے مطیّب و معطّر رہتا
علاوہ اکابر ذوی الاقتدار وکارگزار کے شب کو دیوان خانہ امیرزادون سے بھرا
رہتا جو سب کے سب آداب دان وشیرین زبان ہوتے درمیان اِن امیر
زادون کے بعضے خدمت نظارت پر ممتاز تھے جن مین سے ہر رات چار شخص
دربار مین حاضر رہتے اور ایسے لوگ شمشیر ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور یہی اُنکے
نشانی امتیاز کی تھی اور دوسرے امیر اپنے سلاح کو غلام کے حوالے کرتے
بعضے ملازم اپنے میان کے پیچھے دامن اُسکا ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لب فرش
تک جاتے دیوان خانے مین چاندنی ململ باریک کی اوپر شاہانہ قالین آبریشمین
کے بچھی رہتی نواب بہادر کو سفید کپڑے پر میلان بہت ہی چنانچہ
صندلیون یا نشیمنون پر جو مخمل سے منڈھی ہوتین سفید تنزیب کے غلاف اُنپر
چڑھے رہتے اُس بزم گاہ مین صحبت رقص وسرود و نقّالی آٹھ بجے سے گیارہ بجے
تک گرم رہتی ناظر و عرض بیگی تازہ وارد لوگون کے پاس مجلس مین حاضر رہتے جو
کوئی کچھ پوچھتا اُسکا جواب شایستہ دیتے اور ہر ایک کو حاضرین مجلس سے خورد
ونوش کی بات پوچھتے اگر رغبت پاتے تو اُنکو نعمت خانے مین لیجاتے نواب
بہادر نقال و تماشے پر نظر رکھتا اور اکابر دیوانی و سفیرون سے گفتگو کیا کرتا اور
کبھو خلوت خانے مین تشریف لیجا محرمان خاص کے ساتھ اسرار پنہانی مین

مشورہ کرتا اور حسب معمول ہر صبح امور ملکی مین مشغول رہتا اور باوجود شب بیداری کسی طرح کی کسالت اُس سے ظاہر نہوتی دراثناے صحبت رقص و سرود اقسام پھول زرین مرصّع کار گلدانون مین رکھ حضور مین لاتے نواب خود اُنمین سے کئی پھول لیتا پھر اکابر دولت کو عطا کئے جاتے اور جب حضور کو منظور ہوتا کہ کسی کو ساتھ مزید عنایت کے امتیاز بخشے تو چمیلی کے ہار اثناے گفتگو مین اپنے ہاتھ مین پہن اُس شخص کو عنایت فرماتا اکثر اِس عنایت سے سپہدار فوج فرنگستانی ممتاز ہوتے کیونکہ فرانسیس لوگ بر خلاف تمام قوم فرنگستان کے بہ نسبت عطاے زر کے اِس طرح کی امتیاز سے اپنے تئین زیادہ معزّز جانتے ہین اگر کوئی شخص شب کو اِس طرح کی عزّت پاتا تو صبح کو اکابر و ارکان دولت حیدری برسم تہنیت اُسکے نزدیک جاتے اگر نواب بلند اقبال کو کسی جنگ مین فتح و فیروزی یا کسی امر گران مایہ مین شادمانی و برتری خوشی حاصل ہوتی تو شاعر شیرین سخن نواب کا مگار کو بالقاب غرّا یاد کرتا اور اِس طرح کی ابیات مدحیہ پڑھتا؛

مثنوی

جہان داورا خاطرت شاد باد ہزبر اگوا ملکت آباد باد

جہان از فرت دیدہ فرخندگی ترا دادہ شاہان خط بندگی

عدو لرزد از ہیبت نام تو زمین خندد از جرعۂ جام تو

ز عدل تو بیداد نالد ہمے بفرّ تو اقبال بالد ہمے

ہمہ روز عمر تو نوروز باد جہان را لقای تو فیروز باد

جب تک وہ شاعر قصیدہ مدحیہ پڑھتا حاضرین مجلس خاموش سراپا گوش ہوتے مگر نواب بہادر اُسوقت اکابر دیوانی کے ساتھ بیشتر مشغول رہتا چونکہ

بعض خصوصیات بزم امیرانہ ممالک شرقی کے بیان کیئے گئے اب ارباب طرب ونشاط کی باتون کا بھی بطریق اختصار لکھنا ضرور ہوا جانا چاہیئے کہ دربار حیدری اِن روزون اہل نغمہ و ساز کے باب مین بہت باساز و نوا ہی اور چونکہ صوبہ بیجاپور جو عہد مین ابراہیم عادل شاہ کے مجمع ارباب نشاط وطرب کا تھا جیسا ملا ظہوری کہتا ہی ؎

بیت

گر اکسیر سرور و سور سازند
ز خاک پاک بیجاپور سازند

سرکار حیدری کے تحت تصرّف مین آیا تھا جو عورتین کہ بیجاپور مین دربارہ حسن وجمال یگانہ اور فنون رود و سرود مین یکتاے زمانہ ہوتین وے سب وہان سے بلائی جاتی تھین اور طوایف اہل تقلید و ارباب نغمہ و طرب مین ڈومنیان کنچنیان بھانڈنیان بھگتنیان سب تونگری اور حسن وجمال کے سبب اپنے طبقون مین منتخب وممتاز تھین بھانڈنیون کے طائفے کا جن مین سب عورتین ہوتین یہہ حال ہی کہ نایکہ اُن کی لڑکیان کم سن چار پانچ برس کی حسین کو مول لے اوستادان ماہر رقص و سرود سے تعلیم کرواتین اور ہر طرح کے شیوۂ دلبری وطرب انگیزی اُن کو سکھاتین آخر کار نوبتِ دلفریبی اُنکی یہان تک پہنچتی کہ زاہد صد سالہ اُن کے ناز و کرشمہ دلبرانہ سے راہ زہد وتقوا کو بھول جاتا الغرض کوئی مرد یا عورت پختہ کار فن تقلید و نقّالی مین اُن عورتون سے سبقت نلیجا سکتا اور سرود اُن کا نہیت مسرّت بخش ونشاط افزا ہو نازنان رقّاصہ اپنے کارو شیوے میں مقلّدون اور مغنّیون پر رجحان رکھتی تھین یہان تک کہ اگرایسے نادرہ کار تماشاگاہ پارس مین (جو دارالملک فرانسیس اور اِن باتون مین مشہور ہی)

جائین تو وہان کے لوگون کو وجد مین لائین ہر عضو اُسکا وقت رقص کے حرکت خاص
مین رہتا ہی دیر تک یکبا نون پر اِس خوبی سے ناچتین کر نظار گیون کو محال حیرت
ہوتا کوئی عورت مقلّدہ یا رقاصہ اِس بزم مین سترہ برس کی عمر سے زیادہ سن
نہین رکھتی اور جب اِس سے متجاوز ہوتی ہین تب بر طرف کی جاتی طائفہ
ارباب نشاط کی نایکہ مشاہرہ سرکار سے پاتی ہی مگر ٹھیک تعیّن اُسکا معلوم نہین
اور جو نایکہ کہ دربار مین حاضر ہوتی سو ہر مرتبہ رات یا دن کو جب کوئی نوچی اُسکی
مجرا کرتی معہ سازندے فی مجرا ایک سو روپی پاتی اور ایسے عورتین مقلّدہ اکثر
بیس طائفے سے زیادہ ہوتین گیارہ بارہ بجے مجلس نشاط برخاست ہوتی ہر
شخص اپنے گھر جاتا مگر وے لوگ جو ساتھ نواب بہادر کے کھانا کھاتے
حاضر رہتے وے صرف دوست و خویش و اقارب خاندانی ہوتے مگر جشن عام
مین امرائے نامدار بھی شریک خوان رہتے اِس طرح معاشرت نواب نامدار کی
حالت حضر مین ہوتی اور جب سفر مین رہتا تو اکثر ہر ہفتے مین دو بار شکار کو جاتا
اور شکار گینڈے ہرن گور شیر پلنگ کا اکثر کھیلتا جب خبر پہنچتی کہ شیر یا
پلنگ جنگل مین ہی تو گھوڑے پر سوار ہو وہان جاتا اور ایک جماعت حبشیون
اور نیزہ بردارون کی اور اکثر امیر معہ نیزہ و سپر اُسکے پیچھے جاتے اور جب سراغ
شیر کا پاتے اُس مقام کو محاصرہ کر آہستہ آہستہ احاطے کو محاصرے کے تنگ کرتے
جب شیر شکاریون کو اپنی طرف متوجّہ پاتا شور کرتا اور چارون طرف راہ نکلنے کی
دیکھتا آخر کو جست کرنے کے چاہتا کہ نکلنے کی راہ پیدا کرے حیدر نامدار پہلے اُسپر
وار کرتا اور یہہ ضرب حیدری شمشیر یا نیزہ سے بہت کم خطا کرتی ؎

تورکِ سواری نواب نامدار حیدرعلی خان بہادر

جب حیدر علی خان بہادر نے بعد مدّت ممالکات کنرہ و ملیبار کو فتح کرکے دارالملک سرنگپٹن کو مراجعت کیا اُسکے موکب کی عظمت و شان قابل دیکھنے کے تھی جب کوئنبا تو ر سے نہضت کی پچاس ہزار سوار جرّار سلاح و یراق سے آراستہ اسّی ہزار پیادے اور چار ہزار طوپاس ساز سنگرے سے درست جلو مین ساتھ تھے اور توپخانے انگریزی وہندی و باندار و بلّم بردار وغیرہ علاوہ ہر روز کوچ کے وقت یہہ معمول تھا کہ جس راہ سے سواری جاتی داہنی طرف رسالے سواروں نے پرہ باندھے کھڑے رہتے رسالہ دار و علم بردار مراسم تسلیم بجالاتے اور جب حلقے ہاتھیوں کے جنپر سردار امیر سوار رہتے اگلے رسالے سے آگے بڑھ جاتے تب وہ رسالہ اپنے دست راست کی طرف سے پھرکر گھوڑے دوڑا آخری رسالے کے پیچھے جا کھڑا ہوتا ایک دستہ سواران ہزّار اور ایک دستہ سواران ڈراگون کا جن مین سب سوار فرنگستانی تھے پہلے سب سواروں کے شرف تسلیم حاصل کرکے سب فوج کے آگے سواری مین چلتے اُنکے پیچھے تین سو شتر سوار نامہ بر ساز و سامان سے آراستہ تی او نتون دو کوہان والے بر سوار بعد اُنکے دو ہاتھی فلک شکوہ جن پر بڑے بڑے دو نشان رہتے اُن نشانونکی زمین نیلی نقش و نگار زرین ایک مین آفتاب دوسرے مین ماہ و ستارے نمودار پیچھے اِن دونوں ہاتھی کے ایک اور ہاتھی جسپر جوڑی نقاریکی بہت بڑی رہتی جبتک کوچ رہتا یہی نقّارے بجائے جاتے چھہ میل انگریزی تک اُنکی آواز پہنچتی اور لشکر ظفر پیکر مین آواز قرنا وغیرہ کی جو کوچ مین پھونکی جاتی تھی صور اسرافیل سے کم نہ تھی سپہسالار کا حکم سپاہیوں کو ساتھہ وسیلہ اُسی قرنا وغیرہ کے سنایا جاتا

اُسکے بعد چار ہاتھی اور جاتے جن کے اوپر چوبیس نفر ارباب نشاط بیٹھتے
سواری کے ساز و آلات موسیقی بجاتے پھر پانچ ہاتھی اور جن کی عماریان
زرّین مرصّع کار ہوتین جاتے یہ فیلان جنگی سواری کے مشہور تھے لیکن کبھو
جنگ مین جز گھوڑے کی نواب اُن پر سوار نہوتا بعد اسکے چار فیل اور جن پر
ہودے زرین ہشت پہلو کسے ہوئے نمودار ہوتے ہر ایک ہاتھی پر چھہ چھہ نفر
آہن پوش زرہ خود چار آئینہ جوشن پہنے ہوئے قرابین لئے رہتے بعد اُنکے دو رسالے
حبشیون کے مسلّح آتے ایک رسالے کے سلاح مانند روپے کے چمکتے اور
دوسرے کے مانند سونے کے دمکتے تھے اور اُنکے خود مین پر سیاہ و سرخ اتنے دراز لگے
ہوتے کہ پشت سے لٹکتے رہتے ان سوارون کے پاس نیزے رہتے جنکی سنان اور بن
آہنین چمکتی رہتی اور گھوڑون کا ساز سرخ دونون پہلو مین زین کے آویزے سیاہ
ابریشمین لٹکے ہوئے پیچھے اُن سوارون کے ایک فوج پیادگان کا لیرو کا رہتا
اُنکا رخت چادر دراز ہوتا ابریشمین شلوار تنگ جو نصف ران تک پہنچتی
سلاح اُنکے نیزے دراز سر پر شتر مرغ کے پر اور ایک گھنٹا کمر مین لگا ہوا تا چلتے
وقت اُس سے آواز نکلے عقب اُنکے سپاہی جھنڈی بردار رہتے جنکے علمون کی
زمین بانات سرخ کی اسپر نقش و نگار روپہلے ان سب کے بعد اعیان
دولت حیدری کے شاہزادے سپہدار بہادر ہوتے حق تو یہ ہی کہ اس
جماعت کی نمود اور رونق ایسی ہوتی کہ کسی اور فوج مین نہین جو سر سے پانوٗن
تک غرق آہن رہتے عربی گھوڑون پر سوار شمشیر زرین نیام کمر سے لگی ہوئین
لباس عمدہ خوش رنگ خودون پر کلغی موتی اور جواہر ثمین کی بنی ہوئی لگی رہتی
اور اُن مین سے بعضے زرہ ملمّع مینا کار پہنتے اور گھوڑے کے سر پر کلغی پر کی
چار جامہ جواہر اور موتیون سے مرصّع ہوتا اگرچہ شمار اس جماعت کا ہمیشہ یکسان

تھا لیکن اغلب چھ سو آدمی ہونے اور ہرایک کے ہاتھ مین ایک چھڑی سبک لطیف رہتی اُس جماعت ممتاز کے پیچھے اسّی سوار خاص شکاری نواب بہادر کے آتے جنکے گھوڑے عربی خوبصورت وچالاک ہوتے پیچھے اُنکے بارہ گھوڑے خاصہ سواری کے جنکی زین ولگام زرّین مرصّع ہوتین کوتل چلتے اُن گھوڑون مین ایک وہ گھوڑا تھا جسکو سپہسالار نے فوج مرہتہ کے پیشکش بھیجا تھا خوبی وخوش اندامی مین نظیروثانی اپنا نرکھتا تھا رنگ خاکستری یال ودم درازسیمین چمکتی ہوئی ایک صفت بے نظیر اُسمین یہ تھی کہ دور سے ایسا دیکھائی دیتا تھا کہ ایک گردنی برّاق اُسپر پڑی ہوئی ہی پیچھے اِن گھوڑون کے ایک فوج پیادون کی ہوتی چوبدستی سیاہ جسکا سر سونے سے مڑھا ہوا ہاتھ مین لئے چلتے اُن کے بعد بارہ نقیب ترکی گھوڑون پر چڑھے سونے کا عصا مرصّع کار ہاتھ مین لئے جاتے پیچھے اُن کے سب منصب دار جلیل القدر خانگی تھے جیسے خانسامان سرگروہ نقیبان اور رسالدار حیدری وغیرہ ہرایک طوق زرّین جو تمغا اُنکی جلالت شان کا تھا اپنے سینہ پر آویزان رکھتا تس پیچھے میر توزیع صدقات جو بلقب بیرزادہ مشہور تھا ایک ہاتھی پر سوار جسکی جھول سبز ہوتی اور سلسلہ موکب مین بیشتر وہو تا متصل ہی اُسکے نواب بہادر ایک فیل سفید پر جسکے پانون مین حلقے چاندی کے گردن مین زنجیر سونے کی پڑی ہوتین سوار تشریف فرما ہوتا قیمت اِس ہاتھی کی برابر قیمت ایک ہزار ہاتھی کے تھی اور سب ہاتھیون مین زیادہ بلند وتنومند اُسکی عماری جس مین نواب بیٹھتا سواے چار کلس سنہرے کے کوئی اور چیز زینت کی نرکھتی اور دو تبر طلائی دونون پہلو پر زنجیرون سے بندھے لٹکتے رہتے یہ دونون تبر راجہ زمورین حاکم ملیبار کے عماری مین رہتے تھے چونکہ وہان کی رسم قدیم یہ تھی کہ امیر مظفّر نشان امارت

امیر مغلوب و مقہور کا اپنے پاس رکھتا اسلئے وے دونون نابر نواب مظفّر
کی سواری کی عماری سے لٹکائے جانے لگے اور اُس ہاتھی کے پیشانی پر ایک
سبز زرین آفتاب نما لگی رہتی خواصی مین دو نفر مورچھل بردار مگس رانی مین
مشغول رہتے یہہ مورچھل طاؤس سپید کے برون سے بنی اور خوشبو سے بسی
ہونی رہتی ہلانے سے اُسکے خوشبو دور تک جاتی۔ پیچھے فیل نواب کے ایک
حلقہ دو سو فیل کا اور آتا جس مین دو دو ہاتھی پہلو بہ پہلو چلتے ہر ایک ہاتھی پر تین نفر
ہوتے ہو دے کے درمیان خواجہ خواصی مین ملازم آگے ایک فیلبان پوشش و
عماری اِن ہاتھیون کی مختلف۔ بعضون کی جھول کا حاشیہ زرین و سیمین بہتون پر
ہو دے عماریان نقرئی و طلائی اور جن پر شاہزادے یا اکابر دولت حیدری سوار
ہوتے اُنکے ہو دے عماریان ساتھ جواہر بیش قیمت کے مرصّع ہوتے بعد اُس
حلقہ ہاتھیون کے پانچ ہاتھی اور جن پر ماہی مراتب وغیرہ ہوتے تفصیل اُسکی یون ہی
کہ پہلے ہاتھی پر ایک مسجد طلائی دوسرے پر تین مچھلیان جن کے فلوس جواہر
سے بنے اور میناکاری کیئے ہوئے اور دم دراز گھوڑے کی لٹکی ہوتی تیسرے
ہاتھی پر ایک بتی برّی اور موتی موم کافوری شمعدان زرین مین لگی ہوئی چوتھے
ہاتھی پر دو دیگچیان سونے کی اوپر چوب دراز کے پانچوین ہاتھی پر ایک ہودہ مدوّر
تختون سے عاج کے بنا ہوا بعد اِن شوکت و مکنت کے نشانون کے دو دستہ
اور حبشی سوارون کے جیسا آگے ذکر ہوا ویسے ہی لباس و سلاح سے آراستہ
آتے سبکے پیچھے حبشی پیادون کی فوج جن کا رخت قرمزی بانات کی کرتی
اور گلے مین چاندی کا طوق اور ہاتھ مین نیزے ہوتے جنکی چوب سیاہ روغن ملی ہوئی
جا بجا چاندی لگی ہوئی ساری سواری کے آگے پیچھے وے پیادے تھے جو دو دو سپاہی کی
قطار باندھکر چلتی اور جنکا رخت سپید ابریشمین تھا اور اُنکے ہاتھون مین ایک ایک

نیزہ چودہ ہاتھہ کا لانبا روغن سیاہ ملا ہوا ساتھہ سیمین تختیون کے مزیّن اور متّصل سنان کے ایک چھوٹا علم سرخ بانات کا بندھا ہوا یہہ موکب کوچ کے وقت طرفہ نمود وشکوہ رکھتا تھا اور حیدر علی خان بہادر جہان کہین ساتھہ اُس کوکبہ شاہانہ کے گذرتا تمام خواص و عوام کمال تعظیم و تکریم کے ساتھہ بندگی و اطاعت کی شرطین بجالاتے جب اُسکے نقّارے کی آواز سنتے ہر طرف سے خلایق تماشائی ہجوم کرتی برسم آئین بندی گھر و دیوار و دروازے قلعہ کے ساتھہ نقش و نگار کے آراستہ کئے جاتے حاکم سپہدار اور سب عمایدمعہ اپنے ملازم و توابع کمال شان و شوکت سے واسطے استقبال موکب حیدری کے آتے سرکون پر پانی چھڑکا جاتا اور سب اضلاع و اقطار مملکت مین قدوم موکب حیدری کے شادیانہ کی توپین جلتین قصّہ مختصر نواب بہادر ساتھہ اِس تو زک و حشمت و شوکت کے جب قریب دار الملک سریرنگپٹن کے پہنچا میر مخدوم علی خان بہادر اپنے کوکبے و حلقے فیلون کے ساتھہ جن پر اعیان و روساے شہر سوار تھے ایک فرسنگ استقبال کر جزیرہ سریرنگپٹن تک ہمراہ گیا وہان پہنچتے ہی اہل لشکر نے تو خیمون مین جو کمال تکلّف سے استادہ کروائے گئے تھے مقام کیا اور نواب بہادر ساتھہ آرامش و اطمینان کے سریرنگپٹن مین داخل ہوا اگرچہ اِس اثنا مین متواتر خبرین پہنچتی کہ نواب نظام علی خان جنگ کی طیّاری مین ہی چونکہ آثار سایہ پروری و تنعّم کے اُس امیر سے ظاہر تھے اور فوج اُسکی قواعد سے جنگ و پیکار کے ناواقف و شکستہ حال تنخواہ بھی کم پاتی تھی اور سب سپہدار و سردار فوج کے خفیہ ہوا خواہ دولت حیدری کے تھے کسی طرح کے توہّم نے خاطر اطمینان مآثر مین اُسکے راہ نپایا

ملحانا نواب میرزا علی خان برادرزادۂ نواب حیدر علی خان
بہادر کا جماعۂ مرہٹہ کے ساتھ جو بد سگال دولت حیدری کے
تھے اور آنا مادھو راو پیشوا کا ایک لاکھ پچاس ہزار سوار کے
ساتھ پونان سے بقصد استخلاص صوبہ سرا و غیرہ ممالکت میسور سے

مطالعہ فرمانے والون پر ان اوراق کے پوشیدہ نہ رہے کہ نواب میرزا
علی خان برادرزادۂ نواب حیدر علی خان نے عہد طفولیت سے کنار شفقت
و مرحمت مین نواب بہادر کے پرورش پائی تھی اور فرط محبّت کے سبب نواب
بہادر خود اُسکی پرورش و تربیت کا کفیل ہوا تھا چونکہ اُس امیرزادے نیکو نہاد
مین بھی آثار سعادت مندی و شکر گزاری کے نواب کے ساتھ نمایان تھے
اسواسطے نواب نے اُسکو صوبہ سرا کی صوبہ داری پر ممتاز فرمایا تھا لیکن
حزم و دوربینی کی راہ سے جیسے تمام صوبہ دارون کے ساتھ رعایت کیا کرتا
ایک مدبّر ہوشیار کار گزار کو قوم برہمن سے جسکی دیانت و امانت پر اُسے
وثوق تھا اُسکا نایبِ صوبہ مقرّر کیا چونکہ یہہ برہمن مرد عیّار و طامع تھا ساتھ بڑی
چاپلوسی و خوشامد اور بر لانے ہوس جوانی و جلد مہیّا کر دینے اسباب عیش
وکامرانی کے اُس نوجوان سادہ دل کو دام مین لا اپنے تئین اُسکی نظر مین ہوا خواہ
راسخ ظاہر کیا تھا میرزا علی خان جو ایک جوان کریم نہاد و دلدادہ طرب و نشاط
تھا زر خراج و باج اُس صوبے کا برخلاف نصیحت و فرمان حیدری کے سبب
لہو و لعب مین تصرّف کرنے اور ارباب طرب و نشاط کو بیدریغ دینے لگا اور
برہمن خیانت کار جسکو اِس اسراف و اتلاف بیجا سے وعدے کے بموجب
حضور مین نواب کے اطّلاع کرنی ضرور تھی امیرزادے کو واسطے دفع توہّم عتاب حیدری

سکے یون کہنے لگا کہ اگر نواب محاسبہ خراج کا اِس صوبے کے طلب فرمائیگا تو مجھکو اِسقدر لیاقت ہی کہ ایک دفتر نیا طیّار کرکے اُسکا رفع شبہہ اچھی طرح کرون اور جب تک نواب مہمّات جنگ و جدال سے فراغت کر صوبہ سرا مین آنیکا قصد کریگا اُسکے قبل اتنا زر کہ اس اسراف کی تلافی کرسکے جمع کر ہونگا میرزا موصوف خدایع سے اِس گرگ کہن کے ایسا فریفتہ ہوگیا کہ مطلق ستی فرط کامرانی اور خواب غفلت نوجوانی سے ہوشیار و بیدار نہوا اور نظم و نسق صوبہ اور خراج و باج کو اُسکے آپنے اطوار ناشایستہ سے بالکل برہم و درہم کردیا نواب حیدر علی خان بہادر کو جب اُس حال سے اطلاع ہوئی کچھ تہدید و چشم نمائی مناسب و ضرور جانی اِس لیئے تراونکور کی جنگ کا حال جس مین خود مشغول تھا پوشیدہ رکھ میرزا کو لکھا کہ مرہٹے کے ہاتھ عہد آشتی و صلح کی تجدید کرے اور ایسا ظاہر کیا کہ خود بدولت حدود دیار سے سرینگ پٹن کو مراجعت فرما آخر سال مین وہان سے سرا کو جائیگا اور یہہ لکھا کہ زر بقیہ خراج صوبہ سرا سے مقدار شایستہ خریداری مین آشتی جدید کے مرہٹے سے صرف کرے جب مضمون نے اُس نامے کے پریشانی مین خاطر میرزا کے کچھ کمی نہ کی اور برہمن نادان اپنی تباہی کو میرزا سے زیادہ تر سمجھا تب واسطے منحرف کرنے مزاج اُس جوان سادہ دل کے یہہ کہا کہ اگر آپ مجھکو عہدے مین سفارت کے ظاہرا تجدید صلح کے لیئے جیسا نواب بہادر نے لکھاہی مادھوراو پیشوا کے پاس بھیجین تو مین پیشواے موصوف کو اُس طریق پر لاؤن کہ وہ خوشی سے صوبہ داری سرا کی آپ پر بحال رکھے کیونکہ نواب بہادر نے بزور صوبہ مذکور مرہٹون سے لے لیاتھا اسواسطے پیشوا دل سے خرابی دولت حیدری کی چاہتاہی اگر تھوڑا سا خراج آپ اُنکو دینا مقرّر کردینگے تو وے بخوبی

آپ کی حمایت کرینگے دمدمہ و فسون برہمن خانہ خراب اور حب جاہ و خیال حکومت اور خوف تشریف آوری نواب بہادر یہ سب باتین اُس امیرزادے کو ناسپاسی وعہدشکنی پر اپنے مربّی قدیم کے لائین چنانچہ اُسنے اُس برہمن ناستودہ فن کو سفارت کے عہدے پر پونان کو بھیجا تا جو کچھ وہ مناسب جانے عمل مین لاوے جب وہ سفیر پونان مین پہنچا ارکان دولت پونان نے سب اُسکی باتین بسمع قبول سنین اور انگریزون کے وکیل نے جو اُن دنون وہان حاضر تھا اس طرح سے جماعہ مرہٹہ کی عزیمت کو تاخت کرنے پر ملک حیدری کے مصمّم کیا کہ اب فرصت کلّی حاصل ہی چاہئے کہ جماعہ مرہٹہ اِس طرف سے ممالک پر نواب حیدر علی خان کے فوج کشی کرین اور نواب نظام علی خان اور انگریز اُس طرف سے جب یہہ خبر نواب بہادر نے سنی کہ اُسکا برادرزادہ عزیز کفران نعمت و ناسپاسی کا مرتکب ہوا اور ساتھ اُس فوج کے جو اُسکو سپرد کی گئی تھی دشمنون سے مل اُنکا مددگار ہو اُنھین صوبۂ سرا وغیرہ مملکت حیدری مین آنے کی اجازت دی ہی بہت سا پریشان خاطر ہوا حق ہی کہ اِس حادثہ ناگہانی نے تمام منصوبون کو نواب بہادر کے برہم کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر جماعہ مرہٹہ تجدید آشتی پر جیسا کہ مرزا کو اِس باب مین لکھا گیا تھا راضی نہو کر لشکرکشی کرینگے تب بھی ہمکو اتنی فرصت ملیگی کہ ساتھ فوج میرزا کے متفق ہو مرہٹون سے اُس طرف سرا کے جنگ کرین اور وقت ضرورت کے قلعہ سرا وغیرہ مین متحصّن ہو جاینگے اور یہہ بھی اُسکے خیال مین تھا کہ یہہ معاملہ اُسکا مرہٹون کے ساتھ اِس سے پہلے کہ افواج متّفقہ نظام علی خان اور انگریزون کی سرحد بنگلور مین پہنچین یکسو ہو جائیگا اور اتنی فرصت اُسکو ملیگی کہ اُن متّفقہ فوجون پر حملہ کر سکے لیکن برخلاف اُس

خیال اور چشمداشت کے جب اُسنے دیکھا کہ مرزا کی خیانت اور نافہمی کے سبب تمام ممالک محروسہ اُسکا معروض تاخت اعادی ہوا چاہتا ہی اُسکو ضرور ہوا کہ قلعہ سریرنگپٹن مین متحصّن اور حصار کی حمایت سے اعدا کے مدافعہ مین مشغول ہو٭

متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تخریب پر جوار ودیار سریرنگپٹن کے اور ذخیرہ کرنا ان وقہ لشکر کا اور متفرّق کرنا رسالون کا واسطے راہزنی ویغماگری کے اذوقہ لانے والون پر اعدا کے اور طیّار کروانا ایک بڑا احاطہ لشکرگاہ کا

اِس مہم مین نواب حیدر علی خان بہادر نے یہہ تدبیر کی کہ سب فوج کو چھوٹے چھوٹے حصّون مین منقسم کر چار طرف دارالملک کے منتشر و متعیّن کر سپہدارونکو یہہ حکم دیا کہ شہر و قصبات و دیہات و قلعجات کے رہنے والون کو بزور اِس امر پر لاوین کہ وے اپنے مکانون مسکنون کو چھوڑ اپنی سب اشیاے منقولہ لیکر سریرنگپٹن مین آرہین اور سواے برتنے درختون کے سب کشتزار و صحرا مین آگ لگا کر خاک سیاہ کر دین تنکا گھاس کا روے زمین پر اور پھوس چھپرون پر رہنے نپاوے اور سب بقّال اہل حرفہ خردہ فروشون و غیرہ کو جو ملازم لشکر کے تھے یہہ حکم عام دیا کہ سب لوٹ مین شریک ہون چنانچہ تھوڑے ہی دنون مین تیس میل تک گرد سریرنگپٹن کے تمام تباہ و ویران ہو گیا اور سب جنس غلّہ و غیرہ مایحتاج زندگانی کی سریرنگپٹن مین تما تھہ کثرت و موفوری کے جمع کی گئی جب کوئی جماعت رعایا کی اپنا مال اسباب وہان لیکر پہنچتی تھی اُسکا

مال سب ساتھ قیمت رایج کے سرکار مین خرید ہوتا تھا تا وے خوش ہوتے پھر ہر فرقہ کوہستان مین جو قریب دارالملک کے واقع ہی واسطے سکونت کے بھیجا جاتا اور غلّہ وغیرہ بقیمت ارزان بنسبت قیمت خرید کے کارگزاران سرکار رعایا کے ہاتھ فروخت کرتے تھے جبتک افواج حیدری تخریب شہر و قصبات و دیہات مین مشغول رہی بعد اُسکے کمال جد و جہد اُستوار کرنے مین لشکرگاہ کے عمل مین آئی یہہ لشکرگاہ دست چپ کی طرف حصار شہر تک منتہی ہوئی تھی اور دست راست کو اُس قلعے تک پہنچی تھی جو منتہا پر اُس نہر کے واقع ہی جو رود کاویری کے ساتھ اُس جزیرہ کو احاطہ کرتی ہی جس مین شہر کی بنا رکھی گئی اس مقام مین پشت معسکر کی اس نہر سے پشتیبان رکھتی تھی اور اعدا کے حملہ سے ایمن و محفوظ کیونکہ نہر مذکور بہت عمیق تھی اور کنارہ اُسکا بلند توپین بڑی بڑی آتشبارہ سبر کا گولہ کھانیوالیان اُس حصار پر لگی ہوئین اور تمام میدان پر مشرف ان قلعون کے آگے تھوڑی ہی دور کے فاصلے پر سات قلعے اور تھے کہ ہر ایک پر آتشبارہ ضرب توپ لگائی گئین تھین اور پانسو گولہ انداز اُن پر متعیّن اور قلعون کے گرد خندق چونکہ رود کاویری ہر مقام مین پایاب ہی اور زمین سنگین اس لیئے بیشمار گوکھرو آہنین بنوائے گئے کہ وقت حملہ اعدا کے اُس مین ڈال دیئے جاوین ایک سو ضرب توپ حصار پر اور پچاس ضرب ایک معبد سنگین پر جو مقابل رود کے ایک پہاڑ پر واقع ہی لگائی گئین تا اعدا پر وقت یورش گولہ زنی کی جاوے اور تین سو ضرب توپ گرد اُس لشکرگاہ کے چنی گئین تھین خیر اب اس طیّاری سے نواب بہادر اعدا کا منتظر تھا اور چونکہ سوارون کا کام بالفعل نواب ممدوح نے وہان کچھ نہ دیکھا اس لیئے اُن کو دو حصّے کر بہرہٗ

اعظم کو میر مخدوم علی خان کی سرگردگی مین واسطے مدافعہ نواب نظام علی خان کے حدود بنگلور مین بھیج دیا اور اُنھون نے اُس ملک مین پہنچ تباہ کرنیکی بنیاد ڈالی اور افسری باقی سوارون اور ایک جمعیت کثیر پیادون اور تمام حشر نا موقّف کی نواب میر فیض اللہ خان کو عطا کی اور حکم دیا کہ دیار بنگر مین جا کر حمایت مین ان کوہستانی راہون کے جو اُسکو کنرے سے جدا کرتی ہین مشغول ہو اور ساتھ فوج متعیّنہ اُس ملک کے متّفق ہو جماعہ مرہتہ کو آنے سے باز رکھے سب سپاہی فرنگستانی جو قدیم سے ہواخواہ نواب بہادر کے تھے یہ آرزو رکھتے تھے کہ اُس جنگ مین اُنکے لیئے ایک مقام خاص واسطے مدافعہ دشمنون کے تعین کیا جاے چنانچہ اِسی واسطے اُنکے افسر نے منصدارون کے ساتھ حضور مین یون عرض کیا کہ چونکہ فوج فرنگستانی نے ہمیشہ ساتھ ماموریون اور بہاری و پرخطر مقام جنگ کے عزّت و امتیاز سرکار سے پائی ہی اِس لیئے اِس مہم مین بھی ہم امیدوار ہین کہ واسطے حمایت کرنے بہاے قلعے کے منصوب ہون نواب نے فرمایا کہ ہم کو بھی یہی منظور تھا جاؤ اور اپنے علم درمیان کے قلعہ پر بلند کرو اور ہم سے مدد شایستہ کے امیدوار ہو اِسواسطے کہ ہم خود دوسرے قلعہ کی فرمان دہی مین مشغول رہینگے میرزا کی خیانت کے باعث جسکو ہم نے فرزند کی طرح پرورش کیا تھا ہمکو بہت سی دل گرفتگی و رنج حاصل ہوا اور اسطرح سے متّفق ہونا سب اعدا کا ہم نہ جانتے تھے تب بھی اگرچہ غنیم کی فوج عظیم ہی لطیفہ غیبی کے ہم امیدوار ہین اور جب تک فضل الٰہی شامل حال ہی دشمنون سے کیا ڈر اور اگر مرضی الٰہی دیگر گون ہو اُسپر بھی ہم راضی ہین'

دلیری و وفاداری نے قلعہ داران حصار مارتن سرا و گھیری کے نواب کو اچھی فرصت واسطے مہیّا کرنے اسباب جنگ کے دی بیان اُسکا یہ ہی کہ جب

قلعہ دار ان حصار مارت سرا و گمھیری کو یہہ معلوم ہوا کہ صوبہ دار سرا اپنی فوج ساتھ مادھورا و سپہسالار مرہٹے سے مل گیا اُسکی اطاعت سے منحرف ہو گئے محاصرہ کرنیکے وقت خوب لڑے علی الخصوص قلعہ دار حصار گمھیری. جس مین سپاہیان تناور جو واسطے تاراج کرنے اُن حدود کے آئے تھے بموجب درخواست اِس قلعہ دار کے مسافت چودہ فرسنگ کی علی الاتّصال ایک شبانہ روز مین طی کر اُسکی کمک کو قلعہ مین پہنچے اور اِس لحاظ سے کہ اگر راہ مین آرام کرین تو قلعہ والون کی مدد مین تاخیر واقع ہو گی وے راہ مین کہین نہ ٹھہرے جب وہ قلعہ مفتوح ہوا اور مادھورا و نے اُن تناورون کو جنکی جوانمردی تمام ہندوستان مین مشہور ہوگئی تھی میلے کچیلے لباس کے ساتھہ دیکھا اُسکو کمال حیرت ہوئی اُن سے مخاطب ہو کہا کہ تعجّب کا مقام ہی کہ تمھارا آقا جو سپاہ کا قدردان ہی تم سے دلاورون کو ایسا خوار و متبذل رکھتا ہی اُن کے سپہدار نے جواب دیا کہ مہاراج صورت واقعہ یہہ ہی کہ ہم لوگ اِس قلعے کے متعلّق نتھے لیکن اُسکے محاصرے کی خبر سن اُمنگ پر اِس بلند نامی کے کہ آپ سے سپہسالار کے ساتھہ لڑین اِس قدر ہم لوگون نے دھاوا کیا کہ چودہ فرسنگ کی مسافت یکشبانہ روز مین طی کی راہ مین نہ کچھہ کھایا نہ پیا اور سوا اِس رخت کے جو ہم پہنے ہین کچھہ ساتھہ نلائے مادھورا و نے کہا کہ تمھارے کام مردانہ ہم کو بہت پسند آئے یہہ فرما دو دو جوڑے کپڑے اچھے ہر ایک کو اپنی سرکار سے دیکر یہہ کہا کہ اگرچہ دستور فتح و قلعہ گیری کا یہہ ہی کہ سلاح و علم تمسے لے لین پر بپاس عزّت و نامداری تمھارے آقا کے تمھاری دلیری و بہادری دیکھہ علم و سلاح دونون چھوڑ دیئے گئے اس طرح پر اُس جنگ مین ہندی سپاہیون نے جنکو ہم لوگ اہل فرنگ دبو مردم ناتراشیدہ کہتے ہین لڑ بھڑ کر نام اپنا صفحہ روزگار پر باقی رکھا و لیکن

بعد بیان کرنے مردانگی ہندی سپاہیون کی ۔ بیان نکرنا وفاداری کو اُن سو نفر گولندازان فرنگستانی کے اسی واقعہ مین ۔ جنھون نے حق نمک خواری کا بخوبی ادا کیا سراسر بے انصافی ہی اسواسطے لکھا جاتا ہی کہ یے لوگ بھی دوسرے سپاہیون کی طرح واسطے جنگ جماعہ مرھتّے کے روانہ کیٔے گیٔے تھے لیکن اُنکو جب سازش مرزا کی مرھتّے کے ساتھہ معلوم ہوئی اُسکی خیانت اُنھین ایسی ناپسند آئی کہ اپنے سپہسالار سے کہا کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ ہم لوگ نواب بہادر سے ۔ جسکا نمک ہم نے مدّت سے کھایا ہی جنگ کرینگے حاشا وکلّا ہمسے کبھو ایسا کام نہوگا بلکہ ہمارا ارادہ یہ ہی کہ ہم اُسکی طرف سے جنگ کرین بھر خدا حافظ کہکر وہان سے صرف ایک شمشیر اور ایک جوڑے کپڑے سمیت جو پہنے تھے روانہ ہوئے اور بالکل مال و اسباب وہین چھوڑ لشکر حیدری مین جا پہنچے نواب بہادر اِس سلوک سے اُنکے کمال خوش ہو ایک ایک جوڑی کنگن طلائی ہر ایک منصبدار اور زر نقد سپاہیون کو عطا کیا اور قیمت اسباب کی جو چھوڑ آئے تھے موافق اُنکے اظہار کے ہر ایک نے سرکار سے پائی ؛

چڑھائی کرنا نواب نظام علی خان کا ممالک میسور پر سنّے سے خبر یورش جماعہ مرھتّہ کی میسور پر اور فراہم ہونا دونون لشکر کا سینا پٹن مین واسطے تاراج کرنے خزانہ سرینگپٹن کے ۔

جنریل اسمتھ اور رکن الدولہ نے جو نہین سنا کہ مرزا مرھتّے سے مل گیا فوراً نظام علی خان کو اِس حال سے اطّلاع دی چونکہ نواب نظام علی خان

بہ سبب اپنے اسراف و باد دستی کے ہمیشہ زر کا محتاج رہتا تھا جنریل موصوف نے موقع پاکر اُسکو یون انگیز دی کہ جلد سریرنگپتن کو کوچ کیجئے ایسا نہو کہ مرہٹے اس امر مین پیش دستی کر وہان کے سبب خزانون پر متصرّف و قابض ہو جاوین چنانچہ نواب نظام علی خان کے جلد کوچ کرنیکے سبب اور مادھوراو کے توقّف کرنیکے باعث محاصرہ کرنے مین قلعے دارت سراو گمشیری کے جوابھی مذکور ہوا ایسا اتّفاق ہوا کہ دونون لشکر ایک ہی وقت حدود مین سیناپتن کے جو سریرنگپتن سے سات فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی باہم پہنچے امیرون اور سپہداروں نے دونون لشکر کے امید پر دستیاب ہونے زر و جواہر بےشمار سریرنگپتن کے بہت سے خیال پکائے تھے لیکن ویرانی و خرابی دیار و جوار سریرنگپتن کی اور تباہی و اسیری اپنے اذوقہ تلاش کرنیوالون کی ہاتھ سے سواران حیدری کے مشاہدہ کر اور اس سبب سے کہ مقام و کیفیت افواج حیدری کی اُنکو کچھ معلوم ہو نسکتی تھی اُنکو یقین ہوا کہ وہ سب اُنکے خیال محض خام و صرف لغو تھے الغرض دونون لشکر مرہٹہ اور نواب نظام علی خان کے فراہم ہوتے ہی اوّل روز تو کئی رسالے سواران کے حوالی سریرنگپتن کے میدان مین آئے اور بعضے لوگ اُن مین سے آگے بڑھکر نزدیک گئے کہ شہر و قلعچون کو جنپر دھجے حیدری کے پھہراتے تھے دیکھین چونکہ اس جانب سے کچھ ممانعت و مزاحمت نہوئی وے تمام میدان مین ہر طرف پھرے اور ہر چیزون کو مشاہدہ کیا دوسرے روز پھر سواروں کے رسالے اوّل روز کی طرح میدان مین آئے اور بے مزاحمت پھر کر چلے گئے تیسرے روز پہر دن چڑھے ایک مرتبہ میدان مین نواب نظام علی خان و مرہٹے کے سوار اور امیر و سردار جو ہاتھیون پر چڑھے ہوئے تھے جا پہنچے اور عقب سوارون کے قوّے ہزار پیادون کی جمعیّت معہ پچاس ضرب بڑی توپون کے آئین

اُسوقت ایک عظیم شکوہ اور طرفہ انبوہ نمایان ہوئی سوار پیادے دو لاکھ سے زیادہ اور عماری دار ہاتھی دو سو سے متجاوز جنریل اسمتھ اپنے رسالہ ترک سوارون کے ساتھ واسطے دریافت کرنے احوال معسکر حیدری کے آگے بڑھا جب یہہ رسالہ چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچا جہان سے آگے جانا ممکن نہ تھا ایک اشارہ اُس قلعچے سے جس مین نواب بہادر خود فرماتھا کیا گیا اور ایک مرتبہ اسطرح پر تمام قلعچون سے اور کوہچے سے آتش باری شروع ہوگئی کہ آناً فاناً مین ہزارہا آدمی مارے پڑے اور کشتون کے پشتے لگ گئے تب نواب نظام علی خان اور اُسکی فوج کے دل پر کمال دہشت و ہیبت مستولی ہوئی اور جنریل اسمتھ پر یہہ ثابت ہوا کہ حملہ کرنا لشکرگاہ حیدری پر امکان سے باہر ہی دوسرے روز مجلس شورا منعقد ہوئی اور سردار و سپہسالار دونون لشکر کے وہان جمع ہوے ہر شخص اپنی رائے کے موافق گفتگو کرنے لگا پر کسی بات پر اتفاق رایون کا نہوا اگرچہ سب مین رائے جنریل اسمتھ کی قرین صواب تھی کہ دونون لشکر جدا ہون اور کچھ ایسا حیلہ کرین جس مین نواب بہادر اپنے لشکرگاہ سے جو بہت حصین ہی باہر نکلے لیکن یہہ امراہل شورا نے پسند نہ کیا؛

ناکام ھونا سرداروں کا دونوں فوج تاراج اندیش کے اپنی طمع سے اور لاچار ھوکر آشتی کرنا جماعہ مرھٹہ کا مخفی حیدرعلی خان کے ساتھہ اور متحیر رھنا نظام علی خان کا و بحکم اضطرار مصالحہ کرنا اُسکا نواب بہادر کے ساتھہ اور متفق ھونا دونون نواب کا قلع وقمع پر انگریز اور نواب محمد علی خان کے ؛

سب اہل شورا اپنے اپنے خیمہ کو گئے پھر اِس بات مین کچھ گفتگو نہوئی اِس درمیان مین مرھٹے اور نواب نظام علی خان کے سوار جو اُس نواح مین اذوقہ کی تلاش کو جاتے اکثر سواران حیدری سے خاصہ اُن سواروں سے جو میر مخدوم علی خان کے تابع تھے دوچار ہوتے اور ناکام منہزم پھر آتے چنانچہ نواب نظام علی خان و مرھٹے کے لشکر مین اذوقہ و علوفہ نایاب ہونے لگا اور رسد لانیوالے جانور ہاتھی گھوڑے بیل اور دوسرے آدمی جو رسد تلاش کرنیکو جاتے ہر روز گرفتار ہو جاتے آخر کو یہہ نوبت پہنچی کہ کسی جگہہ غلہ ہاتھہ نہ آتا تھا قیمت چاول اور ضروری چیزوں کی بہت چڑھ گئی نواب بہادر کو ہر طرح کی خبر مخالفون کے لشکر کی پہنچتی تھی اور وہ اپنی لشکرگاہ مین خوشی و خرمی کے ساتھہ زندگانی کرتا اور واسطے فوج کے ہر طرح کا اسباب زندگی بکثرت مہیا تھا ہر سپاہی نے ایک گڑھا کھود اپنے کھانے کا غلہ ذخیرہ اُسمین رکھا تھا اور رود کاویری سے مچھلی بہت میسر آتی اور باقی چیزین اور ساز و سامان جنگی جنکی حاجت ہوتی تو رات کے وقت کوہستان و جنگل سے ساتھہ بدرقہ سپاہ کے لائی جاتین مرھٹون نے بہانے سے اذوقہ و علوفہ جوئی کے سپاہیوں سے خیمے اُکھاڑ رود کاویری کے کنارے سریرنگپتن سے پانچ میل کے فاصلے پر اپنا ڈیرا کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرھٹے رود کاویری پر

ڈیرا کرنے کے پہلے نواب بہادر کے ساتھ در باب آشتی مخفی گفتگو رکھتے تھے اسواسطے کہ بعد تبدیل مقام کے دوسرے ہی روز صلح موقت اُن سے ہو گئی اور تیسرے روز مرہٹے صوبہ سرا کو کارپردازان حیدری کے حوالہ کرپونان کو روانہ ہو گئے اس خبر کے سنتے ہی فوج نواب نظام علی خان کی گرداب اضطراب مین پڑی اور خود نواب موصوف سب سے زاید مشوش و پریشان خاطر ہوا نواب بہادر جو حال سے فطرت و مزاج نواب نظام علی خان کے اچھی طرح واقف تھا اُسکی وحشت زیادہ کرنے کے لئے اپنی فوج کو بنگر سے طلب کیا اور احاطے سے لشکرگاہ کے اپنی فوجون کو باہر نکال میدان مین سیناپٹن کی راہ پر خیمے استادہ کروائے نواب نظام علی خان نے اس حرکت سے جیسا نواب بہادر نے خیال کیا تھا نہایت خایف و ہراسان ہو کر صلاح و مشورت کو نواب بسالت جنگ اور نواب محفوظ خان وغیرہ امیرون کے جو سب مخفی ہوا خواہ دولت حیدری کے تھے سمع قبول سے سناجب رکن الدولہ دیوان نظام علی خان نے معاملہ دیگرگون دیکھا اور راہ شجاعت کی اپنے خواجہ کے دل پر مسدود پائی بموجب اقتضاے حال اس بات مین پیشدستی کر مصلحتین آشتی کی بیان کر کے اُس سے التماس کیا کہ نواب بہادر سے صلح کرنا چاہئے اور دیوان مذکور خود کفیل اس مہم کے انجام دینے کا ہوا اور اس عذر لنگ سے انگریزی فوج کو طرف مدراس کے روانہ کیا کہ وہ تسخیر کرنے مین قلعجات دولت حیدری کے جو اُس حدود مین ہین کوشش کرے جنریل اسمتھ قراین حال و مقام سے اس امر کو سمجھ گیا اور روانہ ہونے کو طرف ملکات انگریزی کے غنیمت سمجھا تا وہ سلوک منافقانہ سے نواب نظام علی خان کے محفوظ رہے اسواسطے کہ اگر وہ وہان رہتا تو احتمال تھا کہ نواب نظام علی خان اُنکو نواب حیدر علی خان کے حوالہ کر دیتا تب

جنریل موصوف کو سوائے تسلیم و انقیاد کے کچھ چارہ نہ ہوتا اب جنریل اسمتھ
نے یہہ سب حال من و عن کارگزاران دولت مدراسیہ کو لکھہ بھیجا اور حال
اپنی بدگمانی کا بھی جو نواب نظام علی خان اور اُسکے دیوان رکن الدولہ کے ساتھہ
رکھتا تھا ظاہر کرکے اُن مصلحتون کو جو آشتی کرنے مین نواب بہادر کے ساتھہ
تھین بیان کیا اور آخر یہہ لکھا کہ اِس امر مین سستی و توقف زنہار نکیا چاہئے نہین تو
انگریزون کو تنہا بار اخراجات سنگین جنگ کا جو اُنکے ملک مین واقع ہوگی متحمل
ہونا پڑیگا اِدھر تو کارگزاران مدراس نے جنریل اسمتھ سے یہہ خبر معلوم کی اور اُدھر
رکن الدولہ دیوان نواب نظام علی خان نے اپنے برادر نسبتی نواب محمد علی خان کو یہہ لکھا
کہ یہہ جنگ جو نواب نظام علی خان اور نواب بہادر کے درمیان بالفعل واقع ہی
طول کھینچیگی اور جب تک نواب بہادر مجبور ہوکر لااقل نواح بنگلور اور مالیم نواب
نظام علی خان کو نہ دے صلح ہونا معلوم کو نسلیان مدراس اس خبر پر جو رکن الدولہ نے
محمد علی خان کو لکھی تھی اعتماد کیا اور معروضے پر جنریل اسمتھ کے عمل نہ کیا بلکہ اُسکو لکھا کہ
وہ نواب نظام علی خان کے ساتھہ ہر حال مین موافق و مرافق رہے دیوان دورنگ نے
نواب محمد علی خان کو تو یہان یہہ لکھہ بھیجا اور وہان خود ہی نواب محفوظ خان کو
نواب بہادر کے پاس بھیجکر بذریعہ عریضہ یہہ ظاہر کیا کہ مین سریرنگپٹن مین واسطے
ملازمت نواب حیدر علی خان کے آتا ہون اور یہہ چاہتا ہون کہ تمام امور جو نواب
محفوظ خان گوش گزار کریگا موافق مرضی نواب حیدر علی خان بہادر کے انجام کو
پہنچاؤن نواب موصوف کو جب یہہ معلوم ہوا واسطے دلجوئی اور اعتماد نواب
نظام علی خان کے حکم کیا کہ لشکر حیدری خیمہ گاہ جدید سے معسکر قدیم کو پھر جاوے
اور دیوان کو حاضر ہونے کا حکم لکھہ بھیجا سوداگرون اور بنجارون کو حکم دیا
کہ اذوقہ و اسباب مایحتاج لشکر مین نواب نظام علی خان کے لیجائین جب

نواب نظام علی خان نے مکتوب نواب حیدر علی خان کا پڑھا فوراً اپنی سپاہ
کو حکم دیا تا ساز و سلاح جنگ کھول ڈالین اور نواب بہادر نے بھی اپنی فوج کو
سلاح کھولنے کا فرمان دیا تب دیوان مذکور بڑی حشمت کے ساتھ سریرنگپٹن
مین آیا اور دربار حیدری مین حاضر ہو بہت جلد امور وابستہ صلح کے طی کئے چنانچہ
یہہ قرار پایا کہ شاہزادہ کامگار ٹیپو سلطان نواب محفوظ خان کی بیٹی کو اپنے نکاح مین
لاوے اور نواب محفوظ خان بڑا بیٹا نواب انورالدین خان مرحوم کا جو شرعاً
مالک و فرمانفرماے صوبہ آرکاٹ کا ہے اپنے سب حقوق نوابی
کے اپنے داماد سلطان موصوف کو البتہ تسلیم و تفویض کردیگا اور
نواب حیدر علی خان اور نواب نظام علی خان اپنی افواج متفقہ سے نواب محمد
علی خان اور ہوا خواہون کو اُسکے مقہور کرینگے اور رجب تک کہ فوج نواب نظام
علی خان کی اُس مہم مین رہیگی نواب حیدر علی خان چھہ لاکھ روپیہ ماہیانہ نواب
نظام علی خان کو دیتا رہیگا اور تعین و مامور کرنے مین قلعہ دارون کے قلعجات مفتوحہ
مین اختیار کلّی نواب حیدر علی خان کو ہوگا اور عنان قلعہ داری وحکومت اُس مملکت
کی نواب میر مخدوم علی خان برادر نسبتی نواب حیدر علی خان بہادر کے ہاتھہ مین
مفوّض ہوگی تاوہ اپنے بھتیجے بلند اختر ٹیپو سلطان کی نیابت مین اُس صوبے کی
حکومت پر مستعد و سرگرم رہے اور سلطان موصوف مالک تمام باج و خراج کا
ہوگا اور میر مخدوم علی خان بعد وضع کرنے اخراجات ضروری حکمرانی کے زرحاصل اِس
صوبے سے جس قدر باقی رہیگا سلطان موصوف کے خزانے مین بھیجیگا اور نواب رضا علی
خان خلف نواب چندا صاحب مرحوم نے بھی تمام اپنے حقوق نوابی کو آرکاٹ
و ترچناپلی و مادورا کے شاہزادہ بلند اقبال ٹیپو سلطان پر واگذاشت کیا لیکن نواب حیدر علی
خان اور ٹیپو سلطان نے یہہ اَلتزام کیا کہ تمام مملکت تنجاور بعد معزول کرنے و ہانکے

راجہ کو حکومت اُس ملک کی نواب میر رضا علی خان کو فدیے یا سر بہا مین نواب
چندا صاحب مقتول پدر نواب رضا علی خان مذکور کے دیوین اور آخر دونون
نواب حیدر علی خان و نظام علی خان نے باہم اتّفاق و ہمداستانی اِس امر پر
کی کہ ہرگز ایک دوسرے سے نفاق و مفارقت روا نرکھین بلکہ باہم متّفق ہو
اِس باب مین بذل جہد کرین کہ تمام امور مندرجۂ عہد نامہ کے اتمام و انصرام کو پہنچائے
جاوین قبل توثیق اِس عہد نامے کے جسکے اتمام کا نواب محفوظ خان متعہّد ہوا
موکب ٹیپو سلطان کا نواب نظام علی خان کے ملاقات کے لیئے آمادہ و طیّار کیا گیا
جسکی تفصیل یہہ ہی چھہ ہزار سپاہی گزیدہ یا طو پاس و چار ہزار سوار چیدہ
اور چھہ سو سوار فرنگستانی مسلّح و مکمّل اور جزو اعظم موکب خاصۂ نواب بہادر
سے بھی اُسپر مزید کیا گیا بعد عہد نامے کے رکن الدولہ دیوان اپنے معسکر کو پھر گیا
اور نواب محفوظ خان بھی اُسکے ساتھ ہوا روانہ ہوتے وقت ٹیپو سلطان کے
نواب نظام علی خان کی ملاقات کے لیئے نواب بہادر بہت ہی دلگرفتہ و پریشان
خاطر ہوا اپنے امیرون سے فرمایا کہ مین غدّاری و ستمگاری سے نواب نظام علی خان
کے بہت ہراسان ہون کیونکہ جس شخص نے طمع سے ریاست کے اپنے
بھائی کو مار ڈالا ہو دیکھا چاہیئے کہ میرے نور عین سے کسطرح پیش آوے اگر
اور کچھہ نکرے فقط قید ہی کر رکھے تو اُس صورت مین مجبور ہو کر زر خطیر یا گراں مایہ
بہرہ ملک کا مجھے اُسکے استخلاص مین دینا پڑیگا حاصل کلام یہہ ہی کہ مین اپنا لخت جگر
ایک ایسے ناہنجار کو سونپتا ہون جسکے قول کا تو کیا ذکر ہی قسم بھی قابل
اعتبار کے نہیں (یہہ گفتگو اور بہت سے کام نواب حیدر علی خان بہادر کے برہان
و دلیل اِس امر پر ہین کہ نواب ممدوح کو فرزندون اور قریبون سے کمال
محبّت تھی) لیکن اُس نواب مہر پرور نے تقویت و دلاسائی پر نواب میر رضا علی خان

ونواب میر فیض اللہ خان کے جو واسطے مرافقت ٹیپو سلطان کے مامور ہوئے
تھے اور دونون شخص نے کفالت اس امر کی اٹھائی کہ پیشتر اُس سے کہ
اُسکے فرزند دلبند کو کوئی آسیب پہنچے وے دونون اپنے تئین فدا کرینگے اور
اپنے سپاہیون اور سرداروں کی بہادری پر بھی اعتماد کرکے سلطان
کا جانا معسکر مین نواب نظام علی خان کے منظور کیا جب سلطان اپنے موکب
مختصر کے ساتھ مقام سیناپٹن مین پہنچا سب فوج نظام علی خان کی خصوصاً
انگریزی کیا سردار کیا سپاہی چالاکی و چستی فوج حیدری کی دیکھ متعجب رہے اگرچہ
احوال سپاہ حیدری کا سابق سے سنا تھا پر خیال مین اُنکے نہین آتا تھا کہ ہندوستانی
فوج ساتھ اِس نظم و نسق کے کوچ کریگی الغرض فوج کے لباس کی
خوبی اور اسلحہ کی چمک اور سپاہ کی چستی دیکھ لوگون کی نظرون کو چکاچوندھی
لگ جاتی اور تزوک و شکوہ سواری کا تماشائیون کو حیرت مین ڈالتی تھی سلطان کے
خیمے مین داخل ہوتے ہی سلامی کی توپین سر ہوئین اور سپاہیون نے اپنے اپنے
ڈیرون مین جا مقام کیا سردار لشکر نواب نظام علی خان کے واسطے دیکھنے
افسران فوج حیدری کے آئے اور موکب موصوف کی عمدگی و شوکت و شکوہ
کی بہت سی تعریف کی دوسرے روز نواب بسالت جنگ برادر نواب
نظام علی خان سلطان موصوف کی ملاقات کو آیا رکن الدولہ اور سب ارکان دولت
نظامیہ بھی ساتھ تھے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوے دوسرے روز سلطان
نواب نظام علی خان کی ملاقات کو گیا اور نواب موصوف نے بہت سی تعظیم
و تواضع کے ساتھ ملاقات کی بعد طی ہونے لوازم رسم و مدارا کے نواب
نظام علی خان نے فوراً باقی فوج انگریزی کو بھی رخصت کر اُن سے یہ ظاہر کیا کہ
اب ہوا خواہی و موافقت کے عہود درمیان ہمارے اور نواب حیدر علی خان

سے منعقد ہوے ہین اور کسیطرح کی نزاع و خصومت باقی نرہی اب تم لوگون کے نوکر رکھنے کی ہمکو کچھ حاجت نہین اور ہم گورنر مدراس اورکو نسلایو نکو لکھ بھیجینگے کہ وے کس مقام و سرحد تک پیچھے ہٹ جائین *بعد منعقد ہونے عہدو میثاق موافقت و ہمداستانی کے نواب حیدر علی خان نے اپنے وکیل میناجی پنڈت کو جو مدراس مین تھا ایک اطلاعنامہ بھیجا اور یہہ لکھا کہ اِس اطلاعنامے کو گورنر مدراس کے ملاحظے مین گذرانے مضمون اِس اطلاعنامہ کا یہہ تھا کہ نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان خوب آگاہ ہین کہ نواب محمد علی خان فن و فریب کی راہ سے مصدر اس تمام زحمت و محنت کا ہوا جس سے تمام دکھن پریشان حال و مضطرب ہو رہاہی اُسنے چاہا تھا کہ نواب حیدر علی خان کے ساتھ صف جنگ آراستہ کرے اِسلیئے اب نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان نے اُسکو تمام ان مرز و بوم سے جو اُسنے شرعی وارثون سے غصباً چھین لی تھین محروم و بے بہرہ کیا اور دونون سرکارون نے اب ایسا مناسب جانا کہ انگریزون کو منع کرین کہ من بعد پھر کبھو ملک نواب موصوف کی نگہ بین اور اُن فوجون کو جو حراست و حمایت قلعجات متعلقہ آرکات یا دوسرے نواح منصوبہ پر نواب محمد علی خان کے انگریزون کی طرف سے متعیّن ہین بلا لین اور جو قلعجات و ملک نواب محمد علی خان نے انگریزون کے پاس عوض مبلغ زر گرو رکھا ہی نواب حیدر علی خان نے وعدہ کیا کہ یہ مبلغ مین ادا کرونگا ظاہر ہی کہ ایسے ایسے اظہار و اعلام جنگ سے جس مین بار تمام اخراجات کا دولت انگریزیہ کو خود بلا شرکت غیر متحمّل ہونا پڑتا اُنکو خوب ہی مشوش و متحیّر کیا ہوگا اِسواسطے کہ یہہ اظہار انگریزون کی طرف متوجہ تھا اور نواب محمد علی خان بیچارہ تو نہ لشکر رکھتا تھا نہ زر بہرتی تدبیر ملکی انگریزون کی اُس زمانے مین یہہ تھی کہ جو امیر

امیران ہند سے توسیع حوزۂ ریاست کی اپنے عزیمت کرتا حتّی الامکان وے اُسکے سدّ راہ ہوتے اور اُسکو باز رکھتے کہ مبادا اُسکا استعلا دولت انگریزیہ کے کارگزاران کے منصوبہ کا مانع ہو اور اُسی جہت سے اہالکار دولت مدراسیہ ہمیشہ نواب حیدر علی خان سے جو طالب ترقّی جاہ کا تھا خائف رہتے تھے جب نواب نظام علی خان نے چار سرکارین شمالی اپنے ملک سے انگریزون کو دین دولت انگریزیہ کے کارگزارون نے بارہ سو سپاہی فرنگستانی اور ایک پلٹن ہندوستانی اپنی طرف سے لشکرمین نواب نظام الدولہ کے داخل کیا اور اُنکے افسر کو جو جنریل اسمتھ تھا کونسل مدراس سے یہ لکھا گیا کہ وہ فتوحات روزافزون حیدری سے نواب نظام علی خان کے دل مین بدگمانی و وسواس ڈالے اور اشتعال دینے مین رکن الدولہ دیوان کو جنگ پر نواب حیدر علی خان کے اور طمع دلانے مین اُسکو واسطے دستیابی خزائن و دفاین بیشمار نواب موصوف کے سعی و کوشش کرے مقصود دولت مدراسیہ کا اُس زمانے مین یہی تھا کہ فتوحات روزافزون حیدری کو توقّف مین ڈالے اور نواب حیدر علی خان اُس بوم و بر متعلّق میسور سے ملیبار کی طرف جو اُسطرف باہر بالاگھاٹ کے ہی دست بردار ہو اور باقی ملک تصرّف مین اپنے رکھے غرض اُس مین یہ تھی کہ حکومت ایسے شخص پر دل جنگ آور کی درمیان ملک مرھٹہ اور کنپنی انگریز بہادر کے حائل رہے تا ملک سرکار کنپنی کا تاخت و تاراج سے مرھٹے کے بخوبی محفوظ رہے ۰

اظہار پاکدامنی اور تبریہ کا قوم فرانسیس کے مداخلت سے جنگ حالی کے

پوشیدہ نرہے کہ اس جنگ مین جسکا اعلام نواب حیدر علی خان بہادر نے دیا جماعہ فرانسیس کو جیسا کہ انگریز گمان کرتے ہین کچھ مداخلت نہ تھی اور یہہ خوب متحقق ہی کہ حیدر علی خان یا کسی اُسکے منصبدار نے جماعہ فرانسیس کو جنگ حالی مین کبھو نامہ و پیام نہین بھیجا تھا بلکہ بعد منعقد ہونے صلح کے نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان کے درمیان باب مکاتبت مفتوح ہوا اور بناے مراسلت کی درمیان نواب بہادر و جماعہ فرانسیس کے دو مکتوب پر مبتنی ہوئی ایک اُن مکتوبون سے نواب بہادر کی طرف سے لکھا گیا تھا اور دوسرا نواب رضا علی خان کی جانب سے اور یہ دونون مکتوب بھیجنے کے لیئے گورنر پانڈیچیری کو سردار قشون فرنگستانی ملازم حیدری کے حوالہ کیئے گئے تھے خلاصہ مضمون دونون خطون کا یہہ کہ نواب بہادر نے اپنے مکتوب مین لکھا تھا کہ باوجود ہمارے لطف و مہربانی کے انگریز ہماری دولت کی تباہی و خرابی کے درپی ہوے تھے اور ساتھ انواع بندش و سازش کے نظام علی خان و جماعہ مرہٹے کے ساتھ ہمارے علی الرغم عہد و پیمان باندھا تھا چنانچہ افواج متفقہ نے ہمارے جوار و دیار پر یورش بھی کی تھی اور باعث اس اتّفاق و فوج کشی کا سواے لوٹ و تاراج کے اور کوئی امر نہ تھا لیکن ہمنے حکمت عملی سے نواب نظام علی خان و انگریزون کے عہد باندھے ہوئے کو توڑ دونون جمعیّت کو پریشان کردیا اب نواب نظام علی خان اور ہم متّفق ہوئے ہین کہ نواب محمد علی خان اور انگریزون پر لشکرکشی کرین چونکہ مطابق حمایت و امداد مین جماعہ فرانسیس کے

انھین دشمنون کے ہاتھ سے ہم نے کوشش کر پانڈیچیری کو محفوظ رکھا تھا
اب ہم یہ چاہتے ہین کہ جماعہ فرانسیس اِس جنگ برحق مین ہماری
اعانت کرین اگرچہ ہم کو معلوم ہی کہ درمیان فرانسیسون اور انگریزون
کے اِسی سنہ ۱۷۶۷ ع مین مصالحہ ہوا ہی لیکن جب تک کہ حکم پادشاہ
فرانسیس کا اس خصوص مین نہ پہنچے اگر فرانسیس ہمارے پاس کمک
بھیجین تو ہم ممنون ہونگے باقی امور سپہدار فرانسیسی کے مکتوب سے جسپر
ہم اعتماد رکھتے ہین معلوم ہوگا اور جوکچھ وہ ہماری طرف سے لکھے تم اُسکو ہمارا
لکھا ہوا جانو اور میر رضا علی خان نے اپنے خط مین یہ لکھا تھا کہ ہمارے خاندان
نے جس تاریخ سے کہ جماعۂ فرانسیس نے پہلے ہندوستان مین بود و باش
اختیار کی تھی تمہارے ساتھ شرایط ارتباط کو مرعی رکھا ہی اور اُنھین کی ہواداری
مین میرا پدر بزرگوار مارا گیا اور میری والدۂ ماجدہ مدراس کو اسیری مین
نقال کی گئی اور مین نے خود ہر طرح کا مال اپنا بہت برباد دیا اور ینولا ایک فرصت
حاصل ہوئی ہی. جسمین ہم متوقّع ہین کہ مدد سے اپنے دوستون کے تلافی مافات
کرسکینگے اِسی واسطے ہم کو اپنے ہوا خواہان قدیم فرانسیسون سے
توقّع یہ ہی کہ اِس بات مین اعانت و امداد دریغ نہ رکھین باقی امور خط سے
سپہدار فرانسیسی ملازم حیدری کے جو ہمارا محل اعتماد ہی واضح ہوگا اِن
دونون مکتوب کو منشی سپہدار فرانسیسی کا جو مرد معتمد تھا لے گیا اور سپہدار
فرانسیسی نے واسطے تصدیق اعتماد کے جو نواب حیدر علی خان و میر رضا علی خان
اُسپر رکھتے تھے ایک اپنا مکتوب بھی ساتھ دونون مراسلہ کے روانہ کیا تھا آغاز
اُس خط کا متضمّن تھا عزیمت پر دونون نواب کے اور پرورش سواحل کارومندل
کے اور چندی اور چگونگی پر دونون لشکر کے تفصیل کے ساتھ اور

نامہ نگار کی آگاہی برحقیقت کار اور کم و کیف سے افواج انگریزی کے اور بعد اُسکے اس مین لکھا تھا کہ امکان سے باہر ہی کہ انگریز مفاسد سے اِس جنگ کے اپنے تئین محفوظ رکھین اِسواسطے کہ اگلی لڑائیان اِس طبقہ کی جس مین اُنھون نے فتح پائی ممالک شمالی ہندوستان مین اور طرح کی تھین اور یہہ لڑائی اور وضع کی کیونکہ وے لڑائیان حدود مین سواحل دریاے شور یا کنارے پر رود گنگ کے واقع ہوئی تھین جہان اذوقہ اور کمک وغیرہ تری کی راہ سے بہ آسانی اُنکو پہنچ سکتی تھی اور یہہ جنگ دریا سے دور واقع ہوگی اور رقابے محافظ جانبین کے میدان جنگ سے مسافت بعید پر علاوہ اُسکے یہہ کہ تمام مصالح جنگ سوارون کے لشکر پر موقوف ہین اور لشکر انگریزی بالکل اُن سے خالی ہی اور فوج حیدری ہرگز لشکرامیران ہندوستان کی طرح نہین جس مین ہر رسالے پر اختیار رسالدار کا رہتا ہی بلکہ تمام امور لشکر کے قبضہ اختیار و کفایت مین ایک شخص کے ہین اور اگر انگریز اپنے شب خون مارنے یا حملات ناگہانی کرنے یا دغابازی و خیانت پر سپہداران حیدری کے اعتماد کرینگے تو خطا پاوینگے کیونکہ زمام ایمنی و حراست لشکر کی میرے ہاتھ مین سونپی گئی ہی اور مین کمال وثوق و اعتماد سے کہہ سکتا ہون کہ انگریز کسی طرح کے حملہ و یورش ناگہانی سے فوج حیدری پر غالب نہو سکینگے اور خیانت و دغا جیسی کہ لشکرون مین ہندوستان کے اکثر ہوتی ہی لشکر حیدری مین زنہار اُسکا احتمال نہین کیونکہ کوئی سپہدار اُسکے سپہدارون سے رسالہ یا قشون اپنا نہین رکھتا ہی اور چونکہ حیدر علی خان اِس جنگ مین مظفّر و منصور ہوگا جماعہ فرانسیس کو مطلقا کنارہ گیری امداد و کمک طرفین سے مناسب و قرین صلاح نہین اِس طرح کی بیگانگی اور کنارہ گیری دونون فریق کو ناخوش کریگی کیونکہ نواب بہادر و میر رضا علی خان نے درخواست کمک کی فرانسیسون سے عوض مین اپنے اگلے

احسان کے کی ہی اور نواب محمد علی خان نے اِس سبب سے سالت
کمک کی جماعہ فرانسیسون سے کی ہی کہ موافق عہد و پیمان بندھے ہوئے مقام فونطنی
بلیو کے اُسکے نام پر نوابی آرکات کی مسلّم ہوئی اِس صورت مین ایسا
مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک کمک مختصر فرانسیسون کی جانب سے نواب
بہادر کے پاس بھیجنے مدد شایستہ کا وعدہ کیا جاے اور وعدے کے وفا کرنے
مین اختیار ہی کہ یہہ عذر کیا جاے کہ باد مخالف آنے سے جہازی فوجون کی
مانع ہوئی لیکن جمعیّت سپاہیان پانڈیچیری کی قلیل ہی اِس سبب مدد
گرانمایہ بھیجنا ممکن نہین اِسقدر کافی ہی کہ کئی منصبدار و گولہ انداز پختہ کار
لشکر حیدری مین ملحق کئے جاوین اور مشہور کیا جاوے کہ وے لوگ گورنر
پانڈیچیری سے بھاگ کر لشکر حیدری مین جا ملے اِس صورت مین کسیطرح
احتمال بدنامی کا نسبت قوم فرانسیس کے جو کاہش اقتدار انگریزون کی
ملک ہندوستان مین چاہتے ہین نہین ہی اور یہہ خیرسگال یعنے سپہدار
فرانسیسی ملاحظہ کرنے سے عنوان اس جنگ کے یہہ مصلحت جانتا ہی کہ
خدمت مین گورنر فرانسیس کے از راہ صواب اندیشی اور تدبیر ملکی کے
عرض کرے کہ استحکام کرنے مین پانڈیچیری کے جلد سعی کی جاوے اور
بالفعل خندق اُسکی صاف کرکے چند ضرب توپ برجون پر لگادی جاوین کیونکہ اگر
نواب بہادر اِس یورش مین پانڈیچیری کے نزدیک جائیگا اور اُسکو
بے حمایت و حراست پائیگا تو زنہار پاس و رعایت فرانسیسون کے علم کی نکر تمام توپخانہ
و اشیای جنگی زبردستی سے لیگا اور اُسکو عوض اپنی اعانت و کمک کا جو زمانۂ سابق
مین جماعۂ فرانسیس کے ساتھ کی تھی سمجھیگا و لیکن اگر کچھ بے حرمتی اور عدم مراعات علم
بادشاہ فرانسیس کی ظہور مین آویگی تو یقین جاننا کہ ہم لوگ فرنگستانی جو لشکر حیدری

مین نوکر ہین جماعہ سپاہیان قلعہ پانڈیچیری کے مددگار ہو افواج حیدری کے مدافعہ
مین کوشش کرینگے اور خاتمے مین اُسکے یہہ دو امر مصلحت آمیز لکھے گئے تھے کہ
چونکہ یہان عزم مصمّم ہو چکا ہی کہ تمام نواح و دیار کرناٹک کا سواروں کی فوج سے تاراج
و بیچراغ کیا جاوے اِسلئے ضرور ہی کہ برنج و غیرہ خرید کر قلعے مین جمع کیا جاوے
اور بھیجنا موشیر ب یا دوسرے شخص کا جو نزدیک نواب کے قدر و اعتبار
رکھتا ہو واسطے تجدید ملاطفت و خیر سگالی نواب بہادر اور اُسکے ہوا خواہوں
کے مناسب حال اور شایستہ مقام جانا چاہئے اِن مکتوبوں کے پہنچتے ہی گورنر
پانڈیچیری بہت خوش و مطمئن ہوا اور ترس و ہراس حیدری بالکل اُسکے دل سے
رفع ہو گیا لیکن اِس سبب سے کہ کنپنی فرانسیس نے گورنر پانڈیچیری کو ساتھ کمال
تاکید کے ہر طرح کی جنگ و جدال سے عموماً اور جماعہ انگریزوں سے خصوصاً
ممانعت لکھی تھی اِس سبب سے اُسنے جواب اِس مضمون کا نواب حیدر علی
خان کو لکھا کہ جب موکب حیدری اِس حدود مین پہنچیگا ہرگز ادا کرنے مین لوازمۂ
اعزاز و اکرام اور ارسال مین سفیر کے اِس طرف سے قصور واقع نہ ہوگا اور
جناب نواب بہادر سے ہمکو بہت سی شرم ہی کہ ہم اپنے مین طاقت کمک
بھیجنے کی مقابلے مین انگریزون کے نہین پاتے کیونکہ درمیان انگریز و فرانسیس کے
درینولا عہد آشتی و صلح ایسا مستحکم و استوار کیا گیا ہی کہ اُسکو بدون حکم جدید
بادشاہ فرانسیس کے ہم توڑ نہین سکتے اور دوسرے امور تفصیل طلب سپہدار
فرانسیسی حضور عالی مین عرض کریگا مضمون جواب نامۂ رضا علی خان بہادر کا بھی
اسی طرح کا تھا پر جواب مین نامۂ سپہدار فرانسیسی ملازم نواب حیدر علی خان
کے یہہ لکھا تھا کہ آپ آیندہ ہم کو اس طرح کی مراسلت و خط وکتابت سے معاف
رکھین اور قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ افواج متفقہ دونون نواب کی اِس

جنگ مین انگریزون پر مظفّر و منصور نہونگی اور ہم اس جنگ مین مدد نہین کرسکتے
س واسطے کہ حکم موکّد ہمارے حاکمون کی طرف سے یہہ پہنچا ہی کہ ہم ہرگز خلاف
مین انگریزون اور نواب محمد علی خان کے متصدّی نہون اور تم سے ہم یہہ التماس
کرتے ہین کہ حضور مین دونون نواب ذی اقتدار کے یہہ سب حال تم عرض کرو
اور ہمارے ابا و انکار کی درشتی کو باب اعانت مین ساتھ چرب و شیرین زبانی
کے اُنکے دلون پر نرم کرو اور اِسکے بعد کوئی خط اِس باب مین صراحت کے
ساتھ نہ لکھو لیکن اگر ساتھ کنایہ و رمز کے معرفت موشیر مَ کے روداد سے اطّلاع
دوگے تو موجب ہماری خوشدلی کا ہوگا ؏

مختصر بیان حال لشکر و مملکت کا نواب بہادر کے جس ہنگام مین افواج متّفقہ یورش کرناتک پر متوجّہ تھین ؏

جب نواب بہادر نے معہ افواج متّفقہ عزیمت یورش کی سواحل کرناتک پر کی
واسطے رخنہ بندی ہجوم مخالفون کے ہر طرح کی احتیاط کو عمل مین لایا اور موافق
صوابدید سپہدار فرانسیسی کے ارادے کو طیّار کرنے ایک جیش جدید
فرنگستانی کے جو سابق سے منظور تھا ملتوی رکھا کیونکہ ترت اِس قدر لوگ فرنگستانی
جمع نہو سکتے اِسلئے رائے صائب نے اُسکے یہہ مناسب جانا کہ تمام سپاہ
فرنگستانی کو بانکہ منصبداران سپاہیان گرانڈیان وطوپاس کو بھی ہزّارون و ڈراگونون
و توپخانون پر منقسم کرے اور اُنکو سرکردگی اِنھون پر دے کر واسطے مقابلہ
کرنے انگریزون کے مقرّر فرماے توپخانہ لشکر حیدری کا بہت تر اتھا اور
اسباب جنگ کے اِس مرتبے مین بکثرت تھے کہ فوج انگریزی اُسکا عُشر

عشیر نرکھتی تھی چون لشکر ہندوستانی مین ہر طرح کے سوداگر اور اہل پیشہ ہمراہ لشکر کے ہوتے ہین اور وے جانور باربردار مختلف رکھتے نواب بہادر نے حکم دیا کہ سب جانور بارکش ایک ایک گولہ توپ کا لیچلین اور جو امد ہی اُسکی اُسکے مالک سے متعلّق رہے اور جون غربا و مساکین روزی طلب بھی ہندوستانی لشکرون مین رہا کرتے ہین نواب بہادر نے اُنھین اجازت لشکر کے پیچھے رہنے کی دی تا ہمیشہ لکڑی گھاس وغیرہ اشیاے ضروری جمع کر لشکر مین پہچا کرین اور بہتون کو اُن مین سے واسطے ہموار کرنے راہ اور سرنگ دوڑانے کے لیئے نوکر رکھے اور ہر طرح کے ساز و آلات توپخانہ وغیرہ کے ڈھیرے لیئے تا کسی نوع کا توقّف طی کرنے مین راہ کے واقع نہو ساتھ ہر ایک ضرب توپ کے ایک ہاتھی مقرّر کیا چون حال اِن تعلیم کردہ ہاتیون کا گونہ طرفگی سے خالی نہین اِسلیئے لکھا جاتا ہی کہ جسوقت کوئی توپ کو نیچے پر چڑھاتے وقت بیل دم لینے کو کھڑے ہوجاتے یہہ ہاتھی توپ کو اپنے پانون پر لے لیتا اور اگر نیچے اُتارنی منظور ہوتی تو خرطوم سے توپ کو روک لیتا اور گرنے نہ دیتا اگر کہین توپ چلتے چلتے کسی سبب رُک جاتی یا کسی زمین مین گر جاتی تو ہاتھی چلانے اور اُٹھانے مین اُسکے بیلون کی اعانت کرتا چنانچہ ایک منصبدار ثقہ نے جو میحر توپخانے کا تھا اپنا معاینہ بیان کیا ہی کہ اتّفاقاً ایک توپ رک گئی تھی اور بیل باوجود ضرب کے اُسکے کھینچنے سے پہلوتہی کرتے تھے اُس توپ کے ہاتھی نے ایک شاخ درخت سے توڑ کر اِسقدر بیلونکو مارا کہ بیل چل نکلے اور جب توپ مورچے مین لگائی جاتی تو ہاتھی اُسکو بے تائید بیلون کے رخنہ گاہ مین رکھ دیتا ہر گاڑی ساز و سامان جنگی لیجانیوالی دو سو لقمے باروت و گولے توپ کے اور بے شمار تونٹے بندوق کے لیجاتی تھی ہر پلٹن کے ہمراہ دو دو ضرب توپ جاتی نواب بہادر نے حراست و حمایت مین امور مملکت

سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا تاکہ غیبت مین اُسکے کوئی فساد و کسی طرح کا خلل واقع نہو جب نواب بہادر نے مصالحہ موقت جماعہ مرہٹے سے کیا اور عہد ہو اخواہی کا ساتھ نواب نظام علی خان کے استوار باندھا ہر طرح کی فکر سے فارغ ہوا اور خلجان دشمنان بیرونی کی طرف سے برطرف ہوا قوم نائر کے رئیسون کو اُن کی برو بوم خاصہ اُس شرط پر سپرد کی کہ خراج سالانہ سرکار حیدری مین پہنچاتے رہین اور تمام اپنی فوج کو حدود ملیبار سے اپنے پاس بلا لیا اور نولا ایک سانحہ ناگہانی جو اصلا نواب بہادر کے گمان مین نہ تھا ظہور مین آیا وہ یہ ہی کہ جب نواب کونبا تور سے دار الملک سرینگپٹن مین داخل ہوا اُسپر یہ منکشف ہوا کہ راجہ نندوراج نے اغواسے مفسدونکے جماعہ مرہٹہ اور انگریزون کے ساتھ خفیہ سازش کر بہ نسبت اُسکے بدسگالی کی بنا رکھی ہی اور اب وہ راجہ قلعے مین سرینگپٹن سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی جاگیر مین اقامت رکھتا ہی اِس بات سے نواب پریشان خاطر ہوا اور جاگیر تین لاکھ ہون سالانہ کی جو مدد معاش کے طریق پر اُسکو مقرر کی تھی قرق کر راجہ کو نظر بند رکھا اب برسر مطلب آیا چاہئے جب تمام اسباب جنگ کا آمادہ ہوا دونون لشکر نے کوچ کیا نواب نظام علی خان نے راہ ہاسکوٹہ کی لی اور نواب حیدر علی خان شہر منگلور کی راہ روانہ ہوا جب دونون لشکر قریب شہر کے پہنچے ظاہر شہر مین ڈیرے کھڑے ہوے نواب بسالت جنگ اور رکن الدولہ اور سب سپہدار و سرگروہ افواج کے جمع کئے گئے شورا ہوا راے ارباب مشورہ کی اُسپر متفق ہوئی کہ دونون لشکر کا کوچ اِتنے فاصلے پر عمل مین آیا کرے کہ ہر کارزار مین ایک لشکر دوسرے کی مدد کر سکے اور جب تک کوہستان سے دونون لشکر گذرین لشکر حیدری کا کوچ مقدم ہو اور جب مملکت آرکاٹ مین پہنچاین تب

پھر مشورہ کیا جاوے کہ دونون لشکر باہم متّفق ہو کر طرح جنگ کی ڈالین یا جدا جدا لڑین ؏

اظہار اِس امر کا کہ داستان نگار فرانسیسی نے جو کچھ بردلی و تدبیر جنگی نواب حیدرعلی خان کی اُسکے مشاہدے مین آئی تھین وہی لکھین ہین ؏

واسطے عیان کرنے عنوان و فطرت و کمالات حیدری کے شیوۂ جنگ و پیکار مین ؏ بیان کرنا حال ہر طرح کی جنگ کا جن مین نواب بہادر خود مشغول تھا یقین ہی کہ مفید ہوگا خاصہ بیان اُن لڑائیونکا جو جماعہ انگریز کے ساتھ ظہور مین آئین اور داستان نگار فرانسیسی نے بچشم خود مشاہدہ کیا خصوصیات اِس جنگ پر جو درمیان نواب بہادر اور جماعہ انگریزون کے سال ۱۷۶۷ اور سنہ ۱۷۶۹ ع مین واقع ہوئی حال اُس جنگ کا جو سنہ ۱۷۷۹ ع مین شروع ہوئی قیاس کیا چاہیئے جس مین نامہ نگار فرانسیسی حاضر نہ تھا اور اُسی سبب سے سرگذشت اِس جنگ کی اُسنے بالتفصیل بیان نہ کی کیونکہ سررشتۂ روایات اِس جنگ کا بالکلّیہ انگریزون پر منتہی ہوتا ہی اور وہ شایستۂ اعتماد نہین اِس لئیے کہ ایسی روایتین پہلے تو ہندوستان مین واسطے فریب دینے کارگزاران دولت برطنیہ کے ساختہ پرداختہ ہوتی ہین اور پھر دوبارہ فرنگستان مین موافق اقتضاے حال اور ضرورت کے منخدع کرنیکو وہان کے لوگون کے آراستہ کی جاتی مگر مکتوب جنریاں کوٹ کا اِس خصوص مین رنگ راستی کا رکھتا ہی جسکے ذریعے سے تھوڑے احوال پر نواب بہادر کے اُس زمانے مین اطّلاع ہوئی اِس مین یہہ لکھا تھا کہ نواب حیدرعلی خان خداوند کنگاش و صاحب مشورہ ہی اور ماہ نومبر مین

سنہ ۱۷۸۱ع کے اُسنے ایک ہی وقت چار قلعہ کو تنگ محاصرہ کیا تھا اگرچہ جنریل کوت مدراس سے اہل قلعہ کی مدد کے لیئے روانہ ہوا لیکن وہ خاطرخواہ اپنے مقصد کے انجام دینے پرقادر نہوا اور اِس سبب سے کہ قوت لایموت اُسکے لشکریون کو پہنچنا دشوار تھا مدراس کو پھر گیا اثناے راہ مین فوج نے اُسکے ہمیشہ دستبرد سے سواران حیدری اور آتشباری سے اُسکے توپخانے کے بہت اذیّت اُٹھائی اور کمال رنج پایا اگرچہ جنریل موصوف لکھتا ہی کہ اُسنے چار جنگ مردآزما مین نواب بہادر سے لڑکر فتح پائی لیکن اُسنے کچھ حال اسیرون یا نشانونکا کہ فوج حیدری سے اُسکے ہاتھ آئے نہین لکھا اور خاتمہ مکتوب مین جنریل موصوف نے یہہ لکھا کہ ہم کرنیل کرافورڈ کو حضور مین کونسل مدراس کے بھیجتے ہین وہ راست و درست حال یہانکا عرض کریگا اِس مکتوب سے جنریل کوت کے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جماعہ انگریزاِس جنگ کے درمیان ہراس سوءمآل اور فکر امورحال مین مبتلا ہوئے تھے اور متوقّع ہی کہ جماعہ فرانسیس کی مدد سے تمام ملک آرکاٹ کا تصرف حیدری مین آجاوے از روی اخبار معتبر جو لشکر حیدری سے پہنچی حال مسخر ہونے چیتل درگ اور خصوصیات مجلس شوراکا جو حیدرعلی خان کے آرکاٹ مین آنے سے قبل منعقد ہوئی تھی معلوم ہوا شوراِاس بات مین ہوا تھا کہ آیا فی الحال تاخت کرنا انگریزون پر مصلحت ہی یا بعد پہنچنے فوج فرانسیس کے جسکی انتظار تھی شق اخیر اصحاب شورا اور منصبداران فرنگستانی کو بھی پسند آئی لیکن ٹیپو سلطان کی راے مین پہلی شق صواب معلوم ہوئی کیونکہ اُسنے بیان کیا چونکہ نواب بہادر نے اکثر جماعہ انگریزون کو اپنے حملے و یورش کرنے سے تہدید کی ہی اقتضاے ہمّت و ثبات یہہ ہی کہ پرورش اپنے سخن کی کرآن پر ابھی یورش کرے انتظار فوج فرانسیس کچھ ضرور نہین سلطان موصوف نے ایسی دل گرمی و مردانگی سے

اپنی راے پر وا ایستادگی کہ تمام ارباب شوراے نے اُسکی راے پر اتفاق کیا ہی شاہزادہ اقبال مند جنگ کوہستانی مین جس مین کرنیل بیلی اسیر ہوا اور کرنیال فلیچر مارا گیا اور چند ہزار آدمی افواج انگریزی سے مقتول و اسیر ہوے اُسنے جب انگریزون کو بہ سبب اُڑ جانے عرابہ باروت کے پریشان حال پایا اپنے سواران جرار سمیت اُنکے سر پر قضاے آسمانی کی طرح گر کر فیروز و مظفر ہوا تھا اور اُسی نے ہزیمت کلی اُس لشکر کو دی تھی جسکا قائد کرنیل برا الی تھا فی الحقیقت سلطان ذی شان نے اسکندر رومی کی مانند اٹھارہی برس کے سن مین قہر اعادی و کرّ و فرّ لشکر کشی کو شروع کیا۔

بیانِ چگونگی ملک و حشم کی نواب حیدر علی خان اور اُسکے ہوا خواہون کے اور خصوصیات ملک و لشکر کی جماعۂ انگریز اور اُنکے ہوا خواہون کے اُس عہد مین جب بناے جنگ کی درمیان دونون دولت کے قایم کی گئی

یہہ روایت ہی اُس جنگ و جدال کی جو درمیان سال ۱۷۶۷ ، ۱۷۶۹ ع کے واقع ہوئی اور جسے نامہ نگار فرانسیسی نے اپنی آنکھون سے دیکھا یہہ حرب و قتال تواریخ ہندوستان اور مآثر مردمان ہند مین ایک بہرہ گران مایہ ہی کیونکہ اسی جنگ مین انگریزون نے ہندوستان مین پہلی دفعہ ہندوستانیون سے صلح و آشتی طلب کی نامہ نگار مناسب جانتا ہی کہ قبل روایت کرنے خصوصیات جنگ کے حال مکنت و اقتدار اور شمار پیادہ و سوار فریقین جنگ جو کہ اُس زمانے مین کہ مقابلہ دونون لشکر کا ہوا مجمل لکھے ممالک متصرفہ حیدری اس سنہ ۱۷۶۷ ع مین جب

بنا ے جنگ کی انگریزون سے قایم ہوئی اِس تفصیل سے تھے مملکت میسور
صوبہ بنگلور و منگلور جو بیشتر مضافات مملکت میسور سے تھا اور ساوندرگ
چیتل درگ نندیدرگ گنگن گرہ رائدرگ وغیرہ وخطہ مالیئم یاکرناتک
جو تمام وادی و جبال پرانبور اور ترچناپلی سے مادورا اور تراونکوڑ و سواحل
ملیبار تک محتوی ہی شہر سِرا شانور کرپہ کنول بالابور کوجاک کولار گرم کنڈہ
مرزبوم بالاپور کلان ریاست کوچاب نگر کشنگیری گتی وبلاری وحیدرنگر
دھنگیری رنجن گدہ وغیرہ مملکت کنرہ جو ممتد ہوتی ہی راس رامہ سے
شمال کی طرف سرحد بیجاپور تک حکومت سواحل ملیبار و جزائر مالدیوہ مملکت
مین نواب حیدرعلی خان کے ایک یہ بڑی خوبی ہی کہ سب صوبے ایک
دوسرے سے ملے ہوے ہین اوروہ سرحد دولت حیدری کی جو سرزمین حکومت انگریزی
کے قرب مین ہی کوہستان اور تنگ درونسے مصون و محروس ہی
اگرروایت عام پراعتبار کیاجاوے تو مملکت حیدری ایک ہزار سے زائد
قلعجات بڑے چھوٹے پرمحتوی ہی اور جسقدر نامہ نگار نےدیکھے وے بھی
بیشمار ہین ہرایک قلعہ بزرگ مین دو طرح کی سپاہ حمایت وحراست کے
لئیے مقرر ہین ایک توسپاہیان لشکری جو ہمیشہ بدلی ہوا کرتے اور ہرگز
ایک جگہہ مدّت تک متعیّن نہین رہنے پاتےاور دوسرے سپاہیان قلعہ دار
جو ہمیشہ ایک ہی جاپراقامت رکھتےہین اور یہ فوج خانگی کے شمار وحساب
مین ہین اور چھوٹے قلعجات کوبھی اِسی قسم کے سپاہی حراست کرتے
اور جب کوئی واقعہ سانح ہوتاجس مین مدد کی ضرورہوتی تو پہاڑون کی رعایا
اور ملازم سلاح باندھکر قلعون مین کمک کوآتے اور ایسی جان فشانی حمایت
مین اُنکے کرتے کہ بے محاصرہ شدید فتح قلعہ دشوار ہوتا اِن سب قلعجات سے جو جو

قلعہ کہ واسطے حمایت کے تاخت و تاراج جماعہ مرہٹے سے بنائے گئے ہین وے برج خندق اور اکثر سنگین پشتون سے اُستوار و مستحکم کئے گئے ہین سب ممالکات حیدری کے قلعجات کی مرمّت ہرسال ہوتی رہتی ہی ۔ اس ملک مین تمام غلّجات اور سب چیزین ضروری اور ہر طرح کے جانور گاے بھینس بھیڑی بکری ہاتھی کثرت سے پیدا ہوتے ہین پر گھوڑے اونٹ اکثر دوسرے ملک سے لاتے مگر حیدر علی خان اپنے سلیقے خداداد سے خیل خیل گھوڑے اور حلقہ حلقہ فیل پسندیدہ و بکار آمد روز جنگ و پیکار کے موجود رکھتا علاوہ اُن گھوڑے ہاتیون کے جو استعمال مین سپاہیون کے رہتے ہین ایک گلّہ بیس ہزار گھوڑے اور ایک حلقہ چھہ سو ہاتھی کا ہمیشہ دیہات پر چراگاہ مین رہتا تا حاجت کے وقت کام آوین اور کام مین ہرج نہو نواب ہرگز خرید کرنے مین گھوڑون کے جنکو سوداگر دور دراز ملک سے بیچنے کو لے آتے تھے قصور نہ کرتا اور موافق تنومندی و قوّت گھوڑے کے قیمت لگاتا اور اگر اثناے راہ مین کسی سوداگر کا کوئی گھوڑا قضاے الٓہی سے مرجاتا وہ سوداگر اُسکی دم اور کان کاٹ رکھتا جب نواب کے حضور مین آکر اُنھین دیکھاتا موافق تجویز دوسرے سوداگرون کے نصف قیمت اسپ مردے کی سرکار سے اُسکو مرحمت ہوتی اگرچہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز جو فوج سوارون کی کم رکھتے ہین ہرگز سپاہ حیدری کو فراہم لانے مین اذوقہ و علوفہ کے اطراف ممالکات سے مانع نہین ہوسکتے تو بھی ذخیرہ موفور جو جنگ و حرب اسراف طلب مین سرمایہ استظہار ہوسکتا تھا موجود و فراہم رکھتا اِس حرب کے وقت جسکا ذکر لکھا جاتا ہی تمام سپاہ جنگی مین نواب حیدر علی خان کے ایک لاکھ اسّی ہزار سوار وپیادہ تھے لیکن بڑا حصّہ اِن سپاہ کا واسطے حفاظت و حراست کے قلعجات

و سرحدات پر متعیّن تھا نواب بہادر نے واسطے جنگ انگریزون کے پچیس ہزار
سپاہی سوار و پیادے جسکی تفصیل لکھی جاتی ہی اپنی تمام فوج مین سے منتخب
کئے تھے اٹھارہ ہزار سوار چیدہ برگزیدہ اور اٹھائیس ہزار سوار مرہٹہ و پنڈارہ
و غیرہ جن کا کام صرف جلانا لوٹنا دشمن کے ملک و فوج کا تھا اور دو رسالے
خوشخوار حبشی سوارون کے بانات سرخ کا لباس پہنے ہوے مسلّح مکمّل تھے
اور پیادون مین سے بیس ہزار سپاہی تفنگچی اور وے پیادے جنکے
سلاح بندوق و نیزے تھے اور سپاہیان فرنگ ملازم حیدری اِس تفصیل
کے ساتھ تھے دو رسالہ سوارون کا دو سو پچاس گولنداز اور اکثر منصبدار و
تو منداروعملدار حوالدار قشون گران ڈیلون کے اور دوسری پلٹون مین بھی
تقسیم کئے گئے تھے دوسرا جیش تھا سپاہیون کا جنکے سلاح ایسے تھے کہ
ویسے اب فرنگستان مین مستعمل نہین ہین اور ایک جیش دو ہزار نفر
زنبورچیون کا کہ دو دو زنبورچی ایک ایک شتر پر چڑھے اور ایک ایک شتر
نال پلّے دار ہر ایک اونٹ پر لگی ہوئی اِس قسم کے سلاح فرنگستان مین بالفعل
نہین اور ایک فوج بندوقچیان قدر اندازکی تھی جو سوارون کی پیرو رہتی یہہ
جیش اکثر وقت حرب اعدا پر کمین کشائی کے لئے کمینگاہ مین مخفی رہتی اور
گولیون سے اعدا کے خرمن کو جلاتی فوج تفنگچی دس دس نفر مین
ایک علم رکھتی تھی فی الحقیقت کثرت نشانون کی تدابیر جنگ سے ہی
جسکے سبب مخالف کو کثرت فوج کی معلوم ہوتی ہی پانچ ہزار نفربان دار تھے
ساخت بان کی اِسطرح پر ہی کہ ایک آہنین چونگے مین باروت بھرکر ایک چوب دراز
ہوائی کی طرح لگاتے ہین اُسکے فلیتے مین آگ دیتے ہی عالم ہوا مین مشتعل دو
ہزار گزتک اُڑجاتا ہی اور درمیان راہ کے جو تروخشک پاتا ہی اُسے جلادیتا اور

جب کبھین عرابے پر باروت کے جا پڑتا ہی تو عظیم ہلچل افواج مین اعادی کے
ڈالتا چنانچہ بعضے انگریزون سے یہہ روایت ہی کہ جنگ کوہستانی مین جو بنام
جنگ بیلی مشہور رہی جس مین نواب بہادر نے فتح پائی تھی اتفاقاً ایک
بان عرابے باروت پر جا گرا دفعۃً تمام گاڑیان باروت کی جل گئین اور صدمہ
اُسکا تمام لشکر کو پہنچا اِسی واقعہ ہایلہ سے انگریزون نے ہزیمت پائی
کیونکہ جسوقت یہ عرابے جلے ٹیپو سلطان فرصت وقت کو غنیمت جان جہت اپنے
سوارون کو لے انگریزی پیادون پر جا ٹوٹا اور بازی جیت لی اگرچہ سپاہ
انگریزی بھی بانون کو سواران حیدری پر مارتی تھی لیکن اُنکے گھوڑے جو آتشبازی
سے لگے ہوئے تھے ہرگز نہین ڈرتے قبل روانہ ہونے فوج حیدری کے انگریزونکی
جنگ پر ایک جماعت عربون کی جنکا سلاح تیر و کمان تھا سرینگپٹن مین آپہنچے اور
یہ لوگ نہایت قوی و چالاک تھے نواب بہادر نے جانا کہ اِس جنگ مین
اُنکے ہتھیار بکار آمد نہونگے اِسلیئے اُنکو دو حصہ کر ایک کو لباس سرخ پہنا اپنی
رکاب مین رکھا دوسرے کو نیلا بانا دے منصبداران فوج فرنگستان کے حوالہ
کیا تا وے جسطرح مصلحت جانین اُن سے کام لین یہ لوگ شیوۂ کمانداری
مین خوب ماہر و قادر اور تیر و کمان اُنکی بہت بڑی رنگین و مزّین تھی لشکر مین
نواب نظام علی خان صوبہ دار دکھن کے جو اُس جنگ مین ساتھ نوّاب
حیدر علی خان کے ہمداستان و متّفق اور ظاہر مین ہوا خواہ تھا اگرچہ شمار کی راہ
سے لاکھ سوار و پیادے تھے پر اُن مین صرف چالیس ہزار مرد جنگی تھے تیس
ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اور اِس دس ہزار مین سے شاید کہ
دو ہزار بھی اچھے بندوقچی نہ ہونگے کیونکہ بندوقین اُن کے پاس کسی کام کی نہ تھین
اگرچہ پیادون کی فوج کا سرلشکر عبدالرحمان خان مرد دلاور تھا پر بد حالی اور

تہیدستی سے اپنی فوج کے بہ سبب نہ پانے مشاہرہ ماہماہ کے بہت تنگ رہتا تھا
اور سواران نوّاب نظام علی خان کے اصلا نہین چاہتے تھے کہ جان و مال کو اپنے
لڑائی کے روز خطرہ مین ڈالین ہر سردار بالاستقلال اپنی فوج کا مالک تھا ایک
اُن مین رام چندر نام سردار مرہٹہ اور تین نواب شانور و کرپہ و کانور کے
قوم افغان سے تھے اور ہمراہ لشکر کے ایک بڑی جماعت تاجرون اور نوکرچاکر
امیران لشکر اور طایفہ دار وغیرہ عورتون کی تھی عرصہ لشکرگاہ افواج متّفقہ کا
اِس جمعیّت سے بہت وسیع و فراخ ہو گیا تھا اور اژدحام عوام اُس قدر تھا
کہ اگر نواب بہادر حزم و ہوشیاری نہ کرتا تو سب کو فوجین انگریزی بآسانی
اسیر کرلیتین فوج نواب نظام الدولہ اگرچہ جنگ و پیکار کے کام مین کچھ بکارآمد
نہ تھی لیکن اِس امیر کے ہمراہ ہونیکے باعث بہت سے امیر دکھن کے ہواخواہ
دولت حیدری کے ہو گئے تھے مگر نواب بہادر رکن الدولہ اور نواب نظام الدولہ
سے ہمیشہ بدگمان و محتاط رہتا تھا کیونکہ غدر و بیوفائی اُن دونون کی اُس کے حق مین
شکست فاحش سے بتر تھی چنانچہ سردمہری کے آثار دونون امیرون مین
جلد پیدا ہو گئے اُسکا باعث یہ ہوا کہ نواب نظام علی خان اور اُسکے سردار
ہمیشہ اظہار ناداری کا کرتے اور نواب بہادر نہ چاہتا تھا کہ مکرّر درخواست کو اُنکی
منظور کرے اور زر دینے مین اُنکے تامّل کرتا اور یہ سوچتا تھا کہ مبادا زر اور ہواخواہ
دونون کو کھو بیٹھے چنانچہ آخرکو ایسا ہی ظہور مین آیا کہ تمام ہم عہد موافقت سے اُسکے
پھر کر متفرّق ہو گئے افواج متّفقہ کا توپخانہ بہت بڑا تھا جس مین ایک سو دس
بڑی توپین تھین توپخانہ خاص حیدری بھی بڑا تھا اور سب توپخانون سے ساز و
سامان مین زیادہ آراستہ توپچی اُسکے سب فرنگستانی تھے نواب حیدر علی خان
بہادر نے بعد مراجعت کرنے سواحل ملیبار سے چھہ ہزار سپاہی نوکر رکھا تھا اور

نواب محفوظ خان کو اِس جنگ مین اُنکا سپہدار بنایا اگرچہ محفوظ خان استحقاق
سپہداری کا نہ رکھتا تھا پر نواب بہادر کے نزدیک یہہ بات ثابت تھی کہ وہ مدرا
کے لوگون کو جہان کا وہ سابق زمانے مین حاکم تھا حاکم حال سے منحرف کرسکتا ہی
نواب محفوظ خان سرلشکری کے سلیقے مین قدیم سے بے بہرہ تھا اُسی سبب
سے کرنیاں بیگ جرمنی نے جو انگریزون کا نوکر تھا مرکزی بہرہ مین مدرا کے اُسکو
ایکبار قید کرلیا تھا نواب بہادر کے حلقہ جہازات کو نامہ نگار نے حیدری افواج
کے شمار مین نہین داخل کیا اِس حلقے مین صرف ایک جہاز جو قوم فرانس سے
کارگزاران حیدری نے خرید کیا ساٹھ توپ کا تھا اور تیس جہاز چوبیس یا
بتیس توپ والے اور آٹھ اُس طرح کے سفینے جنکو پام کہتے ہین اور
اُن مین سے بعضون پر بارہ بعضون پر چودہ توپین تھین اور بیس سفینہ ایسے
جنکا نام گالیوت ہی ہر ایک مین اسّی نفر سپاہی اور دو توپین تھین آغاز
جنگ مین انگریزون کے ساتھ جمعیّت دریائی نواب بہادر کی اِسی قدر تھی
جو بیان مین آئی فوج انگریزون کی اُس زمانے مین ہندوستان کے درمیان نوّے
ہزار سے زاید تھی اُن مین سے آٹھ رجمنٹ پیادگان انگریزی کی تھین جنسے تین
رجمنٹ ریاست مدراس پر اور تین حکومت بنگالہ پر اور دو ریاست بنبئی پر
متعیّن تھین علاوہ اُسکے بارہ سو گولندا ز اُن ریاستون پر تعین کئے گئے تھے اور
ایک ہزار سپاہی سن و ناتوان جنکو جنگ وجدال مین کسی طرح کا صدمہ یا
زخم پہنچا تھا واسطے حفاظت وحراست قلعجات کے مقرّر تھے اور فوج ہندی
جو ستر پاتن جسمے تیس رجمنٹ ریاست مدراس پر متعیّن تھے جن مین چار سو
فرنگستانی تھے اور باقی ہندوستانی جنریاں اسمتھ کے ہمراہ پانچ ہزار مرد
جنگی فرنگستانی اور دو ہزار پان سو سپاہی اور دو ہزار پانسو سوار جنمین

دو سو مرد فرنگستانی تھے اور بارہ سو ہندوستانی اور باقی سوار نواب محمد علی خان کے تھے جمعیّت اُن سوارون کی بہ نسبت سواران حیدری کے بہت ہی کم تھی اور بہ سبب عدم مشّاقی کے قواعد جنگ مین اور گھوڑون کی ناشایستگی کے باعث بالکل مقابلے کی طاقت سواران حیدری سے نہین رکھتے تھے القصّہ تمام فوج انگریزی جو واسطے حمایت و حراست آرکاٹ کے جمع کی گئی تھی جنود نواب محمد علی خان اور مراررائو مرہٹہ اور بعضے راجون کی فوج سمیت پچاس ہزار شمار کی گئی نواب بہادر کو اِس درمیان مین یہ ضرورت واقع ہوئی کہ خود واسطے مدافعے اُس آٹھ ہزار سپاہی انگریزی کے جو ریاست بمبئی سے منگلور پر تاخت لائے تھے متوجّہ ہو ؎

بیان خصوصیات کا دونون لشکر کے اور اظہار تفاوت کا اُن دونون مین

جنریل اسمتھ اِس جہت سے اپنے حریف پر بالائی رکھتا تھا کہ سپاہ اُسکی آداب و قواعد سے رزم و پیکار کے ماہر و آزمودہ تھی اور بڑی جمعیت اُسکی فوج مین فرنگستانیونکی تھی جو لاکھون سپاہیان ہندوستانی پر بھاری تھے اور مظفّر ہوسکتے جسطرح سے اُس جنگ مین جو نادر شاہ ایرانی اور محمد شاہ ہندوستانی کے درمیان واقع ہوئی نادر شاہ نے تھوڑی ہی سپاہ ایرانی سے محمد شاہ کو جسکے ساتھ بارہ لاکھ سپاہ ہندوستانی تھی شکست دی تھی سوا اسکے جنریل اسمتھ کے ساتھ توپچی و منصبداران انجنیر واسطے مدد کے موجود تھے اور جنریل موصوف خود بھی ہنر حرب و ضرب مین کچھ کم نہ تھا اِن جہات

بالائی کے سبب جنریل موصوف کو مرتبہ یقین کا حاصل تھا کہ اگر میدان جنگ شاطر
خواہ اُسے ملے اور تاخت تاراج سے سواران حیدری کے ایمن رہے تو وہ
بیشک مظفّر و منصور ہوگا لیکن ان خصوصیات آیندہ مین پلہ جنریل موصوف کا پایے
سے نواب بہادر کے مرجوح تھا ایک تو اُسکے سوارون کی قلّت جسکے باعث
اُسے اضطرار کے رو سے مقام جنگ کا درمیان کوہستان کے ڈھونڈھنا پڑتا تھا
تا حملون سے سواران حیدری کے محفوظ رہے دوسری یہہ کہ بسبب کثرت
سواران حیدری کے جو ملک پر تاخت و تاراج بھی کرتے اور رسپاھیان نگاہ بان
رسد کی بھی راہ مارتے تھے اُنکے مدافعہ پر وہ قادر نہ ہو سکتا تھا تیسری قلّت
بیل بار بردار واسطے توپخانہ اور سامان جنگ کے جو بد شواری دستیاب
ہوتے تھے اسیواسطے جنریل موصوف اضطرار کی راہ سے توپخانہ اور اذوقہ
و اسباب ضروری سے فقط خفیف و قلیل ہی ہمراہ لیتا لیکن سخت دردسر
اُسکو یہہ تھا کہ ہر طرح کی مہم و امور جنگ مین اُسکو اطاعت حکم گورنر مدراس
اور اُس کے کونسلیون کی کرنی ہوتی تھی اور چونکہ وے لوگ خصوصیات
سے اُس ملک اور افواج حیدری کے ناواقف تھے اسطرح کے حکم جنریل
موصوف کو لکھہ بھیجتے جو صواب دید کے مباین اور اصول مقرّرہ جنگ کے مخالف
ہوتے اگرچہ جنریل بہادر نے آغاز جنگ سے پہلے ہی سب مفاسد سے خبر دی
تھی تو بھی گورنر نواب بہادر کی تاخت و تاراج کے باب مین جنریل کو ملامت و
سرزنش آمیز باتین لکھتا تھا اور چونکہ ہر طرح کے کام مین انگریزون کو فراہم
کرنا زر کا منظور رہتا تھا اِس لیئے تاجرون کے وسیلے سے جو اُنکے ساتھہ سازش
رکھتے تھے مہیّا کرنے مین اذوقہ اور سامان لشکر و جنگ کے سعی کرتے اور
اسباب ناگزیز لشکری بہم پہنچانے کے بہانے سے مدراس کے رہنے والون پر

انواع و اقسام کی بدعت و ظلم کرتے واسطے تباہ کرنے ملک اور جمع کرنے
ساز سامان سپاہ کے اُنھون نے دو حیلے ایجاد کیئے تھے ایک تو سپاہیان
فرنگستانی کے باب مین جنکو شراب دیسی روزمرّہ سرکار سے ملتی تھی یہہ
مقرّر کیا تھا کہ عوض مین اُس شراب کے اُنکو رم ملے کیونکہ چون رم
جزیرہٗ بیتناوی سے لائی جاویگی اُس صورت مین ذریعہ معقول واسطے
منفعت تاجرون کے جو اُنکے بھائی برادر دوست وغیرہ تھے مہیّا ہوگا، دوسرا بیان
بارکش کے باب مین جنکی کوچ کے وقت لشکر کو بہت ضرورت ہوتی ہی
جب رعایاے مدراس بیلونکے دینے مین واسطے کھینچنے توپخانہ وغیرہ کے ابا
کرتے تو اُن بیچارون سے بزور بیل لے لیتے تھے اور چھہ یا آتھ ہون فی راس
قیمت واجبی کے دینے کی جگہہ اُنکو کرائے کے طور پر ایک ہون ماہیانہ دیناقبول کر کے
ایکھون اخیر مین پہلے مہینے کے مالک کو دیتے اور دوسرے مہینے میں اُس سے کہتے کہ
بیل تیرا مرگیا ہے بیل جو اسطور پر مالکون سے لیئے جاتے تھے دفتر اخراجات
کنپنی مین یون لکھتے تھے کہ قیمت واجبی دیکر مول لیئے گئے اِس صورت مین
ایک راس نرگاو کی ایک ہون قیمت ہوئی اور اگر بیل کا مالک اپنے بیل کی
حفاظت کے لیئے کوئی چاکر بھیجتا تو پانچ روپیہ مشاہرہ اپنے پاس سے اُسکو
دیتا اِس حالت مین ڈیرھ روپیہ مالک کا خسارہ ہوتا تھاچنانچہ اِسی تعدّی
کے باعث ملک مدراس مواشی سے خالی ہوگیا اور نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ
ڈیرا ڈنڈا اور تمام اسباب لشکر کا بیلون کی جگہہ آدمی لیجاتے تھے اگرچہ سابق
لکھا گیا کہ جنرل اسمتھ واسطے تسخیر کرنے کئی موضع کے قلمرو حیدری سے
روانہ ہوا لیکن خصوصیات اُسکے ہنوز بیان مین نہین آئے اسواسطے کہ نامہ نگار
نے چاہا کہ تمام امور کو اِس رزم وپیکار اہتمام طلب کے ایک ہی روایت

مین سلسلہ بند کرے جس زمانے مین کہ نواب بہادر مہیّا کرنے مین اسباب جنگ اور عہد و پیمان کرنے مین ساتھ امیران ہم عہد کے متوجّہ تھا سپہسالار انگریزی جنریل اسمتھ نے قلعہ تربا تور و وانمبارّی و سنگومن و کبیری پتّن کو کہ ہر ایک قلعہ ساز و سامان حمایت و حراست کا جیسا چاہیئے نرکھتا تھا مسخّر کرلیا اور کشنگیری کو محاصرہ کیا اور اِس سبب سے کہ یہہ قلعہ چھوٹے پہاڑ پر واقع ہی دو مرتبہ حملہ کرکے محاصرہ موقوف رکھا تیسرے حملے مین چوبیس جوان گرانڈیان معہ دوسرے سپاہیون کے کام آئے اور وقت محاصرہ کرنے اِس قلعہ کے افواج متّفقہ نواب حیدرعلی خان نے اِس شتابی سے کوچ کیا کہ دوسرے دن شام کو اُس مقام مین پہنچی جو کوہستان سے چار فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی برابر راہ ویلور کے جو چار فرسنگ پر کبیری پتّن سے جاری ہی شہر کبیری پتّن سات فرسنگ کشنگیری سے اور قلعہ اُسکا رود پالر پر واقع ہی جنریل اسمتھ وسیلے سے جاسوسون کے جو اُسکی طرف سے لشکر مین نواب نظام علی خان کے متعیّن تھے خبر روانگی افواج متّفقہ کے بنگلور سے سُن جھٹ محاصرہ کشنگیری سے ہاتھ اُٹھا ایک مقام پر جہان سے ویلور کی راہ سے عبور کرنیکو لشکر حیدری کے مانع ہوسکتا تھا ڈیرا کیا یہہ تدبیر جنریل بہادر سے بہت خوب ظہور مین آئی کیونکہ واسطے گذرنے توپخانے کے صرف وہی ایک راہ تھی اور اِس سبب سے کہ لشکر انگریزی مرکزی بھرے مین تھا اور کبیری پتّن عقب اُسکے جنریل بہادر کو اختیار شایستہ حاصل تھا کہ وہان سے اُس راہ کی جسسے فوج حیدری گذر کرتی نگاہبانی کرے اور وقت ضرورت صحیح و سالم وہانسے کنارہ گیر ہو اِس مقام پر نواب حیدرعلی خان نے ایک مجلس شورا کی جس کے ارکان سب امیر و منصبدار اور رکن الدولہ دیوان نواب نظام علی خان تھے جمع کی تا سب اہل شورا متّفق ہو تجویز کرین کہ

تین راہون مین سے کونسی راہ سے گذر کرنا بہتر ہی اور نقشہ تینون راہ کا
جس مین تمام کیفیت راہ کی لکھی ہوئی تھی اہل شورا کے روبرو رکھا تا اُسکے
وسیلے سے ایک راہ کو ترجیح دے سکین آخرالامر اصحاب شورا کی راے
اُسپر متفق ہوئی کہ راہ ویلور کو سپاہ انگریزی نے روک رکھا ہی اور
راہ کشنگیری کی لایق گذرنے توپخانہ کے نہین صرف تیسرے راہ ینگنتگیری
کی قابل عبور کے ہی تب نواب بہادر نے ایک فوج کو اپنی سپاہ سے
جیوش متفقہ کا ہراول مقرر کیا اور اُسکو یہہ حکم دیا کہ دو ساعت صباحی کے
وقت صف باندھکر جریدہ ینگنتگیری کی طرف کوچ کرے افواج کرناٹکی وغیرہ
پیشرو اُس صف کی تھین اور پیچھے صف کے سپاہی اِس وضع پر کہ آگے
ہر ایک قشون کے ایک رجمنت گراندیلو نکی پیچھے اُسکے رسالہ سوارن کا
اور اُسکے پیچھے توپخانہ جسکے قاید دو ہزار بندوقچی و گراندیال و گولہ انداز فرنگی تھے
پیچھے سبکے دو رسالے سواران فرنگستانی نواب حیدر علی خان خود دو ہزار سوار
خونخوار کے ساتھ داہنی طرف اُس ہر سے کے روانہ ہوا افواج انگریزی اِس نظم
ونسق سے کوچ کے آگاہ ہووا سطے مقابلے نواب کے اور تصرف مین لانے ینگنتگیری
کو نواب کے کوچ سے پہلے ہی روانہ ہوی لیکن موافق منصوبہ جریدہ نواب بہادر
کے سپاہی فرنگستانی اور گراندیل اور جماعہ طوپاس اور پیچھے اُنکے توپخانہ
اور دوسرے پیادے دست راست کی طرف پھرے اور جلد راہ ویلور کو متوجہ
ہوے یہہ چال نزدیک انگریزون کے نامتوقع تھی اِس مغالطے نے سرانجام نیک
پایا کیونکہ سوارون کے رسالے اُس راہ سے جو درازو تنگ و ہموار تھی گذر
گئے اور پیچھے اُنکے گولندازان فرنگستانی اور تناوران تفنگچی نے بھی بسرعت
تمام چار فرسنگ راہ طی کی جنریلان اسمتھ نے احتیاط و ہوشیاری سے

ایک گروہ پیادون کو نواب محمد علی خان کے اور ایک رسالہ سواران ہندوستانی کو مدخل مین اُس راہ کے متعیّن کیا تھا لیکن ناگاہ رسالے سواران حیدری کے راہ تنگبار کشنگیری سے گذر میدان مین نمایان ہوے سپاہ قلعہ دار پیرو اُنکے ہوئی اور انگریز جنود کو اپنے اُسی جگہہ چھوڑ جلد کبیرپٹن کی طرف روانہ ہوے اِس مین ہو دخان رسالہ دار سرگروہ سپاہیان فرنگ ملازم سرکار حیدری کے پاس آیا اور خبر دی کہ وہ کسی اعادی سے راہ مین دوچار نہوا تب سرگروہ سپاہ فرنگستانی نے حکم دیا کہ نو توپین اعلام کے لیئے تین تین ایک ایک مرتبہ سر کیجاوین اوریہہ درمیان اُس سپہدار اور نواب بہادر کے ایک اشارہ تھا اِس معنی پر کہ راہ مخالف سے پاک ہی نواب نے اِس اشارے کے دریافت کرنیکے ساتھی حکم دیا کہ تمام لشکر ویلور کی راہ سے کوچ کرے اور خود بدولت معہ اپنے سواران خاصہ اُس مقام مین پہنچکر دیکھا کہ توپخانہ حیدری حمایت مین سپاہ بندوقچی کے آگے جاتا ہی جب جنریل اسمتھہ نے یہہ خبر پائی کہ افواج حیدری ویلور کی راہ سے آگے گئی ناچار بسرعت تمام کبیرپٹن کی طرف کوچ کر وہان جا پہنچا مگر اپنا توقّف کرنا وہان بھی مناسب نہ جان ایک جیش کو اُس مقام کی حمایت کے لیئے چھوڑ ترپاتورکو روانہ ہوا تا اُسکی مدد کے لئے متّصل ہی مستعد رہے اور اُس فوج بدرقے سے جسکے آنے کی مدراس سے توقّع تھی اور اُس آٹھہ ہزار مرد جنگی سے بھی جسکا قاید جنریل عود تھا جلد جا ملے جنریل عود اُسوقت محاصرے مین قلعہ اھتور کے مشغول تھا چنانچہ بعد محاصرے پندرہ روز کے وہ قلعہ مفتوح ہوا جنریل اسمتھہ کوچ کے وقت ایک سو سوار ھندوستانی پیچھے اپنے چھوڑ آیا تھا تا وے جو وقایع اُسکی غیبت مین وہان واقع ہو اُنکی خبر دین تمام فوجین اور توپخانے حیدری ایک ہی روز مین اُس راہ سے گذر گیئے اور نواب بہادر نے

اپنے سوارونکی جمعیت سمیت کوہستان سے عبور کر میر مخدوم علی خان کو معہ چار ہزار سوار جرّار روانہ کیا کہ افواج انگریزی کا تعاقب کرے اور کبیر پٹن کو محاصرے مین لاوے ؏

محاصرہ کرنا افواج حیدری کا کبیر پٹن کو مسدود کرنا راہ اخبار کو انگریزون پر اور تعاقب کرنا میر مخدوم علیخان کا جنود انگریزی پر جو ترپاتور کی طرف گئی تھی اور کمین کرنا مخدوم علیخان کا اور بچ جانا جنریل اسمتھ کا اُس مہلکے سے

موافق حکم حیدری کے میر مخدوم علی خان نے بچالاکی تمام کبیر پٹن کو محاصرہ کر تمام راہون کو جو ترپاتور کو معسکر انگریزی مین پہنچتی تھین اِسطور پر مسدود کیا کہ ممکن نہ تھا کہ جنریل اسمتھ کو اُن سوارون کے وسیلے سے جنھین اخبار کے لئے حدود کبیر پٹن مین چھوڑ گیا تھا ایک خبر بھی پہنچے چنانچہ خبر لیجانے والے پکڑے اور خطوط جو اُنکے پاس نکلے وے سب حضور مین پڑھے گئے مضمون سے خطوط کے یہہ بات متحقّق ہوئی کہ وہ بدگمانی کہ نواب حیدر علی خان دربارہ مراسلات پنہانی درمیان جنریل اسمتھ اور اکثر سرداران نواب نظام الدّولہ کے رکھتا تھا برغلط نہ تھی اِس اثنا مین میر مخدوم علی خان نے مہم محاصرہ کبیر پٹن کو ذمّے مین ایک سپہدار دوسرے کے سپرد کر ترپاتور کی طرف بسرعت تمام کوچ کیا اور رات کو پیچھے ایک کوہچے کے جو اُس مقام سے ایک فرسنگ پر واقع ہی پہنچا جنریل اسمتھ جب اپنے لشکر مین شام کو آیا اور کوئی خبر قلعہ دار کبیر پٹن سے اور اپنے ہوا خواہون کی طرف سے

جو لشکر مین نواب نظام الدّولہ کے تھے اُسے معلوم نہوئی اِس بات کو آرام طلبی پر حیدر علی خان کے حمل کرا اپنے چاکرون کو اجازت دی کہ کل علی الصباح وے سب معہ بیلی بارکش واسطے تلاش کرنے ازوقہ کے جاوین چنانچہ تڑکے وے لوگ بموجب حکم بیل لیکر چلے میر مخدوم علی خان اُنکو دیکھتے ہی اپنے سواران غارتگر کو اشارہ کیا اور اُنھون نے آن کی آن مین اُس گروہ ازوقہ جو کو پریشان کر دیا چونکہ یہہ واقعہ قرب مسافت کے باعث قلعہ اور لشکر انگریزی سے بھی شاہدے مین آیا ایک رسالہ ہزار سوار کا واسطے مدافعہ اُن غارتگرون کے روانہ کیا گیا غارتگران حیدری نے جو نہین سوارون کو دیکھا موافق اشارے کے اُس طرف کو بھاگ چلے جدھر مخدوم علی خان معہ سواران منتخب کمینگاہ مین متردّد بیٹھا تھا سواران انگریزی کے محاذی کمینگاہ کے پہنچتے ہی خان موصوف بلاے ناگہانی کی طرح اُن پر آ ٹوٹا اور ہزیمت دے کر اُنکا تعاقب کیا اُن سوارون مین سے ایک جمعیّت جو اپنے لشکر کی طرف بھاگ نہ سکی اور بزور روکی گئی تھی سراسیمہ ہو واسطے پناہ کے شہر کی طرف بھاگی سوار مخدوم علی خان کے بھی اُنکے پیچھے چلے گئے اور اُنکے ساتھی شہر مین جا داخل ہوئے اگرچہ قلعے سے آتشباری ہوتی رہی پر اُنھون نے شہر کو اپنے قبضے مین کر لیا تب جنریل اسمتھ نے جو سواران حیدری کو دیکھ طیّار کرنے مین اپنی فوج کے مصروف تھا توہّم اسبات کا کیا کہ عنقریب دونون لشکر اُسکو درمیان مین گھیر لینگے اِس لئے یہی مصلحت ہی کہ جھٹ پٹ اُس مہلکے سے باہر نکل جاوے اور ازوقہ لشکر کا جو نبڑ گیا تھا فراہم لاوے اور اِس مابین مین فوج جدید کے ساتھ بھی جسکی اعانت کی توقّع تھی جا ملے چنانچہ اِنہین وجہون سے جنریل موصوف جس قدر نرگاؤ اور ساز و سامان میسّر و دستیاب

ہوسکا فراہم کر کے توپخانہ و اسباب و آلات جنگ قلعہ ترپاتور سے سنگومن کی طرف جو سلسلہ کوہستان کو چک کے سرے مین واقع ہی مقابل پہاڑ بلند کے جو متّصل ترنامل کے گذرتا ہی اور جھنجی کے پاس منتہی ہوتا بر جناح استعجال روانہ ہوا اور صحیح و سالم منزل مقصود مین پہنچا مگر اثناے راہ مین تاخت و نہب سے میر مخدوم علی خان کے بہت سی اذیّتین پائین خان موصوف نے بہت سے بیل لدے ہوے اور دو سو سوار کو گھوڑے سمیت جنمین چھہ آدمی فرنگستانی تھے جنریل کی فوج سے پکڑ لیا تھا اس ترکتاز سے مخدوم علی خان کے اور بند ہونے سے راہ اخبار کے جو ہوشیاری اور ذوفنونی سے حیدر علی خان کی ظہور مین آئی البتّہ جنریل اسمتھ پر ظاہر ہوا ہوگا کہ نواب حیدر علی خان امیرون اور لشکر کشون مین ہندوستان کے کیسا سپہسالار سرفراز اور کفایت کرنے مہمّات رزم و داوری مین امور جنگ کے اپنے ہم عہدون سے کیسا ممتاز ہی جنریل اسمتھ اس گمان سے کہ حیدر علی خان بدون محاصرہ کرنے کبیر یاپٹن اور وانمباڑی کے جنکی سپاہ محافظ البتّہ راہ رسد کو لشکر حیدری کے قطع کریگی اُسکی طرف متوجّہ نہین ہو سکتا ہی اور اس خیال سے بھی کہ وہ خود سنگومن مین جو پانچ فرسنگ ترنامل سے ہی مقیم ہی جہان پشتی قلعے کی اور پناہ تالاب ورود خانے کی بھی ہی عزم مصمّم کیا کہ وہ اُسی جگہہ انتظار ورود کرنیل عود بہادر کی کرے اور اُسی جہت سے کارگزاران دولت مدراسیہ سے درخواست صدور فرمان کی واسطے تلاقی دونون انگریزی لشکرون کے کی ؎

پہنچنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا حوالی مین کبیرپٹن کے جسکو سواران حیدری محاصرہ کررہے تھے اور حکم کرنا نواب کا واسطے یورش اور مورچہ بندی کے اور امان چاہنا قلعہ والون کا بادیگر حالات

نواب حیدر علی خان نے اُسی روز شام کے وقت ویاہور سے گذر کر کے کبیر پٹن سے ڈیڑھ فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا اور کبیر پٹن کو سواران حیدری محاصرہ کیئے ہوے تھے نواب ایک پہاڑ پر جو کبیرپٹن پر مشرف تھا چڑھ گیا تا وہان سے شہر کا تماشا کرے دیکھتا کیا ہی کہ سپاہ حیدری نے گھرون مین آگ لگادی ہی اور شہر کے رہنے والے مستعد ہین کہ شہر کو چھوڑ قلعے مین پناہ لین نواب نے منصبدار کو توپخانے کے حکم دیا کہ اسباب یورش طیّار کرے اور کرنا تکی فوج دیوار شہر پر چڑھ جاوے ہرگز انگریز لوگ اسباب و مال اپنا شہر سے قلعے مین لیجانے نہ پاوین اِس منصبدار نے تیس ضرب توپون سے جو پہاڑ کے پیچھے لگا رکھی تھین آٹھ ضرب توپ کو میدان مین لا کر باوجود آتشباری اُن توپون کے جنھین انگریزون نے شہر کی دیوار پر لگا رکھا تھا شہر کی خندق پر جا لگایا کرنیل قلعے کا اس حملے سے ایسا بے خبر تھا کہ فصیل قلعے پر ایک خیمے مین اپنے سپہدارون کے ساتھ بیٹھا میز پر شیشے شراب کے چنے ہوئے ساتھ کمال فراغ خاطر و اطمینان کے سواران حیدری کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اس اثنا مین اُنھین آٹھ ضرب توپ کو محاذی دروازہ شہر کے لگا گولہ اندازان حیدری نے سب سے پہلے خیمہ منصبدار انگریزی کو نشانہ بنا آتشبازی شروع کردی ایک آن مین سارا معاملہ برہم ہو گیا ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ؎

بعد اُسکے شہر کے دروازے اور برجون پر گولہ زنی ہونے لگی اور سپاہیون نے
جو ساتھ توپخانے کے تھے اپنے تئین پیچھے کانٹون کی باڑ اور دیوار کے اور باغون کی
خندق مین منہ کے بل زمین پر ڈالا تا گولے گولیون سے توپ و تفنگ کے
محفوظ رہین دو پہر دو ساعت کے وقت جب آتشبازی شروع ہوئی قریب دس
ہزار سپاہ اور اُسی قدر سواران غارتگر میدان مین منتشر ہو باغون اور
خالی گھرون مین چھپ رہے منصبداران انگریز نے ایسا تماشا قبل اِسکے کدھی
نہ دیکھا تھا یہہ خیال کیا کرتے لوگ جو کسی طرح کا سلاح جنگ اپنے پاس نہین رکھتے ہین
شاید لوٹنے میوہ وغیرہ کے آئے اور گرد شہر کے پھر رہے ہین اور یہہ بھی خیال
کرتے تھے کہ بعد شکست حصار کے فوج حیدری ہلّا کریگی اور اُس صورت مین
اِسقدر فرصت حاصل ہوگی کہ اوائل شب مین شہر سے معہ اسباب قلعے مین
بخوبی چلے جائین شہر کبیر پیٹن کے گرد دیوار یا فصیل ہی جسکے بروج سنگ سے
تراشے ہوئے ہین اور ایک نہر فصیل کے نیچے جاری ہی تین پہر کے وقت
سرداران افواج حیدری جو واسطے یورش کے مامور ہوے تھے مسلّح ہو اعلام کے لئے
اِس امر کے کہ وے یورش کرنے کو طیّار ہوے ہین آٹھ ضرب توپ کی
دو شلّک سے اشارہ کیا چنانچہ دوسری شلّک مین بیس ہزار مرد ہر طرف سے
شور و غل کرتے ہوئے آ ٹوٹے ایک جماعت تونڈی سے پار ہونے لگی دوسری
بانس کے زینے لگا خندق مین اُترنے بعضے بڑی بڑی لاٹھیان ہاتھ مین رکھتے تھے
اور کتنے حلقہ آہنین اپنی اپنی دستارون کے کنارے مین باندھ کمند کیطرح کنگرۂ
حصار پر پھینکتے اکثر سپاہی نہایت اہتمام سے دروازون کو تبرون سے توڑنے
پھاڑنے مین مشغول ہوئے الغرض ایک تماشا قابل دیکھنے کے تھا انگریزون نے
کسیطرح کا قصد مقابلہ و مقاومت کا نکر قلعے کی راہ لی پچاس نفر سپاہیان

ہندوستانی اور ایک کپتان ایک لفٹنٹ اُن سے راہ مین مارے لئے اور جو جو اِس چالش مین بھاگتے تھے رخت و لباس سے برہنہ کئے گئے لیکن اُس شہر کے اغنیا قبل اُسکے کہ انگریز اُس شہر کو محاصرہ کرین اور شہرون مین چلے گئے تھے ۶ وقت شب کے مورچہ بیس ضرب توپ کا باندھا گیا جنکا گولہ بارہ بارہ سیر کا تھا اور علی الصّباح چھہ بجے توپین چلنے لگین پوشیدہ نرہے کہ لشکریون کو نواب کے باندھنا دمدمے کا توپون کے لگانے کو ان دو وجہون سے کچھ دشوار نہین ہی ایک تو زمین اُس ملک کی بہت سخت ہی اور دوسرے بیلدار ملازم ہموار و درست کرنے زمین اور اِسی طرح کے کامون مین) جیسے سرنگ کھودنا یا دمدمہ باندھنا) بہت چابکدست سپہدارون نے انگریز کے جو قلعے مین تھے دو مورچے سے جو نسبت بروج و دیوار قلعے کے بلندتر اور اُنپر توپین لگی ہوئین تھین گولے لشکریون پر مارتے تھے جنسے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوے اِس مابین مین ناگہان سپہدار حیدری کے ذہن مین جو یورش کے لئے مامور تھا یہہ گذرا کہ قدیم سپاہیون نے ہماری قوم سے اکثر قلعجات کو ضرب سے قرابینون کے فتح کئے ہین چنانچہ اِس خیال پر اُسنے دو سو سپاہی تفنگچی کو یہہ حکم دیا کہ وے دیوار کے آسرے مین آتشباری کو عمل مین لاوین (آگے لکھا گیا ہی کہ یہہ گروہ بندوقچی اچوک اور حکم اندازی مین بے بدل ہین) چنانچہ گولیان اُنکی ایسی ٹھیک نشانے پر لگتی تھین کہ ایک ہی ساعت مین تمام آتشباری کو قلعے کی موقوف کردیا دس یا بارہ توپچی اور بہت سے سپاہیون کو اُنکی اوّل ہی شلّک نے گرا دیا چنانچہ عرصۂ قلیل مین یہہ نوبت پہنچی کہ قلعدار انگریزی اپنے بندوقچیون کو سامھنے ہونے سے منع کرتا جب کوئی شلّک برّی توپ کی قلعے سے ہوتی کم سے کم ایک گولنداز گولی سے مارا جاتا یا ایسا زخمی ہوتا کہ قابل کام کے نرہتا یہہ آتشباری ایسی مصیبت بار ہوئی

کہ موافق روایت خود انگریزون کے اہل قلعہ کو بفحواے اضطرار اُس پر لائی کہ صبح کو نو بجے بعد آتشباری تین ساعت کے آخر درجے مین علم سپید کو جو نشان امان مانگنے کا ہی برپا کیا جب یہہ خبر نواب حیدر علی خان نے سنی متعجب ہوا اور اوّلا راستی پر اُس امر کے وثوق نکر اپنے خیمے سے باہر نکل ایک پشتۂ بلند پر چڑھکر صورت واقعہ کو اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا تب سپہدار سربراہ کار یورش نے واسطے استمزاج صلح کے اہل قلعے کے ساتھ حضور مین حاضر ہو کیفیت مفصّل عرض کی نواب بہادر نے اُسکو اجازت دی کہ کسی امر سے جسکی انگریز درخواست کرین ابا و انکار نکرے اور جو وے مانگین دے موافق اِس حکم کے کپطان تم نے اجازت پائی کہ بالا فوج قلعے سے اُس حرمت کے ساتھ جو لایق مردان جنگ کے ہوتی ہی قلعے سے باہر چلا جاوے اور لشکر فرنگستانی ترپاتور ویلور آرکات کی راہ سے مدراس کو روانہ ہو اور سپاہ ہندوستانی جہان اُنکا جی چاہے جاوین یا سلک مین سپاهیان حیدری کے منسلک ہون چنانچہ سب سوار و پیادے ہندوستانی سرکار مین نواب کے ملازم ہوئے اور یہہ حکم دیا گیا کہ سب منصبدار و سپاہی اپنا اپنا رخت وغیرہ ساتھ لیجاوین مگر وہ سلاح اور ساز و سامان جنگی اور ذخیرہ وغیرہ جو بادشاہ انگلستان یا کنپنی بہادر یا نواب محمد علی خان سے علاقہ رکھتا ہی گماشتگان دولت حیدری کو حوالہ کرین کپطان تم نے جب دیکھا کہ اُسکی تمام درخواستین قبول ہوتی ہین یہہ ظاہر کیا کہ اذوقہ لشکری جو قلعے مین فراہم ہی مین نے اپنے روپیے سے خرید کیا ہی اور مجھکو یقین نہین ہی کہ گورنر مدراس وہ روپیہ مجھے دیوے یہہ اُسکا اظہار محض بے حقیقت تھا کیونکہ وہ اذوقہ بزور و جبر اُس مملکت کے رعایا سے لیا گیا تھا اور نواب حیدر علی خان نے جو انگریزون سے بابت اموال مغروقہ کے باز پرس مین

درگذرکی موجب اسکا یہہ تھا کہ اِس جہت سے دوسرے قلعے بسہولت انگریزون سے ہاتھہ آوین ٭

ایلغار کرنا نواب حیدر علی خان کا بعد انتزاع کبیر پٹن کے سنگومن کی طرف جہان جنریل اسمتھہ انتظار کرنیل ھود کی کررھا تھا تا اُنکی تلاقی سے مانع ھو اور جنریل اسمتھہ کو جبرًا ترنا ملی کی راہ سے پھرا کر ترپا تور اور آرنی کی طرف متوجّہ کرکے وھان ایک میدان وسیع مین اُسکی فوج کو اپنے سوارون سے مغلوب ومقہور کرے اور گھوڑون کے سمون سے اونھین لکدکوب وپامال

جب نواب حیدر علی خان نے کبیر پٹّن کو تصرّف سے انگریزون کے نکال لیا دوسرے دن دو ساعت صباحی کے وقت وہان سے کوچ کر دو پہر روز کو بالرنڈی پر ڈیرا کیا پھر معسکر وبنگاہ کو حمایت مین سپاہ ناموقّف کے وہین چھوڑ اور سپاہ جنگی رود سے عبور کر پیادے تو قطار باندھکے چلے اور سوار اُن کے ہراول ہوئے پیچھے اُنکے جمعیت سپاہ گراندیلون کی روانہ ہوئی توپخانہ وباقی سپاہ پیادون کی چنداول تھی افواج حیدری نے اِس ترتیب سے دس گھڑی رات تک راہ طی کی پھر دو ساعت تک ایک کشت زار مین دم لے قریب نصف شب کے وہان سے روانہ ہوئی جب سپیدۂ صبح نمودار ہوا سواران ھندوستانی و فرنگستانی سوارون سے میر مخدوم علی خان کے جو جنگل مین گرد لشکرگاہ انگریز کے پراگندہ و منتشر ہو رہے تھے ملے سترہ روز کے عرصے سے رسالہ میر موصوف کا بدون خیمہ و خرگاہ اور بے اسباب مایحتاج وساز وسامان کے اُس جنگل مین

شب و روز بسر کرتا تھا اور خان موصوف خود بھی اپنے سوارون کا اُس حالت عسرت مین شریک تھا اِس روداد سے یہہ امر واضح ہوتا ہی کہ جیسی فوج ھندوستانی اور سب ھندوستانی لوگ استراحت و آسایش دوستی مین مطعون ہین فوج حیدری ویسی نہین بلکہ کمال درجے مین مشقّت و محنت کی عادی اور نہایت جفاکش پانچ ہزار گراندیل سپاہی جو توپخانے کو پیچھے سوارون کے لیئے آتے تھے سترہ فرسنگ راہ چوبیس ساعت مین طی کر اُسی وقت مقام گاہ مین پہنچنے سپاہیان حیدری ہر طرح کی ورزش و چالش زحمت طلب اور قواعد جنگ مین مشّاق و خو کردہ ہو رہے تھے کہ ایسی ایسی مشقّتون کے متحمّل ہو سکتے تھے مقام استعجاب کا ہی کہ ایسا توپخانہ سنگین جسکو بیل کھینچتے ہین لشکر کے ساتھ اِسطرح جلد منزل مین پہنچتا تھا اگرچہ آگے توپخانے کے پیادا رراہ کو ہموار و درست کرتے جاتے تھے جنرل اسمتھ نے تصوّر کیا تھا کہ سنگومن مین چند روز صدمات اعادی سے ایمن و بے خطر رہیگا اور اِس عرصے مین کرنیل عود اپنی فوج کے ساتھ اُس سے آملیگا کیونکہ اُسکے نزدیک یہہ بات متحقّق تھی کہ تسخیر کرنے مین کبیرپٹن کے نواب کو کم سے کم اُسیقدر دیر لگے گی جسقدر خود جنرل موصوف کو اُسی شہر کی تسخیر مین بیشتر لگی تھی لیکن نواب جلد تر اپنے لشکر و توپخانہ معیت اُسکے سر پر جا پہنچا اور میر مخدوم علی خان نے ایسی چوکسی کے ساتھ اپنے سوار پیادون کو وہان منتشر کر رکھا تھا کہ وے تمام مداخل اور راہون پر لشکرگاہ انگریزی کے متصرّف و قابض ہو گئے تھے نواب کا مرکوز خاطر یہہ تھا کہ جب باقی پیادے لشکر کے پہنچ لین تمام اپنے لشکر کو اُس میدان کی طرف جو درمیان سنگومن اور ترناملی کے واقع ہی لیجاوے اور کنارے پرندی کے جو اُس حدود مین بہت گہری ہی خود مقام کرے اور جنرل اسمتھ کو جو تب بحکم ضرورت

ترناملی کی طرف اُس ندّی سے عبور کرنا بڑی پریشانی مین ڈالے اور تاناقی عسکر مین سے مانع ہوکیونکہ اِس صورت مین جنریل موصوف بمقتضاے اضطرار راہ ترپاتور وآرنی و آرکات کی لیتا اور اُن صحراؤن مین گذر کرنا جنمین جنگ کرنی نواب بہادر کے ساتھ بسبب کثرت اُسکے سوارون کے مورث سراسر زیان ونقصان فوج انگریزی کی ہوتی ؎

خبردار کرنا رکن الدّولہ کا اپنے نقّارے کی آواز سے انگریزون کو نزدیک ہونے پر افواج حیدری کے اور کوچ کرنا انگریزون کا شتابی وہانسے اور تعاقب کرنا افواج حیدری کا اور متحصّن ہونا انگریزون کا ایک کوہچے مین اور لڑنا فوج حیدری کا نشیبستان سے اُنکے ساتھ اور نوسو سپاہیون کا فوج حیدری سے اور تھوڑے سپاہیون کا انگریزی سے کھیت رہنا ؎

وس ساعت صباحی کے وقت رکن الدّولہ نے خلاف چشمداشت نواب حیدرعلی خان کے سرکردگی مین ایک بڑی جمعیت اپنے سوارون کے نقّارےکی آواز بلند سے جماعہ انگریزکو عمداً اپنے وہان پہنچنے سے آگاہ کیا اور احتمال قوی ہی کہ اُسنے پہلے ہی انگریزون کو حیدرعلی خان کے فتح کرنے پر کبیر بپاتن کو اور پہنچنے سے لشکرحیدری کے حدود لشکرگاہ انگریزی مین البتّہ آگاہ کیا ہوگا کیونکہ انگریزون نے قبل دوپہر کے اپنے خیمے اُکھڑوا کر اُس مقام سے کوچ کیا اِس خبرکو سن نواب فوراً اپنی سپاہ کو حکم مسلّح ہونے کا دیا چنانچہ سواران ہندوستانی و فرنگستانی نے حکم کے پاتے ہی جنگل سے نکل افواج انگریزی پر اپنے تئین ظاہر کیا اور دیکھا

کہ وے ندّی کے کنارے جلد جلد جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ اپنے تئین شتاب
اُس کوہچے پر جو اُنکے قریب تھا پہنچاوین سپہدار سواران فرنگستانی جو واسطے
ملاحظہ کرنے کیفیت کوچ انگریزون کے مامور ہوا تھا چنگونگی سے اُسکے حضور مین
اطّلاع دی نواب نے سپاہ گراندیاں اور رسالے سوارون کو حکم دیا کہ فوج
انگریزی پر حملہ کرین اور سپاہیون کو جو پیچھے دور آتے نمایان ہوئے تھے دو ترنے
اور حملہ کرنیکا حکم کیا اِس جنگ کی نامالایمت نسبت نواب بہادر کے اِسی
سے قیاس کیا چاہئے کہ اُسوقت سپاہی بہ سبب طی کرنے بڑی مسافت
کے نہایت خستہ وکوفتہ تھے تو بھی وے کمال جوش و دل گرمی کے ساتھ
واسطے جنگ اعدا کے آ پہنچے یہ حال دیکھکر انگریز حیران ہو گئے آخرکار
لشکر انگریزی کوہچے پر پہنچا اُسوقت اُس مین تین ہزار مرد جنگی فرنگستانی
دس ہزار سپاہی ہندوستانی دو ہزار سوار موجود تھے تمام پیادے ایک
صف مین اور انگریز سب مرکزی بھرے مین علاوہ اُسکے چھہ سو گراندیلون کی دو
ٹکری تھی اور توپخانے مین چوبیس ضرب توپ قلب و جناح فوج مین لگی ہوئی
اور ساتھ ہرقشون کے ایک توپ میدانی جمعیّت سوارون کی آگے اور پیچھے
اسباب و آلات جنگی کے متعیّن تھی اگرچہ وہ پہاڑ بہت ڈھالو نہ تھا لیکن
چھوٹے چھوٹے درختون سے جو باہم متشاجر تھے بالکل چھپا ہوا تھا پچیس
قدم تک پیادگان حیدری اُوپر چڑھ گئے اور باوجود آتشباری توپ و تفنگ
مخالف کے خوب ہی لڑے اور اتنی دیر تک اُس محل مردآزما مین ثابت قدم
رہے کہ دوسرے پیادے اُنکی مدد کو پہنچ گئے آٹھ یا نو سو پیادے جنکے قائد سپہداران
فرنگستانی تھے میسرے پر صف انگریزی کے دو ترار دو ضرب توپ چھین لین
لیکن ایک ٹکری نے فوج انگریزی مین سے جو واسطے کمک میسرے کے فی الفور پہنچی تھی

سپاہ حیدری سے دونون ضربین مستردکین اِس مابین مین طلیعہ شب نے آتشباری طرفین کو موقوف کردی ٭

بیت

ہوئی رات عالم ہوا سب سیاہ
ہوئی سست دونون طرف کی سپاہ

دونون فریق جنگی میدان رزم مین استراحت طلب ہوے اور واسطے جنگ دوسرے روز کے آمادہ و طیّار ہونے لگے ساتھ دیکھنے اِس نامِلایمت حال اور مقام جنگ کے جس مین پیادگان حیدری فوج انگریزی سے ایسی مردی و پردلی کے ساتھ لڑے سب فرنگستانی جو ہندوستانیون کی شجاعت و جوان مردی مین بدگمان تھے حیران رہ گئے اور نزدیک جنریل اسمتھ کے بھی جان بازی ہندوستانیون کی پایۂ ثبوت کو پہنچی ٭

کوچ کرنا لشکر انگریزی کا رات کے وقت اُس مقام سے جہان لڑائی واقع ہوئی بعد دفن کرنے مقتولون کے اور زخمیون کو گاڑیون پر اُٹھا لیجانا اور بعض اسباب کو دریا مین ڈال دینا اور پہنچنا صحیح سلامت قلعہ ترناملی مین اور تعاقب کرنا نواب کا فوج انگریزی کو اور ترناملی سے ڈیڑھ فرسنگ پر پہنچ کر ڈیرا کرنا ٭

گیارہ گھڑی رات کو ایسا معلوم ہوا کہ انگریزون نے چپ چاپ میدان جنگ سے کنارہ کیا تب نواب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کوئی متعرّض اور مانع اُنکا نہو مصلحت اِس مین یہ تھی کہ ہاری ماندی فوج استراحت کرتازہ دم ہو ٭ پھر سپیدہ صبح

سے کے نمایان ہوتے ہی سواران حیدری سے انگریزون کی فوج پر جو ساز و سامان جنگی چھوڑ اپنے زخمیون کو گاڑیون پر ڈال روانہ ہوئی تھی تاخت کی بعضے آلات باورچیخانہ جنریل موصوف کے اور دو صندوق میجر بانجو ساکن جنیوہ کے جو درمیان انگریزون کے محترم اور عہدۂ میجر جنریاں کا رکھتا تھا اُنکے ہاتھ لگے اور یہہ معلوم ہوا کہ انگریزون نے بہت ساز و سامان جنگی اور ذخیرے اذوقے کے ندّی مین ڈال دیا تھا تا اُنکی گاڑیون پر اپنے زخمیون کو لیجائین چنانچہ اُس ندّی سے گونے اور چاولون کے بستے نکالے گئے اور انگریزون نے واسطے مخفی کرنے اِس امر کے کہ اُنکی طرف کے بہت لوگ مارے گئے ہین لاشون کو دفن کر دیا تھا لیکن جلدی اور اندھیری رات کے سبب اکثر مدفون لاشاین رواروی مین کھلی رہ گئین لوگون نے طمع سے مال و لباس کے اکثر لاشون کو زمین سے اُکھیڑ جو کچھ پایا لے لیا اگرچہ سواران حیدری نے افواج انگریزیکا تعاقب کیا لیکن انگریز صحیح و سالم قلعہ ترنا ملی مین پہنچے مگر دو ضرب توپ اُن سے چھٹ گئی تھی اِس جنگ سبک مین جو ترنا ملی کے قریب درمیان پیادگان انگریزی اور سواران حیدری کے وقوع مین آئی صرف ایک ہی آدمی فوج انگریز سے زخمی ہوا اسطرح جنریل اسمتھ اِس مُہلکے سے صاف نکل گیا اگر نواب بہادر موافق اپنے منصوبے کے دوسرے کنارے پر ندّی کے مقام کرتا تو بیشک جنریل موصوف سخت بلا مین گرفتار ہوتا نواب بہادر اِس تصوّر سے کہ انگریز سامھنے سے اُسکے بھاگ گئے خوش ہوکر آگے بڑھا اور ڈیڑھ فرسنگ پر اُس مقام مین ترنا ملی سے جہان بڑے بڑے پہاڑ اور درمیان اُس کے و ترنا ملی کے ایک میدان حائل تھا ڈیرا کیا چونکہ خیمہ گاہ حیدری اعادی کے مقام سے قریب تھا حزم و احتیاط کو کام مین لایا تا کہ تاخت ناگہانی سے محفوظ رہے

تمام تیلون پر کچھ کچھ فوج حراست کے لیئے متعین کی گئی اور طالا یہ سوارونکا بانون کے ساتھ سرحد ترناملی تک بھیجا گیا تا چھوڑنے سے بانون کے انگریزون کی جا بش پر اعلام دیتے رہین چنانچہ اِس جوکسی اور احتیاط کے سبب انگریز کسی طرح سے لشکرگاہ حیدری پر تاخت نکر سکتے تھے اور جنریل اسمتھ نے بھی ہرگز مناسب نجانا کہ (جبتک کرنیل عود معہ فوج آکر اُس سے نملے) اپنے کو معرض اخطار مین جنگ نواب کے حوالے ؎

ضایع کرنا نواب حیدرعلی خان کا فرصت مانع ہونے کو تلافی سے دونون فوج جنریل اسمتھ وکرنیل عود کے اور مصاف آرائی کرنا اُسکا ایسے مقام مین جہان فوج سوارون کی محض بیکار تھی اور ملجانا اُن دونون فوج کا اور کوچ کرنا جنریل اسمتھ کا ترناملی سے اور روانہ ہونا نواب کا اپنے سوارون سمیت ایک راہ سے اور حیدری پلٹنین معہ توپخانہ دوسری راہ سے ؎

شایستہ حال و مقام یہ تھا کہ نواب بہادر ایک بھاری جیش واسطے سدّراہ ہونے تلافی عسکرین کے متعین کرتا لیکن مشورت کے خلاف جو اس خصوص مین اُسکو دی گئی تھی نواب نے دونون لشکرون کو ملنے دیا اور خود معہ فوج اُسی جگہہ مقیم رہا اور محرّک جنگ کا اُس ناحیے مین ہوا جہان سوار اُسکے محض معطّل تھے خصوصاً اُسوقت جب جنریل اسمتھ اپنے لشکرگاہ کے بیچ ترچناپلی مین جو درمیان دو پہاڑون کے واقع ہی جنہیز قلعے بنے ہوسے ہین مقام رکھتا تھا اور مقدّمہ اُسکی فوج کا ایک بڑے تالاب

پر تھا جہان فوج غنیم کی سوا ے ایک راہ تنگ سے جو توپخانے و خندق کی حمایت مین تھی نہین پہنچ سکتی تھی مرکوز خاطر نواب کا یہہ تھا کہ انگریزون کو اُن کے لشکرگاہ سے باہر نکالے اِسی واسطے اپنے پیادون کو حکم دیا تھا کہ ظاہرا بدستور روزش و قواعد کے ہرروز نکلا کرین اور کبھو خود بھی ایک گولے کے ٹپے تلک اُسکے جاتا اِسی طرح سے نواب نے فرصت وقت کو ایسا تلف کیا کہ جیش کرنیل عود کی فوج سے جنریل اسمتھ کے مل گئی اگرچہ فوج انگریزی پچیس ہزار تھی جسمین ساڑھے چار ہزار سپاہی فرنگستانی تھے لیکن جنریل اسمتھ زنہار مناسب نہین جانتا تھا کہ میدان مین نواب بہادر کے ساتھ مصاف آرائی کرے بلکہ اُسکی یہی نیّت رہتی کہ ایسے موقع مین نواب پر حملہ کرے جو اُسکے پیادون کے مناسب و ملایم ہو اور جہان سواران حیدری کچھ کام نکرسکین چنانچہ اِسی باعث اپنے لشکرگاہ کو چھوڑ غلی الصّباح ترنا ملی سے کوچ کر دو فرسنگ پر جاکے خیمہ کیا تا اُسکی فوج بنسبت سابق مقام کشادہ و فراخ مین رہے نواب بہادر نے جنریل کے منصوبے پر واقف ہو چکا تھا کہ ایک دام فریب اُسکی راہ مین لگاوے مگر اِس راز کو اُسوقت کسی پر منکشف نکیا تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی چونکہ لشکر انگریزی کو عبور کرنے سے ایک میدان کے جو ہرطرف جنگل اور ٹیلون مین محصور تھا گزیر نہ تھا اِس لئے نواب نے شام کے وقت اپنے توپخانے کے سردار اور سپاہیون کو حکم دیا کہ وے سب اُس میدان کی طرف ایک مدخل وادی نما سے کوچ کرین اور نواب نے خود اپنے منصوبۂ ناگفتہ کے موجب معہ سب رسالے سوارون کے دو بجے شبکو کوچ کیا اور اِن رسالون کے پرے کو صورت پر ایک کمان کے بنا اُس مقام کی طرف جو مشرف تھا

اُس میدان پر سے چلا منصبداران قائد افواج پیادون نے روانگی سے نواب کے آگاہ ہو ساعت معہود مین کوچ کیا اور اُنکو یقین تھا کہ وے نواب اور اُسکے خاص سوارون سے میدان مین ملینگے لیکن جب منصبدار لوگ معہ فوج پیادون کے اُس میدان مین پہنچے اور نواب اور سوارون کو اُسکے وہان نہ دیکھا متحیّر ہوے تب جمعیّت پیادون کو پھیلا کر صفین جنگ کی آراستہ کین وہ میدان اگرچہ ظاہر مین ہموار معلوم ہوتا تھا پر ایک ٹیلے بلند کے سبب جو اُس مین واقع تھا دو بہرہ ہو گیا تھا بعضے منصبدار حیدری جو پیشتر پہنچے تھے اُس ٹیلے پر چڑھکر دیکھا کہ جنود انگریزی ٹیلے کے پیچھے صفین آراستہ کیے ہوے جنگ کے لیئے آمادہ ہین چونکہ منصبداران حیدریکو حملہ کرنے کے باب مین کچھ حکم صادر نہوا تھا اور کچھ خبر نواب اور اُسکے سوارون کی بھی نہ ملی اسلیئے منصبدارون نے اُس جا پر مجلس شورا منعقد کی اتّفاق سب رایون کا اِس پر ہوا کہ سارے منصبدار اپنے افواج جمعیت اُسی وادی ناہموار مین پھر جاکر واسطے اپنے ایک مقام حصین حاصل کرین جبتک کہ جاسوس خبر نواب کی یا حکم جنگ کا اُسکے حضور سے لاوین چونکہ انگریزون نے سنا تھا کہ سواران حیدری کمین گاہ مین ہین آغاز شب تک آمادۂ جنگ رہے آخر کار اپنی لشکرگاہ جدید کو پھر گیئے پیادگان حیدری بھی معہ توپخانہ اپنی منزلگاہ مین پہنچے اور نواب معہ سوار شب کو بہت دیر کے بعد دس فرسنگ راہ طی کر بھوکھا پیاسا اُس مقام مین پہنچا نواب جانتا تھا کہ جنرل اسمتھ حیدری سوارون کے کوچ سے بیخبر ہی اور خواہ نخواہ منخدع ہو کر قصد کریگا کہ پیادگان حیدری پر جو ظاہرا استظہار سوارون سے نہین رکھتے حملہ کرے اِس صورت مین حیدریونکو انگریزی لشکر پر تاخت کرنیکی فرصت بخوبی حاصل ہوگی چون ٹیپو سلطان

اس زمانے مین سترہ برس کے سن و سال مین حیدر نامدار کا دست راست اور اکثر قوم انگریز پر فتحیاب ہوا تھا نامہ نگار نے شایستہ اِس مقام کے سمجھا کہ تھوڑا سا حال اُسکے چاشش کا بھی یہان بیان کرے حیدر علی خان اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کے ساتھ کمال محبّت رکھتا تھا اور غیرت و پردلی سے اُسکے خوب واقف اور اُسکی نوجوانی کے سبب اُسکی جان عزیز پر بہت سا ترسان و لرزان رہتا یہی سبب تھا کہ اُسکو اکثر واسطے حفاظت و حراست معسکر کے مامور فرماتا تھا اور میدان جنگ مین جانے کی اجازت نہین دیتا چنانچہ اِس جنگ مین بھی سلطان موصوف موافق حکم پدر عالیمقدار کے پاسداری و حراست مین لشکرگاہ کے مصروف و مشغول تھا جبکہ فوج پیادگان حیدری لشکر گاہ مین پہنچی اور نواب بہادر اور اُسکے سوارونکی کچھ خبر معلوم نہوئی تب سلطان کو کمال پریشانی و تشویش پیدا ہوئی تمام سپہدارونکو افواج حیدری کے اپنے پاس بلا صورت حال کو اُنپر ظاہر کیا سبھون نے بالاتفّاق یہ عرض کی کہ انگریزونکی فوج مین سوار نسبت سواران حیدری کے بہت کم ہین اِس سبب سے وے معسکر حیدری پر شبخون نہین مار سکتے علاوہ اُسکے درمیان لشکر گاہ حیدری و مقام انگریزون کے مسافت دور دراز و راہ دشوار گذار ہی بدون اُسکے کہ وے تین فرسنگ راہ طی کرین اور اُس کوچہ تنگ سے جس مین سپاہ محافظ حیدری راہداری و حراست مین مشغول ہی گذرین شبخون ممکن نہین اہل مجلس ہنوز اِسی گفتگو ہی مین تھے کہ جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ میر مخدوم علی خان بہادر سپہسالار لشکر جو اپنے سوارون کے ساتھ ہراول لشکر کا تھا معسکر حیدری مین داخل ہوا نواب بہادر نہایت زحمت کش و رنج بردار تھا کوفتہ و ماندہ کبھو نہوتا اُسی شب سپیدۂ صبح کے نمایان ہوتے ہی چار ہزار پیادے اور رجالبس

ضرب توپ کے ساتھ ترناملی کی طرف تاخت کی اور شہر کو مفتوح پایا لیکن جب
قصد کیا کہ قلعے پر ہلّا کرے خبر دار خبر لاے کہ جنریل اسمتھ فوج حیدری پر
ہجوم لایا چاہتا ہی اس خبر کے سنتے ہی ہلّا موقوف رکھا اور حریف پختہ
کار سے اس مقام مین جہان سوار بیکار رہتے صف آرائی مناسب نجان دوسرے
روز وہان سے کوچ کیا کیونکہ وہان سے لشکرگاہ انگریزی تک اگرچہ مسافت
چار فرسنگ سے زاید نہ تھی بدون قطع کرنے ایک راہ تنگ کے جو دس فرسنگ سے
زیادہ تھی پہنچنا ممکن نہ تھا آخرالامر نواب بہادر نے قریب لشکر نواب نظام الدّولہ
کے جو پیشتر وہان ایک سبزہ زار مین پڑا ہوا تھا دست چپ پر اُس لشکر کے
خیمے استادہ کرواے ؁

متّصل پہنچنا دونون لشکر جنگجو کا اور بند کرنا نواب حیدرعلیخان
کا راہ اذوقے کی لشکر ہراعادی کے اور قصد کرنا اُنکا حسرت
وتنگی کے سبب اُس تنگچے سے نکلنے کا اور حملہ کرنا لشکرگاہ
پر نواب نظام الدّولہ بہادر کے اور خوف کرنا نواب حیدرعلیخان
بہادر کا بد انجامی سے اُسکے اور مانع ہونا حملہ کرنے سے ؁

جب معسکر انگریزی کو سوار اور پیادون نے فوج حیدری کے چارون طرف
سے گھیر لیا اور سب راہین اور مداخل آمد و شد کے اپنے تصرّف مین
لائے اذوقہ وساز و سامان جنگی انگریزون کو سواے ترناملی کے کسی اور جگہہ سے
نہین پہنچ سکتا تھا فوج انگریزی بہت زحمت و تکلیف اُٹھانے لگی اس لیئے
کہ ترناملی مین سواے ذخیرے چاول کے دوسری کوئی چیز مایحتاج موجود نہ تھی

اور یہہ سب خبر نواب بہادر کو وسیلے سے قاصدان انگریزی کے جو لشکر
انگریزی سے مدراس کو خبر لیجاتے اور بموجب حکم نواب بہادر کے گرفتار
کئے جاتے اور دوسرے مخبرون کے جو خاصکر واسطے خبر رسانی کے مامور
تھے خوب تحقیق پہنچتی تھی وہین سے یہہ باتین معلوم ہوئین کہ گورنر مدراس
جنریل اسمتھ کو معرض عتاب مین لایا اسلیئے کہ اُسنے عوض مین شراب
متقرری کے سپاہیون کو زر نقد دیاتھا اور یہہ اسکو لکھہ بھیجاتھا کہ اس باب مین
یہہ امر کافی تھا کہ سپاہیون سے اسطرح پر کہتا کہ لشکر مین زر کی تنگی ہی
تمہارا وظیفہ سرکار سے مدراس کے ادا کیا جائیگا اور گورنر مدراس نے ڈاکتر
داروغۂ فوج کو لکھہ بھیجا تھا کہ وہ تمام روداد لشکر انگریزی کی ہمیشہ گورنر
ممدوح کو لکھتا رہے نواب بہادر نے جب معلوم کیا کہ انگریز عسرت و تنگی مین
پھنسے ہین عزم مصمم کیا کہ اُنکی لشکر کو محاصرے مین رکھے اور ملک کو تاراج
کرے چون انگریز اِس حالت محصوری پر صابر نہ تھے اور چاہتے تھے کہ کسی
طرح اِس مقام ناملایم سے باہر نکلین اُنھون نے دس بجے رات کو کوچ کیا اور
نواب بہادر کو جب معلوم ہوا کہ کوچ انگریزون کا لشکرگاہ کی طرف نواب
نظام الدّولہ کے ہوا تب اُسے سخت تشویش لاحق ہوئی کیونکہ بدگمانی اُسکی
مقدّمے مین خط و کتابت رکن الدّولہ اور انگریزون کے ایک اساس محکم رکھتی
تھی اور اِس جہت سے اُسکو اعتقاد تھا کہ نظام الدّولہ اُسکے ساتھہ چندان
صاف نہین ہی اور درصورتیکہ نواب موصوف انگریزون کے ساتھہ موافق
ہی تو معسکر حیدری البتّہ در معرض اخطار ہی اور اگر دونون ہمداستان نہین
ہین اُس صورت مین انگریزون کا تاخت کرنا لشکر پر اُسکے ہواخواہ نواب
نظام الدّولہ کے بڑا سبب بےانتظامی و پریشانی کا اُسکے لشکر کے واسطے

ہی اِنھیں جہتوں سے نواب بہادر نے اِس خصوص مین اپنے خیمہ خوابگاہ مین اہلِ شورا کو طلب کر اِس بات مین اُنکی راے طلب کی یہہ مقرّر ہوا کہ فوج حیدری فی الفور مسلّح ہو کوچ کرے اور انگریزون کو نواب نظام الدّولہ کے لشکر کی طرف متوجّہ ہونے ندے اور یہہ امر کچھ مشکل نہ تھا کیونکہ لشکر حیدری کو واسطے اتمام اس امر کے ڈیڑھ ہی فرسنگ کی مسافت طی کرنا پڑتا اور انگریزونکو معسکر نواب نظام الدّولہ تک پہنچنے کے لئے چھہ فرسنگ نواب بہادر نے اِس اثنا مین اپنے منصبداران فوج فرنگستانی کو حکم دیا کہ راہ فوج انگریزون کی روکین اور ایسی تدبیر کرین کہ وے پریشان ہو کوچ مین درنگ کرین اور جبتک روز روشن نہ ہو لشکر نواب نظام الدّولہ تک نہ پہنچ سکین اور فرمایا کہ دور سے اعادی پر آتشباری نکرین بلکہ جب دونون لشکر نواب و انگریز کی قریب ہو جاوین تب جس قدر ہو سکے اعادی پر آتشباری عمل مین لاوین اور باڑھ مار کے زمین پر لیٹ جاوین چنانچہ فوج حیدری نے اطاعت مین اِس حکم کے سعی و کوشش کی اور انگریزون کو جبرًا اُس پر لائی کہ اُنھون نے اپنی جناح کی سپاہ کو صف میانگی مین ملنے کو طلب کیا اِس خوف سے کہ مبادا بھر سپاہ حیدری کے محاصرے مین گھر جاوین آخرکار جماعہ کالیرو نے آتشباری شروع کردی انگریز بھی اپنی سپاہ کو مربّع شکل بنا کر لڑنے لگے دو ساعت تک دونون لشکرون سے آتشباری عمل مین آئی لیکن طرفین سے کسی لشکر کو ضرر نہ پہنچا جماعہ کالیرو نی جواب دہی انگریزی فوج کی قرار واقعی کی آخر دو پہر دو بجے دن کے انگریزون نے دست چپ کی طرف کوچ کیا اور لشکرگاہ جدید مین ترنامَلی کے نزدیک کنارے پر ایک بڑے چشمے کے جو دست چپ کی طرف واقع تھا اقامت کی سامھنے انگریزون کے ایک پہاڑ بہت بلند تھا چارون طرف ٹیلون اور

چھوٹے درختون کا احاطہ اسطور پر تھا کہ اصلاً سوار وہان جانہ سکتے تھے بعد ملاحظہ کرنے خیمہ گاہ جدید انگریزون کے نواب بہادر نے اپنے خیمے وہان سے اکھڑوا کر دوسری جگہہ پر جو انگریزون کے خیمہ گاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تھی اس وضع پر کھڑے کروائے کہ انگریز بدون مقابلہ کرنے ساتھ لشکر نواب بہادر کے نواب نظام اللہ ولہ کے لشکر پر حملہ نہ کرسکین ؀

ماموُر کرنا نواب بہادر کا شاهزادہ ٹیپو سلطان کو پانچہزار سوار جرّار کے ساتھ واسطے غارت کرنے قرب وجوار مدراس کے بعد بدگمان ہونے نواب کے سپہدار فرنگستانی سے ؀

چونکہ اس مقام مین سواران حیدری بیکار و معطّل تھے اور فراہم کرنا آذوقے کا دشوار ہو گیا تھا نواب والا فطرت نے یہہ تجویز فرمایا کہ ایک بھاری جیش سوارون کی واسطے تسخیر کرنے گوڈیلور کے جہان کارخانہ انگریزون کا ہی اور جہان سے دو فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچیری واقع ہی روانہ کرے تا یے لوگ بعد مسخّر کرنے گوڈیلور کے سواحل دریا کو مدراس کی طرف پھر کر حوالی کو اُسکے تاراج و ویران کرین غرض اس سے یہہ تھی کہ کارگزاران دولت مدراسیہ مضطر ہو افواج انگریزی کو واسطے اپنی حمایت کے پھر بلا لین اور اس جہت سے نقصان عظیم کاروبار انگریزون مین واقع ہو جب پہلے یہہ جیش سرکردگی مین ایک منصبدار فرانسیس کے جسنے یہہ مشورت نواب بہادر کو دی تھی اور وہ تسخیر کرنے پر گوڈیلور کے اس جہت سے کہ وہان کی خصوصیات سے خوب واقف تھا وثوق رکھتا تھا کوچ کرنے پر طیار ہوئی تھی تب

ایک جاسوس انگریزی جو معسکر حیدری مین خفیہ رہتا تھا اور میر رضاعلی خان کے نزدیک جو مرد کوتاہ اندیشہ رشک و وسواس کا بندہ تھا بڑا اعتمادی قابو سے وقت پاکر میر رضاعلی خان کے ذریعے سے نواب بہادر پر یہہ ثابت کیا کہ تمام یہہ منصوبہ و ایجاد بے اصل و حقیقت ہی بلکہ منصبدار فرانسیس چاہتا ہی کہ اس بہانے سے اس جیش کے ساتھ پانڈیچیری کو چلا جاوے کیونکہ وہان کے گورنر نے اِس منصبدار کو طلب کیا ہی یہہ خبر جو جاسوس انگریزی نے نواب کے خدمت مین ظاہر کی محض دروغ تھی صرف فریب مین ڈالنے کے لیئے اُسے مشہور کردی تھی لیکن اسمین شک نہین ہی کہ نواب بہادر بھی سپاہ فرنگستانی کو پانڈیچیری کے قرب مین جانے سے احتیاط واجب جانتا تھا اسی واسطے منصبدار فرانسیس سے جو اس جیش کے ساتھ واسطے تسخیر کرنے گوڈیلور کے جانے پر طیار ہوا تھا یہہ کہا اس جنگ مین ہمارے پاس جمعیّت پیادون کی بہت نہین ہی کہ واسطے تسخیر گوڈیلور کے تمھارے ساتھ کردین اس صورت مین مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بالفعل یہہ تسخیر ملتوی رکھی جاوے لیکن سردست ایک جماعت سوارون کی بھیجی جاتی ہی کہ تخریب اُس ملک کی دروازے تک مدراس کے کرے اور اس مہم کے لئے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کا سرکردگی مین پانچ ہزار سوار کے مقرّر و مامور ہونا مناسب ہی یہہ سب سخن سازی نواب بہادر کی واسطے دلجوئی منصبدار کے تھی الحمق کوئی امیر ہنر مین موم کرنے سنگ خارا کے اور نرم کرنے مین کسی وضع کے سخت و درشت انکار کو نواب بہادر پر فوقیّت نرکھتا ہوگا آخرکار بعد اِس گفتگو کے سلطان نوجوان اُن رسالون کے ساتھ اِس مہم پر روانہ ہوا اور ساتھ اُس سرعت کے مدراس کی طرف تاخت کی کہ گورنر معہ مصاحب

اور نواب محمد علی خان اور اُسکا بیٹا و کرنیل کال بلکہ سب صاحبان کو نسل جو اُس وقت خیمے کے اندر کمپنی کے باغ مین تھے گرفتاری سے اُس حادثے کی جو ناگہانی اُن کے سر آپڑا تھا مشکل سے بچے بڑی خیریت یہہ ہوئی کہ ایک جہاز جو مقابل اُس باغ کے لنگر پر تھا اُنکی قسمت سے مل گیا جسنے اُنکی کشتی حیات کو ساحل نجات تک پہنچایا نہین تو اُن کو اُس قضای آسمانی سے بچنا سخت مشکل تھا اِس ناگہانی واردات مین اِسقدر اُنھین گھبراہٹ تھی کہ گورنر اپنی توپی اور رنلو اروہین چھوڑ کنارے نکل گیا چنانچہ سارا اسباب و سامان حاضری کا اُس کی کالا و شمشیر سمیت لٹیرے سوارون کے ہاتھ لگا کیون کہ مدراس کے صاحبون کا معمول ہی کہ ہر روز اطراف و نواح مین اُسکے ہوا کھانے کو نکلا کرتے ہین اور حاضری بھی دہات کے بانگلون مین کھاتے اگر نوکر فرانسیس جاسوس کا (جو انگریزون کی طرف سے نواب بہادر کے لشکر مین تھا اور جو بقصد اِسی نیّت سے بھیجا گیا تھا کہ اُن کو اِس ناگہانی تاخت کی اطّلاع کرے) بروقت پہنچکر اُنھین آگاہ و خبردار نکر دیتا تو اِس جنگ مین گورنر اور اُسکے رفقا بیشک گرفتار ہوتے الغرض حیدری سوارون نے اُن کے پیچھے دھاوا کر اُن کے مدراس پھر جانے کی راہ کو روک لیا نواب محمد علی خان جو بڑی سڑک سے بھاگا تھا بہ سبب تیز رفتاری اپنے گھوڑے کی اُنکے ہاتھ سے بچ گیا مدراس کا گورنر اگر اِس حملہ مین پکڑا جاتا تو یہہ گرفتاری اُسی کی خود رائی اور ناعاقبت اندیشی پر محمول ہوتی اِس لئے کہ اُسکے رفقا ہنوز جمع نہین ہوئے تھے کہ گانوون کے لوگ مرھتہ مرھتہ فریاد کرتے ہوئے آئے (کیونکہ ساکنان حوالی مدراس نے سواے مرھٹونکی تاخت کے ابتک اور کوئی بلا نہین دیکھی تھی) لیکن گورنر اور صاحب لوگ اِس شور و فریاد

سے اندیشہ مند ہونے کی جگہہ سب ہنسنے لگے، مگر جب بہت سے لوگ اُنھین
فراریون کے آئے تو گورنر کو اُسکے ایک رفیق نے کہا مناسب الا ہی کہ بس
واقعے کی کچھ تدبیر کی جاے، اُسنے جواب دیا، اگر غنیم کے سوار مدراس کے
جوار مین سچ مچ آتے تو ہم کو پہلے اُسکے راہ کے قلعہ دارون نے خبر کی ہوتی،
پس یہہ خوف و دہشت اِن بزدلون کی نامردی کے سوا اور کیا ہی، اِسی
واسطے، آج کی تاریخ سے مین حکم دیتا ہون اگر کوئی اِس طرح سے واویلا اور فریاد کرتا ہوا
ہمارے پاس آیا تو قابل تعزیر و سزا کے ہوگا، اِس حکم پر سب حاضرین نے جیسا
خوشامد گویون کا دستور ہی گورنر کی تحسین اور تعریفین کین، اتنے مین قصبۂ
*سنط طامس کے ایک گروہ نے کہ بہت سے اُن مین زخمی تھے، وہان پہنچکر
سردارون اور اہالیون کے خاطرنشین کیا کہ اعدا شہر کو تاراج و غارت
کر رہے ہیں، تب تو سبکے سب ترسناک ہو کر سہم گئے، اور بہ سبب
اعلام کے جو بروقت پہنچا تھا، اُنھین اتنی فرصت مل گئی کہ وہان سے بھاگ کر
بچاو کے لیئے دریا کنارے جا چھپے، جب تک اُدھر ٹیپو سلطان شہر مدراس
کے تاراج و لوٹ مین مشغول و متوجّہ تھا، اُسی عرصے مین اُسکے والد بزرگوار نے انگریزی
پلٹن کے حالات کو اُس پہاڑی کے اُوپر سے جسکا ذکر سابق ہو چکا، ملاحظہ کر اُن
پلٹنون کو توپین مار کر درہم برہم کر دینے کا خیال کیا، اِسی منصوبے سے اُسنے
دوسرے دن تڑکے ہی اپنی فوج کو وہانسے کوچ کرنے اور کئی ضرب بڑی توپین
اُس ٹیلے پر چڑھا انگریزی لشکر پر سر کرنے کا حکم دیا، چنانچہ یہہ امر بخوبی سرانجام

---

* سنط طامس توم پرطکیش کے ایک شہر کا نام ہی
اور جھنڈا اُنکا ابتک بھی اُسپر پھرّا تا ہی،

ہوا کیونکہ خیمون کے اُکھاڑنے اور کھڑے کرنے کی جہت سے لشکریون کو حیرانی ہوئی، نواب حیدر علی خان نے مشاہدے سے اس حال کے خوش ہو کر حکم کیا کہ تمام توپخانہ اُس پہاڑی پر لیجائین، غرض اُسکی اِس بات سے فقط تمکنت اور شان فوجکشی کی دکھلانی تھی، کیونکہ اُسکے توپخانے کے اکثر گولے انگریزونکی لشکرگاہ تک پہنچ نہین سکتے تھے، بااین ہمہ اِس حرکت سے اتناہی اُسے منظور تھا کہ انگریزون پر اُسکے لشکر کی کثرت ثابت و معلوم ہو اور بڑے بڑے توپخانے اور اُسکے کارگزارونکی چالاکی اور تیزدستی کے دیکھنے سے اُنکے دلون پر خوف ورعب چھاجاے اِسی ارادے سے آپ بدست خاص توپچیونکو جو اپنا جوہر وہنر دکھلاتے تھے، اشرفیان انعام دیے دوسرے سپاہیون کو سرگرم جنگ کا کرتا تھا، نظام علی خان نہین چاہتا تھا کہ اِس کارزار سے اپنے کو الگ اور بیکار رکھے اِسواسطے اُسنے بھی اپنے رسالے سمیت آگے بڑھکر سوارون کو حکم کیا کہ انگریزونکی چھاونی کو چارونطرف سے گھیرلین، مگر تین گھنٹے تک اُسکی پیدل سپاہ نے انگریزکے پلٹن والون پر، جن کو جنریل اسمتھ نے ایک پہاڑ پر کھڑا کیا تھا حملہ کیا انگریز اُنکے حملے سے، اپنے بچاو کے واسطے گھبراہٹ کی مارے ایسی جگہہ سے نکلے کہ وہان توپخانۂ حیدری کا گویا اپنے کو لقمہ اور نشانہ پایا، لاچار جب ایسی بلا کے منہہ مین آپڑے، تب کئی بار اُنھون نے اشارے کنائے سے جنریل موصوف کے نزدیک اپنا حال ظاہر کیا تاکہ وہ مع فوج جلد اُنکی مدد اور کمک کو پہنچے، شام کی چار گھڑی کے قریب انگریز کا لشکر پرا باندھکر روانہ ہوا نواب بہادر نے جھٹ اپنے پیدل سپاہیون کو تو حکم دیا کہ وے معہ توپخانہ اُس پہاڑی سے اُترپڑین اور سوارون کو فرمایا کہ سبکے سب بہیئت مجموعی انگریزون سے مقابلہ کرین، حیدری فوج ابھی صف باندھ نچکی تھی کہ نواب نظام علی خان کی کل پیدل سپاہ

بد حواس ہو بھاگنے اور اِدھر اُدھر جھٹکنے لگی اور اُسکے سو رمان سوار نظام علی خان معیت بےباکانہ انگریزون سے لڑنے متوجہ ہوئے اور اُن کے پیچھے نواب بہادر کا توپخانہ بھی روانہ ہوا لیکن یہ لوگ رزمگاہ مین حیدری فوج سے متّصل پر ابندی نکر حیدری اور انگریزی لشکر کے بیچ مین آکر اُن دونون لشکر کے درمیان بالکل آڑ اور حجاب واقع ہو گئے انگریز ایک چشمے کے کنارے جو پہاڑ کے قریب تھا آگے بڑھنے کو تو بڑھ گئے پر گذر اُنکا ایسی راہ پر ہوا کہ کنکریون اور جھوڑ سے بھری ہوئی تھی انگریزی پلٹن مین دو ٹولیان بنائی گئی تھین سوارون کا رسالہ تو پیچھے چنداول مین اور توپخانہ بجاے ہراول کے تھا توپخانے کے لوگون کی آواز سے نظام علی خان کی سوارون کے دلون مین ایسا دھڑکا پیٹھا کہ وے کمال حواس باختہ ہو حیدری لشکرگاہ سے پس پا ہو کر نکل بھاگے اُن کے نکلتے ہی لشکر حیدری مین ایک تہلکہ اور ہلّڑ پڑ گیا نواب بہادر کے دل مین لشکر کی اس بد انتظامی سے ایک اندیشہ اور کھٹکا پیدا ہوا اور اتّفاق کے باب مین تو گویا بدگمانی اور عہدشکنی کا خیال ظہور مین آچکا تھا اب اس بات کا بھی دغدغہ اُسکے دل مین پیدا ہوا کہ تا وقتیکہ وہ انگریزون کے ہٹانے اور دفع کرنے مین مشغول رہیگا یہ بےغیرت بھگوڑے اُسکی چھاونی مین لوٹ پاٹ مچادینگے اور بڑا وسواس اُسکو رات کے آجانے سے ہوا جب نظام علی خان کی فوج جو انگریزون کی چھاونی کا حجاب اور اوٹ تھی منتشر ہو گئی تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ انگریزی لشکر ہیئت مجموعی سے صف بندی کر آگے بڑھا چلا آتا ہے اور سوار اُن مین بطور التمش کے ممتاز دکھائی دیتے ہین حیدری توپخانے سے جو پیدل فوج کے آگے تھا اتنے گولے چلے کہ حریف کی جانب کے بہت لوگ مارے پڑے پر

اسلئے کہ کثرت آتش باری سے جو اُس پہاڑی کے اُوپر عمل مین آئی تھی ٗ
سارا اسباب لڑائی کا نبڑ گیا تھا بڑی بڑی حیدری توپین اب بیکار تھین ٗ بناچار
سوارون کو یہہ ارشاد ہوا کہ غنیم کے لشکر پر ٹوٹ پڑین ٗ حکم ہوتے ہی ہندوستانی
اور فرنگی سوارون نے حملہ کرنے کی نیّت سے گھوڑے اُٹھائے ٗ لیکن انگریزون
کی طرف سے توپ و تفنگ کی ایسی بوچھاڑ تھی کہ ٹھہر نسکے ٗ جب نواب
بہادر نے دیکھا کہ شام کا وقت عنقریب پہنچا اور رات کو انگریز کے پیدل
سپاہی خوب کوشش اور جان فشانی کرسکتے ہین اسواسطے میدان جنگ
سے کنارہ کیا ٗ ایک چھوٹی توپ انگریزونکی جسکے بیل مارے پڑے تھے
حیدریونکے ہاتھ لگی ٗ اِس لڑائی مین حیدری فوج کا کوئی اسیر (سواے ایک پرطکیس کے
جو تفنگچیون کا عہدہ دار تھا ٗ اور ایک دوسرے سوار ـ ـنے کہ یہے دونون بہت ہی زخمی
ہو گئے تھے) انگریزون کے ہاتھ نہ لگا ٗ باقی مجروحون کو لشکر کے ساتھ لے گئے ٗ
دونون (یعنے حیدری اور نظام خانی) لشکر کے مقتولون کا عدد چارسی سے
زیادہ نتھا ٗ انگریز نواب بہادر کا پیچھا کرنے مین سرگرم تھے ٗ مگر چونکہ اُسکی
چھاونی درمیان دو پہاڑون کے واقع ہوئی تھی ٗ اور راہ مین ایک چشمہ اور
دو پہاڑی بھی تھی ٗ و بر تقدیر تعاقب ٗ لامحالہ اُسی راہ ہوکے ٗ اُنھین جانا پڑتا ٗ
لاچار اُس چشمے کے اُوپر سے فقط کئی گولے حیدری فوج کی طرف مارکے
بس کیا ٗ نواب بہادر نے جب اپنی چھاونی مین آکے اُسے برہم درہم پایا ٗ
کیونکہ اُسکے درمیان سے نواب نظام علی خان اور اُسکے سپاہی اپنے خیمون کو
چھوڑ نکال بھاگے تھے ٗ اِسلئے اپنے پیدل سپاہیون کو بعد اِسکے کہ چھوٹے چھوٹے
قلعون مین اُنکی سکونت و اقامت کی جگہہ مقرّر کردی تھی یہہ ارشاد فرمایا کہ
توپخانۂ حیدری اور لشکر کا سامان عقب اُس مورچے کے جو سر دست

بنایا گیا تھا لیبجائین ؛ چنانچہ یہہ امر شتابی عمل مین آیا ؛ نواب بہادر مقام کے واسطے مکان (جہان لشکر اُسکا اعدا کے تاراج سے محفوظ و سلامت رہ سکے) ٹھہراے اور احتیاط کرنے کا ایک ایسا خاص سلیقہ رکھتا تھا کہ اُسے اِس مادّے مین جنریل اسمتھ کہ وہ بھی اِس کام مین کامل تھا ؛ نہایت تعریف کرتا ؛ ترنامل کی لڑائی سے پھرتے وقت ؛ نواب بہادر کی منزل گاہ مین پشت کی طرف سے کوئی راہ نتھی ؛ بجز ایک تنگ گذرگاہ کے جسّے گذرنا ایک چھکڑے کا مشکل تھا ؛ یہان دو راہین تھین ؛ ایک تو جو نظام علی خان کی لشکرگاہ کو گئی تھی اسی طرف سے لشکری ساز و سامان جاتا تھا ؛ اور بہت لشکریون نے دا ہنے ہاتھ کا رستا لیا جدھر سے نظام علی خان بہادر کا بھی لشکر کمال بے انتظامی کے ساتھ توپخانے سے ملا جلا چلا جاتا تھا ؛ اِسی بد انتظامی نے توپ خانہ حیدری کو کوچ سے باز رکھا ؛ ہرچند آگے جانے کے واسطے مشعلون کی روشنی کر بہتیری کوشش اور تدبیرین عمل میں آئین ؛ آخر کچھ نہ بن آیا بجز اسکے کہ ایک رسالہ بھیجبن تا اُن لوگون کو جو پہلے کوچ کر گئے تھے ؛ آگے بڑھنے سے باز رکھے اور اُسکی تاکید کرے کہ اثناے راہ مین جو کوئی جہان کہین ہو فجر تک وہین ٹھہرا رہے ؛ بھور ہوتے ہی سر رشتہ راہ کا پھر ہاتھ لگا جب نظام علی خان کی فوج میدان مین پہنچی تھی ؛ اگر ایسے وقت جنریل اسمتھ اپنے پیدل سپاہیون کا لشکر روانہ کرتا تو بیشک غنایم فتح کے بہت سے اُسکے ہاتھ لگتے ؛ کیونکہ نظام علی خان ہزیمت کے بعد اپنی چھاونی مین آٹھ ضرب بڑی بڑی توپ چھوڑ گیا تھا ؛ چنانچہ بعد اُسکے جانے کے حیدر علی خان نے اُسکے توپ کے گاڑیون کو مرمّت کر مع چاندی کے باسن اور اور اُسکی بیش قیمتی چیزین جو راہ مین چھٹ گئین تھین ؛ اُسے بھیج دین ؛ نواب بہادر صبح ہوتے ہی میدان کارزار مین اپنی فوج لیکر نظام علی خان کی جگہہ پر

صف باندھ کھڑا ہوا پیدل سپاہی تو اُسکی پہلی صف مین تھے اور سوار دوسری مین جب توپخانہ اور جنگ کا لوازمہ میدان مین آچکا ، وہ اپنے لشکر سمیت اِس ارادے سے کہ تانومند اور ہمّت کے پورے سپاہیون کو ہمراہ لیکے فوج کا جنداول بنے پاپیچھے کو پھر گیا ، انگریز اُنکے پاپیچھے سے اُن پر حملہ آور ہو گئے گولے برا کتفا کئے ، اِن گولون سے افواج حیدری کے چار ہی شخص مارے پڑے ، ایک اُن مین سے فرنگی سپاہیونکی چھاونی کا سردار تھا ، جنریال اسمتھ نے بے شبہہ اس فتح کی سرگذشت سے مدراس کے کارگزارون کو جلدی اطّلاع کی ہوگی اور اُن لوگون نے اس خبر نصرت اثر کے سننے سے اُن اندیشون سے جن کے بیچ غلطان پیچان ہو رہے تھے رہائی بھی پائی ہوگی ، یے لوگ ان دنون سلطان کی ناگہانی تاخت سے ازبسکہ خوف و ہراس مین گرفتار تھے ، کیونکہ تمام فوج جو قلعہ سنط جارج یعنے مدراس کی پاسبان تھی ، صرف دو ہی سو اُسمین فرنگی سپاہی اور رچھہ سو ہندوستانی تھے ، چنانچہ شہر سیاہ کہ بلدہ مدراس اُس سے مراد ہی ٹیپو سلطان ہی کے اختیار مین تہا ، شہر سیاہ مین انگریزون کے شمار موافق اُن دنون چار لاکھ آدمی سے کم نا تھے ، اور اُسوقت جمعیّت اُن کی دہات کے فراریون سے دوچند ہوگئی تھی ، اگرچہ اس شہر کا نام شہر سیاہ پڑ گیا ہی مگر اکثر فرنگستان کے لوگ یہان بستے ہین اور سوداگری مال و متاع کی بھری بھرائی کو ٹھیان رکھتے ، ہر رقم کی نفیس نفیس اشیا و اجناس وہان میسّر آتی ہین ، بہ نسبت اور قوم کے ، بڑے بڑے متموّل اور مالدار ارمنی اور گجرات کے جوہری بود و باش کرتے اور مونگا موتی و بیش قیمتی جواہر کی خرید فروخت کرتے ہین ، جس وقت کہ لوگون نے فراریون کو اِس واقعۂ ہولناک کے باعث ، دہات سے شہر کی

طرف بھاگتے دیکھا ' بڑا خوف و رعب اُنکے دلون مین سما گیا تھا اور یہہ دھڑکا پیدا ہوا کہ حیدر علی خان بہادر آپ ہی اپنی تمام فوج لے کر اِس شہر کے لوٹنے اُجاڑنے کو آیا ہی ' سو اِسی گمان پر اُدھر سے تو زن و مرد خان و مان سے آوارہ ہو مال متاع گھر بار چھوڑ چھاڑ بچاو کے لیئے قلعے کی جانب بھاگ آئے ' اور یہان چونکہ گورنر صاحبان کونسل ' سالار فوج وغیرہ ابتک شہر مین داخل نہین ہوے تھے ' کسی نے حکم نہ کیا کہ اُسکے دروازے بند کرین ' چنانچہ تھوڑے ہی عرصے مین اِس قدر خلق اللہ نے قلعے کے اندر رولا کیا کہ اُسکی تنگ راہین اور خندق پشتون تک بھر گئی یہان تلک کہ گورنر صاحب جب وہان وارد ہوا تو آدمیون کی بھیڑ بھاڑ کے سبب بڑی مشکلون سے اپنی کوٹھی مین داخل ہوا اور دو دن تک مارے اندیشے کے میز پر سر رکھکر بڑے سوچ مین پڑا رہا اور کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو کہ کارکردہ اور ہوشیار تھا بلا کر اُس سے کہا تا وہ ہر طرح کے کام کا اہتمام کرے ' چنانچہ کرنیل مذکور سر انجام کرنے مین اُن اُمور کے سرگرم ہوا ' اور بعد گذرنے اُس واقعے کے ' گورنر اِس کا بھی اقرار کرتا تھا کہ اگر ٹیپو سلطان شہر سیاہ کو لے لیتا اور اُسکے فراریون کا تعاقب کرتا تو سنٹ جارج قلعے کے تصرّف کرلینے مین بھی کوئی مانع مزاحم اُسکا نہ تھا ' لیکن خیریت گذری کہ یہہ سلطان نوجوان ناتجربہ کار تھا اور اُسکے سوار جو سنٹ طامس سے شہر سیاہ کے قریب پہنچے تھے کہ اتنے مین کئی گولے جو قلعے پر سے اُن پر چلے ' اِسی باعث وے منزل مقصود کی طرف قدم بڑھانے مین جھجھک گئے ' آخرش سلطان نے اُنھین دنون ارباب شورا کی ایک مجلس جمع کر سردست کی لڑائی کے باب مین اُن سے صلاح و استصواب کیا ' ایک شخص نے اہل شورا سے جو سرکار حیدری مین

بڑا امیر اور قاسم خیرات اُس سرکار کا تھا اور اِس سہم مین بطور اتالیقی کے شاہزادے والا تبار کے ہمرکاب بھیجا گیا تھا ' یہہ صلاح دی کہ شہر کے اندر جانا اور بلاؤن کا ہدف ہونا مصلحت و مناسب نہین ' حکم حیدری یہی ہی کہ اطراف مدراس کو لوٹین و غارت کرین ' لازم ہی کہ ہم سب ہرگز اس بات کے روادار نہون کہ شہر مین داخل ہونے کے سبب اُسکے نور چشم کو قلعۂ سنط جارج یا اور حصار کے گولے سے خدا نخواستہ کسی طرح کا ضرر یا ایذا پہنچائین ' مشیر و صلاح کارون نے اُسکی راے کو پسند کی '

اِس مقام مین کہہ سکتے ہین کہ شہر سیاہ کے جلا دینے یا گورنر اور کونسلیون کو مغلوبانہ صلح پر مجبور کرنے کی صورت مین انگریزون کو عظیم زیان ہوتا ' اب اُن کو اور شہر کے مالدارون کو پانچ کرو ڑ روپیہ سے سوا کا صرفہ اور بچاو ہوا فرانسیس مولّف اِن اوراق نے نواب بہادر کو صلاح دی تھی کہ مدراس کو محاصرہ کرکے اُسمین آگ لگا دے اگرچہ اُسکے سمجھ مین یہہ کام سہج ناتھا ' مگر اتنا جانتا تھا کہ اِس مین کچھ نہ کچھ فایدہ ہو ہی رہیگا ' اور راقم کو اِس تاخت مین ہمراہ اپنے فرزند ارجمند کے نکیا اِس نظر سے کہ کہین اُسکو خطرے کے سامہنے بکر دون ' اور اِسی صلاح نے گورنر کو میری ایذا رسانی پر مستعد اور آمادہ کیا ' چنانچہ آخر کو اُسنے یہہ ٹھہرایا کہ دار العدالت مین اِس شخص کی صورت حال تجویز کی جاے ' مگر کوئی دلیل اور گواہ میرے قصور کے ثابت کرنے پر سواے انگریزی جاسوسون کے نتھا چنانچہ اُن لوگون نے اِس بات کی گواہی دی کہ ہم نے اپنے کانون سنا کہ اِس شخص نے ایسی صلاح و مشورت نواب کو دی ' لیکن ایسا سلوک جو اُسنے میرے حق مین کیا ہرچند ہر طرح کے دستور و انصاف اور ہر قوم کے آئین کے خلاف ہی ' ہندوستان مین جہان انگریز

جبّارانہ حکمرانی کرتے ہین ایسے اُمور متعارف وشایع ہین ؎
اگرچہ شہر مدراس کا اس حادثۂ ہولناک مین (اسلیئے کہ کرنیل کال نے پہلے ہی تمام فرنگیون کو فوراً جمع کر ہتھیار بند ھا اُسکی گھاٹیون اور راہون پر ؎ نگہبانی کے واسطے چوکیان بیٹھا دی تھین ؎ جنھون نے لوٹنے والون کی جماعت کو شہر کے نزدیک پھٹکنے ندیا) کچھ اتنا نقصان نہوا ؎ لیکن انگریزون نے اُس سے بڑی جوکھم اُٹھائی جسّے اُنکا بڑا خسارا ہوا ؎ کیونکہ مدراس کے اطراف مین اُنکی امیرانہ کوٹھیان جو اسباب ولوازمے سے سجی سجائی تھین اور اُسکے پڑوس کی بستیان جو گوناگون اہل حرفہ سے آباد سب لُٹ گئین بلکہ بچے بچایون نے بھی اپنے لوٹے جانے کا اظہار کیا تاکہ شہر کے مالدارون کا جو مال واسباب اُنکے پاس تھا ؎ یا پیشگی روپیہ بطور دادنی کے اُنھون نے لیا تھا اِس حیلے سے اُنھین دینا نہ پڑے ؎ اِس تاراج عام مین ڈینانیر نام ایک فرانسیس سوداگر فقط بچ رہا تھا ؎ اور وجہ اُسکے بچ جانے کی یہہ ہوئی کہ اتّفاق سے خاکی شاہ دولت حیدری کا امیر قاسم خیرات ؎ سنط طامس کے پہاڑ پر جو مدراس سے ساڑھے چار میل یا سوا دو کوس کے فاصلے پر واقع ہی اُس فرانسیس کے گھر کو جو ایک خانہ باغ تھا خالی پا کے اُس مین وارد ہوا اور وہان کے باغبان سے کہا اب لوٹنے والون کا منہہ نہین ہی کہ اِس گھر کی طرف رخ کرین ؎ اور اپنے نوکرون کو بھی منع کردیا کہ خبردار کوئی یہان کی چیز و نکے لینے اور بربادکرنے کا قصد نکرے اور ایک مالی کے ہاتھ اپنے نوکر کی معرفت اُسکے لڑکون کی چیز بست بستانی پھلون اور ساگ سبزی کے ساتھ اُسے بھیج کر اِس پیغام سے اُسکی دلجمعی کی کہ انشاء اللہ ایک چیز بھی تمھارے گھر کی نقصان نہونے پاویگی مالیون پر تاکید رکھونگا تا وے ہر روز ڈالیان باغ کے حاصل سے تم کو پہنچایا کرین ؎ چنانچہ اِن وعدون کو اپنے بخوبی پورا کیا ؎

اُنھین دنون مدراس کے گرد نواح مین اُن فراریون نے جو آوارہ ہو نکلے تھے ٗ یہہ افواہ اُڑا دی کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے مدراس لے لیا ٗ بلکہ یہہ خبر پانڈیچیری ٗ ترنکوبار اور دوسرے فرنگی معمورون مین ہو کے فرنگستان کے ملکون تک پھیل گئی ٗ تجّار اور شہر بشہر کے وارد صادرون نے خوشی بخوشی جہان تہان اِس خبر کی شہرت کردی ٗ اور ولایت فرنگ کے اور قوم جنھین قدیم سے انگریزون کے ساتھہ رشک و دشمنی تھی ترناملی کی فتح جو انگریزون کے نام ہوئی تھی اور خود اُن لوگون نے بھی پہلے اُسے مشہور کی تھی ٗ اب اُسی خبر کو وہی چھپانے لگے ٗ اور اِس جھوتھی خبر کا نتیجہ یہہ ہوا کہ شہر لندن مین اِکبارگی سرمایۂ کنپنی کا بھاو ۲۷۰ سے اِتنا ۲۲۲ ہو گیا ٗ

جنریل اسمتھہ نے پیش بندی کر چالاکی یہہ کی کہ ترنت اپنی فتحیابی کی خبر مدراس کے کارکنون کے پاس ٗ اِس فریب سے بھجوایا کہ ایک سانڈنی سوار کو ٗ فتحنامہ اُسکے ہاتھہ دے ٗ نواب بہادر کے لشکر کی جانب ٗ جو مدراس کی اطراف مین تھا ٗ یون سکھلا پڑھا روانہ کیا کہ تو وہان پہنچ کے پہلے لوگون سے پوچھنا کہ ٹیپو سلطان کہان ہین ٗ پھر اِس ڈھپ سے کہنا کہ مجھے اُن کے پدر بزرگوار نے اِس پیغام کے ساتھہ اُنکے پاس بھیجا ہی کہ ترنامِلی کی لڑائی تو ہاتھہ سے جاچکی ٗ اب شہزادے کو مناسب ہی کہ جلدی اپنے تئین مجھہ تک پہنچاوے ٗ

حاصل کلام ٗ وہ سوار اِس چھل کے ساتھہ خیریت سے آپہنچا ٗ مدراس کا گورنر فتحنامہ دیکھتے ہی مارے خوشی کے اُچھل پڑا ٗ اور چھوتتے ہی اُسنے اوّل تو ایک سوایک توپ چھوڑنے کا حکم دیا تا شہر والون کو جو دلگیر ہو رہے تھے فتح کی خبر معلوم ہو جاے ٗ دوسرے اخبار کے کاغذ کے وسیلے بھی مبالغے کی راہ سے اس خبر کو مشہور کر نے فرمایا تا کہ خلق اللہ جانین کہ انگریز حیدر علی خان پر غالب آے ٗ

اُدھر شاہزادے کو، جب یہہ خبر نامترقّب پہنچی تو فکرمند ہو کے صلاح کارون سے اِس باب مین مصلحت پوچھی اُنھون نے سبکے سب ایک زبان ہو غرض کی کہ جلدی (جہان تک ہو سکے) لشکر حیدری مین پہنچا چاہیئے، چنانچہ سلطان سعادت نشان. بشکوہ وشان وہان سے روانہ ہوا، اور چار شخص عیسائی دین کے پادریو نکو بھی اپنے ساتھ لیا، اِسلئے کہ نواب بہادر نے چلتے وقت اُسے فرمایا تھا کہ قوم انگریز کا ایک ایسا مرد ہشیار صاحب اعتبار اپنے ہمراہ لانا، جو انگریز کے لشکر اور اُن کمک کے سپاہیون کی چال ڈھال سے، جن کے پہنچنے کے (فرنگستان یا اور مکان سے) وے منتظر اور امیدوار ہین، اُسے آگاہ وخبردار کرے، مگر شاہزادے کو چونکہ اِس صفت اور سلیقے کا آدمی نملا لاچار اُنھین چارون کو دلاسا بھر وسادے ہمراہ لے چلا،

ترنامل اگرچہ کچھ ایسے عمدہ مکانون سے ناتھا اُسکی شکست کی خبر، شتابی تمام ہندستان مین پھیلی اور اُس کے ناقلون کے طور اور بیان سے ایک نئی نئی صورتون مین نقل کی گئی، نواب بہادر کو اِس افواہ سے کچھ ملال نہ گذرا، کیونکہ اِس لڑائی کا ہاتھ سے جانا سرتاپا نظام الدّولہ ہی کی چوک تھی، حال اِسکا یون ہی کہ جب نواب نظام الدّولہ نے یہہ معلوم کیا کہ لینا اور مسخّر کرنا آرکات کا، ویسا سہل الحصول نہین ہی جیسا پہلے وہ اپنے زعم مین سمجھکے خوشدل ہوا تھا، تب اُسنے اپنے دار الامارت کو پھر جانے کا منصوبہ ٹھان کے چاہا کہ کسی طرح چھل بل کر نواب بہادر اور نواب محمد علی خان اور انگریزون سے خاطرخواہ مبالغ کثیر حاصل کرے، اگرچہ اُن دونون نوابون کی مختلف غرضون نے اُن کے دل کی بدگمانیون کو بڑھایا، باوجود اِسکے دونون آپسمین ایسے طریقے پر سلوک کرنے لگے کہ اُنکی الفت وملاپ، خلق اللہ کے نزدیک ثابت رہی،

چنانچہ پہلے نواب نظام الدّولہ نے اُس ایّام مین کہ ٹیپو سلطان اطراف مدراس سے لوٹ اور تاراج کر کے پھرا ٔ ایک بزم شاہانہ آراستہ کر نواب حیدر علی خان بہادر اور اُسکے تمام ارکان دولت کو بطور ضیافت کے دعوت کی اور تعظیم تکریم کی خوب شرطین بجا لایا ٔ اور اسباب مدارات مین ایک تکلّف یہہ کیا کہ اُسکو ایک زرّین تخت جو نشستگاہ مین جہان زردوزی مسند تکیہ لگوایا اور زربفت کا شامیانہ طلائی استادونپر کھڑا کروایا تھا بیٹھایا ٔ اور رخصت ہوتے وقت اُس بیٹھک کو معہ کشتیہاے خلعت و جواہر گران بطور ہدیہ و پیشکش کے ہمراہ بھجوا دیا ٔ کئی دن بعد نواب حیدر علی خان نے بھی اُسے دعوت کر بلایا ٔ اور ہون واشرفیون سے بھرے ہوئے توڑون کا ایک چبوترا ٔ جسپر عمدہ ابریشمی غالیچا بچھا اور مسند تکیہ زردوزی لگا اُسکے بٹھلانے کے واسطے تیّار کروایا ٔ اور رخصت کے وقت یہ سب اسباب معہ خوانہاے جواہر و مروارید و خلعتہاے عمدہ بطریق پیشکش اُسکے ساتھ کر دیئے ٔ اب اِس ملاقات مین دونون نواب اِس بات پر متّفق ہوئے کہ اب دونون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہون ٔ اور نظام الدّولہ اپنے دارالملک کو مراجعت کرے ٔ اگرچہ یہہ جدائی اور تفرقہ ٔ اُس وقت تک کہ حیدر علی خان نے وانمباڑی کو لیا اور ابنور کے محاصرہ لرنے کا قصد کیا تھا وقوع مین نہ آیا ٔ اور اِسپر بھی اُن دونون نے آپس مین اتّفاق کیا کہ حیدر علی خان تو محمد علی خان اور انگریزون کے ساتھ آرکاٹ مین لڑائی مین مشغول اور نظام الدّولہ انگریزون پر مچھلیپٹن کی طرف تاخت کرتا رہے ٔ اِس طور سے اُنکی فوجین آپس سے جدا ہوئین ٔ

تشریف لانا نواب حیدر علی خان کی والدہ بیگم کا اپنے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کو اور نواب کا اپنے لڑکون سمیت اُنکے استقبال کو جانا اور بڑی تعظیم سے اُنھین اتارنا

تا معلوم ہو کہ نواب بہادر کس قدر محبت و الفت اپنے خاندان سے رکھتا اور خویشون کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتا تھا مناسب یہہ ہے کہ اس مقام مین کیفیت ملاقات نواب کی اُسکی والدہ ماجدہ کے ساتھ بیان کی جاے

جناب والدہ بیگم یہہ خبر سنکر کہ حیدر علی خان نے ان روزون دشمنون کے ہاتھ سے بہت سی تکلیف اور زحمت اُٹھائی (اور ناقلون نے اُسکا حال مبالغے کی راہ سے خلاف واقع کچھ کا کچھ بیان کیا تھا) اپنے فرزند دلبند کی مشتاق دیدار ہو حیدر نگر سے روانہ ہوئین ہرچند ایام بارش کا اور فاصلہ ساڑھے چار سو میل کا تھا ساتھ اِسکے بھی بڑی بڑی منزلین طی کر کے کئی دنون کے عرصے مین حیدری لشکر گاہ کے قریب پہنچین نواب بہادر اپنے موکب پرشکوہ کے ساتھ استقبال کے لیئے روانہ ہوا اور تین میل ورے والدہ بیگم کی سواری دیکھ اپنی ساری فوج وہین رکھ خود نواب اور اُسکے لڑکے ٹیپو سلطان و کریم شاہ گھوڑون پر سوار ہو واسطے استقبال کے آگے کو چلے یہان تک کہ والدہ بیگم کے محفّے پاس جا پہنچے تعظیم و تسلیم کے آداب بجا لا کر محفّے کے داہنے بائین ہو لیئے چنانچہ بیگم صاحبہ کی سواری حیدری لشکر کے درمیان ہو کر گذری لشکر والے بھی مجرا اور تسلیم بجا لائے بیگم صاحبہ کی جلو مین اردابیگنیون کی قسم سے دوسی پردہ نشین خواصین سر سے پیر تک برقعے مین چھپین عربی گھوڑون اور گجراتی بیلون پر سوار تھین اور محفّے کے پیچھے آٹھ رتھ تھین زردوزی سقرلات کی پوششون سے چھپین جنھین ناگور کے بیل

کھنچتے تھے اور دس ہاتھی اور بہت سے اُونٹ اور چار پانے بار بردار ' زنانی سواری کے آگے آگے فرنگستانی سوار ' چھہ سو بھالے بردار جنکے نیزون مین گھنگھرو اور پر بندھے تھے اُسکے گرد ' اور سواری کے آگے پیچھے چار سی ہندوستانی سوار تھے ' جب والدہ بیگم کی سواری اپنے خیمے مین اُتری ' نواب بہادر نے دست بستہ عرض کی کہ اِس برسات کے ایّام مین کہ بارش اور سیلاب سے رستا قابل جانے کے نہین رہا ' ایسی تکلیف اُٹھانے اور دور دراز کی راہ طی کرنے کا باعث کیا ہوا ' والدہ بیگم نے فرمایا کہ ای نور چشم اندنون جو تمھین ایسے رنج و زحمت کا سامہنا پڑا دل نمانا اور بے اختیار جی چاہا کہ ایک نظر تمھین دیکھون کہ اِن زحمتون کو کیونکر برداشت کرتے ہو ' نواب نے عرض کی آپ کے تصدّق سے خیریت ہی ' یہہ کچھہ ایسا مشکل امر نتھا ' دعا فرمایئے کہ خداوند تعالی اِس سے کسی سخت تر مصیبت مین مجھے گرفتار نکرے اور اگر کرے تو اُسکے برداشت کی بھی طاقت بخشے ' والدہ بیگم نے فرمایا اگر ایسی بات ہی تو مین جلدی رخصت ہوتی ہون تا تمھارے امورات مین کچھہ خلل انداز نہ ہون ' چنانچہ دوہی دن اپنے بیٹے پوتون کے ساتھہ رھکر اُسی طور سے کہ آئین تھین روانہ ہوئین ' اور لیے لوگ جلو مین اُسی مقام تک ہمرکاب گئے جہان تک پہلے دن استقبال کو آئے تھے '

ترناملی کی لڑائی کے دو دن بعد نواب کے لشکر نے مقام سنگومن سے پالر ندّی جو بارش کے سبب سے خوب ہی چڑھی ہوئی تھی پار ہو کر کبیر پیتن سے پانچ اور وانمباڑی سے چھہ فرسنگ پر ایک میدان مین ڈیرا کیا ' سلطان بھی چھاونی مین آپہنچا ' نواب حیدر علی خان اور نظام علی خان نے پچھلے عہد و پیمان کو سر نو آپس مین استوار کیا '

جانا نواب حیدرعلی خان کا قلعہ وانمباڑی کو
اور انگریزون کے دخل سے اُسے نکال لینا

والدہ بیگم کی روانگی کے دوسرے دن حیدری لشکر نے وانمباڑی کی جانب کوچ کیا سوارون کے رسالے اور ہندوستانی فوج کے کچھ سپاہی قبل اِسکے وہان جاچکے تھے تاخوب دیکھ بھال کے ڈیرا کرین چنانچہ اُن لوگون نے اُس مکان کو خوب سا دیکھا کہ قبل اِسکے ہی کہ وہان لشکر پانی کے قریب جنگل جھاڑی کی اُوت مین مقام کرے اور ایک باغ سے جو اُونچے تیلے برجھرنون کے بیچ واقع تھا حملہ بھی کرسکے چنانچہ اسی رات کو ایک ایسا مورچہ کہ بارہ ضرب توپ اُسپرچڑھا سکین بنکر طیّار ہوا چونکہ یہ مکان اُس رستے سے جو ویلور کو گیا ہی نو میل کے فاصلے پرواقع ہی سپاہیون کی ایک پلٹن اُس راہ کو دخل مین کر لینے کے واسطے توپ خانہ سمیت بھیجی گئی اِس جہت سے کہ فرنگستانی فوج کے سردار نے کچھ زخم کھایا تھا نواب بہادر نے اُس شب کو اُس سے کام لینا مناسب نجانا بلکہ بتاکید فرمایا کہ خیمے مین جاآرام کرے اور خود آپ ہی دمدمہ سازون کی تعلیم و مورچے کے کام کی اہتمام مین ساری رات متوجّہ رہا اور ایسی جگہہ پر کہ گولے کا نشانہ تھی جس مین بہت سے کارکن اور عہدہ دار مارے بھی پڑے ایک درخت تلے بیٹھکر رات کاٹی اور اُس حالت مین ہر شخص کو ہنسی چھل کی بات چیت سے خوش کرتا رہا اُسوقت تک کہ وہ فرنگستانی سردار بعد طلوع آفتاب آیا تب نواب اپنے خیمے کو گیا فجر نو گھنٹے کے وقت اُس مورچے کی توپون سے گولون کی ایک ایسی آگ برسنے لگی جسنے انگریزی توپچانے کو جلد ٹھنڈا کردیا کپطان جو وہان کا حاکم تھا اُس نے مارے گھبراہٹکے سفید جھنڈا کہ امان مانگنے کی

نشانی ہی کھڑا کیا ' اور سطرڈ نے اپنے شریک کو ایلچی کر نواب کے حضور قول قرار کرنے کے ارادے سے بھیجا ' جب وہ وکیل حیدر علی خان کی انگریزی فوج کے سردار پاس پہنچا اور وہی اقرار و اجازت جو کبیرپیٹن کے قلعہ دارون کو اُسکے حوالے کرتے وقت دی گئی تھی چاہا کتنی ردّ و بدل کے بعد ' آخرش فرمان عالی کے بموجب درخواستین اُسکی قبول کی گئین اِس شرط پر کہ وہان کا حاکم اور سارے انگریز سردار اور سپاہی انگریزون کی طرف سے برس دن تک نہ حیدر علی خان کے ساتھ لڑین اور نہ اُسیر ہتھیار پکڑین ' جب طرفین اِس قول قرار پر راضی ہو چکے سطرڈ نے عرض کیا کہ اب نواب بہادر اِس اقرار نامے کو اپنی مہر سے زینت بخشیے ' نواب ممدوح نے وکیل کو ارشاد کیا کہ سرکار کی بڑی مہر یہان موجود نہین ' پر اِسلیئے کہ کسی طرح بکھیڑا چکے اپنی دستی چھوٹی مہر توپخانے کے ایک سردار کے ہاتھ دے یہہ حکم کیا کہ جیسا تو مناسب جانے کر ' اُس نے قولنامے پر مہر کر دی اور نواب کے اخلاق و خوبی کے سبب اِس قیل و قال کا جلد انفصال ہو گیا ' اِس حصار مین ہندوستانی سپاہی ایک ہزار تھے اور انگریز تیس نفر قلعہ دار اور چودہ توپین ' سوا ے اِن توپون کے جو انگریزون کو اُس قلعے مین ملی تھین ' سپاہیون کے رجمنٹ کی دو توپ اور بھی ہاتھ لگی ' اِس گڑھ کے قلعہ دارون سے مقابلہ خوب نہو سکا ' اگرچہ جنگ کے اسباب اور غلّون کے ذخیرے اِس مین بہت اور ارباب پیشہ توپ کے چھکڑے رہکلے کے مرمّت کرنے والے بکثرت تھے '

کتاب فتوحات برطنیه مین یهه حال اس طرح منظوم ومرقوم هی

چو زین رزم آمد بسر روز چند | بزین کرد حیدر بکینه سمند
بسوی و نیپنبری با سپاه | روان گشت و چون تیر پیمود راه
چو نزدیکی شهر آمد فراز | بسرکوب و سنگرش آمد نیاز
که سرکوب کردن پی دار و کوب | بود ویژهٔ کارداران توپ
یکی از فرانسیس با نام و جاه | که بدّ مهتر توپزن در سپاه
بدانگه تنش پر ز تیمار بود | ببستر بیفتاده بیمار بود
شده ناتوان سست و زار و نزار | نیارست برخاست از بهر کار
بحیدر چو سرکوب بدّ ناگزیر | گزیده یکی جای نغز و هژیر
بکوشید خود اندران کار سخت | همه شب نشسته بزیر درخت
زگاه فرو رفتن آفتاب | بدان تا برآمدن آفتاب
ز آسایش و خواب کرده کران | نشسته بگرد اندرش مهتران
چو آگنده بودش ز پیکار مغز | بیاراست سرکوب زیبا و نغز
همه شب ز دوژ اندرون انگریز | گلوله بسویش همیراند تیز
ازان هیچ حیدر نیاورده باک | ز دل زنگ اندیشه بزدوده پاک
دو لب پر ز خنده زبان بذله گوی | بلاغ و ببازی بیاورده روی
همی بود با سرکشان شاد دل | ز آسیب بدخواه آزاد دل
بچوگان خاور چو زرّینه گوی | بمیدان خاور بیاورده روی
نهاده بسرکوب توپ دراز | بدان سان که بازیگر حقّه باز

به نیرنگ و دستان و بند و فسون — بکار آورد مهرهٔ دست خون
ز توپ آتشین مهرهٔ تافته — سوی باره و شهر بشتافته
بهر جا رسیده بر افروخته — تن بنگیان را چو خس سوخته
ز آتش خس و خانه آورده تاب — چه یارا بدریا ستیزد سراب
سپه بود با حیدر نامدار — چو مور و ملخ بیمر و بی شمار
ز انگریزیه بود بسیار کم — کجا آورد تاب بارود نم
ز انگلندیه سی ز هندی هزار — سراسر سپه بود اندر حصار
بدانست کپطان که هنگام نیست — که مردنست این گه نام نیست
سر از جنگ پرداخت وز نهار خواست — نشان امان کرد بر باره راست
بر حیدر آمد یکی انگریز — بدُو لفطننط او بگفتار تیز
که پیمان ز نهار گیرد ازو — سخن آنچه گوید پذیرد ازو
سپس زانکه شد گفت هردو دراز — برین بر نهادند گفتار باز
که باره ستانند و از انگریز — نباشد کس آنجا ز بهر ستیز
دهان بهر سوگند کرده فسیح — بانجیل عیسی و دین مسیح
بنجود کرده متّی و مرقس گوا — بیاورده پیمان بدین سان بجا
کزامروز تا سال آید بسر — نه بندد کسی تیغ کین بر کمر
نگیرد سلاح دلیران بجنگ — بحیدر نگردد برابر بجنگ
چو سوگند و پیمان شده استوار — تهی کرده انگریزیه آن حصار
بجا مانده آلات کین سربسر — بر فتند ناکام و بر خون جگر
ده و چار بُد توپ مردم شکار — دران آلت کینه و کارزار

بعد اسکے کہ جب سپاہیون کی ایک پلٹن وانمباڑی کے قلعے کی محافظت کے لئے تعیّنات کی گئی ' حیدری افواج نے اُمبور کی طرف جو تین مستحکم اور الگ الگ حصارون سے بنا ہی کوچ کیا اِس دُھن سے کہ انگریز لوگ وہان اناج کا بہت سا ذخیرہ اور توپ خانہ ' سلاح خانہ اقسام طرح کی بندوقون (لوٹ کی چیزون) اور حربے ہتھیارون اور خیمون سے بھرا ہوا ٹیّا رکھتے ہین ' پہلا ان تین قلعون سے تو ایک گڑھ ہی پہاڑ کے اوپر کہ چڑھائی اُسکی نپٹ مشکل ہی ' علاوہ پاسبان اور قلعہ دار اُسکے بہت سے اور پانی سے بھرے ہوے دو بڑے بڑے چشمے بھی اُسمین موجود '

دوسرا گڑھ اِس سے نیچے اُتر کر ہی ' جسے انگریزون نے خوب مضبوط اور استوار کیاہی اور تیسرا قلعہ جو درمیان شہر کے ہی دیوار اُسکی خشتی اور اطراف مین برجین اور گرد بگرد دکھائی ' آدھا شہر دشمنون کے حملے سے بسبب ایک بڑے تالاب کے محفوظ ' اُسکے ایک طرف انگریزون نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایاہی واسطے روکنے اُس راہ کے جو بیچ مین تالاب اور چشمے کے جانکلی ہی حیدری لشکر نے وانمباڑی کے تین میل قریب ندّی کنارے ڈیرا کیا تو اب اُسی دن شام کے وقت عین شدّت کی بارش مین شہر کا رنگ ڈھنگ دیکھنے گیا جب تالاب کے کنارے پہنچا ' ایکا ایکی اپنے تیئن نشانہ گولون کا اُس چھوٹے قلعے سے جو اُسکی نظرون سے درختون اور تالاب کے پیچھے چھپا ہوا تھا پایا ' پندرہ سوار کھیت آئے ' اِس حادثے کے ساتھ بھی نواب الوالعزم اپنے مطلب کی کھوج سے نہ جھجکا بلکہ اُسکے آس پاس کی جانبون کو دیکھ بھال کے یہ قصد کیا کہ اپنی فوج سمیت پھر اُس ندّی کے پار ہو کر شہر کی دوسری النگ کو خیمہ گاہ بناوے اور اِس حکمت سے ایک ایسا من مانتا فائدہ حاصل کرے جس مین اُسکا لشکر

بھی نقصان و ضرر سے بچ رہے اور شہر انبور کے گھیر لینے کا بھی قابو ہاتھ لگے ؛ کیونکہ اِس حالت مین وہ شہر دو طرف سے محدود و محصور رہیگا ؛ یعنے ویلور و ساتگڑھ کی جانب تو حیدری فوج سے اور وانمباڑی و ینتیگیری کی جانب نظام الدّولہ کے لشکر سے ؛ اِسی عزم پر اُسنے اپنا لشکر ندّی سے اُتارا اور قبل صبح کے اُس ندّی سے پار اُترا کئی آدمی فوج اور شاگرد پیشہ کے جو رستے سے اِدھر اُدھر بھٹک گئے تھے مارے پڑے ؛ اُس پار ندّی کے جہان لشکر حیدری کی منزلگاہ تھی اور پہاڑون کا سلسلہ ؛ جو انبور سے ساتگڑھ تک چلا گیا ہی ؛ ایک میدان نو میل کی لنبائی اور قریب نصف کے چوڑائی مین واقع ہی اس میدان کے اُس طرف شہر انبور اور اُسکا قلعہ اور ندّی ہی تو اب بہادر نے بانس کی سیڑھیان بنانے فرمایا ؛ اور اِس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ قلعے کے پاسبان سپاہی بہت ہمین مقابلہ اچھی طرح کرینگے اپنے گرانڈیل بہادرون کو حکم دیا تا وے ہلّا کرنے پر آمادہ ہون ؛ تب عہدہ دار اِس فکر مین ہوئے کہ دن رہتے اُن مقامون کو جہان کی تاخت منظور ہی دیکھ رکھین ؛ آخرش وے یہہ منصوبہ ٹھان کھانے پینے سے فراغت کر کے اُن سیڑھیون کے میدان مین گئے اور شہر کے اُس محلّے کے آمنے سامنے جسپر ہلّا کیا چاہتے تھے پہنچکر ارشاد عالی کے موافق زمین سے لگے ہوے چپچاپ حکم کے انتظار مین دبکے بیٹھے رہے ؛ تو بھی خالی اور افتادہ گھرون مین جو گھنے درختون کے درمیان سامہنے اُس محلّے کے ندّی سے نزدیک تھا لے گئے ؛ انگریز ؛ چونکہ دن کے وقت اِس ہلّے کی طیّاری کو دیکھکر خبردار ہو گئے تھے ؛ رات بھر بڑی محنت و کوشش سے دوڑ دھوپ کر کے اُن گھرون پر گولے برسانے لگے ؛ لیکن اِس طرف کا صرف ایک ہی آدمی نقصان ہوا ؛ غنیم بان اور حقّے بارود بھرے داغتے تھے تا اُسکے روشنی

مین حریف کا آ گے بڑھنا اُنھین معلوم ہو ' یے لوگ فجر کے وقت ' بہرصورت سیڑھیون سمیت ' بڑی طیّاری سے نقّارہ بجاتے جھنڈیان اُڑاتے آگے بڑھگئیے 'یہان تک کہ کھائی کے کنارے پہنچکر اُس مین کود پڑے ' دیوار اور برجون پر جالاکی اور چُستی سے پڑھ گئیے حیدری نشان قلعے پر کھڑے ہو گئے ٹھیک اُسی وقت کہ غنیم کی توپ و تفنگ سے آگ برس رہی تھی ' ہرچند یہ روک اور دفعیّہ اُس زور شور سے جیسا گمان تھا ظہور مین نہ آیا اِس جہت سے کہ وہان کے حاکم نے ایسا دریافت کیا تھا کہ اِسّے زیادہ حریف کی چھیڑ چھاڑ مناسب نہین چنانچہ انگریز دیکھتے ہی حیدری توپون کے جو اُس جگہہ لگائی گئی تھین سہمزدہ ہو کر سبکے سب وہان سے کنارہ کش ہوئے 'کیونکہ نواب بہادر کے پردل سپاہ نے قلعے پر چڑھتے ہی شہر مین لوٹ پاٹ مچادی اُنمین سے ایک غول نے قلعے کے پشتے تک فراریون کا تعاقب کیا 'گولون کے سامھنے جاپڑا چنانچہ بہت سے جوان حیدری کام آئیے ' خاکی شاہ پیرزادہ بھی کہ بہادرون اور مخبّرون کے شمار مین گنا جاتا اور سرکار حیدری کا قاسم خیرات تھا ' اُن کے ساتھ مارا گیا '

نواب بہادر خود آپ بھی یورش کے وقت فوج میسرہ کی سر براہی مین گھوڑے پر چڑھ تلوار کھینچے ہوئے کھائی کے کنارے تک پہنچ چکا تھا کہ شام کے وقت ایک انگریزی گولنداز جو قلعہ چھوڑ کے بھاگتا تھا خبر لایا کہ آج ہی رات کو اس قلعے کی فوج و قلعدار سمہ شہر والے حصار مین جا جائینگے اور بالفعل وے اس فکر مین ہین کہ عمدہ و بھاری دام کی چیزون کو نکال لے جائین اور باقی جلادین ' اِسپر سپہداران فرانسیس ملازم حیدری نے نواب بہادر کی خدمت مین عرض کی کہ یہی فرصت کا وقت ہی کہ تمام سپاہ گران ڈیلون کے ساتھ کہ

سپہدار اُنکے فرنگستانی ہیںن فوراً قلعے پر ہلّا کرین اِس بات پر سب متّفق ہوئے ' شام بعد آٹھ گھڑی کے وقت حیدری فوجین شہر کے کوچے گلیون سے نکل قلعے کی دیوار پر چڑھ گئین '
پچیس سپاہی ' ایک ہندوستانی عہدہ دار اور چھہ نفر انگریز جن سے دو زخمی ہوگئے تھے اسیر ہوئے ' انگریزون نے بہت سے توسدان اُس حوض مین جو قلعے کے درمیان تھا ڈبوکر سلح خانے کے اندر آگ سلگائی تھی اِسلئے کہ فرنگستانی سپاہیون کے خاص لباس و ہتھیار جلادین تسپر بھی حیدری سپاہیون نے بہت سی چیزین جن مین اٹھارہ ضرب برنجی توپ تین ہزار بندوق اور بیشمار گولے گولیان اور پتھری وغیرہ سواے غلّجات کے تھین اور اور جنس اور انبارین خیمون بندوقون کی پائین '
نواب بہادرکو اِن فتوحات سے جو باسانی عمل مین آئین یہہ خیال بندھا کہ انبورکو بھی محاصرہ کرے ' اگرچہ اِس بات کی خبر پہنچ چکی تھی کہ انگریز ہر ایک نواح سے روانہ ہوکے ویلور مین جمع ہوتے ہیںن ' چونکہ ہمیشہ سے نواب بہادرکا معمول تھا کہ چھوٹی مہمّون مین بھی احتیاطاً مضبوطی اور استواری کی شرطین بجالاتا لہذا اُن دنون جو لوگون نے اُسے صلاح دی کہ ویلور کی طرف جلدی کوچ کیجئے اِسلئے اُسنے پہلوتہی کیا اور اُنکی اِس بات کو نمانا '
حیدرعلی خان کو انبورکا قلعہ جو ایک پہاڑ پر واقع ہی (جیسا اوپر لکھا بھی گیا) لے لینا مشکل تھا ' اِس جہت سے کہ اُسکے پاس قلعہ سر کرنے کے آلات جیسے غبّارے وغیرہ اُسوقت موجود نتھے ' لاچار حیدری سپاہیون نے شہر کی خندق پر ایک دمدمہ بناکی توپین اُسپر چڑھادین اگرچہ اِس کام کے تردّد مین کئی عمدے توپچی قلعے کی توپ سے اُڑ گئے بہر صورت نواب

بہادر کے حکم بموجب توپین اُس پہاڑ کے اوپر جو شہر سے ملا ہوا تھا چڑھائی گئین جن سے قلعے کی بالکل توپون کا منہہ مار اگیا سترہ دن کے محاصرے اور فرنگستان کے کتنے جوان اور بہت سے گولے بارود نقصان ہونے کے بعد بھی ہنوز روز اوّل کا سا حال تھا اتنے مین خبر پہنچی کہ افواج انگریزی ویاور مین جمتی اور اِس فکر و طیّاری مین ہین کہ یلغارون آبڑ ہین اور محاصرے کو اُٹھا دین اِس خبر کے سنتے ہی نواب فطانت انتساب نے پیش بندی اور دوراندیشی کر وہان سے کنارہ کیا اور یہہ کنارہ کشی ایک اشارہ تھا نواب نظام الدّولہ کی جدائی کے واسطے کیونکہ وہ اُسی وقت کرپہ کو روانہ ہوا اُسی دن کہ نواب بہادر اپنے لشکر سمیت وانمباڑی مین اُترا جنریل اسمتھ بھی اپنی فوجون کے ساتھ کہ اٹھائیس ہزار کا جماو تھا جن مین انگریز پانچ ہزار تھے ابنور سے آپہنچا اُس بڑے لشکر سے بنگالے والی فوج مین چھہ سو فرنگستانی اور چھہ ہزار ہندوستانی سپاہی تھے جن کو انگریز بہ زعم خود ہند کے عمدہ سپاہیون مین جانتے تھے جنریل انگریزی قدرے آسایش و آرام کے بعد شام کے وقت اُسی دن وانمباڑی کو روانہ ہوا

چونکہ حیدر علی خان جانتا تھا کہ انگریز اُسکا پیچھا نکرینگے اِسی لحاظ سے وہ اپنی معمولی احتیاط اور چوکسی کو (اپنے غنیم کی طرف ہراول سوار اور جریدہ سپاہ کا بھیجنا) عمل مین نہ لایا اور سوارونکا سارا جماو ندّی کے اُسی پار چھوڑ آیا تھا پر وہان پیدل ہراول کے واسطے ایک موقع کی جگہہ دو چھوٹے چھوٹے قلعے تھے جن پر توپین چڑھائی گئی تھین پھر سات ساعت کے وقت اِن دونون قلعے کی شلّک کے وسیلے سے جو اشارہ تھا دشمن کے نزدیک آپہنچنیکا اُنکا آپہنچنا معلوم ہوگیا

چونکہ نواب بہادر انگریزی لشکر گاہ اور مدراس کی طرف بھی ایلچی کے ہاتھ صلح کا پیغام بھیج چکا تھا یہہ خیال رکھتا تھا کہ انگریزانبور کو نہین آئینگے' خلاصہ اِس پیام کا یہہ تھا کہ ہر ایک بند و بست بدستور سابق بحال و برقرار رہے' نواب بہادر کو گمان غالب اِس بات کا تھا کہ پیام صلح البتّہ منظور و مقبول ہوگا' اور جنرل اسمتھ نے بھی سمجھ لیا تھا کہ ملاپ کی بنیاد قایم کرنی اُس کی قوم کے حق مین مفید پڑیگی' خیر بعد اِسکے جب نواب کے وکیل نے مدراس پہنچکر گورنر اور کونسلیون کو دیکھا کہ سب کے سب مارے خوشی کے محظوظ و باغ باغ ہو رہے ہین اور اگلے خوف و ہراس کو سب بھول گئے ہین ایسے پیغام کے بھیجنے کے سبب اُسکے موکّل کو ایک نوجوان ناآزمودہ کار گمان کرکے اُن شرطون پر جو اُسنے مقرّر کر بھیجی تھین بہت ہنسے' لیکن آخر کو اِس ہنسی کا ایسا نتیجا ملا کہ اُن کی پشیمانی کا باعث ہوا' تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ حیدر علی خان' غنیم کی آمد آمد کی خبر سنتے ہی خود اپنے سوارون کو ہمراہ لیے ندّی پار گیا اور یہہ حکم کیا کہ بہ ارادۂ جنگ پیدلون کی پرابندی آراستہ اور خیمہ توپخانہ لشکر کا سامان ولوازمہ کبیر پیاتن کو روانہ ہو جاے اور میر مخدوم علی خان کو ارشاد کیا کہ وہ اپنے سارے سوارون سمیت اُسکے ساتھ چلا آوے'

جب خان والاشان اُن چھوٹے قلعون تک جن کا بیان اُوپر لکھنے مین آیا' انگریزون کے لشکر کا مقابلہ کرنے گیا تو وہان کیا دیکھتا ہی کہ اُن کے پیدل سپاہی تو تین قطار باندھے چلے آتے اور چوکی پہرے کے لئیے کل سوار بطور چنداول کے ہین'

پہلا حکم جو حیدر علی خان نے وہان دیا یہہ تھا کہ اُن دونون چھوٹے قلعے پر سے توپون کو اُتار لین اور اُنھین لے کر اگلے سوارون مین جا ملین' اور جب اُسنے دیکھا کہ

انگریزون کا لشکر وہان نہ ٹھہرا ٭ تب آپ ندّی پار اُترا اِدھر آیا اور میر مخدوم علی خان کو سوارون کی ایک بڑی جمعیّت کا سپہسالار اور فرنگی سپاہیون کے سردار کو ہزّارون اور ڈراگونون کا سالار کر وہان چھوڑ یہہ حکم دیا کہ انگریزی لشکر کا آگے بڑھ آنا نظرون مین رکھین اور اُنکو گھبراہٹ مین ڈالنے اور پاشیدہ و پریشان کرنے مین قرار واقعی کوششین کرین اور اُن پر حملے کرتے رہین تا وے پیچھے کو ہٹ جائین اور حیدری افواج منزل مقصود پہنچنے کی فرصت پاوے ٭ چنانچہ مخدوم علی خان کے سوار جن کے آگے آگے ڈراگون اور ہزّار کے رسالے تھے چل نکلے تا انگریزی پرون کے بائین جانب کی صف پر حملہ کرین ٭ کیونکہ اُن کے طور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وے سب سے پہلے حیدری فوج کے نزدیک آپڑینگے کسواسطے کہ دہنے قطار والے بلندی پر تھے جو ایکایکی پار نہین آسکتے تھے اور فرنگستانی سوار ملازم حیدری بھی نہایت چالاکی اور پیش قدمی کرکے آگے آگے بڑھے جاتے تھے تا غنیم کی قلبگاہ پر ٹوٹ پڑین ٭ کہ اتنے مین داہنے کی قطار سے کئی گولے اِن پر چلے جن سے اِن کے دو گھوڑے مارے پڑے ایک تو اُس فرنگستانی رسالے کے عہدہ دار کا تھا جو زین سے پشت زمین پر گر پڑا ٭ انگریزونکے سوارون نے ترنت اُسے گھیر لیا اور اُسکے رفقا اُسے چھوڑ کافور ہو گئے ٭ یہہ امر اُنکی دغا اور بیوفائی سے وقوع مین آیا کہ اپنے سردار کو یون انگریزون کے حوالے کر دیا ٭ اور اُس بیچارے کو گھوڑے سے گرنے کے سبب بڑا صدمہ پہنچا چنانچہ تین مہینے تک مدراس مین بچھونے پر پڑا رہا ٭ ہندوستانی سوار بھی ایسی نمکحرامی جو فرنگی سوارون سے ظاہر ہوئی دیکھکر حملہ کرنے سے رُک رہے بلکہ پھر گئے ٭ اور جنرل اسمتھ نے فوراً اپنے سپاہیون کو مقام کرنے کا حکم دیا تا حیدری فوجین وہان سے نکل جائین اور اُسی کے حکم سے کئی گولی بھی اُس حیدری

رسالے پر جو اُسکی فوج کا طور طریق دیکھنے گئے تھے چلی انگریزی لشکر شام تک اُسی مقام مین رہا کیونکہ لشکری سرانجام و اسباب جلد پہنچ نسکا ٭ جب سب ساز و سامان آموجود ہوا تب وہان سے پیچھے کو کوچ کر آیا ٭ اور اُس راہ پر جو انہو رکو گئی ہی ڈیرھ میل پرے اُس ندّی سے خیمے کھڑے کرنیکا حکم دیا گیا ٭

جنریل اسمتھ نے اُس فرانسیسی عہدہ دار کی جو گھوڑے سے گر اسیر ہو گیا تھا حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی چنانچہ اُسکے سونے کی جگہہ اپنے خاص خیمے مین مقرّر کی اور اِس بھید پر بھی اُسے خبردار کیا کہ اِس کوچ مین غرض ہماری قوم کی کچھہ اور نتھی بجز اِسکے کہ فرنگستان کے لوگون کو نواب کے لشکر سے بھاگ نکلنے اور انگریزون مین آن ملنے کا قابو ملے ٭ اور یہی بڑا نتیجہ تھا اُس بندش اور سازش کا جو بہت دنون سے عمل مین آئی تھی ٭

بیان اُس سازش و بندش کا جسکا انجام یہہ ہوا کہ فرنگستانیون نے حیدر علی خان کے ساتھہ یہہ نمک حرامی اور غدر کیا ٭

غیرت و ننگ کا پاس و لحاظ ہی کہ جامع اوراق کا دل نہین مانتا کہ اُس نفرت انگیز سازش و بندش کا حال جو اُن دنون وقوع مین آئی ذکر نکرے یا مطلقًا ناگفتہ چھوڑ دے اب تفصیل اِس کلام کی سنا چاہیئے کہ بعد مسخّر ہونے کبیر پیاٹن کے نواب بلند اقبال نے اجازت دی تاوہ بہروپیا مکّار فرنگی جو جرّاحی کا پیشہ کرتا تھا*

---

* اِس شخص نے جسکا نام مین اسکے گھرانے کی شرافت کا پاس کر کے ظاہر نہین کرتا ایسی پوچ بد سلوکی کی جسکے باعث فرانسیسی سرکار مین بد نام ہوگیا ٭ اور اِن دنون قید خانے کی اذیّت و مصیبت کھینچتا ہی ٭

شرقی سواحل کو جو بنام کارومنڈل مشہور ہی اُن انگریزی عہدہ دارون کے ساتھ (جن سے اِس لڑائی مین قسم و قول لیا گیا تھا؛ اور جو اُن دنون مین اُس سمت کو روانہ ہوتے تھے) جاوے البتہ نواب کو ایسا اذن دینا دوراندیشی سے بعید تھا؛ لیکن بیچارہ انسان کیا کرے؛ اُسکی سرشت ہی مین بھول چوک خمیر کی گئی ہی ہر چند اِس حکم مین کچھ تھوڑا سا فائدہ بھی متصوّر تھا؛ یعنے کہ وہ مکّار لشکرگاہ سے نکل جاوے قطع نظر اسکے اُس ناتراشیدہ سے کسی طرح کا شک اور کھٹکا بھی تو نتھا؛ دیکھا چاہیئے کہ اُس نالایق کو کیا کیا سنجوگ اور اتّفاقی اسباب بہم پہنچا ہوگا جسنے اُسکا یہہ جگرا ہوا تھا کہ ایسی ایذا اور آزار کا بانی مبانی ہوا؛

جب پہلے پہل یہہ شخص کو نبنا تو زمین آیا اُندنون اظہار اُسکا یہہ تھا کہ؛ مین ڈی سنط لوئیز کے بہادر سپاہیون مین کا ایک جوان ہون اور اگلے کسی وقت مین توپخانے کا کپطان بھی تھا اور بالفعل پانڈیچیری کو جاتا ہون؛ حیدری فوجون کے فرنگستانی سپاہدارنے (چونکہ اِس جرّاح نے ملازمت حاصل کرنے کے لیئے اُسکی منّت و سماجت کی تھی) اُسکے کہنے کو مان لیا؛ اِس سبب سے کہ کالیکوٹ کے فرانسیسی کارخانے کے سرگروہ نے اُسکے پاس اِسکی سفارش کی تھی اور پچھلے فرنگستانی اخبار کے کاغذ مین جو اُسکو بھیجا یے عبارت لکھی کہ؛ یے خبرین قابل سچ جاننے کے ہین کیونکہ ایک معتبر آدمی کی طرف سے مجھتک پہنچین ہین اور لانے والا اِن کا؛ مسمّی شیویلیئر ڈی کریسط؛ جو فرنگستان سے قافلے کے ساتھ؛ تازہ وارد اور پانڈیچیری جانے کا قصد رکھتا ہی؛ خیر اِس سردار نے ایسی سپارش کو دیکھ اور پڑھکے جناب شیویلیئر کی طرف سے کسی طرح کے شک و شبہے کو اپنے دل مین جگہ نہ دی؛ کیونکہ وہ (چاپپا کا تمغا) عیسائ

دین کی ایک وردی اِس شکل کی (کہ اُسکی پاکدامنی اور صلاحکاری کا گواہ تھا) بڑی ڈھٹائی اور گمرائی کے سبب گلے مین پہنے ہوئے تھا اِس جھوٹھے قول پر وہ سادہ دل سردار نپٹ بیباک سے اُسکا مطیع بن گیا یہان تک کہ اُسکو نواب کے دربار تک لے پہنچایا چنانچہ نواب نامدار نے بھی اپنی ایک فوج کی سرداری مین اُسے سرفرازی بخشی اور بیش قرار درماہہ مقرّر کردیا چونکہ یہہ شخص ایک سیّاح مفلس قلندر کچھ چیز و اسباب نرکھتا تھا اُسی سردار نے اُسے ضروری سامان ولوازمہ بہم پہنچادیا اور اُسنے انواع طرح کی مہربانیون کے بدلے ایسی بیوفائی اور بداطواری اختیار کی جسکے باعث تین ہی مہینے کے عرصے مین نظرون سے اُترا پنے تمامتر درجون سے گر گیا جب محتاجی اور گدائی کی نوبت پہنچی تو اُسنے اپنے جرّاحی پیشے کے گھمنڈ سے طبابت کی دوکانداری پھیلانے کے لئے حضور والامین درخواست کی چونکہ سرکار حیدری کا ایک جرّاح جو پیشتر موشیر لالی کے رجمنٹ مین ایک ہی دربار مین اُسکا ہم پیشہ تھا درمیان مین واسطہ پڑا التماس اُسکا حضور مین مقبول و منظور ہوا جب اُس ذوفنون کی یہہ حکمت چلی اور طبابت اُسکی یون جاری ہوئی تو اُس نے وسیلے سے اُس صلیب کے جو اُسکے تحصیل مطلب کے لئے ایک دلیل ہاتھ لگ گئی تھی اپنے تئین شیولیئیر ڈی کریسط یعنے مسیحی بہادرون کا ایک بہادر مشہور کیا حال آنکہ وہ صلیب سنط لوئز کی مِلک تھی جس کا ایک رخ جدھر تلوار اور لارل (ایک درخت کا نام جسکے پتّے سدا ہرے رہتے ہین اور اُسکی ایک تو.ی بنا کر تمغا و صلے کی طرح فتح مند جوانون کو انعام دیتے ہین تاکہ اُنکی جوانمردیون کے بلند نام دایم باقی رہین) کی کلاہ کا نقشہ ہوتاہی ابتک سابوت و درست تھا مگر وہ مکّار اُسکی

دوسرے رخ کو جس پر سنط لوئز کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہی مٹا کر اُسکی جگہہ پر
اپنی طرف سے ایک صلیب کی صورت بنا یہہ دعوی کرتا تھا کہ اِس چاپا کو
ایسے خاص ڈول پر پرتگال مین مین نے بنایا ہی کہ اِس سے فرانسیسون کی نمود
ظاہر ہو ' فرانسیسی عہدہ دارون نے اُسے منع کیا کہ اِس چاپا کو مت پہنا
کیجئے ' قصہ کوتاہ ' آخر کو وہ خرنا مشخص بہ سبب اپنے مکار پنے کے بندیخانے مین
مقید اور بعد چندے اپنے اُس ہم پیشے کے وسیلے قید سے رہا اور یوروپ
کے ساحلون کی جانب ہمراہ انگریزی منصبدارون کے جن کو مدراس جانیکا حکم
حیدری ہوا تھا روانہ ہونے کے لیئے مامور ہوا ' چونکہ یہہ بہروپیا عیار انگریزی خوب
بولتا تھا ' وہان اِسنے یہہ دُھن باندھی کہ کسی طرح سطرم کے پاس اپنے
تئین مقبول و منظور نظر بناوے ' بعد ان بعد ذکر مذکور کرنے اپنی اگلی تجربہ کاری
اور برائیون کی نقلون کے جنھین اُس مرد بزرگ نے سچ جان مان لیا '
یہہ بھی اُسنے بیان کیا کہ حیدر علی خان کی سرکار مین جتنے فرنگستانی سپاہی جنسے
اُسکے لشکر کی ناموری ہی سب کے سب خاص کر بڑے بڑے عہدہ دار
نواب کی تابعداری اور فرمان برداری سے نہایت دل شکستہ و آزردہ ہیین
سو مین اِس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اگر مجھکو انگریزی سرکار کے نوکرون مین
سرفراز کرین تو ایسی تدبیر کرون جس مین وے سب حیدر علی خان کو چھوڑ
کنارہ کش ہو جائین اور اِس مطلب کے انجام دینے مین حیدری سرکار کا
جراح جو میرا قدیم آشنا ہی ہر طرح کی مدد کریگا ' انگریزی منصبدار اُسکی
اِسطرح کی باتین سنکر اُس فتان کو حضور مین کرنال کال انجنیرون
کے سردار کے جو مدراس کے دفترخانے مین بڑا اقتدار و اختیار
رکھتا تھا ' لیگیا '

کرییان مذکور جو اور متعصّب انگریزون کی طرح اس بات کا یقین رکھتا تھا کہ ہندوستان کے امیرون سے بے فرنگستانیون کی مدد کوئی بڑی فتح نہین ہو سکتی' اس مکّار کی تدبیر پر بہت خوش ہو اُسکو ایک تحفہ جان مدراس کے گورنر اور نواب محمد علی خان کے پاس لیگیا' اور ان دونون نے بھی اُسکو فرشتہ رحمت کا نوع بنوع کے دُکھ و مصیبت سے بچانے والا جانا' اب اُس بہروپئے دغاباز نے جو لشکرگاہ حیدری سے جرّاحی کے پیشے سے ناشایستہ سمجھکر نکالا گیا تھا' ایکاایکی اپنے تئین گورنر مدراس اور محمد علی خان کے خیرخواہون مین داخل کیا' یہان تک کہ بڑی بڑی ضیافتون کی مہمانیون مین بُلایا گیا اور بیش قیمتی تحفہ تحائف کے پانے سے اُسکی عزّت و آبرو کچھ کی کچھ ہو گئی' باوجود اِسکے اِس حال مین بھی وہ بعضے بعضے انگریزون کے طعنہ تشنے کا نشانہ ہی رہا جو اُسکو بہ سبب اِس قدر و منزلت کے کہ اُسنے اپنے چھل اور فریب سے خاص ہندوستان ہی مین حاصل کی جانتے تھے' اِن دنون ایسے وقت کہ حکومت مدراس کے کارگزار اپنے ٹھہرائے ہوئے مطلب کے پیش رفت ہونے مین غور اور فکر کر رہے تھے کہ کسطور اُس مین قدم رکھین' فرانسیسی کنپنی کی فوج کے ایک قدیمی فرانسیس عہدہ دار نے وہان آکر بہ شکایت کی کہ مجھپر اُس کنپنی کی طرف سے کچھ ظلم واقع ہوا ہی' سو اِس نیّت سے مین یہان آیا ہون کہ انگریز کے لشکر مین مقرّر اور بھرتی ہوکر نواب حیدر علی کی شکست دینے مین کوشش کرون' تب اُسے وہ صلاح و تدبیر کہ اُس مکّار جرّاح نے تجویز کی تھی سنائی گئی' جسپر بے تامّل اُسنے اِس امر دشوار کا انجام کرنا اپنا ذمّے لیا چنانچہ اُسکا کہنا پسند پڑا اور وعدہ یہہ ہوا کہ اُسکو اُن سپاہیون پر جو حیدر علی خان کے یہان سے بھاگ آوینگے' لفٹننط کرنیل کا عہدہٗ جلیلہ دیا جایگا' اِس عہدہ دار کے صندوق اور مال و اسباب

تا لوگون کو معلوم ہو کہ مدراس کی سرکار کا کس قدر اُسپر اعتبار رہی،
گورنر کے پاس بھیج دیئے گئے، چنانچہ اُن سب چیزون کو گورنر نے اپنے
کمرے مین رکھوایا، اور اِس خیال سے کہ کہین حیدر علی خان اِس سازش و اتفاق
کی سنگنی نہ معلوم کرے پانڈیچیری مین یہہ نیا جاسوس بھیجا گیا، اِسنے وہان پہنچکر
تا نواب بہادر کے ہواخواہ اُسکے کہنے کو باور کرین یون ظاہر کیا کہ مین
نواب کے حضور مین جانے کا ارادہ رکھتا ہون، اتنا سنتے ہی کتنے عہدہ دار
فرانسیس اور سپاہی بخوشی اُسکے ساتھہ جانے کو مستعد ہوگئے، تب اُسنے
اِس امر مین چالاکی اور دانائی یہہ کی کہ اُن لوگون کے نام ایک فرد پر لکھکر مدراس
کے گورنر پاس بھیجدیا اور آپ وہان سے آگے روانہ ہوا اور وہ یہہ جانتا تھا کہ
البتہ مدراس کا گورنر اِس بات کی شکایت پانڈیچیری مین لکھہ بھیجیگا چنانچہ ایسا ہی
ہوا اور فرانسیس کے گورنر نے شکایت نامہ پاتے ہی اُن لوگون کو جنکے
نامون کی فرد اُسکے پاس موجود تھی اپنے روبرو بلوا کر اُن سے اِس بات کا
اقرار لیا کہ وے بِلے اُسکے حکم پانڈیچیری سے نہ نکلین، اور اُدھر یہہ جاسوس
بِلے کھٹکے کوچ بکوچ منزلون پر پہنچتا، کیونکہ اُدھر کا ملک انگریزون کے عمل مین
تھا، الغرض اُسنے کئی دنون مین اہتور کے قریب کرنیل عود کی چھاونی مین پہنچ دو دن
دم لیا، جب وہان کا لشکر جنریل استمہ کے مقابلے کو روانہ ہوا تب اِسنے اہتور
مین جا کر ظاہر کیا کہ مین نواب حیدر علی خان کے پاس جاتا ہون، راہ خرچ کی ضروری
چیزین جو اُسنے مانگین بہم پہنچا دی گئین، یہانتک کہ وہ حیدری لشکر مین جا پہنچا
فرنگی فوج کا سپہسالار ملازم حیدری اُسکے آنے کو غنیمت سمجھہ خوش ہوا
کہ حسن اتفاق سے ایسا یار غمگسار اُسکے ہاتھہ لگا اِسلئے ہر طرح سے اُسکی
تعظیم و خاطرداری مین کوتاہی نکی، آخر کو کچھہ دنون بعد خدمت مین رضا علی خان کی

جو اُسکو بہت دنون سے پہچانتا اور اُسکے عالی خاندان کے لحاظ سے اُسپر بڑا اعتماد بھی رکھتا تھا گیا ؛ خان موصوف اُسکو نواب بہادر کے حضور مین لے گیا ؛ نواب عالی فہم با وجودیکہ ہمیشہ اُسکا یہہ معمول تھا کہ فرانسیس سپاہی کو بڑی خوشی و رغبت سے باریاب ہونے دیتا لیکن اِسے دیکھہ ایسا چین بجبین اور برہم ہوا کہ حاضرین کو اُسّے حیرت اور تعجّب آیا باعث اِس خلاف عادت کا یہہ تھا کہ قبل اِسکے میر مخدوم علی خان نے اِسی شخص کو فرانسیسون کے سوارون کی سپہسالاری مین ان دنون کہ یہہ چھنجی سے پانڈیچیری کو اُنھین لئیے جاتا تھا دیکھکر اُسکا ہیتھاپنا اور بزدلاہونا بوجہ معقول نواب کے خاطرنشین کر چکا تھا اب یہہ بات غیر ممکن تھی کہ نواب کسی کے کہنے سننّے سے اُسپر مہربانی کرتا ؛ اور یہی سبب ہوا کہ وہ جاسوس ہزّارونکے اُس رسالے کی منصبداری کے عہدے مین جسکا ان دنون کپطان نتھا بھرتی نہ ہوا ؛ چونکہ سپاہدار مذکور کے خیال مین ہرگز یہہ صورت نہین سماتی تھی کہ اچّھے گھرانے کا نام و ننگ والا آدمی اپنی عزّت مین نامردی اور بد دلی کا بتاّ لگا بدنام ہو اِسواسطے اُسنے یہہ گمان کیا کہ ظاہراً میر مخدوم علی خان نے اُسے بیوجہ نواب بہادر کی نظرون سے گرایا ؛ قضاکار ؛ اُس جاسوس کے آنے کے کئی دن پیچھے ترنامای کی لڑائی درپیش ہوئی ؛ رسالون کے سردارون نے حکم سے اپنے سپہدار کے جو توپخانے کی اہتمام و سربراہی پر متعیّن ہوا تھا یہہ چاہا کہ اِسی جاسوس کو لڑائی کے وقت اپنی سرداری مین اختیار کرین ؛ یہہ کم بخت اُس کام کو انکار کر ہمیشہ نواب کے پیچھے رہا کرتا ؛ اِس وقت مین نواب نے اُسکو ہزّارون کے ایک شخص کے گھوڑے پر سوار دیکھہ ارشاد کیا کہ اُسکو اِسکے بدلے ایک دوسرا گھوڑا دین جسکا سوار ہندارون کے گروہ سے اُن دنون مارا گیا تھا ؛ یہہ حکم اُسکے لئیے بڑی ذّلت و خفّت کا سبب ہوا ؛

جب حیدری فوج سنگومن سے روانہ ہوئی تا کبیر پٹن و انباڑی کے درمیان اُترے سپہدار حیدری نے پالرنڈی کی طغیانی کے سبب وہان کچھ توقف کیا، تب نواب بہادر نے بڑاروں اور ڈراگونون مین باہم ناچاقی ہونے کی خبر اُسکے پاس بھیجی، بیان اِس مجمل کلام کا یہہ ہی کہ ان دونون گروہ نے اپنی تنخواہ لینے مین اگرچہ ضابطے کے موافق اُنھین دی جاتی تھی انکار کیا سونے کے سکّے کے عوض روپے کا سکّہ لینے پر اڑے کیونکہ اِس صورت مین فی ماہ اُنھین اڑھائی روپی کا فایدہ ہوتا تھا، چونکہ اِس طرح کا بکھیڑا آگے کبھی نہین ہوتا تھا، لاچار اُس سپہدار کو اُن کے قائل معقول کرنے کے لیئے پچھلی لڑائی کا ماجرا جس مین اُنھون نے شکست اُٹھائی تھی یاد آیا اور چشم نمائی اور تنبیہہ کی ایک دلیل مل گئی، تب اُس نے اُنھین سمجھانے اور یاد دلانے کے واسطے یون کہا جوانون تمہاری وہ مثل ہی کہ گولا بارود کہین جاے طلب لینے سے کام، یہہ شرم کا مقام ہی کہ پیسا لیتے وقت تو ردّ و کد کرتے ہو پر حق ثابت کرنے کی فکر و کوشش نہین کرتے، اِس بات پر وے سب کے سب آزردہ ہو اُسی دن شام کو اپنے ساز و ہتھیار سمیت رام چندر مرہٹے کے لشکر مین جا نوکری کے خواہان ہوئے اور سردار اُنکا یہہ خبر سن گران ڈیل بہادرون کا غول ساتھ لے اُنکے پیچھے چڑھ دوڑا، اُدھر رام چندر نے نواب بہادر کے غضب سے ڈر کے مارے یہہ حکم کیا کہ یے لوگ ہماری لشکر گاہ مین رہنے نپائین، جب اُن لوگون نے اپنا یہہ حال از نیسو راندہ و از ان سو ماندہ دیکھا مجبور ہو اُس سپہسالار کے پہنچنے کا رستا تک رہے تھے جب وہ آیا تب تو اُنھون نے اُسکے حکم سے ہتھیار کھول اُسکے آگے رکھ دیا، اُس نے کچھ دن اُن کو قید رکھا، آخر نواب عفو شعار کے فرمان سے پھر اپنے اپنے عہدے پر سرفراز ہوے، اخبار کے

قاصد ویلور سے حیدر علی خان کے حضور مین اور سنط طاس سے اُس سپہدار کے نزدیک یہہ خبر لائے کہ انگریزون نے ایک طرح کی دغابازی اور فریب کی طرح قائم کی ہی جنے اُن فرنگیون کو جو حیدری فوج مین ہین بھگوانا منظور ہی اِس خبر کے سنتے ہی اُس سپہدار کے ذہن مین آگیا کہ اِسّے بہتر کوی علاج نہین کہ سب فرنگی سپاہیون کو اپنے سامہنے بلا چلیپا اور کتاب آسمانی کی یہہ قسم دے کہ وے ایمان داری اور اخلاص سے نواب کی نوکری بجا لایا کرین اور جب کبھی کوئی بات خلاف مطلب، خواہ نواب بہادر کے ہو خواہ اُسکے واقع ہو تو اطّلاع کردین اور زنہار نواب کی نوکری چھوڑنے کا قصد و جرأت بغیر اُسکے استمزاج کے نکرین، فرنگی جاسوس نے لشکرگاہ حیدری مین اُس زمانے کا ایک اچّھا آشنا پایا جو حیدری سرکار کا جرّاح اور رشیو یلیئر ڈی کریسط کا خیرخواہ تھا، کیونکہ یہہ شخص جو فتنہ فساد کا تو خواہان اور آرام و قرار سے بیزار تھا اپنی سرشت کے تقاضا اور طینت کے فتوے سے خطرناک کامونکا چسکا رکھتا اور نجواہش چاہتا کہ اپنے تئین خلائق مین بد نام اور انگشت نما کرے، چنانچہ اُس نے سرکار مدراس کے کارگزارون کے پاس یہہ پیغام بھجوایا کہ اگر مجھے سرجیئن میجر کا عہدہ ملے تو اِس شرط پر مین ہرطرح کے کام مین اِقدام کرون، مگر جبکہ اِس جعل و بناوٹ کی بات کے موافق اُسکی کچھ دال نہین گلتی تھی کہ اُن سپاہیون کو جنھون نے سردست قسمین کھائین تھین الف سے بے کہیے اور اپنی حکومت دکھلاے یا نواب کی نوکری چھوڑنے کے لئے اُن پر جبر کرے، تب یہہ سارا ماجرا مدراس لکھ بھیجا، اور اپنی اِس ضرورت کی بھی اطّلاع دی کہ اب کئی پادری جیسوط نام کہ بالفعل لشکرگاہ حیدری مین ہین ہمارے ساتھ اِس کام کے انجام کرنے کے واسطے مددگار رہین، اور مناسب ہی کہ

پانڈیچیری کے گورنر کا ایک سپارشنامہ جعلی بادریون کے پاس بھیجا جاے جس مین اِس امر کا ذکر رہے کہ یے بزرگوار فرانسیس قوم کے آدمیون کو سمجھا کر اِس راہ لگاوین کہ وے نواب بہادر کی نوکری و رفاقت ترک کرین اور انگریزون کی چھاونی اور ملک کے رستے پانڈیچیری کو روانہ ہو اپنے فوج مین جاملین ؛

اب اِن پادریون کا حال سنئے چونکہ بالکل یے خیرات خورے انگریزون کے ٹکرون پر پلتے تھے اور ہندوستان مین کسی طرح کی وجہ گذران یا روزی نہین رکھتے مگر جو کچھ کہ انگریز خوشی سے اُنھین دین ؛ اب اِس گروہ نے اپنے کو پابند اِس بات کا جانا کہ وے اُن حکم احکام مین جو اُنھین بھیجے اور سکھلاے گئے تھے بدل مصروف ہون ؛ خیر یہہ تو اِسی فکر مین تھے کہ اُنہین دنون پانڈیچیری کے گورنر کی طرف سے ایک جھوٹھا بنایا ہوا خط اِس مضمون کا کہ اُن پادریون کے گھرون مین نوکرون کے آنے جانے کی سنط جارج مین کچھ روک ٹوک نہو ؛ نواب بہادر کے پاس پہنچا ؛ چنانچہ سرکار والا سے اِس امر کی پروانگی پادریون کو ملی تب تو یے لوگ اِس بہانے سے انگریزون کے وکیل بنے ؛ اِنکا خط اور نامہ پیام اُنکے جاسوسون کی طرف بھیجنے لگے ؛ اور اسی کے ضمن مین ایک ایسے اچّھے قابو کے بھی مترصّد تھے جس مین انگریزون کی اُس فرمایش اور کام کو پورا کرین ؛ چنانچہ اِسی خیال سے اُن فریبیون نے خفیہ وہ جعلی خط فرانسیسی سپاہیون کو نواب سے پھر جانے کے لیئے دکھلا کر یون کہا کہ ہمین اِس امر کی مناہی ہی کہ یہہ خط تمھارے سپہدار کو دکھلاوین بلکہ گورنر نے یہہ خط ہمارے پاس بھیجا ہی تاہم لوگ عیسائیون کو اِس گھاٹ اُتارین کہ وے امیر مومنان حیدر علی خان کی نوکری سے باز آوین ؛ اور چونکہ اِنہین بزرگوارون کے

کلام کا نام دین عیسائی ہی یہہ بھی اُنہین کا ایک مسئلہ تھا جو سپاہیون کو سنادیا کہ
بھائیو غیر دین والے کے ساتھہ قول قسم کرنے کا کیا اعتبار ہم اقرار کرتے ہین
کہ تم اِس عہدشکنی کے سبب زنہار پروردگار کے دربار مین ماخوذو گرفتار نہوگے
اِس بات کو کہ پادریون نے ایسا خط فرنگی سپاہیون کو دکھلایا ممکن نہین ہی
کہ کوئی نمانے اور اُسکا انکار کرے کیونکہ اِس کا چرچا ایک جہان نے
سناہی چنانچہ بہت سے آدمی جو بالفعل فرانسیس کے دارالسّلطنت مین موجود
ہین گواہی سے اِسکو مقام ثبوت مین پہنچا سکتے ہین اور اِسمین تو شک ہی
نہین کہ وہ خط جعلی تھا کسواسطے کہ پانڈیچیری کے گورنر کے ہاتھہ مین اِس
بات کی کوئی دستاویز نا تھی کہ وہ اِس خط کو فرانسیسی سپہسالار سے چھپانے
کہتا کیونکہ اُسکے دستخط خاص کے بہت سے خط اُس سپہدار کے پاس تھے جن سے
ہر طرح کا بھید جعل یا سازش کا فاش ہو جاسکتا تھا القصّہ جیسوت پادریون
نے اِس امر مین انگریزون کی خیر خواہی کی بعد اِسکے پرطکیشون کے تین پادری
انگریزی پادری کے ساتھہ جو صلح کا پیغام لیکے مدراس جاتا تھا روانہ کئے گئے جب
پرطکیشون کے پادری ویلور مین پہنچے اور جیسوت پادریون نے دو چٹھیان
جنرل اسمتھہ اور وہان کے گورنر کو دین وے دونون اِس مقدّمے مین کہ
اِن دین عیسوی کے مرشدون نے کیون اِسطرح کی قاصدی اختیار کی ہی
سخت متعجّب ہوئے خصوصاً اِس بات کے معلوم کرنے سے کہ وہ
کام ناگہانی واردات کی قسم سے نا تھا بلکہ قدیمی اور واقعی جیسوت پادریون نے
ڈرتے کانپتے اِس حقیقت کو بیان کیا اور یہہ کہا کہ ہم اِس امر مین محض
الے قصور ہین اور ہرگز و ہرایئنہ اِس فریب اور بناوت سے کہ خلاف مرضی ایسے منصب
کے جسکے احسانون سے ہماری گردن جھکی جاتی ہی عمل مین آئی ہی واقف

نہین ٗ سچ ہی کہ نواب بہادر نے اُن کے چلتے وقت ایک ایک کو تین تین سی روپئی مرحمت کئے تھے ٗ اگر نواب چاہتا تو اُسے یہہ دست قدرت تھی کہ اِن کمینون کو ایسی تنبیہہ و سزا جسکے یے سزاوار تھے کرتا ٗ جب نواب بہادر کبیر یابتن کو پہنچ گیا تب جنریاں اصمتھ نے وانمباڑی کو محافظ سپاہیان حیدری سے خالی پاکے اپنے دخل مین کر لیا ٗ بر اِس جہت سے کہ وہ ٗ اسباب و لوازمہ اور رسد و غلہ پہنچنے کا جو دور دور سے وہان آنے والا تھا انتظار کرتا تھا یہہ اُس سے نہوسکا کہ حیدر علی خان کا پیچھا کرے ٗ اور بار برداری کے لئے چارپایون اور چھکڑون کی اِسقدر قلّت اور نایابی تھی کہ ناچار اُسے ضرور پڑا کہ تھوڑی سی اپنی فوج رسد لانے کو آگے بھیجے ٗ جنریاں اصمتھ کے مطالب مین دیری ہونے کی وجہ یہہ تھی کہ بالکل جنگی اسباب و لوازمہ اور غلّہ اور لشکری ذخیرہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا جو انبور مین حیدر علی خان کے قبضے مین آیا ٗ

اِن دنون گورنمدراس نے اپنے وعدے کے موافق ایک جماعت سوار و پیادون کی نگاہداشت کر اُسکا نام اجنبی سپاہ رکھا اور اُسکی سرداری کا اختیار اُس فرانسیس جاسوس کے ہاتھ جو حیدری لشکرگاہ مین تھا سونپ دیا اور شیو یلیئر دی کریسط کو اُسکا داروغہ بنایا ٗ اب اِس ناپسندیدہ اور نفرت انگیز روایت کے مختصر اور ختم کرنے کی نظر سے اِس جگہہ پر اِتنا ذکر کر دیا جاتا ہی کہ اُس نئی نگہداشت سپاہ کا انجام کار شیو یلیئر کے مکر و فریب کے موافق جسنے نہ فقط حیدر علی خان کے اذیّت و آزار پہنچانے کے واسطے بلکہ اُسکے مار ڈالنے کو بھی کی تھی سب کا سب برباد ہوگیا ٗ اور جو جو لوگ یا تدبیری یا اور مکانکی جانب نئے سپاہی نگاہداشت کرنے گئے تھے اُنکے بھید ظاہر ہوگئے اور نئے سوار بالکل پانڈیچیری کی طرف بھاگ نکلے و نواب بہادر کی خدمت مین التجا لائے اور گھوڑے جو ملے لاسے

بستھے ہرچند اُسی سرکار کے چرائے ہوئے تھے تو بھی اُسنے قیمت دے دے مول لیئے اِس اجنبی سپاہ کا بد نصیب سرغنہ انگریزون کے حکم سے جن کی خیر خواہی کے واسطے دین ایمان سب اس نے دھو بیٹھا تھا لشکری محکمے عدالت مین اِسطرح ناہاں ٹھہرایا گیا کہ ایسا آدمی سالاری کے قابل نہین کیونکہ کم حوصلہ اور بزولہ ہی چنانچہ وہ لشکر سے نکالا گیا اور شیویلئیر ڈی کریسط جو اُس بدکرداری کی بنیاد کا بانی تھا قید و بند مین گرفتار ہوا جب نظام علی خان (جیسا کہ او پر مذکور ہوا) حیدر علی خان سے رخصت ہو کر پہ کو روانہ ہوا تو اُس کی سرکار کے دیوان مختار کال رکن الدّولہ نے نواب محمد علی خان کو جسّے وہ برادری کا رشتا رکھتا تھا یہہ لکھ بھیجا کہ مین نے بڑی کوشش و جان فشانی کر کے آخر اپنے آقا کو اِس بات پر راضی کیا کہ اُس نے نواب حیدر علی خان سے جدائی اختیار کی اب اگر آپ اور انگریزون کو منظور ہو تو مین بطور مختار ایلچی کے مدراس مین آؤن تا آپ کی خاطر خواہ آپسمین قول قرار کیا جاے

اِس پیغام خوشی انجام کے سنتے ہی فوراً گورنر اور صاحبان کونسل نے اُسکی ملاقات کے لیئے اپنا اشتیاق لکھ بھیجا چنانچہ رکن الدّولہ اور زرامچندر سردار مرہٹہ جو نواب نظام الدّولہ کے ایک اخلاص مندون مین تھا نہایت کرّوفر سے روانہ ہو مدراس مین پہنچ بہت عزّت و تپاک سے استقبال اور ہر روز فرنگ کے نادر و غریب عجائبات کے دکھلائے جانے اور عمدہ عمدہ تحفہ تحائف کے پانے سے کمال محظوظ و ممنون کیئے گئے تب اُن عالیقدر وکیلون نے اُس اقرار نامے کو بھی (جو نظام علی خان کی طرف سے بالکل اُسکی جگہہ زمین کی مالکی اور آرکاٹ کی نوابی محمد علی خان کو مقرّر کرنے پر مشتمل تھا) اپنی اپنی دستخط کر مضبوط اور استوار کیا اور نظام علی خان کی جانب سے مچھلیپٹن

کی اُترّوالی چارون سرکارون کو معہ اُسکے شہر انگریزون کے واسطے انعام کے طور سے مقرّر کردیا ؎

بعد اُسکے دو کونسلی مدراس سے حیدرآباد مین نظام علیخان کے پاس بطریق ایلچی روانہ کئے گئے ؎ جب یے وہان پہنچے تو اُس نے بیش قیمتی تحفے و ہدیے اور بیش بہا سوغاتین اُن کو اور مدراس کے گورنر کے واسطے بھی دے کر بڑی توقیر و عزّت سے اُنھین رخصت کیا ؎

مراررا و سردار مرہٹہ جو سرا کے اُسطرف ایک چھوٹی سرزمین کا مالک تھا دو ہزار پانسو سوار اور تین ہزار پیادے کی جمعیّت سمیت لاچار و مجبور انگریزی لشکر مین آداخل ہوا کیونکہ انگریزون نے اُنھون جابجا سے کمک و مدد مانگی تھی ؎

جنریل اسمتھ کا کوشش کرنا صلح کرنے مین نواب حیدرعلیخان کے ساتھ اور نا امید ہونا اُسکا اِس کام مین

جنریل اسمتھ نے جو حیدرعلیخان کے ملک اور اُسکی لڑائی کے حال سے بخوبی خبردار تھا ؎ بہت سا چاہا کہ مدراس کے کونسلیون کو نواب کے صلح کا پیغام مان لینے پر راضی کرے ؎ لیکن جب اُسکی کوششون نے کچھ فائدہ نہ بخشا تب اُسنے صاحبان کونسل کے حضور مین یہ عرض کی کہ میرے نزدیک تو قلعون کے محاصرے مین اوقات ضائع کرنی عبث ہی ؎ اُسکے بدلے مناسب ہی کہ نواب کی افواج کا تعاقب کرکے ہر طرح اُسے تنگ کرین اور در صورتیکہ حریف سامھنا نکرے تو اُسکے بعضے نامی قلعون کو گھیر لین ؎ چنانچہ دارالسّلطنت بنگلور قابل محاصرہ ہی اگر اجازت ہو تو ہم اُسکا قصد کرین ؎ لیکن سرکار مدراس نے کے

کارگزارون نے یہ ارادہ مصمّم کیا کہ پہلے اُن سب مکانون کو تسخیر کر لینا ضروری ہی جو گھاٹیون یا ایک بڑے پہاڑ کے سلسلے کے اُس طرف ہین ؛ چنانچہ جنریل موصوف پر بتاکید حکم صادر ہوا کہ وہ اپنا لشکر دو حصّہ کرے ؛ آدھے پر تو کرنیل عود کو سردار مقرّر کر واسطے محاصرہ و تسخیر کرنے اُن قلعون کے جو وادیون کے درمیان واقع ہین بھیجے ؛ اور دوسرا حصّہ وہ آپ لیکر حیدر علی خان کو لڑائی بھڑائی مین لگا رکھے ؛

جنریل اسمتھ اِس حکم کو بجالایا اور جیسا اُسے منظور تھا بخوبی انجام پایا ؛ کرنیل عود نے اکثر مکانون کو جنکے محافظ ؛ جنگ و قتال کے قاعدے قانون سے واقف نتھے اپنے دخل مین کر لیا ؛ چونکہ جہازات نواب بہادر کے اُن دنون گویہ کے ملک کی طرف تھے اُنکی دست درازی سے بچ رہے ؛ ایسی فتحون کے ہونے سے مدراس کے کونسلی اور گورنر مارے خوشی و افتخار کے پھولے نہین سماتے تھے خاص کر جب اُن لوگون نے سنا کہ بنبئی سے آٹھ ہزار جہازی جنگی سپاہ منگلور مین اُتر کے اُسے فتح کر چکے ؛ اور تین سو ضرب توپ بھی اُنکے ہاتھ آگئین ؛ بعد ازان اُس لشکر کے سپہدار نے یہ اطّلاع دی کہ اب مین چاہتا ہون جتنی جلدی ہو سکے حیدرنگر پر چڑھائی کرون کیونکہ یہ بے کھٹکے مفتوح ہو جایگا اور بہت سا حیدری خزینہ دفینہ بھی جو وہان گڑا گڑایا ہی ہاتھ آیگا ؛ خلق اللّٰہ کے سنانے کے واسطے اِس خبر بشارت اثر پر قلعہ سنط جارج سے ایک سو ایک توپ کی شلّکین ہوئین اور منگلور کے بھی مسخّر ہونے کا حال کیا ہندوستان کیا اور مرز و بوم مین جہان فرنگی معمور رہے تھے سب جگہہ اشتہار کر دیا گیا ؛

آمادہ ہونا حیدر علی خان کا نیئی کے لشکر کو مار ہٹانے پر اور انگریزون کا بنگلور کے لینے کے واسطے تہیّہ کرنا

چونکہ منگلور مین انگریزی لشکر کے اُترنے کی خبر فی الفور نواب بہادر کو پہنچ گئی تھی اِسواسطے اُنکے مدافعے کو ضرورجان بسنگر' سرا' سریرنگپٹن کی فوجون کو حکم ہوا کہ ترنت کنڑے کی طرف روانہ ہون' ٹیپو سلطان بھی اِس فرمان کے سنتے ہی تین ہزار سوار جرّار ہمراہ لے جلد روانہ ہوا' نواب بہادر آپ بھی تین ہزار گراندیل سپاہی' کئی ضرب توپ اور بارہ ہزار چیدہ سوار جمعیت اُس طرف کا عازم ہوا اور باقی افواج کی سپہسالاری میر مخدوم علی خان کو دے ارشاد کیا کہ اپنے کو خطرون سے بچاکر دونون انگریزی لشکر کے ساتھ اِسطرح مقابلہ ومحاربہ کرتا رہے کہ وے آگے بڑھنے سے مجبور و پریشان ہوکر پچھلے قدم ہٹ جائین' نواب بہادر کے کوچ کرنے کی خبر جنریل اسمتھ نے سنتے ہی بنگلور محاصرہ کر لینے کو مدراس کے کونسل مین لکھ بھیجا' کونسل والون نے جو بنگلور ہاتھ لگنے کے مشتاق ہی ہو رہے تھے اُسکے اِس التماس کو پسند کیا' لیکن چونکہ پہلے منگلور کا مسخّر کرنا اُن کے نزدیک بڑا ضرور تھا' اِس لئیے یہہ تجویز ٹھہری کہ کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو اِس مہم کی اہتمام دی جاے' اور اِسواسطے کہ وہ' جنریل اسمتھ کا تابعدار و محکوم نہ بنے اُس لشکر مین مشورے و صلاح کی ایک مجلس مقرّر ہو جسکا بار ان تین بڑے سردار یعنے نواب محمد علی خان' کرنیل کال' سطرماکس کے ذمّے رہے' یہے پچھلے دونون صاحب مدراس کے کونسلی تھے' اور انھین کو اِس لڑائی کے سب امورات جنریل اسمتھ کے ساتھ فیصل کرنے کا اختیار تھا' اِس خوف سے کہ مبادا ایسے نامی اشخاص اِس لڑائی پر جو

انگریزونکے نزدیک بھاری مہم ہی فتحیاب نہونے یاناکام ہونے کے باعث عتاب و خطاب مین بڑین احتیاطاً قلعہ سر کرنے کے واسطے سولہ غبّارے یا خمپارے پینتیس بڑی توپ پچاس چھوٹی اور بعضی ضروری چیزین اُن کے ہمراہ کردی گئین چونکہ یہ سب سامان و سرانجام بنگلور تک اسّی فرسنگ کے فاصلے پر لیجانا تھا اور بار برداری کے بیلون کا بہم پہنچانا مشکل اسلئے کتنی منزلین ٹھہرائی گئین جہان وے لوگ توقّف کرین جبتک کہ سارا لوازمہ محاصرے کا موجود ہو

دخل کرنا جنریل اسمتھ کا بعضے حیدری قلعون پر حیلے سے اور پھر لے لینا میر مخدوم علیخان کا اُسکو اُسیطرح کے حیلے سے

جنریل اسمتھ نے یہہ منصوبہ باندھا کہ بنگلور کی راہ مین جو قلعے واقع ہین پہلے اُنھین لے لیا چاہئے جسّے رسد آنے کا رستہ کھل جاے اور کچھ روک ٹوک باقی نرہے اِس ارادے سے دغا و فریب کرو ہان کے ایک گڑھ پر متصرّف ہوگیا تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ اُسکے جاسوسون نے میر مخدوم علی خان کے ایک ہرکارے کو پکڑا جو اُسکی طرف سے بنگلور کے قلعدار پاس خط لئیے جاتا تھا اِس مضمون کا کہ آج ہی شب کو پانسو سپاہی کی کمک پہنچیگی چوکس رہا چاہئے مبادا اِس مکان کو اعدا محاصرہ کرلین تب جنریل موصوف نے اِس خط کو اپنے ہرکارے کے ہاتھ جو حیدری لشکر کی راہ و رسم سے بخوبی آگاہ تھا دیکر اُس قلعدار کے پاس روانہ کیا اور زبانی بھی اُسے یون کہا کہ وہان جاکر ظاہر کرے کہ ابھی کوئی دم مین کمک آ پہنچتی ہی اور اُدھر سے رات کو پچھلے پہر انگریزی لشکر قلعے پر ٹوٹ پڑا اور اپنا دخل کرلیا

جب میر مخدوم علی خان پر حریف کا یہہ چھل کھل گیا ' چند روز بعد وہ بھی اُسکے ساتھہ
اُسی طرح کا حیلہ عمل مین لایا ' یعنے اُسنے اپنے ہندوستانی سوارون کو جن مین
کتنے آدمی انگریزی ڈراگونونکی صورت نیلی بانات کا لباس رکھتے تھے حکم کیا تا وے
اُس قلعے کے میدان مین جا اپنے تئین نمایان کرین ' اور اُنھین سے ایک شخص کو
جو انگریزی ڈراگونون کے رسالے کا تھا اور اپنے گھوڑے سمیت انگریزون کی
نوکری چھوڑ حیدری افواج مین آن ملا اور محلّ اعتماد تھا ' قاصد بنا کر اُس قلعہ دار
کے پاس بھیج دیا تا اُسے اِس پیام کو انگریزی زبان مین یون بیان کرے کہ حیدری
سوارون کے ایک بڑے غول نے ہمارا پیچھا کیا تھا ' سو بہزار خرابی ہم اُن سے
بھاگ نکلے ' اب ہمارا رسالہ دار ساتھیون سمیت اِس مکان کی نواح تک آیا اور
مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا اور التماس یہہ کیا ہی کہ آپ شفقت کی راہ سے قلعے کا
دروازہ کھلا رکھئے تا ہم اُن سے بچ کر قلعے مین چلے آئین ' بعد بھیجنے اِس قاصد کے
تھوڑے ہی عرصے مین غنیم کے سوار اُس دروازے سے جو کھلا ہوا تھا قلعے
کے اندر داخل ہو گئے ' اُدھر کرنیل عود نے صاحبان کونسل کے اشارے سے کئی
قلعون کا محاصرہ کیا تھا ' پر آخر ش سپاہ کی کمی کے سبب مدد اس کے کونسل مین
کمک بھیجنے لکھہ بھیجا ' بعد اِسکے دار ماپوری کے محاصرہ کرنے کی فکر کی ' بایندہ خان
نامے قلعے دار نے کہ مرد شجاع اور دلیر تھا قلعے کے بچانے مین بڑی سادنتی اور بہادری
کی ' اور جبتک دیوار نہ گری اور کھائی نہ بھری سفید علم کہ علامت امان مانگنے
کی ہی ہر گز کھڑا نکیا ' اور جب اُسکے وکیل کرنیل عود کے پاس گئے تو اُس نے
سواے قلعہ چھوڑ دینے کے اور کوئی شرط در پیش نہ کی ' چونکہ وکلا بغیر مرضی
قلعہ دار کے کچھہ اور بات کا اختیار نرکھتے تھے ' قلعے کو پھر آے ' اتنے مین انگریزی
سپاہ خندق سے نکل دریچون تک آگئی ' پیچھے سے اور سپاہ بھی آملی '

تمام پاسبان سپاہی ' قلعہ دار معہ اپنے لڑکے ' اور دوسرے عہدہ دار بھی مارے پڑے ' فقط بارہ نفر فرانسیسی تو پچی انگریزی افیسرون کی سفارش سے جانبر ہوے '

اس مقام مین کہ انگریزی سپاہیون نے باوجود سپید نشان قلعے مین قایم ہونے کے جو ایسی بیرحمی و بیدردی کا کام کیا وجہ اسکی ایک دوسری روایت سے یون معلوم ہوتی ہی کہ کرنیال عود کے لشکر والے نیت جھنجھلائے ہوئے تھے کہ کہین بھی ان فتح کئے ہوئے قلعون مین کچھ لوٹ کی چیزین اُنکے ہاتھہ نہ چڑھی تھین کیونکہ حیدر علی خان نے پہلے ہی اُن قلعون کے رہنے والون کو تاکید کر دیا تھا کہ اُن مکانون کو چھوڑ اپنا اپنا مال اسباب لے نکل کھڑے ہون ' اور ایسا ہی حکم پایندہ خان قلعہ دار کو بھی صادر ہوا تھا کہ سپاہیون کے پاس سواے اُنکے ضروری اوڑھنے بچھونے یا لباس پوشاک کے اور کچھ نرہے ' اور یہہ بھی نواب بہادر کا قول تھا کہ انگریز صرف لوٹ تاراج ہی کرنے کے لالچ سے جنگ جدال کرتے ہین مین نہین چاہتا ہون کہ وہ اپنے مطلب پر فیروز ہون ' یہہ مشکل کہ کرنیال عود اور اُسکے دوسرے عہدہ دارون نے اپنے سپاہیون کو ایسے کٹرپنے کی خونریزی و قتل سے باز رکھا ' بآسانی حل ہو سکتی ہی ' کیونکہ وہ امر اُسکے بے حکم واقع ہوا تھا ' کچھ دنون بعد میر مخدوم علی خان نے دارماپوری کے مظلومون کا خوب بدلا لیا کہ ویلور کے میدان مین انگریزی سپاہیون کے پلٹن کو قتل عام کروایا ' اور حیدر علی خان کے دل مین کرنیال عود کی طرف سے ایسا بغض و کینہ جما گیا کہ خاص کر اکثر اُسکے لشکر پر تاخت کرنے اور زک دینیکا ارادہ رکھتا تھا ' فی الحقیقت اگر یہہ کرنیال اُس کینہ کش نواب کے پالے پڑتا تو گمان غالب تھا کہ اُسکے ہاتھہ سے بڑے عذاب و سیاست مین گرفتار ہوتا '

بعد مسخّر ہونے دارماپوری کے کرنیل عود کی فوجین حسب الحکم کونسل مدراس کے جنریل اسمتھ کی فوج سے جا ملین ۔ تب اُس سپہسالار نے رسد کی راہ کا بندوبست کرکے بنگالوری طرف کوچ کیا اور اسکے قریب کے کتنے گرھون کو جیسے کولار ، ہسکوتہ وغیرہ لے لیا ، اور چونکہ اُسے یہہ منظور تھا کہ آیندہ اور مکانون کے محاصرہ کرنے کی نیّت سے ہسکوتے مین ذخیرہ جمع کرے ، اِس واسطے اُسکے مظبوط و استوار کرنے مین بڑی کوششین کین ۔

پہنچنا وکیلون کا دیونہلّی کے باشندون کی طرف سے امان نامہ مانگنے جنریل اسمتھ کے پاس اور حسن سلوک اُس سپہسالار کا اُن کے ساتھہ اور یہہ ماجرا سنکر حیدرعلی خان کا خوش ہونا ۔

جنریل اسمتھ جب ہسکوتہ کو پہنچا ، تو باشندگان دیونہلّی کے وکیلون نے اُسکے حضور مین حاضر ہو مبالغ کثیر بطور نعلبندی کے گذران کر یہہ عرض کی چونکہ یہہ قصبہ اور قلعہ حیدرعلی خان کے مولد یا جنم بھوم ہونے کے سبب فضیلت و شرف رکھتا ہی اور اِسی واسطے اُس امیر اقبالمند کے نزدیک بہ نسبت اور شہرون کے اُسکی بڑی قدر و منزلت ہی ۔ جنریل نے اُن کے جواب مین کہا کہ مین بھی اِن مراتب کا خیال و لحاظ رکھہ پہلے بسر و چشم اِس امر کی پاسداری و رعایت کرتاہون تا دوسرے بھی میری پیروی کرین چنانچہ خوشی سے اُسنے ایک عہدنامہ جسکے سبب وہ شہر اور اُسکے آس پاس کی بستیان تاراج سے انگریزی افواج کے محفوظ رہین لکھکر اُنھین دیا اور روپیے جو وے لائے تھے پھیر دیا اور اپنی سپاہ پر تقیّد کیا کہ بلا اجازت کوئی اُدھر

جانیکا ارادہ نکرے، جنریل اعصمتہ کی اِس انسانیّت و مدارات نے اُسکی اُس عزّت و آبرو کو جو مدّت سے نواب بہادر کے دل مین تھی دوچند کردیا چنانچہ نہایت خوش ہو کر دو راس اسپ عربی خاص گھوڑون مین سے جڑاؤ زین سمیت جنریل موصوف کو بطور پیشکش بھیجا،

افواج بنبئی کے سپہدار نے منگلور مسخّر کرنے کے بعد جب دیکھا کہ اب کوئی کام باقی نہین مگر یہہ کہ وہان سے کوچ کر حیدر نگر لے لے، تب مدراس کے کونسل مین اِس حال کی اطّلاع کی لوگون نے ہرچند اُسے دشوارگذاری راہ کی بیان کی اور کہا کہ اوّل تو حیدر نگر یہان سے ساتھ فرسنگ کے پلّے پر ہی اور راہ مین علاوہ گنجان درختون کے، جنگل پہاڑ ندّی نالے بھی کثرت سے پاتے ہین خصوصًا شہر کے قریب تو عجب بینڈی کڈھب راہین ہین، جن سے گذرنا سخت مشکل ہی، تو بھی اُسنے اپنے قصد کو نچھوڑا، اُس مہم کے اسباب و سرانجام کی طیاّری مین لگا ہی رہا، اُن دنون اُسکے لشکر کے ڈیرے منگلور کے دروازون کے باہر پڑے تھے،

ایلغار کر کے آپڑنا تیپو سلطان کا فوج اعدا پر هزیمت دینا اُنھین بیخبری مین پکڑ لینا بہتون کو اسیری مین، اور اُسی دن شام کے وقت آپہنچنا حیدر علی خان کا شفقت و پیار سے اپنے فرزند سعادتمند کو آغوش مھر مین لینا اور چشم گھر بار سے قطرے اشک کے نثار کرنا،

شاہزادہ تیپو سلطان غنیم کے ارادے سے مطّلع ہو جوانی کی ترنگ اور نام و نشان حاصل کرنے کی اُمنگ مین بنگلور چھوڑ الغاروں کنڑہ کی سرحد مین آپہنچا، رعیّت

پرجا وہانکی جو غنیم کی آمد آمد کے سبب لرزان و ترسان ہو رہی تھی اپنے حاکم کے فرزند سعادتمند کے تشریف لانے سے قوی دل ہوئی کہ آنا اُسکا اُنکے حق مین ہر طرح کا رنج و عذاب سے رہائی و نجات کا باعث ہوا' خلق اللہ اُسکے آنے سے ایسی شاد و خرّم ہوئی کہ گویا اُنکے قالب بیجان مین جان آگئی' شاہزادے کے دل مین اُنکے ماضی و حال کی شادی وغم کا حال دیکھ سن ایسا رحم آگیا کہ اُسنے فوراً منگلور کی طرف کوچ کیا اور ساری حیدری فوجون کو جو ہر ایک صوبے سے اُس مقام پر اکٹھا ہوئی اور راہ مین بھی اُسّے ملی تھین یہہ حکم دیکر کہ دو پیچھے پیچھے چلی آئین' آپ پہلے ہی بڑی تیزقدمی سے انگریزی لشکر کے سامھنے جا موجود ہوا' اُسکے پہنچتے ہی غنیم کی فوج مین ہراس و رعب سے ایک ہال چال پڑ گئی' شاہزادے نے ذرا بھی آرام و انتظار نکیا بلکہ صف اعدا کی طرف آگے بڑھکر طائی کو چیر سامھنے لشکر حریف کے جا پہنچا'

بیت

چلاتا تھا سلطان جدھر تیغ کین
لہو سے تھی بھرتی اُدھر کی زمین

بہتون کو تہ تیغ کیا کتنون کو مار بھگایا قلعے کے دروازے تک فراریونکا تعاقب کیا سوار اُسکے بھگوڑون کا پیچھا کرتے ہوئے شہر کے اندر گھس گئے' اتنے مین اُنکی پشت پر حیدری فوج بھی پہنچ گئی' انگریزون کے ڈیرون کو خالی سنسان پا تعجّب کرکے لگے لوٹنے' چھاونی اور شہر مین جو کچھ اُنھین ملا لوٹ لیا' شاہزادہ بھی اِس لوٹ تاراج سے خوش تھا' کیونکہ اُسے شہر والون کی جنھون نے دشمن کا سامھنا کرتے کچھ دل چرایا تھا تنبیہہ منظور تھی' اِس لڑائی مین انگریزون نے ایسی شکست کھائی کہ اُنکے بہت ہی تھوڑے آدمیون نے

اتنی فرصت پائی کہ اِس ناگہانی آفت سے بچ کر جہازون پر پناہ لین حال یہہ تھا کہ خود جہاز والے بھی اِس طوفان بلا کی ڈر سے کانپ رہے تھے دشمنون کا بھاگنا دیکھکر حیدری سپاہی کیا فرنگستانی کیا ہندوستانی دونون ایسے دلیر و بیباک ہو گئے کہ ترنت جہازون پر چڑھ اُنکے تین جہاز لشکری ساز و سامان پہنچانے والے لیئے انگریزی لشکر کے باقی لوگ جو بھاگ کر بچ گئے تھے وے بھی گرفتار ہو آئے ان اسیرون مین ایک تو جنریل تھا اور چوالیس ۴۴ عہدہ دار چھہ سو تیس انگریزی سوار قریب چھہ ہزار کے ہندوستانی سپاہی حربے ہتھیار اور لشکری سرانجام و اسباب سمیت تھے

یہہ بڑی فتح جسّے حیدری سرکار کامیاب ہوئی منگلور کے قبضے سے نکل جانے کے آٹھہ دن بعد وقوع مین آئی سبب اِس شکست کا غفلت انگریزی جنریل کی تھی جسنے ایک مہینے تک اُن خاص راہون کی خبر کو جدھر سے غنیم کے آنے کا گمان تھا جاسوس نہ بھیجے کہ اعدا کی آمد سے آگاہ کر دیتے

حیدر علی خان فتح ہونے کے دن شام کے وقت وہان آ پہنچا شاہزادے نے اُسکے حضور مجملاً صورت حال جولیس قیصر کی طرح اِس مختصر جملے مین کہ مین گیا دیکھا لے لیا عرض کی

کہتے ہین کہ حیدر علی خان جب اپنے فرزند عزیز سے ہم آغوش ہوا جوش مسرّت کے سبب بے اختیار اُسکی آنکھون سے قطرے اشک کے نکل پڑے

سیاست کا حکم تجویز کرنا حیدر علی خان کا پرطکیشی سوداگرون کے حق مین اسلئے کہ اُنھون نے انگریزون کو مدد دی حال آنکہ حیدری رعایا کہلاتے تھے

پرطکیشی سوداگر مدّت سے منگلور مین بستے تھے ' جب اُن لوگون نے اس لڑائی بھڑائی کے ایّام مین بنبئی سے جہاز پر انگریزی فوجون کا آپہنچنا اور جنریل استمتھ اور کرنیل عودکا کتنے حیدری قلعون اور سرکارون کا لے لینا دیکھا ' اسّے خواہی نخواہی اُنکے ذہن مین یہہ بات آگئی کہ اب انگریز اکثر حیدری ملکون کو لے لینگے ' اگر اور کچھ نہو تو لامحالہ منگلور تو اُن کے عمل دخل مین رہیگا ' وے اس خیال خام پر انگریزی جنریل کے ساتھہ ایسی دوستی و خیرخواہی کی راہ چلے جو احتیاط و ہشیاری سے کوسون دور تھی اور اُن لوگون نے اُسّے یہہ بھی قول قرار کیا کہ ہم لشکر کے ضروری اسباب و رسد کی سربراہی کرینگے ' حضور والا مین یہہ خبر پہنچتے ہی اُن کی طلبی کے لئیے یہہ فرمان صادر ہوا کہ وے جلد اُن پرطکیشی کارخانے کے سردارون اور عیسائی دین کے تینون قوم کے پادریون کے ساتھہ جو منگلور مین ہین حاضر ہون ' جب وے دربار میں حاضر ہوئے ' نواب بہادر نے اُن سرگروہون اور پیشواؤن سے پوچھا کہ مسیحی مذہب والے ایسے گنہگارون کے حق مین جو اپنے آقا و حاکم کے ساتھہ دغا اور عہدشکنی کرکے اُسکے دشمنون کی اعانت کرین کس طرح کی تعزیر تجویز کرتے ہین ' تنہے نے تامل بول اُٹھے کہ ایسے قصور پر قتل کرنا واجب ہی ' نواب نے فرمایا مین اُن کو ایسی سخت سیاست نکرونگا ' کیونکہ شرع محمّدی مین اتنی سختی جائز نہین ' پرچونکہ اُن لوگون نے اس خیرخواہی و وفاداری کے

سبب اپنے کو انگریزون کی قوم سے ظاہر کیاہی بناچار اُن کا مال اموال انگریزون کی ملکیّت مین دیا جائیگا ٔ اور وے ہتھکڑی بیڑی پہن قید خانے مین جبتک کہ مین اُنھین عفو نکرون مقیّد رہینگے ٔ نواب بہادر نے اُن پرطکیشون کے مقدّمے مین یہہ حکم دے منگلور کا بند و بست کر جلدی بنگلور کو جانے کی طیّاری کی ٔ

جن دنون نواب بہادر منگلور سے دور تھا اِدھر جنریل اسمتھ نے فرصت پاکر توپخانہ و سرانجام و لوازمہ جنگی بہم پہنچایا اور اُدھر سے محمد علی خان اور صاحبان کونسل بھی صرف اقسام طرح کی شرابون سمیت آپہنچے ٔ پر ان سب طیّاریون کے بعد جب اُنھوں نے چاول گیہون کی قسم سے غلّے کی ایسی کمی دیکھی کہ بدشواری مدّت محاصرہ تک وفا کرے اِس نظر سے کہ اِندنون حیدری افواج ٔ عمل کر لینے مین اُن قلعون کے جن کے نگہبان اُس رسد کے سپاہی تھے جو آرکات سے آتی تھی متوجّہ تھی اور ممکن نتھا کہ یے لوگ حیدری لشکر کا مقابلہ کرسکین تب جنریل اسمتھ کو ضرور ہوا کہ اپنی سب فوج کو قلعہ ہاسکوتہ کی نگہبانی و محاصرے کے لیئے جس مین سب ذخیرے امانت رکھے گیٔے تھے ٔ اپنے حکم کے تابع رکھے ٔ

مرارراو سردار مرہتّے نے صاحبان کونسل کو یہہ تدبیر بتلائی کہ پہلے کوچک بالاپور کو جو ایک قلعہ ہی بنگلور سے دس اور شانور افغانون کے ملک سے تین فرسنگ کے فاصلے پر ٔ محاصرہ کرلیا چاہیۓ ٔ کیونکہ جب بالاپور ہمارے ہاتھ آیا تو اپنے ہی ملک یا شانور وغیرہ سے جس قدر کہ برنج و گوسپند درکار ہوگی مل سکیگی ٔ یہہ صلاح کونسل والون نے پسند کی ٔ اور راب جنریل اسمتھ تھوڑی سی فوج واسطے نگہبانی قلعہ اور ارباب شورا کے وہان چھوڑ جلد بالاپور کی طرف روانہ ہوا ٔ

روانہ ہونا نواب حیدر علی خان کا ہسکوتہ کی طرف اور اُسے مسخّر کرنے کے لئے ایسی طیّاری کرنی جسے محمد علی خان دیکھکر گھبرا جاے آخر کو بلایا جانا جنریل اسمتھ کا تا اِس اضطراب سے اُسکو بچا مدراس پہنچاے

جن دنون جنریل اسمتھ نے بالاپور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا نواب بہادر نے بھی اُسکا پیچھا کرکے کبھی سوارون کو اور کبھی توپ خانہ ساتھ لے اُسے تنگ کرتا رہا آخرش نواب نے معلوم کیا کہ بالاپور کے سامھنے مورچا بنانے مین غنیم کا روکنا ممکن نہین تب فوراً ہسکوتے کا عزم کیا اور بھور نہوتے ہوتے وہان جا پہنچا قلعہ پر حملہ کر اُسکے پشتے کھائی کو جو گرد بگرد انگریزون نے بنائی تھی اپنے اختیار اور فرنگستانی و ہندستانی سپاہیون کو بھی جو انگریزی بیمارستان مین تھے ہمراہ کر لیا اور چونکہ محمد علی خان کی بزدلی کو خوب جانتا تھا اُسے یہہ منظور ہوا کہ محمد علی خان کو کچھ ڈرایا اور گھبرایا چاہئے چنانچہ اِدھر تو اُسی قلعے پر یورش کرنے کا اسباب مہیّا کرنے کو حکم کیا اور اُدھر آپ اِس کام کی اہتمام مین متوجّہ ہو کارکنون کو روپیہ و اشرفی بخشتا اور سپاہیون سے انعام کا وعدہ فرما کر اُنکے دل بڑھاتا تھا تا وے اُس مکان کو لیکر محمد علی خان کو اسیر کرلین محمد علی خان نے جو اسباب کی تلے طیّاریان دیکھین اور بعضے قیدیون کی زبانی بھی جنھون نے حیدر کی قید و بند سے بھاگکر قلعے مین پناہ لی تھی یہی باتین سنین اُسکے دل پر ایسی ہیبت و دہشت غالب ہوئی کہ کرنیل کال کی مرضی کے برخلاف یہہ بات ٹھہرائی گئی کہ فوراً جنریل اسمتھ کے پاس اِس مضمون کا فرمان بھیجا جاے کہ بالاپور کے محاصرے سے دست بردار ہو کر ہسکوتے کی محافظت کے واسطے جلد آ پہنچے

محمد علی خان جو نہین چاہتا تھا کہ پھر اپنے حریف قوی دست کے پالے پڑے جنریل اسمتھ کے پہنچتے ہی خوشی خوشی مدراس کو روانہ ہوا اور کرنیل کال بھی اِس صلاح پر متّفق ہو آپ بھی اُسکے ہمراہ مدراس جانے مین مستعد ہوا ۔ جنریل اسمتھ چونکہ جانتا تھا کہ جبتک اُسکی تمام فوج ساتھ نجائیگی ممکن نہین کہ اُن دونون کو حملات حیدری سے بچا کر مدراس پہنچا سکے لاچار مجبور ہو جنگی اسباب اور غلّہ ذخیرہ جو بنگلور محاصرہ کرنے کے ارادے جمع کیا تھا اسکو نے مین چھوڑا اپنی سب سپاہ ہمراہ لے اُنھین لے نکلا ۔ حیدر علی خان نے پھیر لینے مین اُن قلعون کے جن کے بچانے پر انگریز متوجّہ تھے رنج اُٹھانے کو مناسب نجان انگریزی افواج کا تعاقب کیا اور پے در پے کے حملون سے اُنھین گھبرا دیا ۔

عد رخواہی کو پھر آنا مرزا علی خان نواب بہادر کے خسر پورے کا بعد اُسکے کہ بعضے بد اطوار آدمیون کے اُرغلان سے بہت دنون تک عاصی رہا تھا ۔ اور پھر پیدا ہونا اسباب فیروزی و شادمانی کا بعد تفرقے اور پریشانی کے

جن دنون مین کہ جنریل اسمتھ بالا پور کے محاصرہ کرنے کو آیا نواب بہادر کے واسطے خوشی کا ایک سبب یہہ ہوا کہ اُسکا سالا مرزا علی خان ۔ جسکا باغی ہونا نواب پر بڑا قلق گذرا تھا ۔ اپنے اگلے قصور کو یاد کر ۔ خواہ نیک ذاتی کی جہت سے خواہ اُس سبکی کے سبب جو اُسکو مادھو راو مرھٹون کے سپہسالار اور اُس گروہ کے اور سرداروں کے پاس ہوئی نہایت شرمندہ و نادم تھا ۔ ہمیشہ ایک موقع شایستہ کا متلاشی رہتا تھا تا پھر حضور مین نواب کے درجہ

قبولیت کا باعث ہے ٔ چونکہ اُن دنون اِدھر تو نظام علی خان نے حیدر علی خان کی رفاقت سے کنارہ کیا تھا اور اُدھر جنرل اسمتھہ نے بنگلور مسخّر کرنیکو لشکر کشی کی تھی اور نواب حیدر علی خان ٹیپو سلطان کو ہمراہ لے منگلور کی حفاظت کے واسطے روانہ ہوا تھا کیونکہ دوسری انگریزی فوج نے اُس پر چڑھائی کی تھی مرزا علی خان نے تامّل کرکے دیکھا کہ اِسوقت مین بڑی زحمتین اُسکے بڑے بھائی کے سر پر ین چین تب اپنی راست کرداری اور اخلاص کے سبب ترنت فوجون کی نگاہداشت کر جلدی سے بیس ہزار جوان ساتھ لے سرا اور میسور کی راہ ہو حیدری لشکرگاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر آپہنچا ٔ اور اپنے کئی سوارون سمیت اُس مقام تک جہان حیدری قراول لشکر کے باہر پاسبانی مین تھے جاکر اپنا نام بتلا میر مخدوم علی خان کو تلاش کرنے لگا کہ مجھے اُنسے کچھ کہنا ہی ٔ خان مذکور ایلکا ایکی یہہ پیغام سنتے سے اُسکی آواز پہچان گیا اور تعجّب کرکے اُسکی ملاقات کو خیمے سے باہر آیا اُسے دیکھکر پوچھنے لگا خیریت تو ہی کیا تھا جو اِدھر آپ کا آنا ہوا مرزا نے جواب دیا مین اِس نیّت سے آیا ہون کہ مقدور بھر ٔ اپنے قصور کا تدارک کرون اور اُس فوج سے جسکو مین نے نواب عالیجناب سے جدا کیا تھا اب ایک بڑی فوج لایا ہون ٔ تجھے دردولت تک پہنچانے تو اُس آستانہ عالی کی خاک پر جبین اِرادت کو گھسون ٔ خان موصوف نے کہا پہلے تمھارے آنیکی خبر تو کرون مرزا نے منّت کی خدا کے واسطے جلد مجھے لیچلنے تب خان مذکور نے کہا اچھا میرے پیچھے پیچھے چلے آئیے ٔ الغرض وے دونون حیدری بارگاہ مین داخل ہوئے ٔ جمال حیدری دیکھتے ہی اُس رئیس زادے نے اپنا سر اُسکے پیرون پر رکھدیا ٔ نواب بہادر نے اُسے زمین سے اُٹھا چھاتی سے لگایا یہہ فرمایا کہ ہمکو اِس روداد مین کچھ تعجّب نہ تھا مگر رنج فراق ہی کا شاق تھا ٔ آخرش دونون لشکر ایک ہوا اور مرزا کا آنا شگون نیک ٔ

تین غول بنانا حیدر علی خان کا اپنی سپاہ کو مدراس
پرحملہ کر کے وہان کے کونسلیون کو خوف و ہراس
مین ڈالنا ۔ اور خاطر خواہ غالبانہ صلح اُن سے کرنا ۔

حیدر علی خان نے دیا ورتک جنرل اسمتھ کے لشکر کا پیچھا کر کے بالکل اپنی جنگ کا طور بدل ڈالا ۔ سوارون کا تین جتھا کیا ۔ ایک کی سپہسالاری آپ لی باقی دو ٹکڑیون کی سرداری میر مخدوم علی خان اور مرزا علی خان کو دی تھا اپنے ہمراہ قدآور جوانون کا لیروؤن کرنا ٹکیون کو لیئے اور انکے بھی تین حصّے کیئے ۔ انہین تین چالاک و چابک فوجون نے تاخت تاراج کے سبب اعدا کے تمام ملکون پر ایسی زور شور کی ہلچل ڈالی کہ تمام شہر کے لوگون اور مدراس کے کونسلیون کے دلون مین ایک دھڑکا بیٹھ گیا ۔ اور یہ امر ہندوستان کی اور سب فرنگستانی قوم مین بڑی خوشی کا باعث ہوا کیونکہ اُن کے ساتھ انگریزون نے اپنی تھوڑے ہی دنون کی کامیابی و حکمرانی مین چھیر* چھاڑ شروع کر دی تھی ۔

---

* وہ چھیڑ یہہ تھی کہ انگریزون نے پانڈیچیری کے گورنر سے اُن فرانسیس سوارون کو جو حیدر علی خان کی سرکار سے بھاگ اور اُسکے یہان کے گھوڑے بھی چرا کر اُسطرف لے گئے تھے ۔ اُن اسپون سمیت منگوا بھیجا تھا سوا اِسکے انگریز صوبۂ ترنکوبار کے عاملون پر بھی تنبیہ و سختی کر اُن سے اُس جاسوس کو جسے انگریزون نے اُن کے قلعہ دار سپاہیون کے ورغلانے کو بھیجا تھا لیا چاہتے تھے ۔ علاوہ نا لیکیٹ (قوم ڈچ کے ایک قلعے) کے گورنر پر بھی جبر کیا تھا تا وہ اُس فرانسیس کو جسنے اُن کے آسرے مین پناہ لی ہی حوالے کر دین

مدراس کے کونسلیون نے بھی حیدری روئیے بر انگریزی لشکر کی تین تولیان بنائین تھین ' ان مین سے سپاہیون کا ایک گروہ جسکا سرغنہ کرنیل فریسمن تھا اور یہہ کرنیل قبل اِسکے کبھی حیدر علی خان کے مقابلے کو نہین بھیجا گیا تھا ' اُدھر روانہ کیا گیا ' جس وقت کرنیل مذکور اپنی چار ہزار سپاہ ہمراہ لے جن مین چھہ سی جوان فرنگستانی تھے اُس میدان کی راہ ہو جو تین طرف جنگل سے ملا ہوا ہی ' جاتا تھا ' اکبارگی کئی سوار نظر کے سامہنے ' اُس میدان کے کنارے دکھلائی دیئے تب لشکری عہدہ دار کرنیل سے کہنے لگے اب بہتر یہہ ہی کہ سپاہیون کو حکم دیا جاے تاوے آپسمین پرا باندھ جنگل کی جانب دب کر چلین تا کہ حریف کے حملون سے پناہ کی جگہہ ہو ' اِس بات کے سننے سے کرنیل بہادر نے غصّہ کر اُنھین کہا تم دیکھہ لینا کہ اِن سپاہون کو کیسا مزا چکھاتا ہون ' کرنیل کو تو اِدھر یہہ زعم تھا اور اُدھر ہر دم سوار بڑھتے جاتے تھے لیکن یہان اب کسکا مقدور تھا کہ اِس مقدّمے مین کرنیل کے روبرو زیادہ بات کہے ' سب دم بخود ہو رہے ' اِتنے مین ایکا ایکی گرد غبار ایک ابر سا نمودار ہوا اور تین ہزار سوار جرّار آپڑے ' دم بھر مین اُنکی جمعیّت توٹ پھوٹ گئی ' کرنیل بھاگ نکلا ' سوارون نے اُسکا پیچھا کیا ' پر وہ اپنے گھوڑے کی تیز قدمی کے سبب اُنکے ہاتھہ نچڑھا نہین تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ' میر مخدوم علی خان نے دارماپوری کی خونریزی یاد کرکے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ اِن بیرحمون کو قتل کرنے مین ہرگز دریغ نکرو ' پچاس سے زیادہ عہدہ دار مارے اور قید پڑے ' کپطان ٹر بھی جسنے وانمباڑی کا قلعہ حیدر علی خان کے حوالے کیا اور یہہ قول دیا تھا کہ برس دن تک حیدریون پر ہتھیار نہین باندھونگا باوجود اِسکے کہ ابھی زمانۂ موعود کے دن باقی تھے جو اِس لڑائی مین پکڑ آیا ' لیکن ماجرا یہہ تھا کہ وہ زبردستی گورنر مدراس کے حسب الحکم قلعۂ ماڈورا کی

نگہبانی کے واسطے کرنیل مذکور کے ساتھ چلا تھا، آخر میر مخدوم علی خان کے کہنے سے اُسکو پھانسی دی گئی یہہ حال سنہ ۱۷۶۸ع مین واقع ہوا،

بعد اِسکے ۱۷۶۹ع مین حیدر علی خان کرنیل عود کا جو آٹھ ہزار سپاہی لیکر تھیا گرّھ کے نزدیک آ پہنچا تھا تعاقب کر اُسکے چنداول پر آپڑا اور ایسا تنگ و مجبور کیا کہ اُسے جنگل مین پناہ لینا ضرور ہوا، اور اُسوقت اُسے اِس کی بھی فکر تھی کہ قلعہ ٗیلو انیسور کی حفاظت کے لیئے کچھ سپاہی تعینات کرے کیونکہ اُسکا قلعدار کپطان بڑا متوالا تھا بہرصورت کرنیل مذکور نے اِس لحاظ سے کہ نواب بہادر اس قلعے کو محاصرہ نہین کرنیکا، وہان کے سپاہیون پر اُسی نشے باز کپطان کی سرداری بحال رکھی، لیکن ایسا اتّفاق ہوا کہ نواب معہ کتنے سوار و سپاھیون اور کئی ضرب توپ کے وہان آ اُترا، تب وہ قلعدار کپطان سرشار نشے کی حالت مین اپنے گھوڑے پر چڑھ قلعے کا دروازہ کھلوا حیدری فوج کی طرف چلا اور وہان پہنچکر نواب کی ملازمت حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا، آخرش جب وہ سرکاری ملازمون کے وسیلے حضور مین آیا تو مجرے کے بعد چاپلوسی و خوشامد کی راہ سے اِسطرح عرض کرنے لگا کہ فدوی اِس قلعے کا تون میجر ہی اور اِس امر کتین کہ اِس قلعے کو آپ سری کا بادشاہ اولوالعزم محاصرہ کرے اپنی حرمت و فخر کا موجب سمجھتا ہی اور بندہ تو جان و دل سے قلعے کی حفاظت و حراست کے واسطے حاضر ہی اور امیدبھی ہی کہ آیندہ ایسی کوشش و جانفشانی کرے کہ اپنے کو تحسین و انعام کا مستحق بناوے لیکن بالفعل چونکہ قلعے مین سپاہیون کی شراب نبڑ گئی ہی اِس لیئے نواب نامدار کی فیض بخشی کے بھروسے التماس یہہ کرتا ہی کہ اگر غریب نوازی کی راہ سے خواہ بطور بخشش خواہ بطور فروخت کے یہہ اُنھین ملجاے تو وے

خوش ہو کر قرار واقعی قلعے کی نگہبانی مین مستعد رہین ٴ نواب عالیجاہ نے اِس واہیات تقریر سے اُسکو دیوانہ سمجھا اور یقین نہ کیا کہ وہ توپ مین میجر ہی ٴ بہرکیف اُسّے وعدہ کیا کہ اچھّا تمھین شراب وغیرہ دی جایگی ٴ بعد اُسکے کئی طرح کی نشے والی شرابین سامھنے منگا کر اُسے چکھنے کو فرمایا ٴ وہ عاشق نشہ بے اندیشہ نوش کرنے لگا ٴ ایک لحظے مین ایسا بے ہوش ہو گیا کہ اور لوگ اُسے کندھون پر اُٹھا خیمے مین بچھونے تک لے گئے ٴ اُسی خواب مستی کی حالت مین واسطے پہچاننے کے شہر کے آدمیون کو بلا کر اُسے دکھلایا ٴ جب اُسکا نشا ٹوٹا ٴ لوگون نے بموجب تلقین نواب کے اُسکو کہا کہ نواب فرماتا ہی چونکہ یہہ شخص بھید یابن کر اِس لشکر مین آیا تھا اِسے پھانسی دینا صلاح ہی ٴ اور اگر حقیقت مین یہہ توپ مین میجر ہی تو اپنے سپاہیون کو حیدری ملازمون پر قلعہ و شہر چھوڑ دینے کا حکم دے ٴ اِن دو باتون مین جسے چاہے وہ اختیار کرے یا حصار حوالے کروا دے یا دار پر چڑھے ٴ جب میجر نے دیکھا کہ قلعہ تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی تدبیر نہین حکم دیا کہ قلعہ تسلیم کرین ٴ یہہ بیچارا تو کیفی ہی تھا ٴ لیکن زور لطف تو اِس مین ہی کہ عہدہ دار جو اُسکے حکم کے تابع تھا اُس نے بھی اُسکا کہنا مان قلعے کا دروازہ کھول حیدری جوانون کو آنے دیا ٴ اِدھر تو نواب بہادر نے اِس حکمت سے وہان عمل کر لیا اور اُدھر کرنیل عود کی ناتجربہ کاری ظاہر ہو گئی کہ ایسے شخص کو قلعدار مقرّر کیا تھا ٴ

اُسی زمانے مین کہ نواب یہان قلعۂ یلوانیسور کی تدبیر و انتظام مین مصروف تھا وہان ٹیپو سلطان و مرزا فیض اللہ خان جو ایک بڑی فوج اور توپخانے پر حاکم تھے ٴ تیے دونون پھیر لینے مین اُن مکانون کے جن کی نگہبانی مین انگریز ساعی تھے مشغول ہوے ٴ بلکہ سب جگہین سواے ھسکوتے کے جو بہت سپاہ

اور بڑا توپخانہ رکھتا تھا، اُنکے قبضۂ تصرف مین آ چکی تھین اُسکے لینے کو نواب فطانت مآب نے دل مین یہہ ارادہ کیا کہ ملاپ کا قول و قرار کر اُسپر بھی قابض و دخیل ہو جائیے،

اُن دنون کہ حیدری تاخت تاراج سے گورنر اور کونسلی لوگ حیران ہو رہے تھے، ولایت انگلستان سے ایک جہاز آ پہنچا، جس پر سطر ڈپری مدراس کا سابق کونسلی بھی آیا جو انگریزون کے نزدیک بڑا دانشمند اور صاحب فراست مشہور تھا، ولایت والون نے اس نیّت سے پھر اُسکو بھیجا کہ مدراس پہنچکر ریاست کا بند و بست اس سال ۱۷۷۰ کی ابتداے جنوری سے اپنے قبضے مین لاوے، الغرض یہہ کونسلی ۱۷۶۹ کے اوائل مارچ کو مدراس مین وارد ہوا اور بادشاہ کا ایک فرمان بھی اپنے ہمراہ لایا اس مضمون کا کہ مدراس کے گورنر اور کونسلیون کو واجب و لازم ہی کہ حیدر علی خان کے ساتھہ دوستی و آشتی کی بنا قایم کرین، اور کسی نوع کی شرطین کیون نہون مان لین، ایسے حکم کی وجہ یہہ تھی کہ کار فرمایان کنپنی، کار پردازان مدراس کے خطوط سے جو سادہ دلون کیسی سمجھوتی اور اُمید فتح کی تسلّی آمیز اخبار پر مشتمل، ہر بار یہان سے بھیجے جاتے سنتے سنتے ناخوش و تنگ ہو گئے تھے، وہان تو یہ لوگ حیدر علی خان کے جواہرات و خزینے دفینے پر دانت لگائے ہوئے تھے کہ کب اُن کے ملنے کی خبر آوے اور یہان سے اُن کے پاس اور تو کوئی چیز نہین پہنچتی تھی مگر ہنڈیان جن کے روپیے جبراً بھیجنے پڑتے تھے، اسلیئے اُن صاحبون نے بہتری اپنی اسی مین دیکھی کہ نواب کے ساتھہ جسطرح ہو سکے میل کیا چاہیئے تا کنپنی بہادر کے سرمایے کے بھاو مین گھٹتی نہ آوے، کنپنی انگریز بہادر کے عمّالون نے حیدر علی خان سے صلح کرنے کے لیئے جو اتنی تدبیرین

کین (حالانکہ یہ تدابیر و تعلیمات عمدہ اسرار ملکی سے تھین) ملاپ ہونے کے پہلے ہی سب پر معلوم ہو گئین چنانچہ اِسی کونسلی نے بر سر مجلس یہ اظہار کیا کہ حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کو معہ پیام صلح بھیجا چاہیئے، حاصل کلام وکیل معتمد روانہ ہوا اور جب اُس نے حیدری دربار مین پہنچکے پیغام گزارش کیا تو اُسکے جواب مین نواب بہادر نے اتنا ہی فرمایا کہ پیام سلام کی کچھ احتیاج نہین انشاءاللہ مین تو آپ ہی مدراس کے پھاٹک تک آ پہنچتا ہون، تب جو کچھ گورنر اور اُسکے کونسلیون کا قول و قرار ہی وہین سن لونگا، اِس جواب سے چونکہ اُنھین یہ شبہہ گذرا کہ حیدر علی خان مدراس محاصرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی لہذا گورنر مذکور نے مقابلے کے لئے سامان جنگ کی طیّاری کو یہ حکم دیا کہ جنریل اسمتھ اور کرنیل عوداِن دونون کی فوجین اطراف مدراس مین جا کر اُترین، اِدھر نواب بہادر بھی (جیسا کہ ہمیشے سے اُسکے ایلغار کا طور تھا) کوچ کر کے پہلے تو پانڈیچیری اور گوڈلور کے قریب آ پہنچا، پھر یہان سے کولنتر کی نواح مین جو مدراس سے سات فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچیری کی راہ سے واقع ہی آ کر اُترا، اور جس وقت انگریزی سپاہی سنط طامس کے گھاٹ کے چوکی پہرے کی طیّاری کر رہے تھے کہ وہ بہادر دیکھتے دیکھتے مثل آفتاب شام سکی نظرون سے چھپ گیا، اُسکے غائب ہونے سے لوگ دریاے حیرانی مین ڈوب رہے تھے جو پھر ایکبارگی اُدھر سے کاوادیکر معہ فوج مدراس کے دروازے پر پالیکیط کی طرف، مانند خورشید خاور جلوہ گر ہوا، اور مدراس کے کارکنون کو کہلا بھیجا کہ اب ملاپ کے باب مین تمھین جو جو شرائط درپیش کرنا ہو سو کرو، صاحبان کونسل نے سطر ڈیپری کو جو نیا گورنر مقرّر ہوا تھا اور گورنر سابق کے بھائی بوشیر کو وکیل کر نواب بہادر کے پاس بھیجا، یہ اُن دونون کے ساتھ

نہایت خلق و محبّت سے پیش آیا، بعد پیام و کلام کے یہہ بات ٹھہری کہ عرصۂ
مدراس میں جنگ و جدال واقع نہو، حیدر علی خان نے سنط طامس کے پہاڑ کو
اپنی چھاونی مقرّر کرنے کا وعدہ کیا، بعد اسکے اپریل مہینے کی بندرہویں کو دو عہد
نامے مُہر اور دستخط کئے گئے،

پہلا عہد نامہ جو شاہ انگلستان اور نواب معلّا القاب حیدر علی خان کے نام سے
تھا اُسکا یہہ مضمون ہی کہ آیندہ بادشاہ کیوان بارگاہ انگلنڈ اور نواب گردون
جناب حیدر علی خان بہادر اور اِن دونون سلطنت کے رعایا بھی آپسمین ملے جلے
رہینگے، طرفین کے قیدی چھوڑ دیئے جائینگے، اور سوداگری و بیوپار کا طور جیسا
کہ لڑائی کے پہلے جاری تھا اُسیطرح دونون سرکار کی رعیّت برجا کے
درمیان بحال رہیگا،

دوسرا عہد نامہ جو نواب حیدر علی خان اور محمد علی خان کے نام پر تھا اُسکا یہہ
عبارت تھی کہ محمد علی خان شتابی قلعہ اور شہر اسکوتہ حیدر علی خان کو چھوڑ دے
اور یہہ قلعہ و شہر، عہد نامہ دستخط کرنے کے وقت جس حال مین ہی ویساہی
رہے اور توپخانہ، ہتھیار، جنگی لوازمہ جو کچھ اُس میں ہی سب کا سب حیدری
ملازمون کے سپرد کردے، قلعہ دار وہان کا ایسے رستے ہوکے جسّے بہت
جلد جاسکے، کرناٹک کی جانب روانہ ہوجاے، اور محمد علی خان سال بسال چھہ
لاکھہ روپیہ نواب بہادر کو نعلبندی دیا کرے، اور پہلے برس کا خزانہ سردست
داخل کرے اور جتنے رئیس صاحب عزّت کہ سابق آرکاٹ مین سکونت
رکھتے تھے اور بالفعل وے اسیر ہین اُن سبھون کی اِس طرح رہائی کی جاے
کہ وے جہان چاہین رہین،

کمپنی بہادر نے اِن کامون کے انجام پذیر ہونے مین کوشش اور ایک جہاز بچاس

توپ والا نواب بہادر کو نذر دینے کا وعدہ کیا بدلے اُس پرانے جہاز کے جسے کمپنی کے علاقہ دارون نے سابق مین نواب کے تصرّف سے لے لیا تھا علاوہ یہہ بھی وعدہ کیا کہ جب آپ چاہینگے ایک ہزار دو سو انگریزی سپاہی آپ کو ملینگے مدراس کے صاحبان کونسل نے بھی نواب بہادر کی خدمت مین بیش قیمتی سوغاتین نذر گذرانی نواب بہادر کی طرف سے اُنھین بہت سا جواہر گران بہا و سونے چاندی کا مال و اسباب ملا انگلستان وغیرہ مین اُس عہد نامے کا اشتہار ہو گیا

اِس ملاپ کے موانع سے ایک کرنیل کال تھا اور یہی شخص جنگ اخیر کا باعث بھی ہوا جنریل اسمتھ جسنے پہلے نواب بہادر کے پاس پیام مصالحہ بھیجنے کے باب مین ارباب کونسل کے نزدیک اِس طرح اپنی راے ظاہر کی تھی کہ نواب ممدوح سے میل کر لینا ہماری قوم کی حرمت و آبرو کا وسیلہ ہوگا اِن دنون وہی جنریل اِسی صلح کے مقدّمے مین ممانعت کرتا تھا اور کسی طرح راضی نتھا بلکہ یہہ کہتا تھا کہ اب نواب بہادر انگریزون کو کچھ ضرر پہنچاوے ممکن نہین کیونکہ مین اُسے ہر طرح کے محاصرہ کرنے سے باز رکھ سکتا ہون اور یہہ بھی کہتا تھا کہ نواب انگریزون کی لڑائی سے جس مین اُسے کسی نوع کا فایدہ متصوّر نہین بیشک احتراز کریگا خصوصاً اِن دنون کیونکہ مرھٹون مین اور اُس مین جو صلح موقّت مقرّر ہوئی تھی اُسکی مدّت اِسی برس پوری ہو جائیگی پس یہہ قیاس سے بعید ہی کہ وہ ہوشمند کار آگاہ اِدھر انگریزون سے بھی لڑنے کا قصد کرے اور اُدھر مرھٹون سے بھی نزاع و خرخشہ رکھے علاوہ اِن دلیلون کے جنریل موصوف کا یہہ بھی قول تھا کہ انگریز حیدر علی خان کے ساتھ ایسی مغلوبانہ صلح اور ویسے ہیٹھے عہد نامے پر دستخط کر کے ساری حرمت و آبرو اپنی قوم کی جنھون نے

ہندوستانیون کی کسی لڑائی مین کبھی ایسی بدنامی و ذلّت نہین اُٹھائی ہی کھوینگے ٗ
اب راقم اوراق اِس جنگ و یساق کی داستان کو چہرہ آرائی کرنے اور خط و خال دکھلانے پر ایک تصویر کے ختم کرتا ہی ٗ جو زبان حال سے ٹھیک ٹھیک مختلف رائین اُن لوگون کی کہ اُن دنون مین مدراس کی حکومت و سرداری کرتے تھے ٗ ظاہر کرتی ہی ٗ سو یہہ ہی کہ قلعے سنط جارج کے دروازے پر جو بنام بادشاہی دروازہ مشہور ہی ایک ایسی تصویر لگائی گئی تھی ٗ جسّے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ نواب حیدر علی خان ایک شامیانے کے سائے مین توپونکے ڈھیر پر بیٹھا ہی اور اُسکے سامہنے سطرڈبری اور دوسرا ایلچی دونون مودّب دوزانو بیٹھے ہین ٗ اور نواب بہادر داہنے ہاتھ سے سطرڈبری کی ناک کو (جو ہاتھی کی سونڑ کی طرح نہایت لنبی بنائی گئی تھی) پکڑکر مل رہا ہی اِس لیئے تا اُسّے اشرفی و ہون نکلے ٗ اور اُس وکیل مطلق کے منہہ سے زر ریزی ہو رہی ہی ٗ اِس تصویر کے پیچھے قلعے کا نقشا بھی کھنچا ہوا تھا اِس صورت سے کہ اُسکے ایک برج مین گورنر اور کونسلیون کی یہہ حالت تھی کہ نواب کے روبرو گھٹنے کے بل کھڑے ہاتھ پسار رہے ہین اور اُس مین کونسلیون کے ہمراہ ایک بڑے کتّے کی بھی ایسی تصویر تھی کہ حیدر علی خان پر بھونک رہا ہی اور یہہ دوحرف ج ک جسّے جان کال مراد تھا اُس کتّے کے پتّے مین لکھا ہوا تھا ٗ اِس بڑے کتّے کے پیچھے ایک چھوٹے فرانسیسی کتّے کی شکل تھی جو کمال حرص سے بڑے کی مقعد چاٹنے مین مشغول تھا ٗ اِس پچھلے کتّے کی مورت کا ہو بہو ایسا رنگ روپ بنایا تھا جیسا شیو یلئیر ڈی کریسط کرنیل کال کا معتمد تھا اور اِس تصویر سے بہت تفاوت پر انگریزی لشکرگاہ کا نقشا دکھلائی دیتا تھا ٗ جہان جنریل اسمتھ موافق مضمون اِس بیت فارسی کے ٗ

بیت

بیا تا چہ داری ز شمشیر و جام
کہ دارم درین ہردو دستی تمام

ایک ہاتھہ مین صلحنامہ دوسرے مین تلوار لیئے کھڑا تھا،

اِسطرح سے میاں ملاپ کرکے نواب حیدرعلی خان نے انگریزون کی لڑائی بھڑائی بنحو بہی تمام انجام کیا، ہرچند تمام ہندوستان مین شہرت تھی کہ اِس جنگ کا خاتمہ اُسکے حق مین خوب نہوگا، جب نواب بہادر اِس مہم سے فارغ ہو مدراس سے روانہ ہوا تو ہاسکوٹہ اور بنگلور کے رستے گیا تا ہاسکوٹے کا بند و بست کرے چنانچہ گورنر کے حکم موافق اُسکے قلعدار نے توپخانہ اور سب جنگی لوازمہ ملازمان حیدری کے حوالے کردیا نواب بہادر نے بعد بند و بست قلعہ و شہر کے اپنی افواج مناسب مکانون کو روانہ کیا تا وے بعد اِتنی تگ و تاز کے آرام پاکر اگلی لڑائی کے لئے جو مرہٹون کے ساتھہ ہونے والی تھی سرنو آمادہ و تازہ دم رہین،

چونکہ مرہٹون کو یہہ خیال تھا کہ ہندوستان کے اکثر صوبون کے خراج مین اُس سند کے رو سے جو اُنھین عالمگیر کی طرف سے ملی تھی شرعًا چوتھہ* اُنکا حق ہی پر حیدرعلی خان بہادر اُنکے اِس دعوی کو نہین مانتا تھا مگر یہہ تھا کہ کبھی کبھی مصلحت و

---

* چوتھہ خراج صوبہ بنگالہ، دکھن وغیرے سے لینے کی سند اورنگ زیب سے جماعۂ مرہٹہ کو ملی تھی، اسی بہانے مقرّری ضابطے کے خلاف زبردستی کرکے دکھن، بنگالہ وغیرے کے صوبہ دارون سے اُنکے صوبون کی گنجایش کے موافق بیحساب روپیے لیتے تھے، مگر نواب حیدرعلی خان ہی جسکے تحت فرمان مین اکثر دکھن کے صوبے تھے اُن کے دعوی کے بالعکس عمل کرتا تھا،

وقت کے تقاضے سے کچھ کچھ اُنھین دیتا اور کوئی صلح بھی سواے صلح موقّت کے اُنسے نکرتا ۔ مرھتے اُسکے ایسے سلوک کو غنیمت جانتے اور ہرگز نہین چاہتے تھے کہ ہمیشہ اُسّے چھیڑ چھاڑ کرنے کے سبب کہین ایسی مصیبت مین پڑ جائین کہ بے بس ہوکر بالکل محروم کئے جائین ۔

موشیر م د ل ت کی روایتین تمام ہوئی ۔

مراجعت کرنا حیدری افواج کا مصالحہ ہوجانے کے بعد کرناٹک کی سرحد سے واسطے دفع کرنے مرھتے کی فوج کے جو گوپال راو ھرّا اور بابو رام پھڑنویس کی سپہسالاری مین نواب حیدر علی خان کے ملک پر چڑھ آئی تھی اور جوانمردی و چالاکی سے حیدری سپاہ کی جسکا سپہسالار رفیض اللّٰہ خان تھا ۔ اِس بلا کا مندفع ہونا ۔

سال ۱۷۷۱ کے اوائل مین قوم مرھتے کی ایک فوج عظیم جس مین گوپال راو ہرّا اور بابو رام پھڑنویس سپہسالار تھے حیدری ممالک محروسہ پر چڑھ آئی اِنکے جور وستم سے رعایا کا احوال تنگ تھا نواب بہادر نے جو اُن کے تاخت تاراج کا یہہ طور دیکھا تو کرناٹک کے ارکین پاس پیہم کئی قطعے خط بموجب عہدنامے کی اُس شرط کے جو انگریزون نے کی تھی بھیجے ۔ اور اُسکو انگریزون سے (جنھین از بسکہ اپنے کہنے کی پاسداری منظور رہی) امید یہہ تھی کہ وے ہرگز مدد دینے مین دریغ و پہلو تہی نکرینگے لیکن نواب عالی ہمّت کی جبّاری اور بہادری نے قبول

نکیا کہ کمک کی فوج کے بھروسے رہے بلکہ سریرنگپٹن سے ایک لشکر جرّار آزمودۂ کارزار کو فیض اللہ خان سپہسالار کے ہمراہ غارتگران مرہٹے کے قلع قمع کے واسطے روانہ کیا، یہ جری سردار پختہ کار اپنی سپاہ اور گولندازون کی (جو فرانسیس کے قوم سے تھے) پھرتی اور تیزدستی کے بھروسے جمعیّت پر اعدا کی جو حد سے زیادہ تھے نہ دھڑک تو ٹ پڑا اور اُن کی کثرت دیکھ ہرگز نہ جھجکا، اِس بہادر نے دلیرانہ یہان تک اُن پر حملے کیئے کہ آخر کو مرہٹون کی ساری جمعیّت کو پاشیدہ کر قرار واقعی شکست دی ،

تاخت کرنا مرہٹون کے لشکر عظیم کا مادھوراو پیشوا کی سپہسالاری مین میسور پر اور بسبب لاحق ہونے بیماری سخت کے اُسکا پھر جانا ،

اگرچہ اِس جنگ و جدل مین جو حیدری افواج اور مرہٹون مین واقع ہوئی، سپاہ حیدری فتح مند رہی اور غنیم شکست نصیب ہو کر پھر گئے، لیکن چونکہ انگریزون کی طرف سے کچھ بھی کمک باوصف اِسکے کہ نواب نے مکرّر طلب کی نہ پہنچی، (اور اِس حرکت کو خود انگریز منصف مزاج بھی بیجا اور بدنما جانتے اور اِس مہم مین اعانت و مدد کرنے سے پہلو تہی کرنے کو، اُن کے آپس کے قول قرار کی پیمان شکنی پر حمل کرتے ہین) اِس شکست سے مرہٹون کی کچھ سرکشی نہ گھٹی، بلکہ اُنکے دلون مین قدیم دشمنی کی آگ اور بھی زیادہ بھڑکی، چنانچہ آیندہ سال مین مرہٹون کا ایک جمّ غفیر جن پر مادھوراو پیشوا حاکم و سالار تھا، ملک میسور مین آپڑا، جس کے آنے سے اُس سرزمین محشر کا سا ایک ھنگامہ آشکار و پیدا ہوا، فقط سریرنگپٹن اور دوسرے کئی محکم قلعے تو جن کی سپاہ اُنکے دفع کرنے مین متوجّہ

ہوئی، اِس روے سے محفوظ رہے تھے، لیکن حیدری اقبال کی یاوری اور طالع
کی مدد کے سبب ایکاایکی ایک ایسی صرصر نکبت اعدا کی جمعیّت پر چلی جسّے
اُن کے جماو مین پھوٹ اور تفرقہ پڑا اُسکی شرح یہہ ہی کہ مادھوراو پیشوا اُسی
تاراج و غارت کے زمانے مین ناگاہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو کر یونان کو
پھر گیا، فوج کے سردارون نے آپسمین ایسا جھگڑا اور خرخشہ شروع کیا کہ آپ ہی
آپ اُنکا جتھا ٹوٹ گیا، اُدھر بارش کی شدّت نے اور بھی اُنکا قافیہ تنگ
کر رکھا تھا، ندّیان ایسی چڑھی ہوئی تھین کہ اُن مین اعدا کی کشتیون کا چلنا
دشوار تھا علاوہ اِسکے مرگی اور وباے عام بھی لشکر مین زور شور سے پھیل گئی تھی،
جب مرھٹون نے اِس آفت و بلا سے کسی طرح بچاو ندیکھا لاچار ہو صلح کرنے
پر راضی ہوئے اِس شرط پر کہ نواب اُنھین کچھ قدرے قلیل نقد روپیہ اور
چند خطّے و پرگنے دے چنانچہ جولائی مہینے سنہ ۱۷۷۲ ع مین بالکل اُنکی فوجین سرحدّ
میسور سے اپنے دار الحکومت کو پھر گئین لیکن رگھوناتھ راو جو پہلے سپہسالار کا
قایم مقام مقرّر ہوا تھا ایک سنگین فوج اُن خطّون کی پاسبانی و نگہبانی کے
واسطے جو اُنھین دیئے گئے تھے چھوڑ گیا،

بعد اِس واردات کے نواب بہادر نے جو اپنے ہم عہدون یعنے انگریزون
اور نظام علی خان کی طرف سے ویسا سلوک پیمان شکنی کا دیکھکر نہایت ناخوش
اور آزردہ ہو رہا تھا اُنسے انتقام لینے کے واسطے صلاح وقت یہہ جانا کہ اپنے
قدیم خیر خواہ فرانسیسون کے ساتھ سر نو عہد و پیمان اتّحاد و دوستی کا باندھے،
جسّے انگریزون کی بد سلوکی کا بخوبی جبر نقصان کرے،

سرنو محبّت کی راہ و رسم پیدا کرنا نواب حیدر علی خان کا
اپنے ہواخواہ فرانسیسون کے ساتھہ بعد اُسکے کہ کمک و مدد کے
مقدّمے مین انگریزون کی عہد شکنی کو بارہا اُسنے آزمایا ؛

چونکہ ہوشمند و دور اندیش قوم فرانسیس نے حیدر علی خان کی خیرخواہی و اتّفاق کو اپنے بہت سے سود و بہبود کا وسیلہ تصوّر کیا تھا ؛ جسّے حال و استقبال مین اُنکی مرادونکا بر آنا ممکن تھا ؛ نہایت خوشی سے ترنت نواب بہادر کی دعوت کو اجابت کیا ؛ اپنے عہدہ دارون کو حکم دیا کہ اُسکے ملازمین کے زمرے مین داخل ہو کر اُسکے فوج کو سپہ گری کے فن سکھلائین اور فرنگستانیون کا سا ایک بڑا توپخانہ طیّار کرین ؛ چنانچہ سپہدار اُنکے حیدری سپاہ کی تربیّت و تعلیم مین سرگرم ہوئے اور ہتھیار اور اسباب و آلات جنگ سرکار حیدری مین طیّار کرنے لگے ؛ یہان تک کہ نواب بہادر کو ایسی دستقدرت حاصل ہوئی کہ پہلے مرہٹّون پر سرنو لشکرکشی کر کے اُنھین شکست دے ؛ پس پیچھے کرناٹک کی غریب رعیّتون پر اُنکے حاکم کی پیمان شکنی کے سبب تاخت و تاراج کرے ؛

قابض و متصرّف ہونا نواب حیدر علی خان کا سر زمین ٹرساو راسمی اور ریاست زموریں وغیرہ پر سرحدّ ملیبار مین ؛

سنہ ۱۷۷۳ ع مین جو سرداران نائراور کوڑگ کے درمیان خانگی جھگڑا شروع ہوا بیان اُسکا یہہ ہی کہ کوڑگ کی راج گدّی کے مقدّمے پر ؛ ایک گھرانے کے دو گروہ مین باہم ایسا خرخشہ و مناقشہ پیدا ہوا کہ وے دو فریق ہو گئے ؛ ایک فریق

دواپانام نے فتح مند ہوکر دوسرے فریق کو (جن کی جمعیّت ہالری کہلاتی تھی) ملک سے نکال دیا، اِس ملک بدر کیئے ہوئے فریق نے پناہ کے لیئے سریرنگپٹن مین آکر نواب بہادر سے مدد مانگی، نواب نے یہہ بات غنیمت جان اُن طالبان اعانت کی درخواست منظور کر اُن کی مدد کے لیئے اپنی فوج کو اُدھر روانہ کیا تاکہ اُن کے دشمنون کو ملک سے نکال دین، لیکن برخلاف اُسکی حشمداشت کے وہان سے اُسکی فوج بے نیل مرام پھر آئی، تب پھر نواب نے اُن کی کمک کو ایک بھاری فوج بھیجی، یہہ فوج قہّار غنیم پر غالب و فیروز مند ہوئی، اور ہالری راجا گدّی پر بیٹھا، دواپا راجا نے ہزیمت پا کو یتیوٗت مین جا پناہ لی،

اِس دستگیری و یاری کے شکرانے مین راجا ہالری نے سرزمین ئرسا اور راسمی کا باقی آدھا ملک بھی ملازمان حیدری کے حوالے کیا، جسکا دوسرا نصف سنہ ۱۷۶۱ مین پہلے ہی مل چکا تھا، اِسکے سوا اُس نے یہہ بھی شرط کی کہ سال بسال خراج بھی سرکار حیدری مین پہنچایا کریگا، اِس فتح کے بعد فوج حیدری ملیبار کے ملکون مین داخل ہوئی، اور سنہ ۱۷۷۵ ع مین بالکل ریاستین زمورین، کلیکوت، کویتیوٗت، کارتیناد، کانینور، کی حیدری عملداری مین آگئین، کوچین کے راجا نے بھی بہ جبر تعلقبندی قبول کی،

یاد کیا چاہیئے کہ اگلی لڑائی مین سریرنگپٹن سے مرہٹون کی فوجون کے پھر جانے کی ایک وجہ یہہ تھی کہ اُس فوج کے سپہسالار مادھوراو پیشوا کو ایک سخت عارضہ لاحق ہوا، چنانچہ ۱۷۷۲ ع کے آخر مین اِس جہان سے کوچ کر گیا اور اُسکے بھائی نارائن راو کو لڑکپن ہی مین یونان کا راج پاٹ ملا، پر دوسرے ہی برس دغا بازون کے ہاتھ وہ بیچارہ بھی مارا گیا،

کہتے ہین کہ یہہ خون ناحق اُسکے چچا رگھوناتھ راو کی صلاح سے ہوا تھا، اور یہہ

وہی رگھوناتھ ہی جو بعد مرنے مادھوراو کے اُس لڑکے کی حین حیات نیابت
مین پیشوائی کے اُمور کو انجام دیتا تھا، بعد اُسکے مارے جانے کے میراث کی
راہ سے خود پیشوا ہو کر بالاستقلال راج پر قائم ہو گیا، اگرچہ رگھوناتھ راؤ
نے پونان کے تمام علاقون اور کارخانون ہر بخوبی دخل کیا اور وہان کے اکثر
عملے فعلے کو بھی اپنا کر لیا تھا، ولیکن اِس جہت سے کہ عموماً خلق اللّٰہ کا طعنہ تشنہ
اُسپر تھا اور اِس شبہے سے کہ وہی اُس بیچارے کے قتل کا بانی مبانی ہوا تھا
سب کے نزدیک متّہم و بدنام ہوا اِس سبب نہایت دلگیر اور برخاستہ خاطر رہتا
آخرش اُسکے بداندیشون کے ایک گروہ نے جس مین نانا پھڑنویس نام ایک
شخص (نہایت ہی عاقل و اُسکا سرغنہ تھا) آپسمین اتّفاق کیا اور پیشوای
مقتول کی رانی کے ساتھ جو اپنے کو حاملہ ظاہر کرتی تھی مل کر رگھوناتھ راو کی
ہلاکت مین کوشش کی، قصّہ کوتاہ رگھوناتھ راو اُن کی سازش و تعدّی
کے سبب مجبور و بیبس ہو کے شہر پونان سے بمبئی کے جزیرے کو
بھاگ نکلا، جب پونان کی ریاست مین اسطرح کا خلل اور تہلکہ واقع ہوا
نواب بہادر نے دیکھا کہ دونون گروہ اُسکے غنیم مرہٹے اور انگریز ایک
دوسرے کے ساتھ خصومت و عناد مین اُلجھ رہے ہین اور مرہٹون کے سرداروں
مین ایسا تفرقہ پڑا ہی کہ ہر فریق ایک دوسرے کی بیخ کنی و بربادی کی گھات
مین لگ رہا ہی تب نواب نے اِس فرصت کو غنیمت جان کے یہہ قصد کیا
کہ جو جو خطّے اور پرگنے سنہ ۱۷۷۲ ع کے عہد و پیمان کے موافق مرہٹون کو دیئے
تھے، اب اُنھین پھیر لے چنانچہ نواب نے سنہ ۱۷۷۴ مین مرہٹون کی قوم کو اُن
خطّون سے نکلوا دیا،

قبضے مین لانا نواب حیدرعلی خان کا قلعہ بلھاری اور گتّی کو اور اس سبب سے نواب حیدرآباد کی غیرت خوابیدہ کو جگانا اور اُسکا امیر ظفر الدّولہ کو بھاری لشکر ہمراہ دیکر حیدرعلی خان کے ساتھ لڑنے کو روانہ کرنا اگرچہ اِس مہم مین مرہٹون کا بھی ایک بڑا غول اُسکا مدد کا رھوا لیکن حیدرعلی خان نے حکمت عملی سے اُن کے جماو کو توڑ دیا کہ اُن سے کچھ نہ بن پڑا

اسی مابین مین قلعہ بلھاری واقعہ خطّہ ادھونی کے زمیندار نے جو خراج گزار نواب بسالت جنگ کا تھا جسے اُسکے بھائی نظام علی خان صوبے دار حیدرآباد نے ادھونی کی سرزمین جاگیر کے طور پر دی تھی سرکشی کرکے نواب حیدرعلی خان سے مدد مانگی نواب نے اِس واقعے کو حسن اتفاق اور اپنے حوزہ ممالک کی فراخی کا معقول وسیلہ جان کرنول شانور کڑپے کی طرف جو افغانون کے شہر تھے لشکر کشی کی اور بظاہر دوستداری و خیرخواہی کے لباس مین قلعۂ بلھاری کا قصد کر نواب بسالت جنگ کی فوج کو جو اُسکے محاصرے مین سرگرم تھی وہان سے مار نکالا اور قلعے مین اپنا دخل کرلیا اور اُسکے زمیندار کو جسنے اُسّے مدد طلب کی تھی قید کرکے سریرنگپٹن کو بھیج دیا تب اُس مقام سے شانور کڑپہ کرنول کا عازم ہوکر اِن تینون جگھون کے حاکمون سے کئی لاکھ روپیے بطور نعلبندی کے لئے

سنہ ۱۷۷٦ ع مین نواب بہادر جنوبی ملکون کو مسخّر کرنے کے ارادے گتّی کے رستے روانہ ہوا گتّی کی سرزمین جو از بسکہ سیرحاصل ہی سنہ ۱۷۵۸ ع مین جو تھہ خراج پر مرہٹون کو اجارے مین دی گئی تھی کئی بڑے بڑے قریے اور محکم

قلعے اِس خطّے کے متعلّقات سے ہین ٭ چنانچہ کنچی کو نہ گرم کندہ بینی کندہ اور گتّی بھی کہی لفظ اِس سرزمین کا نام پڑ گیا اُنھین مین داخل ہی حاکم اِس خطّے کا اُس ایام مین قوم مرھتے کے بڑے گھرانے سے مرارراو نام ایک شخص تھا ٭ جو کئی مہینے تک حیدری افواج کا سامھنا کرتا رہا آخرش مقابلے کی طاقت نہ لا کر گتّی کے قلعے مین پناہ جو ہوا ٭ وہان بھی بڑی جوانمردی سے قلعے کو بچایا کیا٭ پر اِس سبب سے کہ پونان والون نے ابتک بھی اُسکی کچھ مدد نہ کی تھی اور قلعے کی باولیان بھی سب کی سب سوکھ گئین تب تو بے بس ہو کر اُسنے نواب بہادر کی اطاعت مین سر تسلیم جھکایا نواب اِس امر کی کچھ رعایت نفرما اُسے اسیر کر سریرنگپتن کو بھیج دیا ٭ وہ وہان پہنچ کر تھوڑے ہی دن جیا نواب حیدر علی خان اُن خطّون کا بندوبست اور اپنے عمّال وہان مقرّر کر سریرنگپتن کو پھر آیا٭

جب سنہ ۱۷۷۶ع مین سیامارا وجی میسور کا راجا لاولد موا٭ اور رسومات اُسکی ماتمداری کی ہو چکین تب نواب بہادر نے آٹھ یا دس لڑکون کو جن کے نسب نامون سے ٹھیک ٹھیک راجگی نسل ثابت ہوتی تھی بلوا بھیجا تا اُن مین سے کسی ایک کو راج پر قائم کرے ٭ جب یے راج کنور بارگاہ عالی مین پہنچے تو نواب نے اُنکے شعور و عقل کے امتحان کے لیئے ہر ایک کو کچھ پھل پھلاری دلوایا اور آپ اُنکی نظرین بچا کر اِس تاک مین تھا کہ دیکھئے یے اِن پھلون کو لیکر کیا کرتے ہین اتنے مین ایک لڑکے نے جو سب مین شایستہ اور ہونہار تھا وہ پھل لیکر اپنے باپ کو دیا ٭ اور دوسرے آپ ہی کھانے لگے ٭ حیدر علی خان نے اُسی پہلے کریم لڑکے کو جسنے اپنا حصّہ باپ کو دیا راج تاک کے لایق سمجھ کے گدّی نشین کیا٭ بعد اِس کے خود باد و دولت و اقبال اپنے لشکر مین جسے نئے مفتوح ملکون مین چھوڑ آیا تھا گیا٭

اس دخل و تصرّف کو دیکھکر جو نواب بہادر نے نواب نظام علی خان کے بھائی کے محالات اور صوبجات پر کیا سرکار حیدرآباد کے ناظمون نے خواب غفلت سے بیدار اور مستی ناز و نعمت سے ہشیار ہوا میر ظفرالدّولہ کو جسنے حرب و ضرب کے قاعدے قانون مین بڑی ناموری پیدا کی تھی بیس ہزار سوار کی جمعیّت اور توپخانے کا سرلشکر بنا کر نواب بہادر کے مقابلے کو روانہ کیا اور پونا کے بھی امیرون نے تیس ہزار سوار اُن کی مدد کو بھیجے تا ٹیپو رعلی خان کو اس تغلّب سے باز رکھین اِدھر سے تو اِن دونون فوجون نے اِسطرح کوچ کیا اور اُدھر نواب بہادر کو (جو ہمیشہ ایک زمانے کی اخبار کا جویان ہی رہتا تھا اور ہر ایک شہر و دیار سرکار و دربار مین اُسکے گوئندے اور خفیہ نویس تعینات تھے جنکے لیئے بیش قرار درماہہ مقرّر تھے اور اِسی جہت سے ہر نوع کے واقعات و حالات پر پہلے ہی خبردار ہو جاتا) اِن دشمنون کے بھی اِس قصد کرنے کی خبر ترنت پہنچ گئی تب اُسنے خرد دوربین کی صلاح سے یہہ مناسب جانا کہ قبل آپس مین ملنے اُن دونون فوج کے اُن مین سے کسی ایک پر اپنی چابکدستی و غلبہ دکھلاوے آخرش جب ظفرالدّولہ اپنا لشکر لیئے الغارون کوچ بکوچ آگے بڑھکر کنچی کوتہ آ پہنچا اور اُس سنگستانی سر زمین مین اُسکی فوج پریشان و متفرّق ہو گئی گمان غالب تھا کہ اُسکے سپاہی سب کے سب حیدری سوارون کے ہاتھون مارے اور بری طرح سلوک کئے جاتے اگر نواب بسالت جنگ نواب بہادر کے آنے سے جلدی خبردار ہو ظفرالدّولہ کو اِس امر سے آگاہ نکر دیتا چنانچہ ظفرالدّولہ اپنا لشکر امتیاز گڑھ کے قلعے کے گرد نواح مین لے گیا اِس لیئے تا اُس قلعے کی توپین اُس کی فوج کو حریف کے حملون

سے بچاے ؛ اِس عرصے مین نواب بہادر شتاب روی کرا ایسا اُن سے لگ بھگ آ پہنچا کہ کئی دن تک اُسنے شام کو اُسی مقام پر ڈیرا کیا جسے صبح کو چھوڑ کر غنیم آگے نکل گئے تھے ؛

اب ظفر الدّولہ چونکہ پونان سے اُسکو مدد آپہنچی اور اُسکی سپاہ کا جماو چالیس ہزار سوار کا ہو گیا ؛ اُس مقام سے حیدری فوج کا سامھنا کرنے چلا ؛ لیکن نواب بہادر (اِس ارادے پر کہ غنیم کی فوجون کو ایک اپنے قابو کی جگھہ مین محصور کر کر مصاف آرائی سے ہاتھ اُٹھا اُن پر حملہ کرے) پہلے گتّی کی طرف گیا ؛ بعد اِسکے پنیکاندہ کا عازم ہوا ؛ اور نظام علی خان کی فوجون نے گتّی ہی مین مقام کیا ؛ اِتنے مین ظفر الدّولہ کو اُسکے جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ کئی دنون مین افواج مرھٹے کے پچاس ہزار سوار جن کا ہریرام پنڈت نام سپہسالار ہی آپ کے پاس آ پہنچتے ہین ؛ اِس خبر سے اُسے بہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ مرھٹون کی فوجین اِس کام مین سبقت کر اُس مال و غنیمت سے جسکا حاصل کرنا کنچی کوٹے* کی لوٹ سے اُسنے تک رکھا تھا کامیاب ہو جائین اِس لئیے جھٹ پٹ وہان سے کوچ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ فائزالمرام ہوا اب وہ مرھٹے کے سوار آکر اُسّے ملے ؛

ظفر الدّولہ کو قبل داخل ہونے افواج مرھٹے کے اُسکے لشکر مین چیتل درگ کے راجا کا ایک خط پہنچ چکا تھا اِس مضمون کا کہ اگر نظام خانی فوج اِدھر آنے کا ارادہ کرے تو اُنھین رسد وغیرہ ضرورتی چیزون کی تکلیف نہو گی بلکہ اِس باب مین اِسطرف سے مدد کی جائیگی اور رستا بھی ایسا سیدھا دکھلا دیا جائیگا

---

* کنچی کوٹے کے گرد نواح مین ہیرے کی کھانین ہین جن کے سبب سے وہ مکان نہایت زرخیز ہی

کہ جلد سرینگپٹن کے دروازے تک پہنچا وے ، ظفرالدولہ نے اِس خط کو پڑھکر ہریرام کے حوالے کیا آخر کئی دن کی صلاح مصلحت کے بعد اُن سب کی رائین اِس تدبیر پر قرار پائین کہ اُس راجا نے اُنھین دکھلائی تھی ، وے سب تو اِسی اُدھیڑبن مین مشغول تھے کہ حیدر علی خان کے ہشیار و آزمودہ کار جاسوسون نے جو اُس دانشمند کی طرف سے دشمنون کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے اُن مین پھوٹ بگاڑ ڈال دیا یعنے بیس لاکھ روپیہ رشوت دیکر افواج مرہٹے کے سردارون مین ایسا ایک بلوا ے عام پیدا کیا کہ اُنکے سوار اِس بات پر آکر اڑے کہ جبتک اُنکی پچھلی تنخواہ نملیگی ممکن نہین کہ وے سرینگپٹن کی جانب ایک قدم بھی آگے بڑھین ، تب ہریرام پنڈت نے جو اُس رشوت کے روپیون سے اپنا حصّہ لیچکا تھا اور کنچی کوٹے کی غنیمت کے مال سے جسپر اُسکا دانت تھا ، بالکل بے نصیب و مایوس ہو گیا تھا ، پہلے تو ظفرالدولہ کے روبرو اپنے سپاہیون کے روے کا حال سنایا ، بعد اُسکے یہہ معذرت درپیش کی کہ ایّام برسات کے سامھنے آپڑے ہین ہمین کسی طرح کی لڑائی بھڑائی بھی ایسے زبردست حریف کے ساتھ خصوص اُسی کے ملکون مین کچھ نہ بن پڑیگی ، علاوہ اسکے مجھے کئی ایک ایسے ضروری کام پونان مین درپیش ہین کہ بغیر میرے انجام ہونا اُن کا غیر ممکن ہی ، چنانچہ وہ اِس بہانے اگلے دن ظفرالدولہ سے رخصت ہو اپنی سپاہ معیت پونان کو روانہ ہوا بیچارا ظفرالدولہ اِس روداد سے نہپت ناشاد و نامراد ہو کے کئی دن کنچی کوٹے مین رہا آخرش پاکتوڑ کے رستے گلکنڈے کی طرف روانہ ہوا اور ناحق بیٹھے بیٹھاے بارش کے موسم مین اپنی فوج کو حیران و پریشان کیا ، اِسطرح سے تلے لڑائی کے دن بدون جنگ و قتال کے بسر ہوے ،

لے لینا نواب حیدر علی خان کا ملک یونان کے درو بست متعلقات وصحالات کو جو کشتنہ ندّی کے دکھن طرف واقع ہین اور آنوگنڈی وغیرہ کے سرزمینون پر اُسکا دخیل ہونا ؎

تفصیل وار لکھنا اُن فتوحات کا جو ملک یونان کے قلمرو مین نواب حیدر علی خان کو حاصل ہوئے اطالت کلام سے خالی نہین اسلئے اتنا ہی بطریق اختصار یہان لکھا جاتا ہی کہ سنہ ۱۷۷۸ ع مین حیدر علی خان نے قلعہ دھاڑوار کے سوا ملک یونان کے علاقے کی بالکل سرکارین اور صوبجات جو کشتنہ ندّی کے جنوب واقع ہین لے لیا؎ بلکہ اِس ندّی کے پار جا کے پرسرام بھاو کی حکومت مین شہر مرینۃ پر بھی قابض ہو گیا؎ اور سنہ ۱۷۷۷ ع کی جنگ و حرب کے زمانے مین نواب عبدالحلیم خان پٹھان حاکم شانور کو جبراً اِسپر لایا کہ اُسکی تابعداری و باجگزاری اختیار کرے اور اُسکے فرزند سعید نواب صفدر علی خان عرف کریم شاہ کی زوجیّت مین اپنی بیٹی کو بھی دے؎ اور انہین دنون آنوگنڈی کی سرزمین کو بھی جسکے بیچ مین بیجانگر کا پرانا شہر واقع ہی پہلے اپنے عمل مین کر لیا؎ آخرکار حال زار پر امیران ملک تلنگان کے جہان کے فرمارروا اگلے زمانے مین شاہان عالیشان کیسی شان شوکت رکھتے تھے رحم اور ترس کھا کر اُسے اُنھین حوالے کیا؎ اور اُنکے کتنے شاہی حقوق کو بھی بدستور سابق قایم رکھا؎ بعد اِسکے سنہ ۱۷۷۸ ع مین پھر دوسری دفعہ نواب حلیم خان حاکم کرپے کے ملک اور محال پر تاخت کی اور اُسے اُسکے لواحق سمیت اسیر کر سرینگپٹن کو روانہ کیا؎ اِس تسلّط و تحکّم کے سبب نواب بہادر کا تمام اُن سرحدون مین جو حیدرآبادی کرناٹک بالا گھات کے نام سے مشہور ہین بڑا اقتدار حاصل ہو گیا؎ تحصیل

اس ملک کی ۷ ہم ستچالیس لاکھ روپیہ کی ہی سنہ ۱۷۷۹ ع مین جو نواب بسالت جنگ نے انگریزون سے صوبے کنتور کے دینے اور آپ اُنکی پناہ و پشتی مین رہنے کا اقرار کیا تھا اِس حرکت سے نواب بہادر جکے دل مین ابتک انگریزون کی طرف سے دشمنی و بغض باقی تھا نہایت ناخوش ہوا ؁ اور عین جوش و غضب کی حالت مین موضع ادھونی کو لٹوا دیا جسّے مبالغ کثیر اُسکو مل گئے ؁ بسالت جنگ جب غلبۂ حیدری کی تاب نہ لاسکا لاچار وہانسے بھاگ امتیاز گڑھ مین آکے قلعہ بند ہوا ؁

اِس عرصے مین موشیر لالی فرنگی سپاہیون کی کئی پلٹن سمیت جنکو انگریزون نے صلاح کر بسالت جنگ کی خدمت سے معزول کروا دیا تھا ؁ حیدر علی خان کی سرکار مین آملازم ہوا ؁ اور قوم فرانسیس کے بھی کتنے آدمی جو سنہ ۱۷۷۸ ع مین پانڈیچیری کے محاصرے کے وقت وہان سے جان بچا بھاگے تھے اُن سے آن ملے ؁ اور حیدری سپاہ کا جتھا اُن سپاہیون کے ملنے سے جنھین نواب محمد علی خان نے اپنی نوکری سے برطرف کر دیا تھا اور بھی بڑھ گیا ؁۔

جوش مین آنا کینہ دیرینہ نواب حیدرعلیخان کا انگریزون کے اُوپر
جنھون نے ماہی نام قلعے پر جو قلمرو مین اُسکے تھا حملہ کیا تھا اور وے
نواب بسالت جنگ کی اعانت کے لئے کرپہ مین آئے تھے اور نواب
بہادر کا مرہٹون کے سردارون کو تحفہ تحایف اور اِس مضمون کے
خطوط بھیجکر ملا لینا کہ ہم دونون اکتھے ہوکر انگریزون کو شکست
دین اور حتّی المقدور ہندوستان سے اُنکی بیخ کنی کرین

دانشمند انگریزون کو خوب معلوم ہی کہ اُسی تاریخ سے کہ سرکار کرناتک کے
ناظمون نے حیدر علی خان کے کمک مانگنے پر سنہ ۱۷۶۹ ع کے عہد و پیمان کے
موافق فوج بھیجنے سے پہلو تہی کیا تھا اُس بہادر صاحب غیرت کو یہی منظور تھا
کہ جسطرح ہو سکے اِن سے عہدشکنی کی کسر نکالا چاہئے اور تبھی سے اِن دونون
سرکارون کے درمیان اخلاص واتّفاق کی جگہہ خلاف و نفاق نے راہ پایا تھا اور جب
انگریزون نے فرانسیس کے قبضے سے پانڈیچیری کا قلعہ نکال لیا اِسکا رنج بھی اُسکو
کم نتھا علاوہ اِسکے انگریزون کی اور فتحون کی خبرین بھی اُسکے دل پر کہ اُن کی
اِن بدسلوکیون سے بھرا ہوا تھا نہایت گران گذرین پر جب انگریزون نے
فرانسیس کے ماہی نام قلعے پر جو ممالک محروسہ کے بیچون بیچ واقع تھا حملہ
کیا اور کرنیل ہر پر جرأت کر کرپے مین نواب بسالت جنگ کی اعانت کو آیا
اُسے قہر حیدری کا دریا یہان تک جوش مین آیا کہ آخر کو اُس نے یہہ تدبیر
ٹھہرائی کہ اگر ہو سکے تو سردست مرہٹون کے ساتھ اتّفاق کر کے انگریزونکو
ہندوستان کی سرحد سے دفع کیا چاہئے چنانچہ یہہ مصلحت دل مین ٹھان کر اپنے
خاص ملازمون سے ایک فہمیدہ شخص نور محمد نام کو کہ اُسکا محل اعتماد تھا

اِس کام کی سفارت کے لئے تجویز کیا، چنانچہ پہلے تو اُسے ملکی اموز و مراتب کی مخفی تعلیم فرما کر تیرہ لاکھ روپیہ کا تمسّک اور پانچ لاکھ کا جواہر، اسکے سوا کئی مکتوب بھی ناناپھڑنویس اور دوسرے سرداران پونان کے نام پر اُسکے حوالے کیا، سرنامہ اِن مکتوبون کا ایّام بوقلمون اور زمانۂ پرمکر و فسون کی بیوفائی و شکایت پر مشتمل تھا، جسکے سبب اِن دونون سرکار پونان و میسور کے درمیان سابق مین ویسا خرخشہ و عناد واقع ہوا، اور خلاصہ مضمون یہہ تھا کہ دل صداقت منزل میرا بخوشی و رضا اِس بات کا خواہان ہی کہ زرخراج دولت پونان کے اُن صوبون کا جو جنگ و حرب کے وقت، مملکت میسور مین داخل ہو گئے ہین اُس سرکار کو واصل کرے، اور چونکہ انگریزون کی قوم تمام ہندوستان پر تسلّط کا ارادہ اور طرفین سے عداوت قلبی رکھتی ہی بنا بر اسکے عموماً ہندوستان کے تمام امیرون خصوصاً ہم دو رئیسون پر لازم و اہمّ ہی کہ قرار واقعی باہم متفّق ہو کے اِن مشترک اعادی کو سرزمین ہند سے نکال دین اُس ایلچی کے ہمراہ مرہٹے کے سردارون کو تحفہ دینے کے واسطے بڑے دامون کے کئی ہاتھی مع عماری بہاے جواہرنگار اور بیش قیمتی سوغاتین بھی کر دین،

الغرض وہ سفیر حضور سے رخصت ہو کے جب ملک پونان مین داخل ہوا تو اُسنے وہانکے سردارون کو اِس جہت سے کہ جنریل کاردوالس کا لشکر یہان آ پہنچا تھا نہایت بدحواس و حیران پایا، اور افواج بنبئی کے بھی حملہ کرنے سے اُن پر ایسی دہشت غالب ہو گئی تھی کہ قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کا ارادہ انگریزون کے ساتھ صلح کرنے کے لیئے زیادہ ہی بہ نسبت نواب بہادر کے مصالحہ کے، تب اُس سفیر خوش تقریر نے سرکار پونان کے سردارون کو ہدیے پہنچا کر دانشمندی و شیرین بیانی کی قوّت سے بعضون کو موافق و ہواخواہ بنالیا،

اگرچہ پہلے مرہٹے کے دونون گروہ یعنے وے جو انگریزون کی طرفکشی کرتے تھے اور وے جو اُن کے بداندیش تھے، قوّت و اقتدار مین برابر تھے پر آخر کو سیندھیہ کی قید سے رگھوناتھ راو کے بھاگنے اور برخلاف اُس قول قرار کے جو کام (نام مقام) مین درمیان آیا تھا دوسری بار انگریزون کے نزدیک اُسکے پناہ لیجانے نے اُس فریق کے اقتدار کا پلّا بھاری کیا جو انگریزون کے بدخواہ تھے، اور اِس جہت سے نواب بہادر کے ایلچی کا مطلب نکل آیا، چنانچہ سرکار میسور و پونان کے ملاپ کا عہد و پیمان اِس طور پر کہ آیندہ طرفین سے آپسمین رعایت و مروّت کی شرطین بجا لائی جائین درمیان مین آیا اور عہدنامے لکھے اور اُن پر دونون طرف کی مہر و دستخط ہو گئی، کہتے ہین کہ اُسی ایّام مین کہ نواب بہادر نے یہہ ایلچی پونان کو روانہ کیا تھا نواب نظام علی خان کے پاس بھی جو اُن دنون انگریزون سے اِس سبب کہ اُنھون نے شمالی چار سرکارون کی بابت پیشکش بھیجنے مین تاخیر کی، علاوہ اِس کے کنتور کی سرکارین بھی لے لین تھین، اور اُسکے بھائی بسالت جنگ کے خیرخواہون مین اپنے تئین داخل کیا تھا بغیر اِسکے کہ نظام علی خان کو اِسکی اطّلاع ہو، رنجیدہ و کشیدہ خاطر ہو رہا تھا، دوستی کا نامہ پیام بھیجا تھا، کیونکہ آیندہ بات سے اِس خط کتابت کا شبہہ یقین کو پہنچتا ہی کہ ہنوز سرکار پونان اور میسور کے درمیان قرار مدار ہوتے دیر نہوئی تھی کہ طرفین کی رضامندی سے یہہ بات مکرّر ثابت و ظاہر ہوئی کہ نظام علی خان بھی اِس اتّفاق و اجماع مین داخل تھا، آخرکار یہہ امر بخوبی معلوم و آشکار ہو گیا کہ اِس عہد و پیمان مین شریک ہونے اور سرزمین ہندستان سے انگریزون کی بیخ بنیاد اُکھاڑ ڈالنے مین متّفق ہونے کو نہ فقط برار ہی کا راجا مادھو جی بھونسلا بالا یا گیا تھا، بلکہ اور سردار لوگ پھر اِس قضیئے کے شریک تھے، نواب بہادر نے دشمنون پر چڑھائی کرنے کا

جو اندیشا باندھا تھا، صورت اُسکی یہہ تھی کہ جس وقت وہ آپ ملک کرناتک پر لشکرکشی کرے، نظام علی خان کو چاہیئے کہ وہ اُتّر کے صوبون پر حملہ کرے، اور جب حیدری و نظام خانی دونون سپاہ آپس مین ملکر انگریزی لشکر کو ہزیمت دے چکین تو مدراس گھیرلینے کی فکر کرین اور افواج مرہٹہ جزیرۂ بمبئی کے تاخت تاراج کو روانہ ہو، برار کا راجا لشکر جرّار لیکر بنگالے پر چڑھ دوڑے، نواب نجف خان اور دوسرے سردارون کو حدود دہلی کے مناسب ہی کہ گنگا پار ہو کے صوبۂ اودھ کو عمل دخل کرلین، ولیکن اگر ناظم وہان کا اِس صلاح مین شریک ہو کے آپ ہی قوم انگریز کو اپنی سرحد سے جس طرح ہو سکے نکال دے تو وہان کا جانا ضرور نہین، فی الواقع یہہ تدبیر تو انگریزون کے مستاصل کرنے کے لئے نہایت معقول تھی اگروے اشخاص جنھون نے اِس امر مین اتّفاق کیا تھا، اپنے اپنے قول کی پاسداری کرکے قرار واقعی کوشش کرتے، تو یقین تھا کہ اُس ایّام مین انگریزون پر بڑی مشکل آبرتی، لیکن ایسا کم اتّفاق ہوتاہی کہ جدی جدی قوم کے لوگ کسی کام مین شریک ہو کے اپنے وعدون کے پورا کرنے اور نباہنے مین سعی کرین، اب اُن خیالی اور زبانی مددگارون کا حال سنئے کہ مادھوجی بھونسلا اور غربی ممالک ہندوستان کے کسی امیر نے اِس مہم پر ذرا بھی التفات نکیا، مرہٹے اپنے قلمرو کے (جسکے شرقی شمال اور غربی جانب پرانگریزون نے چڑھائی کی تھی) بچانے کی فکر مین لگے، نظام علی خان کا وہ سب جوش و خروش اُس لطف و لبق اور عہد و پیمان کے سبب جو گورنربنگالے نے اُسکے ساتھ کیا، گھٹ گیا، سنہ ۱۷۷۹ ع مین نواب محمد علی خان نے مدراس مین انگریزون کے عملے فعلے کو اُس قول قرار کی حقیقت سے جو نواب حیدرعلی خان اور مرہٹون کے ساتھ واقع ہوا اور بھی اُس اتّفاق

وسیلہ کی کیفیّت سے کہ اِن دوسر کارون اور نظام علی خان کے درمیان برخلاف قوم انگریز کے ظہور مین آیا خبردار کردیا؛

اب چند سطرین انگریزون اور مرہٹون کے درمیان عداوت ہونے کی اور نواب بہادر اور مرہٹون مین برسون لڑنے کے بعد اُن کے مصالحہ کرنے کی بابت مین بطور اختصار لکھی جاتی ہین اور واسطے ربط سررشتہ سخن کے مرہٹون کے ترقّی کرنے کا حال بیان کیا جاتا ہی؛

مرہٹون کی ریاست عالمگیر کے وقت سے شروع ہوئی اِس صورت سے کہ جون اُن دنون سلطنت دہلی کے کمال کو زوال آچکا تھا اور عالمگیر جو شرع مین بڑا ہی متعصّب اور نہایت بیدرد و سفّاک تھا ہند کے سارے رئیس عموماً اور قوم ہنود کے راجے خصوصاً اُسکے ہاتھ سے نپٹ تنگ ہو رہے تھے؛ اور تمام دکھن مین جہان ہر خطّے اور صوبے مین ہر ایک حاکم برای خود مستقل ہو گیا تھا؛ طریقہ ملوک الطوایف کا پیدا ہو گیا؛ اور یہ حکّام کبھی تو آپس مین ملے جلے رہتے اور کبھی ایک دوسرے کے مخالف ہو جاتے؛ اُنھین دنون قضا کار ہلے تو مرہٹون مین سے سیوا نام ایک شخص طالب ننگ و نام نے خروج کیا اور کچھ سوار اکٹھا کر فی الجملہ جمعیّت بہم پہنچا کتنے دنون تو اِدھر اُدھر لوٹ پاٹ مچاتا رہا؛ مذان بجاے خود حاکم وقت بن شہر تارہ کو اپنا دار الحکومت بنایا؛ خیر سیوا کے دن جب پورے ہوئے؛ تو سنبھا اُسکا بیٹا اپنے باپ کی جگہہ مسند پر بیٹھا؛ اور عالمگیر سے لڑنے کو مستعد ہو آخر مارا پڑا؛ تب ساہو اُسکا خلف کہ سلیم و حلیم

تھا قایم مقام باپ کے تخت نشین ہوا اس نے لڑنے بھڑنے سے احتراز کر آتھ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ اہالی ملک سے چُنکر اُنکو اپنے راج کے انتظام کے لئے مدار المہام بنایا؛ بعد مرنے اِس کے جبکہ اُسکا کوئی فرزند صلبی نتھا؛ رام نراین نامے ایک شخص کو اُسکے خویشون مین سے گدّی ملی؛ چونکہ یہہ آپ تو عقل و دانائی سے محض معرّا تھا لہذا اُس نے ملکی بند و بست کا بالکل اختیار اُنہین آتھ ہشیار کارون کو دیا؛ جن مین سے بالاجی نامے ایک کوکنی برہمن نے جو دانشمندی و ہوشیاری مین یگانہ تھا؛ آخرکار یہہ مرتبہ و اقتدار پیدا کیا کہ راجا رام نراین کو قدر و منزلت کے ساتھ مقام ستارے مین قایم کر پونان مین اپنی حکمرانی کا ٹھاٹ پھیلانا ناپر دھان پیشوا پنڈت کے لقب سے شہرت پائی ہرچند وہ آپ ہی جزوی و کلّی امورات ملکی مین باستقلال اختیار رکھتا تھا تو بھی راجا رام کی باوجود اُسکی بداطواری و خامکاری کے بڑی توقیر و عزّت کرتا؛ آخرش پونان کو اپنا دارالامارت قرار دیا؛

حاصل کلام یہہ کہ انگریزون نے پہلی لڑائی کے بعد قباحت اور برائی اُس صلاح کی جس پر سردار بنبئی نے راگھو کی مدد کو لشکر بھیجا اور مرہٹون کے ساتھ جنگ و پیکار کی بناڈالی؛ خوب معلوم کر کے کرنیل آپٹن کو مصالحے کے لئے پونان کی طرف روانہ کیا؛ اِن دنون رام نراین کی رانی جو حمل سے تھی ایک لڑکا جنی؛ پونان کے رئیسون نے اُس لڑکے کو اُسکے باپ کی جگہہ پیشوائی کی گدّی پر بیٹھلایا اور اُسکے بالغ ہونے تک سکھارام اور نانا پھڑنویس کو وزارت اور نیابت کے منصب پر مقرّر کیا؛ مگر راگھو نے جو پونان جانے کا انکار کیا اِس سبب سے میل ملاپ کا سوال جواب طی نہ ہوا بلکہ ادھورا رہ گیا؛ اور وہان راگھو کے خیرخواہ نت نیا فتنہ و فساد اُٹھایا کرتے تھے؛ پونان والے

سمجھتے تھے کہ یہہ سارا ہنگامہ در پردہ انگریزون کا کام ہی چنانچہ پھر کشت و خون کا کانون مشتعل ہوا آخر کو انگریزون کے لشکر مین غلّہ اور دانہ و کاہ کی ایسی نایابی و قلّت ہوئی کہ وے سخت مجبور و مضطر ہوئے کرنیل اگرتن بہادر انگریزون کے سرلشکر نے بیبسی کے سبب مرھٹون سے سر نو ملاپ کا قول قرار کیا جب یہہ خبر کہ کرنیل موصوف نے ناچاری و مجبوری کی جہت جماعہ مرھٹے کے ساتھہ میان کیا بنبئی کو پہنچی تو انگریزی سردار اس مغلوبانہ میان سے ناخوش ہوئے جسّے پھر جنگ و حرب کی نوبت آئی اور جنریل گوڈرڈ جو مرھٹون کی لرانی پر تعینات ہوا تھا حسن آباد سے برہانپور کو چلا کیونکہ برار کا راجا بھونسلا مرھٹون سے لڑنے کو راضی نہ ہوا راگھو جنریل کی خبر روانگی سن لر سیندھیا کی قید سے بھاگ جنریل سے جا ملا

از کتاب جارج نامہ

مصالحہ کرنا قوم مرھٹے کا حیدرعلی خان بہادر سے اور ملا لینا نظام علی خان آصفجاہ ونجف خان اور سارے ھندوستان کے امیرون کو اپنے ساتھہ انگریزون کی لڑائی پر

نظم

بدان گاہ راگھو کہ بر انگریز || بیامد بپا کردہ رزم و ستیز
جہانے پر از شور و آشوب کرد || خردمند داند کہ ناخوب کرد
مرھٹہ بحیدر علی داشت جنگ || بہم آختہ تیغ الماس رنگ

دو دستی ز دندی شده کینه ور
پی جستن بیشی بوم و بر

چو شد رزم آغاز با انگریز
بیک سو نهاده به حید ز ستیز

به بسته در جنگ با نام جوی
ز کینه سوی آشتی کرد روی

ز خود کرده خشنود بنمود یار
که باشد ورا یار در کارزار

نظام آنکه بُد بر دکن باج خواه
بدو نیز بگشوده از مهر راه

بگرمی در دوستی باز کرد
ورا نیز با خویش انباز کرد

نجف خان که بُد نامدار بزرگ
بمیدان پیکار گردی سترگ

فراوان سپه داشت آراسته
همه نرّه شیران نو خاسته

جز اینان هران کس که بُد نامدار
بخود کرده دمساز و انباز و یار

همه گشته بایکدگر هم زبان
بدین رای گشتند هم داستان

که حیدر علی یک شده با نظام
کشیده به پیکار تیغ از نیام

بکرناتک و بوم سرکار نیز
که تازد بدان هر دو جا انگریز

روان ساخته لشکر جنگجوی
به پیکار بدخواه بنهاده روی

بدان بوم و بر شور و شر افگنند
ز دشمن بن و بیخ را بر کنند

بگجرات راند مرهته سپاه
که یابد بد اندیش آنجا نه راه

یکی مهترے از مرهتہ سپاه
که سودے سر جاه بر چرخ و ماه

موداجیش نام و لقب بهونسله
مقرّر چنان گشت کو با سپه

سوے بوم بنگاله گردد روان
به بسته به پیکار کردن میان

نماید مرآن مرز زیر و زبر
نخارید یکسر ز پیکار سر

بدست آیدش هرکه از انگریز
برانگیزد از جان او رستخیز

نجف خان ز دهلی براند سپاه
سوے لکهنؤ یکسره رزم خواه

فروزد دران آتش کینہ تیز | بہ پردازد آن بوم و بر زانگریز
گرش آصف الدولہ یاری کند | درین کین بجود خوب کاری کند
وگرنہ نجف خان گہ کارزار | جو دشمن زجانش بر آرد دمار
جو اینگونہ کنگاش آمد بسر | روان گشت ہر سویکی نامور
گران تا گران جہان شد سپاہ | بدان بد کہ اختر بُد نیک خواہ

آنا انگریزون کے ایلچی کا حیدر علی خان بہادر کے دربار مین ملاپ کی اُمید پر اور بے نیل مرام اُسکا پھر جانا،

اُن دنون مین مدراس کے گورنر نے اِس امر کو صلاح وقت سمجھا کہ نواب حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کاردان کو روانہ کرے اِس امید پر کہ وہ وہان جاکر کسی طرح پھر ملاپ کی راہ کو جو بہت دنون سے مسدود ہوگئی ہی کھولے اور اِس ضمن مین اُسکے ملک کا دستور و آئین بھی کما ینبغی دیکھے بھالے، خیر جب اِس امر مین نواب بہادر کا استمزاج کیا گیا تو اُسنے بڑی مشکلون سے ایلچی کو اپنے ملک مین آنے کا اِن شرطون کے ساتھ حکم دیا کہ سرینگپتن سے چار میل کے فاصلے پر اُترے اور کوئی اُسکا نوکر چاکر شہر مین نہ آوے اگر کسی چیز کی حاجت ہو تو حیدری سوارون کی معرفت، جو اِسی واسطے متعیّن ہوئے ہین شہر سے منگوالے، آخر کو نواب نے اُس سفیر کو بعد بہت انتظار کے اپنے حضور مین بلایا، اور سب اُسکا پیام کلام سن کر یہہ جواب دیا کہ ابتدا مین مین نے یہہ گمان کیا تھا کہ قوم انگریز بہ نسبت اور قوم کے صدق و وفا کی صفت سے موصوف ہین، لیکن اِن دنون امتحان و آزمایش سے ایسا معلوم ہوا کہ اُن پر

اِن دو جوہر کا ذرا عکس بھی نہین پڑا۔ چنانچہ سنہ ۱۷۶۹ع کی شرط و قول پر جب افواج مرہٹے کے مارہٹانے کو ہمنے تم لوگون سے مدد مانگی۔ تم نے اِس مین ڈھیل کی اور معاذیر سست و نامقبول کرتے کرتے یہانتک امروز فردا کیا کہ وقت ٹل گیا اور اِس سرکار کے غنیمون کی بن آئی۔ اور یہہ بھی تمہاری طرف سے خلاف عہد و پیمان کے ظہور مین آیا کہ تمہاری فوجون نے ہمارے قلمرو کا قصد کیا اور قلعہ ماہی لے لیا۔ ابتک بھی تمہاری جانب کے عہدہ دار وہان حکومت کر رہے ہین۔ اِس سبب سے ہمین اب تم لوگون کے قول فعل پر کچھ اعتماد باقی نرہا۔ قطع نظر اِس کے ہم کو ایسے سردار کی دوستی و اتّفاق سے کیا فائدہ ہوگا جو بذات خود مستقل اور اپنے کام کا مختار و حاکم نہو۔ اور ہر ایک مقدّمے مین ارباب شورا ہی کی تجویز و راے کا منتظر و محتاج رہے۔ مثلاً اگر ہم اُسّے مدد چاہین تو وہ پہلے تو صلاحکارون سے فتوا اور اجازت طلب کریگا۔ بعد اِس کے نواب محمد علی خان کے نزدیک مدد خرچ کے باب مین التجا لائیگا۔ اور اِس بات مین کچھ شبہہ ہی نہین کہ وہ اِس مادّے مین چند در چند عذر در پیش کریگا اور کیا کیا نہ تاَمل متوَل کرکے کام کو ملتوی رکھیگا جب اِسپر بھی تم اُسکے پاس الحاح و زاری کروگے تو وہ بعضے بعضے اجناس اور کچھ جواہر نکال دیگا کہ اِنھین بیچکر اپنا کام نکالو۔ خیر جب ہزارون ہوک و مکر کے بعد یہہ بھی ظہور مین آیا تب اللہ اللہ کرتے تمہارا ڈیرا ڈنڈا شہر سے باہر نکلتا ہی۔ پھر کوچ کا تمہارے یہہ حال ہی کہ اگر ایک دن کوچ ہو تو دو دن مقام ہو۔ اِس رنگ ڈھنگ سے جبتک تمہاری کمک ہمارے ملک مین آتی ہی تبتک یہان غنیم لئیم پہلے ہی اپنا کام کرجاتے اور ملک کو ویران و تباہ کرڈالتے ہین۔ جب تمہارا یہہ وتیرہ ہی تو ہمارے تمہارے درمیان اتّفاق و ملاپ کیونکر ہوگا۔ مین صلاح و شورا کا پابند نہین مین اپنی ہی عقل صلاحکار کے حکم

رجاتا ہون ، اپنے عزم پر آپ حاکم ہون ، حتیّ الامکان ضرورت کے وقت غفلت نہین کرتا اور فرصت کو ہاتھ سے جانے نہین دیتا ، لحظے بھر مین ایک لشکر یار سالہ جنگ آزمودہ سوارون کا جہان درکار ہو بھیج سکتا ہون ، جن کا ہر روز ساتھ میل کوچ معمول ہی خدا کے فضل وکرم سے غلّے اور ہرطرح کی ضروری چیزون کے ایسے انبار خانے ، ذخیرے کثرت سے بھرے بھرائے طیّار رکھتا ہون کہ برسون کے خرچ اخراجات کو کفایت کرین ،

بھلا ایسی دو سرکارون مین جو اس طرح متخالف اور متضاد ہین کسطرح ملاپ اور ہمد استانی صورت پکڑے ، سو اب آپ رخصت ہو جیئے اور اپنے موکّل کو جا کہیئے کہ آیندہ نامہ پیام بھیجنا عبث بلکہ میرے درد سر کا باعث ہی ، حیدر علی خان اُس قاصد کے ساتھ یہی عتاب خطاب کر کینہ کشی پر مستعد ہوا یہانتک کہ شہر رجب کی بیسوین سنہ ۱۱۹۴ یا جولائی مہینے سال ۱۷۸۰ مین بہت سے گھاٹ پار ہو سیلاب جوشان کی طرح اکبارگی کرناتک مین جاداخل ہوا اُسکے پہنچتے ہی اُس سرحد مین ایک شور محشر برپا ہو گیا ، اس یورش مین جتنا اُسکے لشکر کا تیس ہزار سوار جرّار اور چالیس ہزار پیادے خونخوار کا تھا ساتھ اسکے بڑے زور شور کا ایک دھوان دھار توپخانہ بھی ہمراہ جس مین فرنگستان کے گولنداز اور مشیر لالی اور اور فرانسیس عہدہ دار سرغنے تھے ، اس جنگ مین قلب لشکر کا نواب بہادر آپ سپہسالار تھا اور میسرے کی سرلشکری ٹیپو سلطان کے حوالے تھی ، اس تاکید سے کہ وہ شمال رویہ صوبون پر چڑھ دوڑے ، اور میمنہ کے غول کو ، اپنے ایک مور سالار کے ہمراہ موضع مادورا اور دکھن والے پرگنات پر مقرّر کیا کہ ان مکانون مین لوٹ مار مچاوے ، قلب

کی فوجین بالام نائرنام گذارے گھاٹ کے متّصل چتّور گڑھ مین جا اُتری، چونکہ یہہ قلعہ برسر کوہ واقع اور نہایت محکم و استوار ہے لگاؤ دشوار گذار ہی، سابق مین اِس کو نواب انورالدّین خان نے سوانح حوادث کے وقت اپنے قبائل کے لئے مسکن و ماوا مقرّر کیا تھا، اور اب یہہ حصار اور اُسکے مضافات محمد علی خان کے بھائی ناصرالدّولہ عبدالوہّاب خان کے دخل مین تھے، افواج حیدری نے پہلے اُسی پر غارت و تاراج کا ہاتھ ڈالا، خواہ اِس خیال سے کہ اُس مین نقود و جواہر گران بہا کا خزانہ ہی یا اُس دشمنی کے سبب جو حیدر علی خان کو محمد علی خان کے ساتھ تھی، یہان کا قلعدار اور اُسکے عیال اطفال سکے سب اسیر و گرفتار اور انواع طرح سے ذلیل و خوار ہوئے، اشیا اجناس قلعے کی لٹ گئی، نفایس و اموال وہان کے سرینگاپٹن روانہ کیے گئے، اِن لوٹ کی چیزون مین نہایت عمدہ کتابخانہ تھا جسکی کتابین نواب انورالدّین خان نے جمع کی تھین اور پچھلے دنون مین اُسکے جانشین نے بھی ہزارہا جلدین اُس پر اضافہ کین، یہے کتابین اُن نسخون سمیت جو کرناتک کے بعضے قلعون اور نواب کرپہ وغیرہ کے کتاب خانے سے ہاتھ لگے تھے بعد شہید ہونے ٹیپو سلطان کے مع کتبخانۂ سلطانی انگریزن کے قبضے مین آئین حیدری لشکر اِس تاخت مین چتّور گڑھ اور اُسکے آس پاس کے قلعے مسخّر و مفتوح کرنے پر قانع نہو کر آگے بڑھا، چنانچہ آگسٹ کی دسوین تاریخ اُسکے سوارون کے ایک غول نے مدراس کے قرب و جوار کے کئی دہات لوٹ مار کر شہر مین ایسا ہلّڑ اور بلوا مچادیا کہ وہان کے انگریز باشندے حصار مین پناہ جو ہوئے، بعد اسکے اکیسوین کو افواج حیدری نے کرناتک کا دارالامارہ شہر آرکاٹ لوٹ لیا، لیکن چونکہ انگریزون کی فوجین نزدیک آگئین بعضی مدراس

سے سر ہاطر منرو کی اور بعضی اُتّر کے صوبون سے کرنیل بیلی کی سپہسالاری
مین ' اِسلیئے نواب بہادر آرکات کے محاصرے سے تو باز آیا ' پر اِس امر مین
کوشش کی کہ تِلے دونون فوجین آپسمین ملنے نپائین '

ترجمہ بعضے مقام بارھوین باب کا رسالۂ ملیطری بیاگریفی یعنے
تذکرہ بہادران انگلستان مین سے (جو سنہ ۱۸۲۱ ع مین چھاپا
گیا) بیان مین حال جنریل سر ڈیوڈ بیرڈ کے جو بہت دن تک
تیپو سلطان کی قید مین اور قلعہ سرینگپٹن کی تسخیر کے وقت
تاخت کرنیوالون کا سرکردہ تھا مشتمل جنگ کوھستانی کی
خصوصیات پر جو کنچی کوتے کے درمیان واقع ھوئی ' اور یہہ '
ایک اُن جنگون مین سے ھی ' جن مین طرفین سے ھزارون جنگجو
مارے جانے کے بعد نواب حیدرعلی خان فتح نصیب ھوا '

ہندستان کی سب ریاستون مین ' اُن دنون (جب تیموریہ سلطنت کو کمال
زوال آچکا) میسور والی ریاست بڑی مشہور و نامی تھی ' جس پر
نواب حیدر علی خان قابض تھا ' اور اِس بہادر نے مرتبہ سپہداری سے
بیاوری طالع و اقبال ' فرمانروائی و شہریاری کے درجے پر ترقّی کی ' ذات عالی
صفات اُسکی ' فنون سپہسالاری کے سوا ' جہانداری و ملکداری کے آداب
و قانون کی بھی ایسی حاوی تھی کہ اُس ایام مین فرنگستان کے فرمانفرماؤن کے
درمیان بھی ایسا شخص مجموعۂ نوادر و کمالات ' عدیم المثال تھا ' چونکہ ایسا
حاکم جابر و مدبّر کے قرب سے انگریزون کی ریاست کو جس کی بنیاد ابھی بخوبی

قایم نہین ہوئی تھی کھٹکا اور خطرا تھا، بناچار مصلحت نیک تو یہہ تھی کہ انگریز اُسسے اتّفاق و میل رکھتے، یا ایسا قول و قرار ہی کرتے جسّے وہ، اُن کی سرحدون پر ہاتھہ نہ ڈال سکتا، لیکن حیف کہ برخلاف اِسکے، اُنھون سنے نواب کی دشمنی پر کمر باندھی، چنانچہ سنہ ۱۷۶۷ ع مین انگریزون سنے نواب بہادر سکے ساتھہ جنگ وجدل کی بنا ڈالی مگر نواب ہی اِس لڑائی مین فتحیاب و مظفّر رہا، اور مقام کرناتک سے جہان اُسکے تاراج عام سکے سبب واویلا مچا تھا، عین مدراس سکے دروازے تک جا پہنچا، یہان بھی اُس سنے ایسی لوٹ لاٹ مچادی کہ وہان سکے حکّام ہارمان کر مغلوبانہ صلح پر راضی ہوئے چنانچہ آپسمین یہہ قول قرار ہوا کہ ضرورت سکے وقت طرفین ایک دوسرے کی رعایت وحمایت سے پہلو تہی نکرین، ابھی اِس عہد و شرط کو دیر نہوئی تھی کہ نواب کو مرھٹون سکے ساتھہ ایک جنگ کا سامھنا ہوا، تب اُس سنے چاہا کہ اپنے اُن نئے ہواخواہ انگریزون کی دوستی سکے نقد کو کسوٹی پر کسے، گورنر مدراس کو ایک نامہ لکھہ براے نام امتحاناًپان سی انگریزی سپاہی کی اُسسے کمک چاہی، گورنر موصوف سنے ع برخلاف راہ و رسم دوستی، بسم اللّٰہ ہی غلط کی، اور اُسکی درخواست پذیرا نہ کی، خیر بعد اِسکے سنہ ۱۷۷۰ ع مین بھی جب دوبارہ لٹیرے مرھٹون سنے نواب کو تنگ کیا تو پھر مدراس سکے کارپردازون سے مکرّرًا عہد وپیمان یاد دلا کر مدد طلب کی، ابکی بار بھی اُن کی جانب سے غفلت کا وہی عالم رہا جیسا اوّل ظہور مین آیا تھا، اِس عرصے مین مرھٹون کی باربار غارت و تاراج سکے باعث میسور کی ریاست مین بہت سا اختلال راہ پایا اور اُسکے اکثر خطّے اُن سکے قبضے مین آگئے، تیسری بار نواب سنے پھر بھی انگریزون سے استمداد مانگی، اور اِس یاری و مدد سے جو فائدہ اُنھین

ہونیوالا تھا، اُسپر بھی اُن کو مطّلع کیا، اِس طرح پر کہ جب ابھی اِن بے دست و پا و کم مایہ مرہٹون نے ہندستان کی بالکل شمال رویہ مستقل ریاستون مین یہہ آشوب قیامت مچا رکھا ہی خدا جانے اگر یہی لوگ قوت پائین اور کچھ ساز و سامان اِن کے ہاتھہ چڑھ جاے تو دکھن کے تمام ملکون مین کیا ہاتھہ پانوٗ نکالین اور کیسی ہلچل ڈالین، اِس اطّلاع و استمداد سے بھی کچھ حاصل نہوا اور کمپنی کے کارگزار اِس تغافل مین مرتکب بڑے ننگ و عار کے ہوے، لیکن چونکہ ابھی نواب بہادر کی ترقّی کے ایّام باقی تھے اُسنے اپنی عقل صلاح کار کی چارہ سازی سے سب دشمنون کو زیر کیا، اور بغیر کسی کی اعانت و مدد کے پہلے تو سنہ ۱۷۷۲ء مین مرہٹون کے ساتھہ بخوبی مصالحہ کرلیا، پھر اُن مرہٹون کے آپس مین خانگی قصے قضیے اور سرکار بمبئی کے کارکنون کی بدانتظامی کے باعث نواب نے ایسی دست قدرت حاصل کی کہ جو جو محالات اُس کے قبضے سے نکل گئے تھے اُنھین پھرا لیا اور ساتھہ ہی اِس کے اپنے ملک کی وسعت و فسحت کو بھی خوب ہی پھیلایا،

نواب بہادر نے جب اپنی ضرورت کے وقت فرقے انگریز کو آزمایا اور اُن سے بارہا عہد شکنیان دیکھین تب آیندہ اُس کے دل سے اُن کے قول فعل کا اعتبار جاتا رہا، اُنھین دنون مین فرانسیس نواب سے آن ملے اور ہر طرح کے جنگی آلات و سامان سے اُسکی مدد و خدمت کی اور اِس امید پر کہ کسی نوع سے کرناٹک کا ملک اُن کے ہاتھہ آجاے نواب کے ساتھہ اتّفاق و میل رکھنے کو مناسب جانا، چنانچہ اُن کے کار آزمودہ عہدہ دار لوگ خیرخواہون کے طور پر نواب بہادر کی ملازمت مین حاضر رہکر اُنکی کے

سپاہیون کو فرنگستانی جنگ وپیکار کے قواعد سکھلانے مین بدل متوجّہ ہوئے
چونکہ انگریزون کی بدسلوکیون سے نواب کا دل بھر رہا تھا اور اِس
امر مین حق بجانب اُس کے تھا اب اُس نے دشمن سے کینہ کشی مین
اپنے کو خوب توانا پایا اور اُن دنون سرکار کنبنی کے ناظمون کا حال یہ
تھا کہ یہ لوگ آپ تو اُسکی اعانت و مدد سے تجاہل کرتے ہی تھے اور
راجاؤن نوابون سے بھی ایسا سلوک کرتے تھے کہ نواب کے ساتھ اِن صاحب
ثروتون کا ملجانا اُنھین کی شکست کا باعث تھا نواب بہادر نے اِس فرصت کو غنیمت
جان مرھتّون اور نظام علی خان کو خفیہ ملاکر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ باہم متّفق ہو کے
انگریزون کو ھندستان سے نکالا چاہئے اِدھر تو سب بند و بست اِس منصوبے
کا ٹھیک ہو چکا تھا اور اُدھر کنبنی کے کارکن ھنوز بے پروا غفلت کی نیند مین پڑے
سوتے تھے یہان تک کہ بیسوین جولائی سنہ ۱۷۸۰ع مین نواب بہادر نے بڑے
زور و شور کے ساتھ فوج دریا موج همعیت سرزمین کرناتک مین پہنچکر اُسے
لوٹ لیا اِس تاخت مین حیدری فوج آسّی ہزار جوان سے بھی زیادہ تھی
اِس لشکر کی ہیبت اِس راہ سے اور بھی بڑھگئی تھی کہ اُس مین موشیر لالی کی
فوج اور بہت سے فرانسیس عہدہ دار ملازم تھے اور فوج انگریزی جسکا
سرلشکر جنریل سر ہکٹر منبرو تھا قریب چھہ ہزار کے تھی جو مدراس کی سرحد مین
کوہستان بر مقام رکھتی تھی جس وقت تہتروان رجمنٹ جو تازہ ولایت سے
آیا تھا اُسی دن جہاز سے اُترگورنر کے حسب الحکم لڑائی کے واسطے
انگریزی لشکر سے جاملا جب نواب بہادر کرناتک کی سرحد سے آگے بڑھا
اور راہ کی تمام بستیون کو آتش زنی اور قتل عام سے جلاتا و ویران کرتا ہوا
آرکاٹ کی جانب روانہ ہوا اکیسوین آگسط کو شہر کے سامھنے پہنچ خیمہ کیا

بیت

جوانان جنگ آور و پیلتن
ہوئے سامھنے قلعے کے خیمہ زن

اُندنون وہان کرنیل بیلی شمال رویہ صوبون کے بندوبست کو ایک بڑی فوج لیئے رہتا تھا اور چونکہ وہ حیدری سپاہ جو آرکات کے محاصرہ کرنے پر تعینات تھی، درمیان اِس فوج اور انگریزون کی چھاونی کے، حائل واقع ہوئی تھی اِس لئے مدراس کے گورنر نے کرنیل بیلی کو اِس مضمون کا ایک فرمان لکھا کر وہ جلد اپنے تیئن پہاڑ پر انگریزی لشکر مین داخل کرے، لیکن نواب نے چالاکی کی راہ سے اُسکے لشکر جانے کے رستے کو جو ایک ہی تھا چھینک لیا، جسپر کرنیل موصوف نے بہتیرا زور مارا پر کچھ پیش رفت نہوا، آخر پرنباکم نامے مقام مین نوبت جنگ کی پہنچی، اِس مین کرنیل بہادر نے جس کے ہمراہ سوار تو مطلق نتھے مگر پیدل سپاہی، اپنی اسی جمعیّت کے موافق صرف ایک نام کی فتح پائی، پر اِس ظفر نے اُسے کچھ فائدہ نہ بخشا بلکہ کچھ ضرر ہی پہنچایا کیونکہ ہنوز انگریزی لشکرگاہ اِس مقام سے کوسون کی راہ پر تھی اور فوج قوی نواب بہادر کی اِس رستے مین سنگ راہ، سپاہی کرنیل موصوف کے رسد بغیر بھوکھون مرنے لگے، تب اُس نے سرہکطر منرو کی خدمت مین اپنی مصیبت کی حقیقت اسطرح لکھ بھیجی کہ بسبب مضرّت اور رسوائی کے جو اِس لڑائی مین ہم لوگون کے پیش آئی نہ یہان سے نکلنے کی قدرت ہی اور نہ بن قوت و خوراک ٹھہرنے کی قوّت، تب تو اِس مصیبت کی چارہ گری مین اُن سبکی راے اِس پر ٹھہری کہ کرنیل بیلی کے پاس ایسی کمک بھیجی جاے جس مین اِس مخمصے سے اُس کی رہائی ہو، چنانچہ اِسی قصد پر کرنیل فلیچر،

کپطان بیرڈ اور کتنے اور سردار نامور ایک بڑی جمعیّت کے ساتھ اِس مُہم پر تعینات ' اور چھاونی سے نو بجے رات کے وقت روانہ ہوئے ' کرنیل بیلی کی فوج مین کس درجے تکلیف و اذیّت تھی اِسی سے سمجھ لیا چاہئے کہ کرنیل فلیچر کا ہر ایک سپاہی فقط وہی دن کی معتاد کے موافق تھوڑے سے چاول اور کئی بسکٹ اور قدرے شراب بطور رسد کے اپنے اُن دوستون کی مدد خوراک کے واسطے جو موضع پربنا کم مین تھے ہمراہ لے گیا تھا ' جب نواب بہادر کو اِس کمک کی خبر پہنچی تو اُنکے آنے کی راہ روک لینے کو اپنے سوار جرّار بھیجے ' لیکن کرنیل فلیچر اور کپطان بیرڈ کے دلون مین اُنکے رہنمایون کی طرف سے ایسی بدگمانی آگئی کہ وے سیدھا رستا چھوڑ ایک ٹیڑھی راہ ہو اُس کالی رات مین جو گویا اُنھین کی پشتی کو آئی تھی حیدری رسالے کے دارگیر سے بچ بچاکر کرنیل بیلی کے لشکر مین آ پہنچے ' لیکن نواب بلند اقبال نے کہ دشمن سوزی کے باب مین نہایت چالاک و یکتائے زمانہ تھا اتنا توقّف نہ کیا جو یے اکٹھی فوجین بے خطر اُسکے پنجے سے نکل جائین ' چنانچہ قالب مکانون و دشوارگذار راہون پر جدھر سے انگریزی پلٹنون کو جانا تھا ' توپ کے مورچے طیّار رکھنے اور اِس لئے کہ اُن کے کوچ کرنے کا وقت اور راہ اور مراتب بخوبی معلوم کر لیا تھا ' اپنے اچھّے اچھّے پیدل جوانون کی ایک بڑی جمعیّت کو غنیم کے رستون پر گھات مین لگے رہنے کا حکم دیا ' بعد اِسکے خود آپ اپنی فوجون کا بڑا جتھا ہمراہ لے اُن بہادرون کے حملے کرنے کا انتظار کرنے لگا ' تا ہر وقت اُن کی مدد کو پہنچے ' جب اِدھر کا یہہ سب انتظام و اہتمام کر چکا تب پنڈارے سوارون کا ایک بڑا غول کانجیویرم کی اطراف مین نہب و تاراج کرنے کے واسطے تعینات کیا کہ قابو کا وقت دیکھکر انگریزی لشکر کو اُنکے قصد سے باز رکھین ' دسوین سپطنبر کو جو

انگریزی پلٹنون کے کوچ کا دن ٹھہر چکا تھا حیدری جوانون نے (جو ترکے ہی دبے پانو چپچاپ اُس مقام پر جہان غنیم کے لیئے دام بچھگئے تھے، اُن پر آپڑنے کی تاک مین جا بیٹھے) دشمنون کا پہنچنا دیکھ لیا، تب ایک مورچے کے گھات والے سپاہیون نے بارہ توپین اُن پر ماربن، اور ہنوز وے آگے بڑھنے نپائے تھے کہ اُن کے پیچھے سے دوسرے مورچے کی توپین بھی دغنے لگین، اب اُن لوگون سے بجز اس کے کہ آگے بڑھ جائین کچھ علاج نہ بن پڑا، لیکن اور بھی مورچے توپون کے اُن کے واسطے طیّار تھے، آدھے گھنٹے مین ستاون ضرب توپ انگریزون کے لشکر کو مار بھگانے کے واسطے آپہنچین، فجر کو سات گھنٹے کے وقت بیشمار فوج فوج سپاہی بھی اُن کم بختون پر آن پڑے یہانتک کہ بہ نوبت پہنچی کہ طرفین کے جوان آپس مین ایک دوسرے کے سامھنے ہو گئے کپطان بیرڈ اور گران ڈیل جوانون نے اُس مہم مین بڑی بڑی جوانمردیان اور بہادریان کین آخر حلقے مین پچیس ہزار سوار اور بیس پلٹن کے (علاوہ حیدری ملازم فرنگی سپاہیون اور بڑے توپخانے کے جو ایک تیر کے فاصلے پر سے سر ہوتا تھا) جنھون نے چارون طرف سے نقطے کی طرح انگریزون کو گھیر لیا تھا، ایسی ثابت قدمی و استقلال سے حریف کے مقابلے مین آڑے کھڑے ہوے ہر ایک جانب سے نوبت بنوبت اُن کے وارون کو ٹال رہے تھے کہ حیدری لشکر کے فرانسیس وغیرہ انگریزی دلاورون کا ایسا جگرا دیکھ سب کے سب دنگ ہو گئے، انگریزون کی فوج مین صرف دس میدانی توپ تھی لیکن وے ایسی پھرتی اور صفائی سے اُنھین چھوڑتے تھے جسّے حریف کے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا تھا، صبح سے نو بجے تک کشت و خون واقع ہونے کے بعد انگریزون کی

نصرت و فتح کا آفتاب طلوع و گرم ہونے لگا، اور چیدہ چیدہ حیدری رسالے کے سوار حملے پر حملے کرتمام ترشکست نصیب ہوئے، میسرہ اور عمدہ حیدری فوجین کشش و کوشش کرنے کرتے خستہ اور ماندی ہو گئین قریب تھا کہ گھونگھٹ کھا جائین، حیدری توپخانے کے فرانسیس منصبدار بھی اُسکی اہتمام سے ہاتھ کھینچ چکے تھے، اِس عرصے مین ایک ایسا اتّفاقی حادثہ نازل ہوا جسّے کھیت کا اور ہی رنگ ہو گیا،

تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ اتّفاق سے (جو نواب بہادر کے حق مین مفید اور انگریزون کی نسبت مضر پڑا) اُن کی باروت و گولے کی بھری لدی پیتیان آگ لگ کے بالکل جل گئین، یہہ مصیبت جان سوز اُس گولے سے پیش آئی جو حیدری گلندازنے مارا تھا، اِس واقعے مین بہت سے سپاہی باروت کی طرح جل بال سوخت ہو گئے، اور جو کہ جلنے سے زندہ بچ رہے وے عجیب رنج و بلا میں مبتلا ہوے کہ بالکل جنگی اسباب و لوازمہ ضائع و نقصان ہو جانے کے سبب مردون سے بھی زیادہ مردے بنے، ٹیپو سلطان ایسی فرصت کو غنیمت جان اپنے پدرجلیل القدر کی بلا اجازت سواران خونخوار کی جمعیّت ہمراہ لے برق کی طرح انگریزون کی فوج پر جا گرا، ساتھ ہی اِسکے فرانسیسی لشکر کے لوگ بھی کمک کو آپہنچے،

بیت

سپاہ گران لیکے سب ہمرکاب ۔ کمک کو وے ٹیپو کے پہنچے شتاب

حیدری بہادرون نے ایسی رستمانہ کوششین کین کہ انگریزی سپاہیون کے خون سے ندّی نالے بہا دیئے،

آخر انگریزی عہدہ دارون نے، کچھ فرنگستانی اور آوارہ سپاہیون کو جمع کر عین

ایسے وقت مین کہ حریف کے توپخانے سے گولے چل رہے تھے پناہ کے لئے ایک اونچے ٹیلے پر اُن کے برے کھڑے کئے لیکن گولا باروت کہان

نظم

جہان جو نے لشکر جو دیکھا کھڑا تو آسا منے اُسکے باندھا پرا

لگی لڑنے پھر دونون جانبکی فوج لگا مارنے خون ہر طرف موج

چلاتا تھا سلطان جدھر تیغ کین لہو سے بھرے تھا اُدھر کی زمین

منصبدار تو اپنی اپنی تلوارین اور سپاہی سنگینین لے لے لڑتے تھے اور داد دلیری کی دیتے تھے چونکہ حیدری فوجین کثرت سے تھین اور پے در پے اُبھر رہی تھین انگریز بیچارے لاچار و بے بس ہو کر اکثر کشتہ و خستہ اور بعضے گرفتہ و بستہ ہوئے اور سیکڑون گھوڑون کے سمون اور ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے

انگریزون کے مقتولون کا عدد ساڑھے چار ہزار سے بھی زیادہ تھا جس مین ہندستانی سپاہی چار ہزار تھے اور فرنگستانی قریب چھ سو کے کرنیل فلیچر کشتون کی لاشون کے درمیان ملا کرنیل بیلی اور کپطان بیرڈ چار چار زخم کاری کھا کے دو سو فرنگستانی معیت اسیر ہوئے جب اِنھین حضور مین دست بستہ لیگئے تو نواب اپنی فیروزمندی کے دماغ مین حقارت کی نظر سے اِن کی طرف دیکھکر فتح کے سرشار نشے مین علالا کرنے لگا اُس وقت کرنیل بیلی نے جواب دیا کہ نواب صاحب ٹیپو سلطان اِس لڑائی کے حال سے بخوبی مطلع ہی اور اُسنے بچشم خود دیکھا کہ اِس فتح کا باعث بلاے ناگہانی تھی جسنے ہمین تباہ کیا کچھ آپ کی فوجون سے ہم نے شکست نہین کھائی اِس سخن تلخ کے سننے سے نواب نے جھنجھلا کر حکم کیا کہ اِن سب کو قید کرو کہتے ہین چونکہ اِس جنگ مین شدت سے قتل و خون ہوا اور اکثر حیدری نامی دلاور بھی مارے

لیئے تھے، اِس جہت سے نواب بہادر کا مزاج کچھ برہم ہوگیا تھا اور انگریزی اسیرون کے ساتھ اِس قدر خشونت و بدمزاجی کی جو اُسکی خو تھی، کپطان بیرڈ اپنی اسیری اور گرفتاری سے کہ اُس مین انواع طرح کی اذیّت و خواری کا سامہنا تھا (جسکا ایک نمونہ یہہ ہی کہ وہ ساڑھے تین برس تک زندان تیرہ و تاریک کے درمیان ایک ہی زنجیر مین اور قیدیون کے ساتھ پابند رہا) آخر نجات پاکے ولایت چلا گیا تھا، وہان سے جنریلی عہدے پر بحال ہو کر پھر ہندستان مین آیا اور جب سنہ ۱۷۹۹ع مین سریرنگپٹن پر چڑھائی کے لیئے ویلور کے درمیان فوجین جمتی تھین اُس مین جا ملا، اور اُس نے بقصد یہہ چاہا کہ سپہسالاری مین اُس جیش کے جو اس مُہم کے لیئے نامزد ہوئی تھی خود مقرّر کیا جاے چنانچہ اِس مقصد پر کامیاب ہو کر اُس نے اُسی سال کے مے مہینے کی چوتھی کو شہر کے باہر انگریزی نشان اُڑایا، اور ہنوز رات نہونے پائی تھی کہ سریرنگپٹن کا رنگ بدل گیا، حکومت وہان کی انگریزون کے قبضے مین آگئی، گردش فلکی سے وہی شہر جو کپطان موصوف کے لیئے اُس کی سیاست کے زمانے مین دارالجحیم تھا اب کامیابی مین دارالنّعیم بن گیا لیکن باوصف اِس خوشی و فیروزی کے جو اُسکو حریف کے مغلوب ہونے سے حاصل ہوی، ذرا بھی انتقام و کینہ کشی کا خیال جو ایسے واقعہ کو لازم ہی اُسکے جوانمرد دل مین نگذرا،

از کتاب جارج نامه تصنیف ملا فیروز

روانا هونا کرنیل بیلی کا جنریل سرهکطرمنرو کی باری وکمک کے لئے اور ٹیپو سلطان کے هاتھ اس کا گرفتار هو جانا

مثنوی

زمانه نهم روز نه رفته بود — به بیلی زمانه بر آشفته بود
شده اخترش کند بر آسمان — به شوریده و تند گشته جهان
خود و لشکر از شهر پیرم بکام — سوی منڈرو تیز برداشت گام
فزون پنج صد بود بر پنج هزار — ز هند و یورپ مردم کارزار
چو بپرده چار یک از گروه . — ز حیدر رسیدند لختے گروه
میان دو بدخواه پرخاش خاست — ز تیر دو رویه فشافاش خاست
باندک ده و گیر حیدر سپاه — زبون گشته در دشت آوردگاه
نیفشرده پئی پاشنه کرده تیز — به پیچیده از کین لگام گریز
روان گشت بیلی ازان جایگاه — یکی درّهٔ تنگش آمد براه
زگیتی نهان گشت زرّین چراغ — سراسر جهان گشت چون پرّ زاغ
دران درّه بیلی بیامد فرود — که تن را از آرام بدهد درود
بناگاه از دشمن کینه خواه — به پیکار آمد دگر ره سپاه
دران درّهٔ تنگ آشوب خاست — چو تندر خروشیدن توپ خاست
زمانی به بیلی بباریده تیر — چو باران که از ابر آید بزیر

فراوان رها کرده توپ و تفنگ　　کشیدند از جنگ و پیکار چنگ
ازان پیش کاید برون آفتاب　　بگیرد جهان گونهٔ زرّ ناب
روان گشت بیلی ازانجایگاه　　بریده ازان درّه یکمیل راه
بناگاه تیپو بدانجا رسید　　سر آتش جنگ بالا کشید
ستیزه بپیوست از دو گروه　　چو انگریز بد در میان دو کوه
بگاه گذر راه بر و تنگ بود　　نه میدان آویزش و جنگ بود
نیارست آراست آوردگاه　　نه صف می توانست بستن سپاه
نبُد دست چپ هیچ پیدا ز راست　　ندانست کس قلب و ساقه کجاست
ز بار و بنه کس نه آگاه بود　　گشاده نه بر مرد کین راه بود
دران راه دشوار و تاریک و تنگ　　نه بر رسم پیکار و آئین جنگ
توانست کوشش نمودن سپاه　　گسسته زره رفت بایست راه
به بیچارگی جنگ بایست کرد　　بر انگیخت ناچار گرد نبرد
ز تیپو نبرد خسته بیلی هنوز　　یکی گرد برخاست شد تیره روز
ز حیدر بیامد سپاهی دگر　　بیکدست تیغ و بدیگر سپر
به تیپو شده یار در کارزار　　ز سم ستوران زمین شد نزار
به شد آتش کین و پیکار تیز　　دل توپ افروختهٔ انگریز
سوی دشمنان گوله انداخت چند　　شدش کار وارون ز بخت نژند
که صندوق باروت او برفروخت　　ز بایسته سامان فراوان بسوخت
بسی چیز شایسته اندر نبرد　　که شاید به مردان گه دار و برد
نگه کرد و دانست تیپو ز دور　　کز آتش به بدخواه افتاده شور
خمیده شد از راستی پشت او　　ز سامان بود باد در مشت او

بز انگیخت از جا تگاور سوار — بکف خنجر و تیغ زهر آبدار
فراوان ز دشمن بکشت و بخست — بسی تن بیفگند بر خاک پست
برید و درید و شکست و ببست — یلان را سر و سینه و پا و دست
چو بیلی چنان دید برگاشت روی — ز انگریز بد انچه هم راه اوی
بجا مانده بود اندران کارزار — اگر تندرست است و گر زخمدار
گرفت و تلی دید بالا بلند — بد انجا روان شد ز بیم گزند
نه در تن توان و نه در روی رنگ — تهی دستش از آنچه باید بجنگ
سپه خسته و کوفته از نبرد — بران پشته شد پر ز تیمار و درد
نه سرب و نه باروت توپ و تفنگ — پس پشت او دشمن تیز چنگ
دمادم همی حمله می برد سخت — بران بینوا لشکری گشته بخت
بهر حمله مردان خاک فرنگ — زده دشمنان را بمشت و بسنگ
نبوده ز نزدیکا خویش دور — چه تاب آورد زور با بخت شور
چو شد سیزده حمله زینگونه رد — فزون بود دشمن ز دام و ز دد
سواران آسوده از کارزار — ز لشکر برون تاخته بیشمار
چو کوهی که گردد روانه بجنگ — باهن نهان تیغ و ژوپین بچنگ
سر نیزه افراشته باسمان — چو ارغنده شیر و پلنگ دمان
بنزدیک آن خوار مایه سپاه — رسیده چو دیوان واژونه راه
فراوان به شمشیر و باران تیر — بکشتند و افتاد بیلی اسیر
ششش و سی ز نامآوران سپاه — تبه گشته افتاد بر خاک راه
همان نیز پنجاه از مهتران — پر از زخم بسته به بند گران
فرومایه لشکر بران تل خاک — ازان هر که وارسته بد از هلاک

بیفتاد بر دست دشمن بہ بند ‏ ‏ گر از تیغ بُد خستہ گر بایگزند
یکی تن نگشتہ رہا از سپاہ ‏ ‏ کسے خستہ کس بستہ کس شد تباہ
چنین است پایان رزم و نبرد ‏ ‏ سری زیر تاج و سری زیر گرد

نواب جمجاہ حیدر علی خان اِس لڑائی کے فتح ہونے اور اپنے فرزند ارجمند سلطان کی ویسی رستمی و بہادری اور تہوّر و دلاوری کے (جو اِس لشکر کشی اور سر لشکری مین بوجہ احسن اُسسے ظاہر ہوئی) دیکھنے سے کمال نازان اور شادان ہوا۔

اُسے اسقدر شادمانی ہوئی ‏ ‏ کہ پھر تازہ اُسکی جوانی ہوئی

اور جب نواب کے سپاہ کی کوفتگی و ماندگی اِس جنگ و پیکار سے جس مین اُسکے بہت سے دلاوران نامور اور ناموران دلاور کھیت آئے تھے رفع ہوئی۔ آرکاٹ محاصرہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا۔ کیونکہ اُسے اِس قلعے کو لینے کی بڑی خواہش تھی۔ اِس لیئے کہ یہان بہت سے ذخیرے اور انبار خانون کے گنج تھے۔ اور خاص کر اِس سبب سے کہ یہہ شہر اُس صوبے کا دار الملک اور وہان کے نواب کا پایۂ تخت تھا۔ (اگرچہ اندنون اِس صوبے کا ناظم مدراس مین آیا تھا) نواب بہادر یہہ سوچا کہ اگر اِس مین عمل دخل ہو گیا تو صوبے کا صوبہ میرے تحت حکومت مین آیا اور اُسکے کل زمیندار بھی رایت حیدری کے سایۂ حمایت مین آجائینگے۔ اُس ایّام مین یہان کی قلعداری کی سربراہکاری راجا بیربر کی اہتمام مین تھی جو ایک مرد بہادر تھا۔ لیکن جنگ کے قاعدون سے کم ماہر ہرچند اس قلعے مین دو ہزار فرنگستان کے اور سات ہزار نواب محمد علی خان کے سپاہی رہتے تھے۔ لیکن اُن مین سے کس کا یارا تھا کہ ویسی حرب پیکار کی مشّاق و پختہ کار سپاہ کے سامھنے جن کا حیدر نامدار سا سپہسالار ہو

مقابلہ کرسکے ' کیونکہ قلعہ کشائی کے مقدمے مین نواب بہادر کی طرف سے ایسی چوکسی و چابکی عمل مین آتی تھی جسکے نتایج و آثار کو دیکھ لوگ یہہ قیاس کرتے کہ کارفرما اُسکا کوئی بڑا ہی دانشمند و مدبر ہی جو گنداازی قلعہ گیری اور جنگ و جدال کے ہرایک آلات وغیرہ کے استعمال سے کمال درجے خبردار ہی ' الغرض وہ بہادر تاخت و دوڑ کے زمانے مین تو بہت ہی بیباک وسرگرم و حملون کے وقت نپٹ چوکس اور چالاک رہتا ' توپخانہ اُسکا بڑی طیاری کا ' جس مین ساز و سامان کی بہتایت ' کارکن اُسکے کاردانی مین ہوشیار نہایت ' چنانچہ انگریزون کے عہدہ دار اُن مورچون پر انکی چابک دستیان اور پھرتیان جن کے سبب انگریزون کی توبین پٹ پڑین اُن کے جنگی آلات بکار آمد نہوئے ' دیکھ دیکھ گھبرا گئے '

اکٹوبر مہینے کے آخری مین حیدری بہادرون نے ہلا کرکے قلعہ لے لیا اور نومبر کی تیسری کو غنیم نے اپنے حریف غالب پر شہر چھوڑ دیا ' نواب بہادر وہان کے قلعہ دار راجابیربر کے ساتھ باکرام و نوازش پیش آیا ' انگریز لوگ اور نواب محمد علی خان کے لواحق جو آرکات مین باقی رہگئے تھے ' بعضے تو زندان مین اور کتنے سریرنگپتن کو بھیجے گئے ' اور شہر کی رعیت و خوش باشون کے حال پر ' نواب رحیم دل شرط رعایت و مروت کی بجا لایا ' اِس فتح و نصرت کے بعد جلدی سے سریرنگپتن پونان حیدرآباد کی طرف فتحنامے روانے ہوگئے اور سرکار آرکات کے باجگذار زمینداروں کے نام تہدید کے فرمان جاری ہوئے ' تا وے اپنے اپنے لشکر کی افواج موجود کو بروقت آمادہ و طیار رکھین اور سپاہ نصرت پناہ کے لئے رسد اور دانہ و کاہ بھی روانہ کرین ' وا ے برجان اگر کوئی انگریزون کی اعانت کریگا تو اپنے کئے کا

خمیازہ اُٹھائیگا، سو اران خار تگر جابجا تعینات ہو گئے کہ اطراف و جوانب سے گاے بھینس بھیڑ بکری پکڑ لائین، وہات اور کھیتون کو آگ لگا جلا دین، تالابون جھیلون کو بے آب و خشک کر ڈالین یا اُن کا پانی بگاڑ دین، اندارے کوئے لاشون سے پاٹ دین، اُن دنون نواب بہادر کا قول یہہ تھا کہ مین ساکنان کرناٹک کے حق مین غضب الٰہی کا آلہ ہون، بہرکیف جو جو اُسکی شمشیر برّان سے بچے، وے قید ہو ہو میسور پہنچے، ہزارہا ہند و بچے مقیّد باسلام ہو حیدری سپاہ کے زمرے مین داخل کئے گئے، اور انگریزی اسیرون پر بتاکید یہہ حکم صادر ہوا کہ اِن نو مسلمون کو حرب و ضرب کے قواعد سکھلائین، الغرض لڑکون کو تو ختنہ کر مسلمان سپاہیون مین داخل کیا اور لڑکیان کتنی نوجوان سپاہیون کے ساتھ عقد کی گئین اور کتنی امیرزادون کی کنیزی مین دی گئین،

نواب بہادر آرکاٹ لے لینے کے بعد ویلور واندیواش برمیکانیل جنگلیپٹ کے محاصرہ کرنے کو متوجّہ ہوا، لیکن چونکہ اِن دنون مین جنریل سر ئیری کوٹ بنگالے سے معہ خزانہ وافر و افواج جدید اور رسد بیشمار وغیرہ کے آ پہنچا تھا اور سنہ ۱۷۸۱ جنوری کی سترہوین مدراس سے کوچ کر کے واندیواش کی طرف کمک کے لیئے روانہ ہوا، نواب بہادر جنریل موصوف کے آنے کی خبر سنتے ہی اُن حصارون کے محاصرے سے دست بردار ہوا اپنا لشکر ہمراہ لے دور تر جارہا، چند ماہ بخیریّت امن و امان سے گذرے کہ کچھ جنگ جدال درمیان مین نہ آئی اِس عرصے مین یہہ خبر وحشت اثر نواب کے گوش گزار ہوئی کہ جنریل سر اڈوارڈ ہیوس نے کالیکٹ اور منگلور پر تاخت کیا اور حیدری جہازی آلات واسباب جو منگلور مین تھا سب کا سب تباہ و خراب کر ڈالا،

جون مہینے مین نواب نے شمالی صوبون کی جانب کوچ کیا اِس خیال سے کہ جنریل سر ئیری کوٹ جب یہہ حال سنکر اطراف مدراس سے ہٹ جاے تو ٹیپو سلطان کو ویلور محصور کرنے یا ترچناپلی کے قلعے کی یورش پر مامور کرے لیکن جب اِس پر بھی انگریزون کی فوجون نے نواب کا تعاقب نچھوڑا تب اُس نے ایسا سمجھکر کہ اِس ڈھپ کا معاملہ خواہی نخواہی طول ہوگا لہذا مُتفق بھیڑ کی لڑائی اور جنگ سلطانی کی طیّاری کی ' اُس وقت نواب بہادر کے لشکر مین دم نقد چالیس ہزار سوار خونخوار اور ایک پلٹن ولایتی فرانسیسونکی گیارہ ہندوستانی مسیحیّون کی ' اکیس جرّار بیدلون کی بلٹنین ' اور عمدہ توپ خانہ اور بیحساب غارتگر سوارون کی جمعیّت موجود ' اکتھی تھین سواے اُنکے تیس ہزار سوار جرّار وکارگزار ٹیپو سلطان کے ہمرکاب تھے ' باوجود اِس انبوہ کے نواب بہادر چون جنریل سر ئیری کوٹ اور فوج انگریزی کی جوانمردی و ہشیاری جانتا تھا ' اپنے ایسی سرسری لشکر پر اعتماد نکر سلطانی جنگ کے لئے ایک موقع کی جاگہہ ٹھہرا توپ خانے کی اوٹ مین مورچے طیّار کر غنیم کے حملہ کرنیکا انتظار کرنے لگا '

جولائی مہینے کی پہلی پورطونوؤ کے قریب سر ئیری کوٹ بہادر نے بڑی پھرتی اور داؤگھات سے فوج حیدری کو شکست دی ' چنانچہ نواب اپنے خسرپور سے میر علی رضا بہادر کو زخم کاری کی حالت مین اور تین ہزار کشتون کو عرصۂ کارزار مین چھوڑ آیا ' لیکن اُسکی کوئی توپ اور رسد کی گاڑی وہان نچھوٹی اِس جہت سے کہ اُسکے چارپائے نہایت زور اور وچالاک تھے برخلاف انگریزون کے ' اِس شکست کے بعد نواب بہادر اپنا لشکر آرکاٹ کے گردنوح مین لے آیا اور سلطان نے بھی بہ سبب واقع ہونے اِس حادثہ کے ویلور کا محاصرہ

چھوٹ برسبیاں تعجیاں اپنے بدر جلیاں القدر کی خدمت عالی مین آحاضر ہوا ٭
جنریاں سر ٹیری کوٹ جو شمال کی جانب گیا تھا ابتداے آگسٹ کو مقام
پالی گھاٹ مین بنگالے کی چھہ ہندستانی پلٹن اور انگریزی گاندازون کی ایک
جماعت جس مین کرنیاں پیارس سپہدار تھا اور جو واسطے کمک کے بنگالے سے
روانہ ہوئی تھی اُسّے آملی ٭ تب جنریاں بہادر واسطے محاصرہ کرنے
پیارسور کے جو ایک قلعہ ہی اُن قلعون سے جنھین نواب بہادر نے سال
گذشتے مین مسخّر کرکے اناج وغیرہ چیزون کا بڑا ذخیرہ وہان جمع کر رکھا تھا
روانہ ہوا ٭ اُسی دن یہہ قلعہ قبضۂ حیدری سے نکل گیا ٭ یہہ حال سن کر
میسوری سپاہیون کی ایک پلٹن جو کمک کے ارادے سے آئی تھی پر نباکم کی
جانب جہان نواب بہادر کرنیل بیلی پر غالب آیا تھا پھر گئی ٭ تب نواب نے اِس
جگہہ کو مبارک جان یہہ قصد کیا کہ پھر اُس مکان فتح نشان مین طالع آزمائی کرے ٭
چنانچہ اسی منصوبے سے اِس مہم مین سعی و محنت کا کوئی دقیقہ باقی نرکھا ٭
مقام کے لئے جو جگہہ اُس نے تجویز کی بہت ہی محفوظ و مامون تھی ٭ اپنی فوجون کو
چھوٹے چھوٹے پہاڑون پر اُتارا ٭ جن کے دامن مین کئی گہری نہرین اور ندّیان
جاری تھین میدان بھی درمیان مین وسیع تھا ٭
لشکرگاہ کے دہنے بائین سامھنے کتنے بھیانک و مہیب مورچے بنائے جن کے پیچھے
اور بھی دوسرے دمدمے طیّار تھے اِن توپخانون مین فرانسیس لوگ سربراہکار
اور کارگزار اور بہت سے بیلدار بند کرنے مین راہون کے جدھر سے
انگریزونکی فوجین گذرتی تھین سر گرم کار تھے ٭
ستائیسوین آگسٹ نو ساعت کے وقت جنگ و حرب شروع اور شام ہوتے
ہوتے تمام ہوئی ٭ افواج حیدری شکست پاکے پیچھے ہٹ آئی ٭ فقط ایک

توپ اُن کی اُس میدان مین چھوٹ گئی مشیر لالی کہ توپخانے کا اہتمام اُسکے ذمّے تھا، نواب بہادر سے حضور مین درجۂ اعتبار سے اُتر گیا، چونکہ حیدر علی خان جانتا تھا کہ انگریزی فوج کو رسد کے لیئے مدراس کی طرف پھرآنا ضروریات سے ہی، یہہ سوچا کہ ایسے وقت مین جو اُس نواح بر تاخت تاراج عمل مین آے تو اُن پر رسد جمع کرنے کی راہ (سواے دریا کے) بند ہو جاے، تب اُس نے قلعہ ویلور کے لینے کا عزم کیا، اِدھر تو افواج انگریزی کی چوکی پر جابجا سوارون کے طلایۂ بٹھلاے اور تاکید کردی کہ غنیم کو اُن کے کوچ کے وقت راہمین روک کر تنگ کرین، اور جو رستے سے بھاگ نکلین اُنھین قتل یا گرفتار کرین، اسباب اور بھیر پر لوٹ لاٹ مچاوین، اور غلّہ وغیرہ جو کچھ اُن کی راہ مین ہنوز بجا بجا یار ہگیا ہو ضائع و تاراج کر ڈالین، اُدھر خود آپ پیدلون کا غول اور توپخانہ ہمراہ کر اُس قلعے کو گھیر لینے کے ارادے روانہ ہوا، چونکہ شہر ویلور ایک نامی معمورہ ہی اور قلعہ اُسکا نہایت مضبوط اور سنگین جنانچہ خوف و ہراس کے ایّام مین کرناٹک کے فرمانروایون کا وہی مامن و مقام رہتا تھا، اِنھین سببون سے نواب کے دل مین بڑی آرزو تھی کہ اُسے اپنے دخل مین لاے، لیکن چونکہ اندرون اُسکے پہرے چوکی سے انگریزی سپاہی بہت ہی چوکس اور ہشیار رہتے تھے، اِس صورت مین برار مطلب اُسکا تب ہو سکتا تھا جب کہ دیر تک محاصرہ رکھنے کے سبب محصورون کو مجبور کرے اور رسد کی راہ بند کرکے اُنھین بے آب و دانہ بے بس رکھے، نظر برین سرکاری منصبدارون پر نواب نے یہہ حکم کیا کہ اِسطرح سے قلعے کو چارون طرف سے گھیرین کہ کسی کو باہر بھیتر آنے جانیکا قابو نملے، توپخانے کے اہتمام دارون کو تقیّد کیا کہ کسی نوع سے قلعہ گیری کے قانون کی فروگذاشت نکرین، الغرض

اواخر ستمبر مین قلعہ داروں پر بینوائی و گرانی نے زور کیا اور جب یہ خبر کہ جنریل سر ئیری کوٹ بہت سی رسد لے حصار کی مخلصی کے لیئے آتا ہی نواب بہادر کو پہنچی وہیں وہ اپنے غارتگر سواروں کا غول محاصرے کی مہم مین چھوڑ آپ باقی افواج لے شولنگر کی طرف سدھارا وہان پہنچکر اُس نے ایک موقع کی جگہہ مین دہنے بائین کی فوجین بطور شایستہ آراستہ اور ہراول کو توپخانے سمیت جیسا کہ معمول ہی بڑی مضبوطی سے سامھنے کی جانب تعینات کیا ستمبر کی ستائیسوین کو یہان انگریز لشکر لے غارتگر سواروں پر چڑھ آئے حیدری فوج شکست کھا کر اُس مقام سے آگے بڑھگئی جنریل سر ئیری کوٹ فتح ہونے کے بعد وہان سے کوچ کر باشندگان ویلور کو سپاہ حیدری کے دست ستم سے بچا چتّور کا قلعہ لے لیا لیکن اُسکے پاس اتنی سپاہ نتھی جو کچھ لوگ رسد لانے جائین اور باقی یہان لڑائی بھڑائی پر مستعد رہین بناچار وہ اپنی ساری فوج سمیت رسد کے لیئے مدراس چلاگیا اور فوراً نواب نے پھر ویلور کو گھیر لیا قلعہ والون کے پاس ایک ہی دن کی خوراک رہگئی تھی جو دسوین جنوری سنہ ۱۷۸۲ ع مین سر ئیری کوٹ نے وہان سے پلٹ حیدری لشکر پر تاخت کر اُن کا محاصرہ اُٹھا دیا باوجود ایسکے ہمّت حیدری وحوصلے کا وہی عالم رہا اس کا کیا ذکر کر اُن مین کچھ سستی و کمی آجاے چنانچہ تین ہی دن گذرے تھے کہ نواب نے پھر انگریزون کے لشکر پر جو نشیب زمینون مین ہو کر جاتا تھا تاخت کیا اگر اُس وقت پر اور فوجین بھی کمک کو پہنچ جاتین تو گمان غالب تھا کہ انگریزون کی جمعیّت مین بڑی پریشانی راہ پاتی بہرحال ابھی اِس روداد پر بڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک اور نیا واقعہ درپیش ہوا مجمل بیان اُسکا یہہ ہی کہ نواب بہادر اطراف مالیبار مسخّر کر لینے کے بعد انگریزون پر اِس جہت سے کہ تیلیچری کے شہر اور

قلعے مین اُن کا دخل ہو گیا نت پچتاب کھاتا تھا، خاص کر اِن باتون سے اُسے بڑا رنج ہوا کہ دو مرتبہ انگریزون نے اُس شہر پر چڑھائی کی اور یہان سے فرانسیسون کے ماہی نام قلعے پر بھی جو ممالک محروسہ کے ناف مین واقع ہی تاخت کر کے لے لیا، اِسی لیئے اِس قلعے کا محاصرہ اور حفاظت کرنا طرفین کی جنگ و حرب مین بڑا بھاری کام تھا سو بہت سے حیدری جوان اِس اطراف کی پاسبانی مین تعینات تھے، سردار خان نامے سردار فوج نے اگرچہ سپہگری کے دانوگھات مین خوب ماہر نہ تھا مگر اُس قلعے کے محاصرہ کر دینے مین بڑا زور مارا یہان تک کہ ایکبار اُس نے قلعہ والون کو ایسا تنگ کیا تھا کہ وے اُسکے خالی کر دینے پر مستعد ہو چکے تھے کہ اِس درمیان ماہ جنوری سنہ ۱۷۸۲ مین اُنکی کمک کو بمبئی سے سپاہیون کے ایک گروہ نے جن مین میجر اینگڈ رسرغنہ تھا پہنچکر محاصرے کی فوجون کو ہٹا شہر کے آنے جانے کی راہ نکالی بلکہ جنوری کی آٹھوین، فوج محاصر پر چڑھائی کر اُن کے مورچے ڈھادیئے، سردار خان بے بس ہو اپنے خویشون اور کچھ سپاہیون سمیت ایک پہاڑی کے اندر پناہ کے لیئے جا گھسا، وہان بھی اپنے بچانے مین بہادرانہ کوششین کرتا رہا اُس وقت تلک کہ خود اُسے بہت سے زخم کاری لگے اور اکثر اُسکے رفیق قتل ہوئے تب لاچار اعدا کے نرغے مین گھر گیا انگریزون نے توپخانہ ذخیرہ اسباب جنگی اور سو ہاتھی سب کا سب اپنے قبضے مین اور ڈیڑھ ہزار آدمیون کو گرفتار کیا اور تلیچری کا محال اُسکی گرد نواح سمیت حیدری عمّال کے تصرّف سے نکال لیا، فی الواقع اِس روداد سے نواب کے دل پر بڑا رنج گذرا، چونکہ اُس نے ملیبار کی اطراف کو بجبر و قہر نائر کی قوم سے لے لیا تھا (جیسا کہ قدیم سے باوشاہان کشورکشا کا دستور ہی) اُس سرزمین کے سردارون کو ہمیشہ

بہی فکر رہتی تھی کہ کسی نوع سے کچھ قابو ملے تا وے بے دغدغے و رعب پھر اپنے اصلی و تیرے پر زندگی کر سکین ۔ اسی عرصے مین مدراس کے ناظمون نے نئے سپاہیون کی نگاہداشت کا حکم دیا تا وے حیدری غارتگرون کے تاخت تاراج سے جنوب رویہ صوبون کی پاسبانی وحفاظت کرین ۔ اس نئی بلٹن کا جس مین دو ہزار پیدل اڑھائی سو ہندوستانی سوار، تیس میدانی توپ طیار تھی، کرنیل بریتھوط جو لشکر کشی کے فنون مین نہایت ماہر تھا سردار ہوا ۔ اِ ندنون یے لوگ کولیرم ندّی کے کنارے رہتے تھے ۔ چونکہ یہہ ندّی ملک تنجاور کے اُتّر کی سرحد اور حیدری ریاستون سے دور ہی ۔ اس لئے اُنھون نے اِدھر کے ناگہانی حملے کا کچھ وسواس و کھٹکا نرکھا ۔ لیکن نواب نامدار نے جو قابو کے وقت کا جویان رہتا تھا جھٹ پٹ ٹیپو سلطان کو چھنٹے ہوئے کار آزمودہ بارہ ہزار سوار خونخوار وپیدل آٹھ ہزار اور فرانسیس کے چار سی جوان اور بیس توپون کے ساتھ یہہ حکم دیکر کہ کوچ در کوچ جا کر دفعۃً کرنیل بریتھوط کے لشکر پر توٹ پڑے ۔ اُس طرف روانہ کیا ۔ چنانچہ حسب الحکم یہہ کام بخوبی تمام عمل مین آیا ۔ انگریزون کے لشکر نے قبل اِسکے کہ طرف ثانی کے پہنچنے کی اُنھین خبر ہو اپنے تئین مرکز کے مانند چارون طرف سے حریف کے حلقے مین پایا ۔ یہہ جنگ بھی اُس لڑائی کے لگ بھگ ہی جس مین کرنیل بیلی نے شکست پائی ۔ القصّہ سلطان شجاعت شعار نے سولہوین فبروری کو پہلا حملہ کیا تھا اٹھارہوین تک بھی اِس لڑائی کا خاتمہ نہوا ۔ انگریزی پلٹنین سوارون کو بیچ مین کر مربّع شکل قلعہ باندھکر کھڑی اور آگے ہر ایک صفون کے توپین لگی ہوئی تھین ۔ جب شاہزادے نے دیکھا کہ گولیے اور گولیون کی مار کی ۔ دیر تک نوبت پہنچی اور سخت زد و ضرب درمیان آئی تب اپنے سوارون کو غنیم پر اکبارگی ہلّا کرنے کا حکم دتا ۔ اگرچہ وے

حکم پاتے ہی بڑی دلاوری سے انگریزی لشکر کے بیدلون پر ٹوٹ پڑے لیکن غنیم کی طرف سے ایسی گولیون کی بوچھاڑ برستی تھی کہ وے وہان تک پہنچ نسکے، گھبرا کر ادھر اُدھر پاشیدہ ہوگئے،

بعد اس واقعے کے، جب تین دن تک برابر بہادرون نے حملہ کیا اور کچھ موثّر نپڑا تب مشیرلالی نے اپنے ساتھ کے فرنگستانی جوانون کی پرابندی کی اور حیدری سپاہون کو اپنی مدد کے لیئے مقرّر کر بندوقون پر سنگینین چڑھا انگریزی لشکر پر جا گرا، اِس کارزار مردآزما مین ہر طرف سے انگریزون کے لشکر پر شدّت وکثرت سے گولیون کے اولے برستے تھے اور سوار حیدری تھوڑے فاصلے پر منتظر کھڑے تھے، کہ کھیت سے غنیم کی سپاہ کے پانون اُکھڑین تو اُنپر ہاتھ صاف کرین، آخر کو مشیرلالی نے فتح پائی اور ہندستانی سپاہی جو لڑ بھڑ کر ماندے ہو رہے تھے تازہ دم فرنگستانیون کے مقابلے کی تاب نلا کر بھاگ نکلے، تب اُنکو حیدری سوارون نے ہر طرف سے گھیر کر قتل عام کیا،

بیت

ہوا دشت مین اس قدر کشت و خون
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون

اگر فرانسیس لوگ اُنکی جان بخشی مین کوشش نکرتے اُنمین سے ایک متنفّس بھی جانبر نہوتا اگرچہ مشیرلالی کی اہلیّت و انسانیّت کے سبب بہت سے انگریزی عہدہ دار اِس قتل عام مین جان سے بچ گئے لیکن اُسے اِتنا مقدور نتھا کہ قید و بند شدید سے اُنھین رہائی دلواتا، چنانچہ وے سبکے سب سلطان موصوف کے حسب الحکم پیرون مین بیڑیان پہن سرینگپٹن کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہنچکر سخت قید و بند مین مقیّد کیئے گئے بعد چند روز کے اور بھی بہت سے انگریز جنھین

مشیر ڈی* سفرین نے پچاس توپ والے جنگی جہاز ہنپہال یا اور جہازونسے جو خلیج بنگالے مین بطریق تجارت آمد شد کرتے ہین گرفتار کیا تھا اُسی زندان مین داخل اور وہان کے اگلے قیدیون کے ساتھ سیاست و عذاب مین شریک کئے گئے ۔ اِس فتح کے ہونے سے نواب کمال مسرور و محظوظ ہوا اور اُسکاوہ منصوبہ کرنا تک لینے اور وہان سے غنیم کو نکالنے اور اُسکی حکومت بر اپنے ایک فرزند کے تئین بحال کرنے کا جو بہت دنون سے اُسکے دل مین ٹھن رہا تھا ۔ اِن دنون پانڈیچیری مین ایک بڑی فرانسیسی فوج کے (جن مین جنریل ڈی بھیمین سر لشکر تھا) پہنچنے کے سبب (اور یہہ فوج ایک ٹکڑی تھی اُس لشکر قہّار کی جو ولایت فرنگستان سے اِس قصد پر کہ سرکار حیدری کے ملازم و شریک ہوکر ہندستان سے انگریزون کی بیخ کنی کرے روانہ ہوی اور ہنوز نہ پہنچی تھی) سر نو تازہ ہوا ۔ تب نواب اِسی دُھن پر اپنی میسوری اور فرانسیسی فوجون کو جلد تر قلعۂ کوڈالور کے مسخّر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اپریل مہینے کی آٹھوین کو وہ قلعۂ حیدری جوانون کو ہاتھ لگا بعد اِسکے اُن لوگون نے پرماکوئل کو بھی لے لیا ۔ ایک مہینا اِس پر نہین گذرا تھا کہ وے بڑی کد سے وانڈیواش کے محاصرہ کرنے مین سرگرم ہوئے ۔

---

* آگسط مہینے سنہ ۱۷۸۲ مین مشیر سفرین نے پانسو انگریزی اسیر نواب بہادر کے حوالے کیا تھا ۔ جسکے سبب ہمیشہ کی بدنامی اُسکے نام رہی اور عذر جو اُسنے اپنے ایسے جرم صادر ہونے کے باب مین بیان کیا سو وہ یہہ ہی کہ میرا اس مین کیا قصور ہی جس تقدیر مین کہ نہ تو میرے پاس اس قدر غلّہ تھا جو اُن بیچارونکی جانین بچاتا اور نہ مدراس کے ناظم اُن کے مبادلہ کرنے مین راضی تھے بھلا پھر مین کیا کرتا ۔

سر ئیری کوٹ بہادر نے اعدا کی اِن فتحون کا ماجرا سن اور اُن کے آیندہ قصدون کی خبر پا کر انگریزی سپاہ کی جمعیّت سمیت اُس طرف کوچ کیا، اور اُسکو خوب یقین تھا کہ نواب بہادر بالفعل افواج فرنگ کی ایسی بڑی پشتی و مدد پانے کے سبب کمال قوی پشت ہوا ہی اور اُسکے نیچ کی فوجونکا بھی بڑا جماو ساتھ ہی، بیشک وہ جنگ سلطانی کرنے پر مستعد ہوگا، لیکن یہہ گمان جنریل سر ئیری کوٹ کا غلط تھا، کیونکہ نواب بہادر ہشیاری اور تجربہ کاری کی راہ سے باوجود ایسی بھاری کمک کے بھی سنمکھ ہو تھہ بھیڑ کی لڑائی مین جوکھم اُٹھانے کو مناسب نجان کر انگریزی فوجون کے پہنچنے کے پیشتر ہی لال پہاڑی پر ایک ایسے محکم مکان مین جو ہر طرح کے حملون سے محفوظ تھا جالا گیا، جب اُس انگریزی سپہسالار کا مطلب نہ نکلا تب اُس نے چاہا کہ جلد دشمن کو لڑائی کا اشتعال دے، یا اُسکے ساز و سامان جنگ اور رسد و غلّے کے گنجون کو لوٹ تاراج کر اُس کا جوش و خروش کم کرے، چنانچہ جنریل بہادر نے اِسی ارادے سے آرنی کی طرف کوچ کر اُس قلعے سے پانچ کوس کے فاصلے پر آ مقام کیا، اب اِس حرکت سے اُسی امر کا اُسکو سامہنا ہوا جیسے اُسنے پہلے ٹھہرایا تھا یعنے نواب اِس خبر کے سنتے ہی کہ سر ئیری کوٹ آرنی کے قریب آ پہنچا، ترنت لال پہاڑی سے اُتر کر اُس حصار کے بچاوے کے لیئے جہان جنگ و پیکار کے ذخیرے تھے چل کھڑا ہوا، چونکہ افواج انگریزی کو اُس جگہہ جہان سے آرنی کا قلعہ دکھلائی دیتا تھا پہنچتے دیر نہ لگی تھی کہ اُن کے پیچھے لگی سپاہ حیدری بھی آ پہنچی، بناچار دونون طرف جنگ کے لیئے صف آراستہ اور لڑائی شروع ہو گئی، اسکے دوسرے دن دوپہر کے وقت فوج حیدری کی شکست

ہوئی، لیکن انگریزون کو فتح پانے کے بعد (اس لئے کہ اُنکے لشکر مین کوئی رسالہ سوارون کا نتھا جو فراریون کے قتل و اسیر کرنے اور دشمنون کے پس ماندہ جنگی اسباب لوٹنے کے ارادے اُنکا تعاقب کرے) کچھ فائدہ نہوا، اور نواب بہادر کا لشکر باوجودیکہ ہزیمت پاکے اُس مقام سے پیچھے ہٹ آیا، لیکن اُسکی مردانگی و بہادری کو گویا اِس شکست کی خبر بھی نتھی دشمنون پر اب بھی اُسنے اپنے رعب و دباو کا وہی عالم رکھا، چنانچہ ایک ہفتہ اِس لڑائی پر نہ گذرا تھا کہ پہلے تو اُسنے اپنے چیدہ وچالاک سوارون کے ایک غول کو انگریزونکی لشکر گاہ کے قریب گھات مین بٹھلایا، بعد اسکے کتنے اُونٹون اور بیلون کو بوجہ سمیت انگریزی یتاقدارون کی نظرون کے سامھنے سے لیجانے کے لئے حکم دیا، تا اِنھین دیکھکر اُن مال غنیمت کے بھوکھون کے دل تاراج پر مائل ہو جائین، چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ طلائے کے عہدہ دار ایسا فربہ شکار روبرو پاکے اپنے سپاہیون سمیت اُسے گھیر لینے کے ارادے دوڑ پڑے، پر اِدھر سے پھرتے وقت سبکے سب پہنچنے مین حیدری افواج کے جو گھات مین لگ رہی تھی آپ ہی شکار و گرفتار ہو گئے، ایک بھی اُنکے دام سے نہ بچا،

یہہ لڑائی پچھلی صف آرائی تھی اُن جنگون سے جن مین ویسے دو نامی و گرامی دلاور نواب حیدر علی خان بہادر اور جنریل سر ئیرمی کوٹ نے بذات خود سر گرم حرب و نبرد ہوکر اپنی اپنی سپہسالاری اور جوان مردی کا کمال اور دلیری و مردانگی کا فن دوست و دشمن کو دکھلایا، حیف ہی کہ اِن دو شجاعان نامدار اور شیران بیشۂ کارزار سے ایک بھی اِس جنگ و پیکار کے بعد بہت دن نہ جیا، بلکہ جلد کئی مہینے مین ہر ایک نے جہان ناپایدار سے کوچ کیا، گمان غالب یہی ہی کہ چونکہ اِن دو دلیرون نے میدان حرب و ضرب مین از بسکہ تنگ

وو و اور جانفشانی و عرقریزی کی تھی بالکل اُن کی قوتین زائل ہوگئی تھین اسی
لئے پیام اجل کا شتابی اُنھین پہنچ گیا نواب حیدر علی خان نے مرھٹون اور
نظام علی خان کے اتفاق و ملاپ سے سوا ے نقصان کے کچھ فائدہ نپایا اور
فرانسیسون کی طرف سے بھی جو جو اُس نے توقع و امید کی تھی پوری نہوئی
بہرصورت جبکہ اُسے مرھٹون اور انگریزون کے مصالحے کی جو مے مہینے کی
سترہوین سنہ ۱۷۸۲ مین واقع ہوا خبر پہنچی اور سواحل ملیبار کے محالون اور
بندرون پر انگریزی افواج کے پچھلے حملون کا حال اُس نے سنا فوراً کرناٹک
سے اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کو ایک بڑی فوج ہمراہ دے ممالک
محروسہ کی حفاظت و حمایت کے لئے روانہ کیا

معمور ہونا ساغر حیات نواب حیدر علی خان بہادر کا اور
رحلت کرنا اُس نامدار دلاور کا اِس جہان بے ثبات و پر
غرور سے عالم راحت و سرور کو اور ذکر اُس کے سیر حمیدہ
و مآثر پسندیدہ کا مع بعضے دستور العمل اُس سکندر ثانی کے

اُسی ایّام مین کہ نواب بہادر نے پھلبجری کا بندوبست اپنے خاطر خواہ کر بسعادت
و کامرانی مراجعت کی قضا کار عارضہ داء السرطان جسے راج پھوڑا بھی کہتے ہین
پشت پر اُس کی پیدا ہوا طبیبان ماہر نے ہر چند اُسکے علاج مین
جانفشانیان کین لیکن اُنکے تردد و تدبیر سے کچھ فائدہ نکیا اور روز بروز بیماری
نے ترقی کی آخر جب نو نبر مہینے مین نواب نے اپنے حال کو طریقۂ
اعتدال سے بہت منحرف پایا تب لشکرگاہ کے شور و فریاد سے احتراز کر شہر

آرکاٹ مین سکونت و اقامت اختیار کی' اور بڑی ایشن بینی و ہشیاری سے ملکی اور مالی کامون کے بند و بست کے لیئے جا بجا فرمان روانہ کیئے اسی مابین مین جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ جنریل کوٹ بہادر اِس مقام فانی سے کوچ کر گیا' اِس خبر کو سن نواب نامدار نے افسوس کیا اور فرمایا کیا ہی بہادر و عاقل تھا' خدا اُسکی مغفرت کرے' بعد اُسکے حضوری مقرّبون نے مزاج عالی کا اور رنگ دیکھکر عرض کی کہ چون اندنون طبیعت حضرت کی جادۂ اعتدال سے منحرف ہی شب و روز بنفس نفیس امورات جلیلہ کی اہتمام مین اشتغال رکھنا سبب زیادتی مرض کا ہوگا اِسلیئے صلاح دولت یہہ ہی کہ شاہزادہ عالی گوہر کو حضور مین طلب فرمائیے تا ممالک محروسہ کا انتظام و بند و بست قایم و برقرار رہے' نواب نے اُن کے التماس کو قبول و پسند کر ایک شقّۂ خاص شاہزادے کے نام اِس مضمون سے ترقیم فرمایا نور چشم راحت جان پدر' در صورتیکہ تم کو اُس نواح کے متمرّدون کی تنبیہہ و تادیب سے قرار واقعی جمعیّت خاطر اور اطمینان کلّی حاصل ہوئی ہو تو چشم پدر کو اپنے دیدار راحت آثار سے جلد روشن و منوّر کرو اور اگر کچھ کمک اور فوج کی احتیاج ہو تو اُسکا حال گزارش کرو' دوسری صبح کو خود بدولت نے جمیع ملازمون کو سرکاری خزانے سے ایک ایک مہینے کی تنخواہ انعام دی ذی حجّہ کی سلخ کے دن کہ آخری روز گیارہ سی چھیانوّے سن ہجری کا تھا نواب بہادر نے حاضرین مجلس سے پوچھا آج کون سی تاریخ ہی' اُن لوگون نے التماس کیا قبلۂ عالم آج ماہ محرّم کی چاند رات ہی' بعد اِس کلمہ کلام کے نواب ہمایون القاب نے غسل کر تبدیل پوشاک کیا اور کچھ پڑھکے دست مبارک کو منہہ پر پھیر بستر خاص پہ آرام فرمایا' اور اُسی وقت

دس ہزار سوار جرّار شمالی آرکاٹ کے راجاؤن کی تنبیہہ کے واسطے اور پانچ ہزار سوار نواح مدراس کی پاسبانی و محافظت کے لیئے روانہ کیا چند ساعت بعد اُسی شب کو کہ سن ۱۷۸۲ کے دسنبر مہینے کی چھٹھی تھی ست ستھ برس اور دوسرے قول سے ستاسی برس کے سن مین اُس بہادر عالی مقام اور حید رذوالاحتشام کی روح بافتوح نے قالب عنصری کے آشیانے سے پرواز کر نشیمن دارالسّلام کو اختیار کیا ٗ کارپردازان سلطنت اور امیران مملکت نے اِس لحاظ سے کہ سر دست فاش ہونا اِس واقعہ ہولناک کا خلاف مصالح ملکی ہی ٗ کئی روز تک اُس خبر کو بڑی ہشیاری سے مخفی و پوشیدہ رکھا اور اُسکے جنازے کو خفیہ سریرنگپٹن پہنچایا ٗ اور وہان بڑی عظمت و شان سے مقبرہ ٗ عالیشان محکم بنا مین لال باغ کے ٗ جو ایک عمدہ باغ بادشاہی ہی اُسے مدفون کیا ٗ

آثار برگزیدہ اور اطوار سنجیدہ نواب نیک ذات کریم نہاد کے جو اِن انگریزی اور فارسی معتبر کتابون سے (جیسے نشان حیدری سیّد حسین کرمانی ٗ فتوحات حیدری لالہ بھیم نرائن دہلوی ٗ فتوحاتّ برطنیہ ملا فیروز پارسی ٗ حمید خانی منشی حمیدخان ملازم گورنر جنریل لارڈ کارنوالس بہادر ٗ تواریخ منشی عبدالحق ملازم کپطان کنوی بہادر) نقل کئے گئے ہین ٗ

محاسن ذاتی اُس ستودہ صفات معدن فیوضات کے حیز تحریر و حوصلہ ٗ تقریر سے زیادہ ہین فی الواقع نواب حیدر علی خان بہادر سے اکثر بڑے بڑے عمدہ کام وقوع میں آئے ہین کہ تا بقائے عالم صفحہ روزگار پر پایدار رہینگے ٗ

نواب مغفور دم بھر بھی بیکار و جنگ اور توپ و تفنگ کی تیاری بن بیکار نہ رہتا
اُس یگانۂ زمانے کے اقوال مردانے سے ایک یہہ ہی کہ مرد بہادر سر لیے تن کا
اُچھلنا اور تن بے سر کا تڑپنا دیکھکر جیسا شاد و مسرور ہوتا ہی ویسا دیکھنے سے
بازی و رقص سے زنو کے نہین ہوتا اور توپ و تفنگ کی آواز لاکھ درجے اُسکو
زیادہ خوش آیند معلوم ہوتی ہی آہنگ سرود و ساز سے دوسرا یہہ کہ عمدہ ترین
نشستگاہ مردون کے لئے خانۂ زین ہی لڑائی کے دن اور یہہ کہ جہان مین روز
فتح کی جشن سے زیادہ کوئی شادی نہین اکثر ذکر مذکور مین فرمایا کرتا جو آپ
سا ایک شخص اور پاؤن تو تائید آلہی سے عرصۂ قلیل مین ہفت اقلیم کو
زیر فرمان اور جہان مین رواج دینے سے دین محمدی کے عمر فاروق کا سا
دور آشکار و عیان کرون اور یہہ بھی فرماتا کہ ہم کو اِس کا غم نہین جو بعضے
ہمین اُمّی کہتے ہین کیونکہ حضرت ہادی و شافع اُمم ہمارے نبی بھی
تو اُمّی ہی تھے یہہ بھی ارشاد کرتا کہ مجھ ایک جاہل سے ایسے ایسے کار نمایان
وقوع مین آئے کہ ہزارون عالم فاضل سے ایک بھی ویسا نہ بن پڑا حق تو یہہ ہی
کہ نواب غفران پناہ حیدر علی خان بہادر بلے اشتباہ اُن نامور امیرون اور
جلیل القدر رئیسون مین ایک ہی ہوگذرا جو سرزمین ہندستان مین قدیم زمانے سے لے
آج تک جلوہ گاہ شہود و وجود مین آئے پلّا فتوحات حیدری کا کچھ فتوحات تیموری
و نادر شاہی سے جھکتا اور کم نہین باوجودیکہ فضائل ظاہری اور علوم رسمی سے
عاری تھا لیکن چونکہ ہمّت اُس کی بلند اور طبیعت ارجمند تھی اِس جہت
سے سپہگری اور ملک گیری کے دانو گھات اور جہانبانی و بادشاہی
کی رسم رسومات کو خوب اخذ کیا تھا چنانچہ اُس نے اپنے تئین عزم استوار
اور حوصلۂ عالی کی رہنمائی سے اوج سلطنت پر پہنچایا عادل و داد گر بمرتبہ کہ ہرطرح

کے خلاف و خصومت مین فتوا عدل کا جاری کرتا ' والا نہادی اور مرحمت ذاتی کی جہت اہل زراعت اور ارباب تجارت کے تقویت دینے مین دل و جان سے کوشش کرتا ' رعایا کے ساتھ نرمی و ملایمت سے پیش آتا ' مگر سپاہیون پر لشکری آئین و قانون کے باب مین بڑی تاکید و قدغن فرماتا ' اور سخت جد و کد عمل مین لاتا ' مفسدون اور شوریشتون کی تنبیہہ و سیاست مین حد سے زیادہ تند مزاج ' دشمنون کے ساتھ انتقام لینے و سزا دینے مین جبّار و قہّار ' کج فہم اُس پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ نجومیون کی قول پر جاتا ہی اِس لیئے کہ نوروز اور دسہرے کے دن آئینہ محل میں جشن شاہانہ اور بزم ملوکانہ آراستہ کر آتشبازیون کا تماشا اور پاڑھون کی آپس مین لڑائیان ' بھینسون کی باہم زور آزمائیان پیلان کوہ پیکر کے حملے ایک دوسرے پر ' اور پہلوانون کی کشتیان مایکدیگر دیکھا کرتا ' اور اپنی فوج کے بہادر سپاہیون کو بکتر پہنا ریچھون سے اور بعضے دلاورون کو اُن کی خواہش و درخواست کرنے پر شیر ببرون سے لڑواتا ' احیاناً اگر وہ جوانمرد اِس کشتی مین شیر پر غالب ہو کر اُسے مار ڈالتا تو تو نواب بہادر اُس دلاور کو اضافہ و خلعتین گرانمایہ اور انعام دیکے نہال و مالا مال کردیتا ' اور در صورتیکہ بالعکس اِس کے وہ حیوان اِس پر غالب و متسلّط ہوتا تو فوراً تفنگ اِس انداز سے سر کرتا کہ گولی اُس کی شیر کے سر پر بیٹھ جاتی وہ تو اُسی دم سرد ہو جاتا اور وہ مرد صحیح و سالم اُٹھ کھڑا ہوتا ' واقعی نواب والاجناب آلات جنگ کی ورزش و مشق اور درست شست لگانے اور بیخطا نشانہ اُڑانے مین اپنا ثانی و نظیر نرکھتا تھا ' اپنے قلمرو بھر مین ہتپارے گروہ بر چور اُچکّے کا نام و نشان بھی باقی نرکھا تھا ' جب کہین کسی مہم پر فوج بھیجتا زنہار اُسے غافل نرہتا ' بلکہ بہمہ جہت اُسکی تائید و تقویت روپیے اور سامان جنگ علوفہ و رسد بھیجنے سے واجب و

لازم جانتا، حق تو یہہ ہی کہ نواب مغفور اپنے عصر کا ایک امیر کبیر اور رئیس بے نظیر تھا، دولت و اقبال نے یہہ سارا کرّ و فر اُسکی ذات باکمال سے پایا، نہ اُس نے اُن کے سبب یہہ ناموری و شہرت پیدا کی، شجاعت و پردلی کو اُسکے قوّت بازو سے مرتبہ ملا، نہ اُسکو شجاعت و پردلی سے، بیم و ہراس اُس ہالا کوے دوران کی آمد آمد کا، چیناپٹن اور مدراس وغیرہ ملکون کے صغیر و کبیر برنا و پیر کے دلون مین اس درجے بیٹھ گیا تھا کہ وے بھاگنے کے لیئے ہر آن آمادہ و بابرکاب رہتے، انگریزون کی بھی روحین اُسکے حملہ کرنے اور نوٹ پڑنے کی دہشت سے کانپتی ہی رہتی، یہان تک کہ اُن کی جانون کو کھانے پینے کے لالے پڑ گئے تھے، اکثرون کا تو یہہ حال تھا کہ سوتے مین ڈر کر حیدر س ہارس حیدر س ہارس یعنے حیدر کے گھوڑے حیدر کے گھوڑے کہتے ہوئے چونک پڑتے، فی الواقع اُن دنون صاحبان انگریز کے دلون پر رعب اُسکا ایسا چھا گیا تھا کہ ہر گھڑی اُس کی طرف سے ایک کھٹکا اور دغدغہ اُن کو لگا ہی رہتا اور ہر آن اُسکے ذکر سے خالی نرہتے نامی انگریزون کی زبانی معلوم ہوا کہ اُن کی ولایت مین جو لڑکا بہت روتا اور مچل پڑتا کھلائی دائیان حیدر کے نام سے اُسکو ڈراتین کہ وہ دیکھ حیدر چلا آتا اور ابھی پکڑ لیجاتا ہی، اور یہہ حد مرتبہ خوف کا ہی، شاید کہ نادر شاہ کی بھی اتنی ہیبت نہوگی، فوج کی پرورش و تربیت کرنے مین وہ بہادر امیرون و زیرون سلاطینون سے گوئے سبقت لیگیا تھا، اُس کے وقت مین رعیّت اور لشکری ہزاری بزاری زمانے کے حادثون سے بہ امن و امان فارغ البال خوش گذران رہتے، بندوق چلانے کے فن مین ایسی مشق اُس نے بہم پہنچائی تھی کہ گولی اُسکی بندوق کی مثل شہاب ثاقب بے خطا سینہ اخوان شیاطین کا جلا دیتی، تیراندازی مین بھی

ایسا قادر انداز و کماں تھا کہ شب دیجور مین نوک خدنگ چشم مور کو چھید تا٘
بھنکیت ایسا کہ اُس کی سنان کی دہشت سے مچھلیان پانی مین زرہ پوش
رہتین٘ تلوریا اس طرح کا کہ اُس کی شمشیر برق آہنگ کے ڈر سے گینڈے
سپر بدوش پھرتے٘

جودت ذہن اور تیز حسّی اس درجے رکھتا تھا کہ خواب فراموش کی تعبیر
بیان کرتا٘ رعیّت نوازی اور خلق اللّٰہ کی پاسبانی پدر مہربان کی طرح کرتا٘ بلند
حوصلہ اور عالی ہمّت ایسا کہ ادنا چیزون کے عوض تاجرون کو جو مدّاح اور
مشہور کرنیوالے نام نیک کے ہین قیمت اعلا عنایت فرماتا٘ سوداگر لوگ
جو اُسکے حضور مین گذراننے کے ارادے گھوڑے لاتے قضا کار اگر راہ مین
کوئی گھوڑا مرجاتا اور وے فقط اُسکی دم اور کان ہی لاکر درپیش کرتے تو
اُسکے بدلے اپنے منہ مانگے دام کا نصف سرکار سے پاتے٘ قدردان اتنا بڑا
کہ اگر سپاہیون مین سے کوئی کچھ بھی دلاوری اور بہادری کا کام کرتا تو اُسکو
خلعت و جاگیر اور عمدہ جواہر و نقود انعام دے کر سرفراز کر دیتا٘ لشکریون
و سپاہیون کا مشاہرہ مہینے مین دو بار تقسیم کرتا٘ جرأت و جلادت ایسی
رکھتا تھا کہ صف اعدا مین ہرچند وے ریگ صحرا اور ستارے کی طرح بیشمار
ہوتے٘ آفتاب یکّہ تاز کی مانند گھس پڑتا٘ متوکّل ایسا کہ پہاڑ اور جنگل کے
درمیان فتّاح حقیقی کے افضال پر قوی دل رہتا٘ ملک بالاگھاٹ مین جہان کچھ
فتنہ و فساد کی بنیاد قایم ہوتی فوراً اُسے اپنے عزم درست کی قوّت سے بخوبی
تمام مستاصل کر دیتا٘

مہذّب اور ادب دان ایسا کہ اُس کی محفل ہمایون مین دخل کیا کہ بیصرفہ
بسرایون اور بیہودہ گویون کو بار ملے٘ صاحب رعب ایسا کہ مجال کیا کہ کوئی

اُسکی جناب مین بے رخصت کچھ چون و چرا کرسکے یالب کھو لے، رحیم دل اور غریب نواز ایسا کہ سلطان محمود غزنوی کی طرح اپنے دارالسّلطنت کے کوچے گلیون مین شب گردی کر کے روزینہ اور وجہ گذران فقیر محتاجون اور مسکین مفلوکون کو بانٹتا، ملازم پروری کا اُسکے یہہ حال تھا کہ جان نثار فدویون کو اُن کے ساز و سامان کے واسطے ماہ بماہ شرح مقرّری کے علاوہ اور بھی روپیہ اشرفی عنایت کیا کرتا،

صولت اور سطوت کا اُس کی یہہ عالم تھا کہ جو کوئی سرکش تکبّر کی راہ سے بغاوت کا سر اُٹھاتا تو برق خشم اور طوفان قہر اُس کا بلا کی طرح اُسکے سر پر آپڑتا،

فراست اور قیافہ شناسی مین ایسا درست مدرک تھا کہ معاً دیکھتے ہی آدمیون کی ذاتی کم ظرفی و بدگوہری اور اُن کی خلقی عالی منشی اور نیک نہادی معلوم کرلیتا،

ذہن و ذکا مین بھی ایسا موصوف و ستنا تھا کہ راے صحیح اور طبع سلیم کی رسائی سے ارباب حوائج کے مقاصد و مطالب تک بے کہے اُنکے پہنچ جاتا،

میر عبّاس علی، اُس منصف مزاج کے ایکدن کا ماجرا زبانی غلام علی خان کی جو مقرّب مصاحبون سے تھا اِس طرح بیان کرتا ہی کہ سفر کے ایّام مین جب نواب بہادر فوج کشی کی زحمت کے بعد دن کو قدرے آرام و قیلولہ کے لئے مائل استراحت ہوتا، تو مین اکثر اُسکے پلنگ کے قریب خیمے کے اندر حاضر رہتا، ایکبار ایسا اتّفاق ہوا کہ نواب حالت خواب مین گھبرا کر چونک پڑا، مین دیکھکے حیران ہوا کہ الٰہی خیر کیجیو، بعد بیدار ہونے کے حضور مین یہہ حال پر اضطراب مین نے کہہ سنایا اور حقیقت اُس خواب کی پوچھی، نواب عالیجناب نے میرے جواب مین اِس

طور پر ارشاد فرمایا ای رفیق محرم میری اِس سلطنت سے جسکے بہت حاسد ہین ایک بھکہر منگا جوگی زیادہ خوش حال ہی ‘ جو چین سے دن رین مگن رہتا ہی ‘ نہ دن کو اُسے کچھ دشمن کے مکر و فریب کی پروانہ رات کو لٹیرے قزاکون کا کھٹکا ‘ سوتے جاگتے سدا عیش و آرام کرتا ہی ‘

کہتے ہین نواب حیدر علی خان بہادر کا سخن تکیہ تھا کہ خفگی اور غضب کے وقت خادمون کو لونڈی کا یعنے باندی بچا کہہ بیٹھتا ‘ علی زمان خان نے ایک دن خلوت مین عرض کیا گستاخی معاف بڑون کے منہہ سے ایسے چھوٹے لفظ کا نکلنا نازیبا ہی ‘ اُس عالی منش نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سب کنیزک زادے ہین ‘ بی بی کی طرف سے صرف حسنین علیہما الصلوٰۃ والسّلام تھے کہ حضرت جناب خاتون دو جہان سیدۃ النّسا کے بطن سے پیدا ہوئے ‘

اُس جلیل الشان کی قیافہ شناسی اور دور اندیشی کے آثار سے ایک یہہ ہی کہ اپنے فرزند ٹیپو سلطان کے حق مین کہا کرتا ‘ حیف کہ وہ عالی طبع اور بلند حوصلہ نہوا ‘ ایک دن شاہزادے نے ناگاہ کئی انگریزی سپاہ کو پکڑ کے جبراً اپنے سامھنے اُن کے ختنہ کرنے کا حکم کیا ‘ نواب نے جو یہہ حال سنا ‘ اُسے کمال ملال و ناگوار گذرا اور فرمایا کہ یہہ سفّاک مجھسے سلطنت پا کے ہاتھ سے کھو بیٹھیگا ‘

نواب مغفور کی والانہادی اور عالی منشی کے آثار سے ایک یہہ ہی کہ اُس کے ملک و لشکر مین ہر مذہب و قوم کے آدمی فراغت سے بے پروا بود و باش کرتے ‘ اِس بارے مین کبھی کسی سے کچھ پرسش و پرخاش نکرتا ‘ اُس کے حضور ذہن و قوت حافظے کا یہہ حال تھا کہ جدے جدے کام کو ایک ہی وقت مین انجام کرتا ‘ اِدھر تو منشی کو نامے لکھنے مین ارشاد فرماتا اُدھر جاسوس کی زبانی اخبار

سننا، علاوہ اہمال کارون سے بھی اُسی حالت مین پیچ در پیچ معاملے مقدمے کا سوال جواب کرتا تھا۔ اِسکے اپنے بعضے ملازمون کو موافق اُن کی خدمتون کے تعلیم و ارشاد فرماتا جاتا،

مجرمون قصور معفرون کی تادیب و تعذیب کے لئے ہمیشہ در دولت پر دو سو سنتجی کوڑے لئے حاضر رہتے سیاست کے وقت ہر قسم اور ہر درجے کے مجرم برابر تھے، کیا اُمرا کیا خواص اور کیا عوام لوگ،

اُس کے تمام قلمرو بھرمین یہ بھی ایک طریقہ پسندیدہ جاری تھا کہ ہر یتیم و بیکس کے حال پر جن کے والی و سرپرست نہوتے سرکار عالی سے غور برداخت کی جاتی، بعد اس کے یہ لوگ سپہگری کے فنون تعلیم پاکر اُن سپاہیون مین جو یتیمون کی فوج مشہور تھے بھرتی کئے جاتے اُس کی رحلت کے وقت وسعت اُس کے ملک کی، سوائے محالات مفتوحہ ملک کرناٹک کے اسّی ہزار انگریزی میل مربّع پر مشتمل تھی،

ممالک محروسہ مین اُسکے، ہزار قلعے تھے، اور جس شہر و قلعے کو متسخّر کرتا تو اُسکی تاسیس و ترمیم کے لئے سر نو لاکھون روپیہ بیدریغ صرف کرتا، چنانچہ ہنوز اکثر زمین دوز و کوہی قلعے بائین گھاٹ وغیرہ کے شاہد و ناطق عدل اِس بات کے ہین،

باج و خراج سے ممالک محروسہ کے سالیانہ تین کروڑ روپیہ بعد منہا کرنے ملکی و فوجی و خانگی اخراجات وغیرہ کے خزانۂ عامرہ میں داخل ہوتے تھے، صرف سپاہ کی جمعیّت تین لاکھ چوالیس ہزار تھی علاوہ اُسکے شاگرد پیشہ وغیرہ تھے،

ثقہ لوگون کی زبانی جو دیکھنے والے اُن واردات و حالات کے ابتک بقید حیات موجود ہین یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہی کہ وہ مغفرت پناہ خزینہ دفینہ بیشہ

قیمتی جواہرات و مروارید اور سونے روپے کی اینٹین اس قدر رکھتا تھا کہ حساب اور تولنے کے وقت من اور پنسیری سے مثل غلّے کے وزن وشمار کیے جاتے تھے'

فوج اور توپ خانہ تو خدا نے جیسا اُس مغفور کو عطا کیا تھا اُسکے معاصرین بلکہ قدیم کے امیرون سلاطین کے پاس بھی کم ہی کم تھا' انجام کار ایسا صاحب ثروت ذواقتدار سارے ساز و سامان سلطنت و اساس واسباب دولت کو جنھین بڑے جبر و قہر سے لیا و جمع کیا تھا' مجبوری و بیبسی کی حالت مین سب چھوڑ گیا اور اِس جہان ناپایدار سے افسوس و حسرت ہی لے گیا'

بیت

جہان گرد کردم نخوردم برش
برفتم چو بیگانگان ازسرش

نسب نامہ نواب مغفرت مآب
حیدر علی خان بہادر کا'

شرافت پناہ امارت دستگاہ حسن بن یحییٰ کہ عرب کے امیرون اور قریش کے رئیسون مین محسوب اور امانت و دیانت کی صفت سے موصوف اور جمال صورت وکمال معنی کے سبب معروف تھا پینتیس برس کے سن مین شہنشاہ اعظم خاقان معظّم سلطان روم کے حضور سے حرمین شریفین کے عہدۂ شریفی پر ماموروقرّر ہوا' اُس عالی گہر کی نسل سے' دریاے ثروت کے دو گوہر شاہوار محمد بن حسن اور علی بن حسن پیدا ہوئے' علی بن حسن کا تو دس ہی

برس کے سن میں پیمانۂ عمر معمور ہو گیا ' اور محمد بن حسن ایک فرزند طالع
بلند احمد بن محمد نام یادگار چھوڑ آٹھ سی چوہتر ہجری میں گلزار جنت کا راہی
ہوا ' اِس حادثے کے ایک برس بعد ' باپ بھی ان کا حسن بن عجلی شریف مکّۂ
منوّرہ اپنے لڑکون کے رنج والم مین رمضان شریف کی پندرہوین پانچشنبے کی
رات کو سنہ آٹھ سو پچھتّر ہجری میں اِس منزل فانی سے ملک جاودانی
کی طرف کوچ کر گیا ' جب یہہ خبر بارگاہ خلافت پناہ میں قیصر روم کے پہنچی تو
داؤد پادشاہ کے نام پر یرلیغ قضا تبلیغ شریف مکّے کے مقرّر کرنے کے باب
میں صادر ہوا ' اُس نے احمد بن محمد کو باوجودیکہ اُن دنون پندرہ برس اور
حقدار اُس عہدے کا تھا کم سن جان کے اُس کی جگہہ میں سیّد عبد الملک
بن ابو عبد اللہ کو کہ فصیح زبان اور عالی خاندان تھا خادم مکّہ مقرّر کیا ' احمد بن محمد
کہ جوان دلاور اور شجاع باعقل وہنر تھا یہہ ماجرا دیکھہ وہان سے برخاستہ خاطر
ہو کر جلد ملک یمن کی طرف چل کھڑا ہوا ' کچھہ دنون عدن میں ٹھہرا پھر شہر صنعا میں
جا وہان کے فرمانروا کی ملاقات سے مشرّف اور اُس کے متوسّلون کے زمرے
میں منسلک ہوا ' بعد چندے والی صنعا نے جب اُس کے حسب و نسب کی
بخوبی اطّلاع پائی اور اُسے صورت و شجاعت میں بے نظیر دیکھا تو اپنی لڑکی
کو اُس کی زوجیّت میں دی اور بالکل امورات ملکی و مالی کا انتظام و بند و بست
اُس کے اختیار میں کر دیا ' بیس برس اِس نکاح پر گذر رہے تھے جو
اُس نے مرض موت کی حالت میں سب ارکان دولت کے سامھنے
اپنا ایک لڑکا بھی جو پانچ برس کا تھا داماد کو سپرد کر وصیّت کی کہ جبتک یہہ
جوان نہو اِسے اپنے فرزند کی طرح تعلیم و تربیت کرنا اور ملک کے نظم و نسق
اور رعیّت کی رفاہیت میں ایسی سعی و کوشش بجالانا کہ کوئی فرمان برداری

کی راہ سے قدم باہر نہ نکالے، القصہ بعد انتقال فرمانرواے صنعا کے تیرہ سال تک احمد بن محمد ملک کے ضبط ربط مین شرایط عدل و انصاف کو بجالاتا رہا، ایک دن شیخ سالم بخرانی جو اِس سرکار کے ایک معتبر ملازمون سے اور ظاہراً دنیاسازی کی راہ سے احمد بن محمد کا دوست لیکن حقیقت مین اُس کے خون کا پیاسا تھا، حاکم صنعا کے بیٹے پاس گیا، اور احمد کی طرف سے یہانتک شکایت کی کہ اُس نوجوان کے دل پر کچھ میل آگئی، تب اُس حیلہ گر نے چاپلوسی و خوشامد کی باتین شروع کر اُس سادہ لوح کے سامھنے یہہ عہد کیا کہ آپ کو سلطنت موروثی پر بٹھانا اور احمد کا قتل کرنا میرے ذمّے ہی اِس شرط پر کہ مجھے سپہسالاری کا عہدہ ملے، اُس لڑکے نے بھی اِن باتون کو غنیمت جان کے مان لیا، تب تو وہ مکّار اِدھر لشکر کے سردارون اور سپاہیون کے ساتھ لگاوٹ ملاوٹ کرنے اور اُدھر احمد بن محمد کے حضور مین ظاہر از حد اپنی دلسوزی و متابعت دکھلانے لگا، ہرایک کام پر نہایت مرتبے مین دوڑدھوپ کرتا، مگر ہمیشہ، وقت قابو کی تاک مین رہا کرتا، ایک برس اِسی تگاپو و جستجو مین گذر گیا، آخر سن نو سو گیارہ ہجری مین اُس بدنہاد نے فرزند والی صنعا کی مشورت سے اُس بچارے معصوم صفت کے قتل کا دن ٹھہرا زہر کی بجھی ایک تلوار سمیت دربار عالی مین نذر گذراننے کے بہانے حاضر ہو کر اُسی تلوار زہر دار سے اپنے سردار کا سر کاٹ خوشی و افتخار کی راہ سے یہہ احوال والی صنعا کے لڑکے کو جاکر کہہ سنایا علاوہ یہہ بھی عرض کی کہ داناؤن کا قول ہی کہ آتش کشتن وانگر گذاشتن کار خردمندان نیست، مناسب ہی کہ اِسی دم اُس ظالم کا بیٹا محمد بن احمد حضور مین بلایا اور مارا او رمال و اسباب اُس کا قرق کیا جاے، قضارا قنبر نام ایک حبشی اُس شہید بیگناہ کا غلام وہان حاضر تھا، جو نہین

اُس بدرد کے منہہ سے یہہ بات اُس نے سنی نمک حلالی کی جہت سے اُسکو ایسی غیرت آئی کہ مجبوری سے بے قرار ہوکر ریحان نامے ایک دوسرے غلام سے جو اُس کے پاس کھڑا تھا کہنے لگا کہ بھائی آقا کا حق نمک تبھی ہم سے ادا ہوگا کہ جس طرح ہو تو شتاب تر محمد بن احمد کو جو ہمارا مخدوم زادہ ہی اعدا کی نظر بچا ہمراہ لے بغداد کی جانب لے نکل اور مین بھی انشاء اللہ المستعان اُس نطفہ حرام سے اپنے منیب بالطف واحسان کے خون ناحق کا عوض و انتقام لیکر بشرط حیات وہان آ پہنچتا ہون اور اگر نہ پہنچا تو جانیو کہ آقا کے قدم پر اِس خاکسار کا سر تصدق ہوا خیر جب ریحان وہان سے روانہ ہوا تو شیخ سالم بھی محمد بن احمد کے گرفتار کر لینے کو چلا کہ اتنے مین قنبر نے پیچھے سے آکر ایک گھونسا اس زور سے اُسکی گردن پر مارا کہ وہ بد اصل گر پڑا تب اُس وفادار حبشی نے ترنت پیٹھ پر چڑھ اُسی کی شمشیر سے سر اُس شریر کا کاٹ ڈالا اور چاہا کہ اپنے تئین اُس مخمصے سے بچائے لیکن شیخ کے ساتھ والون نے اُس بیچارے کو تیغ و خنجر سے پارہ پارہ کیا اُدھر ریحان نے محمد بن احمد کو کہ اُندنون تیرہوین برس مین تھا جا کر اُسکے باپ پر جو مصیبت گذری تھی کہہ سنائی اور فی الفور اُسے ایک گھوڑے پر چڑھا دوسرے پر آپ چڑھ پہاڑون کے رستے بغداد کی راہ لی اور دھاوا مار دجلے کے پار ہو شہر مین طاہر افندی کے گھر لے پہنچایا افندی مذکور نے اُس رئیس زادے کے اطوار سے آثار سرداری نمایان دیکھ اپنی لڑکی اُسے بیاہ دی اُس صالحہ کی طرف سے تین لڑکے عبد الوہاب عبد الرزاق عبد الغنی پیدا ہوئے ساقی قضا نے بسنہ ۹۶۸ ہجری مین محمد بن احمد کے پیمانۂ عمر کو ستر برس کے سن مین معمور کیا عبد الوہاب بڑا لڑکا اُس مغفرت مآب کا اور منجھلا عبد الرزاق دونون لاولد مرے مگر عبد الغنی سب سے چھوٹا جسکی آغا محمد طاہر

نام ایک سوداگر کی لڑکی سے شادی ہوئی تھی ایک بیٹی و ایکہی بیٹا چھوڑ سن
ایک ہزار تیس ہجری مین اپنی موت موا ابراہیم اُسکا بیٹا بھی جسنے اپنے
باپ کی طرح تجارت کا کاربار پھیلایا تھا سنہ ایک ہزار سینتالیس ہجری مین
تین لڑکی ایک لڑکا حسن بن ابراہیم نام یادگار چھوڑ ملک عدم کو سدھارا
چونکہ حسن ابراہیم کے مرتے وقت ایک برس کا تھا کارباری گماشتون نے
اُسکے باپ کے نقد و جنس پر ایسا خورد برد کا ہاتھ صاف کیا کہ اُسکے بالغ
ہونے تک دو تین ہی ہزار روپیہ بچے تھے تب وہ صاحب غیرت کہ بارہا اُس
شہر کے وضیع و شریف کی زبانی اپنے بزرگوارون کی تونگری کا حال سنا
کرتا تھا تہی دستی کے سبب اُس شہر مین رہنے کو نامناسب سمجھ اپنی مان بہنون
جمعیت ہندستان کی طرف روانہ ہوکر اجمیر مین خواجہ معین الدّین چشتی کی درگاہ
کے متولّی پاس جو وہان کے ذی عزّتون مین تھا جارہا متولّی موصوف نے اُسکا
کردار رفتار نیک دیکھکر اپنی بیٹی کے ساتھ اُسے کتخدا کیا چھہ مہینے کا حمل
اُس لڑکی کو تھا کہ اُسکے شوہر حسن نے ایک ہزار چھہتّر ہجری مین انتقال
کیا القصہ اُس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا نانا نے نام
اُسکا ولی محمد رکھا جب وہ سن شباب کو پہنچا تو اُسکی پھپیری بہن
کے ساتھ شادی ہوئی جسّے ایک ہی لڑکا پیدا ہوا بعد اسکے ولی محمد
بہ سبب ناچاقی کے کہ درمیان اسکے اور اُسکے سسر کے واقع ہوئی
رنجیدہ ہو معہ اپنے لڑکے جسکا محمد علی نام تھا شاہ جہان آباد چلا گیا چند سے
وہان ٹھہر دکھن کی طرف روانہ ہو کلبرگہ شریف مین جارہا جب محمد علی صاحب
بالغ اور تحصیل علوم و تکمیل فضل و کمال سے فارغ ہوا اُس عالی مقدار کے
پدر بزرگوار نے سیّد معصوم صاحب کی لڑکی (سجّادہ نشین سیّد محمد گیسو دراز

جو شیخ نصیر الدّین چراغ دہلی کے مرید و خلیفون سے اور دکھن کے لوگون مین بلقب بندہ نواز گیسو دراز مشہور رہی) کے ساتھ اُسکی کتخدائی کردی اور آپ وہین عالم بقا کا رستا لیا ' محمد علی صاحب بعد انتقال والد مغفور کے ' اپنے قبیلہ سمیت بیجا پور کے مشائخ پرے مین اپنے سالو نکے گھر جا رہا ' پھر یہان سے کئی دن بعد معہ اپنے اہل و عیال کرناٹک بالا گھاٹ کا عازم ہو کر قصبہ کولار مین سکونت کیا ' آخر چار لڑکے شیخ محمد الیاس و شیخ محمد و محمد امام و فتح محمد یادگار چھوڑ سن گیارہ سی نو ہجری مین اس جہان سست بنیاد سے رحلت کیا اُس کا بڑا بیٹا شیخ الیاس اپنے چھوٹے بھائیون اور سب خویشون کی تسلّی و پرورش مین مصروف ہو کر سلامت روی کی چال چلا ' بعد چندے فتح محمد وہان سے برخاستہ خاطر ہو نلے حکم اپنے برادر بزرگ کے کرناٹک پائین گھاٹ کی جانب روانہ ہوا اور محمد الیاس اپنے بھائیون کو معہ ایک لڑکے کے جس کا چار برس کا سن اور حیدر صاحب نام تھا گھر مین چھوڑ تنجاور کو گیا اور گیارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا ' تب فتح محمد نے کہ شہر ارکاٹ مین تھا تنجاور سے برہان الدّین پیرزادے کو بلا کر اُسکی لڑکی کو جو ابراہیم صاحب کی سگی بہن تھی اپنی زوجیّت مین اختیار کی اور اپنی اہلیہ کے بھانجی کے ساتھ جو سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی امام صاحب کے ساتھ شادی کروادی ' بعد اسکے وہ اپنی ستورا تون کو کولار مین چھوڑ کر میسور کو چلا گیا ' وہان دو سال مین اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک شاہباز صاحب دوسرا ولی محمد نام جنے دو برس کے سن مین انتقال کیا ' تب فتح محمد کا وہان دل نہ لگا معہ اپنے وابستون کے بالا بور کلان کا عازم ہوا ' اب سنہ گیارہ سی اُنتیس ہجری مین دیون ہلّی کے درمیان اور ایک فرزند فرید ون فر جمشید حشمت دارا شکوہ سکندر طالع ایسی ساعت کے بیچ کہ

آفتاب برج حمل مین تها متولّد هوا جسکے وجود سے وہ خاندان نورانی و منوّر هو گیا ٭
نام اِسی همایون طالع کا حیدر شاہ رکھا گیا ٭

القاب مستطاب نواب والا جناب
حیدر علی خان فردوس آشیان ٭

نواب بهادر

یعنے سپهسالار مظفّر فیروزمند ٭ دلاور صف شکن میدان جنگ ٭ طالب ناموس و ننگ ٭ قانون پیکار و حرب مین نہایت مشّاق فنون طعن و ضرب مین یگانۂ آفاق ٭ اور اسی لقب سے دکھن کے سب چھوتے بڑے خاص و عام نواب حیدر علی خان کو بلاتے تھے ٭

نہنداس

یعنے سردار القاب سترگ ٭ امیر بزرگ ٭ حاکم باشکوہ و شان ٭ عظمت و حشمت نشان ٭ زیب مسند حکومت و شجاعت ٭ حامی شریعت و سلطنت ٭ صوبہ دار شہر سرا کا ٭ بادشاہ مرز و بوم کوترک کنترا کا ٭
سلطان حکمران ممالک جرکولی و کلیکوت کا جسمین کوچین ترا ونکور و غیرہ کئی ریاستین هین ٭
نواب بنگلور ٭ بالاپور ٭ باسا پتن یا بسنگر کا ٭
مرزبان فرمانده فرازستان و نشیبستان یعنے پہاڑون اور اُسکی ترائیون کا ٭

بہادران بہادر

اور طرفہ ار فرمان فرما جزائر مالدیوہ کا جو گنتی مین حساب و شمار سے باہر ہین ؏
کہتے ہین کہ عددان جزیرون کا بارہ ہزار ہی ؏

سجع نواب نامدار حیدر علی خان بہادر کا

بیت

بہر تسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار
لا فتی الاّ علی لاسیف الاّ ذوالفقار

سکۂ حیدری یہ تھا

ثانی سلطان سکندر قاتل کل کافران	نایب دین محمد حیدر آخر زمان سنہ ۱۱۶۶ ھجری

From Scurry's Captivity under Navab Hyder Allie Khan and Tippoo Sultan.

چون ان ورقون مین نواب حیدر علی خان کے سیر و اخلاق کی خوبیان لکھنے مین آئین ' اب اُس شیر صولت کی تھوڑی سی بیرحمی بھی جو دشمنون اور اسیرون کے ساتھ عمل مین آتی تھین ' کتاب اسکریس کپطیو یطی (یا اسکری صاحب کی اسیری کے حال) سے لکھی جاتی ہی ' تا اُس کتاب کے پڑھنے والے موءلف کو طرف کشی کی تہمت نہ لگائین ' ع

ہنرہا یش شمردی یک بیک آہوش ہم بشمر

کپطان اسکری لکھتا ہی کہ ہم لوگون نے ایک مدّت تک فرانسیسون کی اسیری مین نوع بنوع کی اذیّت و مصیبت کھینچی ' آخر اُن سنگدلون نے ہماری قوم کے اسیرون کو جو پانسی نفر تھے کئی جہازون پر چڑھا دیا چھہ مہینے بعد ہم سب کے سب قلعہ گدلور مین پہنچے ' جب یہان کچھہ دن کٹے تو ہم کو چیلیبروم مین جو مستحکم قلعون سے نواب بہادر کے ہی ' لیگئے ' وہان ہم اُس قلعے کے درمیان کیا دیکھتے ہین کہ جابجا سیکڑون آدمی بحال تباہ پڑے بلکہ مردے بن رہے ہین ' مارے بھوک کے کتنون کی تو ایسی بری حالت تھی کہ اگر ایک سڑی ہڈّی گندی جگہہ مین کہین پڑی دیکھتے تو بھوک کے مارے اُسکی طرف بھی ہاتھہ منہہ پھیلاتے خوراک ہم لوگون کی یہان یہہ تھی کہ فقط گاے کا گوشت اور موٹے چاول کھانے کو ملتے ' اِسی غذا اور لونی زمین کا باعث تھا جو ہمارے ساتھہ کے بہت آدمی روزمرّہ موے ' اور اکثر تن و توش والون کو ہم نے دیکھا کہ گھڑی بھر کے تشنّج کے سبب اعضا اُنکے انکر کرشال ہو گئے ' خدا جانے فرانسیسونکو انگریزون سے کیا ایسی عداوت تھی جسکے باعث اُنھون نے ہمین ایسے ظالم کے حوالے کر دیا اور یہہ بھی تعجّب و حیرت کا مقام تھا کہ ہمارے ہم جنس بھائی ہماری رہائی سے کیون دست بردار ہوئے تھے ' لیکن حقیقت حال یون ہی کہ

انگریزون سے جو اِس امرمین غفلت واقع ہوئی وجہ اُسکی یہہ تھی کہ وے آپ ہی ہندستان کے درمیان تباہی اور مصیبت میں گرفتار تھے، پہر آپ ہی درماندے تو شفاعت کس کی کرین مسترا سکری کہتاہی کہ جب قریب دو مہینے کے ہم اِس مقام مین رہے ہم مین سے انّیس آدمیون نے لفتنت ولسن کے ہمراہ بھاگنے کا منصوبہ ٹھان کی کمّل جو اُن کے پاس تھے اُسے پہاڑ کر بطور رسّے کے بانتا، اُس کے سہارے سے وے سب شب تاریک مین اُس حصار کی دیوار پر سے نیچے اُترنے کو تو اُتر گئے لیکن یہہ نہین جانتے تھے کہ کہان جاتے ہیں، آخر کو صبح کے وقت اُنّیس آدمی تو پکڑ آئے جن کی مشکین بندھی تھین اور بیسوان شخص اُن مین سے، ایک ندّی پار ہوتے وقت پانی مین ڈوب گیا، لفتنت ولسن کو ننگا کر کے املی کی ایک ڈالی سے سخت سیاست کی گئی اور باقی لوگون کے ہاتھ پانون مین ہتھکڑیاں بیڑیان پہنائی بعد دو دن کے ہم کو ایک بڑے محکم زندان مین لے گئے جہان ہماری ساقین چھید آہنی بیڑیان اُسمین پہنا کر مقیّد کیا اور پاسبانون کا عدد دو چند کر دیا،

دو مہینے کے بعد حیدر علی خان نے حکم بھیجا تا ہمین بنگلور لیجائین، تب ہمارے پیرون کی بیڑیان کاٹ دو دو آدمیون کے ہاتھ ایک ساتھ زنجیرون مین باندھ اِس خرابی سے ہم کو ننگے پانوٗن اُس قلعے سے لیچلے، ہم اپنے دل مین کہتے تھے الٰہی دیکھیئے آگے کو اور کیا کیا تقدیر کا بدا ہی، اس حال مین ہم سب چھوٹے بڑے برابر تھے مگر اتناہی فرق تھا کہ عہدہ دار اور سپاہی الگ الگ باہم بندھے تھے، حاصل کلام انواع طرح کی زحمت و رنج اُٹھا کر اکیس دن بعد بانگلور جا پہنچے قسمت سے وہان یہہ معاملہ پیش آیا کہ تین دن بعد اُس قلعے کے سردارون میں کئی مسلمان اور برہمن ہمارے پاس آئے جنھون نے ہم لوگون کو تین فریق کیا، وہ

فریق جس کے درمیان مین تھا موضع بہرام پور کو روانہ کیا گیا جو بنگلور سے تین منزل ہی مجبور کیا کرین کچھ بس ناتھا ہم چشمون کی جدائی پر صبر کر با چشم پر نم و سینہ پر غم آپس سے جدا ہوئے جب وہان کے زندان مین جا پہنچے ہاتھ ہمارے کھولے گئے لیکن اُسکے عوض پیرون مین بیڑیان بڑین اور ہمارے کھانے کے لئے دس دن تک تو یہان بھی وہی موٹے چاول تھے بعد اس کے راگی یعنے منڑوا مقرر ہوا لاچار کتنے تو ایسی غذا سے ناموافق کھا کھا مرے بعد تین مہینے کے ہم مین سے پندرہ آدمی نوجوان کو جن مین ایک مین بھی تھا چن کر بیڑیان کاٹ اور یہہ بات کہہ بنگلور کو روانہ کیا کہ وہان تمھاری غمخواری خاطرداری کی جایگی الغرض بعد تین دن کے ہم وہان پہنچکر کیا دیکھتے ہین کہ ہماری طرح اور بھی کتنے نوجوانون کو اور اور زندانخانون سے لے آئے ہین ایک دوسرے کے دیکھنے اور آپس مین ملاقات ہونے سے خوش ہوئے جب ہم لوگ شمار کئے گئے تو حساب مین باون آدمی تھے تین دن بعد وہان کے قلعہ دار نے ہم لوگون کو اپنے روبرو بلوایا اور ظاہرا شفقت و دردمندی کی نظرون سے دیکھکر کچھ پھل پھلاری دے کے یہہ کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہراسان مت ہو نواب بہادر تمھین اپنے لڑکون کی طرح جانتا ہی تم پر بدگمان نہین بلکہ مہربان ہی اُس شخص سے اتنا سنکر بعضے تو ہماری سنگت کے کچھ اور ہی سوچنے سمجھنے لگے اور کتنے غافل رہے خیر بعد اس کے ہم کو سرینگپٹن روانہ کیا اس سفر مین زاد راہ ہمارے ساتھ بہت تھا اور چونکہ اب ہم بے قید و بند تھے راہ چلنا دشوار ناتھا نو دن بعد جب سرینگپٹن پہنچے تو ہم کو اُس قلعے کے دو دروازون مین تین ساعت تک بٹھلا رکھا تا وہان کے لوگ ہمین دیکھین چنانچہ اسی دیکھا دیکھی مین وہ ساعتین کٹین پھر ہم کو ایک چبوترے کے پاس لیگئے یہان بھی ہمارے

حال برسابق کیسی تواضع و مدارات و مہربانیان تھین ٭ بہرصورت ایک مہینا
کمال خوشی خرّمی سے گذر چکا تھا جو کتنے حجّامون نے ہمارے پاس آکر یہہ
قصد کیا کہ ہمارے سرکے بال چھانٹ ڈالین جب اِس کام سے ہم لوگ سرچرانے
لگے تو وے ہم بر تقاضا اور جبر کرنے لگے کہ اتنے مین مسلمانون کا سا لباس و عمامہ
پہنے ایک شخص فرنگستانی نے جس کی بڑی بڑی موچھین تھین ہمارے
نزدیک آکر دوستون اور ملنسارون کے طور پر سلام کر کے یہہ ظاہر کیا کہ مجھے
بھی قلعہ دار نے اِسی کام کے انجام کرنے کے لیئے بھیجاہی تا مسلمانون کے
طریقے کے موافق تمہارے سر وغیرہ کے بال ترشوانے منڈوانے مین سعی
کرون اور اگر تم اِس امرکا انکار کروگے تو بھی جبراً قہراً یہہ فعل وقوع مین آئیگا ٭
تب تو اُس شفیق کی ایسی دوستانہ باتین سن کر لاچار اِس بار کو بھی
ہم لوگون نے سر جھکا کر اُٹھالیا ٭ یہہ رنج و وبال تو ہم نے گوارا کیا ہی تھا کہ پھر
ایک ہفتے بعد یہہ دن چڑھے وہی لوگ دس بارہ جنگی مشتنڈے آدمی ہمراہ لیئے
آپہنچے ساتھہ ہی اِس کے اُسی مرد فرنگستانی نے آکر ہمین جتا دیا کہ اب نواب نے
تمہارے ختنہ کرنے اور مسلمان بنانے کا حکم کیاہی ٭ اگرچہ اتنا سنتے ہی اور
اُن سفّاکون کو مستعد دیکھکر ہمارے چہرون کے رنگ فق ہوگئے ٭ لیکن سوا سے
تسلیم و رضا کے چارہ کیا تھا ٭ چنانچہ پہلے تو اُنھون نے ہم سبکے سب کو نشے والی
معجونین کھلا دین ٭ بعد اسکے ہرایک کے واسطے ایک ایک چتائی اور چادر
منگوائین ٭ تب اُن بوریاون پر ہمین دو قطار ہوکر لیٹنے کہا ٭ جب اُنکے کہنے بموجب
یہ سب باتین عمل مین آئین تو کتنے نگہبان اور وے حجّام اور اُنکے ساتھہ کے وہ
بارہ مشتنڈے ہمارے پاس آئے ٭ سب سے پہلے رنڈال کا دامن کو دھر پکڑ کر
ایک دیگ پر ہاتھہ لایا اور سبکدست حجّام نافرجام نے اپنا کام سرانجام کیا ٭

الغرض اُن بیرحموں نے ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ یہہ سلوک کیا، اِس حال مین بعضے تو معجون کے نشے سے ہنستے اور کتنے روتے تھے، واقعی کہ ہماری ایسی مصیبت و دردکی حالت قابل دیکھنے اور رحم کرنے کے تھی، رات کے وقت کتنے پاسبان ہم پر تعینات ہوئے تاظلم سے صحرائی بڑے بڑے چوہوں کے جو اُس ملک مین بہت ہین ہم کو بچائین، قصّہ کوتاہ دو مہینے بعد کتنی اذیّت و تکالیف اُٹھاکر سو اے دو صاحبوں کے ہم سبکے سب چنگے ہوئے، جب یہہ مراتب دین و اسلام کے پورے ہوچکے تب اُن لوگوں نے ہمین مبارک سلامت کی بشارت دی کہ خوش رہو اب تم پیغمبر خدا کی اُمّت اور نواب عالی جاہ کے مقرّب حضرت ہوئے،

جویندوں پر حالات نواب مغفور اور سلطان مبرور کے پوشیدہ نرہے، کہ وہ قدیم دشمنی جو ان دونوں عالی ہمّتوں کے دلوں مین قوم انگریزکی طرف سے تھی (کیونکہ یہے لوگ مہمات دکھن کے مسخّر کرنے مین اُن بہادروں کے مزاحم تھے) اور وہ تعزیر و سیاستین کہ انگریزی اسیروں پر ہوئی تھین مُمکن نہین کہ اُن کی اخبار کا کوئی راوی انکار کرے، کیونکہ مستر اسکری کی ہزارہا روایتین انواع و اقسام طرح کی اذیّتین بھری جن مین سے یہہ قدرے احوال یہان بیان کیا گیا، ایک شمّہ ہی اُن مصائب و محن کا جو حیدری قید و بند مین انگریزی اسیروں پر گذرے، اور ایک جرعہ ہی اُن تلخابوں سے جسے انگریزی قیدیوں نے اُس دور مین قدح قدح پیا ہی چنانچہ یہے حالات دفتر دفتر لکھے گئے ہین، جیمس برشطو نے جو اپنی دس برس کی اسیری کی مصیبت لکھی ہی اور بھی مستر ڈونالڈ کنبل کا سفرنامہ ایک باب ہی اُس کتاب غم افزاکا، بہتیرے یہے بچارے مصیبت کے مارے قید کی حالت مین سختیان کھینچ کھینچ

مرے اور کتنے لوگ نوع بنوع کے عذاب سے مارے گئے اکثر لڑائیون مین فتح ہونے کے بعد انگریزون کے باقی ماندگان مجروح کم بچنے پاتے تھے ' جنگ کوہستانی مین جو بیلی کی لڑائی مشہور ہے انگریزون کی طرف کے ہزارون سپاہ ہندوستانی و فرنگستانی قتل ہوئے ' سیکڑون اسیر اور پا بزنجیر کئے گئے ' اور کولیرم ندّی کنارے کرنیل بریتھوت کی لڑائی مین بھی جیسے سلطان نے فتح کی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر انگریزون کی جانب مارے پڑے ' بقیۃ السّیف گرفتار ہو آئے اور بڑی سختی و اذیّت کے ساتھ سریرنگپتن بھیجے گئے اگرموشیر لالی اُن کی شفاعت کے لئے درمیان نہ پڑتا تو باقی ماندون مین سے ایک کی بھی جان نہ بچتی ' القصّہ جن لڑائیون مین حیدری سپاہ کی فتح ہوتی تو وے حریف کے مجروحون اور باقی ماندون پر ترحّم کم کرتے اور اسیرون پر سیاست و تنبیہ بہت ' اگرچہ اُن کی طرف سے کیسی کیسی سنگدلیان اور بیرحمیان عمل مین آئین پر ان رحیم دل کریم نہاد انگریزونکی جانب سے بعد تسخیر سریرنگپتن کے نوازش و کرم لطف و احسان ہی نواب حیدر علی خان مغفور اور ٹیپو بادشاہ شہید کی آل اولاد کے حال پر مبذول ہوا اور اب بھی ہوتا جاتا ہی اور وے سب انگریزی حکومت کے سایۂ مرحمت مین بعزّت و حرمت آرام و فراغت کے ساتھ خوش و خرّم زندگانی بسر کرتے اور اُس سرکار دولتمدار کی ترقّی جاہ و اقبال ابد اتّصال کی دعاگوئی و شکرگزاری مین اشتغال رکھتے ہین '

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرمانا شاہ عالیجاہ تیپو سلطان کا دکھن کے تخت سلطنت پراور لشکرکشی کرنا جنریل لانک اورجنریل اسطوارط کا واندیواش کی طرف

جب آفتاب جاہ و جلال نواب ہمایون فال کا وسط السماے عروج و کمال سے ہبوط و زوال کو پہنچا تو جتنے ملازمان سلطنت اور مقرّبان دولت جیسے غلام علی خان شوشتری عبد المجید خان کابلی سردار خان اور اسد اللہ خان قندھاری محمد علی کمیدان بدر الزّمان خان مہا مرزا خان محمد رضا خان حیدر علی بیگ سیّد حمید خان غازی خان ابو محمد پورنیا کشن راو وغیرہ جو اُس وقت حاضر تھے سب کے سب وفاداری و خدمت گزاری کی شرطین بجالائے اور کارخانہ سلطنت کو ابتر نہ ہونے دیا اور نظم و نسق امورات ملکی کا اُسی طور و ضابطے سے بحال رکھا جیسا نواب مغفور کے جین حیات جاری تھا اُسکے جنازے کو راتون رات خفیہ بڑی اہتمام سے سرینگپتن لے پہنچایا وہان درمیان لال باغ متصل ایک بڑی مسجد کے مقبرہ عظیم الشّان مین جسکی تعمیر کے واسطے نواب مغفور نے پائین گھاٹ جاتے وقت حکم دیا اور اب دونون طیّار ہو چکا تھا مدفون کیا اور مصلحت وقت جان کرفی الحال شاہزادۂ خرد صفدر شکوہ عرف کریم شاہ کو باپ کی جگہ تخت حکومت پر بٹھلایا اِس نونہال دولت و اقبال نے ایسا بند و بست و انتظام مہام ملکی کا کیا اور مراتب و مناصب کو ارکان دولت کے بحال و برقرار رکھا کہ مطلق نقصان و اختلال اُس مین نہ آیا خاص و عام کیا لشکری کیا ملازمان سرکاری سب کے سب ایسے آسودہ و مرفّہ

الحال رہے جیسے نواب مغفرت مآب کے وقت مین تھے چنانچہ اُس کریم نہاد کے حکم سے ممالک محروسہ کے عہدہ دارون اور فوجدارون کی تسلّی و اطمینان کلّی کے لیئے حیدری دستور کے موافق تنخواہ تقسیم ہوئی اور اُسی دن مقام نیلور اور انگریزی لشکر کی جانب دو دو ہزار سوار بھیجے گئے بعد اسکے مہامرزا خان کو شاہزادۂ بزرگ ٹیپو سلطان کی خدمت مین کہ اُن دنون کو نبا تور اور پالیگھات کی نواح مین تھا معہ ارکان دولت کی عرضیون کے جن مین اس رود اد کا حال اور یہہ التماس مندرج تھا کہ حضرت جلد تر بسعادت و اقبال اس طرف کا عزم فرمائین روانہ کیا ۔ اگرچہ شاہزادۂ گرامی منش نے مرزا موصوف کے آنے اور صورت ماجرا معلوم کرنے کے بعد خلوت مین اُس اخلاص مند وفادار سے لشکر کے سرداروں کا حال بلطف پوچھکر دلجمعی تمام حاصل کی لیکن کریم شاہ کے جلوس سے سلطان کو بڑا خلجان رہا ۔ بہرحال چون تائید الٰہی پہنچ چکی تھی ہردم طالع یاور اور بخت راہبر یہہ مژدہ سناتے تھے ۔

قطعہ

ہمین بنہ پای عزیمت در رکاب ای شہریار ۔
تا دود اندر رکاب دولت فتح و ظفر
شاہباز از صعوہ نہراسد میندیش از حریف
چون ترا اقبال یار است و سعادت راہبر

بناچار وہ ہمایون اختر اُن دعاگویان دولت کا التماس قبول کر جلد لشکر مین آداخل ہوا ۔ بالکل سردار اور عہدہ دار شاہزادہ کریم شاہ عصمت استقبال کو آکے دست بوسی مین مشرّف و سرفراز ہوئے ماتم پرسی کی رسمین ادا ہونے کے بعد ساعت سعید اور شروع سال گیارہ سی ستانوّے ہجری مین بروز

یکشنبہ اُس فخر سلطنت نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا، اُمراے دولت اور رؤساے ریاست نے تہنیت و مبارک بادکی شرطین ادا کرکے نذرین گذران عرض کیا،

بیت

شہا ہم سبھی ہیں تیرے خیر خواہ　　سلامت رہے تیرا تخت و کلاہ

اُس عالی گہر جوہر شناس مردم نے بھی ہر ایک کو اُن کی جان نثاری اور حسن خدمت کے درجون کے لایق الطاف خسروانہ سے سر فراز کرکے قدر و منزلت بخشی، پھر جشن نشاط اور بزم انبساط کی طیّاری کے واسطے حکم کیا،

مثنوی

سران سپہ محفل آراستند　　ہمہ دست بر سینہ برخاستند

بگفتند کای شاہ گردون سریر　　ہمہ چاکرانیم فرمان پذیر

سر ماست بر خط فرمان بری　　ز تو حکم کردن ز ما چاکری

نثر سیم از آتش و آب و خاک　　فدای ہوا خواہیت جان پاک

چو سلطان لقب یافتی از نخست　　کنون تخت و تاج شہی زان تست

پسر در جہان آن بود نیکنام　　کہ برتر نہد از پدر چند گام

ز رخسار چون ماہ برکش نقاب　　نہان چند داری با بر آفتاب

چو ایزد ترا داد فرّ شہی　　بتقدیم فرمان مکن کوتہی

سکندر صفت ملک تسخیر کن　　سر دشمنان زیر شمشیر کن

بزن سکّہ خویش بر سیم و زر　　کہ از سکّہ نام شہان شد سمر

بسر جای [illegible] تاج شاہنشہی　　بنہ پای بر تخت فرمان دہی

بفتح و ظفر پای نہ در رکاب — جہان گیر شو چون بلند آفتاب
بسی نامداران و گردن کشان — پی خدمتت تنگ بستہ میان
اگر حکم سازی بوقت وغا — چو جوہر در آہن بسازیم جا
بفرمانت ای شاہ مالک رقاب — بدریا بتازیم ہمچون حباب
بفرمانت ای شہ درآذر رویم — نداریم غم چون سمندر رویم
باقبالت ای سرور دین پناہ — ربائیم از فرق کیوان کلاہ
خدایا ور و بخت یار تو باد — جہان از کرم زیر بار تو باد
سریر تو بادا سپہر برین — سم مرکبت باد تاج زمین
سر حاسدان زیر پای تو باد — ہمہ عیش عالم برای تو باد

شاعران شیرین زبان اور ندیمان رنگین بیان نے لآلی نظم و نثر نثار کیا اور اُس جوان بخت ستودہ سیر نے صلہ و انعام سے اُن کے دامن مراد کو بھر دیا، بعد اُس کے ایّام عیش و طرب کے سلطان عالی تبار عدالت شعار نے مہمّات ملک کے انتظام و بند و بست پر توجّہ فرمایا، قلعہ دارون اور عمل دارون کو شقّے بھیجکر امیدوار و قوی دل کر ہرایک کو بطور قدیم اُن کے منصب و عہدے پر قائم رکھا، اِس اثنا مین فرانسیس کے سپہسالار نے مشیر بلیش کے ہمراہ دو ہزار فرنگی جوان حضور فیض گنجور مین روانہ کیا، اب سلطان گیتی ستان امور سلطنت کے ضبط و ربط سے فراغت کر معہ لشکر ظفر پیکر کاویری پاک کو رونق افزا ہوا، جب اُسے یہہ خبر پہنچی کہ جنریل اسطوارطا اور جنریل لانگ انگریزی لشکر کے سرغنہ جنگل پیناکی راہ سے مقابلے کے ارادے فوج لے واندیواش مین آ پہنچے تو وہ بہادر فوراً اپنی ساری فوج دریاموج حمیت دوشی مامیرو کے رستے غنیم کی مدافعے کے واسطے روانہ ہوا اور واندیواش سے تین کوس پرے آپڑا، دوسرے

دن بآئین شایستہ میمنہ میسرہ قلب آراستہ کر توپخانہ سامھنے جما آمادۂ کارزار و پیکار ہوا، اگرچہ عہدہ داران انگریزی اپنی سپاہ لیکر لڑنے کو طیّار ہوئے پر اُس کے لشکر جرّار کی جماوٹ و آراستگی اور فرانسیس کی پرابندی دیکھ اُس دن لڑنا مناسب نہ سمجھکر اپنی جگہہ پر جمے رہے، اُس کی صبح کو گورنر مدراس کے حکم بموجب واندیواش کا قلعہ توڑ بالکل سامان و اسباب لے مدراس بھرگئے، سلطان نے بھی وہان سے کوچ کر ترپاتور کی نواح مین آمقام کیا، اتنے مین جاسوس خبر لائے کر ایاز خان نواب مغفور کا لےپالک جسے اُس مغفرت مآب نے نگر اور کوڑیال بندر وغیرہ ممالک کی فرماندہی دی تھی، اِن دنون نمک حرامی کی راہ سے وہان کے سب قلعے انگریزون کے حوالے کر آپ لواحق و اسباب اور بہت سا سامان و زر و جواہر سمیت جہاز پر بیٹھ بنبئی کو چلا گیا اور انگریز اُن ملکون مین متصرف ہوے، اور اور بدخواہان قابو جو کہ اِسی تاک مین تھے ہر ایک ناحیہ سے بغاوت کے ہاتھ پانوٗن پھیلا در پئی فتنہ و فساد ہین چنانچہ آنچی شامیا سرکاری ڈاک گھر کے سردار نے وہان کے قلعہ دارون سے ملکر اپنے آقا کے تباہ کرنے کے منصوبے پر برتا ہنگامہ مچایا ہی، اور سیّد محمد خان نے بھی جو نواب عبد الحلیم خان کرپے کے پٹھان کا داماد ہی قابو پا کے پیادہ و سوار جمع کر مچھلیپٹن کے انگریزون سے کرپے کی تسخیر کے مقدّمے مین قول قرار استوار کر اُس اطراف مین فتنہ فساد برپا کر رکھا ہی،

متوجّہ ہونا رایات نصرت آیات سلطانی کانگراو رکوریال بندر و غیرہ کے استرداد کو لوٹ لینا لشکر بنبئی کی ایک ٹولی، صلح مقرّر ہونا سلطان اور انگریزون کے درمیان، انتقال کرنا محمد علی شجیع کا

جب سلطان عالی جاہ نے ایاز ناحمود کے فتنہ اُٹھانے اور نگر و غیرہ ملکون مین انگریزون کے دخل کرنے اور دارالسّلطنت کے قلعدار کے باغی ہونے کی خبر سنی تو بد نہادون کے شروفسادمٹانے کا قصد کر بدرالزمان خان کو سات ہزار تفنگچیون کے ساتھ، اور صلابت خان و میرزا غضنفر بیگ بخشی کو چھہ ہزار سلحدار، اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر معین الدّین بہادر سپہسالار کے ہمراہ پائین گھاٹ کے سرکشون کی زیادتی اور خیرہ سری گھٹانے کے واسطے تعینات کیا، اور خود اپنی فوج دریا موج کو ساتھ لے چنگم گھاٹ پار ہو محمد علی شجیع کو اُس کی جمعیّت سمیت دارالسّلطنت کے بند و بست اور بدسگالون کے نکال لینے اور جان نثار نمک حلالونکو اُنکی جگھہ پر سنبھالنے کے لیئے پیشتر روانہ کردیا، بعد اس کے میر قمرالدّین خان بہادر کو معہ لشکرانبوہ، سید محمد خان کے ہٹانے کے واسطے کل اختیار دے کر کرّپہ کی طرف بھیجا، اور آپ دیون ہلّی مدگیری صوبہ سرا کے رستے فوج و حشم معیت کوچ کرچیتل درگ مین جا ڈیرا کیا، یہہ خبر سن کر دولتخان وہان کا فوجدار اپنے اعوان و انصار کو ہمراہ لے دولت خواہی کی راہ سے بارگاہ عالم پناہ مین آحاضر ہوا، سلطان بلند اقبال نے اُس کے حال پر کمال نوازش فرما کر اُسے خلعت دے کر بحال کیا اور آپ وہان سے آگے کا عازم ہو نگر گھاٹ

کے میدان مین جانزول فرمایا ' اُدھر محمد علی جو حضور سے دارالسلطنت کے نظم نسق کو بھیجا گیا تھا کوچ بکوچ منگلور کے رستے جا کر کرّی گتے کی پہاڑی تلے ایک ندی کے کنارے اُترا اور اُس نے چالاکی یہہ کی کہ اُس بغاوت شعار قلعدار کو گرگ آشتی کی راہ سے بر فق و مدارا یہہ پیغام کہلا بھیجا جو نکہ مجھے کل صبحدم حسب الحکم سلطان کے کرّک کے بندوبست کو جانا ہی اِس لیئے مین چاہتا ہون کہ اگر ممانعت نہو تو ذرا آج کی رات تنہا اپنے گھر جا کر اہال وعیال کو دیکھہ لون ' قلعدار نے اُس کی اِن باتون پر اعتماد کر اُسے نروکنے کی قلعے کے پاسبانون کو پروانگی دی ' جب اِس حکمت عملی سے ' محمد علی نے اپنا منصوبہ پورا کیا تب اُس نے شب کے وقت اپنے سب جوانون سمیت دریا پار ہو حصار کی دیوار پاس بہادرون کو گھات مین بٹھلا انھین تاکید کر دیا کہ خبردار جب مین قلعے مین جا کر کرنا پھونکون ساتھہ ہی اُسکے تم جھٹ پٹ اندر چلے آنا اور قلعے کی برجون دیوارون کے اوپر حفاظت و پاسبانی پر مستعد ہو جانا ' اُن کو اِس طرح تعلیم کر آپ پچاس دلاور سپاہیون سمیت قلعے کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور کرنا بجانا شروع کیا نگہبانون کو قید کر اُن کی جگہہ پر اپنی سپاہیون کی چوکی بٹھا دی ' اور اِتنے مین وے گھات والے بہادر نفیر کی آواز سن کر فوراً ایک بارگی قلعے پر ٹوٹ پڑے اور جا بجا چوکی پہرے مین بٹ گئے ' تب اُس شجاع نے چالاکی و جرأت کر اُس قلعدار اور دَاک کے سردار انچی شامیا وغیرہ ہنگامہ آرا سرکشون کو اُن کے گھرون مین گھس کے گرفتار کر لیا اور بعضون کو سلطان والاشکوہ کی والدۂ ماجدہ کے حکم سے توپ کے منہہ پر اُڑا دیا انچی شامیا کے شریکون کو دار پر کھینچا اور اُس مفسد کو طوق و زنجیر کر لوہے کے پنجرے مین مقیّد کیا تا وہ دم واپسین تک اِس دار مکافات مین نمک حرامی کا خمیازہ کھینچے ' بعد اِس

کے وہ بہادر دار السّلطنت کی قلعداری سیّد محمد خان مہدوی کے حوالے اور قلعے کی پاسبانی اسد خان رسالدار کے ذمّے جو مرد دلیر اور صاحب تدبیر تھا سونپ کر اپنی جمعیّت سمیت حضور مین آ پہنچا، جب اُس نے شرح وار اس روداد کو گزارش کیا سلطان نے اُس کی خدمتگزاری سے نہایت خوش ہو بدک الماس مالۂ مروارید اور خلعت فاخرہ اُسے عنایت فرما اُس کے دوسرے دن گھاٹ کے پار جانے کا حکم کیا، چنانچہ جوانان طالب نام و ننگ تیلے کی اُن راہون کو جنھین انگریزی سپاہ نے توپ و تفنگ سے بند کر رکھی تھی چھوڑ کے کاوا دے کر دوسری طرف سے چڑھ گئے اور اُن کے پیچھے جا کتنی شلکّین مارین لیکن انگریزی لشکر اپنے بچاو کے لئے ایک جگہہ مجتمع ہو کر بڑی چالاکی سے صحیح سلامت قلعے کے اندر پہنچ گیا، تب سلطان گبتی ستان کے بہادران جان نثار قلعے کو محاصرہ کر مورچے لگا حصار توڑنے پر مستعد ہو گئے، قضا کار ایک پتھر اُن پتھرون سے جنھین مورچے سے باروت کے زور سے قلعے پر مارتے تھے مورچے پر قلعے کے جکی دیوار کے نیچے ایک کوا تھا جا گرا جیسے اُس النگ کی دیوار ٹوٹ کر سب کی سب کوئے مین جا پڑی کنوان بھر گیا، تب تو قلعے والے بے آبی کے سبب پانی پانی کرنے لگے، آخر جب وے نہایت بے تاب ہوئے تو ایک دن رات کے وقت قریب ایک ہزار تفنگچیون کے ہمراہ، دو تین ہزار مزدور اور کتنے اور لوگ وہان کے رہنے والے، تانبے پیتل کے بڑے بڑے گھڑے لئے قلعے سے باہر نکلے اور اُس تالاب سے جو قلعے کے نزدیک تھا شب تار مین پانی جو اُن کے لئے حکم آب حیات کا رکھتا تھا لیگئے، یہہ خبر سن کر فوج سلطانی نے دوسری رات کو اُس تالاب کی راہ روکی، قلعے والے پھر بدستور سابق آئے اور پانی

لیجانے کے اضطراب مین ہرچند بادل کی طرح اِدھر اُدھر بہت گھومے لیکن
برق اندازون کے ہاتھ سے بعضون نے شربت مرگ پیا اور بعضے
دستبرد دلیرون کی دیکھ آبرو سے ہاتھ دھو بپاے گریز قلعے مین جا گھسے
اور آخر کو بعد کئی دن کی لڑائی کے اُن لوگون نے قلعہ سلطانی ملازمون
کے حوالے کر دیا تب سلطان وہان سے فوراً کوڑیال بندر کی طرف روانہ ہوا
اور راہ مین انگریزون کی فوج کو جسکا سرلشکر جنریل کیمل قلعہ نگر کی مدد
کے لئیے بہت سی رسد لئیے آتا تھا اُسنے گھیر لیا اور پالیکار کے سوارون
کو لوٹ کا اسباب معاف اور غارت گرون وسلحدارون سے گھوڑے
پیچھے جو مارے پڑین دو دو سو روپیہ کا وعدہ کر کے اُنھین فوج کے
تاراج کرنے پر قوی دل کیا اور تفنگچیون بیدلون باندارون نے اُن دونون
تالاب کی راہ پر جو میدان جنگ سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھے بہ موجب حکم کے
توپ خانہ لگا گولے مارنے لگے بہیر و بنگاہ مین ہلڑ ڈالنے کے واسطے چابک دست
غارت گر سوار تعینات ہو گئے اور سلطان خود آپ کتنے خواص اور خاص سوارون
کو ہمراہ لے جنگ قراولی مین مشغول ہوا لیکن جنریل کیمل نے دو پہر دن
تک بڑی جوانمردی و جرأت سے ہنگامہ کارزار کو قایم رکھا آخر کو باروت گولے کی کمی
اور پانی کی نایابی کے باعث اُسکی جمعیت جو چار ہزار سپاہی ایک ہزار دو سو
گورے کی تھی توٹ گئی اور اُسنے بڑی شکست اُٹھائی تب تو سلطان اقبال
نشان اُس فوج کا سبکا سب جنگی اسباب و ساز و سامان اپنے قبضے مین کر لیا بہادر
جان بازون کے ہاتھون مین سونے کے کڑے ڈلوا دیئے اور پدک الماس او زمالہ
مروارید عطا کئے بعد اسکے جلد آگے کوچ کر ایک ہی حملے مین شہر پناہ
لے سپاہ ترقی خواہ کو قلعہ محاصرہ کرنیکا حکم دیا اُن کار آزمودہ خانہ زادون نے

تھوڑے ہی عرصے مین باوصف ایّام بارش کے کہ اُندنون شدّت سے تھی مورچے متعدّد مضبوط بنا تفنگ و توپ اور بان کی آتش زنی شروع کردی اور دریا کے رستے رسد آنے کی راہ بند کرلی ' اہل حصار نے برجون کنگرون پرازدہام کر مردانہ کوششین کین ' اور دو تین مہینے تک دلیری و دلاوری کی داد دین ' آخرکار ایّام محاصرے کی درازی اور رسد کی کمی سے لاچار ہو حضور مین ایک قاصد کو بھیجکر امان مانگی اور سلطانی دولت کے سائے مین آکر پناہ لی ' ہر ایک نے موافق اپنے مرتبے کے درجہ و عہدہ بایا اور اطاعت و بندگی اختیار کی ' جب منگلور اور بنادر وغیرہ سلطان کے تحت فرمان آ گئے ' تب افواج سلطانی بفتح و ظفر کورگ اور بال کی جانب پھری ' ان دنون کے بھاری واقعات سے ایک یہہ ہی کہ محمد علی شجیع جو خاص جان نثارون اور ترقی خواہون سے تھا اِس منزل فانی سے عالم جاودانی کو رخت ہستی لے گیا اور خیرخواہون کے دلون پر قلق و غم کا صدمہ دے گیا ' حاصل کلام بعد اِس قضیے کے سلطان گیتی ستان نے اُس اطراف کے قلعے اپنے خیراندیشون کے حوالے کر اور بدرالزّمان خان کو کہ سید صاحب کے لشکر سے گوڈپور کی لڑائی کے بعد جکا ذکر اُسکے مقام پر کیا جائیگا بلوا بھیجا تھا الک نگری فوجداری دے کورگ کا عزم کیا ' انہین دنون مین مسٹر شبلرز و اور کرنیل واس نے گورنر مدراس کے حسب الحکم حضور مین آن کر دوستی و اتّفاق کی بنا قایم کرنے مین کوششین کین اور بہت سے نادر و بیش قیمت جواہر کی نذرین دین ' اور تقریر معقول و سخنان شستہ بیان کرکر دملال و غبار نااتّفاقی کو خاطر انور سے دھو دیا ' اِس طرح وے صلح کی بنیاد محکم کر نواب محمد علی خان کے بھائی عبدالوہّاب خان کو جو دارالسّلطنت مین قید تھا اور اہل فرنگ کے اسیرون کو ہمراہ لے فایزالمرام

پھر گئے ، جب سلطان کو اِس مصالحے کی جہت سے اطمینان حاصل ہوئی
تو اُسنے ممالک محروسہ کے سرکش قلعہ دارون اور عاملون کو برطرف کرا اپنے
دارالسلطنت کی جانب کوچ کیا ، قلعۂ بان کی نواح میں پہنچ اُسے بنام مظفّر آباد
مخصوص کر ایک پردل قلعہ دار کو وہان مقرّر فرمایا ، کوترگ کی چھاونی کی سرداری
پر زین العابدین خان مہدوی کو جو خاص ترقی خواہ دولت تھا سرفراز کرا اوّل تو
اُس پران اطراف کے باغی و سرکشون کی تادیب و تعذیب کے لیئے قدغن کیا
بعد اِس کے قلعۂ پرکرا کا جو صوبہ نشین تھا ظفر آباد نام رکھکے اُس مین خان
موصوف کے تئین اقامت گزین ہونے کو رخصت فرمایا ، اور خود بدولت و
اقبال دارالسلطنت کو روانہ ہوا ، ارکان مملکت اکابر و اشراف ،
سادات سب اہالی موالی استقبال کے لیئے آ حاضر ہوئے اور جلو فیروزی
پرتو کے ساتھ ساتھ بارگاہ عالی مین پہنچ کر الطاف سلطانی سے مفتخر و مباہی
ہوئے ، اِس کے بعد اُس والامقام نے فوج و رعیّت اور کارخانجات شاہی کے
بندوبست و انتظام کی فکر کر سرنو شہریاری و فرمانروائی کے ضوابط و قوانین
ایجاد کیئے ، لشکری و جنگی اصطلاحون کو جو نواب مغفور کے ایّام سلطنت مین
فرانسیسی زبان مین تھین اُٹھا دیا اور زین العابدین شوشتری کی تجویز سے
جو سگا بھائی ابوالقاسم خان مخاطب بہ میر عالم نائب نواب نظام الملک کا
تھا ، لشکری قواعد کے الفاظ موافق اُن اِمضمون کے جیسا اُسنے فتح المجاہدین
مین لکھا ہی ، فارسی و ترکی مین بدل دیئے ،

بیان اُس جوانمردی و بہادری کا کہ میر معین الدّین بہادر عرف سیّد صاحب سپہسالار سلطانی سے جو پائین گھات میں تھا ظاہر ہوئی اور احوال اُس جنگ و جدال کا جو اُس میں اور انگریز و فرانسیس میں واقع ہوی اور حضور اعلا میں طلب ہونا اُس کا بعد مقرّر ہونے مصالحہ سنہ گیارہ سی ستانوّے ہجری کے

اثنا یاد رہے کہ سیّد صاحب اپنی فوج سمیت اُن دنون والپنڈل ندّی کے کنارے تھا جب سلطان گیتی ستان دارالسلطنت کو روانہ ہوا حضور مین جاسوسون نے خبر کی کہ جنریل لانگ بہادر کرور اور ڈنڈیگل کی تسخیر کے ارادے لشکر لے ترچناپلی سے روانہ ہوا یہہ خبر پہنچتے ہی پہلے تو بدرالزّمان خان بموجب حکم عالی کے تفنگچیون کے بارہ رسالے اور توپین لے اعدا کی سر کوبی کو گیا پیچھے سے موکب شاہی بھی روانہ ہوا جب خان مذکور الغاروں ترور پالے مین پہنچا مقام کرور کا قلعہ دار عثمان خان کشمیری باوصف سپاہ و ذخیرے اور جنگی اسباب کی بہتایت کے بزدلی کی راہ سے قلعہ جنریل موصوف کے حوالے کر آپ روشن خان اور سرپت راو کے پاس جو نائرون کی تنبیہ کے واسطے مقرّر ہوئے تھے جا کر ملتجی ہوا ادھر جنریل نے اُس قلعے مین اپنا تھانا بٹھا وہان سے کوچ کر قلعہ اروا کرچی کو محاصرہ کر اُس کے لینے کا قصد کیا تب خان مسطور نے اُس پر تاخت کر اُمراوتی ندّی کے اُس پار اپنی فوج سمیت ڈیرا کیا جنریل بہادر یہہ خبر سن مورچہ چھوڑ دریا پار جا مقام کیا پھر دوسرے دن جب اُس نے سلطانی جمعیت کو کم دیکھا بے کھٹکے قلعے کو گھیر توپین مارنی شروع کی تب خان موصوف نے اپنے رسالدارون مین سے قمرالدّین خان

ڈبابی کو معہ اُسکی فوج چن کر مراتب قلعداری اور دفع اعادی کے باب مین تقید کرہمت. خان بختری اور ببر علی بیگ کے رسالے ہمراہ دے رات کے وقت روانہ کیا، جب یہہ دونون رسالدار بڑی ہمت وشیردلی سے انگریزی ہراول پر حملہ کر قمر الدین خان کو اُسکی جمعیت سمیت قلعے مین پہنچا کر پھرے، تو جنرل نے اس کمک پہنچنے کا حال معلوم کر بڑے قدغن سے اپنے لشکریون کو ایسا حکم دیا کہ اُسکے توپچیون تفنگچیون نے چھہ ہی ساعت کے عرصے مین اُس قلعے کی دیوار کو ایک طرف سے ڈھا کر قلعے والون پر ہلا کیا محصورون نے ہر چند اُنکے دفع کرنے مین کوششین کین کچھ مفید نہوئین، سب کے سب مارے پڑے، انگریز فتح ہونے کے بعد قلعے کا بندوبست کر خان مذکور کی فوج کے مقابلے کو آئے، وہ غریب بھاگ کر لشکر مین جا داخل ہوا، بدر الزمان خان بھی فوج انگریزی کا سامہنا نکرسکا، لاچار ڈھاراپور چلا گیا، لیکن روشن خان اور سریت راو اُس لشکر کے گردبگرد لوٹ لات مین لگے رہے اور سید صاحب نے چار پانچ دن بعد وہان پہنچکر کرور کے قلعہ دار عثمان خان کشمیری کی نمک حرامی کا قصور ثابت کر اُسے سولی دی، بعد اُسکے لشکر انگریز کے دفع کرنے کو فوجین آراستہ کین اسی درمیان مین فرانسیسی سپہدار موشیر بھوسی کا ایک خط اُسے آپہنچا اِس مضمون کا کہ انگریزونکا لشکر لڑنے کے قصد پر گوڈپور مین چلا آتا ہی، سو تم بھی جلد اپنی جمعیت سمیت یہان آپہنچو تو ہم دونون ملکے پہلے غنیم کو مار نکالین بعد اُسکے اُس اطراف کے بندوبست کو چلین، سید صاحب بہادر نے اِس خط کے پاتے ہی روشن خان اور بدر الزمان خان دونون سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ بہادرو خبردار تم قرار واقعی ہشیار و چوکس رہنا ایسا نہو کہ پھر بھی دشمن کی سپاہ یہان کی رعیت پر کچھ اذیت پہنچاوے بعد اس کے

اُس نے ناتنکار پتی کے رستے ہو کر تو تیم سلی مین پہنچ ایک دن مقام کیا' اُسی دن جاسوس خبر لاے کہ کریلم گڑھی مین انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ جمع اور طیار ہی اور پاسبان اُس مین تھوڑے سے ہین' وہ بہادر یہ خبر سن اپنی فوج ہمراہ لے محاصرے کے ارادے اُس گڑھی کے گرد جا پڑا' اُس گڑھی کی یہ صورت تھی کہ اُس کے اِدھر اُدھر کاویری ندّی کی کھاڑیان بہتی تھین' اہل حصار اگرچہ ایک سو تیس سے زیادہ نتھے لیکن حریف کے ٹالنے مین نہایت کوشش بجالاے' آخر سیّد موصوف نے سواران غارتگر کو حکم دیا تامعہ توپون اور سیڑھیون کے جا کر گڑھی مسخر کرلین اور انگریزون کے تھانہ دارون کو آرواکرچی کے مقتول تھانہ دارون کے بدلے تہ تیغ کرین' اُدھر قلعہ والے چونکہ مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اُسی رات کو اپنا کچھ اسباب و ضروری چیزین لے باقی مین آگ لگا تر چنابلی کی راہ لی سیّد موصوف وہان سے کوچ کرگو ڈیبور کو گیا' اور خان سطور رسالے اور توپین موشیر بجوسی کی کمک کو قلعے مین بھیج آپ معہ سوار و پیادے کے سلمبر کی راہ سے روانہ ہوا' سخن مختصر انگریزون کا لشکر جنریل اسطوارط کی سرکردگی مین پھلچری اور ناگور کے رستے الغار ون آکر قلعے کے پیچھم کو رتّ ندّی کنارے اُترا' فرانسیس ملازم سلطانی اپنے ڈیڑھ ہزار سوار بارہ توپ معیت انگریزی فوج کے پائین مین قلعے کے سامھنے آمادہ کر رکھا تھا' سلطانی رسالے خان سطور کے حکم سے فرانسیس کے ہراول کے دہنے ہاتھ ایک دمدمہ بنا اُترے' بعد دو روز جنریل بہادر اُس پہاڑی پر جو سامھنے تھی رات کے وقت توپین چڑھا جب اُن کے سر کرنے مین آمادہ ہوا تھا کہ اِتنے مین صبح کی پہلی ساعت مین مدراس کی جانب سے ایک جہاز آ پہنچا جسے تین گولے قلعے کی طرف آئے' دمدمے پر کے لوگ تو جہاز کے دیکھنے

مین مشغول تھے کہ اچانک اُس تیکرے سے علی التّواتر کتنی توپین چلین اور انگریزون کی فوجین فرانسیس کے غول اور سلطانی رسالون پر تاخت کر کے نزدیک آگئین یہہ حال دیکھ فرانسیس کے سوار طیّار ہو کر توپون کو وہین چھوڑ قلعے کی طرف پھرے، اور رسالون کے لوگ بھی توپین چھوڑ چھاڑ دریا کی سمت بھاگ نکلے، لیکن بہادر خان رسالہ دار اور ببر علی بیگ بڑی بہادری و دلیری سے اپنے رسالے کی توپین لے قلعے کی کھائی پر آپڑے انگریز اُن دمدمون پر قابض ہو گئے فرانسیس کے سپہ سالار نے جب کھیت کا یہہ رنگ دیکھا تو اپنے ڈیڑھ ہزار فرنگستانی جوانون کو آراستہ و مسلّح کر بغیر توپ موشیر پلدش اور موشیر کرمیو کرنیل کے ہمراہ انگریزون کے دفع کرنے کو مقرّر کیا، تب تو فرانسیسون نے بازوے جوانمردی سے عرصۂ کارزار مین بڑی داد دلیری کی دی اگرچہ انگریزون کی سپاہ نے کہ کلّہم چار ہزار تھی مارے گولون کے بہتون کو کشتہ و خستہ کیا فرانسیس کے سردار بھی خوب ہی لڑے،

مثنوی

نتھی جنگ جو شان تھا دریاے چین　　تھلکتی تھی جیسے سراسر زمین
اُڑے تھی زبس گرد کھا پیچ و تاب　　نہ خورشید ظاہر تھا نہ ماہتاب

پہر بھر تک ھنگامہ کشت و خون کا قائم رہا، آخر تفنگ اندازی سے دست بردار ہو سنان لے لے جوان پل پڑے طرفین سے ایسی کشش و کوشش وقوع مین آئی کہ چرخ تیز رفتار اپنی چال بھول گیا، روئین تنون کے تگ و تازکی دھمک سے زمین کے روئین کھڑے ہو گئے، مقتولون پر اُس صف جنگ کے ایّام پر نیرنگ یا صف سنگدلی کے پھوٹ پھوٹ رویا، جلّاد فلک خونریزی کی کثرت دیکھ حصار بنجم مین جا چھپا، القصّہ دو ساعت تک ایسی سخت

لڑائی ہوئی کہ انگریز مقابلے کی تاب نہ لا کر پس پا ہوئے تب تو اُدھر سے میمنہ میسرہ سے کرناٹک کی فوجین پہنچکر فتحیاب ہوئین فرانسیسون مین سے پانچ چھہ سی آدمی جو بچ رہے تھے قلعے مین پھر آئے اور یہان سے اعداکے مدافعہ کو ایک بڑی فوج قلعے سے روانہ ہوئی پر انگریزی سپاہ جنگ برفردا کہہ منزل گاہ کی طرف پھر گئی

بیت

رکھین جنگ کو آج موقوف ہم کرین حشر برپا یہان صبحدم

فرانسیسون کے جماو نے قلعے کے متصل ڈیرا کیا دو دن بعد جب یہان انگریزون نے حریف اور فرانسیس کے دفع کرنے کا قصد کیا تھا خبر صلح کی جو انگریز اور فرانسیس کے درمیان ولایت مین ہوئی تھی آ پہنچی جسّے جنگ وجدال موقوف ہوگئی طرفین کے سردار ایک ہی میز پر کھانے پینے لگے اور اُسی زمانے مین فرانسیسون کے وسیلے اور محمد علی خان کے مشورے سے سلطان اور انگریزون کے درمیان بھی مصالحے کا عہد و پیمان ہوا تب بدرالزّمان خان اور سیّد صاحب دونون ترواڈی کی جانب گئے اور بعد مقرّر ہو جانے صلح کے فرانسیسی سردار کی اجازت سے وے آگے کو روانہ ہوکر پلیور کی سرحد مین جا اُترے اتنے مین سیّد موصوف کے نام پر فرمان سلطانی ملک بائین گھاٹ وغیرہ انگریزون کو حوالے کروہان سے پھر آنے کے باب مین صادر ہوا چنانچہ بموجب حکم عالی کے اُس اطراف کے سب قلعدارون اور عاملون کو اکٹھا کر اور بعضے کوہی اور زمین دوز قلعے معہ صوبۂ آرکاٹ کی شہرپناہ کے جسکی نئے سر سے ترمیم ہوئی تھی توڑ بالکل فوج و حشم کے ساتھ حضور پرنور مین آ حاضر ہوا اُنہین دنون مین میر محمد صادق جسنے مدت تک آرکاٹ کی کوتوالی

کفایت شعاری سے انجام کیا تھا منظور نظر ہو کر منصب دیوانی پر بحال ہوا اور
اسی اثنا میں حاکم پونان اور ناظم حیدر آباد کی طرف سے مبارکباد جلوس کے
تہنیت نامے معہ نوادرات و جواہرات بیش قیمتی کے آئے

مسخر ہونا کوہ نرکوندے کا راجۂ بنکور کا شرارت کرنا اور بعد
تعینات ہونے افواج شاہی کے اُس بد اصل کا مستاصل ہوجانا
رحمان گڑھ کا مرمت ہونا گیارہ سی اتھا نوے ہجری میں

اِس ایّام میں ساحل تنب بھدرا ندّی کے خفیہ نویسوں نے اپنی اخبار کے
ذریعے سے یوں گزارش کیا کہ ان دنوں سرکار والا کے اکثر باج گزاروں نے
سرکشی اختیار کر جمہور خلایق کے حال پر جور و ستم کا ہاتھ دراز کیا ہی اور حاکم
نرکوندہ نے بھی رعایا کے ساتھ عہد شکنی و بد مہری آغاز کی ہی علاوہ اِس کے
دو سال سے نذرانے کے روپیے بھی حضور میں نہیں گذرانے اور سدم گڑھی
پر جو صوبہ گرم کنڈے کے تحت میں ہی تاخت کر وہاں کے ہات کو لوٹ لیا اکثر
لوگوں کو شہید کیا اور مدن ہلّی کا راجا بھی اُس کے ساتھ مل گیا ہی اِن خبروں
کے سنتے ہی قہر سلطانی کی آگ دہک اُٹھی تب اُس عالی صفات
نے رعیت پرجا کی رفاہ و آرام کے لحاظ سے اُن حالات کے تحقیق کرنے کے
واسطے اُسی دم سیّد غفّار کو اُس کی فوج سمیت اُس طرف روانہ کیا جب
اِس سپہسالار نے وہاں جاکر معلوم کیا کہ پرسرام ناظم مرچ کے اُغوا سے
سے اُس مفسد یعنے نرکوندے کے حاکم کے دماغ میں یہ خیال سما گیا ہی کہ کشتنا
اور تنب بھدرا ندّی کے درمیان کی ریاست کو اپنے قبضے میں لاوے اور بالفعل

سپاہ نصرت پناہ کا آنا سن کروہ مستعد بجنگ ہوا ہی، تب سید متوفنو
نے یہان کا احوال سر تا سر حضور مین لکھہ بھیجا، جس پر برہان الدّین خان
سپہدار تین پلٹن اور پانچ ہزار سوار جرّار ہمراہ اُس سرکش کو اسیر اور
اُس کے ملک کو تسخیر کرنے کے واسطے رخصت ہوا اور شیخ عمر سر
لشکر دو ہزار سوار اور دو پلٹن چھہ توپ معیت مدن پلّی اور دیون ہلّی کی
راہ سے اُن کی بیخکنی کو روانہ ہو بنکور جا پہنچا، ہرچند اِس سپہدار نے وہان
کے راجا بد بخت کو نصیحت کرکے اطاعت پر رہنمائی کی اور بہت سمجھایا پر وہ
گمراہ سرکشی کر بارہ ہزار پیادون سے راہ روک لڑنے کو طیّار ہو گیا، دو دن
تک رام سمندرم کی نواح مین جو اُس کی سرحد تھی بڑی معرکہ آرائی ہوئی،
مردان غازی کافرون کے سر و سینے کو تیغ و سنان سے پارہ و چاک
کرتے رہے آخر کار سلطانی سپہدار تہوّر شعار نے سر اُس شقاوت
کردار کا تن سے جدا کیا، یہہ حال دیکھہ کفّار کی جماعت نے فرار اختیار کر پھوئی
کندّے کے پہاڑ مین جسکے چارون طرف بڑا بیابان و جنگل ہی جا کے پناہ لی، تب
لشکر نصرت پیکر اِس شہر کو قتل و غارت کرنے اور رام سمندرم کی گڑھی
لے لینے کے بعد پھوئی کندّے مین جا پڑا یہہ بھی پانچ دن کے درمیان فتح ہو گیا، راجا
یہان کا جکا چار ابال نام تھا جو نہین اُسنے اپنی فوج کی خبرِ شکست سنی خوف
کے مارے بنکور کی پہاڑی سلطانی بہادرون کے حوالے کر اول بلّی پہاڑ کے
اوپر جو ایک گھنے جنگل کے درمیان واقع ہی جا پناہ لی اور وہان چار ہزار جرّار
پیادون کی جمعیّت بہم پہنچائی اِدھر سپہدار مذکور نے پہلے تو بنکور کے پہاڑ کو محاصرہ
کر اُس کی دیوار و پشتے کو مارے تو یون کے گرا قلعے مین کار آزمودہ سپاہ تعینات
کئے بعد اِس کے آپ تسخیر کے ارادے پر اُس پہاڑ تک دھاوا مار جا پہنچا

لیکن چونکہ وہان گنجان درختون کے سبب غازیون کی چڑھائی مشکل تھی غنیم کی فوج نے اُن کا رستا چھینک مقابلہ کیا ہرچند اِس سپہسالار نے ایک مہینے تک از بس کوشش کی مگر صورت کشایش کی کچھ بھی نظر نہ آئی تب مجبور ہو حضور مین عرضی واسطے کمک کے لکھی جس پر امام خان کابلی اپنی سپاہ سمیت اُسکی کمک کو جا پہنچا تب تو یے دونون سپہدار بوسیلہ رہنمائی باشندون کی اُس نواح کے دو طرف سے لڑتے بھڑتے جنگل مین گھس پڑے اور اڑھائی مہینے کے عرصے مین اُس پہاڑ کو اپنے قبضے مین لائے 'راجا وہان سے کئی آدمیون کے ساتھ چتّور کی طرف بھاگ نکلا اور افواج سلطانی کے حملے سے بچ گیا وے دونون بہادر اِس نصرت و ظفر کے بعد سالم و غانم یہان سے معاودت کر ملازمت عالی مین پہنچ غنیمت کا سارا مال و متاع ہاتھی اونٹ حضور سلطانی مین درپیش کرکے الطاف خسروانی سے سرفراز و کامیاب ہوئے '

فتح ہونا کوہ نرکنڈے کا میر قمر الدّین خان بہادر کی پردلی سے اور حضور مین بلایا جانا اُس نامدار کا معہ اور واقعات کے جو سن گیارہ سو اٹھانوے ہجری مین واقع ہوئے '

جب برہان الدّین خان سپہدار حضور عالی سے رخصت ہو کر دھارواڑ کی نواح مین سیّد غفّار سے مل کوہ نرکنڈے کی حدود مین جا پڑا اور وہان کے حاکم کو یہہ پیغام بھیجا کہ اگر تمہین ملکداری کی خواہش ہو تو خیریت اسی مین ہی کہ نرکنڈ اسلطانی قلعدار کے حوالے کردو تا اِس کے بدلے سرنو تم کو سند ملک و دولت ملے ' اور اُس کوہستانی سنگدل کی طرف سے سخت جواب پہنچا تو خان

موصوف کے حکم سے دو خیرخواہ سپہدار سیّد حمید اور سیّد غفّار بڑی دلیری سے سبقت و چالاکی کر اُس پہاڑ کو گھیر لیا اور حصار توڑنے اور سر کرنے کے ارادے پر توپ و بندوق سر کرنا شروع کر دیا ، اتفاقاً وہان کے حاکم نے ایک رات قابو پا شبخون مارا جس مین صلابت خان بخشی دو سو سوار جمعیت شہید ہوا جب اُن دونون سردار ان جلاوت نشان کی ویسی تگ و دو پیش رفت نہوئی تب اُن لوگون نے بڑی زحمت و کوشش کر مورچون کو حصار کے قریب پہنچایا ، اب اُس حاکم نے ڈر کر ناظم مرچ اور حاکم پونان سے اعانت طلب لی جس پر ناظم مذکور نے پانچ ہزار سوار اُس کی مدد کو بھیجے تب سوار ایک ندّی کنارے جو شدّت سے اُمنڈ رہی تھی اُتر کے انتظار اُن دس ہزار سوارون کی جو پونان سے کمک کے لئے آتے تھے کرنے لگے ، جبتک ادھر سپہداران مذکور نے ایسی فرصت کو غنیمت جان حضور مین اِس کیفیت کی اطّلاع دی ، تب میر قمرالدّین خان بہادر کے نام پر فرمان سلطانی اِس مضمون کا صادر ہوا کہ اپنی جمعیت لے اُن سپہدارون کی کمک کو چڑھ دوڑے اور غنیم لیئم کی تنبیہ اور کوہ ترکندّے کی تسخیر مین سعی کرے ،

پوشیدہ نرہے کہ انہین دنون مین سیّد محمد کو جو نواب حلیم خان ناظم کرپے کا داماد تھا یہہ فرصت مل گئی کہ وہ پانسو سوار اور دو ہزار پیدل کی جمعیّت عمیت مچھلی بندر کے انگریزون سے آملا اور اُن سے ایک پلٹن دو توپ لیکر کرّپے کے استرداد اور اُس اطراف کے قلعون کے مسخّر کرنے کے ارادے روانہ ہو قتل و غارت کرتا ہوا جلد بدّویال گڑھ مین آپہنچا اور جب یہان کے بادشاہی پاسبانون کو کچھ انعام دے لگا ملا اُن کی مرضی سے اپنے سپاہیونکا ایک غول اُس قلعے مین بھیج کر جونہین کرّپے کو چلا تھا کہ اِدھر سے میر قمرالدّین خان بہادر بھی

حسب الحکم سلطانی اُس نواح مین جا پڑا، تب تو دونون طرف کے جوان کھیت مین اُتر پڑے صبح سے دو پہر تک خوب ہی لڑے، آخر خان موصوف حریف کے دھوکھا دینے کو اُن کے سامھنے سے اپنی سپاہ سمیت ٹل کر اُس جنگل کے درمیان جس کے مقابل ایک تالاب پر آب اور چھوٹا سا پہاڑ بھی تھا آچھپا اور وقت فرصت کا منتظر رہا، سیّد محمد نے اِس حرکت کو اپنی فتح پر حمل کر وھین اپنے لشکر کے ڈیرے کروائے اُن کے پیچھے انگریزی سردار بھی اعدا کی طرف سے بے کھٹکے ہو اُتر پڑا، غرض بعد اُس کے جب سیّد مذکور کے سوار اُس تالاب پر گھوڑون کو پانی پلانے گئے خان بہادر کے سوار جو ایسے ہی قابو کی گھات مین لگے ہوئے تھے اُن اجل گرفتون پر آپڑے، اُس جماعت مین سے اکثر آدمی اپنے لشکر کی جانب اِس بلاے بے ہنگام کی آمد کا شور مچاتے بھاگ چلے خان دلاور کے سوارون نے اُنکے پیچھے گھوڑے اُٹھا کر سبکے سب کو گھوڑون کے سمون تلے کُچل ڈالا، کوئی اُن مین سے نہ بچا، لیکن سیّد مذکور اور انگریزون کا سردار بہزار خرابی اُس مصیبت و بلاے ناگہان سے بچ نکلے، اب خان فیروزی نشان بدّویاں پہاڑ اور کھمّم کو قبضۂ تصرّف مین لایا اور فرمان سلطانی کے پہنچتے ہی غنیم کی تنبیہہ و تادیب کے لئیے آمادہ ہوا چنانچہ اُسنے چار ہزار سوار خونخوار سمیت کشتناندّی کے اُس پار جا شبخون مار خون کا دریا بہا اور مرہٹون کو اُس مین ڈبا دیا بہتون کو اُنسے اسیر و گرفتار کر لیا بعد اِس کے آپ اُس پہاڑ کا قصد کر اپنے سپہدار شیخ امام کو سیّد غفّار کی کشتی کو بھیج دیا، جب اُس پہاڑ کا حاکم اِس سردار کے آنے اور مرہٹون کے شکست پانے سے آگاہ ہوا تو اُس کی ہمّت کی کمر ٹوٹ گئی، تب اُسنے صلح کرنے اور قلعہ چھوڑ دینے کا پیغام خان مذکور کو بھیجا اِس نے اُس کی صبح

کو سید حمّید اور رحید ر علی بیگ بہادر رسالہ دار کی معرفت عہد نامہ بھیج اُس کو یہاں سے اُتار معہ عیال و اطفال گرفتار کرلیا اور احمد بیگ و غضنفر بیگ کی فوج اُن پر تعینات کرکے حضور مین روانہ کیا اور وہان کی حکمرانی پر ایک امانت شعار دولتخواہ کو مقرّر کیا؛

سراُٹھانا باغیان کورگ کا؛ متوجّہ ہونا موکب سلطانی کا اُس نواح کے مفسدون کی تنبیہہ وتادیب کے لئے؛ اسیری مین پکڑ آنا ہشتا دوہشت ہزار مرد وزن کا معہ دیگر واردات جو سن گیارہ سی اٹھانوے ہجری مین واقع ہوے؛

اُن دنون مین چونکہ زین العابدین خان مہدوی کورگ کا فوجدار قدامت و دوام کے باعث مختارِ کل بن تمام ممالک محروسہ کو بے انتظام و زیر و زبر کر اکثر امورات سلطنت اپنی خواہش و رغبت کے موافق انجام کرتا تھا اور غربا رعایا کی عزّت وابرو پر ہوا و ہوس کی دست درازیان کر زبردستی خوبصورت عورتون کو اپنی ہمخوابہ بناتا؛ لاجرم اِن بیجا حرکتون سے کورگ کے سب نجبا و شرفا جنگ وجدل کرنے پر مستعد ہوگئے اور وہان کے راجا کے عمّال مسوقی نائرا ورنگانایر نے سب کی سب رعیّت پرجا کو اکٹھی کر ظفرآباد کے تئین چارون طرف سے گھیر اُس کی گردنواح مین لوٹ تاراج مچادیا محصورون کو ایسا مجبور و عاجز کیا کہ اُنھین قلعے سے نکلنا مشکل ہوا لاچار خان موصوف نے اپنے کئے سے ندامت اُٹھا ایک جاسوس کو اِس کیفیت کی عرضی حمیت حضور انور مین روانہ کیا جس پر شاہ گیتی پناہ نے اِس معروضے کے مضمون پڑھنے کے ساتھ ہی باشندگان

کو آگ کی سیاست وگوشمال کا حکم دے رایات بہری اور خیمۂ زنگاری سلطان پنیتا کی نواح مین کھڑے کروائے اور سپہدار زین العابدین شوشتری کو اُس کی فوج اور دو ہزار سپاہی کے ساتھ بہت سی رسد ہمراہ دے اُس طرف تعینات فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلد تر ظفر آباد کے قلعے مین پہنچ مفسدون کی تنبیہ عمل مین لاے ' القصّہ جب یہ سپہدار اُس گھاٹ کے دروازے تک جا پہنچا وہان کے باغیون نے اِدھر اُدھر سے رولا کر یہان تک تیر تفنگ کی بوچھارین مارین کہ اُس کے اوسان خطا ہو گئے کیونکہ اِس سردار نے ہمیشہ عیش و عشرت ہی مین اوقات کاٹی تھی کبھی عمر بھر رزم کی صورت بھی نہین دیکھی بناچار ہمّت ہار سدابور مین آپناہ لی ہرچند اُسکے ساتھ والے رسالہ دار اور سپاہی آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کو اُسے ترغیب و انگیز دیتے رہے پر اُس خوف زدہ سپہدار نے تپ و لرزہ اور پیچش کی بیماری کا بہانہ کر ایک قدم بھی حریف کی جانب نہ اُٹھایا ' جب یہ خبر حضور مین پہنچی سلطان نے اُسکی بزدلی اور نامردی پر لعنت بھیجی اور دو ہفتے بعد آپ ہی بیس ہزار سپاہی اور بارہ ہزار سوار جرّار کی جمعیّت سے بیالیس ضرب توپ ہمراہ لے سنہ مذکور کے شہر ذی حجّہ کی پندرھوین کو بڑے طمطراق اور کرّو فر سے اُس طرف روانہ ہوا ' جب شاہی موکب کو آگ کے خاربند کے قریب جا پہنچا تب خود بدولت واقبال نے معہ فوج لیے و سواس اُس دشت ہولناک مین قدم رکھا ' وہ عجیب سرزمین تھی جس مین نیستانون کی کثرت اور نشیب و فراز کی بہتایت ' ساگوان ' صندل ' دال سفید ' عود خام وغیرہ کے بڑے بڑے عظیم الشّان درخت ' سیاہ مرچ کی بیلین ہر ایک گاچھ کی ڈالیون پر پھیلی ہوئین ' الایچیون کے ہرے ہرے کشتزار ' دارچینیون کے سایہ دار اشجار ' بوستانون مین

جہان تہان بھانت بھانت کے پھل پھلے ہوئے گلستانون مین ہرطرف چمن چمن پھول پھولے ہوئے اِن مین رنگ برنگ کی بو باس اُن مین شہد و شکر کی سی مٹھاس نہرین سدا جاری رستون مین حوض تالاب آبجوئین جدھر تدھر رواں جنگلی بھینسے اور ہاتھی بھی بڑے بڑے اُس دشت مین پھرتے تھے ہاتھیون کے بچے آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ سونڈ ملا ملا بازی کرتے اور دکھیاتے ریچھ بندر لنگور بھیڑیے و شیر بھی بیشمار تھے مکانات اُس ملک کے چھوٹے چھوٹے پہاڑون کی ترائی مین درختون اور محکم حصارون کے درمیان جن کے اندر بہت سے کوٹھے اور کوٹھریان گھرون کے گرد بگرد اِس خوف سے کہ ہاتھی اکثر اُنھین خراب و تباہ کر ڈالتے ہین گہری گہری کھائیان کھدی ہوئین مرد وہان کے قدآور اور خوب صورت ہوتے ہین جنکا لباس صرف گلون مین ایک دہرا کڑا موٹے کپڑے اور لنبے لنبے دامن کا ایسا کہ پھلیون تک پہنچے اور ایک ایک کالا بانکا کمرون مین چمڑے کی ٹوپیان سرون پر سب کے سب سپاہی پیشہ چنانچہ توڑے دار بندوقون کے علاوہ وے ایک ایک چوڑا چکلا چھرا بھی کمر مین باندھا کرتے ہین عورتین اُن کی نکھ سکھ چھب تختی سے درست حسن کی سرسائی کے ساتھ زیبائی و شیرین ادائی میں چالاک وچست حورون کی طرح ہرطرف اُس روضۂ غیرت رضوان مین خرام ناز کرتی ہین لیکن زینت و سنگار اُن کا فقط اِسی پر موقوف ہی کہ چھ ہاتھ کا تہبند ناف سے زانون تک اور دو دو ہاتھ کے رومال سینون پر باندھتیان ہین برخلاف مردون کے جو سرد اور خنک ہوتے ہین یے گرم مزاج اور تیز طبیع ہوتیان ہین مذہب مین یہان کے لوگون کے اِس کا مضائقہ نہین کہ اگرایک گھر کے چار بھائی ہون تو ایک ہی اُن مین سے بیاہ کرلے اور اُس کے

دوسرے بھائیون کا بھی اُن کی بھاوج ہی سے کام نکلے' یہہ تو وہ مثل ہوئی کہ مانگے تانگے کام چلے تو بیاہ کرے بلا ہے' الغرض نواب مرحوم نے جب اُس سرزمین کو فتح کیا تھا تب یہہ رسم وہان سے اُٹھا دی تھی بلکہ اُس قوم کی اکثر عورتین جو پکڑ آئین سپاہیون کی خدمت مین دی گئین' سرما اُس ملک کا بشدّت یہانتک کہ گرمیون کے موسم مین بھی روز و شب سردی کا یہہ عالم ہوتا ہی کہ آفتاب باوجود اُس گرمی و حرارت کے سدا بالاپوش سحاب بردوش اور ماہتاب نت نیلی بارانی مین روپوش رہتا ہی اور عین زمستان کے ایّام مین تو ایسا جاڑا پالا پڑتا ہی کہ جوانان الف قامت و گرم خون راتون کو تنگ کوٹھریون مین بشکل نون خمیدہ و پا بستہ ہو سوتے ہین' قصّہ کوتاہ چھہ مہینے تک اس اطراف کے لوگ از صبح تا شام بہر سر سے پیر تلک پشمین کپڑے پہنے یا کنبل اوڑھے اپنے اپنے کار بار کیا کرتے ہین' دیو چہ یا جونک کی اس نواح مین بڑی افراط و کثرت ہی اکثر ٹڈّی کی طرح اُڑ کر آدمیون اور چارپایون کے بدن مین چمٹ جاتی ہی جسّے وے نہایت اذیّت پاتے ہین' اژدہا اور بڑے بڑے موذی سانپ و بچھّو بھی اُس اطراف مین بہت ہین جنکے ڈنگ مین ایسا زہر بھرا ہوا ہی کہ کوئی جاندار اُن کا ڈسا ہوا جانبر نہین ہوتا' حاصل کلام جب سلطان عالی مقام پتنکل کے رستے ہو کر وہان کی سرحد مین جا پہنچا اور اُس خارستان رن منڈل نام کے دروازے کے اس طرف بادشاہی ڈیرے کھڑے ہو گئے اُسکے دوسرے دن دونون سپہسالارون نے بموجب حکم عالی افواج ممیت اُسی دروازے پر جس کے آگے اُن گمراہون نے گہری کھائی کھود کر دیگر دیوار اُٹھائی تھی تاخت کر لڑائی شروع کر دی لیکن اکثر غازیون کو کافرون نے زخمی اور قتل کیا' تب تو اِدھر شاہ دین پناہ نے معہ لشکر

ظفر پیکر راہ دشوار گذار سے جا بہت سے ضلالت شعارون کو جہنّم واصل کیا، اور اُدھر شیرلالی کی سرکردگی مین فرنگستانی فوجون اور نواب مغفور کے خاص پروردہ جیلون کے رسالون نے (جنھین اُس مرحوم نے اسد اللّٰہی کا لقب دیا تھا) کفّار فجّار کو نیزہ و تلوار کا لقمہ بنا ڈالا، جلودار پیدلون نے بڑی جراٴت سے کتنے اہل عناد کو مارے بھالے برچھی کے فی النّار والسّقر اور ہزارون اشقیا کو اسیر کرلیا، جب بتائید الٰہی اعداے دولت قرار واقعی مغلوب و مقہور ہو چکے سلطان نے وہان سے کوچ کرسوادھلکی بارمین جا مقام کیا، افواج شاہی نے خوشحال پور پر تاخت و تاراج کر بہت سے شقاوت نہادون کو زن وبچّے سمیت پکڑ لیا، اور حضور سے چار رسالے اسباب جنگ اور رسد لیکر ظفرآباد کے قلعے کو بھیجے گئے، بعد اس کے خود بدولت و اقبال نے شہر محرّم الحرام کی پندرھوین گیارہ سی ننانوے مین اُس رستے جسّے امرا اور خوانین نے حسب الحکم آگے جا کر ہرروز قریب دو کوس کے اُس کا جھاڑ جنگل کٹوا جلا تھوڑے سے ہی عرصے مین وہان کے صحرا نشینون کا قافیہُ وقت تنگ کر دیا تھا، کوچ کیا، اور اِس مابین مین پیدلون نے دشمنون کا مقابلہ کر دو تین ہزار کو کشتہ و خستہ کر گرایا اور کئی منزل آگے بڑھ کر قلعے کے پورب طرف آ خیمے و خرگاہ برپا کروائے، جب کفّار نا ہنجار لشکر اسلام کے ہاتھ سے عاجز آئے مقابلے و محاربے سے منھ موڑ پناہ کے لئے پہاڑ اور گھنے جنگل مین چلے گئے، سلطان نے بھاڑے فوج کفّار کی گوشمالی اور اُس دیار کی تسخیر کے واسطے تعینات کیا، چنانچہ شیرلالی تو کوہ الایچی کے متمرّدون کی آتش فتنہ کے بجھانے کو گرم عنان ہوا اور فوج شوشتری دوسری افواج سمیت حسن علی خان بخشی کے ہمراہ عقرب تار وغیرہ کی جانب روانہ ہوئی، میر محمد محمود بہادر اور امام علی خان بخاری و غیرہ تھل کاویری

اور خوشحال پور کی طرف گئے، سلطان خود آپ دو تین مہینے وہین رہا اور بخشی مذکور نے اہال بغاوت پر تاخت کر آٹھ ہزار مرد و زن گرفتار کر لئے شیر لالی بھی اُس پہاڑ کے قرب و جوار سے بکری بھیڑی کے طرح پہاڑ سے لوگون کا ایک گلہ بتور کے حضور مین روانہ ہوا، اُس کے بعد سلطان آگے بڑھکر دکھن طرف تھل کاویری پہاڑ کے جس پر کاویری ندی کا چشمہ یا سوتا ہی علم ظفر پرچم قایم کر متمردون کی تنبیہہ کے لئے اپنی افواج قاہرہ کو آگے روانہ کیا، سرداران تہوّر دستگاہ ہر ایک طرف سے تاخت کر بڑی تگ و دو سے ایک انبوہ عظیم اُس قوم سے جس کی بیخکنی مدّنظر تھی پکڑ لائے، سات مہینے اور کئ دن کے عرصے مین اسّی ہزار آدمی زن و بچہ سمیت اسیر کئے گئے اور اُنکے سردار بھی الایچی پہاڑ پر مو شیر لالی کے ہاتھ دستگیر ہوئے باقی سرکش مطیع و حلقہ بگوش بنے، سلطان عالی شان وہان کے نظم و نسق اور لکڑ کوٹ نامے جویون کے کئی چھوٹے چھوٹے قلعون کی طیّاری کے بعد محظوظ و مسرور سراپور کے رستے مظفّر و منصور دارالسّلطنت کو پھرا، مموتی نائر کا رکن تھوڑے ہی دنون مین اِس جہان سے گذر گیا اور رنگا نائر سلطان دین پناہ کے ہاتھ سے دولت اسلام حاصل کر شیخ احمد نام رکھا گیا اور سپہسالاری کا مرتبہ پا کے معزّز ہوا، کنبانور کی بلیبار ابی جو ماپلہ کے قوم سے تھی کاویری سرحد تک آئی اور حضور مین باریاب ہو پیشکش دو سالہ نذرانے کے روپیے اور کئی ہاتھی گھوڑے اور اور تحایف درپیش کر خلعت شاہی پا کے خوشی خوشی رخصت ہوئی جب سلطان اپنے دارالسّلطنت مین پہنچا تو اُسنے اہال کوڑگ کے سب اسیرون سے جن کو مسلمان بنا کے احمدی لقب دیا تھا رسالے کھڑے کر قدیمی رسالہ دارون کو اُنکے تعلیم کرنے کے لئے مقرّر کیا چنانچہ اُن سردارون نے

تھوڑے ہی دنون مین اُنھین تربیّت کر لڑائی کے قواعد سکھلا طیّار کیا ' اِنھین دنون مین حضور والا سے سلطانی فوج اور اسد اللّٰہی و احمدی لشکر کے سرداروں کو طلائی اور جڑاؤ پدک مرحمت ہوئے ' یہ شاکین اُن لوگون کی ہبری کپڑے کی قسم کی تھین جو ایک نئی طرز سے بنوائے گئے تھے ' اِسی ایّام مین شہر کورگ کے بسانے کے واسطے ملازمون مین سے چھ سات ہزار آدمی اشراف شیخ و سیّد کی قوم کے جن کر اُس طرف روانہ کئے گئے '

چڑھائی کرنا نواب حیدر آباد اور مرھٹون کا واسطے مسخّر کرنے ممالک خدا داد کے لئے لینا اُن لوگونکا اُس اطراف کے کئی قلعون کو روانہ ہونا سلطان عالیشان کا ادھونی ہو کر دشمنون کے دفع کرنے کو اور رفتہ ہوجانا اِس کا سن گیارہ سو نوّے ہجری مین '

جب ناناپھڑنویس نواب نظام علی خان بہادر کے ساتھ ملکر افواج متفرّقہ کو اکٹھا کرنے لگا اور تھوڑے ہی دنون مین پونان کے سب امیر سپاہ لے لے آملے تب نظام علی خان معہ شیر الملک اور سیف جنگ وتیغ جنگ وغیرہ کے چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل ہمراہ لے حیدر آباد سے بادامی قلعے کی جانب جو سلطانی سرحد تھی روانہ ہوا اور پیچھے سے ناناپھڑنویس بھی اسّی ہزار سوار چالیس ہزار پیادہ پچاس ضرب توپونکے ساتھ وہین جا پہنچا ' اور اِن دونون امیرون نے آپسمین اتفاق کر اُس اطراف کے قلعون کے تسخیر کرنے کی تدبیر کی اور بادامی گڑھ کو جس کا قلعدار ایک مرد بہادر تھا گھیر لیا سپاہی اُن کے قلعہ توڑنے کے لئے مورچے باندھنے لگے آخر بعد کام آنے ہزارون جوان پختہ کار کے نو مہینے مین

اُن لوگون نے قلعہ مفتوح کیا، بعد اِس کے رسد اور اور جنگی اسباب جمع کرنے کی نیّت سے وہین مقام کر کے اپنے امیرون کو اور اور قلعون کے مسخّر کرنے اور قصبون کے لینے کے واسطے ہر ایک اطراف مین بھیجا چنانچہ اُنھون نے دھارواڑ اور جالی ہال کے قلعدار حیدر بخشی نام کو تیس ہزار روپیہ کی طمع دیکر اُنھین لے لیا اور یہہ بے وفا غدّار قلعدار اپنے مال اسباب سمیت پونا کو چلا گیا علاوہ اِس کے اور نمک حرام قلعدارون نے بڑے منصب کی اُمید اور تھوڑے نقد روپیہ کی طمع پر قلعۂ کنچن گڑھ نو لکنڈا انکو نذر دیا اور تب بھدراندی کے اُس پار کی ساری سرزمینین بھی اُنھین حوالے کردین اور اُس نواح کے راجے رجواڑے بھی جیسے راجا سرہتّی، ڈمل، کنک گیری، آنی کنڈی سب کے سب اُن سے مل گئے، جب جاسوسون نے یہہ حقیقت حضور مین عرض کی اور ارکین سلطنت و اُمراے دولت بھی دشمنون کے دفع کرنے پر باعث ہوئے تب سلطان عالی جاہ نے سپاہ و آلات جنگ کی طیّاری کا حکم دیکر سن مذکور کے شعبان کی چھٹی کو لشکر جرّار اور توپ خانۂ بیشمار سمیت دار السّلطنت سے بنگلور کی جانب کوچ کیا، جب اُس مقام مین جا پہنچا تو اُس اطراف کے راجاؤن کے حاضر ہونے کا (اِس شرط پر کہ جبتک اِن دشمنون کے ساتھہ لڑائی رہے وے اسباب جنگ اور رسد کی سربراہی کیا کرین اور سرکار سے اِس ایّام کا زر پیشکش و نذرانہ اُن پر معاف کیا جایگا) حکم دیا چنانچہ راے درگ، چیتل درگ ہرپن ہلّی وغیرہ کے راجا اچّھی اچّھی جمعیتون سے آحاضر ہوئے، القّصہ سلطان والا شان شب قدر کے بعد بادکل لشکریون کی تقسیم تنخواہ سے فراغت کر اور ساز و سامان لشکر وغیرہ بورنیا دیوان کی حفاظت مین سپرد فرما جریدہ وہان سے ایلغارون آگے کو روانہ اور کنگلی کے سواد مین پہنچکر ایک رات

وہان سھہر صبح ہوتے ہی ادھونی کے پہاڑون کے متصل لشکر کے ہراول تک جا پہنچا وہان کے حاکم نے کہ نواب مہابت جنگ بیٹا نواب بسالت جنگ داماد نواب نظام علی خان کا تھا جب لشکر ظفر پیکر کے متصل آنے کی خبر سنی خوف زدہ ہوا اپنے دیوان اسد علی خان کو پیام صلح پہنچانے کے بہانے حضور انور مین روانہ کیا اور خود اسی فرصت مین اپنی چیز بست معہ زنانہ پہاڑ پر بھیج دیا یہان سفیر نے جب ملازمت حاصل کر کے پیغام گزارش کیا سلطان نے اُس کے جواب مین یہہ فرمایا کہ تم لوگون سے ہمین کچھ دشمنی نہین مگر چونکہ نواب نظام علی خان نے بے وجہ ہم سے چھیڑ شروع اور مرھٹون سے میل کر کے اِس سرکار کی بربادی کی فکر کی ہی دین اسلام کا کچھ بھی پاس نکیا جو اِس سلطنت کے اعداے قدیم سے سازش کر یہان تک نوبت پہنچائی ہی کہ بت پرستون نے مسجدون اور اہل اسلام کے گھرون مین آگ لگا لوٹ پاٹ مچا ملک خداداد مین فتنہ و فساد اُٹھا رکھا ہی مقتضاے دینداری یہی ہی کہ ہم سب باہم متفق ہو کر پونان بر چڑھائی کرنے کی طیاری کرین اور مذہب و ملت کی پشتی خدا کی رضامندی خلق اللہ کی رفاہیت کے لیئے جہاد پر کمر باندھین خبر حاکم مذکور جب اِس صلاح کو عمل مین نلا ستعد بجنگ ہوا لاچار سلطان نے ھیبت سلطنت کی رعایت اور اعادی کی عبرت کے واسطے اُس کے دوسرے دن ایسا حکم صادر فرمایا کہ لشکر کے سردارون نے اُس شہر پر تاخت کر اُسے ویران و بے چراغ کر ڈالا جب وہان کے حاکم نے میل و ملاپ کی راہ اختیار نہ کی طرفین سے لڑائی ٹھن گئی اور غازیان لشکر فیروزی اثر دارو غہ آتش خانہ سمیت اُس حصار فلک اساس کے مسخر کرنے کے ارادے کوچ کر چارون طرف سے اُس کو گھیر توپین مارنے مین مشغول ہوئے سلطان

دین پناہ کو ہرگز اِس طرح سے اُس قلعے کے لینے کا خیال نہ تھا بلکہ اُس نے اپنی نیک نہادی سے یہہ سمجھا تھا کہ چون صوبہ نواب نظام الدّولہ کی اُس قلعے مین ہی وہ محاصرے کی خبر سنتے ہی ننگ وحمیّت کی جہت سے البتّہ صلح کر لیگا، جب کہ یہہ بات وقوع مین نہ آئی تب سلطان نے حصار کے محاصرہ کر لینے کا حکم دیا جسوقت فوج سلطانی صبح کے وقت ہلّا کرشاتّکین مارتی ہوئی قلعے کے دروازے تک جا پہنچی بہادرون نے دیکھا کہ قلعے کا دروازہ کھلا ہی اور قلعہ والون پر رعب و دہشت مستولی، یہہ حال دیکھکر بعضے امیرون نے حضور مین عرض کیا کہ قلعہ لے لینیکا یہی وقت ہی اگر حکم ہو تو قلعے مین دخل کر مہابت جنگ کو حضور مین حاضر کرین اِسی طرح رستم جنگ اور موشیر لالی فرانسیس بھی کئی بار عرض پرداز ہوئے، سلطان رحیم دل نے فرمایا زنہار ایسا نکرنا، اللّہ چاہے تو آپ ہی کل پرسون تک کلید فتح دستیاب ہو جایگی، راقم حروف بھی اس واقعے مین حاضر تھا، اور مشاہدہ کیا کہ اُسی دن بعد دو پہرکے حاکم محصور نے قلعے مین جنگ و مدافعہ غنیم کا حکم کیا، اُسوقت اُسکے حشم خدم کہ سات ہزار جوان تھے قلعداری کی اہتمام اپنے ذمّے لے سلطانی سپاہ. ن کے حملون کے دفع کرنے مین متوجّہ ہوئے، ناظم حیدر آباد نے جونہین اِس سرگذشت کی خبر پائی نہبت گھبرا کر حاکم یونان کو بھی اِس کی اطّلاع دی اور اپنے امیرون سے بھی اِس امر کی تدبیر پوچھی، اُن مین سے بعض دانشمندون نے التماس کیا کہ جب بادامی گڑھ کا قلعہ جو ایسا سخت و مستحکم نتھا نو مہینے کے تردّد و جانفشانی کے بعد ہاتھہ لگا، سو بھی بطور مصالحہ کے اور برس دن تک نظم و نسق اُس کا جیسا کہ چاہئے کسی طرح عمل مین نہ آیا، اِس لڑائی کا انجام کار تو ظاہر ہی ہی کیونکہ جب سلطانی سپاہ اپنے آقا کی غیبت مین لڑائی بھڑائی مین کوتاہی نہین کرتی تھی تو روبرو اُسکے

کیا کیا جانفشانیان عمل مین نلائنگی ' اِس صورت میں آپ دونون صاحبون کے حق مین بہتر یہی ہے کہ اپنے چند سرداروں کو ہماری جمعیّت کے ساتھ حدود سلطانی کے ویران و خراب کرنے کے واسطے تعینات کر خود اپنے دارالحکومت کو سدھارین ' چنانچہ یہہ تدبیر اُن دونون کو پسند آئی ' تب ناظم حیدرآباد نے مشیر الملک اور تیغ جنگ و سیف جنگ کو فوج سنگین سے ادھونی کی جانب کمک کے لیئے مقرر کیا ' پونان کے حاکم نے جسونت راو ہلکر اور پرسرام ناظم مرج اور ہری پنڈت وغیرہ کو تمامی سوار و پیدل اور توپ خانہ سمیت سپہداران حیدرآباد کی مدد اور ممالک سلطانی کے تاراج کے واسطے حکم دے کر خود دے دونون امیر جلیل القدر بیماری کے عذر سے اپنے اپنے دارالامارت کو پھر گیئے ' سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی قلعہٗ ادھونی کے مسخر کرنے کی تاکید کی اگرچہ سرلشکران سلطانی نے بیس دن تک قلعہ سر کرنے اور اُس کی فصیل کے توڑنے مین بہتیرا سرپٹکا لیکن کچھ نہوسکا ' کیونکہ یہہ قلعہ بادشاہ عادل شاہ کا بنایا ہوا ایسا حصین و متین تھا کہ بڑی بڑی توپون کی مار سے بھی اُسمین کچھ خلل نہ آیا ' آخرکار بموجب حکم عالی کے اِدھر تو بہادران رستم توان بسالت جنگ کے مقبرے کی طرف سے ' اور سیّد صاحب و قطب الدّین خان بہادر اور دولت رای تنبال دروازے کی جانب سے ' اور اُس طرف شیر لالی و امام خان سپہدار پہاڑ پر سے ہلّا کر چڑھ گیئے ' اِدھر حسین خان اور محمد حلیم نے سیڑھیان بنا قلعے کی تسخیر کا قصد کیا اہال حصار نے اُن لوگون کے حملون کو ٹال بہتون کو تہ تیغ کیا ' وجہ اس کی یہہ ہوئی کہ اِن کی سیڑھیان قلعے کی بلندی تک نہ پہنچ سکین اگرچہ بہادرون نے اُنھین نردبانوں پر چڑھ رسّیون کے سہارے سے کنگرہ حصار تک پہنچے تب بھی فتحیاب نہوئے اِس روداد سے

خاطر ہمایون پر ملال گذرا بہرصورت کئی دن صبح سے شام تک سلطانی سپاہیون کا
سوا بیکار و کارزار کے اور کچھ کام نتھا ہر گھڑی جنگ و حرب کا سامنا تھا
آخر جب یہ لوگ بڑی بڑی مضبوط سیڑھیان طیار کر معہ طناب و کمند تاخت کرنے
پر آمادہ ہوئے تو شیر جنگ اور سیف جنگ مرھٹون کے لشکر سمیت
اُس قلعہ دار کی اعانت کو آپہنچے ۔ سلطان یہ خبر سنتے ہی فوراً وہان سے
نگر کے پہاڑون مین آ اُس کے ہر چہار طرف ہراول بھیج لڑنے کے
تدبیر مین مصروف ہوا ۔ اتفاقاً دو دن بعد سلطان اور مرھٹون کے طلایہ
دارون مین بڑا محاربہ واقع ہوا اور بخشی حیدر حسین سلحدار جو خود رائی
اور ناآزمودہ کاری کی راہ سے غازیخان کے سات ہزار سوار ہمراہ لے
مرھٹون کے دس ہزار سوارون پر چڑھ دوڑا تھا اُس بھاری جماو کے
مقابلے کی تاب نہ لا کر اُسنے ہزیمت اُٹھائی لیکن غازیخان اپنے اُنہین غازیون کو
جو موجود تھے ساتھ لیئے بڑی جرأت اور دلیری سے دو ساعت تک تو کھیت
سنبھالے رہا ۔ آخر جب کئی زخم کاری اُسے لگے تب رن سے پھرا ۔ دشمن کی
طرف کے لوگ پیچھا کر اُسکے ساتھ کے کتنے آدمیون کو مار کھپایا دو سو گھوڑے
سوار سمیت پکڑ لیگئے ۔ قادر خان کابلی رسالہ دار کافرون کا یہ دستبرد دیکھ اپنے
جوانون کو لیکر اُنپر چڑھ دوڑا چنانچہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے اپنے رسالے
کے تو ستّر سوار چھڑا اور ساتھ ہی اُسکے پچاس سوار اعدا کے پکڑ حضور
مین لایا ۔ اور ولی محمد اور منا چودھری بھی اُسی دار و گیر مین دو ہاتھی آٹھ
اُونٹ بھرے ہوئے خزانے سے اور پچاس گھوڑے نواب موصوف کے
لشکر سے لوٹ لائے ۔ سلطان اِس حال سے واقف ہو اپنی ساری فوج ہمراہ
لے جنگ کا نقارہ بجوا الغار و ن وہان جا پہنچا اور ایسی آتشباری عمل مین آئی کہ

غنیم کے طلایہ دار دہشت کے مارے نامردی کی راہ سے اپنی لشکرگاہ مین جا چھپے ' الغرض حریف کی دونون فوج شکست کھا در میان حصار کے قلعہ بند ہوئی اور پھر کسی رنے میدان کی طرف رخ نکیا ' تب سلطان اعدا کے مقابلے کو دو پلٹن یہان رکھ اپنی لشکرگاہ کی جانب پھر آیا اُسکے دوسرے دن جاسوس وہان سے خبر لائے کہ شیر وغیرہ حاکم کو معہ زنانہ اور لوازمۂ ضروری کے راے پور کے قلعے مین لے گئے ' اِس کیفیّت کے سنتے ہی شاہ گیتی پناہ نے میر صادق کو بڑی جمعیّت کے ساتھ اُس قلعے کے مسخّر کرنے کو روانہ کیا ' چنانچہ اُسنے وہان پہنچکر قلعے کو تسخیر اور ناظم کی خاص حویلی کو ضبط کرکے نواب بسالت جنگ مرحوم کے سلاح خانہ و کتاب خانہ وغیرہ کارخانون کا بالکل اسباب ریاست ' توشکخانۂ سلطانی مین روانہ کیا ' بعد اِسکے اُس قلعے اور پہاڑون کے پائین کا حصار توڑ کر قطب الدّین خان اور دولت راے کو اُس صوبے کی سرداری پر قائم کیا '

متوجّہ ہونا موکب سلطانی کا مرہٹّون کی تنبیہ کے لئے جو تنب بھدرا ندّی کے اُس طرف ہنگامہ مچار ہے تھے ' اور مفتوح ہونا کنچن گرّہ کا اور دریا پار ہونا سپاہ نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا اعدای بدخواہ کا '

جب ادھونی کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی تو سلطان دین پناہ نے مرہٹّون کی تادیب کے قصد پر کنچن گرّھ کے رستے کوچ کیا اور کتنے سوار اُس زن حاکمہ کے گرفتار کرلانے کو جو اپنے شوہر کے بعد مسند حکومت پر بیٹھی تھی تعین کئیے ' لیکن وہ ہشیار عورت اِس کیفیت سے خبردار ہو بہت سے جواہرات

بیش قیمت اور چند ملازم وخدمت گار معیت راتون رات تنب بھدرا پار ہو
اپنی جان بچانکل گئی پر بیٹا اس کا پکڑا گیا اور اسلام سے مشرف ومختون ہو کر علی
مردان خان نام رکھا گیا' باقی شرح احوال اُس کے گھرانے کا' کنچن گھڑھ کے بیان
سے جسکو جامع اوراق نے جداگانہ لکھا ہی' معلوم ہوگا' خیر بعد اِس کے
موکب شاہی نے وہان سے کوچ کر سوندے مین جا مقام کیا' حاکم یہان کا گو بندراو
برادرزادہ مرارراو کا جس نے اُس کے قید ہو جانے کے بعد پونان مین جا کر
وہان کے سرداروں سے وزیر سلطان کے نام پر ایک سفارش نامہ
حاصل کیا تھا' بارگاہ سلطنت مین حاضر ہوا' سلطان رحیم دل نے سرداران
پونان کا پاس خاطر کر کے اُس سے ایک اقرار نامہ اِس مضمون کا کہ کبھی اِس سرکار
سے سرکشی اختیار نکرے لیکر سوندے کا تعلقہ اُسی کے نام بر بحال رکھا
اور بعد انتظام اِس مقام کے جب کُپلی کی جانب کوچ کیا تو قلعدار یہان کا لڑنے پر
آمادہ ہوا جب سلطانی امیرون نے فرمان برداری وانقیاد کے مقدمے مین بہتیرا
اُسے سمجھایا پر کچھ مفید نہوا تب تو بموجب حکم عالی کے سرداران جلادت
توامان اور شیر دلی نے اس کو گرفتار کیا بلکہ اُن کافرون کے ملک و ناموس
پر بھی گمراہون کے رعب و دہشت کے واسطے غارت و تاراج کا ہاتھ پھیلایا
ساہوکار بیپاریون کے گھرون مین ہزارون روپیے نقد مع جنس و اسباب
اُنھین مل گئے اکثر عورتین پاک دامن اُن شقاوت کردارون کی مارے
غیرت کے دریا مین ڈوب موئین اور قلعدار بھی وہان کا مارا پڑا' سلطان نے
اِن عورتون کے مرنے کی خبر سن اپنے سپاہیون پر بڑی سیاست کی اور
چونکہ اُن دنون پار ہونا تنب بھدراندی سے جو بڑے جوش خروش مین تھی
دشوار تھا بناچار کئی دن تک اُسی کے کنارے ڈیرا رہا' اعدا اِس عرصے مین

درو بست اُس پار کے ملکون مین اپنا عمل دخل کرلشکر اسلام کے سنمکھہ ہونے
کے ارادے ندّی کے اِس پار آپڑے اور سلطانی فوج کے پار ہونے کی
راہ پر توپ و تفنگ لے سنگ راہ ہوئے، بعد اس کے اُن لوگون نے اپنے
ایک سردار کو بڑی جمعیت کے ساتھہ کپل اور بہادر بندا وغیرہ کے مسخّر
کرنے کے واسطے تعینات کیا چنانچہ سردار مذکور نے اِس نواح پر تاخت کر
اِن دونون قلعون کو محاصرہ کر دو مہینے کے تردّد و تگاپو سے بہادر بندا لے لیا لیکن
کپل کا قلعدار اپنے حریف کے ساتھہ (اِن کی فوج کے دام فریب مین نہ آکر) بڑی
دلیری سے لڑا کیا بلکہ اکثر اُن مشرکون کے مورچے پر حملہ کرکے اُنکی جمعیّت کو پریشان
و متفرّق کرتا رہا، چونکہ طغیانی آب کی شدّت کے سبب لشکر اسلام کا ندّی پار ہونا
ممکن نتھا سلطان نے اکتیس ضرب بڑی بڑی توپین ندّی کنارے لگا شلّک مارنے کا حکم
دیا گولنداز ون نے بموجب امر عالی کے جب توپون کی بارڑھ ماری تو فوراً پانی گھٹ گیا
اُدھر اعدا کے دلون پر اِن شلّکون سے دو طرح کا کھٹکا ہوا کہ یا تو فرانسیس کی طرف
سے کمک پہنچ گئی یا سلطانی لشکر کے سوارون نے حیدرآباد پر چڑھائی کرکے
وہان کے حاکم کو مغلوب کر لیا، بہرحال وے اِسی شش و پنج مین اُس مقام کے
رہنے کو نامناسب سمجھہ بارہ ہزار سوار ندّی کا کنارا چھوڑ شانور کی جانب چلے گئے،
جب اُس ندّی کا پانی کما تو سلطان کے حکم سے پہلے تو دو پلٹن اور دو ہزار سوار
نے توپ خانے سمیت رات کے وقت پار جا حریف کے سوارون پر جو
غفلت مین پڑے ہوئے تھے ٹوٹ کر تیغ و تبر کے زخمون سے اُن کو اتّو کر ڈالا،
سات سو گھوڑے، علم و نقّارے کے ہاتھی اور نقد خزانہ سمیت لوٹ لائے،
باقی لوگ اپنے اپنے گھوڑے اسباب چھوڑ لشکرگاہ کی جانب بھاگ نکلے اور
وہان جاکر اُن لوگون نے اپنے سردار کو سلطانی سپاہ کے اِس پار آنے سے آگاہ

کیا، ادھر دوسرے دن سلطان فوج سمیت ندّی پار ہو خیمہ کیا بسبب توقف ایک مہینے کے جو مورچہ بندی مین بسر ہوا اعدا لشکر و توپخانہ لے بقصد مقابلہ چار فرسنگ پر آپڑے تب سلطان عالیشان کل سوار و پیدل اور توپخانہ ہمراہ لے اُنکے مقابلے کو دو فرسنگ آگے بڑھا اور جب حریف نے وہان آکر صف آرائی کی تب لشکر سلطانی کے سرداروں نے ادھر تو نشیب زمینون مین تفنگچیون کو گھات مین باتھلا توپین چن طیّار کر رکھین اور سواری سلطان دین پناہ کی باتجمّل و شان مع سواران شجاعت نشان کے ایک زمین بلند پر کھڑی تھی اور غازیخان ولی محمد خان کابلی ابراہیم خان اور کتنے اور سپہسالار حسب الارشاد لشکر اعدا پر چڑھ دوڑے اور جب وے ان سے مقابل ہوئے تو غازیخان وغیرہ کے سوار فریب کی راہ سے بھاگ غنیم کو اپنے پیچھے توپخانے تک لگا لائے، تب تو سامھنے سے گھات والے جوانون نے روبرو آکر توپ و تفنگ کی مار سے اُن کے منہہ پھیر دیئے اور پیچھے سے سوار بھی آپڑے جنھون نے قرار واقعی مردمی و مردانگی کی داد دین اور اسی ہنگامۂ قتال و جدال مین آتش دست باندارون نے بانون کے مارے دشمن کی جمعیت مین ہلچل ڈال دی چنانچہ اُن کے سردارون نے مع لشکر فرار کا رستہ پکڑا، سلطانی بہادرون نے دو فرسنگ تک تعاقب کرکے اکثرون کو قتل اور گرفتار کیا، جب اعداے دولت اس طرح مغلوب و مقہور ہو چکے تو فوج سلطانی نے بفتح و نصرت وہان سے آگے کو کوچ کر ایک بڑے میدان مین پہنچ مقام کیا، اُس دن لشکر کی منزل کا نقشہ یہہ تھا کہ خاص خیمۂ سلطانی کے چارون طرف تو پلٹنون نے مع توپون کے قلعہ بندی کی تھی، داہنے سوارون کے دستے، بائین سلحدار، سراپردے کے آس پاس اسد اللّٰہی اور احمدی رسالہ، اور پیتیون کی پلٹنین چنداول مین احشام وکند اچاری

فوج اور بہیر و بنگاہ کے لوگ ، علاوہ اسکے راجاؤن کے پیادے و سوار ، اور آگے
ایک فرسنگ کے فاصلے پر غارتگر سوار بطور ہراول کے ، غنیم بھی اپنی سپاہ ہیچ
مبجا لڑنے کے ارادے کتاک کی ندّی کنارے آ اترا ، تب سلطان نے شبکے وقت
اپنی فوجین آراستہ کر شیخ امام شیخ عمر و امام خان سپہدارونکو سامان جنگ و توپ
اور بہت سے بان دارون کے ساتھ ، اور حسین علی خان و مہامرزا خان کی سرداری
مین غازی خان کو دو ہزار سوار خونخوار ضمیمت حریف کے لشکر مین شبخون
مارنے کے لیئے روانہ کیا ، جب یہ سب سپہدار اور بخشی تین پہر رات
کے وقت غنیم کے طلائے تک پہنچے تو شیخ عمر نے جو اُن سبھون سے آگے تھا
کتنی جگہون مین جلتی آگ دیکھ کے گمان کیا کہ یہین اعدا کا لشکر پڑا ہی چنانچہ
اُس نے اسی خیال پر بے کہے اُن سرداروں کے توپ اور کتنے بان بھی
داغے جس سے حریف کی سپاہ آگاہ ہوگئی اکثرون نے تو اپنی راہ لی ،
اور بعضون نے حملہ کیا تب باقی سپہدارون نے ترنت آکر حضور مین یہ حقیقت
عرض کی ، سلطان نے یہ خبر سن نہایت برہم ہو شیخ عمر کو برطرف اور اُس کی
فوج فاضل خان رسالہ دار کے حوالے کر آپ اُس کی صبح کو بالانام ندّی کے
کنارے نزول کیا ، وہان حریف نے بھی فوج ظفر موج کے آمنے سامنے آتین فرسنگ
پر ڈیرا ڈالا ، دوسرے دن رات کے وقت حضور سے امام خان ، فاضل خان ،
میر محمود سپہدار ساز و اسباب جنگ لے کر دس ہزار سوار اور ایک ہزار
باندار ضمیمت قادر خان اور غازی خان کی سرداری مین لشکر غنیم کے تاخت
تاراج کے لیئے رخصت ہوئے چنانچہ یہ ذی ہوش سپہدار اپنے اپنے
سپاہیون کو کنبال اڑھا سب کے سب لشکر غنیم کے عقب جا پڑے اور جب
اُنکے طلایہ دارون نے انھین روکا تب ان لوگون نے مرہٹی بولی مین اپنے تئین

لشکر مغل کے مددگارون سے ظاہر کیا اور اس فریب سے اُس فوج مین گھس جنگ وکارزار کا بازار گرم کردیا، تب تو حریف کے سردار مغلوب ہو خالی ہاتھ بے زین و ہتھیار گھوڑون پر سوار ہو اپنے توپخانے کی طرف فراری ہوئے اور سپہسالاران منصور بہت سی غنیمت، نقد و جنس اور تمام آلات جنگ ڈیڑھ ہزار سواری کے گھوڑے اور اکثر جو رو لڑکے کو اُن کافرون کے اسیری مین لیکر باریاب حضور ہوئے اور پدک ہاے الماس، مالا مروارید، جڑاؤ کڑے اُنھین انعام ملے، بعد اس کے سلطان نامدار نے اُن اسیر عورتون کو پیش قیمتی خلعتین دے، پالکیون پر سوار کروا بعزت تمام سوارون اور بان دارون کے ہمراہ غنیم کے لشکر مین روانہ کر دیا اور خفیہ اُنھین کے ساتھ بڑے بڑے چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصع اور بہت سے جواہر و نقد روپیے ہری پنڈت و راستیا اور مادھو رایتی کے واسطے بھیج کر اُن کو اپنا بندہ و مطیع بنایا چنانچہ اُنھون نے وہان سے آگے کوچ کر سرہتی مین جا مقام کیا،

پیچھے ہٹ آنا سلطان کا واسطے مصلحت کے اور تعاقب کرنے غنیم کے، پہنچنا سلطانی سپہسالار کا معہ سپاہ نصرت پناہ کے، رسد لیکر آنا بدرالزمان خان فوجدار نگر کا، مسخّر ہونا شانور و بھاگ جانا نواب حکیم خان کا اور لشکر کفر و اسلام مین جنگ واقع ہونا،

جب سلطان نے اُس شبخون کے بعد دوسری شب کوچ کر کے اُس مقام مین جہان بالا نام ندّی، تب بھدرا سے آملی ہے پہنچ کر مقام کیا انوتی کی طرف سے ایک سپہدار سلطانی اپنی فوج سمیت حضور مین آ پہنچا اور بدرالزمان خان بھی بہت سی رسد کے ساتھ نگر سے آکر شرف اندوز ہوا

اور بعد اسکے الغارون دشمن کا تعاقب کرکے فوج نصرت موج کی پیچھے دو فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا تب دونون لشکر کے تیاقد ار ایک دوسرے کے حملون کو ٹالتے رہے اب سلطان نے یہہ تدبیر کی کہ اپنے سپاہیون کو وہ دونون وقت صبح و شام قواعد سپہگری کی مشق کے لیئے برای نام میدان مین جانے ورزش کرنے اور بندوق چھوڑنے کا حکم دیتا چنانچہ کئی دن بھور سے پہر دن چڑھے اور سہ پہر سے گھڑی پہر رات تک اُن کا یہی کام تھا اور اسی عرصے مین اُس نے میر معین الدّین کو دو پلٹن پانچ توپ اور فرانسیس کا رسالہ ساتھ دے حریف کے میمنہ کی جانب روانہ کیا اور برہان الدّین کو تین پلٹن چھہ توپ جمعیت میسرہ کی طرف بھیجا اور آپ دس پلٹن اور خاص سوارون پیدلون سے دشمن کے قلب کی فوج توڑنے کے قصد پر آگے بڑھا چون اُس رات کو تاریکی شدّت سے تھی بڑی زحمت سے راہ کٹی لیکن برہان الدّین نے پہونچتے ہی سب پر پیشدستی کرکے بڑی پہدّت اور راستیا کی فوجون پر ہنگامۂ قیامت مچادیا اُدھر سے میر معین الدّین بھی بڑی توپین پیچھے چھوڑ فرانسیس کی دس توپ ہمراہ لے لشکر سے پہلے الغارون بلا کی طرح اُن اجاں گرفتون پر ٹوٹ پڑا اُسیوقت سلطان بھی حریف کے قلب بر بروقت چڑھ آیا تب تو اعدا کو اُس میدان میں ٹھہرنا دشوار ہوا سردار اُن کے جو دربردہ اِس سرکار کے خیرخواہ تھے اُس جمعیت سے پھوٹ نکلے نواب نظام علی خان کی فوج مین بھگیڑ مچ گئی مال اسباب اُن کا غازیون کے گھوڑون کے سمون تلے پامال ہوا باقی مرہٹے سردار گھوڑون پر سوار ہو نکل بھاگے لشکر کا سامان مال اموال خیمہ نشان ہاتھی گھوڑے اونٹ سب کا سب ملازمان سلطانی کے ہاتھ لگا پھر دو ساعت کے عرصے مین اعدا نے

باہم مجتمع ہوا ایک فرسنگ کے فاصلے سے اِس طرح تو بین سامھنے جما بار آھین
اُڑائین کہ اُسّے اکثر مظفّر بہادرون کو نہایت ضرر پہنچا، فرمان سلطانی
غنیم کی ایسی دلیری و جرأت کے دفع کرنے کو صادر ہوا چنانچہ حسب الحکم
والا سیّد حمید، شیخ انصر، احمد بیگ اور دوسرے سپہسالار موشیرلالی
کی فوج سمیت غنیم کے توپ خانے پر جڑہ دوڑے، اتّفاقاً اثنائے راہ مین
اُنھون سے اور دشمن کے سپاہیون سے جو ایک سوکھے تالاب کے درمیان
چھپے ہوئے غازیان نصرت مند پر دھاوا مارنے کی تاک مین لگ رہے
تھے مقابلہ ہوگیا تب تو اُن شجاعت نشان سپہسالارون اور فرانسیس
نے بندوقین طیّار کر ایسی شلکّین مارین کہ اعدا کے سپاہی جو اژدہام کے
سبب سے بھاگ نسکے مارے گولیون اور تیر و سنان کے اُنکے سینے چھلنی
بن گئے، دو نامور سردار مارے پڑے اور باقی اپنے مال سے دست بردار ہو
اُس معرکے سے نکل بھاگے، حاصل کلام بات کی بات مین حریف کی جانب کے
سات ہزار جوان کھیت آئے اور جو بچے وے وہان سے پچھلے قدم ھٹے، سلطان
نصرت رکاب غنیمت کا اسباب ہمراہ لے شادیانے بجواتا سراپردۂ
خاص مین آداخل اور دوسرے دن یہان سے شانور کی جانب روانہ ہوا،
پوشیدہ نرہے کہ نواب عبدالحکیم خان شانور کا ناظم جو بعد رحلت نواب مغفور کے
خواہی نخواہی سلطان سے بیر بڑھا مرھٹون کے ساتھ جاملا تھا اب جو اُسنے بادشاہ
کو اپنی طرف آتے دیکھا ڈرتے کانپتے آپ تو راتون رات وہان سے بھاگ
غنیم کے لشکر مین جاداخل ہوا اور اپنے بیٹے نواب عبدالخیر خان کو شہر مین
چھوڑ گیا، جب سلطان عالیشان نے یہ ماجراسن تعجّب کیا اور رات کے
وقت سیّد حمید، سیّد غفّار وغیرہ سپہداروں کو تو شہر کے ضبط کر لینے کے

واسطے روانہ فرمایا اور آپ شہر کے حوالی مین اُتر کے میر صادق کو مہدی خان بخشی کے ہمراہ بھیجکر اِس بات کی تاکید کی کہ تم بالکل اساس و اسباب امارت جو اگلے خوانین جمع کر چھوڑ گئے ہیں حضور مین روانہ کرنا چنانچہ اُن لوگون نے جو کچھ نقد و جنس وہان پایا بموجب حکم حضور مین حاضر کیا ٔ چنانچہ سب اسباب بعد ملاحظے کے توشکخانے مین داخل ہوا ٔ توپین وغیرہ توپ خانے مین رکھوائی گئین ٔ نواب عبد الحکیم خان باریاب ہو کر سر فراز ہوا ٔ سلطان نے اُسّے پوچھا کہ تمہارے باپ نے یہہ کیا کیا ٔ اپنا شہر کیون چھوڑ دیا ٔ ہم سے سواے پاس داری و رعایت کے اُن کے حق مین کچھ ایسا برا سلوک بھی تو واقع نہین ہوا ٔ یہہ کیسی خویشی و قرابت تھی کہ تم ہمارے اعدا کے ساتھ مل کر ہم سے یون پھر گئے ٔ وہ اِس کے جواب مین عرض پرداز ہوا واقعی یہہ تو اُن سے نادانی کی حرکت وقوع مین آئی پر بندے کو مطلق اِس کا علم نتھا نہین تو بیشک اُنھین منع کرتا ٔ سلطان نے بعد اِس گفتگو کے اُسکو اپنے خاص خیمے کے پاس جگہہ دے نظر بند رکھا ٔ

زچ ہوجانا اعدا کا سپاہ منصور کے ہاتھ سے صلح قرار پانا فریقین متخاصم مین راجاؤن کے تعلّقون کا بند و بست معہ بعض کیفیتون کے جو سن بارہ سی مین واقع ہوئین ٔ

سلطان نے بعد بند و بست شانور کے جو بن گرّھ کی نواح مین آ کر نزول فرمایا اور عشرۂ محرّم تک وہین توقف کیا بعد اِس کے اپنے تمام لشکر کو چار حصّے کیا ہر حصّے مین پیدل پچیس ہزار سوار چودہ ہزار توپ پندرہ ضرب تھی ٔ ایک کا

سپہسالار میر معین الدّین دوسرے کا برہان الدّین تیسرے کا مہا مرزا خان چوتھے کا حسین علی خان میر بخشی کو مقرّر کر یہہ حکم دیا کہ تم یہان سے دو کوس دور جاکر ڈیرے کرو چنانچہ وے تو اُدھر موافق ارشاد عالی کے ایک میدان پکڑ ضروریات جنگ کی طیّاری مین مصروف ہوئے اور اِدھر سلطان خود بدولت و اقبال پیدلون کی دس پلٹن اور اسد اللّٰہی و احمدی کی تیس پلٹن سوارون کا آٹھ دستہ اور تین رسالہ و چار ہزار بندار سے دس ہزار پیادہ ہاے احشام سمیت اُسی مقام مین قایم رہا اور افواہ یہہ ہوئی کہ ایک سپہسالار تو حیدرآباد کے تسخیر کرنے دوسرا پونان لے لینے تیسرا راے چور اور کوتور وغیرہ کے تصرّف مین لانے چوتھا راجاؤن وغیرہ کے قلعے تعلقے ضبط کر لینے کو بھیجا گیا ہی اور یہان سلطان آپ دشمن کے مقابلے کے لئیے قائم ہی اعدا یہہ خبر سن تھرّا گئے میر معین الدّین نے سیّد حمید و سیّد غفّار تہوّر شعار کے اشتعال سے رات کو کوچ کر مندرگی درگ پر جو غنیم کا تھانہ تھا حملہ کیا دم بھر مین اُس گھانٹی کو لیکر حریف کی فوج مار لی شہر کو لوٹ کر ساز و سامان اور زر و زیور سمیت بازگشت کی برہان الدّین نے بنکاپور اور مصری کوٹے کو جو غنیم کے عمل مین تھے قتل و تاراج کیا یہان سلطان ممالک ستان بھی اُن ضلالت نشانون کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا لیکن اعدا اچانک چند اول پر لشکر سلطان کے آپڑے اور اناج بھرے دس ہزار تھیلی بنجارون سے لوٹ لیگئے تب سلطان عالیشان نے اُس لشکر کے سردار کو کہلا بھیجا کہ بے قصور جمہور خلائق اور رعایا کو بار بار ستانا انصاف و مروّت کے آئین سے دور ہی مقتضا جوانمردی کا تو یہہ ہی کہ ایک ہی دن مین اِس لڑائی بھڑائی کے قضیئے کو یکسو کردین اِس پیغام سے حریف نے چونکہ اپنی جنگی سپاہ پر

نازان تھا، جنگ سلطانی مان لیا، سلطان نے کتنا ندی کے کنارے ساری فوجین اکٹھی کرما ٔین جنگ صف آرائی کی اور دائین بائین پلٹنین مقرر کر جلو دارون سمیت خود بدولت ہاتھی پر سوار ہو پہلے تو شجاعان فوج کو حرب و ضرب کا حکم کیا جس بر غول کے غول بہادران طالب جنگ کھیت مین اُتر پڑے اعدا بھی مقابلے کے ارادے بڑے جوش و خروش سے سامھنے آئے طرفین سے زور شور کی لڑائی شروع ہو گئی، لیکن یہہ بات ٹھہری تھی کہ ہر شکری کے جوان نوبت بنوبت آدھی ساعت تک لڑین جسمین سب سپاہیون اور سردارون کی جرأت و جانبازی ظاہر ہو، اِس صورت مین ایک ایک سورما ایسا لڑا کہ رستم و اسفندیار کی پردلیان دلون سے محو ہو گئین، دوپہر تک جنگ کا بازار گرم رہا، تیر و تفنگ سے نوبت گذر گئی، خنجر و جمدھر لے لے بہادر سنمکھ ہو گئے دونون طرف لاشون کا انبار لگ گیا، سلطانی بہادرون اور سلحدارون نے اپنی اپنی پردلی دکھلا میدان مین خون اعدا سے دریا بہا دیا، تب غنیم کے سردارون نے اِس خیال سے کہ اُنکی سپاہ بہت تھی یہہ ارادہ کیا کہ اب اکبارگی ہلّا کر کے سلطانیون کو مغلوب کرین چنانچہ اِسی قصد پر اُنھون نے اپنی سپاہ سمیت کہ اسّی ہزار سوار سے زیادہ تھی اپنی جگہہ سے جنبش کی، اِدھر سے بھی توپچیون نے بموجب ارشاد کے مار توپ و تفنگ کے اُنھین بدحواس بنا ہٹا دیا، جب اعدا بھاگنے لگے تو لشکر ظفر اثر کے سوار دو فرسنگ تک اُن کے پیچھے لگے چلے گئے اور تین ہزار گھوڑے، دس ضرب توپ اور اسباب و آلات لوٹ لائے، غنیم دو تین منزل تک دن رات چلے ہم بھاگتے گئے، کنک گری کا راجا بھری نایک جو حریف سے سازش رکھتا تھا اُس کا یہہ رنگ دیکھ حضور سلطانی مین حاضر ہو کر مورد عنایت ہوا، سلطان یہان سے اپنے لشکر سمیت بنکاپور

لو روانہ ہوشانور کے متصل جا اُترا ' پر کتنے سلطانی غارتگر سوار جو تاراج کے ارادے محالون پر دوڑ گئے تھے قضا کار غنیم کے بیاقداروں نے اُن سے دوچار ہو کر ایک ہی حملے مین سب کو مار لیا ' سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر کے سوارون پر تو یہہ حکم دیا ' کہ کوئی بے اجازت چھاونی کی حد سے باہر نہ نکلے اور آپ ایک مہینے وہین رہکر مرہٹے کے کتنے سرداروں کو بہت سے روپیے اسباب بھیج کے اپنا مطیع بنالیا چنانچہ انھین کی صواب دید سے ایک دن چار ون فوج کو شبخون کے لئیے سلح کر روانہ کیا ' وہان غنیم کے طلایہ دارون نے کہ ہری پنت پھرکیا کے ملازم تھے جان بوجھ کے اُنھین آتے نروکا یہان تک کہ وے دلاور فوج کی فوج حریف کے لشکر کے قریب جا پہنچے ' تب کسی شخص نے اِنکے آنے کی اطّلاع پاکر ہلکر کو جا خبر کردی کہ پاسبانون کی خطا سے سلطانی سپاہ لشکر مین داخل ہو گئی ' اُسنے اتنا سنتے ہی پیادہ پا خیمے سے نکل بان و شاتک اور بندوق کی آواز سن فرار کی راہ لی اور اپنی حرم خاص کو بھی جو اُسکی بڑی پیاری تھی ڈیرے ہی مین سوتے چھوڑا ' اور سردار بھی بھاگ نکلے ' تمامتر غنیم کی سپاہ پراگندہ اور فوج مغل کی بھی سراسر منتشر ہوگئی اٹھارہ عورتین اُس قوم کے سردارون کی موتی جواہر بھری اسیری مین پکڑ آئین ' جب فجر ہوئی ' وے بہادر سرلشکر منصور و مظفّر ' اسباب غنیمت جھنڈا خیمہ ہاتھی اُونٹ خزانہ اور چودہ ضرب توپون کی لیکر پھر آئے ' ہرچند غنیم نے بقیۃ السیف کے اکٹھا کرنے کو اُنکی راہین روک کر بہتیرا زور مارا پر کچھ بکار آمد نہوا ' بناچار ناکام پھر گیا ' اِدھر سلطانی سپہسالارون نے لوٹ کی چیزین معہ اُن اسیر عورتون کے نظر انور مین گذرانین ' سلطان عطا پاش نے اُن سب سردارون اور سپاہیون کو بسبب اُنکی جان بازیون کے دو دو مہینے کی

طلب اور چوتھائی غنیمت بطور انعام کے اور اچھے عہدے دیکر سرفراز و ممتاز کیا اور اُن عورتوں سے یہہ قول لے کر کہ کسی نوع اپنے شوہروں کو جنگ و حرب سے باز رکھیں اُنکے زیور و اسباب سمیت بڑی عزّت و آبرو کے ساتھ سلطان کے لشکر میں بھیج دیا، پر اُنکے شوہروں نے جب اس شبہے سے کہ وے مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئی تھیں گمان بد کر کے اپنے خیموں میں اُنھیں آنے نہ دیا تب اُن نیکبختوں نے اپنے شوہروں کی نادانی و کم ہمّتی پر لعنت و ملامت کر کے، اُن سے سلطان فتوّت و مروّت نشان کی پاسداریوں اور حسن اخلاق کا اظہار کر سلطان سے آشتی و صلح کرنے کے لیئے اصرار کیا تب اُنھوں نے اپنے دلوں سے بدگمانی اور کینے کو میاں ملاپ کے قصد پر بالکل دور کیا چنانچہ اب فوج ظفر موج جدھر متوجّہ ہو کر صف آرا ہوتی وے لوگ اُس جنگاہ سے پھر جاتے، جب سلطان گیتی ستان نے دیکھا کہ اب سپاہ اعدا میں دم مقابلہ کرنے کا باقی نہیں رہا تب بعد ایک مہینے کے خلائق کے حال پر ترس کر کے لشکر غنیم کے سرداروں اور مغلوں کی صلاح سے بدرالزّمان خان کو اور کئی خوانین کے ساتھ مع خطوط متضمّن صلح اور بہت سے نقود و نفیس تحفوں خلعتوں اور گرانبہا جواہر کے جن میں ایک جڑاو گلوبندھی پانچ لاکھ روپے کا تھا حاکم پونان کے پاس بھیجکر اظہار دوستی کا کیا اور اُدھر سے ہلکر وغیرہ سرداران لشکر نے بھی کہ کئی بار افواج قاہرہ سے نوع بنوع کی ذکیں اُٹھائی تھیں، ساری حقیقت سلطان کی شجاعت و ہمّت کی بشرح وار لکھکر آشتی و صلح کو ترجیح دی، تب اس مقدّمے میں حاکم پونان نے اپنے ارکان سلطنت سے صلاح کی اُن لوگوں نے بھی عرض کیا کہ واقعی مناسب یہی ہی کہ ہم سلطان سے اتّفاق کریں اور ایلچیوں کو یہاں کے تحفے ہدیوں کے ساتھ بھیجکر اُس کی خاطر آزردہ کو شاد

اور یہہ امر ہماری سلطنت کی ایمنی کا باعث ہوگا کیونکہ جوانمردی و دلاوری اُس عالی ہمّت کی خود ظاہر و باہر ہی جب اِدھر کا قصد کریگا تو بلا تکلّف یہہ ہمارا ملک مسخّر کرلیگا، جب حاکم پونان نے اُن خیرخواہون کی بھی رائین اِسی طرف مائل دیکھین اور سلطان کی کمک کے لیئے فرانسیس کے جہاز پہنچنے کی خبر بھی اُسے پہنچ چکی تھی اِسی واسطے اُس نے سلطان عالیشان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت جان کے ایمنی اپنی ریاست کی اِسی مین سمجھی کہ ایک سفیر کے ہمراہ بہت سے تحفے، زر و جواہر اور نجیب بادپا گھوڑے، بڑے بڑے ہاتھی حضور مین بھیج کر نرکونڈا، نولکنڈا، جالی مال کے تعلّقے بطور انعام کے درخواست کیئے سلطان نے بمقتضاے مصلحت، اِس التماس کو قبول کر کے سند تینون تعلّقون کی اُسنے بھیج دی، تب قلعے اور صوبے اُس گرد و نواح کے جو سپاہ اعدا کے تسلّط مین تھے سر نو سرکار عالی کے تحت مین آگیئے، اِسی تقریب سے حضور سلطانی مین ہری پنڈت نے نواب حکیم خان کے قصورون کی طلب عفو کے لیئے عرض معروض کر شانور کا صوبہ پھر اُسے دلوا دیا، جب حاکم پونان کے مصالحے کے سبب اُس جانب سے خاطر ہمایون کو اطمینان حاصل ہوئی تو لشکر سلطانی بفتح و فیروزی مراجعت کر کے شانور مین آپہنچا اور سلطان عالیشان نے ہری پنڈت پھر کیہ کو جو ہوا خواہون کے حلقے مین داخل ہو کر باعث صلح کا ہوا تھا کنچن گڑھ کا تعلّقہ اُس کے مضافات سمیت اور کئی اور قریے بطور جاگیر کے دے آگے کو کوچ کر محال دروجی کے تالاب پر نزول اجلال فرمایا، اب راجا راے درگ اور راجا ہرین ہلّی از خود معسکر نصرت اثر مین داخل ہو کر مجرا کرنے کی امید رکھتے تھے، لیکن چون سلطان کی خاطر مین اِس جہت سے کہ جب تلے بلائے گئے تھے اُس وقت حاضر نہوئے بلکہ سر گرم بد اندیشی کے تھے، غبار تھا

سلطان نے رات کے وقت پلٹنین بھیج کر اُنھین مع جمعیت اسیر کر بنگلور بھجوا دیا ملک و مال اُن کا بالکل ضبط ہو گیا بعد اس کے سلطان یہان سے کوچ کر اپنے دار السّلطنت کو رونق افزا ہوا

ذکر بند و بست دار السّلطنت اور تمام ممالک محروسہ کا معزول ہونا میر صادق دیوان کا مسجد اعلی کی بنا کا سبب پھر آنا وکیلون کا حضور سے سلطان روم کے جو گیا رہ سو اٹھانوے ہجری مین گئے تھے جانا وکیلون کا حیدر آباد کو سن بارہ سی مین

جب سلطان عالیشان نے ملک و لشکر کے نظم و نسق کا ارادہ کیا پہلے احوال دیوان سرکار عالی کا جسنے ادھونی اور شانور کے صوبے مین کچھ خورد برد کیا تھا حضور مین ظاہر ہوا اور وہ اپنے عہدے سے برطرف ہو کر مقید ہوا اسباب اُسکے گھر کا سب کا سب حسب الحکم سرکار مین ضبط ہو گیا کہتے ہین دس لاکھ روپیہ اور ایک لاکھ محمد شاہی اشرفی نقد اُسکے گھر سے نکلی علاوہ جواہر و ظروف طلاؤ نقرے کے اور دیوانی خدمت مین مہدی خان نائط اُسکی جگہہ پر بحال ہوا مسجد اعلا جو گیارہ سے اٹھانوے مین درمیان قلعۂ دار السّلطنت کے بنا ہوئی وجہ اُسکے احداث کی یہہ ہی کہ جب کھنڈی راؤ کا فرنعمت نے اقبال خداداد کی تباہی کے ارادے اپنے مخدوم سے باغی ہو (جن دنون نواب مغفور تنہا بنگلور کو گیا تھا) نواب کے زنانہ محل کو مع سلطان کہ اُس وقت سات برس کا تھا ایک مکان مین قید کیا جسکے سامھنے ایک بتخانہ وسیع صحن کا تھا سلطان آندنون بتقاضائے سن اپنے مکان سے اکثر اُس بتخانے مین جہان لڑکے کھیلا کرتے

اُن کا تماشا دیکھنے کو جایا کرتا قضاے الٰہی ایک دن کسی فقیر روشن ضمیر نے
وہان وارد ہوکر یہہ خوشخبری اُسے سنائی کہ او بابا خوش نصیب لڑکے کچھ
دنون صبر کر آیندہ توہی اِس ملک کا بادشاہ ہوگا، اُس وقت میری نصیحت یاد
کرکے اِس دیول کو توڑ ایک مسجد بنانا کہ تیری نشانی تاقیامت باقی رہے،
سلطان نے مسکرا کر فرمایا اگر خدا مجھے تخت نشین کرے تو بیشک آپ کے ارشاد کو
بجالاؤنگا چنانچہ اپنے والد کے بعد فرمانروائی پاکر بتخانے کو تڑوا وہان ایک مسجد
عالیشان کی بنا قائم کی، دو سال کے عرصے مین چھہ لاکھہ روپیے کی لاگت سے بن کر طیار ہوئی
تب اُس نے بارہ سی چار ہجری مین نماز عید الفطر کی وہین ادا کرکے مسجد
اعلا اُس کا نام رکھا، اور انہین دنون مین ہرہر شہر و قصبے اور قلعے کے گرد بگرد
ایک ایک فرسنگ کے فاصلے پر گھنی گھنی بنسواڑی لگوا کر چار دروازے
مقرر کیے، جہان طلایہ دارون کو بیٹھلا کر یہہ تاکید فرمائی کہ قلعدار کے پروانے بغیر
کسی کو اُس کے اندر آنے نہ دین، اور ممالک محروسہ و علاقۂ کرناٹک
پائین گھاٹ کی سرحدون کے درمیان، اور ڈنڈیگل و کڑوڑے بدویل گھاٹ
اور لچھم کی حدون تک خاربند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار جرار
جابجا پاسبانی کے لیئے تعینات کئے تا نہ پائین گھاٹ سے سلطان کے ملک مین
کوئی آنے پاوے نہ بالاگھاٹ سے اُس طرف جانے، اور اِسی سال مین
سلطان روم کے پیشکش کے واسطے بہت سے نفیس و لطیف اسباب
و تحفے، نو ساخت ہند و قین نئی ضرب کے دس لاکھہ روپیئے، قماشہاے فاخرہ، زر و
جواہر گرانبہا میر غلام علی خان وغیرہ کے ہمراہ بھجوائے چنانچہ وے اُس دربار عالی
سے پھرتے وقت ایک نوازش نامہ جو مبارکباد سلطنت کے جلوس پر محتوی تھا
اور جڑاؤ تیغ و سپر اور بیش قیمتی جواہر اور بہت سے نوادر رومی لیتے آئے،

تصویر سریر شاہِ دین پناہ ٹیپو سلطان خلد مکان
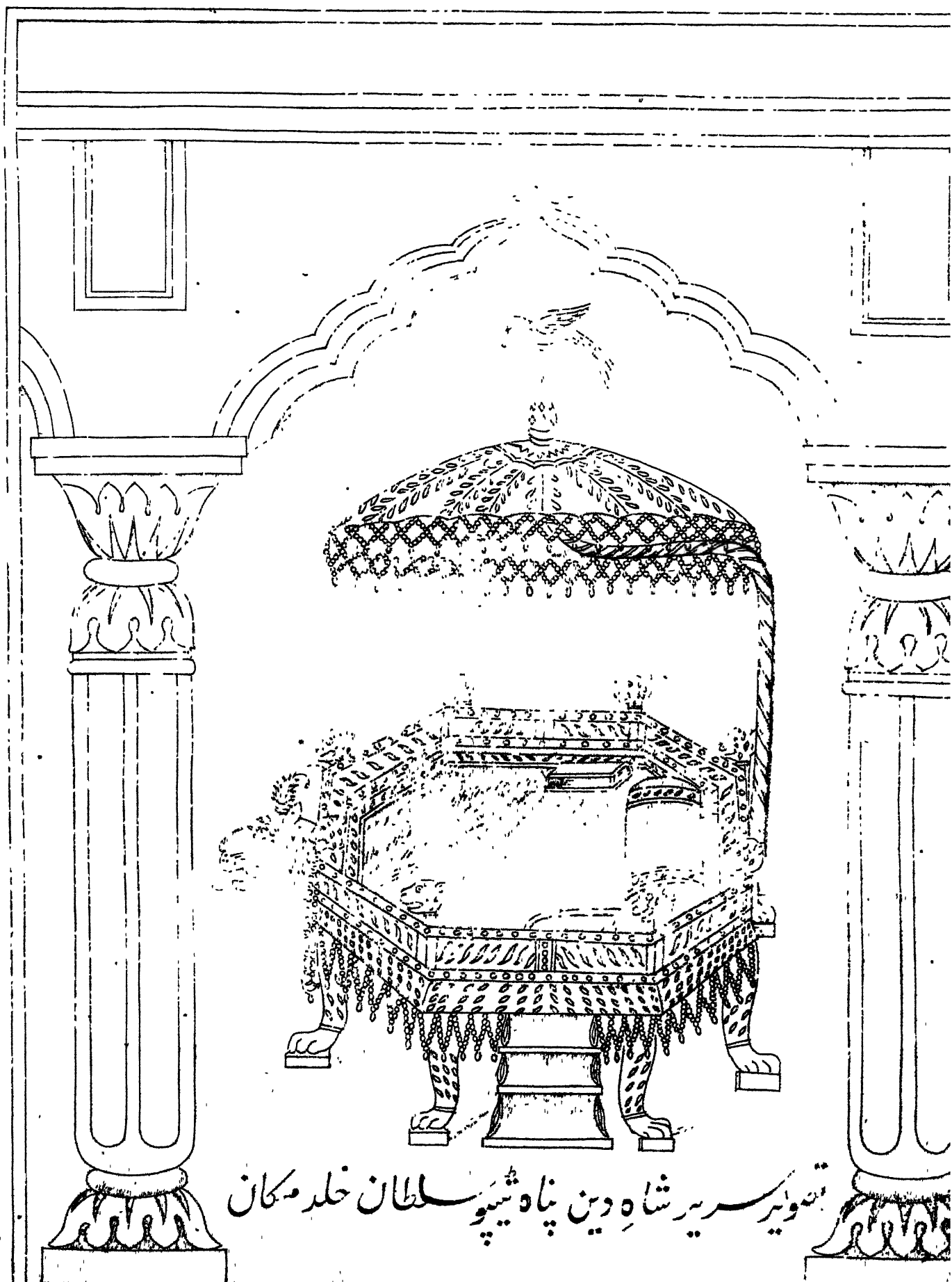
لے چیزین سبکی سب نظر مبارک مین پہنچین تب تو سلطان نے بموجب فرمانے سلطان روم کے ہرطرح کا سامان سلطنت آمادہ اور تخت شاہی کو نئی طرز پر طلا اور جواہر بیش قیمت سے مرصّع اور مبالغ خطیر خرچ کر بشکل شیر طیّار کروایا ؛ چنانچہ یہہ تخت ابتک انگریزون کی ولایت مین موجود ہی ؛ اور ہر برس اُن کے بادشاہ کی سالگرہ کے جشن کے دن حاضرین بزم شاہی اور ناظرین دربار عام کی نظرون مین مع اور نادر نادر نفایسون و اعجوبون کے جو بعد مسخّر ہو جانے سریرنگپٹن کے اِس سرکار سے اُن کے ہاتھ لگے جلوہ افروز ہوا کرتا ہی ؛ اور قوم انگریز و فرانسیس کے اچھے اچھے ہنرورون اور استاد کاریگرون کو جمع کر کے توپ بندوق قینچی چاقو گھڑی و بانات و کمخاب اور ظروف چینی وغیرہ کے بنانے مین بڑے قدغن سے سرگرم کار کیا ؛ اِسطرح کے کارخانے چار مقام دارالسّلطنت ؛ بنگلور ؛ چیتل درگ اور نگر مین تھے ؛ لیکن اوقات ہمایون سپاہیون کے اکٹھا کرنے مین صرف ہوتی تھی ؛ قدیمی خدمتگزار سپاہیون اور جنگ آزمودہ منصبدارون کو جنھین نواب مرحوم نے لاکھون روپیی خرچ کر کے ہر ایک ملک سے جمع کیا تھا سلطان نے بالکل اپنی نظرون سے گرا دیا ؛ اور نا آزمودہ کار جوانون کو اُن کے قایم مقام کیا ؛ اِسی جہت سے تھوڑے ہی دنون کے درمیان اُس ملک و سلطنت مین بہت سے خلل واقع ہوئے ؛

فوجکشی کرنا سلطان کا کلیکوت کی طرف، پھر چڑھ جانا کوچی بندر اور حاکم ملیبار کے تعلّقون پر، مجروح و مقتول ہونا کتنے جوانان مظفّر کا، لے لینا اُس بندر کا بارہسی پانچ ہجری مین،

جب سلطان عالی شان دار السّلطنت وغیرہ کے نظم و نسق سے فارغ ہوا، جاسوس خبر لائے کہ کلیکوت کے نائر سرکشی و بغاوت پر مستعد ہین ہرچند وہان کا حاکم ارشد بیگ خان اُن کی شورش کے فرو کرنے مین سعی کرتا ہی کچھ مفید نہین، برتی، اتنا سنتے ہی سلطان عالیشان چار پلٹن تین رسالے اور توپخانے ساتھ خود اُس طرف روانہ ہوا اُن کو چکداون نے سلطان کی روانگی سے اپنی جان و مال کا خوف کر بہاڑ اور جنگل کا رستا لیا، جب یہان کے حاکم نے موکب والا کا استقبال کر کے مجرا حاصل کیا سلطان نے عتاب کی راہ سے اُسکو خطاب کیا کہ رعایا کا دل ہاتھ مین لینا اور ملک کا ضبط و ربط کرنا جیسا کہ چاہئیے تم سے نہوسکیگا، بعد اِسکے مہتاب خان بخشی کو اُس صوبے کا ناظم کر دار السّلطنت کی طرف مراجعت کی، بخشی مذکور نے اگرچہ اُس ضلع کی رعیّتون کو دلاسا بھروسا دے دے بلایا لیکن اُن شوریدہ بختون نے کوچی والون کی پرچاپ و اغوا سے جنگ و جدال کا قصد کیا، جب یہ حال ملازمان سلطانی کے گوش گذار ہوا تو اُس بلند اقبال نے اِدھر تو آپ مع لشکر آمادۂ قتال ستی کال اور کورکال کے رستے فورًا کلیکوت کی جانب کوچ کیا اور اُدھر اپنے سپاہیون کو اہل ضلال کے ملکون کے خراب کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اِن لوگون نے قصبون قریون مین قرار واقعی لوٹ بات مچادی، اکثر مفسد متمرّد پیشہ مارے پڑے، باقی مغلوب ہو کر مطیع و فرمان بردار ہوئے، اِسی عرصے مین کتنے پنڈارون نے ترچناپلی کی اطراف پر تاخت

کر اُسے ویران و بے چراغ کیا، اور اُس قلعے کے سردار نے حضور والا مین ایک عرضی اِس مضمون کی بھیجی کہ تنبیہہ اِن احمق قزاکون کی جو سرکار خداداد اور سرکار کمپنی انگریز کے باہم اِن دنون میل ملاپ کو دیکھ اِس صوبے کے علاقے کے محالون کو لوٹ کر چاہتے ہین کہ کسی طرح اِس اتفاق کو برہم کرین، ضرور ہی، سلطان نے اُس کے جواب مین فرمایا، ممکن نہین کہ سرکاری سپاہی بغیر اطلاع سرکار کے ایسی حرکت کرین، شاید اُس نواح کے کسی راجا نے قابو پا کے ایسی دلیری کی ہی اب جاسوسون سے کوچی بندر کی حقیقت تحقیق کر آپ ہی سب فوج خاص سمیت اُس طرف تاخت کی، کوچی والے اِس حال سے خبردار ہو مورچہ اور گہری کھائی بنا لڑنے کو آمادہ ہو گئے، اِدھر سے بھی حسب الامر عالی بہادرون نے رات کے وقت ایسی جوانمردی کی کہ اُس بندر کو سر کیا ساتھ ہی اِس کے سلطان آگے بڑھنے پر مستعد ہوا، خیر خواہون نے حضور والا مین عرض کیا کہ اِس وقت آگے کا عزم کرنا اچھا نہین کیونکہ سامھنے راہین ناہموار اور بڑی بڑی ندیان واقع ہین خدانخواستہ اعدا غالب اور غازی مغلوب ہو جائین پر سلطان اپنے جان نثارون کے اِس کہنے کو خاطر مین نہ لا کر فوراً اندھیاری رات مین پالکی پر سوار ہو دو پلٹن اور دو ہزار سوار سمیت روانہ ہوا، اور حضوری فدائیون نے ایک ہی ہلّے مین دشمنون کو مار ہٹا حصار مسخر کر لیا اعدا قلعے کی جانب بھاگ گئے سلطان نے آپ وہین اقامت کر فوج اور توپ خانہ طلب کے لیئے ہرکارون کو حکم دیا، جب اِنھون نے دو پلٹنون کو جو شکار [illegible] ہر دلی اور لڑائی پر تعینات تھین خبر کر روانہ کر دین اور دوسری پلٹنین جانے کو تیار ہوئی تھین کہ اچانک حریف کے سپاہیون نے دغا کر نور کے

نہر کے پانی کے بندھون کا منھ کھول دیا جسّے کھائی۔ چشمے سب بھر گئے اور فوج سلطانی پر کمک پہنچنے کی راہ بند ہو گئی ، تب تو اعدا نے چارون طرف سے بہادرون کو گھیر لیا ، ہر چند بے اُن گمراہون کے ھٹانے مین کوشش عمل میں لائے پر ناکام نوع بنوع کے دام بلا مین گرفتار ہو گئے اور چار ہزار نجیب و چابک سوار دلیری و شجاعت کو کام فرما اپنے آقا کے سامنے زخمی و شہید ہوئے ، تب میر قمر الدّین خان بہادر نے کہ سواری خاص کے متصل تھا بر وقت پہنچ جھٹ سلطان کو پالکی پر سے اُتار لیا اور بخیر و عافیت لشکر گاہ مین پہنچایا ، مگر سلطانی جلوداروں مین سے کوئی بچ نہ نکلا اور وہ اورنگ نام مرصّع کار پالکی جسکے بنانے مین نو لاکھ روپیہ خرچ ہوئے تھے مع بچھونے اور ایک قبضے کٹار کے جسکا دستہ ایک زمرّد کے دانے کا تھا اعدا کے ہاتھ لگی ، القصّہ حضرت سلطان اور میر قمر الدّین خان نے اُس ورطے ہلاکت سے نکل کر پھر دوشانے کے پار جا شقیّون پر خوب ہی تیغ زنی کی اور سپہسالارون نے بھی بموجب امر عالی کے ، تلوار و تبر کی وارون سے جتنے چھوٹے بڑے کو پایا مار کھپایا ، باقی بچے بچائے ملک و مال چھوڑ چھاڑ ملیبار کی طرف نکل بھاگے اور سلطان عالی شان نے اُس بندر کے قلعے مین داخل ہو کر سب مال متاع توپ وغیرہ سمیت ضبط کر لیا ،

چڑھ آنا جنریل میڈوس بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو ، لڑنا فریقین کا ستی منگل کی نواح میں ، روانہ ہونا رایات ظفر آیات کا پائین گھات کی طرف اور وہان کی فتحونکا بیان ،

جب سلطان عالیشان نے اس نواح کے بند و بست سے فراغت حاصل کی تو

ملیبار کے راجا سے خراج طلب کیا، اُسنے سپاہ سلطانی کے رعب سے خوف کھا کر گورنر مدراس کے پاس اِس امر کی نالش کی جس پر جنرل میڈوس بہادر سلطان کے مقابلے کو متعین ہو کر شہر نگر مین آپڑا اور یہان سے راجا کی مدد کے واسطے آگے بڑھا، کوئنبا تور اور ستی منگل کی نواح مین سلطانی فوج ہراول کے ساتھ بڑی لڑائی واقع ہوئی دونون طرف سے توپ بندوق بان کی آوازون سے غوغای محشر برپا تھا قزاکون نے جنگل مین خیمہ و خرگاہ اعدا کے لوٹ زن و مرد کو اُنکے گرفتار کرلیا اگرچہ دونون لشکر آپسمین لڑ بھڑ کر برابر رہے، لیکن شام کے وقت جب جنرل مذکور ایک پہاڑ کی ترائی مین اُترا تو سلطانی سپاہ نے بڑی تک ودو سے اُسکو نرغے مین کر رسد کی راہ روک لیا، دوسرے دن جنرل نے آگے کوچ کیا اور ستی منگل کے قلعے مین عمل کر چند روز وہان ٹھہرا، بعد اِسکے کوئنباتور کی جانب جو خاص خیمہ گاہ سلطانی تھا روانہ ہوا یہہ خبر سنتے ہی خسرو گیتی ستان اپنی ساری فوج و سپاہ ہمراہ لے اُس پر جا پڑا اور لڑائی کے دستور پر صف آرا ہوا، مگر جنرل بہادر بھوانی ندی کے کنارے اُتر کر اُس دن لڑنے کو طرح دیگیا اور کرنیل مکسویل کہ بنگالے سے پانچ پلٹن لئے ہر ایک مین جسکے ایک ہزار فرنگستانی جوان تھے آیا تھا کاستری اور ویگت گری وغیرہ کے راجاؤن کی فوجون سمیت کوچ کر کے وانمباڑی اور ترپاتور مین پاسبانون کو مقرر کر تپور گھاٹ کی طرف روانہ ہوا سلطان اِس حال سے آگاہ ہو سید صاحب سپہسالار کو اُسکے مدافعے کے لئے بھیجا اور اپنا ڈیرا نگر مین رہنے دیا، جبکہ یہہ سپہسالار اپنی فوج سمیت الغارون چلا تب کرنیل بہادر جو دھرم پوری کی جانب گیا تھا ترنت کندلی کی نواح مین پھر آیا وہان سید غفار نے پنڈارون کے سوار سمیت اُس سپہسالار سے لشکر سے آگے بڑھکے انگریزون کی فوج کے ہراول پر حملہ کر ترپ کے ڈیرے ڈھے سو

سوار اور دوسی سپاہی اسیر کر لیئے، کرنیل بہادر نے اُس دن جنگل پہاڑ مین سر
کر کاویری بتن کو کوچ کیا، جب راہ مین فوج قاہرہ کو اپنے گرد دیکھا تو پہاڑ کی ترائی
اور میدان مین ہو کر تپّو رگھات کا رستا لیا اُدھر سے جنریل میڈوس بھی اُسی
گھاٹی کے نیچے الغارون اُسّے آملا لیکن اِسّے پچھ آگے ہی سلطانی جانبازون
نے وہان پہنچ جوانمردی و تہوّر کا جوہر ظاہر کر سخت زد و ضرب مچا دیا تھا، پر جب
حریف کی جانب کے سردار بھی حملہ آور ہوئے اور افواج سلطانی مین تہلکہ پڑ گیا،
تب سلطان خود بنفس نفیس جلد تر اسد اللّٰہی رسالون اور توپخانے سے
اُن کے پیچھے تاخت کر ایسا اُن کا قافیہ تنگ کیا کہ کسی طرح بچاو کی
صورت نتھی جنریل اپنے سپاہیون سمیت قلعہ باندھ بہیر و بنگاہ کو درمیان کر
پھر ستّی منگل کی جانب روانہ ہوا، قصّہ کوتاہ جبکہ دو تین مہینے تک باہم جنگ
و پیکار یکسو نہوئی، انگریزی لشکر مین رسد و آذوقہ نبڑ گیا اِسّے اُن پر بڑی
تکلیف و سختی گذرنے لگی اور چون رسد و غیرہ ضروری چیزون کے پہنچنے کی بھی
اُمید نتھی، بضرورت جنریل بہادر معہ تمام لشکر ترچناپلی کی سمت پھر چلا،
بہادران ظفر توامان ستّی منگل کے میدان مین اُس کی راہ چھینک چارونطرف
سے اُس پر توٹ پڑے اور ایسی جوانمردی و مردانگی مردوی کار لائے کہ منصف
مزاج سردارون نے تعریفین کین اُنکے پے در پے حملون سے قریب تھا کہ سپاہ
اعدا پراگندہ و پریشان ہو جاے، لیکن رات کے آجانے سے جب جانبازان
لشکر سلطان جنگ سے باز رہے، جنریل بہادر لڑائی سے ہاتھ اُٹھا بہت سا
سامان و اسباب وہین چھوڑ چھاڑ آگے چل نکلا، غارتگر سوارون اور
دوسرے رسالون نے پھر اُسے گھیر کر جنگ آغاز کر دیا، قضا کار سلطانی
ہراول کا سردار مارا پڑا، سلطان مرحمت نہاد نے اِس واقعے پر تاسّف کھا کر

اُس دن جنگ کو موقوف رکھا اگرچہ سپہدار اور رسالے کے سردار لوگ حرب و پیکار کا خرخشہ متادینے کو تاخت کرنے اور گھوڑے اُٹھانے پر مستعد ہوکر طالب حکم تھے لیکن چون اجازت نتھی حسرت کا ہاتھ مل مل کر رہگئے اور اسی سبب سے جنریل کو اُدھر بڑی فرصت مل گئی کہ وہ بے کھٹکے کوچ در کوچ ترچناپلی کے قلعے مین جا پہنچا، اب سلطان نے میر قمر الدّین خان بہادر کو ستّی منگل کا قلعہ عمل دخل کرنے کے واسطے روانہ اور سوارون کے تئین ترچنا پلی کے محالون پر تاخت وتاراج کرنے اور بھی تنجاور کے قصبون قریون کے اُجاڑنے پھونک دینے کے لیئے تعینات کیا، جب تک جنریل بہادر اپنے لشکر سمیت دریا کنارے کے رستے اُفتان و خیزان مدراس پہنچا، سلطان بھی چنجی اور رہرموکال گڑھے کے سوادتک اُسکا پیچھا کیئے گیا، اور اُدھر قمر الدّین خان بہادر نے ستّی منگل کے قلعے کو محاصرہ اور ہر طرف سے رولا کر حصار کے توڑنے ڈھانے مین سعی کی، لیکن قبل اِس کے کہ اولیاے دولت مظفر و منصور ہون اُس گروہ کے سردار نے رسد و آذوقے کی کمی، سامان جنگ اور پانی کی نایابی کے خوف سے دکیل بھیجکر صلح کا پیغام کیا اور قول قرار درمیان آنے کے بعد قلعہ سلطانی ملازمون کو چھوڑ دیا، خان مذکور اسیرون کو لیکر حضور مین آ پہنچا، تب حکم ہوا کہ سردارون کو میبجر سانبر سمیت قید کرکے دار السّلطنت مین پہنچائین اور اُس کے سپاہی سلطانی فوجون میں بھرتی کیئے جائین جب جنریل مذکور مدراس مین پہنچا، سلطان نے سوارون کے رسالے اطراف و نواح کی تسخیر و ویران کرنے کو بھیجے چنانچہ قمر الدّین خان نے جوہر موکال پہاڑ کے عمل کرنے کو تعینات ہوا تھا اپنی فوج سمیت وہان پہنچ اطراف کے ہزارون غریبون رعیتون کو جنھون نے انگریزون کے تھانون کے آسرے پر اُس پہاڑ کو اپنی پناہ کی جگہہ سمجھا تھا تباہ و پریشان

کر ڈالا کیونکہ اُس قلعے کے سردار نے جو اوایل میں کچھ دنون نواب مرحوم کی قید کا مزا چاکھ چکا تھا سپاہ نصرت پناہ کے پہنچتے ہی اُسکی بہتایت اور اپنی اگلی مصیبت کا دھیان کر دو دسر کے بہانے سے ایک کوٹھری مین گھس کر قلعے کا انتظام اپنے کار گزارون کے ذمّے کیا تھا اُن لوگون نے جب ایسی ابتری اور خانہ خرابی دیکھی لڑنا مناسب نجان کے قلعہ اپنے سردار کی مرضی کے موافق حوالے کردیا۔

بنگالے سے آنا گورنر جنریل لارڈ کارنوالسن کا اور ملا لینا اپنے ساتھ نظام علی خان اور مرہٹون کا لشکرکشی کرنا ان تینون سرداران ہم عہد کا سلطنت خداداد پر مستعد کرنا بالاگھات کا لڑائیان واقع ہوئی سلطانیون اور ان تین سردارون کے سپاہیون مین معہ اور رودادون کے جو سن بارہ سی چھ ہجری مین واقع ہوئین۔

دریا کے اخبار نگارون نے جب پائین گھات کی جانب سلطان کے متوجہ ہونے کی خبر گورنر جنریل بہادر کو لکھی کہ فوج سلطانی دروبست کرناٹک پائین گھات کی سرزمین کو تاخت تاراج کر اُس کی اطراف پر متسلّط ہوگئی کچھ دنون تک تو جنریل میڈوس اُن کا سامنا کرتا رہا آخر وہ بھی رسد اور ساز و سامان حربی کے چک جانے کے سبب بےبس ہو کر مدراس کو پھر گیا اور گورنر جنریل کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر جلد حریف کی سپاہ کا مدافعہ عمل مین نہ آسے تو خوف ہی کہ مدراس سے یہہ ملک بھی تباہ و برباد ہو اور عنقریب ہاتھ سے نکل جاسے تب اِس ضمن مین نظام علی خان کے وکیل ابوالقاسم خان عرف میر عالم

سنے جو قبال اِسکے بانجو بز مشیر الملک دیوان ناظم حیدرآباد بانگالے مین آکر گورنر جنریل موصوف کو اقبال خداداد کے استیصال کے لیئے اشتعال دینے مین مصروف تھا، فرصت وقت پا اُس بات مین بڑی کوشش کی یہان تک کہ گورنر جنریل کو اِن گھاتون اُتارا کہ اُدھر تو اُس نے ناظم حیدرآباد اور حاکم پونان کو آپس مین متّفق ہونے اور تمام ملک بالاگھاٹ کے تسخیر و تقسیم کرلینے کے واسطے شقّے لکھ بھیجا، اور ادھر اس کے سردارون کو بھی سامان حرب و ذخیرے اور سپاہیون کے جمع کرنے کا قدغن کیا، اور ادھر آپ اپنے کام کا بند و بست و تدبیر کرنا شروع کیا، چونکہ حیدرآباد کے ناظم اور مرہٹون کو ملک خداداد کے لینے کی بڑی فکر و تلاش ہی رہا کرتی تھی، اِس لیئے اب وے گورنر جنریل کے لکھنے بموجب فوج اور آلات جنگ کی طیّاری مین سرگرم ہوئے اور انگریزکے سردار بھی رزم و پیکار کے اسباب و آلات جمع کرنے لگے، کرنیل ریڈ اخبار نویسون کے داروغہ نے جو انبور گڑھ کی چوکی پر تعینات ہوا تھا تدبیرات شایستہ اور زرپاشی و شیرین زبانی سے بالاگھاٹ کے راجاؤن کو جنھون نے نواب مرحوم کی جبّاری اور سلطان کی بیرحمی کے باعث اپنا اپنا ملک چھوڑ دیا تھا، ایک اقرار نامہ رسد جمع کرنے اور راور اسباب بہم پہنچانے کی شرط پر بھیجکر اُنھین اپنے علاقون کی سرحدون مین دخل و تصرّف کی پروانگی دی اور نقشہ سر تا سر ملک بالاگھاٹ کا باوصف ایسے ضبط و انتظام کے کہ مجال کیا کہ کوئی ایک موضع سے دوسرے موضع مین بے حکم وہان کے حاکم کے جاسکتے مبالغ کثیر خرچ کرکے اور ہوشمند جاسوسون منشیون کو سوداگرون کے بھیس مین بھیج کر منگوایا اور سرکار خداداد کے کتنے سردارون عہدہ دارون کو بھی اپنے ہاتھ ملا لیا، خیر یہ تو یہان اِس تدبیر سے گورنر جنریل کے پہنچنے کی

انتظار مین تھا اور وہان اُس کا خفیہ نویس سیّد امام جسنے دارالسّلطنت پٹن کی سکونت اور سلطان کی نوکری اختیار کرلی تھی بعد ظاہر ہونے اِس بھید کے کہ وہ ہمیشہ ہی درپی یہان کی ٹھیک ٹھیک خبرین لکھ بھیجا کرتا ہی حضور مین بلایا اور یہہ کہا گیا کہ جو کچھہ تو نے کیا ہی اگر سچ سچ کہدیگا تو تیری جان بچیگی، اُس ناآزمودہ کار نے کئی اور سردارون کے بھی نام جنھون نے دغا کی راہ مین قدم رکھا تھا لکھکر حضور مین گذرانے، چنانچہ بعد تحقیقات شایستہ و تدارک بایستہ پندرہ آدمی جلّادون کے حوالے کیئے گئے، پھر اُس کافر نعمت سے جب پوچھا گیا کہ تو نے جو اِس سرکار کا نمک کھا کے ایسی حرکت کی اب تیری سزا کیا ہی، وہ چپ رہا تب حکم ہوا کہ اِسے بھی اورون کے ساتھہ قتل کرین، یہہ خبر سنکر دوسرا اخبار نویس امام الدّین نام بھی جو اِسی کام پر مقرّر ہوکر کولار اور نندی گڑھ مین رہا کرتا تھا، راتون رات سات گڑھ کے علاقے مین کرنپاٹن کو اُڑا لاگا، ہرچند اِس طرح سے کرنیاں ریت کے جاسوسونکا حال کھل گیا اور وے قتل ہوئے تسپر بھی اُسنے اِس کام کو نچھوڑا، الغرض جونہین گورنر جنریل بہادر کو لشکر وغیرہ کی طیّاری کی خبر پہنچی تو وہ پانچ ہزار بنگالی اور دو ہزار فرنگی سپاہیون کو ساتھہ لے جہاز پر سوار ہو مدراس مین آ اُترا، پھر یہان سے ایک مہینے بعد چار پلٹن، چھہ ہزار اہل فرنگ تین ہزار سوار معیت بڑی طیّاری سے بالا گھات کی تسخیر کے ارادے روانہ ہوا اور ویلور مین داخل ہوا، جس وقت سلطان پہلچری کے سردار فرانسیس کے ساتھہ کمک کا سوال جواب کر رہا تھا جاسوسون نے اِس سپہسالار کے کوچ کرنے کی خبر عرض اقدس مین پہنچائی جسپر محمد خان بخشی اُس رودادکی تحقیق کے واسطے بڑے جماو کے ساتھہ حضور سے رخصت ہو چنگم گھات کے رستے تڑپاتور جا پہنچا، تب تو ڈیرھ سی انگریز

جو قلعے مین تھے اور کالستری راجا کا سردار علاقہ دار جو تین سو پیادون سے اُس قلعے کی نگہبانی کیا کرتا تھا تیسے سب کے سب سورج نکلنے کے پہلے ہی گڑھ سے نکل انبور گڑھ کے رستے چل کھڑے ہوئے ' پر تھوڑ شمار سوارون نے دھاوا مار ایک ہی حملے مین اُنھین لوٹ لیا ' اور دماغ دار سردارون کو بھی اسیر کرکے مراجعت کیا ' نظام علیخان خود تو چالیس ہزار سوار ' بیس ہزار پیدل سے معہ امرا اور اپنے دونون فرزند عالیجاہ و سکندر جاہ کے حیدرآباد چھوڑ پانگل مین آرہا اور اپنے امیرون کو اُسنے بہت سی فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کے سر کرنے کو روانہ کیا ' جب گورنر جنریل بہادر موکلی گھاٹ اور نیگیت گری پار ہو ' موبر واکل ' کولار ' ہسکوٹے مین تھانے مقرّر کر سیدھا کشنراج پور مین جو بنگلور سے تین کوس پر ہی داخل ہوا ' سلطان یہہ خبر سنتے ہی الغارون چڑھ دوڑا ' پوشیدہ نرہے کہ جب سردار فرانسیس نے انگریزی لشکر کے قصد کرنے اور اطراف بالا گھاٹ کے درہم برہم ہونے کا حال سنا تو کمال وفاداری و جان نثاری کی راہ سے چاہا کہ سلطان کی ملازمت مین اپنے ہزار جوان تعینات کردے ' مگر سلطان کے بعض بعض بد باطن ملازم جنکی گفتار و کردار کا اُسکے حضور مین بڑا اعتبار تھا ظاہرا دلسوزی کی راہ سے عرض پرداز ہوئے کہ لشکر اسلام کو کمک فرانسیس کی جو کسی کے ساتھ وفا نہین کرتے کچھ حاجت نہین ہی القصّہ سلطان عالیشان تنہا اپنی ہی سپاہ سے حریف غالب کے دفع کرنے کا قصد کر اُسی شب قزّاقون بان دارون کو انگریزی لشکر کے گردبگرد آتشباری کرنے کا حکم دے آپ بنگلور کی جانب روانہ ہوا ' اور اِن چالاک سپاہیون نے حسب الامر تاخت کر اُس رات کو مارے بانون کے بھور کر دیا ' گورنر جنریل بہادر بے کھٹکے آگے بڑھ کر بنگلور سے ایک فرسنگ پر آ

اُترا ۔ تب سلطان نے سیّد حمید سپہسالار کو اُس کی فوج سمیت دوسرے قلعے کی چوکی پہرے کے لئے تعینات کر محمد خان بخشی اور بہادر خان قندھاری کو قلعہ داری کے کام پر مقرّر کیا اور شیخ انصر سپہدار کو قلعے مین بھیج آپ آگے کا عزم کر تنگی کی نواح مین خیمے کھڑے کرنے کا حکم کیا لیکن ہنوز خیمے برپا نہو چکے ۔ اور پیادے سوار دہات کی طرف لکڑی گھاس لانے چلے گئے تھے اور یہان چار پلٹن پیدل ۔ اسد اللہی رسالہ ۔ خاص اصطبل کے تین ہزار سوار جرّار چارون طرف سے خاص سواری کو گھیرے کھڑے تھے جو کرنیل قلایدترپ کے بانکے سوارون سمیت پیش قدمی کر سلطانیون کی منزل گاہ پر چڑھ دوڑا اور ایکا ایکی توپ خانے کی طرف جھکا ۔ تب توپچیون اور فوج کے سردار نے سامھنا کر مارے توپ و تفنگ کے اُسے ہٹا دیا ۔ اتّفاق سے اُسکے گلّے پر ایسی ایک گولی لگی جسنے اُس کی زبان بند ہوگئی ۔ بناچار کھیت سے اُس کے سردارون کے پانون اُکھڑ گئے ۔ اور سواران نصرت نشان نے خوب ہی بہادری کا حق ادا کیا ۔ انگریزونکے چارسی سپاہی کو گھوڑے سمیت اسیر کر لیا ۔ باقی ماندہ گرتے پڑتے اپنے لشکر کو نکل بھاگے ۔ دوسرے دن کرنیل مورس اور جنریل میڈوس نے انبوہ سپاہ سے شہر پر ہلّا کیا ۔ جب دونون طرف کے ہزارون سپاہی کام آئے ۔ شہر مسخّر ہوا ۔ مال اموال زر و جواہر اِس قدر ہاتھ آیا کہ اُنکی تنگدستی جاتی رہی پر جب غنیم کی فوج سے کرنیل مورس مارا پڑا ۔ تب وے مورچہ باندھ دو ہفتے تک حصار کے توڑنے مین مصروف رہے ۔ بموجب حکم سلطان کے ۔ قمر الدین خان بہادر اپنی فوج لیئے اِس مہم مین قلعہ والون کی پشتی کو سر گرم تھا ۔ جب قلعے کی دیوار ٹوٹ گئی ۔ سلطان نے قلعہ خالی کر دینے کا حکم دیا ۔ کشن راو نے سارا سرانجام توپخانہ ۔ خزانہ اور اور کارخانون کا سامان و لوازمہ دارالسلطنت کو روانہ کیا ۔ یہان

کلہم تین ہی یا تین رکھی ؛ بعد اسکے بعضے ترقی خواہون کی مرضی سے یہہ بات ٹھہری
کہ قلعے کی محافظت موشیر لالی فرانسیس کے سپرد اور میر قمرالدّین خان بہادر
اور سیّد صاحب کو فوج ستگین کے ساتھہ لشکر اعدا سے مدافعے کو مقرّر کر
سلطان خود نظام علی خان اور مرہٹون کے مقابلے کو روانہ ہوا القصّہ یہہ سردار
فرانسیس رخصت ہو کر نہر تک بھی نہ پہنچا تھا جو کشن راو نمک حرام نے
یہہ حال معلوم کر ادھر تو انگریزون کے ہرکارون کی معرفت جنھین وہ اپنے
نوکرون کے لباس مین اپنے پاس رکھتا تھا مورچے والون کو ہشیار
کروادیا کہ حملا کرنے اور قلعہ لے لینے کا یہی وقت ہی اور اُدھر آپ قلعے
سے نکل اُس نہر کے باندھہ پر آ اُس سردار فرانسیس سے ملاقات کی
اور دوستی کی راہ سے اُسکا ہاتھہ پکڑ کر دیر تک اُسے وہین باتھلا اِدھر اُدھر کی
واہی تباہی باتون مین لگائے رہا ؛ جبتک اُس کم بخت کے اشارے کے موافق
مورچے کے سردار جھٹ پٹ اپنے جوانون کو مسلّح کر دوپہر رات کے بعد
اکبارگی وہان جا ٹوٹے اور طرفہ تر یہہ کہ یہان کے قلعدار اور سیّد حمید سپہدار نے
بھی اُسی خانہ خراب کے کہنے پر اپنے سپاہیون کو جو اعدا کے مقابلے کے
لیئے آمادہ و طیّار رہتے کھانے پکانے مین لگا دیا تھا ؛ آخرکار یہی دونون سردار کتنے
یتا قدار ونکو ہمراہ لے ہمّت کر اعدا کی سپاہ پر جا پڑے بلکہ اُنھین دروازے کی
زنجیر سے اُدھر ہٹا بھی چکے تھے کہ اِسی مابین مین فرنگی لوگ شراب پی پی دوڑ پڑے
اور لشکر قاہرہ کے جمع ہوتے ہوتے حملہ کر برج و فصیل پر چڑھ گئے ؛ سیّد مذکور
بغیر فوج کے وہان ٹھہرنا مناسب نجان، کر لشکر کی طرف پھرا ؛ آخرکار یے دونون سردار
قلعے کے دروازے کے سامھنے قدم مردانگی جما کر مع اپنے چالیس پچاس رفقا
کے لڑ بھڑ کر مر مٹے ؛ شیخ انصر سپہسالار اپنے جوانون سمیت اسیر ہو گیا

اور قلعہ بھی سر ہوا محصور اور اُن کے اہل وعیال گرفتار ہو گئے قمرالدین خان بہادر اور سید صاحب انگریزون کی فوج پر حملہ کرنے کے واسطے طالب حکم ہوئے سلطان نے فرمایا اب تو قابو کا وقت ہاتھ سے جاچکا ہی سپاہیون کی جمعیت منتشر نکرو انھین یون سمجھا صبح کو آگے کوچ کر ماکرتی کی نواح مین مقام وخیام کرنے کا حکم دیا اِس روداد بر چار دن گذرے تھے کہ گورنر جنریل بہادر تین ہزار سپاہی اور چھہ سو فرنگی قلعے مین حفاظت کے لیئے رکھ اُس طرف جہان چک بالاپور بنگور مدن پلّی کے راجاؤن نے سلطانی قلعدارون سے اپنے آبائی قلعے قصبے قریئے بعضے کو لڑکر اور بعضے کو صلح سے لیکر اپنے اپنے قول کے موافق رسد اور مواشی موجود کر رکھا تھا روانہ ہوا ہرچند ادھر سے خان بہادر مذکور دشمنون کا ناکا روک کر اُن کے مقہور کرنے مین سعی بجالایا پنڈارے بھی پیچھے سے آکر لوٹ پڑے اور لشکر والون کو پراگندہ وپریشان کر بہت سا مال اموال لوٹ لے گئے اور فوج اعدا کے ہٹانے کو نہایت ساعی ہوئے مگر چونکہ نصرت واقبال نے یاوری نہ کی بناچار وے پیچھے ہٹے اور گورنر جنریل بہادر نے اُس کی صبح کو آگے بڑھ دیون ہلّی مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا اور یہان کے قلعہ دار کو صلح بر راضی کرسارا ذخیرہ اور ہرجنس کا اناج جو اِس مین تھا اپنے سپاہیون پر تقسیم کر دیا بھر دو دن بعد یہان سے کوچ کر چھوٹے بالاپور کے قلعے کے قریب آمقام کیا بر قلعدار یہان کا قبل اِس کے کہ انگریزون کی فوج اُس حوالی مین آکر اُترے بموجب امر عالی کے قلعہ خالی کر باکل سپاہ وآلات جنگ معیت نندی درگ کے پہاڑ کو چلا گیا اور انگریزون کی فوج ہراول بے تردد قلعے مین داخل ہوا اسباب وذخیرے پر قابض ودخیل ہو گئی تب گورنر جنریل بہادر نے وہان کے راجا کے حال پر ترس کھا کر اُس کے ساتھ لاکھ روپیہ نذرانے کا

بندوبست کر قلعے کو مع متعلّقات ' اُس کے حوالے کر دیا اور آپ انباجی درگ
کی طرف کوچ کیا ' جبکہ اِس راجا کے نصیبون نے مدّت کے بعد اُسے یہہ دن
دکھلایا تو وہ بھی نیک ساعت دیکھ قلعے میں داخل ہوا ' یہان کے بندوبست سے
دلجمعی حاصل کر ننداکو ندا کی جانب چلا گیا ' اب سلطان کشورستان نے نیگت
نایر کو انگریز کے سردار و ان جمعیت جو تریاتور کے قلعے مین اسیر ہو آئے تھے اور
صوبہ آرکات کے نائب جوگی پنڈت کو جو حضور سے برادر جہ اور راجا رام چند
خطاب پا کر بنگور کے تمام تعلّقون کی سرشتہ داری پر متعین اور اِن دنون دشمن
سے متّفق ہو گیا تھا ' ہرپن ہلّی اور رائے درگ کے راجاؤن کے شامل شمشیر
سیاست و تعزیر سے قتل کروایا اور کشن راؤ کو دار السّلطنت کے
بندوبست اور خرچ لشکر کے واسطے خزانہ بھیجنے کے لیئے رخصت اور آپ
افواج انگریز کے عقب کوچ کر چھوٹے بالاپور کا عزم کیا ' جب رایات ظفر
آیات وہان جا پہنچا تو قلعے والون نے اپنی نادانی و شامت کی راہ سے برج حصار مین
قرنا ونقّارہ جنگ کا بجایا ' جس پر ادھر سے بھی نہنگان بحر ہیجا نے بموجب حکم
والا کے نکل کر قلعہ مسخّر کر لیا ' ہرچند اہل حصار نے پہلے ایسی جوانمردی کی کہ دو
ہزار غازی کھیت آئے ' لیکن آخر کار وے بدکردار لاچار ہو کر مارے گئے اور تین سو
پیدل جو اسیر ہو آئے تھے عبرت کے لیئے اُن کے ہاتھ پاؤن توڑ کر چھوڑ دیا '
القصّہ ایک ساعت کے درمیان اُس مکان مین شور محشر برپا ہو گیا '
بعد اِسکے سلطان نے وہان سے کوچ کر ساکلنے کے گرد و نواح مین جا مقام کیا
اور گورنر جنریل بہادر نے انباجی درگ محمد خان کابلی سے لے قلعے کو توڑ دو
دن وہان توقّف کیا تھا کہ اِسی مین اُن راجاؤن نے جنکا ذکر اُوپر گذرا رسد کا
لوازمہ اور مواشی وغیرہ انگریز کے لشکر مین پہنچایا ' اِسکے بعد وہان سے

کوچ کر میرک ملا کی اطراف مین جا ڈیرا کیا ' اتنے مین اسد علی خان اور بھرا مل مشیر الملک کا دیوان پانچ ہزار سوار سمیت لشکر مین داخل ہوئے اسکے دوسرے دن یہ لوگ یہان سے کوچ کر چنتامنی اور موپرداکل کے رستے بالا ینگت گری کو جا پہنچے ' اُنہین دنون جبکہ سلطان والا شان سپاہ فیروزی نشان ساتھ لیئے سرگرم حرب و پیکار تھا جو اُس جناب کی والدہ محترمہ کے حضور سے ایک قاصد نے دار السلطنت سے پہنچ کر خلوت مین عرض کیا کہ کشن راو نے بعضے نمک حرامون کو ملا لیا اور بنبئی سے لشکر بھی منگوایا ہی غالب کہ ابتک دار السلطنت مین بڑا فتنہ و فساد برپا ہوا ہوگا یا آج ہی کل مین ہوا چاہتا ہی ' جسکا علاج سہل نہین ' جونہین اُس عالی شان نے یہہ ماجرا سنا سیّد صاحب کو انبوہ فوج دریا موج کے ساتھہ واسطے تسکین دینے اِس ھنگامے کے دار السلطنت کی طرف روانہ کیا '

ذکر دار السلطنت کے بندوبست و انتظام اور سزاے عمل کشن راو نافرجام کا ' پہنچنا سلطان عالیشان کا دار السلطنت مین ' ھنگامہ وفتنہ مچانا نواب نظام علی خان اور مرھٹے کا سلطانی مملکت مین '

جب سیّد صاحب حضور سے رخصت ہو دو پہر رات کے وقت دار السلطنت کے نزدیک آ پہنچا تو اُسنے اپنی فوج کو ندّی کے اِسی پار رکھہ آپ نور کے ترّکے یان سے سی سوارون سے قلعے کے پاس جا کر آواز دی کہ یارو دروازہ کھولنا ' جسپر اسد خان رسالدار جو اُس دروازے کی نگہبانی کرتا تھا سیّد موصوف

کے پہنچنے کو فتح الباب جان کشادہ روئی سے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ تب سیّد نے
قلعے کے اندر جا کے اپنے سوارون کو بعضے کارخانون پر تعینات کر دیا اور آپ
سلطان کی والدہ ماجدہ کی خدمت مین حاضر ہو تسلیمات بجا لا کر سرکاری کچہری مین
جا بیٹھا جہان کشن راؤ کے بھید تلے دار السّلطنت کے قلعدار نے آ کر اپنی
وفاداری اور اُس ناہنجار کی بدکرداری بیان کر کے اُس کے قید کر لینے مین مبالغہ
کیا۔ تب سیّد مذکور نے ایک عصا بردار کو اُس کے حاضر کرنے کے واسطے
حکم دیا جس پر اُس سرکش نے کہلا بھیجا کہ مین تم سے کچھ سروکار نہین رکھتا۔
جب اِس جواب سے صاف اُس کافر نعمت کی خیانت ثابت ہو گئی تو حضّار
دربار نے سیّد موصوف کے حکم مُحکم سے اُس ناپاک کے گھر مین گھس
بیدریغ اُسے تہ تیغ کر کے اُس کی لاش کو ایک مزبلے پر ڈال دیا۔ لیکن مرتے
وقت بھی جان کے مارے وہ جہنمی یہہ چنگاری چھوڑ گیا کہ دیکھنا مین وہ زور
گرم دہکتی آگ چھوڑے جاتا ہون جو سلطان کے حین حیات تو ٹھنڈھی
ہونے کی نہین۔ الحق زبان اُس کی خالی نہ گئی۔ جیسا اُس نے کہا تھا زبانہ اُس
آتش فتنہ کا ویسا ہی پھیلا۔ قصّہ کوتاہ بعد روانہ ہونے سیّد صاحب کے اِدھر
تو سلطان نے میر قمر الدّین خان کو دس ہزار سوار آمادہ حرب و پیکار کی سرداری مین
متعیّن کر یہہ ارشاد کیا کہ تم قابو کے وقت حریف کے لشکر و بنگاہ پر دو ڈمار سے
رہو اور اُدھر آپ دار السّلطنت کے بند و بست کے واسطے سیّد کے پیچھے
کوچ کیا۔ گورنر جنریل بہادر اپنی فوج وغیرہ سمیت بنگلور کو گیا۔ سلطانی سپہسالار
نے فوج غنیم کا قصد کر ایسی تدبیر و قدغن کیا کہ پنڈارے مغلیہ سپاہیون کا
بانا سج حریف کے چنداول پر جا پڑے اور اُسکے تاراج و غارت کرنے مین کچھ
قصور نکیا چنانچہ پانچ ہزار بیل اناج کی گونون سمیت اور دو سو سوار پکڑ لائے

غرض کہ ہر روز سلحدارون پٹھانون دکھنیون کا گویا یہہ معمول ہو گیا تھا کہ وے
تدّی کے دل کی طرح انگریز اور مغل دونون کے طلایۂ اور ہراول پر توٹ بعضون
کو لوٹتے و بعضون کو تیر و تفنگ سے مار گراتے اور دشمنون کے آنے جانے کی
راہ کو ایسی جوکسی سے روک لیتے کہ وے بچارے مجبوری کے مارے
اپنے لشکر کی حد سے پانون باہر نہین رکھتے تھے اور جنگ کے مقدّمے مین
تو خود مدد الہی اور سورما بہادرون کے جدّ و جہد سے بیحد و نہایت ہی رعب
و دہشت دشمنون کے دلون پر چھا رہا تھا اور وہ گمان غلط جو سلطان کے
بذات خود مقابلے کو نہ آنے کے سبب اُن کو تھا اب ترس و بیم سے بدل
گیا، جیسے وے نپٹ بد حواس و مضطر تھے، نظام علی خان اور مرہٹے کی تو یہہ
حالت تھی کہ اِدھر تو نواب موصوف نے پانگل مین مقام کر اپنے امیرون
کو ممالک محروسہ کے تسخیر کرنے کے واسطے روانہ کیا چنانچہ عیسیٰ خان
یار جنگ نے اپنی فوجون سے قلعۂ کنجیکوٹہ، تارپتری، تارمری وغیرہ کو کئی مہینے
بعد عمل کر لیا، اور حافظ فرید الدّین مخاطب بموید الدّولہ لشکر عظیم لیکر گتّی کی
جانب چڑھ دوڑا، جہان قطب الدّین خان دولت زئی اپنا جماو لیکر اُس کے
مقابلے کو نکل آیا، لیکن پہلے دن فیروز نہوا، دوسرے دن پھر اُس نے دشمنون کا
سامہنا کر بڑی دلیری کی، تب وہ حضور مین طالب ہو کر اپنی فوج معیت دار السّلطنت کا
عازم ہوا، حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ گتّی کا قلعہ اُس کے زور سے سر ہونا نظر
نہین آتا تو اُسے خاک سیاہ کر کر ڈالنے کا عزم کیا اور تھوڑی سی محنت و کوشش سے
شہر کر پا اور سد ہوت نے قلعے مین اپنا دخل کر چار ہزار سوار، پانچ ہزار پیدل،
نو ضرب توپ سے گرم کنڈے کو جا کر گھیر لیا، اگرچہ بہتیرے حملے کیئے، اور پہاڑ
و ترائی کے حصار کے قلعدارونکو خط خدیعت آمیز بھیجے، پر وے اقسام طرح کی

آتشباریان کرنے اور بے دھڑک توپ و تفنگ کی شلّک مارنے سے اعدا کو
تباہ و روسیاہ کرتے رہے اور اُدھر مرہٹّے کے سردار بھی حاکم پونان کے حکم
سے اپنی سرحدون کے قریب کے قلعون کی تسخیر کو مستعد ہو چڑھ آئے،
چنانچہ پرسرام ناظم مرچ نے وہانکے بعضے قلعے اور مکان تو لڑکر اور کتنے صلح پر مسخّر کرکے
اپنے ملک کے داخل کرلیا، اور بدرالزّمان خان قلعہ دھاڑوار کا صاحب صوبہ نو مہینے
تک تو (جبتک ذخیرہ و آذوقہ باقی تھا) اعدا کے نرغے مین رہکر داد شجاعت
و دلیری کی دیتارہا آخرکو جب گولا باروت اور ذخیرہ چک گیا تب بمجبوری قول
قرار کے بعد قلعہ دشمنون کو حوالہ کر آپ دو ہزار جوانون سے متحصّن ہوا، اب
غنیم نے محصّل تعیینات کئے کہ خان مذکور کو طوق و زنجیر کرکے پونان روانہ
کیا چاہیئے، خان موصوف یہہ خبر سن اُن ابلیس کردارون کے قول قرار پر
لاحول پڑھ اپنے ساتھیون سمیت بڑی دلیری سے لڑتا بھڑتا نگر کی طرف
چل نکلا، اعدا بھی تیغ و تیر لیے مور و ملخ کی طرح کثرت سے اُن پر آ ٹوٹے،
سلطانی سپاہیون نے ہرچند اُن کے مارہٹانے مین مقدور بھر قصور نکیا
لیکن آخرکار خان تہوّر شعار کئی زخم کھا کر گرفتار ہوا اور نرگوند سے مین مقیّد رہا،
رفقا اُس کے چارپایون کے سمون تلے کچلے گئے، تب تو اُس ضلعے
کے سب قصبے قرئیے غنیم نے لے لیئے، ہری پندت پھڑکیا نے ہرپن ہلّی کے
رستے آکر اُس کی گرد نواح کو ضبط اور شوم شنگر وہان کے راجا کو اُس کے
آبائی راج پر مسند نشین کر صوبہ سرا مین اپنا دخل کر لیا، پرسرام ناظم مرچ
نے دھاڑوار، انگولا، مرجان، شانور وغیرہ کے بندوبست سے اطمینان
حاصل کر چیتل درگ مین پہنچ کے وہان کے قلعدار دولتخان کے پاس ایک
اقرارنامہ اِس مضمون کا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو چار لاکھ روپیہ کی جاگیر پاؤ اور

اپنے مال اسباب سے بے کھٹکے رہو گے بھیجا، دولت خان نے بظاہر اِس امر کو اقبال کر کہلا بھیجا کہ بہت مبارک شب کو انشاء اللّٰہ تعالی یہہ خیر خواہ سامھنے آکر اِس مقدّمے میں جو کچھ کہ شاہی خاطر خواہ تجویز کریگا، حریف اِس پیغام پر خوش ہوکر انتظار کرنے لگا، اِدھر دولت خان رات کے وقت دو اسد اللّٰہی رسالے اور ایک ہزار جری پیدل سمیت قلعے سے نکل اِس قصد پر کہ حریف کے خیمے میں داخل ہوکر شجاعت کا اپنی جوہر دکھلاوے، اُسکے لشکر کو چلا جب فوج کے بیچون بیچ جا پڑا تو ایک تفنگچی نے جو شراب کے نشے میں سرشار تھا بندوق سر کی اُس کی آواز پر اعدا کی تمام فوج خوف سے چونک کر طیار ہو گئی دولتخان نے بھی دلاوری کا قدم جما پنجۂ بہادری کھول بہتون کو بستر نیستی پر سلایا، فوج اعدا منتشر ہو کر اپنے سردار کے ساتھ سرا کی جانب چل نکلی دولت خان اعداے دولت کو زیر کر اُس لشکر کا سارا اسباب لوازمہ، خیمہ اور پان سو گھوڑے، جنگ کے ہتھیار لیکر بفتح و ظفر نگر کو روانہ ہوا، اب ناظم مرچ سرا سے نکل مدّ گری پہاڑ میں جا داخل ہوا، وہان اُس نے اپنے بھانجے مادھو کو مدّ گری مسخّر کرنے کے لئے مقرّر کر آپ رسد کا سامان اور مواشی سمیت انگریزی فوج میں شامل ہونے کے ارادے سے کوچ کیا، القصّہ اُن دنون میں کہ انگریز بہادر کا سر لشکر اپنی فوج کا انتظام بند و بست کر دار السّلطنت کا عازم ہوا، سلطانی سپہسالار کے پیدل سپاہی جو مدّ گری کے جنگل کے درمیان گھاٹ میں لگ رہے تھے غنیم کی فوج پر بہادرانہ حملہ کر ہر رات اُن کے کان ناک کاٹ بنجارون سے پانچ چھہ سی بیل غلّے سمیت چھین لاتے تھے، جو شخص ناک یا کان کاٹ لاتا وہ ایک ہون پاتا، اور اناج بھرے سمیت بیل پیچھے پانچ روپیے اور گھوڑے کا دس ہون انعام

مقرّر تھا، پنداڑے نت اطراف و نواح مین فتنہ و فساد مچا کر سپاہ اعدا کو نہایت حیران و پریشان رکھا کرتے اکثر اہالی بنگالہ کو پراگندہ و آوارہ کر دیتے رسد اور ذخیرون سے لدے بھرے سب بیل گاڑی پکڑ لیجاتے، خیر جب انگریزون کی پلٹن کری گھٹہ کے سواد مین پہنچی تو بالکل رسد اور ذخیرہ اُن کا چک گیا تھا! ورکاویری ندّی بھی بڑے زور شور سے چڑھی ہوئی تھی، لیکن سلطان والاشان نے انگریزون کی فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی ندّی کے سامھنے چار پانچ مورچے بنوا لیئے، جن مین کتنے سپہسالار معہ جوانان بر دل مستعد جنگ ہوے، گورنر جنریل بہادر نے صبح تڑکے آگے حملہ کر دو مورچے لے لیئے، اور جنریل مبنڈوس بڑی بھیڑ بھاڑ ساتھ لے کری گھٹہ کے پہاڑ پر چڑھ دوڑا، تب سیّد حمید وہان کے سردار نے اُس پہاڑ پر سے ایسے شلّکین توپ و بندوق کی مارین جسسے اُنکی جمعیّت مین تفرقہ پڑ گیا اور ہزارون جنگی جوان کام آنے کے بعد وہ ناکام پھر چلا، اُسی ایّام مین اہال فرنگ کے دو رسالون نے حسن خان خلیل سپہسالار کی منزلگاہ کی جانب جو نیچے اُس گڑھی اور قلعے کے تھی دوڑ ماری ہنوز ہلّے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ اُس سردار نے اُن پر توپین چلانا شروع کر دیا اور جب اعدا قریب آ گئے، تو دو توپون کو چھوڑ بقدم استقلال ان کے سنمکھ بر آمراتب حرب و قتال مین کمال تردّد و کوشش بجالایا آخر زخمی و اسیر ہو گیا، انگریز کے سپہسالار نے قلعے سر کرنے کے لیئے بہتیری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ نہ بن پڑی اور رسد کی نایابی کے سبب جدھر تدھر الجوع الجوع کی صدا تھی، غلّے کی گرانی کا یہ حال تھا کہ چاول چھہ روپیہ سیر دال چار روپیہ منڈوے کا آٹا تین روپیہ ہو گیا اور گھی تو سولہ روپیہ سیر بھی میسر نتھا، لشکر والونکی مارے بھوکھ اور فاقے کے یہ نوبت پہنچی کہ سردارون کے تاکید کرنے سے توپ کشی کے بیلون کو ذبح کر کر کھانے لگے

گورنر جنریاں بہادر نے جب اپنی فوج کے لوگوں کی ایسی بری حالت دیکھی
اور یہہ بھی سنا کہ ملیبار کے رستے جو بہت سے آدمی بڑی رسد لئے آتے تھے
اُن پر غازی خان کی طرف کے غارتگر اور سیّد صاحب کے سلحدار ٹوٹ کر
سب کو لوٹ مار کر لشکر سلطانی مین لے گئے تب صلاح و مشورے کے بعد
اُس نے توپ سب زمین مین گاڑ توپ کے سارے چوبینہ آلات و اسباب
کو آگ لگا جلا دیا دبلے دبلے گھوڑون کو مار کری کنتھ کے رستے ہو کر کوچ کیا
سلطان نے یہہ ماجرا سن کر بطور خوش طبعی کے چند بنہگی میوہ سرکاری منشی
کے نام سے جنریلی منشی کے پاس بھجوا دیا حریف کے بعضے سردار اِس
ظرافت کو تاڑ گئے چنانچہ اُن لوگون نے میوہ لانے والون کو انعام اور دو بنہگیان
پھیر دین اور یہہ کہا کہ منشی جنریاں بہادر کا یہان حاضر نہین بارکشی کے چارپایون کی
ناداری یہانتک تھی کہ انگریزی پلٹن کے سپاہی جلوی توپون کو کھینچتے تھے اور
ہر روز فجر سے دوپہر تک بہزار خرابی گرتے پڑتے ایک فرسنگ پر جا مقام کرتے یہہ
سوانگ دیکھہ بعضے امرا و خوانین دولتخواہ نے حضور اقدس مین عرض کیا کہ
قبلۂ عالم فرصت کا یہی وقت ہے اگر ارشاد ہو تو فدویان ترقّی خواہ سپاہ نصرت اشتباہ
ہمراہ لے اعدا کا تعاقب کر ایک ایک کو آستانۂ عالی مین دست بستہ پکڑ لائین لیکن سلطان
عالیشان نے اِس امر کو پسند نکیا خیر گورنر جنریاں ہمّت کر کے اُتری درگ
کی طرف جا پڑا اُس پہاڑ کے قلعدار بڑی بھیڑ بھاڑ دیکھ قلعے کی کنجی سمیت
استقبال کو نکل آئے گورنر بہادر نے اُن پر مہربانیان مبذول کین اب ذخیرے
اور مواشی کثرت سے یہان ہاتھہ لگے اگرچہ وہ شدّت فاقے کی کچھ کم ہوگئی
پر اکثروے اناج کے ٹوٹے بھوکھ کے مارے فقط گوشت کھا کھا پیچش کی
بیماریان اُٹھا اُٹھا مر گئے آخرکار وہ سپہسالار کئی بیل منگوا توپین جتوا وہان

سے آگے بڑھا، بعد ایک مہینے کے سونڈ کیا مین جا داخل ہوا، جہان پر سرام مرہٹہ رسد کا سامان اور ذخیرہ لیکر آن پہنچا، جس نے انگریزکی فوج کو فاقہ کشی سے بچا لیا، اور کرنیل ریت بہادر بھی رسد و آذوقے کے بہت سے غلّے اور مواشی کے گلّے کے گلّے لشکر مین لاکر گورنر بہادر کے نزدیک سرخرو اور اُس حسن خدمت کے بدلے مین بنگور و غیرہ کی تحصیلداری پر بحال ہوا بعد اسکے اُس سپہسالار نے کئی سرداروں کو بڑی جمعیت کے ساتھ ماکڑی درگ اور نندی گڑھ مسخّر کرنے کے لئے تعینات کیا، چنانچہ کرنیل کوری نے تین پلٹن اور ایک فرنگی رسالے سے جاکر نندی گڑھ کو گھیر لیا اور کرنیل ریت نے بھی مع چھ سو سپاہیون کے بالاپور سے پہنچکر اُس گڑھ کے لینے مین بڑی کوشش و جانفشانی کی، ہرچند تیر و تفنگ کا زخم اُٹھایا، تو بھی اٹھارہ دن مین آخر اُسے لے لیا، لیکن دھاوا مارنے کی رات کو جنرل میڈوس نے مورچے مین آکر اہال فرنگ کو لوٹ کی چیزین اور محصور عورتین معاف کرکے تاخت کا حکم دیا، محصورون نے مارے غیرت کے پہاڑ پر سے نیچے آکر اپنی جانین دین، لطف علی بیگ بخشی اور سلطان خان قلعدار اسیر اور ماکڑی درگ بھی تین دن کی لڑائی مین صلح پر سر ہو گیا،

پانکل کے گرد و نواح سے آ ملنا سکندر جاہ نظام علی خان کے بیٹے کا مشیر الملک اور بہت سے سپاہیون سمیت گورنر جنریل بہادر کے لشکر مین تا راج کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدگیری کی فوج محاصر پر، مارا جانا حافظ فرید الدین خان کا گرم کنڈے مین، دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنریل بہادر کا سرینگپٹن پر، مرہٹون کا وہان آ پڑنا اپنے لشکر لیکر، مصالحہ ہونا ان دونون ہم عہدون کی صلاح سے سلطان اور انگریزون مین معہ اور واردات جو سنہ بارہ سی سات ہجری مین واقع ہوئین

اُنہین دنون مین کہ گورنر جنریل بہادر ناکام پھر گیا سلطان عالیشان نے کاویری ندی کا پانی گھٹ جانے کے بعد شاہزادہ فتح حیدر کو معہ فوج سنگین گرم کنڈے کی طرف رخصت فرمایا اور زر تنخواہ ایک سال اُس قلعے کے محصورین کی بھی ہمراہ کر دیا، جب شاہزادۂ عالی مناقب صوبۂ سیرا کی جانب روانہ ہو کلواری اور بوکاپٹن کے جنگل کی پناہ مین سب فوج چھوڑ آپ چیدہ پیادہ و سوار سمیت الغار ون گرم کنڈے مین جا پہنچا، حافظ فرید الدین جو اُس قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا تھا اِس حال سے آگاہ ہو کر مقابلے کو نکلا، شاہزادۂ بلند اقبال اور میر علی رضا خان اور دوسرے جانباز سلطانی نے داد پردلی کی دے حافظ کی فوج کو منہزم کیا اور اُس کا سر کاٹ لیا، بقیۃ السیف کڑپے کی طرف نکل بھاگے، شاہزادہ مظفر نے اُن مقہورون کا اسباب ولوازمہ قلعے مین بھیج اور زر مشاہرہ قلعدار کے حوالے کر آپ مدگیری کی طرف کوچ کیا، سکندر جاہ اور مشیر الملک جو آٹھ ہزار سوار، تین ہزار پیدل لے کر گرم کنڈے سے سترہ کوس پر

سودرس پلّی اور بلم باڑی کی نواح مین آ اُترے تھے وے یہہ خبر سنکر وہان ٹھہرنا مناسب نہ جان پناہ کے لیئے سنگل پالا کے پہاڑون مین جا گھسے شاہزادہ رستم دل راتون رات وہان سے چل نکلا اور مرہٹون کی فوج محاصر پر جا پڑا اور سرداروں کے سرکات نصرت و فیروزی کے ساتھ حضور مین آ پہنچا انہین دنون مین میر قمر الدّین خان رسد اور مواشی وغیرہ جمع کرنے کے واسطے نگر کو گیا اِس سے ایک ہفتے بعد نواب نظام علی خان کے سردار اپنے لشکر سمیت خان خان ہلّی کی اطراف مین گورنر بہادر سے آن ملے اور جنرل میڈوس نندی گڑھ کا قلعہ لے کر کشن گیری سر کرنے کے ارادے پر اجماو ساتھ لے چڑھ دوڑا چنانچہ رات کے وقت اُس معمورے پر توت اُسے لوٹ حصار کے دروازے تک پہاڑ کے اُوپر بھی جا پہنچا تھا کہ قلعے کے پاسبانون نے مارے توپ و تفنگ اور بانون کے اسے مار ہٹایا اور بہتون کا پیچھا کر کے بہتون کو خاک ہلاک پر سلایا

بیت

کیا انکو اتنا دلیرون نے تنگ
کہ دل سے گیا اُنکے سودائے جنگ

جنرل وہان سے پھر کر اپنے لشکر مین آ پہنچا اور کرنیل کوپری نے نندی گڑھ سر ہو جانے کے بعد اپنی فوج سمیت آ کر پہلے تو قلعدار کو کچھ روپیہ دے ملا لیا اور قلعے کو قبضے مین لا اُس مین تھانہ بٹھا وہان سے کوچ کیا جب برسات کے دن گذر گئے گورنر جنرل بہادر ناظم حیدر آباد کی فوج سمیت سرینگپٹن کے مسخّر کرنے کے قصد سے بڑی بڑی منزلین طی کرتا کوچ بکوچ گری کورے مین آ داخل اور ناظم کی فوج کو پیچھے رکھ اُن مورچون پر جو سپاہ دارون کی چوک سے خالی پڑے تھے دھاوا کر

دخیل و قابض ہوگیا، بلکہ شلکاین مار تا آر دوے خاص کی طرف آگے بڑھا، تب سلطان نے جو اپنے لشکر سمیت ندی کے اسی پار تھا اور جاسوسون نے اُسے فوج اعدا کے پہنچنے کی خبر بھی نہین پہنچائی تھی، مجبور ہو حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل تفنگچی اور کماندار مجتمع ہوکر دار السّلطنت کی پاسبانی و حفاظت مین سرگرم رہین اور خود سوار ہو جان نثارون کو ہمراہ لے اعدا کے مقابلے کا قصد کیا، لیکن رات کی تاریکی کے سبب لشکر والے اپنے بیگانے کو نہ پہچان آپس ہی مین لڑ پڑے، اُس وقت امام خان قندھاری اور سپہدار میر محمود شیرازی اپنی فوجون سے دشمن کا رستا چھینک بھر مقدور اُنھین مار ہٹاتے رہے یہان تک کہ آخر کو وے دونون شہید ہوے، اِس عرصے مین جنریل مینڈوس نے بڑی دلیری سے چڑھائی کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق اور کھائی کے سبب نپٹ حصین و استوار تھا پر اُس شب اُسکی برجیان دیوان مُہدی علی خان کے فریب سے جس نے حصار کے دروازے پر اُس کے پاسبانون کو تقسیم مشاہرہ کے بہانے بدون حکم حضور کے اکٹھے کیا تھا خالی پڑی تھین ایک ہی حملے مین لے لیا، سلطان نے جب یہ خبر سنی آپ تو ساری فوج سمیت دار السّلطنت کی طرف کوچ کیا اور دو اسد اللّٰہی رسالون کو اُس مورچے کے چھڑا لینے کے واسطے جسے انگریزون نے رات کے وقت لے لیا تھا تعینات فرمایا، جب روز روشن ہوا وے شیران بیشۂ ہیجا مورچے پر حملہ کر قلعے کے پاس جا پہنچے، لیکن چونکہ گورنر جنریل بہادر وہان موجود تھا اُس کے سپاہیون نے اُن بہادرون کو وہان تک پہنچنے نہ دیا، ہر چند کئی بار اُن لوگون نے حملے کیے پر کچھ مفید نہوا، اکثرون نے جام شہادت کا پیا، باقی جو ان قلعے مین پھر آئے، سلطان نے قلعۂ دار السّلطنت کی اطراف و جوانب مین توپ و منجنیق اور نوع بنوع کے آلات آتشبار نصب کرا ایک

جانب پاسبانون کو بٹھا سوار سب میسور کو روانہ کر دیئے، دو پہر دن ڈھلے برسرام
اور ہری پنڈت تو دونون اپنا لشکر لیے چرکولی کی نواح مین آ اُترے اور فولاد
جنگ و مشیر الملک نے اپنی فوجون سمیت موتی تالاب پر پہنچ کے ڈیرا کیا،
چونکہ سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ زمانہ محاصرے اور مقابلے کا طول کھینچیگا، خاتمہ جنگ
کا سہج مین نہین ہوگا اور ایک خلقت ماری پڑیگی، نظر برین تینون امیر ہم عہد
اپنے اپنے واسطے مصالحے کی فکر مین تھے، اور گورنر جنریل بہادر ایک مورچہ
تو گنجام سے ورے قلعے کے دکھن اور دوسرا قلعے سے پورب ندی کے
اِس پار بنا جنگ کو آمادہ ہوا، سلطان نے ایسے تین قوی عدو کے ساتھ
ستیز و آویز صلاح وقت نجان بعضے خیر اندیشون کی مصلحت و رائے پر گورنر
جنریل بہادر کے پاس وکیلون کو معہ بہت سے تحفے ہدیون کے بھیجا،
تا وے میل ملاپ کی بنا ڈالین، چنانچہ اُن کے پہنچنے پر گورنر بہادر نے
سلطان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت سمجھا پر جنریل میڈوس
اس امر مین راضی نہو کر بڑی ردبدل کے بعد سپہ سالار سے رخصت لے
گرڈھ سنار پیتنا کی نہر پر چڑھ دوڑا، وہان سید غفار سپہسالار قدم استقلال
گاڑ فوج اعدا کے سنمکھ ہو بہادرانہ کوششین کر آخر اُن پر غالب ہوا، حریف
عاجز ہو کر پچھلے قدم ہٹ گئے، لیکن پھر دو ساعت بعد جب سپاہ منصور کھانے
پکانے مین مشغول اور دشمن کے حملے سے غافل تھے انگریز کے سپاہیون
نے قابو پا کے اکبارگی ہلّا کیا اور سہج مین سپاہ منصور کو پاشیدہ کر اُن کی جگہہ
لے لی، اِسپر سید حمید اور فاضل خان سپہدار اپنی جمعیت سمیت اُس
سپہسالار ہزیمت خوردہ کی مدد کو پہنچے اعدا پر ایک بہادرانہ حملہ کر اُس سپہدار
کو اُسکی جگہہ پر پھر قایم کیا، انگریزون کے دو ہزار سپاہی مارے پڑے، باقی

اپنے لشکر کی طرف چلے گئے، اُسی رات کو جنریل مینڈوس نے اپنے ڈیرے مین آکر پسطول بھر کر اپنے اوپر سر کیا پر گولی اُسکو نہ لگی، تب وہ دوسرا طپنچا طیار کر کے چھوڑنے پر تھا کہ اتنے مین کرنیل مالکم جنریل اجنظ نے پہلی ہی آواز سُن اُسکے خیمے کے اندر جا کر پسطول اُسکے ہاتھ سے لے لیا اور اِس سرگذشت سے سپہسالار کو آگاہ کر دیا، تب سپہسالار نے اُس کے ڈیرے مین جا کے اُس کا ہاتھ پکڑ کر یہہ کہا کہ ہر چند قلعے کا تسخیر اور سلطان کا اسیر کر لینا کچھ دشوار نہین، مگر جون سرداران ہم عہد جو سلطان کے ملک و مال مین کمپنی کے ساتھ شرکت رکھتے ہین کمپنی کا بہت ہی کم فایدہ نظر آتا ہی اِس لیئے میری دانست مین تو بہتر تدبیر یہہ ہی کہ سر دست اُسّے صلح کر لین، اِتنا سن کر جنریل تسلّی پذیر ہوا، قصّہ کوتاہ تینون ہمعہد سرداروں کی صلاح و مشورے سے مصالحے کی صورت اِس طور پر ٹھہری کہ سلطان تین کڑور کا ملک اُنھین چھوڑ دے اور نقد تین کڑور روپیے دے، اور اِن روپیون کے وصول ہونے تک دو شاہزادون کو بطور اوّل کے گورنر جنریل بہادر کے پاس بھیج دے، خیر سلطان دور اندیش نے جو کہ اپنی سلطنت کے تمام کارخانون مین نمک حرام ارکان دولت کی سستی و غفلت کے سبب سے خلل دیکھا بہ مجبوری موافق اِن شرطون کے بارا محال، سلیم، انورانگری، سنکلی درگ، دنڈیگال، کلیکوٹ وغیرہ ملک انگریزون کو، اور کڑپا، تاربٹری، پار مری، بلّاری وغیرہ، نواب نظام علی خان کو، اور تنب بھدراندی کے اُس پار کا سارا ملک مرہٹّے کو حوالے کر نقد کڑور روپیے تحفون ہدیون سمیت بھیج دیا، اور حسب الطلب گورنر جنریل سلطان عبد الخالق اور سلطان معز الدّین کو بڑے تجمّل و حشم سے غلام علی خان کی اتالیقی مین، اور میر علی رضا خان کو ایلچیگری مین اُس کے پاس روانہ کیا، انگریزون کے لشکر اپنے

حصے کے روپئے لیکر اپنے ملک پھر گئے ٬ گورنر بہادر نے معہ شاہزادگان بلند اقبال مدراس کی طرف کوچ کر کرنیل ڈفطن کو شاہزادون کا خانسامان مقرّر کیا جو اُن کی فرمایشات بااعزاز واکرام بجالایا کرے ٬ انگریزکی جانب کے پاسبان کل سلطنت خداداد سے برخاست ہو کر بارا محال وغیرہ کے انتظام و بند و بست کے لئے روانہ ہوئے ٬ سارے ملک مین امن چین ہو گیا ٬ جب جنریل بہادر مدراس جا پہنچا تو اُس نے قلعے کے اندر ایک امیرانہ حویلی شاہزادون کی اقامت کے واسطے خالی کروا اُنھین اُس مین رکھا اور سارا ضروری اسباب ولوازمہ طیّار کروادیا ٬ نواب محمد علی خان بھی شاہزادون کی دلجوئی و خاطرداری کرتا اور نت نئے میوے ہدیے بھیج بھیج دوستی کو بڑھاتا تھا ٬

کوچ کرنا سلطانی فوجون کا اطراف کے راجاؤن کی تنبیہ کو ٬ بند وبست ممالک محروسہ کا ٬ قلعۂ دارالسّلطنت کی تعمیر معہ اورحالات سن بارہ سی سات ہجری کے ٬

اُسی تاریخ سے کہ تینون امرائے ہم عہد (یعنے انگریز ٬ نظام علی خان ٬ مرہٹے) اپنے اپنے ملک کو گئے ٬ سلطان عالیشان ممالک محروسہ کی مُہمّات اور تفتیش احوال مین اپنے عمّال اور کارگزارونکے متوّجہ ہوا ٬ جب اُن مین سے ہرایک کے عہدون کا اُسنے حساب لیا اور تقریباً دریافت کیا کہ مہدی خان مدارالمہام ٬ کرناٹک کے کئی ساہوکارون اور دوسرے نمک حرامون کے ساتھ متفق ہو اطاعت کی حد سے بانو باہر نکال کر چاہتا ہی کہ اپنے آقا کی سلطنت کو تباہ کرے ٬ انہین کم بختون کی صلاح سے ٬ تو پین جن مین ریت کیچڑ بھری گئی تھی عین جنگ کے

وقت بیکار بڑی تھین، پس ایک ایک کے عماون کی سزا دے کر گھر اُن ناعاقبت اندیشون کے لٹوا دیئے، لیکن میر محمد صادق علی کہ ایک ہی نمک حرام اور ظالم نافرجام تھا پھر منصب دیوانی پر قائم ہوا، گویا گرگ مردم خوار کو شبانی ملی، تب وہ قابو جی گرگ کہن جو اپنی معزولی کے وقت سے عداوت قلبی سلطان کے ساتھ رکھتا تھا اکثر برا سے وفادار خان خوانین امیرون سرداروں کو ہیچ پوچ دلیلون سے سستی و غفلت کی تہمت لگا حسب الحکم والا قتل کرنے لگا، اُنہین دنون بعضے امیرون اور جاسوسون نے حضور عالی مین خبر پہنچائی کہ دارالسّلطنت کے اُتّر جانب ہر ایک اطراف و نواح سے مفسدون اور جبّارون نے بغاوت پر سر اُٹھا فتنہ و فساد کا قدم بڑھا ممالک محروسہ کے رعایا کی اذیّت وضرر پر کمر باندھی ہی چنانچہ تمر بنسی راجاؤن کی طرح ایک شخص نے اپنے تئین مرگسی راجاؤن کی اولاد مین ظاہر کر مدگیری عمل کر لیا اور دوسرا ارتن گیری لیکر سرگرم جنگ و جدال ہی اسی اثنا مین سیّد محمد خان چتیال درگ کے آصف یا تحصیلدار اور دولت خان وہان کے فوجدار نے حضور مین عرضی گذرانی کہ ایک اجنبی آدمی جو بعضے کے نزدیک راجا ہر بن ہلّی کے علاقہ دارون مین ہی اپنے کو بے پاناگ مقتول قرار دیکر سرداری کا دعوا کرتا ہی بلکہ اُس نے چار ہزار پیدل جوان جمع کر کے ہوجنگی درگ اور کوتور گرّھ کو جو صوبۂ ہر بن ہلّی کے متعلّقات سے ہی اپنا ساکن و مامن ٹھہرایا ہی سلطان نے سنتے ہی ان خبرون کے سیّد صاحب کو توبڑی جمعیت سے مدگیری وغیرہ کی جانب شقاوت نشانون کی تنبیہہ کے لئیے اور میر قمر الدّین خان کو بڑی فوج کے ساتھ ہر بن ہلّی کے راجا بدبخت کی گوشمالی کے واسطے تعینات کیا، خان موصوف وہان جا اُس گرّھ

کو سر کرہو جنگی درگ پر چڑھ دوڑا تب سپاہ سلطانی کے دفع کرنے مین وہ
مکار سرکش قلعے کو غلے اور جنگی آلات سے سجا دو ہزار پیدل لیکر
سات مہینے تک مقابلہ کرتا رہا آخر ایک دن خان مذکور جوش مین آ اپنے
جوانون سمیت اُس حصار کے مسخر کرلے کو سوار ہوا بہادران نصرت مند
نے دشمنون کے جماؤ کا کچھ بھی لحاظ نکر اُس مردود کافر سے کینہ کشی کا قصد
کیا بلکہ نہایت پردلی کی راہ سے فصیلون کنگرون پر چڑھ کر کوس و نقارہ بجایا
پر کافرون نے بھی خوب ہی جرأت کرداد جنگ کی دی اور خان مذکور کو زخمی
کیا مگر آخر کار بہت سی پریشانی و سرگردانی اُٹھا کر اُس شقی کو چار سی کفار
سمیت اسیر کیا شوم شنکر بھتیجا نائک مقتول کا جو مرہٹون کی پشتی کے
سبب ہر بن ہلی کے اکثر تعلقون کو عمل کرنا اُن گیرا مین رہتا تھا یہ خبر سن کر
دوڑ آیا خان موصوف نے تھوڑے اسیرونکو عبرت کے لیئے ہاتھ پانو کاٹے
اور بہتون کو خوجا کروایا اور ہربن ہلی وغیرہ پہاڑ کے قلعون کو ڈھا کر وہان سے
مراجعت کی بیرجنگ صوبہ دار جو چیتال درگ مین پناہ کے لیئے آرہا تھا اُسنے
اُن اطراف کا قصد کر آنی گنڈی اور کناگری مین اپنا دخل کرلیا بلکہ کناگاری سے
راجا ہری نائک کو بھی قولنامہ بھیج کر بلوا اور اُس کے تعلقے کی واگذاشت
کی سند معہ خلعت اور ایک ہاتھی چاندی کی عماری سمیت دے کر اُسے مطیع
کیا چنانچہ نایک مذکور بندگان سلطانی مین داخل ہوا اور سید صاحب
موصوف اکثر گمراہون کے کان ناک کاٹ پھر آیا اور سید حمید سپہدار اپنے
حسن خدمت کے عوض نوبت نقارہ فیل معہ سنہری عماری اور نواب کا
خطاب پا کر حیدر نگر کا ناظم مقرر ہوا قصہ کوتاہ اُس اطراف کے حکام کو جب
یقین ہوا کہ سلطان عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے پیرون پر آپ کلہاڑی

مارنی ہی، اِس لئے اپنی حرکتون سے نادم ہو فرمان بردار و مطیع ہو گئے، اور
بنگور کا راجا بہ سبب گورنر جنریل بہادر کی سفارش کے لاکھ روپی سالیانہ
خراج و اگذشت کی شرط پر اپنے تعلّقے کی سند حضور سے پا کے اپنے راج
مین بحال رہا، اُنہین دنون سلطان عالیشان نے سلطنت کے عمدہ کار بردازون اور
عاملون کی تغیر و تبدیل موقوف کر ایک معقول تدبیر ٹھہرائی کہ ہر برس تعلّقون اور
پرگنون سے آصف لوگ اپنے اپنے دفتر کے عملے فعلے سمیت ذیحجہ کے مہینے
کے اندر، بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو عید قربان کی نماز ادا کرنے کے بعد، منبر کے
سامہنے، قران شریف سر پر لیکر اِس بات کا محلکا دین کہ آیندہ ہم سب کے سب
زنہار حاصلات کے روپے مین خورد برد اور اُسکے بھیجنے مین تاخیر نہین کرنے کے
اور البتّہ غریب غربا رعیت پرجا کو بھی نہین ستائینگے بلکہ منہیّات کے تارک ہو کر
امانت و دیانت سے صلاح و سلامت روی کی چال اختیار کرینگے، اگرچہ یے خدا
فراموش یہان تو اِن شرطون پر راضی ہو خدا کا کلام درمیان لا عہد و پیمان کرتے
لیکن جب اپنے پرگنون پر جاتے تو وہان سب دین و ایمان کا پاس یکسو رکھ وہی ظلم
و ستم قدیم کو عمل مین لاتے، اِس لئے سلطان نے کہ بالطّبع اُس کو
ہندؤن کی قوم سے نفرت تھی اہل اسلام کو جو لکھنے پڑھنے مین فی الجملہ سواد رکھتے
تھے جمع کر اُن کو میرزایان دفترا ـــ دیوان کا بنایا اور بالکل دفتر خانون کا حساب
کتاب فارسی خطون مین مقرّر کروائے، اور علی ہذا القیاس اپنی سلطنت بھر مین
ہر پرگنے پر اُنھین مین سے ایک آصف یا تحصیلدار اور ہر ایک محالون مین جہان
سے ہزار ہون کی آمد تھی جداگانہ ایک ایک عامل، سر رشتہ دار، مجموعہ دار،
امین، خزانچی مامور کیا اور ہنود قانون گویون کو ایک قلم موقوف، لیکن
تو بھی یے سیانی قوم اپنی معاملہ دانی کے سبب (یے اِس کے کہ اُن کا جال

حضور مین معلوم ہو عاملون اور آصفون کے ساتھ لگاوٹ ملاوٹ کرکار بار عملداری مین دخل کرنے سے باز نہین آتے تھے یہانتک کہ آصف اور عامل لوگ ملکی بند و بست کا بار اُنھین پر ڈال کر آپ تو رات دن ناچ راگ مین مشغول رہتے اور ادھر یے نامہنجار ساد سے تعلقون کو خاطرخواہ تاراج کر آدھون آدھ محاصل تو آپ اُڑاتے پتراتے اور آدھا آصفون کے پاس پہنچاتے ' ہرچند اُن کے اِس خورد برد کرنے کے اخبار خارج سے حضور مین گوش گذار ہونے پر سلطان اِس راہ سے کہ اُن دنون اُنھین ظالمون کا دور دور تھا ' دیدہ و دانستہ طرح دے جاتا ' علاوہ اِس کے وہ دین پناہ دنیای دون سے ایسا دل برداشتہ تھا کہ اُمور ملکی مین اُن دنون چندان توجہ بھی نہین رکھتا ' اکثر اوقات نماز و تلاوت قرآن اور تسبیح و وظیفے مین اشتغال رکھتا اور بے نمازون اور بدکارون کو دل و جان سے دشمن جانتا ' عاملون اور قلعدارون پر اِس مراتب کی تاکید کے باب مین فرمان صادر فرماتا ' چنانچہ ایک فرمان فارسی عبارت مین لکھا ہوا سن ۱۷۹۲ ع کا جس پر مہر بھی اُس بادشاہ دین پناہ کی تھی کلکتے مین برش کرسپ اِسکو یرنے کرنیل جان مارس صاحب کے حکم سے انگریزی مین ترجمہ کیا تھا جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ ہرایک عاملون اور قلعدارون کو چاہیئے کہ کیفیت مشاہرہ مقرری اور زمین معافی یعنے لاخراجی قاضیان شہر وغیرہ اور مسجدون کے خطیبون اور موذنون کی حضور مین بھیجے اور مطابق سند اُن سبھونکے عمل کرے اور دہاتی مسلمانون کے لڑکونکے اکٹھا کرنے اور علم سکھانے مین سعی و اہتمام کرے اور دین لین کے باب مین ایماندار ی اور راستکاری اختیار کرے اور احوال لڑکون کے تربیت اور تعلیم کا حضور مین بھیجے اور قاضی مسلۂ سکھانے مین دین اور اسلام کے مشغول رہے اور نئے مسلمانون کا نام اسامیون مین اہل

اسلام کے لکھے اور سوا سے قاضی کے دوسرا کوئی مسلمان نکرے اور
جہان مسجد نہو وہان پانچ گنبذ والی مسجد بنواوے اور خطیب کی تنخواہ دس
ہون مقرّر کر بعوض تنخواہ کے اِسقدر زمین دیوے کہ محاصل اسکا برابر تنخواہ کے
ہو اور علاوہ اُسکے اسقدر زمین وقف کردے کہ حاصلات سے اُسکے روشنی
اور فرش وغیرہ مسجد کی بخوبی انجام پاوے اور مسلمانون کے لڑکے بالونکی
تربیت اور تعلیم کے لیے اور پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے واسطے
رہنے والون بر وہان کے تاکید کرے اور اگر کوئی رعیّتون مین سے مسلمان ہووے
تو اُسسے خزانہ باغ اور شالی زمین کا لے اور خراج اُسکے رہنے کی زمین کا معاف
کرے اگر وہ نومسلم تجارت پیشہ ہو تو اُسسے سوداگری کے مال کا بھی محصول
نلے القصّہ جب سلطان عالی ہمّت بسبب تعصّب دین ونہایت مصروف ہونے
سے امور دینی کے مہمّات مین شہریاری اور عاملون وغیرہ کے تدارک
وتفتیش سے دست بردار ہوا تب سب اپنی اپنی جگہہ پر بے باک
ہو گئے اور چونکہ اُس سلطان دین پناہ کی تمامتر یہی نیّت تھی کہ سارے
اہل اسلام اُس کی فیض بخشی سے بہرہور ہون اور چھوتے لوگ
بھی اِس طبقے کے بڑے درجون پر ترقی کرین اِس جہت سے اُس کی سلطنت
مین بہت سے رخنے پیدا ہوئے بالکل عمائد وخوانین بدظن ہو آپس مین مل
مصدر فساد وشر کے ہوئے میر صادق مذکور تو جمہات خسروانہ کے
باعث سب چھوٹے بڑے پر اپنے مکر وفریب کا سکّہ چلانے لگا یہانتک کہ
رفتہ رفتہ سارا ملک اور تمام سلطنت کے مہمات اُسی کے اختیار مین
ہو گئے جب وہ اِس درجے کو پہنچا تو ایسا عُجب ورعونت اُس کے دماغ
مین سمایا کہ اکثر ملکی ومالی معاملون کو غیر مرضی سلطان کے فیصل کرنے لگا

سر تا سر ممالک محروسہ مین فتنہ و ہنگامہ مچا ' بڑے بڑے امورات اپنی خاطر خواہ انجام کرنا سحر و نیرنگ کے زور سے سلطان کو مسحور کر دروبست سلطنت کے بند و بست مین کسی کو دخل ندینا ' صوبون مین بیہودہ و بیجا حکومتون کا فرمان بھیجنا ' کارخانجات شاہی کی خبرین ' رعایا کا احوال ملک کے واقعات و واردات حضور مین گذرنے ندیتا ' سلطانی ہواخواہ سب کے سب یہہ رنگ ڈنگ دیکھ تنگ آئے ' صلاح نیک کے بتانے اور کلمۂ خیر کے کہنے سے خاموش ہوئے ' اُنہین دنون مین سلطان نے قلعۂ دار السلطنت کے بنانے کا ارادہ کر بطرز نو اُس کی بنیاد ڈالی اور پرانے قلعے کو توڑ کر دریا کی جانب ایک حصار سنگین معہ گہری کھائی اور برج و فصیل کے اور دکھن کی طرف پانچ حصار استوار بنا کیا '

بخیر و عافیت مراجعت کرنا شاہزادون کا سن بارہ سی آٹھ ہجری مین مدراس سے ' مقرر ہوتا کچہریون کا اسمای حسنا کے حساب سے ' سرفراز ہونا اراکین کا میرمیزان کا لقب پاکر ' آنا ایران کے شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت مین ' سرانجام پانا شاہزادون کی شادی کدخدائی کا با دیگرو قائع جو اِس شادی کی ابتدا سے لیکر بارہ سو بارہ تک ظہور مین آئے '

جب وے دونون شاہزادے ایک برس کئی مہینے چیناپٹن مین مخالفون کے پاس رہکر اُنھین اپنے ساتھ موافق بنا اور میعاد کے روپیے مقام اوا مین لاپدر طالی مقدار کی قدمبوسی مین حاضر ہوئے ' شاہ دین پناہ نے اُن کے

ساتھ آنے والوان کو نوازشات خسروانہ سے سرفراز کر کر رخصت کیا اور بزم شادی و سرور آراستہ کر سب امیرون اور منصبدارون کو الطاف شاہی اور مناصب عالی سے معزّز و ممتاز کیا،

مثنوي

بیفزود شان پایۂ عزّ وجاہ   بانعام شہ گشت خرّم سپاہ

ہمہ خوشدل وشاد وخرّم شدند   ز باد عطا جمانگی خم شدند

عمدہ اور نامی ملازمون نے میر میران کا خطاب پایا، سلطانی کارخانون کی کچہری اسمای حسنی کے شمار سے جو ننانوے ہین بنی، اور ہر کچہری پر ہزار سپاہ تعینات ہوئی، اکثر مشائخ پیرزادے جو سپہگری کے فنون مین محض ناواقف تھے بارگاہ سلطنت مین پیش و سرخرو ہو کر میر میران اور صاحب نوبت و نقّارہ ہو گئے، موتی اور جواہر کے طرّے بھی جڑاؤ پدک سمیت اُنھین ملے، اسی اثنا مین شاہزادۂ ایران بسبب آقا باباخواجہ سرا کی بیوفائی اور استیلا کے اپنا ملک چھوڑ غربت کی منزلین طی کر حضور مین شاہ دین پناہ کے آیا، اُس دریا نوال نے سلوک و مدارات شاہانہ کی پاسداریان کر پوشاک خوراک فرش فروش اور امیرانہ اسباب کے علاوہ، دس ہزار روپیے ماہواری اُس کے واسطے مقرّر کیئے، اور چونکہ تمامتر اُس عالی ہمّت کی یہ خواہش تھی کہ سلاطین اہل اسلام باہم متّفق و موافق رہین اِس لیئے اُسنے بایںغرض بارادۂ خالص اپنے کتنے ایلچیون کے ہمراہ بہت سے تحایف اور افیال کوہ شکوہ اور ایک نامہ محبت بنیاد کمک و امداد قبول کرنے کے باب مین والی کابل زمان شاہ درّانی کے پاس روانہ کیا، جس پر اُس بادشاہ عالیجاہ نے بھی اُن قاصدون کو گرانمایہ خلعتین اور بہت سا انعام اکرام عطا فرما کر وہان کے تحفون ہدیون اور اُس مکتوب کے جواب

نعمیت جو امور محبت کی درستی اور صداقت کی اُستواری پر مشتمل تھا
رخصت کیا، اُنھین دونون سلطان نے باقتضاے اخوّت دینی ایک ہی دسترخوان
عام پر اپنے سب خوانین و امیرون کے ساتھ شیر برنج خاصہ نوش جان فرما کر
زبان مرحمت بیان سے یہہ ارشاد کیا کہ چونکہ ہم تم سب کے سب دینی بھائی ہین
لازم ہی کہ شریعت کا پاس کرکے کینے کو سینے سے نکال کر زبان و دل سے
باہم متّفق رہین اور فی سبیل اللہ جہاد کے لیئے شہادت کی نیّت پر کمر ہمّت
کو باندھین بعد اِسکے سب کو لال لال خلعتین عطا کر فرمایا کہ یار و بہادر و اِسیکو
جامۂ شہادت سمجھ لو، پر افسوس کہ وے سیہ دلان آخرت فراموش باوصف
اِس قدر الطاف شہریاری کے خیرخواہی و وفاداری کی چال ہی بھول
گئے، اب سلطان دین پناہ کی خوشی یہہ ہوئی کہ بتقریب کدخدائی
شاہزادگان اقبال نشان، جشن و نشاط کی مجلس آراستہ کرے چنانچہ
اِس امر خیر کے سامان و سرانجام کے باب مین حکم عالی صادر ہوا، سلطنت
کے کارپردازون نے سارا اسباب و لوازمہ طرب کا طیّار و آمادہ اور
سب شاہزادون کے لیئے خاندان عالی کی صاحب عصمت نیک بخت بیٹیان ٹھہرا
کربدستور شاہانہ اُنھین تخت عروسی و دامادی پر جلوہ گر کیا، اِسی ہنگام
میمنت انجام مین ایران کا شاہزادہ حضور سے رخصت ہوا، جسکو سلطان
نے انواع طرح کی تواضع و خاطرداری اور بہت سے نقد و جنس کے
ساتھ وداع کر فرمایا، لازمہ محبّت یہہ ہی کہ انتظام ایران کے بعد ہم تم
زمان شاہ سے اتّفاق کرہند اور دکھن کے بندوبست مین کوشش کرین
چنانچہ اُسنے بھی اِس امر کا اقبال کر وعدہ کیا، چونکہ قبل اِسکے اکثر
میر صادق نطفۂ حرام کی زبانی کجروی اور بداندیشی مہدویون کی جو

فی الحقیقت نمک حلال اور جان نثار تھے اور اسی سبب سے وے لوگ اُس مردود حاسد کی آنکھون مین کانٹے کی طرح چبھتے تھے، حضور مین مذکور ہوئی تھی، سو اِن دنون سلطان بسبب پاس خاطر اُس لعین کے اپنے ویسے فدائیون کو چور لٹر کے ہمیت شہر بدر کیا، بعد اِسکے اپنی راے عاقبت بین کے فتوے پر سریرنگپٹن، کولار، ہسکوٹا، دیون ہلّی، صوبۂ سرا، تانبجاور اور بڑے بالاپور کے باشندون مین سے قوم اشراف دس ہزار آدمی شیخ سیّد چن کر زمرہ خاص (جیسا انگلستان مین ملکی امورات کے انجام و انصرام کے واسطے پارلیمنٹ مقرّر رہی) اُن کا نام رکھا، اشخاص اِس گروہ کے بتدریج سر تا سر سلطانی کارخانون پر اقتدار پاکر دخل و تصرّف بیجا کرنے لگے، چنانچہ ایک اُن مین سے میر ندیم تھا جو باوجود ناتجربہ کاری کے دارالسّلطنت کی قلعداری کا اختیار رکھتا تھا، سلطان کو تو اُس زمرے کے لوگون پر بڑا اعتماد تھا، حالانکہ وے ناتراشیدے اگرچہ بحسب ظاہر اطاعت و فرمان برداری مین سرگرم رہتے پر در پردہ میر صادق ہی کا کلمہ پڑھتے تھے اور اِس نامعقول نے اپنے آقا کی سلطنت تباہ و خراب کرنے کے لئے پہلے تو اکثر لشکر کے سرداروں اور امیرون کی تانخواہیں گھٹانے اور اُنھین اُن کے درجے سے گرانے کے سبب فوج کے توڑنے مین کمر باندھی، بعد اِسکے کلام اللہ درمیان دے سلطان کے دل کو اپنی طرف سے بے کھٹکے کر سارا دربار کا دربار اپنا کر لیا یہانتک کہ میر عرض، بعضے مصاحب اور امیر و صغیر اور کل نقیب و یساول، ملازم و جاسوس وغیرہ کوئی بے اُسکی صلاح و مرضی کے حضور مین کچھ عرض معروض نکرتا، عرضیان خواہ ملکی خواہ مالی مقدّمات کی جو ممالک محروسہ سے پہنچتیں بغیر حکم عالی کے وہ آپ ہی پڑھکر

بھاڑ ڈالتا اور اپنی طرف سے کچھ لکھکر حضور مین بھیج دیتا ' دوسرا امیر آصف
میران حسین جو ایک ہی ماخولیا ز ناکار و شراب خوار تھا کر تعلّقون اور محالون
کے درمیان ننگی طوائفون کے کندھے ' پالکی پر کچہری مین پھرا کرتا بلکہ کبھی
قوّالون اور لڑلیون کو بلوا اُنکو ننگا کروا آپ بھی وہ مسخرا اُن کے ساتھ
اسی ہیئت سے اِس سوانگ مین شریک و شامل ہوتا ' اِنہین
ناسون کے اقتدار و اختیار دینے کے سبب ملک و سلطنت کے انتظام
میں ایسا اختلال آیا کہ باج و خراج کا آٹھوان حصّہ بھی خزانے مین داخل نہوتا ' فرامین و
پروانجات دار السلطنت کے سوا اور صوبون تک پہنچنے نپاتے ' اِسی
ایّام مین ڈنڈوجی واگر مرد بہادر چار سی دو اسپہ سوارون سے مرہٹے اور
نظام علی خان کے ملک اور ممالک محروسہ مین اپنی بہادری اور نہب و تاراج کا
ڈنکا بجارہا تھا ' سلطان نے اُسے بلوا بھیجا ' چنانچہ وہ اپنے سوارون سمیت
حضور مین آ زمرے مین امیرون کے داخل ہوا پر شیطان مجسّم میر صادق نے
اُسکے گرانے مین سلطان کی نظرون سے ایسے حیلے اُٹھائے کہ آخر کو اُس
بیقصور کی طرف سے بدگمان ہو کر حضور اعلا نے اُسے مقیّد اور سلمان
کر ملک جہان خان بہادر شیر جنگ خطاب دیا اور اُسکے سوارونکو
لشکر ظفر اثر مین بھرتی کر دس روپیہ روز اُن کا مقرّر کیا ' اور جب کچھ دنون
بعد اُس بیگناہ کو سوارون کی کچہری کا کام تجویز کر اُسکی مخلصی کرنے کو فرمایا
تب وزیر کژدم نہاد ' نیش زنی کی راہ سے حضور مین یون عرض پرداز ہوا '
کہ ایسے دلاور کو اِس کام کا مختار کل بنانا ملکداری و شہریاری کے
مصالح سے دور ہے ' خدا نکرے اگر اُسسے کسی طرح کا شر پیدا ہو تو
پھر تدارک مشکل ہوگا ' یہہ التماس اُس مردود کا درگاہ سلطانی مین مقبول

ہوا اور وہ خیرخواہ ترقّی طلب بدستور سابق زندانی کیا گیا، حاصل کلام وہ پاجی اپنے فسون کا ایسا اثر دیکھ ہر ایک کام مین اپنے مطلب ہی کے موافق عمل کرنے لگا، چنانچہ غازی خان رسالہ دار کو بھی جو بلاشبہہ وفادار جان نثار تھا بیوجہ اُس حرامی نے مشیر الملک کے ساتھ سازش کی تہمت لگا سلطان کے حکم سے مقیّد و اسیر کیا،

فوجکشی کرنا جنریل هارس کا سریرنگپٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگٹن بہادر اور مشورے ابو القاسم خان شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدر آباد کے، لڑائیان واقع ہونی سلطان اور اِس سپہسالار کے درمیان، مسخّرہوجانا دارالسّلطنت کے قلعے کا، شہید ہونا سلطان کا چوسن بارہ سی تیرہ مین واقع ہوا،

اُن دنون سلطان عالی مقام نے (جو ملکی کامون کو بے صلاح و مشورہ انجام کیا کرتا اور اِس باب مین خیرخواہونکا کہنا سننا اُسکی جناب مین مقبول نہین ہوتا تھا) دو سفیر تحفے ہدیون سمیت ایک کو زمان شاہ کے پاس مع خط محبّت نمط بھیج کر آئین دوستی تازہ کیا اور دوسرے کو سلطان روم کے حضور مین روانہ کیا، اِسی عرصے مین مورس بندر سے کئی فرانسیس جن کا موشیر بوسی سرغنہ تھا حضور مین آن پہنچے، چونکہ انگریزا اور فرانسیس کے درمیان سات برس سے اُن کی ولایتون مین جنگ وحرب کا ہنگامہ برپا ہو رہا تھا اِس لیئے یہان اُن فرانسیسون کے وارد ہونے سے انگریزون کے دل مین دھڑکا پیدا ہوا چنانچہ اُن لوگون نے ڈر کر سلطنت خداداد کی بیخکنی کے لیئے تدبیرین

اور فرانسیس کے آنے کو اپنے چڑھائی کرنے کا بہانہ ٹھہرا مشیر الملک اور میر عالم کی صلاح سے شروع اپریل روز لارڈ مارنگٹن بہادر کے پاس جو کلکتّے مین تھا لکھ بھیجا ' لارڈ ممدوح تو ایسی فرصت کے وقت کا طالب ہی تھا چھ ست پت گورے کی چار پلٹن ہمراہ لے شعبان کے مہینے مین مدراس مین داخل ہوا اور یہان سے اُسنے فوجین اکٹھی کر جرنیل ہارس کے ساتھ سرینگپٹن کو مسخّر کر لینے کے قصد پر آگے روانہ کر دین ' اُدھر حیدرآباد سے کرنیل راپٹ اور کرنیل ڈالس بھی چار پلٹن معیت آکر جنریل مذکور سے ملحق ہو گئے ' اور میر عالم آٹھ ہزار سوار ساتھ لے اور روشن رای معہ چھ پلٹن ' انگریز کی فوج مین آملے ' اب لارڈ موصوف نے اتمام حجّت کے لئے حضور مین سلطان کے پی در پی کئی مکتوب اِس مضمون کے بھیجے کہ اتّفاق و دوستی کے آئین مین عہد شکنی پر کمر باندھنی جایز نہین ' مقتضا محبّت و خلوص کا تو یہہ ہی کہ پہلے تو اِن کئی فرانسیس تازہ واردون کو اِس مخلص کے حوالے فرمایئے ' اور دوسرا التماس یہہ ہی کہ انگریز بہادر کی طرف کا وکیل بارگاہ سلطانی مین حاضر رہا کرے ' اور تیسرا یہہ کہ کوڑیال بندر ' منگلور تھا اور وغیرہ قلعے جو جہازون کے آنے جانے کی جگہین ہین سرکار انگریز بہادر کو چھوڑ دیجیئے ' اِن التماسون کا پذیرا ہونا کمال میل ملاپ کا باعث ہوگا ' خیر اِس درخواست کا منظور کرنا تو مشکل نہ تھا ' لیکن چونکہ میر صادق کم بخت کے ورغلانے کے سبب مزاج عالی طریق مصلحت اندیشی سے بہک رہا تھا ایک بھی اُن خطون کا جواب بھیجا نگیا ' تب جنریل مذکور ' لارڈ صاحب کے حکم بموجب ' جنریل فلایڈ اور جنریل برجس وغیرہ معیت رمضان شریف کی دوسری ' سن ١٢١٣ مین کوچ در کوچ راے کوٹے مین آپڑا ' بعضے خود غرض اور میر صادق کذّاب نے جناب والا مین عرض کیا کہ

انگریز اور نواب نظام علی خان جسکے ہمراہ کاّہم چار پانچ ہزار جوان ہوگئے چڑھے
آتے ہیں پر اقبال شاہی سے خیریت یہہ ہی کہ حاکم پونان اُن سے نہین ملا ہی
سلطان نے یہہ خبر سن کر پورنیا میر میران کو فوج سنگین کے ساتھ اور
دوسرے میر میراؤنکو دشمنون کے مقابلہ کرنے کو روانہ کر یہان آپ بھی امیران
اور سپاہیان جنگجو کے جمع ہونے کے باب مین حکم دیا جب میر میران مذکور
انگریز کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا سوار اُسکے منتشر ہو کر جنگل کے آسرے
مین آ کھڑے ہوئے اور اِدھر انگریز کے رسالے جنگ کو مستعد ہوئے
تب سلطانی جوان بھی حلقہ باندھ حرب و ضرب پر آمادہ ہو گئے جنریل بہادر نے
آنیکل کی نواح مین ڈیرا ڈالا تھا کہ سلطان کے سوارون نے اُسکے پتاقدارون
پر دوڑ مار اکثرون کو تہ تیغ کیا جسکے بدلے بچارون نے شاباشی اور
تحسین کی جگہہ میر میران سے گالیان انعام پائین کہ احمقو کیون تمنے ایسی سبقت
و جرأت کی اِس لعن طعن سے وے سب کے سب تاڑ گئے کہ سردار
نہین چاہتے ہمین کہ ہم لوگ جانفشانی کی راہ سے دشمنون کے ساتھ لڑین بناچار
اُن بہادرون نے اُس دن سے لڑنے کا قصد چھوڑ پنڈارون کی طرح
فوج اعدا کے آگے پیچھے چلتے القصہ جب سارا لاؤ لشکر علم شاہی کے
سائے تلے اکٹھا ہوا سلطان نے تختگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سواد کو خیمہ گاہ بنایا
کیونکہ اِسی راہ سے دغاباز قابو چیون نے انگریزی پلٹن کے آنے کا پتا دیا تھا
پر وہان اور ہی پھول کھلا یعنے جنریل مذکور اُدھر سے بات کر خاتحان ہلّی جا پہنچا
سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی الغار دن گلشن آباد کی سرحد مین پہنچ اعدا کا ناکا کاٹ
جنگ و حرب کا تہیّا کیا اور حریف بھی مستعد جنگ ہوئے

نظم

صف جنگ آراستہ وان ہوئی — جہان مین قیامت نمایان ہوئی
ہوا گیر ہو کر غبار زمین — گیا تا سر سقف چرخ برین
ہوا بوق اور کوس کا یہہ خروش — کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو — تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون — ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
بہت دیر تک ضرب برضرب تھی — الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی

ہر چند اُس دن وفادار اور خیر خواہ سردار لوگ جو سچّے فدائی و جان نثار تھے اور میدان جنگ مین مارے جانے کو میر صادق سیہکار کی حکومت کے عار سے افضل جانتے تھے، صف جنگ مین پانون جما جما دل کھول قرار واقعی لڑے اور بہادرانہ خونریزی کرتے رہے چنانچہ قریب تھا کہ معاملہ جنگ کا اُسی دن یکسو ہو جاے مگر خلاف یہہ ہو گیا کہ میر قمر الدّین خان کو سلطان والا شان نے اپنا معتمد و خیر خواہ جان کر غنیم پر حملہ کرنے کے لئے مقرّر کیا اور وہان اور ہی مطلب تھا یعنے چونکہ اُس بدنہاد کو کارآزمودہ بہادرون کا ضائع و برباد کرنا منظور تھا اِس واسطے وہ سلطانی فوج کے چیدہ چیدہ جوانون کو ہمراہ لے جنرل بہادر کے توپخانے پر حملہ کیا مقابل ہوتے ہی آپ الگ ہو گیا، ساتھ والے اُسکے بندوق و توپ کی ایک ہی باڑ مین اُڑ گئے، باقی ماندہ سپاہ وہان سے بچ نکلے، انگریز فتح پا کر خوش ہوے، اِتنے مین خبر آئی کہ بمبئی سے انگریز کی کئی پلٹن بکثرت لوازمہ رسد کا لئے جنرل استوارٹ کے ساتھ دار السّلطنت کو چلی آتی ہی، تب سلطان نے یہہ تدبیر کی کہ کئی سردار کو معہ سپاہ جرّار دشمن کے سامھنے رکھ آپ اُسکے پیچھے سے ساری فوج معیت چھپکر جنگ کا حکم دیا جس پر ایک جانب سے تو

سیّد غفّار جو بہادری اور دولت خواہی مین نے بدل تھا حریف کے لشکر پر ٹوٹ پڑا اور دوسری طرف سے نواب حسین علی خان نے جاکر بڑے ہی زور شور سے جنگ و جدل کا دماما بجایا اور بہت سے میر میران نے بھی دشمنون کے دفع کرنے مین بڑی بڑی کوششین کین یہانتک کہ مارے تلوار و توپ و تفنگ کے اُنھین بھگا دیا ؎

بیت

ہوا اُس گھڑی اِسقدر کشت وخون ؎ کہ حیرت مین تھا چرخ فیروزہ گون
زدو کشت اُسدم ہوئی اِسقدر ؎ کہ میدان ہوا بحر خون سر بسر

انگریز سامھنا کرنے سے عاجز ہو اپنے بعضے مال و متاع سے ہاتھ دھو جنگل مین گھس گئے ؎ فتح مند بہادرون نے تعاقب کرنے مین خوب ہی سعی کی ؎ نواب محمد رضاخان حضور سے رخصت ہو کر شیر نر کی طرح اپنی جمعیت سمیت اُن پر جا گرا قریب تھا کہ فوج مخالف بالکل تباہ ہو جاے لیکن چونکہ خواہش ایزدی یہ تھی کہ اہل اسلام کی شکست ہو ؎ اتّفاقاً ایک گولی نواب مذکور کو لگی ؎ جسّے فی الفور اُسکا کام تمام ہوا ؎ سلطان نے اُسکی لاش دارالسّلطنت کو روانہ کر آپ دشمن کے مدافعے پر کمر باندھی ؎ اتنے مین جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ اعدا کا لشکر مقابلے سے باز آکر کلیکوٹ کی جانب کوچ کر گیا ؎ اِس حال کے سنّے سے سلطان اپنے دارالسلطنت کو تشریف فرما ہوا اور جنریل ہارس قلعے کے پچھم جانب اُتر پڑا ؎ دوسرے دن انگریز کے رسالون نے حملا کر کئی مورچے نئے جو سلطان کے حکم سے قلعے کے سامھنے بنائے گئے تھے لڑ بھڑ کے اکثر جوانون کے نقصان ہونے کے بعد لے لیا ؎ اُسی دن نواب حسین علی خان نے صف

اعدا پر بڑی جوانمردی سے حملہ کر جام شہادت نوش کیا انگریز کے سپاہی قلعے کے پچھم طرف ایک مورچہ بنا کر حصار کے توڑنے مین نہایت کوشش بجالائے، سلطان نے جب اُس فساد کے سبب جو دارالسّلطنت کے گرد بگرد برپا ہوا تھا امورات سلطانی کا ہرج مرج معلوم کیا اور دارالسّلطنت سے نکل جانے یا مصالحہ اختیار کرنے کو ہمّت و حوصلے سے شہریاری کے خلاف جان تقدیر الٰہی پر راضی و شاکر ہو کر ننگ و ناموس کی غیرت سے محل سرا کے چارون طرف ایک گہری کھائی کھدوا اور باروت بھروا طیّار کروا رکھی کہ مبادا اگر بالفرض بات اُلٹا پڑ جائے اور قلعہ دشمنون کے ہاتھ آ جائے تو اُسے آگ لگا کر اُڑا دے، تا اُسکے زن و فرزند مخالف کے ہاتھ نالگین بعد اِسکے حفاظت برج اور فصیل دارالسّلطنت کے قلعے کی زمرۂ خاص پر چھوڑ خود بدولت و اقبال نے حرب و قتال کا ارادہ کیا اور میر قمرالدّین خان کو جو ایک ہی شتر کینہ تھا بہت فوج کے ساتھ انگریزکی پلٹن کے رسد لانے والون اور جو فوج کہ اُنکے کمک کو چلی آتی تھی لوٹ لینے کے واسطے بھیج دیا، اور یہ بھی حکم کیا کہ شاہزادۂ کلان سلطان فتح حیدر، سب لشکر اور پورنیا میر میران وغیرہ سمیت کری کٹ کے میدان مین حرب پیکار کے لیئے مستعد رہے، چنانچہ سلطانی سوار اِس حکم کے موافق کبھی کبھی انگریزکی پلٹن کے اِدھر اُدھر گشت کرتے مگر لڑنے کے واسطے چونکہ اُنکے سرداروں کا حکم نتھا افسوس کے مارے ہاتھ مل مل دانت پیس پیس رہ جاتے، قصّہ کوتاہ بنبئی کی فوج نے بہادر پور کے گردنواح مین پہنچ کر نزول کیا، چونکہ غازیون کا سواے جہاد و حرب کے کچھ اور کام نتھا، ہر روز وے مسلّح ہو فوج دشمن پر ایسے پروا جیسے شمع پر پروانہ ٹوٹ پڑتے اور اشرار کے شعلہ فساد و شر کے بجھانے مین مردانہ کوششین کرتے، چونکہ ہوا ازمانے کی

اُلٹی ہی تھی، خلاف مطلب ہی اُن کے پیش آتا چنانچہ سیّد غفّار جو مہتاب باغ مین انگریزی فوج کا رستا روکے پڑا تھا میرصادق اور دوسرے مفسد و فتنہ انگیزون کی صلاح سے وہ جان نثار سردار وہان سے قلعے مین طلب ہو آیا اور دوسرا اُس کی جگہہ پر گیا، تب تو انگریزون نے اُسی دن ایک ہی حملے مین اُسے لیکر قلعے پر گولون کی بارش برسائی، سلطان نے اُس وقت موشیر بوسی کو حضور مین یاد فرماکر اُسّے پوچھا کہ اب کیا علاج کیا چاہیئے، اُسنے عرض کی کہ خاکسار کی دانست مین تو مناسب یہہ ہی کہ یہان حریف کے دفع کرنے کو لشکر تعینات کر آپ خاص سوارون کا دستہ اور خزانہ و زنانہ ساتھ لے قلعے سے سرا اور جیتال درگ کی جانب تشریف لیجائین، خواہ نمکخوار کو ساتھیون سمیت انگریزون کے حوالے کردین جس مین کسی طرح یہہ بکھیڑا مت جائے نہین تو قلعے کی سرداری و پاسبانی اِس فدائی اور موشیر لالی کے ذمّے مقرّر ہو، سلطان نے جواب دیاکہ اگرتم سے شخص کی سلامتی کے واسطے ہماری ساری سلطنت بھی تباہ و برباد ہو جائے تو کچھ غم و الم نہین، بعد اِسکے خسرو والا مقام نے میرصادق نمکحرام کو بلواکر قلعہ داری کا اختیار موشیر بوسی اور موشیر لالی کے سپرد کرنے کے مقدّمے مین صلاح بوچھی اُس پاجی نے اپنی خواہش کے موافق یون اظہار کیا،" جناب اقدس مین خوب روشن ہوگا کہ اِس قوم نے کسی کے ساتھ وفاداری کا طریقہ نہین نباہا، آپ بیشک جان لیجیئے کہ قلعہ کا اختیار انھین ملتے ہی اُس مین انگریزون کا دخل ہو گیا، کیونکہ بلحاظ جنسیت کے یے گورے گورے دونو ایک ہی ہین، مثل مشہور ہی، سگ زرد برادر شغال، جب اِس طریق سے اُس کج رفتار موذی نے عمل خیر مین بھاجی مار سلطانکو اُس راست رستے کے چلنے سے روک رکھا، اُس عالی شان نے فلک کی

طرف آنکھ اُٹھا ایک ٹھنڈھی سانس بھر کر بول اُٹھا متوکّلا علی اللہ ہرچہ مرضی مولی برہمہ اولی ' قصہ کوتاہ قلعے کی دیوار ٹوٹنے تک کی بھی کسی نے حضور مین خبر نہ دی ' آخر جب ذیقعدہ کی ستائیسوین کو خارج سے بعضے حرام خوارون کے قصور کی خبر گوش مبارک مین پہنچی ' اُسکے دوسرے دن صبح کے وقت سلطان نے کئی نمکحرامون کا نام خط خاص سے ایک کاغذ پر لکھ اور اُسے لپیٹ کر امیر معین الدّین کے ہاتھ مین دیا اور بتاکید ارشاد کیا کہ آج ہی کی رات اِس حکم کو بجالایا چاہیئے ' جسمین کارخانہ سلطنت کا قائم رہے ' وہ بیچارہ فلک ستمگر کی کجرویون سے بے خبر عین دربار ہی مین اُس نوشتے کو کھول کر دیکھنے لگا ' قضا کار سلطانی فرّاشون سے ایک فرّاش جو لکھنے پڑھنے کا سواد رکھتا تھا اور وہان حاضر تھا ' کہین اُس نے کن انکھیون سے دیکھ لیا کہ سب سے پہلے اُس جھوٹے نمکحرام میر صادق کا نام لکھا تھا ترنت یہہ خبر ہو بہو اُسے پہنچادی کہ حضرت سلامت دیکھتے کیا ہین ' آج رات کو آپ کے اندھا بنانے مین حکم سلطانی صادر ہوا ہی اتنا سنتے ہی اُسکی آنکھون تلے اندھیرا چھاگیا ' تب اُس خرنامشخّص نے اپنے بچاو کی تدبیر کر دوپہر دن کے وقت قلعے کی توتی النگ کے پاسبانون کو تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلا مسجد اعلا کے پاس اُنکو جمع کیا ' اتفاقاً جب وہ مردود قابو کے وقت کی تاک مین تھا جو سلطان اُسی مہینے کے اٹھائیسوین سوار ہو قلعے کی ٹوٹی دیوار دیکھنے آیا اور بیلدارون کو اُسکے درست کرنے کے لیئے حکم دیا اور فصیل پر ایک شامیانہ اپنے واسطے کھڑا کروا وہان سے پھر دولتخانے مین آ حمّام کو گیا ' جب نجومیون اور میر غلام حسین منجّم نے بھی تقویم اور زیچ کے رو سے اُس دن کی نحوست دریافت کرکے عرض کیا کہ آج اڑھائی پہر تک جناب عالی کے حق مین ساعت نہایت نحس ہی نظر برین

مناسب تو یون ہی کہ شام تک حضرت لشکر مین تشریف رکھین اور کچھ صدقہ ذات مبارک کا خدا کی راہ مین دیا جاے۔ سلطان نے پہلی بات کو تو قبول نہ کیا مگر صدقہ جسسے زمینی و آسمانی بلا مندفع ہوتی ہی اُسکے اسباب کی طیاری کا حکم دیا جب غسل سے فراغت کی باہر آکر ایک ہاتھی کالے مخمل کے جھول سمیت جسکے چارون کونون مین کئی سیر موتی جواہر روپا سونا و نیلم و یاقوت باندھ دیا گیا تھا مستحقون حقدارون کو مرحمت کیا اور محتاج درویشون کو بلوا روپی اشرفی کپڑے خیرات کر خاصہ منگوایا جو نہین ایک لقمہ تناول فرما دوسرا اُٹھا منہہ تک لایا تھا کہ اُسکا کھانا نصیب نہوا کیونکہ لوگون نے اِسی بیچ مین واویلا کرتے ہوئے یہہ خبر سلطان کو پہنچائی کہ سید غفار وفادار نے ذات عالی پر اپنی جان کو نثار کیا۔

نظم

سنی شاہ ٹیپو نے جب یہہ خبر | کہ سید ہوا قتل وقت سحر
یہہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال | کہ دولت کا میرے اب آیا زوال
دل زار سے کھینچکر آہ سرد | لگا کہنے یون شاہ بارنج و درد
ہوا غم سے سید کے مین سوگوار | خوش آتی نہین زندگی زینہار
نہین چاہتا تاج اور تخت اب | شہادت کا پیاسا ہون اب تشنہ لب

سلطان اوہین کھانے سے دست بردار ہو بیخودی کے عالم مین بول اُٹھا آہ ہم بھی آفتاب لب بام پا برکاب کوئی دم کے مہمان ہین۔

بیت

عدم مین قافلہ سب ہمرہون کا جا پہنچا
مثال نقش قدم ہم ہین واپسینون مین

اور طاؤس نامے گھوڑے پر سوار ہو دریچے کے رستے سے علم بتیری کے طرف تشریف لے گیا، ادھر قابو جو دشمنون نے اُس سیّد کے شہید ہوتے ہی قلعے پر سے سفید سفید رومال گھما گھما انگریز کے فوج والون کو جو باولی کنارے اکٹھے ہو ہلاّ کرنے پر آمادہ تھے آگاہ کر دیا چنانچہ دو پہر دو گھڑی دن کے وقت انگریز کی پلٹن اُسی توٹی دیوار کے رستے قبل اسکے کہ سلطانی جوان دوسری النگ کی برجون فصیلون پر جمع ہو کر خبر دار ہو جائین چڑھائی کر تھوڑی سی تگ و تاز مین قلعہ سر کر لیا ہر چند قلعے کے بہادرون نے بھی تگ و دو شروع کی اور تلوار و تبر لے لے راہ گھیر لی تھی، لیکن ہر طرف سے ایسا شور و ہنگامہ مچ گیا کہ ہرگز تدارک اُسکا نہو سکا، یہانتک کہ اس جانب سے سبھون کے پانوٗ اُکھڑ گئے، اسی بیچ مین اُس پاجی قابو جی نے خاص سواری کو مورچے کی طرف جاتے دیکھ پیچھے سے پہنچ اُس دریچے کو جو شاہ دین پناہ کے پھر آنے کی وہی راہ تھی بند کر دیا اور آپ کمک لانے کے بہانے سے گھوڑے پر چڑھ قلعے کے باہر نکل اپنا رستا لیا، گنجام کے تیسرے دروازے پر آ کر دربانون کو کہا کہ خبردار میرے جانے کے بعد تم چپ چاپ جلد دروازہ بند کر لینا، وہ تو یہہ کہہ آگے بڑھا تھا کہ سامھنے سے ایک سپاہی ملازم سلطانی آ کر اُسے لعن طعن کرنے لگا، کہ ای روسیاہ راندۂ درگاہ یہہ کیسی بے حمیّتی ہی کہ تو ایسے سلطان دین پرور اور محسن عالی گوہر کو دشمنون کے جال مین پھنسا اپنی جان بچائے لئے جاتا ہی، کھڑا رہ روسیاہی کے کاجل سے اپنا منھ تو کالا کر لے یہہ کہتا ہوا کمال طیش سے ایک ہی وار مین اُسکو آب تیغ سے شربت اجل پلا زین سے زمین پر مار گرایا، لاش اُسکی چار دن بعد قلعے کے دروازے پر بے کفن دفن کی گئی شہر کے لوگ ابتک بھی آتے جاتے

قصداً اُسکی قبر پر تھوکتے پیشاب کرتے اور ڈھیر کی ڈھیر پرانی جوتیان ڈالتے ہین

بیت

یقین جانیو تم کہ زیر فلک
رہی اُس پہ لعنت قیامت تلک

میر معین الدّین گھائل ہو خندق مین گر کر مر گیا، اور شیر خان میر آصف کا تو پتا ہی نہ لگا کہ کیا ہوا، جب شہریار شریعت شعار نے معلوم کیا کہ اب شجاعت و دلیری کا وقت گذر چکا، ملازمون نے صریحاً بیوفائی و دغا کی، تب اُس دریچے پر آکر ہر چند اُسکے کھولنے مین دربانون کو حکم دیا پر وے سب نمکحرامون نے جان سن کر تغافل کیا اور حیرت تو اس مین ہی کہ خود میر ندیم قلعدار بھی سپاہیون سمیت اُسی دریچے کے پیچھے کھڑا تھا، لیکن اُس ملعون نے بھی حق نمک کا مطلق لحاظ نکیا، القصّہ جب حریف حملہ آور شلک مارتے ہوئے قریب آپڑے، سلطان شیر دل نے بڑے تہوّر سے اُن پر حملہ کیا اور باوصف چقلاش و تنگی کے کئی شخص کو تلوار سے مار آپ بھی کئی زخم کاری منہہ پر کھا انجام کار ساقی اجل کے ہاتھ سے جام شہادت کا پیا، اب اہل اسلام کے حال کا تباہ و خراب ہونا اور اُن کے مال و ناموس کا لوٹا جانا کیا لکھین،

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلسرا کے دروازے پر اکٹھے ہو حملہ آورون کے اُوپر شلک مارنے لگے، آخر وے بھی جنگ سے باز آئے، جب تو سارا خزانہ اور مال و اسباب شاہانہ جو شمار و حساب سے زیادہ تھا انگریزون کے ہاتھ لگا جتّے اُن کے سپاہی جو تہیدست و بے سر و سامان ہو رہے تھے غنی و مالدار ہوگئے، شاہزادے معہ زنانہ محل اور کریم شاہ اسیر و دستگیر ہوئے، مگر سلطان فتح حیدر سر لشکر جو کل فوج و اصطبل اور فیلخانہ و سلطنت و تجمّل کے

لوازمہ معصیت گری گت گی نواح مین اقامت گزین تھا اس ماتم جگر سوز کی خبر سن کروہان سے روانہ ہو چندرائے پاتن کی جانب چلا گیا انگریزکے سردارون نے بڑی تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش پایا رات بھر درمیان پالکی کے توشکخانے مین رکھا صبح کے وقت سب شاہزادون خدیمون خدمت گزارون کو اُسکے آخری دیدار سے مشرّف کر تجہیز تکفین کا حکم دیا سلطان شہید لال باغ مین نواب مغفور کے مقبرے کے اندر مرقد آسایش مین سویا دنیا کے سردرد و رنج سے خلاص ہوا اور نمک حرامونکے مکر و فریب سے رہائی پایا اللہ اللہ خدا کی شان کو دیکھا چاہیئے کہ فلک دوّار کے ایک ہی دورے میں اُس قدر شان وشوکت اور تجمّل وحشمت کسی نے نجانا کہ کیا ہوا اور کدھر گیا

بیت

بیک گردش چرخ نیلوفری ‌ ‌ ‌ نہ نادر بجا ماند نے نادری

مثنوی

یہی رسم و آئین چرخ بلند ‌ ‌ ‌ کہ گاہے رکھے شاد گہ دردمند
جہان مین کسیکو نہین ہی قرار ‌ ‌ ‌ کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدارون کو دم مین تباہ ‌ ‌ ‌ کرے سر بلند ونکو یون پست آہ
گدا ہوے یا شاہ تاج و سریر ‌ ‌ ‌ قضا سے کسیکو نہین ہی گزیر
جہان مین بجز پاک پروردگار ‌ ‌ ‌ نہین ہی کسیکو بقا زینہار

قطعہ

کدام دوحۂ اقبال سر بچرخ کشید ‌ ‌ ‌ کہ صرصر اجلش عاقبت ز بیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج سروری برسر ‌ ‌ ‌ کہ بند حادثہ بردست و پای او نفگند

لیے کئی بیتین جنکا اخیر مصرع اِس واقعے کی تاریخ پر ناطق ہی بطور مرثیے کے لکھی گئین ٴ

مثنوي

ٹیپو سلطان شہید شد ناگاہ — جان خود داد فی سبیل اللہ
بُد ز ذیقعدہ بیست و ہشتم آن — کہ شدہ روز شنبہ حشرعیان
ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ — خون ز دیوار و در روان گشتہ
زیست بنجاہ سال با اقبال — بادشاہی نمودہ ہفدہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد — گشتہ آخر شہید حسب مراد
آہ تاراجے مکین و مکان — خون بگرئید ای زمین و زمان
شدہ خورشید و مہ بگریہ شریک — آسمان شد نگون زمین تاریک
چون غم او بجز وکل دیدم — سال ماتم ز درد پرسیدم
گفت ہاتف ز نیم آہ بہ تفت — نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اِس مصرع سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہی ع حامی دین شہ زمانہ برفت
میر غلام حسین منجم نے جو تاریخ کہی تھی وہ یہہ ہی

نظم

شاہ ما چون بملک بر تر شد — حاضر مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ — نسل حیدر شہید اکبر شد

مادّہ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہی ٴ

ایک ہفتے بعد میر قمرالدّین خان جو خدا سے ایسا دن مناتا تھا خوشی خوشی جنرلیان کی خدمت مین حاضر ہوا اپنی جاگیر گرم کنڈے کی بابت کا سوال جواب پکّا کر سند بحالی پا کے ہشاش بشاش وہان چلا گیا ٭ سلطان فتح حیدر نے بھی انگریز کے سپہسالار اور دوسرے سرداروں کی زبانی چکنی چپڑی باتین اس باب مین کر وے

اُسی کو تخت پر بیٹھائینگے سن کر لڑنے کا ارادہ دل سے مٹادیا اگرچہ شجاعان کاربرداز جیسے ملک جہان خان جو سلطان جنّت آشیان کے شہید ہونے کے بعد قید سے مخلصی پاکر اُس کے حضور مین حاضر ہوا تھا اور سیّد ناصر علی میر میران وغیرہ نے اُسے انگریزون کے ساتھ ملنے کو منع اور لڑنے کے لیئے رغبت دلاکر عرض کیا تھا کہ سلطان والاشان نے صرف اپنی جان رضامندی خالق مین نثار کی ہی اب بھی تمام ملک اور محکم محکم قلعے اور قلب جگہین سرکاری گماشتون کے اختیار مین ہین اور فوج بھی فضل الٰہی سے معہ ساز و سامان جنگ آراستہ و آمادہ ہی اگر مملکت ستانی اور داد شجاعت دینی منظور رہی تو بسم اللہ یہی وقت کار ہی اور ہم مین سے ایک ایک لڑنے اور جان نثاری کو مستعد و طیّار، پر وہ حیدر خصال باوجود کمال بہادری اور جوانمردی ذاتی کے ورغلانے سے پورنیا دیوان کے جو اُس سلطنت کا زوال چاہتا تھا اور دوسرے خودغرضون کے اُنھین کی مرضی اور دم کے موافق چلا اور ذرا بھی اپنے سچّے فدائیون کا کہنا نہ مان سلطنت و ریاست سے ہاتھ دھو جنریل ہارس کی ملاقات کو قلعے مین چلا گیا، اور وہان انگریز کے کارپردازون نے یہہ پیش بندی کی کہ ظاہراً میسور کے تخت سلطنت پر وہین کے راجاؤن کی اولاد سے پانچ برس کے ایک لڑکے کو بٹھلا، تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا مالک، پورنیا نمّک دار کی دیوانی مین اُسکے نام لگا دیا، اور سب شاہزادون اور خانوادہ شاہی کو معہ اُس مغفور کے بھائی نواب کریم شاہ اور اُسکے علاقہ دارون کے راے ویلور کی طرف روانہ اور ہر ایک شہزادے کے واسطے بیش قرار مدد خرج مقرّر کیا،

خیر بعد اِسکے جنریل ممدوح بہمہ وجوہ بے کھٹکے ہو چیتل درگ تک پہنچ تمام کوہی قلعون اور مکانات کو اپنے اختیار مین لاکرنیل ریڈ اور جنریل فلائڈ وغیرہ معیت

ولایت کو روانہ ہوا ' اور گتی ' رتن گیری ' مرگسی ' ہرپن ہلّی ' انی گندی ' پنوکنڈا ' مرگ سرا وغیرہ جگہین جو سلطان شہید کے ملکون سے نواب نظام علی خان کے حصّے مین دی گئین تھین بارہ سی پندرہ سنہ ہجری کے درمیان پھر انگریزی سرکار مین ضبط ہو گئین '

بیت

زمانیکا ہر دم ہی رنگے دگر
کبھی شام ہی اور کبھی ہی سحر

ملک جہان خان بہادر جو سلطان فتح حیدر کی ذات سے قطع اُمید کر فقط ایک گھوڑا جوڑا لے نکلا تھا تھوڑی ہی عرصے مین اُسنے اپنے حسن تردّد اور قوت بازو کے بدولت ترقّی کر تیس ہزار سوار و پیدل جمع کرکے درمیان کشتنا اور تنب بھدرا ندّی کے خروج کیا ' بہرجنگ وغیرہ بھی اُسّے مل گئے تھے ' تب اُس شیر دل نے کولاپور مین ' ایک ہی بہادرانہ حملے سے کھوکھلا مرھٹہ اور پرسرام ناظم مرچ کا سر کاٹ لیا ' بعد اسکے کتنے دنون تک تو انگریزی لشکر کا سامھنا کر کر لڑائی بھڑائی مین رہا ' ہرچند اُس ایّام مین اور بھی بہت سی فتحین اور غنیمتین حاصل کین لیکن چونکہ وہ کوئی ایسا قلعہ نہین رکھتا تھا جس مین ضرورت کے وقت پناہ لے اور انگریزون کے مقابلے کا جواب دے ' دو برس بعد کرپّا اور کرنول والے پٹھانون کی چوک کے باعث کوتال بھنوگی نواح مین انگریزکی سپاہ کے ہاتھ شہید ہوا ' اور زمانے مین سوا ے نام کے کچھ اور نچھوڑا ' میر قمرالدّین خان جو باپ کی جاگیر پا کر بڑا متکبّر ہو گیا تھا شامت اعمال کے سبب کوڑھ پھوٹ ناشاد و نامراد ہو موا ' اور کتنے سلطانی سردار جیسے بدرالزّمان خان ' غلام علی خان علی رضا خان اور کئی میر میران اور سپہدار اور غلام علی خان بخشی وغیرہ عوض مین

اپنے حق السعی کے جو اُنھون نے شہریار دین پناہ کے ملک و تبار کے خراب کرنے مین کی تھی بھاری تنخواہین کنپنی انگریز بہادر کی سرکار سے پاتے ہین واہ رے ہمّت و دیانت و پاس اسلام حمیّت اِسی سن مین نواب فتح علی نام نواب کریم شاہ بہادر کا بیٹا خروج کر مرہٹّے کے ملک کو چلا گیا

بیان اخلاق و اطوار اور آئین حکمرانی اُس سلطان دین پناہ فردوس آرامگاہ کا

ہرچند اخلاق و اوصاف حمیدہ اُس چشم چراغ دودمان سلطنت کے مشہور ہین محتاج بیان کے نہین مگر بطریق یادگار یہان مختصر لکھے جاتے ہین کہ وہ مغفور ہرایک علم سے بقدر ضرورت بہرہ ور تھا انشاپردازی مین صاحب سلیقہ دانائی اور فرزانگی مین اپنے زمانے کا ایسا یگانہ کہ مہمّات ملکی کے انجام کرنے مین کسی کی رہنمائی کا محتاج نتھا سیرتین اُسکی پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ تھے ہنرمندون اور صاحب علمون کا قدردان مسلمانون کی غور پرداخت مین بدل متوجّہ فجر سے دوپہر رات تک دربار مین بیٹھتا نماز صبح کے بعد کلام مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتا ہروقت باوضو رہتا اور تسبیح ہاتھ مین رکھا کرتا غرّہ ماہ مُحرّم سے تیرہوین تک مسند کا بیٹھنا چھوڑ دیتا ملکی اور خانگی امورات کا عشرہ مُحرّم مین مطلق دھیان نکرتا راتون کو تلاوت قرآن کیا کرتا مسکینون فقیرون کو کھانا کپڑا اچھّا اچھّا بانٹتا بعد افطار صوم کے ایک ہی وقت اکل و شرب معمول رکھتا دسترخوان خاص پر اُسکے دونون وقت سب شہزادے و مقرّبان حضرت حاضر ہوتے تب شاہان عجم و عرب کی تواریخ و حکایتین متداول کتابون سے

اور دین ومذہب کا ذکر اذکار، حدیث واشعار خود زبانی بیان فرماتا، اور بعض ہمنشین مصاحبون سے بھی نقلاین برجستہ و رنگین سنتا، پر ایسی مزاح وہزل کا جسّے کسر شان اسلام کی پائی جاے کیا امکان کہ اُس پیرو شریعت کی مجلس مین مذکور نکلے، گفتگو فارسی زبان مین کیا کرتا، محتاط ایسا کہ کسی امرمین بمصداق خَیرالاُمُوراَوسَاطُہا کے اعتدال سے قدم باہر نرکھتا، رنگین کپڑون سے پرہیز کرتا، مگر گھوڑے کی سواری کے وقت تلوّن و تفنّن کی راہ سے زربفتی بھری کی قبا پہنا کرتا، ولیکن اپنے اخیر عہد مین عربون کے طور پر سبز پگڑی باندھتا، اور جڑاو طرّہ یا کلگی سر پر لگاتا صوم وصلوۃ اور بہت سے دینی مراتب مین خود نہایت کوشش کرتا، اور تمام اہل اسلام کو ایسے کام مین اعلام فرماتا، داڑھی کو جو فقط زنخدانی تھی خلاف وضع جان کر ترشواتا، صاحب حیا ایسا کہ ہنگام بلوغ سے وفات تک بجز اُس کی پنڈلی اور قبضے کے کسی نے نہ دیکھا، چنانچہ حمّام مین بھی یہہ حال تھا کہ اعضاواندام چھپا کے غسل کرتا، بالاگھاٹ کی سرحدون کے درمیان جو اکثر ہندنیان سر وسینہ عریان راہون مین پھرا کرتیان تھین، یہہ بیحیائی کی چال بھی دیکھنے نہ سکا، اور یہہ حکم کیا کہ کوئی عورت بلے کرتہ و چادر ننگے سر باہر نہ نکلے اگر کوئی نکلتی تو داغی جاتی اسی سبب سے وہ رسم بد موقوف ہوگئی، جوہرشناسی وقدردانی مین یکتا، پردلی اور بہادری مین لاثانی، اسپ تازی اور نیزہ بازی مین اُس سرے فائق، گھوڑے اور تلوار کا نہت شائق، ہر ایک صنعتون مین نئی نئی اختراع کرتا، چنانچہ انوٹھی انوٹھی شیر دہان توپ دو نالی سہ نالی یا دہری تہری جوت کی بندوق، قینچی، چاقو، گھڑی یا ساعت نما، قبلہ نما، قطب نما، خنجر و کتار بنی ہوئین ڈھالین ایسی کہ تیراور گولی اُن پر اثر نکرے بنواتا، اور لاکھون روپیہ شال و

مخمل و بانات و کمخاب وغیرہ کے کارخانون مین خرچ کرتا اور طیّار کرواتا پر سب سے پہلے دین کی حمایت اور شریعت پیغمبر خدا کی تقویت فرض جانتا، شرع سے باہر ہرگز کوئی کام نکرتا اور نامشروع رسومات ظاہر سے آپ بھی پرہیز کرتا اور اپنے تمام نوکر چاکر کو بھی اُنکے عمل سے مانع ہوتا، اتفاقاً اگر کوئی خلاف شرع کرتا تو سلطان اُسپر حد شرع جاری کرتا، اہل سنّت و جماعت کے رویّے پر چلتا، حکمنامے ہر امرا اور کارخانے کے لیئے بموجب حکم کے الگ الگ کئی طرح کے حرفون سے لکھے جاتے، و لیکن اِن صفتون اور ہنرونکو اِسی ایک عیب نے چھپا دیا کہ جس شخص کو اُسکے عہدے سے برطرف کردیتا پھر اُسکو اُسی منصب پر بحال کرتا اور اِسی عمل نے اُسکی سلطنت مین خلل ڈالا، فرمانون اور پروانون کی پیشانی پر تمام بسم اللہ دست خاص سے بطور طغرا کے لکھکر اُسکے نیچے دستخط اپنا اِس صورت سے یعنی نبی مالک ثبت فرماتا،

سکّہ ٹیپو سلطان مبرور

هو
السلطان الوحید
العادل، سیوم بہاری
سال دلو سنہ ۴
جلوس
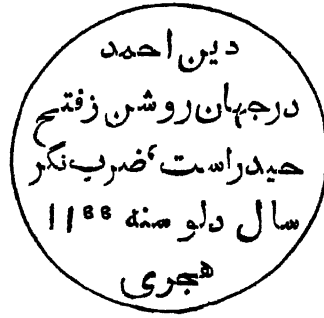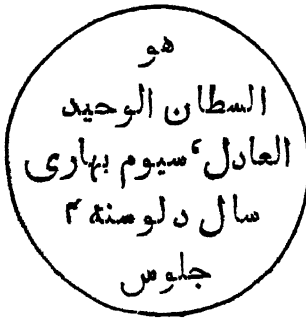
اگرچہ یہ سکّہ ٹیپو سلطان مغفور کاہی پر سلطان نے تبرّکاً و تیمّناً اپنے والد ماجد کے نام کو بقید سال اُسکے سکّے کے اپنے سکّے کی دوسری جانب مین ثبت کروایا تھا

روایتین نشان حیدری تصنیف میر حسین علی کرمانی کی تمام ہوئین

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

فوجکشی کرنا لارڈ کارنوالس بہادر کا سریرنگپٹن پر خانخان ہلّی کے رستے ہوکر، اور سختی اُس راہ کی

لشکر نصرت پیکر خانخان ہلّی کی راہ ہو کر روانہ ہوا، تمام دن اہل لشکر راہ طی کرتے اور شام کو جہان تھوڑا پانی دیکھتے وہان مقام کرتے، نوین دن ہروڑ کی سرحد مین سریرنگپٹن کے قلعے سے تین کوس ورے اُتر کر دو روز تک حریف کے مورچے برتاخت کرنے کے لیئے جگہہ ٹھہرانے کی فکر مین تھے کہ اسی مابین مین گویندون نے آکریہہ اظہار کیا کہ موکب عالی کے سامھنے، سلطانی سپاہ توپین لگائے فرصت کی تاک گھات مین لگی ہوئی ہی اور راہ دشوار گذار جسمین توجھاڑ کیچڑ اور کنکریون کی ایسی بہتایت ہی کہ پیادہ تو کیا اگر سوار بھی اِس راہ مین جائے تو گھوڑے سمیت گر کر اپنے کپڑے ہتھیار دونون کھو بیٹھے، اور راہ کی دشوار گذاری کے علاوہ اگر سرکاری پلٹنین کوچ کر رستا چھوڑ بیراہ چل نکلے تو یہہ بھی خوف ہی کہ طرف ثانی کی کوئی جماعت اِس حرکت سے خبردار ہو چارون جہت سے گھیرلے تو اُس وقت کیسی مصیبت کا سامھنا ہوگا کہ نہ تو سپاہیون کو لڑنے کی سکت نہ بھاگنے کی طاقت رہیگی، اور دوسرا رستا بھی ہرچند ایسا دشوار گذار نہین مگر کری گٹ پہاڑ کے دامن سے لیکر لشکر اعدا کی پچھلی النگ تک شدّت سے اُس مین نشیب و فراز واقع ہی، اگر لشکر بقصد شبخون کسیطرح اُس رستے ہو کر جائے تو البتّہ منزل مقصود مین پہنچ سکتا ہی، گو رنر موصوف

جب اِس احوال سے مطلع ہوا تو اُسنے اُسی دوسری راہ کاجانا اختیار کر
اِتوار کے دنوں مے مہینے کی پندرھوین تاریخ پہلے تو انگریزی فوج کے
سرداروں کے نام شبخون کرنے کی چٹھیان لکھ بھیجین بھر سوا پہر رات کے
وقت خود بدولت واقبال اور دوسرے صاحبان لوگ گھوڑون پر سوار
ہو شبخون کے ارادے روانہ ہوئے ' اگرچہ اُس شب کو بشدت باد و
باران تھا لیکن گورنر معہ فوج و توپخانہ وغیرہ اندھیری رات و ناہمواری راہ
کے ساتھ بھی سبکے سب قریب صبح حریف کے لشکر تک جا پہنچے ' اِدھر کے
بعضے لوگ جو قضاے حاجت کو نکلے تھے اُنھوں نے انگریزی فوج کی بھیر بھاڑ
دیکھ ' مورچے مین جاکے خبر کردی ' جب پروبانکے بہادرون نے سرکاری لشکرگاہ
کی جانب توپون کے منہہ پھرا گولے مارنے لگے ' گورنر ممدوح توپون کی آواز
سن چوکنا ہو گیا ' اور کمال آہستگی سے مورچال پر ہلّا کیا ' چار گھڑی دن چڑھے
چکا تھا اِدھر سے بھی حسب الحکم گولے چلنے لگے دو پہر دو گھڑی تک توپ و
تفنگ کی یہہ لڑائی مچی رہی کہ طرفین سے ہزارون جوان نقصان اور گھایل
ہوئے ' پر دونون جانب کی سپاہ بہادر نے بڑی بردلی سے پرے جمائے
استعمال جنگی آلات اور سپہگری کے داؤں گھات مین داد مردانگی کی
دیتی تھی اِن کی جنگ کا یہہ ڈھنگ دیکھ اسد علی خان بہادر لارڈ
موصوف کا سپہسالار چھہ گھڑی دن باقی رہتے اپنے سوارون سمیت
حریف کے مورچے پر آ پڑا ' چونکہ پیدل اور سوار مین بڑا فرق ہی اکبارگی
حریف کا جماؤ ٹوٹ گیا ' تب تو انگریز کے سپاہیون نے سلطانی فوج کا تعاقب
کیا ' انیس بڑی بڑی توپین اور کئی نشان اُنکے ہاتھ لگے ' ہرچند گورے اور
سپاہی کی پلٹنین فراریون کے پیچھے کریکت کے دیول تک جو کاویری ندی کے

کنارے واقع ہی دور گئین لیکن اِس لیئے کر راہ مین دریا حائل اور چڑھا ہوا تھا لاچار پھر آئین، تین دن تک پانی نہ اُترا اور نہ سرنگ دوڑانے کی کوئی معقول جگہہ ملی، اناج کا قحط بھی لشکر انگریزی مین نہایت کو پہنچا، ہر قسم کی جنسین عنقا ہو گئین، لوگ کاہ اور دانہ و آب کی طلب مین حیران و سرگردان پھرتے تھے، جانور کثرت سے مرگئے، اور چونکہ برسات کے ایّام مین لڑائی بھی غیر ممکن تھی بناچار جناب لارڈ صاحب نے سر کرنے سے سرِ برنگپٹن کے اِس موسم بھر ہاتھ اُٹھا سنہ ۱۷۹۱ع کے مے مہینے کی اُنیسویں کو مقام کنمبارڑی مین جاکر نزول فرمایا، اور وہان اِس واسطے کہ توپکشی کے بیل ماندے ہو گئے تھے گیارہ بڑی بڑی توپین تڑوا ڈالین گولے دریا مین پھنکوا باروت کی پیپیون کو جلوا آگے کوچ کرنے کا تہیّا کیا اسی اثنا مین سیّد علی رضا کی بھیجی ہوئین میوے کی ڈالیان معہ ایک چٹھّی نام مین خداوند نعمت مسٹر چیری صاحب کے، سلطانی چوبدارون کی معرفت آپہنچین مگر صاحب موصوف نے بغیر پڑھے اس خط کے گورنر صاحب کی خدمت مین حاضر ہو عرض کیا کہ سلطان نے جناب عالی کے واسطے میوجات بھیجے ہین جیسا حضور سے ارشاد ہو فدوی بجا لاے، تب گورنر ممدوح نے اُس خط کے پڑھنے اور مضمون دریافت کرنے کا حکم دیا کہ دیکھو اُس مین کیا لکھا ہی، خداوند نعمت نے خط کا سرنامہ جو دیکھا تو اُنھین کے نام نکلا، کھول کر پڑھا تو یہی مختصر دو سطرین مرقوم تھین، کہ ہمارے سلطان عالیشان نے کچھ میوے، حضور مین بھیجنے کے واسطے خادم کے حوالے کیا ہی، چونکہ اُس شفیق کی ذات دونون سرکارون کے بیچ محبّت وارتباط کا وسیلہ ہوا ہی اِس نظر سے اُن پھلون کو بھیجوا کر شجرِ دوستی کو تازہ کرا امیدوار قبول کا ہی لارڈ ممدوح نے مطلب معلوم کر فرمایا کہ تم اِس خط کا جواب عذرخواہی کے ساتھ ایسی تمہید سے

جنمین ہماری رنجش خاطر مفہوم ہو کہ شکر انہین واپس کرو تب آقاے نامدار نے جواب یون لکھوایا کہ الطاف نامہ اُس مشفق کا معہ میوے کے بھیجے ہوئے سلطان کے جولارڈ صاحب کے واسطے تھے وصول ہوا نیاز مند نے بموجب آپ کے اشارے کے بجنسہ انہین بارگاہ والا مین پیش کر مطلب نیاز نامے کا حرف بحرف گذارش کیا جس پر جناب عالی نے ارشاد فرمایا کہ سلطان نے کیون اِس باب مین ہم کو نہ لکھا دوستون کے تحفے کو دوسرون کی معرفت لینے کی کیا احتیاج ہی زیادہ والسّلام اور انھین میوہ لانے والون کے ہاتھ اُن پھون کو روانہ کر دیا تب دوسرے دن وہان سے کوچ کیا راہ مین مرہٹے کی فوج دکھلائی دی اُن مین سے دو سوار نے لشکر مین آکر لارڈ صاحب کے حضور مین اپنے سرداروں کی طرف سے عرض کی کہ آج تو راہ کی ماندگی کے سبب ملاقات حسب دلخواہ مشکل ہی کل بہ انشاء اللہ تعالی بخوبی حاصل ہو گی گورنر ممدوح نے اِس بات کو قبول کر ڈیرا کھڑا کرنے کا حکم دیا تب اکثر لوگ غلہ لانے کے واسطے مرہٹے کے لشکر مین گئے اور وہان سے چاول روپئے مین دو سیر گیہون کا آٹا ڈھائی سیر گھی ڈیڑھ سیر کے حساب مول لے آئے اور لشکریون کے چہرون پر سر نو رونق آئی اُسکی صبح کو موتی تالاب کے قریب مرہٹے کے سردارون سے ملاقات ہوئی نوین تاریخ کو جب دونون لشکر نے ایک ساتھ کوچ کر ناک منگل اور وہان سے اوتری درگ مین جا ڈیرا کیا تو اُس جگہ آپس مین یہ صلاح ٹھہری کہ بارش کے موسم بھر مر کرنا اُن بڑے بڑے پہاڑ کے قلعون کا جنمین اعادی فوج ظفر موج کے رسد و غلہ لانے والون کے سنگ راہ ہین موقوف رکھا اور آغاز بسنت کی رت مین سر برنگپٹن پر چڑھائی کیا چاہئے چنانچہ یہی بات سب

بڑے سرداروں کے دلوں کو پسند آئی ، جولائی مہینے کی دوسری کو وہاں سے
کوچ کر موضع کری ماتصلی مین مقام ہوا ، دوپہر کو خبر آئی کر نواب آصفجاہ کے
بہادروں کی کوشش سے کنجی کوٹے کا قلعہ مسخر ہو گیا ، ابھی لشکر ظفر پیکر موضع
چھتری مین اُترا ہوا تھا جو قلعہ دار بے لڑائی اُس حصار کو چھوڑ بھاگا ،
گورنر نے یہہ خبر سن کر کپتان اسکاٹ کو وہاں کا قلعدار بنا موضع بنور مین
جا ڈیرا کیا دوپہر کے وقت ہری پنڈت تاتیا کی فوج سے قلعہ دھارواڑ کے
فتح ہونے کی خبر پہنچی تب وہاں سے کوچ کر ملہال درگ کے قلعے کو محصور
کیا ، اُسکے قلعدار نے دوسرے دن اقرار لیکر کوٹ حوالے کر دیا اُسی دن
تاتیا بہادر کے خیمے مین لارڈ صاحب کی دعوت بھی ہوئی ، آگسط مہینے کی
تیسوین تاریخ جب موضع اکرار مین پہنچے تو دہۂ محرّم کے باعث سپطنبر
کی نوین تک وہان مقام رہا ، چونکہ ہندوستان کے سب سپاہی لوگ ،
بے لحاظ و بیہودہ آول فول بکنے کے عادی ہین خاص کر عوام الناس عشرے کے
دنون مین اپنے روپ اور بھیس کو بدل تعزیہ خانوں کے جنگل اور محفل
کے بیچ آزاد قلندروں کی طرح فقیرانہ صداؤن کے نعرے بھرا کرتے ہین
بلکہ بعضے تو اپنے سر کے بال اور کاکل کو منتشر و پریشان کر بدن مین راکھ
بھبھوت مل فحش واہیات گلی کوچون مین پڑے بکتے بھرتے ہین ، علاوہ اِسکے
چونکہ سب مغلیئے اور مرہٹونکے سپاہی عشرہ محرّم کے پہلے یہہ خوب سمجھے تھے
کہ قوم نصارا قدیم سے دین اسلام کے مخالف ہین ، اِس خیال سے کوئی
لشکری کسی چھوٹے بڑے انگریز کا نام ، تعظیم و احترام کے طور سے
زبان پر نہ لاتا یہانتک کہ بنگالے کے مسلمان بھائی بند جو نوکری کے پاس سے
ہرگھڑی صاحبان عالیشان کو خداوند نعمت اور صاحب کہا کرتے ہین اُس ملک

سے لوگ اُنکی ملت و مذہب کو سست جانتے اور اُنپر عیب پکڑتے اور جز لفظ
کافر یا فرنگی کے صاحب کا کہنا اُن سے حق مین اپنے کو کسر و بدعت جانتے اِس لیے
اُنھون نے آپس مین جتھا باندھا کہ عشرے بھر انگریزون کے لشکر مین نجانا چاہیے
اور اگر اُن کے ملازمون سے کوئی بشر جو بصورت مسلمان اور بمعنی کافر ہی
یہان کے تعزیہ خانون مین زیارت کو آوے تو اُسے گردنی دے کر محفل سے باہر
کر دینا چاہیے یہہ خبر واللہ اعلم بالصواب انگریزون نے سنی یا نہین مگر اتنا تو معلوم
ہی کہ عاشورے کی رات کو ترک سوارون کے رسالے مین کئی جگہہ مجلسین ہوئین
اور جب اُن کے غول کے جوان سدّون اور علمون کے پھرانے کے واسطے
ماتم کرتے شیون پڑھتے باجا بجاتے نکلے تو لارڈ صاحب نے اِسی حالت سے
اُن سب کو اپنے سامھنے بلوا ادب سے کھڑے ہو تعزیون کی تعظیم اور اُنکو
سلام کیا اور کچھ نذر بھی دیا جب یہہ بات رفتہ رفتہ مغلون اور مرہٹون کی فوج
مین پھیل گئی ایک ایک دو دو تعزیہ دار غول باندھ باندھ شدّے لے لے
باجا و روشن چوکی بجاتے گورنر کے ڈیرے پاس آئے اور لعنت ملامت کی
واہی تباہی بیجا بولی ٹھولی سنانے لگے تب گورنر موصوف نے چیری صاحب کی
معرفت اُنھین بھی نہایت توقیر سے حضور مین بلوا ظاہرا بڑے اعتقاد سے
ساتھہ بہ مجرّد دیکھنے علمون اور شدّون کے سر و قد اُٹھکر لنبی تعظیم و تکریم
کی اور چاندی کی تھالی مین روپے رکھہ رکھہ ہر ایک کو لائق اُن کے مرتبے درجے
کے نذر دی بعد قبول ہونے نذر کے دو تین قدم پچھلے پاؤن ہٹ کر آداب
بجالایا یہہ خبر بھی جب مرہٹے اور مغل کے لشکر والون مین مشہور ہوئی تو ہر دن
چالیس چالیس پچاس پچاس غول تعزیہ دارون کا گورنر کے خیمے مین آنے لگا
اُنھین استقبال کر کے حضور مین لانا جناب چیری صاحب کا کام تھا گورنر بھی

بدستور سابق اپنے ڈیرے سے نکل نکل سلام مجرا بجا لاتا اور نذرین دیتا ؛ سے نوین سے دسوین تک جو لارڈ صاحب کی طرف سے ان تعزیہ دارون کے ساتھ ایک سلوک تھا البتہ اُس تین دن مین قریب چار ہزار روپیے کے بمہ وجوہ خرچ ہوئے ہونگے ؛ لیکن نیکنامی کی دولت بھی ویسی ہی ملی کہ اُنھین لوگون کے منہہ سے جو پہلے ان صاحبون کو کافرون مین شمار کرتے تھے اب بیساختہ یہ کلمہ تحسین کا نکلنے لگا کہ واہ واہ نصارا کی قوم تو اہل اسلام سے بھی فوقیت لے گئی ؛ بعد اسکے ان سبھون نے صاحبون کی شان مین کافر کا لفظ کہنا چھوڑ دیا ؛ القصہ جب دہہ آخر ہو گیا تو وہان سے کوچ کر قریب قلعہ نندی درگ عرف گردون شکوہ کے مقام ہوا اتفاق سے اُسی رات کو بہادران نصر تمند نے جو پیش ازین اُس گڑھ کے محاصرہ کرنے مین مشغول تھے ؛ پہاڑ کے اوپر کر کم و بیش تین کوس کی چڑھائی تھی پہنچ کر اُسے فتح کرلیا ؛ نندی کے دیول سے بہت سا مال دولت اور بے شمار جواہر ؛ جڑاؤ زیور ؛ سنگھاسن ہیرے کا ؛ موتی کا چھاتا یعنی قیمتی تخمیناً کڑوڑ روپیے کی متاع اُن کے ہاتھ لگی ؛ علاوہ تاخت کے وقت سے لیکر بھور تک بے حساب مال اسباب کی لوٹ ہوی ؛ مگر دن چڑھے حکم عام دیا گیا کہ کوئی کسی طرح رعایا کو نچھیڑے ؛ بعد اسکے ان لوگون نے عثمان قلعدار اور محمد برہان خیانخا نے سردار اور کئی پیدل و سوار کو جو گرفتار ہو گئے تھے فوج فتح نشان مین پہنچا دیا ؛ گورنر ممدوح نے اسامی پیچھے ایک ایک روپیے اور اُنکے اہل خدمت کے مصرف کے واسطے تین تین روپیے روزینہ مقرر کر اُنھین بنگلور بھیج دیا ؛ تب خود بدولت و اقبال وہان سے کوچ کر مقام پودی گڑھ پھر کنجو رو ناک منگل مین تشریف لائے ؛ سپطنبر کی چوبیسوین کو بنگلور کے قریب موضع

سارکی مین پہنچ چکے تھے جو اُن کے چھوٹتے ہی بعد کارنوالس بہادر میر بحر کی سعی سے قلعہ بسوراج درگ کے مسخر ہونے کی خبر آئی ؛ اُسے سن کر جناب گورنر جنرل بہادر خوش ہوئے ؛

اب لکھنا قلعہ مذکور کے اُن عجائب احوال کا جو نگارندہ اوراق کے گوش زد ہوا ہی ضرور ہوا ؛ جویندگان اخبار کو معلوم ہو کہ وہ قلعہ مقام کالیکوٹ کے متعلقات سے سمندر کے کنارے واقع ایسا رفیع و متین ہی کہ کسی سیاح کی چشم جہان بین نے ہرگز ایسا قلعہ نہ دیکھا ہوگا ؛ قلعے کی نیو تو ایک اونچے پہاڑ پر ہی جسکے تین طرف دریاے شور محیط ؛ شان الٰہی کو دیکھا چاہیئے گویا سمندر کے پیٹ سے پربت کا پتا نکلا ہی جسکی چوٹی آسمان پر فرقدان کے سر چاپرتی ہی ؛ طول مین پورب پچھم ایک سی چوالیس فرسخ ؛ اور عرض مین دکھن اُتر قیاساً پینتیس فرسخ ہوگا ؛ اگرچہ تمامتر سنگ ہی سنگ ہی اس پر بھی وہان ہر جنس کی کشتکاری اور نوع بنوع پھل پھلاری موجود ؛ اچنبھا یہ ہی کہ قلعے کے باہر بھی خوش مزہ پانی کے چشمے اکثر ؛ اور بھیتر میٹھا پانی بسان آب حیوان پانھرکے دو چنان دو قد آدم کی بلندی سے جاری ہوکر نیچے کی طرف روان ہی ؛ قدیم زمانے کے راجاؤن نے جو ایام اعلام سے پہلے وہان راج پات رکھتے تھے اُس سوتے کے منہ پر ایک گوسالے کی مورت بنوادی ہی اُسی کے منہ سے پانی نکلتا ہی اور نیچے اُسکے سنگ مرمر کا ایک حوض بنوایا ہی اور احترام کے رو سے نام اُسکا گوکھر رکھا ؛ قصہ کوتاہ گورنر موصوف نے دسمبر کی پندرھوین کو ساوتی گرھ کے قلعے کے سامھنے پڑاو کر لڑائی کا آغاز کیا اور بائیسوین کو انگریزکی پلٹن نے ویسا نگین و محکم قلعہ سر کر لیا ؛ سپاہی قلعہ اور وہان کے کچھ تو مارے گئے اور باقی گرفتار ہو آئے ؛ اسی عرصے مین

خبر پہنچی کہ رام گڑھ کے قلعہ دار نے جا کر منصورہ کے پہنچتے ہی ہاتھ جوڑ امان مانگ قلعے کو معہ مال و متاع حوالے کیا، پھر خبر آئی کہ سپٹنبر کی جو بیسوین کو کرنیل اشطون نے اویری درگ لے لیا،

محاصرہ کرنا ماکری درگ نامے قلعے کا،

چونکہ یہ واردات اس نواح کی سرتاسر راقم حروف کے مشاہدے مین آئی اسواسطے تفصیلاً اُسے بیان کرتاہی جب بہادران نصرت نشان نے ایک رستا دیرہ گڑھ کو جوڑا آدھ کوس کے پلّے سے اُس کوٹ کے پاس تک جنگل کاٹ نکالا، دانایان فرنگ نے باوصف اسکے کہ وہان کی راہین نہایت ناہموار اور نیچی اونچی ہین، جرثقیل کے قاعدون سے جو کہ لوگ بھاری چیزونکے اوپر اُٹھانے اور لیجانے کے واسطے عمل مین لاتے ہین (اور فی الواقع اُس جگہہ اس قسم کے آلات کا کام مین لانا قابل دیکھنے کے تھا) توپون کو نہایت آسانی مین اُسی دشوار گذار راہ سے منزل مقصود تک پہنچایا اور قلعہ گھیر لیا،

بعضے خصوصیات قلعہ ماکری کے،

یہ قلعہ نہایت استوار ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہوا ہی اور گردبگرد اُسکے خندق بہت عمیق، اُسکے اطراف مین جنگلستان اور کنٹیلے درخت ایسے گنجان کہ پون کے پانو اُس رستے سے گذرنے چلنی بن جائین، رستم و اسفندیار کا ہفت خوان، اُسکی راہ پر فراز و نشیب کے سامھنے افسانہ کہن تھا

اور ما ترند رن کا ز ونیہ و تر ماو جو د اس اوج و شان کے اس لوت کی حصانت و مضبوطی کے رو برو تر لیون کے گھروندے کی طرح ناچیز مادے ممن کی نگاہ جب اس مکان عالیشان اور کوہ و دماشکوہ پر پڑتی تب کلاہ اسکی سر سے زمین پر گرپڑتی قصہ مختصر ویسے مقام حیرت انگیز نہ چرخ دوار نے دیکھا ہوگا نہ زمانہ کہن سال نے سنا یعنی اسکا یہ ہی کہ دو بڑے بڑے اونچے بہت ایک دوسرے سے مینے پچاس گز تفاوت سطح زمین سے نکل کر چان مین یہان سی گز بلند ہو آخر کہ چوٹی کے قریب دونون آپس مین آملے ہین گویا دراصل ایک ہی ہین مابین ان دونون کے ایک گہری خندق ہی جو ایام بارش مین پہاڑ سے پانی سے لبریز ہو جاتی ہی چنانچہ قلعہ والے برسات کے بعد اُس خندق کے لبالب رہنے مین بڑی کوشش اور اہتمام کرتے ہین اور پتھر کی بڑی بڑی چٹانون سے پشتے باندھ رکھتے ہین کہ ترائی بھرنے کی ضرورت ہے۔ وقت اکثر پانی اسکا کام آتا ہی مگر غفلت یا سہو سے اِس چڑھائی کے زمانے مین اِس قسم کی کچھ بھی تدبیر نہین ہوئی تھی بارہی دن کے عرصے مین وہ قلعہ فتح ہوگیا گورنر ممدوح نے خدا کا شکر کرکے اِس فتح کی خوشخبری میر ابو القاسم خان اور ہری پنڈت کے پاس بھیج دی اسی مابین مین کرنیل اسطوارٹ بہادر کی کوشش سے اوتری درگ کے مفتوح ہو جانے کی خبر آئی جسسے خوشی خاطر عالی کی زیادہ ہوئی

سنہ ۱۷۹۲ کے فبروری مہینے کی پانچوین کو جب سپاہ کنپنی کی مدد کے لئے نواب سکندر جاہ ابن نواب آصفجاہ بہادر معہ مشیر الملک وغیرہ کے تشریف لانے کی خبر حضور والا مین پہنچی تو جناب لارڈ صاحب استقبال کے واسطے معہ اپنے مصاحبون اور جنریل مینڈوس بہادر اور کرنیل فلیت بہادر کے

نرک سواروں کے ساتھ سومیسر کے دیول تک جو فوج نصرت موج کے ڈیرے سے ڈیرھ کوس پرہی رونق افزا ہو کر چشم براہ تھے جو سواری نواب سکندر جاہ کی آپہنچی ' ہری پندت تاتیا اور نواب مشیر الملک بہادر نے جو ہاتھی پر سوار تھے شامیانے کے قریب اُتر گورنر جنریل بہادر سے مصافحہ کر ایک دوسرے نے آپسمین مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اتنے مین ہاتھی پر نواب سکندر جاہ بھی شامیانے کے نزدیک آپہنچے ' گورنر ممدوح آگے بڑھ تعظیم کر سواری سے اُنھین اُتارا ' بعد اسکے خودمدولت اور جنرل میڈوس بہادر نے نواب صاحب سے معانقہ کر شامیانے کے اندر لا بٹھلایا ' ایک آدھ گھڑی باہم دوستانہ گفتگو کر کے اُنھین رخصت کیا ' ہری پندت تاتیا اور نواب مشیر الملک بہادر بھی جناب عالی سے بات چیت کر روانہ ہوئے ' جناب لارڈ صاحب خرّم و محظوظ اپنے ڈیرے مین پھر آئے پھر جنوری کی چھبیسوین کو مقام اکل کوتہ اور پتر ہلّی سے کوچ کر موضع ہلہال درگ مین جا پہنچے چنانچہ اخیر تک جنوری مہینے کے وہین مقام رہا اکیسوین تاریخ منگل کے دن نواب سکندر جاہ و نواب مشیر الملک و ہری پندت تاتیا وغیرہ گورنر کے خیمے مین رونق بخش اور محفل شورا کے شریک ہو کر شام کے وقت رخصت ہوئے ' اور فبروری مہینے کی دوسری کو مقام کیر کوڈا اور ہولال مین سرکار کی طرف سے تھانہ بٹھا سریرنگپٹن کو روانہ ہوئے ' اور پانچوین کو اتوار کے دن ہروڑ پہاڑ کے پورب جہان سے سریرنگپٹن کے قلعے تک دو کوس کا فاصلہ تھا اور بالکل برج اور دیوار اس حصار کی دکھلائی دیتی تھی ایک دن رہکر دشمن کی فوج پر شبخون مارنے کو مستعد ہوئے ' یہان چھٹی تاریخ دوپہر پانچ گھڑی کے وقت جناب گورنر جنریل خیمے سے نکل کرسی پر جلوہ افروز ہوئے '

پہلے تو جنریل میڈوس اور کرنیل ہارس جناب نواب صاحب کے دربار مین آکے کچھ سرگوشی کرا سے لشکر کی طرف چلے گئے بعد اِس کے کرنیل کاکریل اور کپتان ٹومل صاحب بھی اسیطرح خفیہ کچھ کہہ سنہ ہورہے الغرض شام تک یہی حال رہا کہ ایک ایک دو دو سردار آتے اور سرگوشی کر چلے جاتے اُسی زمانے مین گورنر ممدوح نے چیری صاحب کو ارشاد کیا کہ دو شقّے بہری پنڈت تانیا اور نواب اعظم الامرا کے پاس لکھ بھیجا چاہیئے جن مین شبخون کی اطلاع اور اِس کا بھی ذکر رہے کہ مغلیہ اور مرہٹی فوجین اپنی جگہہ سے جنبش نکرین اور جب تک کیفیت شبخون کی خوب معلوم اور رات تمام نہو جاے ضرور ہی کہ وے اُسی مقام پر جہان قائم ہین جمے ہوئے اپنی اپنی بہیر و بنگاہ کی چوکی اور پہرے سے قرار واقعی چوکس رہین بعد شبخون کے جیسا ہم اُن کی خدمت مین اطلاع کرینگے اُسی طور پر عمل کرین خیر صاحب ممدوح نے تب راقم اوراق کو بلوا کر اُن شقّون کے لکھنے کے واسطے حکم دیا چنانچہ خیر خواہ درگاہ نے دونون رقعے لکھ گورنر جنریل کے ڈیرے کے درمیان جا کر جناب آقا کے ملاحظے مین گذرانا اُنھون نے دستخط کر گورنر کی نظر انور مین پیش کیا گورنر بہادر نے دونون رقعے فدوی کے حوالے کر جناب خدایگانی کو کچھ ارشاد فرمایا تب چیری صاحب نے حسب الامر عالی کے اِس کمترین سے کہا کہ ابھی تم اِن رقعون کو بحفاظت اپنے پاس رکھ چھوڑو جب اِدھر سے توپون کی آواز سنا تو ہرکارون کی معرفت یہ رقعے مرہٹے و مغلیہ کی فوج مین بھیج دینا فدوی نے بموجب حکم کے اُن رقعونکو جان کی طرح عزیز جان کر رکھا جب جناب لارڈ صاحب اپنے سب رفیقون مصاحبون معیت جن مین ہر ایک بہادر میدان جنگ کا شیر اور فنون حرب و ضرب مین ماہر و دلیر تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور

لشکرگاہ سے آگے بڑھے تو پلٹنین موافق ارشاد والا کے تین ٹولی ہو کھڑی ہوئین، جناب صاحب کلان نے جنریل میڈوس بہادر کو پہلی ٹولی کے ساتھ اعدا کے مورچے پر عیدگاہ کی طرف مقابلے کے لئے تعین کیا اور دوسری کو واسطے مقابلے ٹیپو سلطان کے خاص مورچے لعل باغ کی جانب اپنے جلو مین رکھا تیسری مین کرنیل مکسول بہادر کو سرغنہ بنا کے کریکٹ کے مورچے کی طرف متعین کیا، چنانچہ ہر ایک تینون سردار اپنے اپنے رستے چڑھ دوڑے اور سلطانی فوج کے چور پھرے والے تب گرد سوارون تک جو لشکر کے چارون طرف برنگ شعلہ جوالہ ہاتھون مین بان لئے پھر رہے تھے پہنچکر آگے بڑھے تھے کہ اتنے مین عیدگاہ کی طرف سے پہلے تو اُن سوارون نے کتنے بان داغے، اسی عرصے مین لال باغ کی جانب سے بھی دس دس بان کے بجلی کی طرح درخشان عالم ہوا مین سر کئے گئے، ہان بھر مین کریکٹ کی طرف سے بھی بان کی یہ بارین اڑائی گئین کہ دھوان اُسکا بام گردون تک چھا گیا، بلا تکلّف عیدگاہ کے مورچے سے لیکر کریکٹ کے دامنے تک کہ ڈیڑھ کوس سے سوا ہوگا بانون کی کثرت سے شب برات کا عالم نمودار تھا، لیکن سلطانی سپاہیون سے سواے راہ روی کے اور کوئی امر وقوع مین نہین آیا، آخرکار باندار جب بان مار مار تھکے، تب اُنھون نے فرار اختیار کر اپنے لشکر اور مورچے کے لوگون کو انگریزی پلٹن کی تاخت کی خبر جا سنائی، جسکے سنتے ہی سلطانی سردارون نے جو اُسوقت سپاہیون کی تنخواہ تقسیم کر رہے تھے چونکے ہو کر بے تحاشے توپین مارنی شروع کین، چنانچہ لعل باغ کی عیدگاہ کے مورچے سے کریکٹ پہاڑ کے دامنے تک توپون اور بندوقون کا گولا گولی اور بان کی ایسی تابڑ توڑ بوچھاڑ اور بارش ہو رہی تھی کہ اِدھر کے بہادرون کو کھیت اُترنے کی فرصت بھی نہین ملتی تھی، ولیکن گورنر محروح نے

کمال بردباری سے بے خوف حریف کا مورچہ لے لینے کا قصد کر حکم دیا کہ جب غنیم کے لشکر سے نرغے کی نوبت پہنچے اُن مین سے جو کوئی سوار جرأت کر کے اسطرف آگے بڑھے تو ترنت اُسے قتل کیا چاہیے قصہ کوتاہ گورنر نے اسی تدبیر و مشورے سے کاویری ندی کے پار متصل سیکا کانی کی بہ ترک کے جو ایک طرح کا کتیا حصار ہے جسکے گھنے جنگل مین کسی نوع کا جانور پیہ گذر نہین سکتا (اور صاحب ن موصوف نے مورچہ بنوانے کے وقت احتیاط کی اسطرح تا اُس مورچے پر تاخت کرنے کی راہ بند ہو جاے اُس ٹٹی کے پاس ایک بڑی گہری کھائی کھدوا اُس مین دریا سے نہر کٹوا پانی بھر رکھا تھا اور اُسکے سامھنے مورچا بنا سپر توپین چڑھ بذات خود امورات جنگ کا انتظام کرنا م اسکا سلطان بتیری اور اسکا کام اُسکا اپنے ذمے رکھ تھا) پہنچکر کئی جگہہ سے اُس باڑ کو کٹوا فوج سمیت اُسی کٹ جنگل خاردار کے رستے ویسی کھائی پار ہو توپون اور بندوقون کے سرکرنے کا حکم فرمایا۔

بیت

ہوی جبکہ تیار مردون کی صف
مبارز نکلنے لگے ہر طرف

فوج کے سرداروں نے بھی حکم پاکر کتنی توپین داغین تب تو دونون طرف سے آگ کشت و خون کی ایسی مشتعل ہوئی کہ پلٹن کے بہت سے سپاہی اس گرمی کارزار مین مقتول و گھایل ہوئے فوج کا کپتان بر سر میدان مورچے کے گولے سے مارا پڑا چیری صاحب بہادر کپتان کا یہ حال دیکھ جوش شجاعت سے آپ اُسکی جگہہ پر جا کھڑے ہوئے اور جبتک دوسرا سردار اُس عہدے پر مقرر نہوا بڑی دلبری سے اُس کام کے انجام کرنے مین سرگرم رہے اُدھر کریکات کی طرف سے کرنیل گمسول بہادر بھی غنیم کا مورچہ اپنے دخل مین لاکر

شہر گنجام کے قریب آ پڑا، اور ادھر عیدگاہ کے مورچے والون نے بھی شکست کھائی ، لیکن جنرل میدوس بہادر مورچے کے مسخر ہونے کے بعد، رستا بھول کر گورنر کی تائید کو پہنچ نسکا، جناب گورنر نے جو سپاہ منصور کے جمع ہو جانے کی صورت مین کچھ اور منصوبہ ٹھان رکھا تھا، بہ سبب اُسکے حاصل نہونے کے اندک شکستہ خاطر ہو اپنے ساتھ ہی کے سپاہیون سے حملہ کر لال باغ کا مورچہ لے لینے کے بعد قلعے کا عزم کیا تھا کہ کرنیل مکسول بھی گنجام مفتوح کر گورنر ممدوح کے جلو کی پلٹن مین آ ملا، اُس شہر کے لوٹ سے بیحساب اسباب اور لال باغ کے مورچے سے بیشتر عزب بڑی بڑی توپین سپاہ انگریز کے ہاتھ آئین،

بیت

بہت سا سپہ کے لگا ہاتھ زر

تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر

اب ملے دونون فوج گورنر و کرنیل کی اکٹھی ہو قلعہ ڈھا گرانے کے ارادے چلین، چونکہ ہزیمت خوردون نے قلعے مین آ پناہ لیا تھا محصور ہوتے ہی اُنمین سے ایک جمّ غفیر کے جمعیت نے اُ قتلوا نکڈنا ر پکار تے تلوارین کھینچ کھینچ فوج انگریزی پر آ کر ایسا قتل و خون کا ہنگامہ برپا کیا جس کا بیان نہین ہو سکتا، اور قلعے پر سے خود سلطان بھی توپ و تفنگ اندازی کی اہتمام مین سرگرم ہو توپین سر کروا تا تھا،

بیت

برستے تھے وان گولے یون بے شمار

برین جیسے اُولے بفصل بہار

یہان تک کہ سلطانیون کے قلعے اور دستبرد کے سبب انگریزی بہادرون کے آگے بڑھنے کی راہ ماری گئی، بناچار وے پچھلے پیرون رجعت کر مورچے مین پھر آئے،

تب لارڈ صاحب نے اس نظر سے کہ ساری فوج رات بھر کی دردوی اور
میدان کی سختی و اذیت کی جہت سے تنگ کر چور ہو رہی ہی اسواسطے سبب ہونے
ضایع ہونے کو مقتضای وقت بجان کر لال باغ کے مورچے مین گوروں کی ایک پلٹن
رکھ وہان سے مراجعت کر دریا پار ایک اوس تفاوت جا مقام کیا اسی طرح کرنیل
کاسول بہادر جب کنجام تک نرت بھرتا آپہنچے تو ویسے ہی شہرپناہ کے دروازے
پر کتنے سپاہی تعینات کر اپنے ساتھیوں سمیت بھر تولیات کی دیوں سے متصل
ڈیرا ڈالا سپاہ سلطانی نے اس پلٹن کے نکالنے اور لال باغ کا مورچا لینے کو حملے بر حملہ
کیا پر کچھ پیش رفت نہوا اور ان لوگون نے کنجام کے گھیر لینے کو بھی اسکی
شہرپناہ کی طرف ہجوم کر طرح طرح کے اقسام طرح کے حیلے کیئے پر کچھ نہ بن پڑا
دو پہر تک جنگ کر قلعے کو پھر گئے اسکے دوسرے دن سلطان عالیجاہ نے ایک
نامہ محبت انجام اور آشتی کا پیام انگریزون کے پاس بھیج کر اپنی فوج کے سرداروں کے
ساتھ یہ صلاح ٹھہرائی کہ کاھ الله جنرل ابر کرنبی بہادر اور پرسرام بہادر کے
لشکر کے ساتھ لڑ جھگڑ کر اس محاصرے کو دفع کیا چاہیے چنانچہ اسی منصوبے پر
کل سپاہیون نے تڑکے ہی جیری صاحب بہادر اور بعضو صاحب کی سپاہ پر
ٹوٹ کر ایسی سعی و کوشش نمایان کی کہ پہلے ہی حملے مین جنرل کے گورے کی پلٹن
پر غلبہ کر لشکر کو اسکے پڑاو کی جاگہ سے ہٹا دیا تب لشکر انگریز کا وہانسے ڈیڑھ
کوس پیچھے ہٹ کر ایک نالے کے کنارے آاترا مگر سلطانی سپاہ سے خطا
یہ واقع ہوئی کہ کچھ بھی استحکام اس مقام کا نکر کے فقط تھوڑے سے سوار
اور پیدل کا جماو وہان رکھ شام ہوتے ہی قلعے مین داخل ہو گئی

بیت

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گئے قلعے کو سارے جنگ آوران

اِدھر سے بہادران انگریز اُن کے جاتے ہی اُس موضع کے قریب پہنچ کر غفلت
کا وقت تاک اُن اجل گرفتون پر جو وہان کی پاسبانی مین مقرر ہوئے تھے
یہانتک شاخین مارین کہ کثر تو زخمی ہو خاک پر لوٹتے رہے اور بعضے قلعے کی جانب
[illegible] نکلے؛ سپاہ انگریز نے اُس مقام پر قیام کر اسکا ایسا استحکام کیا کہ
صبح کو سلطان ممدوح کے جوان بہتیرا سر پٹک رہے کچھ نہوسکا جناب گورنر
بہادر نے دو دن کے بعد جواب سلطان کے مکتوب کا دوستی کے اسلوب پر
لکھکر روانہ کیا؛ اِس اثنا مین سلطانی سپاہ تین دن تک چیبری صاحب کی
فوج سے لڑکر آخر قلعہ گیر ہوئی ادھر لال باغ کی طرف فوج انگریز بہادر نے مورچہ
بنانے کے لیئے سرو و شمشاد کے درخت کاٹ اُن کی جڑ اور ڈال پال سے دمدمے
بنا بڑی بڑی تین توپ اُن پر لگا صبح ہوتے ہی قلعے کی طرف سر کیا چنانچہ ایک گولا
تو سلطان موصوف کے محلسرا اور دوسرا مسجد کے صحن مین اور تیسرا نشان
کے برج پر جہان جو دولت سلطان بھی کھڑا تھا جا گرا؛ اُسی شب کو سلطان
نے کیا صلاح و مشورت کی کسی کو معلوم نہین پر جب رات آخر ہوئی
سلطان نے ایک نامہ ہری پندت تاتیا اور گورنر جنرل کے نام سے،
جواب مین خط محبت نمط کے مدامی میل ملاپ کے واسطے اور معتمد لوگونکے
بھیجنے کے باب مین لکھ سردار ہرکارے کی معرفت ہری پندت تاتیا کے لشکر مین
بھیج دیا؛ ہرکارہ وہان پہنچ اپنا کام انجام کر پھر آیا اور تمام مراتب خلوت مین سلطان
ممدوح سے عرض کیا؛ سلطان نے پھر اُسی وقت دو خط نواب مشیر الملک

اور بندت مذکور کے نام پر متضمن اِس مضمون کے کہ اپنے اور تینون سرکارون کے درمیان آشتی دلی رہے ارقام فرماوے نہ کہ جو کہ یہی بندت خط پانے ہی رات کو مشیر الملک کے ڈیرے مین گیا اور دونون نے باہم صلاح مشورت کر صورت مصالحے کی اِس ڈول پر کہ گورنر جنرل بہادر کے نزدیک مقبول ہو ٹھہرا اسپر کے وقت میر عالم بہادر اور بچاجی بندت کو گورنر کی خدمت مین استمزاج کے لیئے بھیجا تب جناب جیرتی صاحب بہادر قایم جنگ نے سلطان کے پیغام کی شایستگی و شایستگی کو اِس فصاحت و خوبی سے محل عرض مین جلوہ دیا کہ گورنر لوجواہش نخواہش اسکا ماننا پڑا مگر چونکہ اِس جنگ مین مبالغ خطیر سرکار کمپنی کے خرچ ہوئے تھے اِسکے تدارک کے لیئے زبان مبارک سے کچھ کنایہ ارشاد فرمایا اُن دونون سرکار وکیلون نے جب یہہ حال دریافت کیا تو تمہید سررشتہ سخن کی بوجہ احسن کر کے اِس انداز سے سلطان کے ذمے تینون سرکارون سے حصے و نقصان کے بدلے کچھ روپیہ لازم ادا ٹھہرا کہ سلطان کی رضامندی اور اُن سرکارون کی کفایت و بہبودی کا باعث ہو چنانچہ گورنر صاحب نے سرحوار اُن مراتب اور سلطان موصوف کے خط کے مطالب دریافت کر اقبال صلح کو صلاح و فلاح جان سلطانی معتمدون کے آنے کی پروانگی دی جب وے عیدگاہ مین آکر وارد ہوئے تب گورنر بہادر نے سلطان کے دلی ارادے کے معلوم کرنے کے واسطے یہہ تجویز کی کہ اب چاہیے کہ تینون سرکار سے معتمد لوگ جا کر اُنکا پیغام سن کے عرض کرین چنانچہ سرکار کمپنی کی جانب سے اِس مطلب کا سوال جواب پیر خان کنیو دلاور جنگ بہادر کی وکالت پر متعلق ہوا اور فبروری مہینے کی چودھوین کو اور سرکار کی سرکارون سے بھی وکلا

حاضر ہو کر سلطان ممدوح کے فرستادون کے بلانے کو ہرکارے بھیجے چنانچہ
وکلاے سلطان ڈیرے مین پیر خان دلاور جنگ کے تشریف لائے تب خود
دلاور جنگ و میر عالم بہادر اور بجاجی پندت نے جلو خانے کے صحن تک
استقبال کو جا کر انھین بڑی تپاک و توقیر سے ہاتھ پکڑ خیمے کے اندر لیجا مسند پر
بیٹھایا سلطانی معتمدون کے درمیان سید غلام علی خان ایک شخص تر ازی رتبہ
و عالی خاندان تھے جو زمان سابق مین سلطان کی طرف سے سلطان روم کی
سفارت کو بڑی دانشمندی سے بجالایا جب وہ راہ مین جہاز پر بہ سبب
شتیج کی بیماری کے چلنے پھرنے سے مجبور ہو گیا تب اُسنے اپنی چالاکی و ذوفنونی
سے سونے کی ایک چوکی بنوایا جپر بیٹھکر سلطان روم کی بارگاہ مین
پاے تخت تک پہنچ مُجرا حاصل کیا اور کمال زبان آوری اور فصیح البیانی سے
اپنے موکّل کی نیکنامی و قدردانی کو حضور اقدس مین کرسی نشین کر ایک
فرمان مرحمت نشان سلطان ممدوح کے نام کا دستیاب کر لا پہنچایا اِس تقریب
سے خان معزّالیہ سلطان کے نزدیک درجے اور تقرّب مین بہ نسبت اور
امیرون کے زیادہ محترم و معتمد ہوا تھا لہذا اِن دنون سلطان نے اُسی کو
صلح کے بند و بست اور اِس بڑے کام کے انجام کرنے کے قابل جان کر علی رضا
خطیب کو کہ وہ بھی ہر ایک قسم کے معاملے خصوصاً ایلچی گری مین نہایت سلیقہ
رکھتا تھا خان مذکور کے ہمراہ اپنا سفیر کر بھیجا چنانچہ خان موصوف اُسی
عذر لنگ کے بہانے مسند پر پانو پھیلا بیٹھا اور ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا حضار
محفل نے اُسکی طلاقت اور بلاغت سے سکتے کی حالت مین آ حش حش کیا
اور بعد اِسکے کہ ہر طرف سے بہت سی گفت و شنود درمیان آئی اور باہم
عاردون سرکارون کے وکیلون مین انواع طرح کی ردّ و بدل ہوئی معاملہ صلح تین

کروڑ کی تحصیل کا ملک سلطان کے ممالک محروسہ سے چھوڑ دینے اور نقد تین کروڑ روپیہ بعوض اُن اخراجات کے جو مشترک سرکارون کی افواج کشی مین خرچ ہوا تھا ادا کرنے پر اِن شرطون سے فیصل ہو کہ طرفین کے جتنے آدمی اس لڑائی کی ابتدا سے اسیر ہوئے ہین اور بھی وے لوگ جو نواب مغفور حیدر علی خان بہادر کے زمانے سے قید ہین خلاص کیے جائین اور زر مصالحہ نصف سر دست اور نصف موافق میعاد کے ادا کیا جاے اور ممالک مقسومہ کے دخل پانے اور صلح کے باقی روپیہ قسطبندی کے موافق ادا ہونے تک دو شاہزادے والاگہر سرکار کنپنی کے لشکر مین تشریف رکھین۔ القصّہ اِسی قول قرار پر وے دونون معتمد بنیاد آشتی کو محکم کر عہد و پیمان کی مجمل شرطون سے ایک صلحنامہ لکھ سلطان کے حضور مین گئے تا جمیع مراتب عرض کرین اور پھر کاغذ اُن محالون کے کاغذات سمیت حاضر ہون تا حصۂ بخرا ملک کا برابر کیا جاے اور تو وقتیکہ یہ تقسیم وقوع مین آے مصالحے کے نصف روپیہ بھی تین چار دن کے عرصے مین داخل کر دیئے جائین اور بتفصیل عہد نامہ لکھ دینے کی طیّاری کی جاے۔ اور جب عہد نامہ طرفین کی مہر و دستخط سے مزیّن ہو کر ایک دوسرے کو دیا جایگا چاہیئے کہ دونون شہزادے بھی سرکار کے لشکر مین رونق افزا ہون۔ خبر بعد جانے اُن دو معتمدون کے دلاور جنگ حضور مین گورنر جنریل کے حاضر ہو کر جواب و سوال کا شرح وار احوال گزارش کر کے اپنے ڈیرے کو سدھارا۔ دوسرے دن گورنر نے ترکے ہی مستر چیری صاحب بہادر کو حکم دیا کہ تم بھی منشی سمیت تقرّر مصالحے کی محفل مین حاضر رہکر ہشیاری سے طرف ثانی کے وکیلون کے روبرو دوستی کے قول قرار کو لکھوانا۔ چنانچہ آقاے ممدوح نے

فدوی کو بلوا کر فرمایا کہ ہم دلاور جنگ کے ڈیرے مین جاتے ہین تم بھی چلو تب
فدوی حسب الحکم وہان حاضر ہو کر کاغذات ملکی کی تفصیل اور تینون حصّون
کے متعلق موضعون کی تحصیل کے لکھنے مین سرگرم ہوا اور سلطان کے
وکیلون نے تینون برابر حصّون کا خاکا بموجب ضابطے دفتر کے طیّار کر
جناب خدایگانی کے ذریعے سے حضور مین گورنر جنریل کے پیش کیا گورنر
ممدوح نے اُسے ملاحظہ اور مہرو دستخط کر فبروری مہینے کی چوبیسوین
تاریخ کو لڑائی موقوف کرنے کے باب مین حکم صادر کیا اور چھبیسوین کو
جب وے دونون معتمد بموجب قول قرار اُس عہدنامے کے شاہزادہ
سلطان عبدالخالق اور سلطان معزّالدین کو سوار و پیدل وغیرہ کا غول
ہمراہ لیئے بڑے بڑے فلک شکوہ ہاتھیون پر جن کے اوپر سنہری عماریان
مرصّع کار بندھی اور مغرّق کارچوبی جھولین پڑی تھین چڑھائے نہایت حشمت
و دبدبے کے ساتھ قلعے سے لیئے آتے تھے یہ خبر سنکر دریا کے کنارے تک اُنکے
استقبال کے واسطے مستر چیری صاحب بہادر اور دلاور جنگ اور چند مصاحب
کو بھیج اُسکے پیچھے ایک عمدہ گاڑی حضور سے روانہ کیا اور یہان حسب الحکم
رستے کے دونون طرف گورون کی پلٹن اور ترک سوارونکے رسالے پرا باندھ
کھڑے ہوئے خیمے کے اندر فرش فروش اور سنہری چاندنیان جن پر سنہری
کرسیان لگائی گئین تھین بچھائی گئین اور گورنر خود بدولت و اقبال بھی انتظار کر
رہا تھا کہ اس مابین مین جنریل میڈوس بہادر نے وہان آکر گورنر سے کیا کیا باتین
کہین کوئی معلوم نکر سکا لیکن جنریل مذکور کچھ غصّے مین ہو نتھے کاتتا ہوا نکلا اور اپنے
ڈیرے مین جا پستول بھر کر اپنے پیٹ پر مارا پر خیریت گذری کہ گولی اُسکی
بائین پسلی سے تھوڑا سا پوست خراش کرنکل گئی اور وہ بیہوش ہو گر پڑا

گورنر اُس کی اِس نادانی کی حرکت سے رنجیدہ خاطر ہوا اور ظاہرداری کی راہ سے جبراً قہراً ڈ کنرلیت اور کپتان مارٹن کو جنریل مذکور کی تیارداری کے لیئے بھیج آپ شاہزادون کے تشریف لانے کا منتظر رہا جب اُنکی سواری دریا کے اِس پار آئی تو لارڈ جنگ اور چیری صاحب وغیرہ استقبال کو آگی ہو مین پہنچے اور ہمراہ ہو خیمے تک لے آئے شاہزادون کے پہنچتے ہی اُن سب سپاہیون نے سلامی کے قواعد سے بندوقین زمین پر رکھ پھر خدمت سے اُٹھا بندوقین داغین اور سلامی کی توپین بھی سر ہوئین شاہزادے کہ بھی باغ سلطنت کے نونہال تھے یہ حال دیکھ سہم گئے میر علی رضا خان وکیل جو خواصی مین بیٹھا تھا اُنھین تسلی دے کر ہاتھیون کو خیمے کے پاس لا بیٹھایا پھر دوبارہ توپین داغین تب گورنر نے آگے بڑھ دونون شہزادون کو ہاتھی پر سے ہاتھ پکڑ اُتارا اور معانقہ کر خیمے مین لیجا اپنے دہنے بائین کرسیون پر بٹھلا بڑی محبت و مرحمت سے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی تب سیّد غلام علی خان اور میر علی رضا خان نے عرض کیا کہ سلطان نے حضور کا لطف و احسان سن ان دو فرزند ارجمند کو سایۂ مرحمت مین تربیت کے لیئے حوالے کیا ہی آپ ان کے حال پر باپ سے زیادہ اشفاق بزرگانہ مبذول فرمائیگا اتنا کہہ کے علی رضا خان نے اُٹھکر دونون شہزادون کو دست بدست گورنر بہادر کے سپرد کیا لارڈ صاحب نے اُن کے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھ فرمایا چشم ما روشن ہماری عین خوشی ہی کہ اللہ تعالی ہمیشہ اُنھین خرّم و کامیاب رکھے

بیت

رہے اِنکے اقبال و دولت قرین
نگہبان رہے اِنکا جان آفرین

یے ہمارے نینون کے تارے اور ہمارے فرزند سے زیادہ محبوب و پیارے ہین ' اور عزت و حرمت مین بزرگون سے زاید ' ہم سے حتی المقدور انکی خدمت گزاری اور خاطرداری مین قصور نہین ہونے کا ' تم لوگ ہماری طرف سے اچھی طرح ان مراتب کو سلطان موصوف کے خاطرنشین کرو ' الغرض ایک ساعت تک ایسے ایسے تسلّی آمیز کلمے ارشاد کر کے عطر پان کی تواضع کر رخصت فرمایا ' جب شاہزادے وہان سے برخاست ہوکر چلے تو سلامی کی توپین پھر چلین بعد اسکے وے بسعادت و اقبال اپنے خیمے مین جو اُنکے واسطے کھڑا کیا گیا تھا داخل ہوئے ' لارڈ صاحب اُسکی صبح کو شاہزادون کے خیمے مین ملاقات کو تشریف لیگئے ' اُنکے پیچھے میر عالم بہادر اور سماجی پنڈت بھی وہان حاضر ہوئے دوپہر تک نشست رہی جب لارڈ صاحب اپنے ڈیرے کو آنے لگے تو سر برنگپٹن کے قلعے پر سے خوشی کی باڑین داغین ' دوسرے دن نواب مشیرالملک شاہزادون کے حضور مین حاضر ہوکر اُنھین نواب سکندر جاہ بہادر کے ڈیرے مین ملاقات کے لئے لیگیا ' چنانچہ نواب موصوف بعد استقبال کے کمال تکریم و توقیر سے معانقہ کر اپنی مسند پر بٹھا انواع طرح سے اُنکے ساتھ پیار اخلاص کی باتین کین اور رخصت کے وقت شاہزادون کو جواہر کے خوان اور ستره پارچے کا خلعت معہ سپر و شمشیر و اسپ و فیل اور سنہری عماری ہر ایک کو پیشکش دیا اور اُن دونون معتمد کو چھہ پارچے کا خلعت معہ جیغہ و سرپیچ اور سلک مروارید وغیرہ تواضع کیا تب نواب مشیرالملک بہادر نے اُنکو اپنے ڈیرے مین لیجا کر خلعت و جواہر کے خوان اور اسپ و فیل اپنی طرف سے نذر دے رخصت کیا ' شاہزادے اُدھر سے پھرتے وقت ناناصاحب کے ڈیرے مین تشریف لیگئے وہان بھی ایک لحظہ بیٹھ بیش قیمت خلعت اور جواہر کے ہدیے لے اپنے خیمے مین داخل ہوئے ' ہنوز عہدنامہ سلطان کی طرف سے

وہر و دستخط ہو کر امیران ہمعہد کی سرکارون مین داخل نہین ہوا تھا کہ تینون سرکارون کے حقوق کی سرحد ٹہرانے مین سلطان اِن سرکارون کے ساتھ بحث مباحثہ درمیان مین آیا (میر صادق ملعون کی غمازی اور بدصلاحی کی سبب سے) سلطان نے اِس مقدمے سے برہم ہو کر اگرچہ شہزادون کو بخوشی و رضامندی عہدنامہ اوّل کی شرطون سے سرکار کنپنی کی مرحمت کے اعتماد پر لارڈ صاحب بہادر کی حفاظت مین سونپا تہا خشم و تندی کی راہ سے عہد محبّت کو توڑ سرکاری فوج پر شبخون کے ارادے سوار ان خونخوار کا دستہ تعینات کیا۔ اِن سوارون نے چونکہ ہروڑ پہاڑ کے پیچھے سے بڑی مسافت طی کر افواج سرکار کی پشت پر شبخون مارنے کا قصد کیا اور بسبب فاصلے کے بروقت منزل مقصود کو نہ پہنچ صبح ہوتے ہوتے اُنکا ایکی جو وقت کہ دھر کے لشکر والے صلح کے خیال اور بھی اِس نظر سے کہ شاہزادے قابو مین انگریز بہادر کے آچکے ہین چوکی پہرے سے غافل تھے سرکاری توپ نے پر توت زدو ضرب مچادی توبھی توپخانے کے سردار نے گھوڑون نے سم کی آہٹ پاکر بڑی چالاکی سے اُن سوارون پر کئی توپ جو پہلے سے بھر کر طیار رکھا تھا سر کیا جن سے قریب بیس سوارونکے گھوڑون سمیت کھیت آئے۔ یہہ ماجرا دیکھ باقی سوار باگین موڑ بھاگ نکلے۔ لارڈ صاحب نے اِس خبر سے تعجّب کر شاہزادون کا خیمہ قلب لشکر مین لانے کے واسطے گورے سپاہیون کی پلٹنین تعینات کین اور اُنکے سردارون کو حکم دیا کہ شاہزادون کو پالکیون مین بتحمل بڑی خبرداری سے لاکر رکھو۔ تب اُن سردارون نے حکم بموجب معہ پلٹن شاہزادون کے ڈیرے کے نزدیک جا اُسے گھیرلیا اور شاہزادون کو پالکی پر بڑی نگہبانی اور خبرگیری سے فوج نصرت موج کے درمیان خیمے مین لاکر اُنکے گرد بگرد

چوکی پہرا کھڑا کردیا اور مورچے کی طیّاری کو بھی حکم دیا گیا، الغرض کئی دن تک یہہ مجھاملہ مجارہا، آخر ہری پندت تانتیا بہادر نے حسن تدبیر کے سبب طرفین سے یہہ قضیہ فیصل ہوا، اور مارچ مہینے کی اُنیسوین تاریخ عہدنامہ سلطان کی مہر و دستخط ہو کر شاہزادون کے پاس پہنچا، تب اُنھون نے گورنر کی خدمت مین جا کر بہت سا عذر معذرت کر کے اُس عہدنامے کو گذرانا، لارڈ صاحب نے سرو قد اُٹھکر بڑے شاہزادے سلطان عبد الخالق کے ہاتھ سے عہدنامہ لے دست بسر ہو سلامی کی توپین سر کرنے کو حکم دیا، بعد اسکے شاہزادے سب رخصت ہو کر اپنے خیمے کو گئے، اُسی دن دو پہر دو گھڑی کے وقت گورنر کی ضیافت کے طور پر الوان و اقسام طعام کے خوان سلطان عالیشان کے بھیجے ہوے محمد علی چوبدار کی معرفت پہنچے لارڈ صاحب نے خوشی دل سے ضیافت قبول کر چوبدار کو ایک دو شالہ اور نقد دو سی روپیہ انعام دیا اور اُن الوان نعمت مین سے کچھ فوج کے سردارون پر تقسیم کروا باقی کھانا خاص باورچیخانے مین لیجانے اور کھانے کے وقت میز پر لانے کو فرمایا، چوبدار مذکور دو پہر رات تک راقم اوراق کے ڈیرے مین تھا بعد اسکے لارڈ صاحب، سرکار کنپنی کے عہدنامے پر اپنی مہر و دستخط کر پہلے دلاور جنگ کے ڈیرے کو تشریف فرما ہوے، ایک گھنٹے وہان بیٹھ میر عالم بہادر اور بجاجی پندت کو پیشتر شہزادون کو خبر کرنے کے لیئے بھیج آپ بعد ایک لحظے کے پاپیادہ اُنکے ڈیرے مین تشریف لے گیئے، شہزادے استقبال کر گورنر بہادر کو خیمے کے اندر لائے اور گفت و شنود دلپسند سے لوازم اتّحاد و دوستی بجا لائے، بعد ازان دلاور جنگ بہادر بھی عہدنامہ ہاتھ مین لیئے وہان حاضر تھا لارڈ صاحب نے فدوی سے وہ عہدنامہ لے شہزادۂ کلان سلطان عبد الخالق کے ہاتھ مین دے مبارکبادیان دین،

لیے آپس مین بہت نہایت خوشی و خرمی کے ساتھ بیٹھے ہی تھے کہ گورنر کے تشریف لائے اور شاہزادونکو عہد نامہ دینے کی تقریب بر سرنگاپتن کے قلعہ پر سے تہنیت کی توپین چلنے لگین لارڈ صاحب ان شگونونکو سنکر کچھ متردد ہوئے تب سید غلام علی خان بہادر نے عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے کی جہت سے خوشی کی توپین قلعہ پر سے ہوتی ہین لارڈ صاحب اس حال سے مطلع ہوا تب شکر و سلام ادا کر خوشی خوشی شاہزادونکے ساتھ معانقہ کرنے کے بعد وہانسے اپنے ڈیرے کو تشریف لائے اُسی دن سے سب کے دل کو یقین ہو گیا الحمد اللہ و اہب بے منت نے خلق اللہ کے حال پر رحم کیا کہ وے اس رات دن کے دغدغے اور کھٹکے سے چھوٹے مارچ کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۱۷۹۲ مین زر مصالحہ اقرار کے موافق سلطان کی طرف سے تینون سرکار مین داخل کر دینے گئے جو انواع طرح کے ہون گاس فلم چکری وغیرہ (سونے چاندی کے بنے ہوئے) اکثر ناقص عیار تھے اور سوا سرنگاپتن اور اُسکی اطراف کے اور کہین اُن کا رواج نتھا اس لیئے صرافون نے اُنکے پرکھنے سے حیران ہو کر عرض کیا کہ ایسے سکون کے لینے مین سرکار کا بڑا نقصان ہی مگر حیدری اشرفیون اور اُس مغفور کے نام کے گاس فلم اور روپی سب کے سب کا طلا نقرہ دونون کھرا ہی اور اُنکا وزن بھی چیناپتن حیدرآباد پونان وغیرہ کے ہون و روپی فلم و گاس سے کئی ماشہ کئی جو زیادہ ہی اُنکا لینا بازار کے بھاو سے کہ ہون پیچھے سکہ ساڑھے چار روپی ہی مضائقہ نہین اور کم وزن سکون کو گلا کر جس قدر اُن مین سے خالص سونا چاندی نکلے اُسکا حساب کیا چاہیئے لارڈ صاحب نے اس بات پر راضی ہو کر سلطان کے معتمدون کو مشر حوا رحالات کہلا بھیجی تب اُن لوگون نے اس امرکا اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالی ہم لوگ سلطان کے حضور مین نمونہ ہرایک

رقم مذکورے کے سونے چاندی کا جوگلانے کے بعد معلوم ہوگا کہ اُنکے وزن مین
کس قدر کمی ہی معہ اُسکی فرد کیفیت کے بھیج جواب منگا کر یہہ بکھیڑا بھی
مٹا دینگے ؛ القصہ ایک ہفتے مین سرکاری صرّافون کی جنچائی کے موافق طرفین سے
نزاع رفع ہو گئی اور خسارے کے بدلے زرخالص کئی اونٹ بربار ہو کر سرکار
کنپنی کے خزانے مین آداخل ہوا ؛ رسید اُس کی گورنر کی مُہر و دستخط سے
سلطان کے حضور مین بھیج دی گئی اور دوسری سرکارون سے بھی رسیدین مُہر
و دستخط ہو کر داخل سررشتہ ہوئین ؛ اُس کی صبح کو اُس مقام سے فوج انگریزی
کے کوچ کا دن تھہرا ؛ سلطان نے وفور دوستی و یکجہتی کی راہ سے ؛ لارڈ صاحب کی
ضیافت کے طور پر پان سی اکاون بڑی دیگین الوان واقسام طعام کی اور
آٹھ سو نوّے پتیلے قلیے و قورمے وغیرہ کے ؛ علاوہ اِسکے سات سو
خوان مٹھائی حلوا لوزیات وغیرہ اور پھول کی طلائی جواہرنگار کتنی چنگیریان محمد علی
چوبدار اور غلام قادر خانسامان کی معرفت معہ ایک نیازنامہ مشتمل اِس مضمون
ہر کہ باعثِ محبت و اتحاد یہہ ہدیۂ محقر بھیجا گیا ہی گورنر موصوف نے ضیافت
شاہی کا سامان و لوازمہ دیکھ بڑی خوشی و نشاط سے کچھ کچھ تناول فرما
چارسی روپیہ نقد و دو جفت شال اور خط کا جواب اُن دونون لانے والون کو
دے کر رخصت کر خود بدولت و اقبال شاہزادون سمیت خوشی خوشی ہرور
پہاڑ سے دو کوس اِس طرف آ کر اقامت کیا ؛ اِس مقام مین قوم انگریز کے وے
اسیر جو پیشتر نواب حیدر علی خان بہادر کی لڑائی بھڑائی کے وقت اور جو لوگ
بالفعل ستی منگل وغیرہ کی لڑائیون مین گرفتار ہوئے تھے سب کے سب خراب
خستہ گورنر بہادر کی بارگاہ مین آ پہنچے ؛ احوال اِن مصیبت زدون کا کیا کہیئے کہ صرف
ہڈّی و چمڑا اور رشتۂ حیات ہی کا اُن مین باقی تھا ؛ عندالتحقیق معلوم ہوا کہ سلطان

اُنکو بازنجیر کرمٹی کا ٹنے کے کام مین رکھا تھا غیراب ڈرد صاحب نے سلطانی اسیرون کی رہائی کے واسطے جو قلعہ بنگلور مین موافق اپنے رتبے کے سرکار عالی سے راتب روزینہ پاتے اور آرام سے رہتے تھے ایک شخص نام پرلس کے جو اُس قلعے پر متعین تھا لکھی تب وے لوگ بھی بموجب امر والا کے مخلصی پا کر سرینگپٹن کو روانہ ہوے بعد اسکے سرینگپٹن کے متعلق قلعجات بنگلور نندی درگ مکری وغیرہ چھوڑ دینے کے باب مین اُن حصارون کے متعین سردارون کے نام پر اِس مضمون کے پروانے صادر ہوے کہ تم نے جسقدر جنگی سامان کہ سلطانی سردارون کے دخل سے اُن قلعونکے لینے کے وقت اُن مین پایا ہی اور نیز اِس طول ایام حرب کے جتنا اسباب و آذوقہ وغیرہ اپنی جہد وکوشش سے قلعون مین جمع کیا ہو چاہیے کہ اُن سب کا تعلیقہ کرکے افواج قاہرہ کے وہان پہنچنے کے منتظر ہو تاکہ جب لشکر انگریزی اُن قلعون کی نواح مین پہنچے تو قلعہ سلطان کے کارپردازون کے حوالہ کرنے مین کسی طرح کا خرخشہ باقی نرہے چنانچہ جونہین افواج دریاموج وہان پہنچی تو سرکار کے سردار حاضر ہو کر تعلیقے کی فرد قلعے کی کنجی سمیت سلطانی اہلکارونکے سپرد کرکے مع اپنی جمعیت لشکر نصرت اثر مین آن ملے اور اِسی مضمون کے انگریزی پروانے بھی جو سلطانی دہات چھوڑ دینے کے باب مین لکھے گئے تھے اور گورنری مہر و دستخط سے مزین تھے سلطان کے معتمدون سید غلام علی خان وغیرہ کے حوالے کئے گئے تب وہان سے کوچ در کوچ مکری کے قلعے کی اطراف مین مقام ہوا یہان کے قلعدار نے بھی اُسی وقت کہ افواج منصورہ اُس نواح مین پہنچی اپنی جمعیت سمیت ملازمت حاصل کر قلعے کی قبض الوصول اور جنسون کی فہرست جو سلطانی کارگزارون سے لی تھین حضور مین

داخل کین اسی طرح اسو آرکا قلعہ ار بھی لئے اور دوسری جنسون کا ذخیرہ قلعے کی کنجی سمیت سلطان کے کارپردازون کو دے اُنسے رسید لیکر لشکر ظفر پیکر مین آملا تب یہان سے کوچ کر بعد چند روز کے مقام کو نکال مین ڈیرا ہوا اپریل کی پانچوین کو لارڈ صاحب اپنے رفقا سمیت بموجب نانا صاحب کی استدعا کے بڑی خوشی سے اُنکی محفل ضیافت مین کھانے کے شریک ہو کر گرم صحبت ہوئے اور رخصت کے وقت خلعت و جواہر اسپ و فیل عطر و پان کی تواضع قبول کرا پنے ڈیرے مین تشریف لائے بہری پنڈت نانا اپنے ساتھ کے سرداروں سمیت اُسی مقام سے رخصت کے لیئے گورنر کے خیمے مین آ کر طالب رخصت ہوا تب گورنر بہادر نے بطور رسم ہندوستان کے بیش قیمتی خلعت وجیغہ و سرپیچ اور موتی کا ہار ڈھال تلوار ہاتھی گھوڑا جڑاؤ میناکار ساز سمیت جھلابور مغرق پالکی وغیرہ تعظیم و تکریم کا لوازمہ نانا صاحب اور اُنکی ہمراہی کے سرداروں کو تواضع کر رخصت کیا اِسکے دوسرے دن مرہٹے کی فوج لشکر ظفر پیکر سے پونان کی جانب روانہ ہوئی ساتوین کو جب لارڈ صاحب نواب سکندر جاہ کے ڈیرے مین رونق افزا ہو کر خلعت اور جواہر اسپ و فیل پیشکش لیکے وہان سے رخصت ہو آئے تو نواب سکندر جاہ و اعظم الامرا و سیف الملک و راے رایان و راے شام لعل بہادر گورنر کے خیمے مین رخصت ہونیکو تشریف لائے اِس طرف سے بھی سب آداب و مراسم بترتیب مراتب ادا کیئے گئے بعد اِسکے فریقین ایک دوسرے سے رخصت ہوئے تب لارڈ صاحب وہان سے شاہزادون سمیت کوچ و مقام کرتے ہوئے مے مہینے کی سولہوین کو انبور گڑھ کے نزدیک پہنچ اقامت گزین ہوئے راقم اوراق اُسکی صبح کو اپنے کئی رفیقون سمیت

جنسے اکثر وہین کے رہنے والے تھے قطعہ وقت کیا معلوم ہوا کہ بانی اس
قلعے کا پنڈوؤن کی اولاد سے ایک راجا بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا کہ
کرناٹک کا تمام ملک باغ ارم کی سرحد سے لیکر سیت بند رامیسر تک
اپنے قبضہ تصرف مین رکھتا تھا اور چونکہ ملک بالاگھاٹ کا ایک اور بڑا زبردست
راجہ غیر کی قوم سے پائین گھاٹ کے مسخر کرنے کا قصد رکھتا تھا اس سبب نت
ان دونون مین لڑائی بھڑائی بھی رہتی تھی بناچار کرناٹک کے راجا نے اپنے ملک
کے بچاو کے واسطے وہ قلعہ بنایا تھا صفت اور متانت اس حصن کی اسی
سے سمجھ لینا چاہیے کہ اسکی تعمیر پر قریب ہزار برس کے گذرا پر اسکے مکانات کا
یہہ عالم ہی گویا ابھی بنے ہین کہین مرمت کی حاجت نہین اگر عمارت دران کے
دثر رونین کے ساتھ اسکو تشبیہ دیجئے تو سزاوار ہی الحاصل احقر العباد
اُن مکانون کی سیر کرتا ہوا قلعے کے اندر جا پہنچا چونکہ استواری و نادر کاری
اسکے در و دیوار اور عمارتون کے چھتون کی حیز بیان سے باہر ہی ہمسند خامہ کو
اُسکی تحریر سے روک مطلب کے میدان مین جولان دیتا ہی یعنے جب لارڈ
صاحب مہینے کی بیسوین تاریخ وہان سے روانہ ہو کر کوچ در کوچ انتیسوین کو
شہر چینا پٹن مین پہنچ کر امیر باغ کی جانب جو بنایا ہوا نواب والاجاہ بہادر کا ہی چلے
اُدھر سے نواب والاجاہ اور عمدۃ الامرا بہادر نے بھی جو پناہ حشم خدم لیئے قدوم
میمنت لزوم کے منتظر تھے سواری خاص کے وہان پہنچتے ہی استقبال کے واسطے
آ کر گورنر بہادر سے مصافحہ و معانقہ کرکے اُس مکان کو زینت بخشا شاہزادون کے
واسطے قلعے کے اندر ایک مکان عالیشان مقرر کیا گیا لشکر شہر مین داخل ہونے لگا
اُس وقت شہر کے باہر دو قطار چھوٹے بڑے خاص و عام تماشائیون کی بھیڑ
بھاڑ اور اُنکا رنگ برنگ کا لباس طرح بطرح کا ساز و اسباب عجب عالم

دکھاتا تھا اہل سواری ستھرے ستھرے گھوڑون پر سنہری زین باندھے
ہتھیار لگائے اِدھر اُدھر جلوہ گر اور پالکی نشین بڑی بڑی طیّاری سے بطور
استقبال کے جدھر تدھر روان مستورات بھی مارے اشتیاق کے
چھتون پر اور دیوارون کے سوراخ سے اِس مشیّت الٰہی کی نظارہ بازی مین
مصروف کہ سبحان اللہ کیا اسکی شان ہی جسنے اپنے بندگان مخلص کو اِسطرح
فیروزی و ظفر کے ساتھ قحط و حرب کی بلا سے بچا پھر بخیر و عافیت اِس
ملک مین لایا گویا جان تن مین اور روح جسم مین آئی بازار مین ہر ایک
پیشے کے دوکاندار اور ستہ دوکانین ہر رقم کی اجناس و اشیا کی لگائے
خریدار مول تول کر رہے تھے ناظرین اور تماشائیونکا یہہ ٹھٹ لگا تھا کہ لوگون کو دیدار
فرحت آثار اُن یوسفان دیار ہجرت و غربت و عزیزان مصر عزّت و رتبت
یعنے شہزادگان عالی تبار کی کہ ہمراہ لشکر نصرت اثر کے تھے کم نصیب ہوئی
القصّہ شاہزادے بصحّت و کامرانی چیناپٹن کے قلعے مین داخل ہوئے سلامی کی شلکین
دغین لارڈ صاحب جبتک وہان رونق افزا تھے ایک دن بعد ہمیشہ اُنکے
دیکھنے کو تشریف لیجاتے بعد چند روز کے شاہزادونکے ملال خاطر کے باعث اس
لحاظ سے کہ طبیعت بشری کا خاصہ ہی کہ سدا ایکہی جگہہ رہنے سے ہرچند گلشن جنّت
کیون نہو اُچاٹ ہو جاتی ہی اُس قلعے کے نزدیک ایک خوش قطع زمین پر
از گل و ریاحین جسمین مکانات اچھے خوش فضا دلچسپ تھے شہزادونکی
سیر و تفریح کے واسطے ٹھہرائی گئی اور اِس نظر سے کہ نوجوانونکی طبیعتین
ازبس کہ باغ و بستان کے گلگشت اور لہو و لعب کی مائل ہوتی ہین مقرّر یہہ
ہوا کہ شاہزادے دن کے وقت جب چاہین قلعے سے مع اپنے اتالیق و معلّم کے
ساتھ جنھین سلطان والاشان نے اُنکے ہمراہ متعیّن کیا تھا اُس گلستان کی سیر

تماشے کو جاکر رات کو قلعے کے اندر آکر آسایش و آرام کیا کرین

اور جس وقت شاہزادے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوے دو پالکی باردار اور

روبی کے صیاری کی کلکتہ مین استو یرت کمپنی کاری ساز کے کارخانے سے

تیار کروا کر معہ گھوڑوں اور بندوقین و کمریان اور اقسام طرح کے تحفے تحایف

وغیرہ سرکار کمپنی بہادر کے طرف سے پیشکش کیا گیا

روایات منشي حمید خان کی جو ہمراہ گورنر جنرل

لارڈ کارنوالس بہادر کے اِس مہم مین حاضر تھا تمام ہوئین

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ ٹیپو

سلطان کا اور اُسکی تعلیم و تربیت کا

اختر طالع خسرو ممالک ستان ٹیپو سلطان کا شہر ذیحجہ کی بیسوین سنہ ٦٣ ١١ ہجری مین

موافق سترہ سو پچاس عیسوی کے اُفق اقبال سے طلوع ہوا جسنے خاندان حیدری

نے نور و فروغ پایا والدہ ماجدہ اُسکی نواب میر معین الدین کی بیٹی تھی کہتے ہمین کہ یہ

خاتون عفیفہ حالت بارداری مین ہندستان کی عادت و اعتقاد کے موافق خدمت

فیض درجت مین ٹیپو ستان نام درویش کے جسکی کرامت اور اجابت دعوت کا

دکھن مین شہرہ تھا حاضر ہو کر امید کے باب مین اُس صاحبدل سے دعای خیر کی استدعا کی

تب اُس پاک طینت نے اُسے یہ خوشخبری دی کہ بفضلہ تعالی فرزند نیرا بادشاہ

رفیع القدر ہوگا اُسکا نام ٹیپو رکھنا چنانچہ اُس درویش کامل کے فرمانے

سے نام اُسکا ٹیپو رکھا گیا اسکے پدر جلیل القدر نے اکثر ملکون سے ہر ایک علم و ہنر کے بڑے بڑے عالم و فاضل و اہل کمال و ہنرمند اکر بڑی تقید سے اُسے تحصیل علم و ہنر مین مشغول کیا چنانچہ ٹیپو سلطان نے ہر ایک علم مین مہارت کامل حاصل کی اور ورزش سپہگری و کشتی گیری اور تیر اندازی و گوی بازی اور اسپ تازی وغیرہ مین بھی کم سنی ہی مین کمال مشق بہم پہنچائی اور ایام شباب مین حرب و ضرب کے قانون اور رزم و جنگ فرنگ کے قاعدے خوب اخذ کیے سنہ ۱۷۷۷ اور ۱۷۷۸ ع مین جب نواب حیدر علی خان کرناٹک کی تاخت تاراج پر متوجہ تھا سلطان انیس ہی برس کی عمر مین چابک و جری سوارون کی ایک بڑی فوج کی سپہسالاری رکھتا تھا پہلی بار اُسنے اپنی سپہگری اور معرکہ آرائی کا یہ جوہر دکھلایا کہ نواح مدراس کی سرحدون کو درو بست مارو تباہ کیا سارے اہل سیف و اہل قلم اُسکے آثار و اطوار خوردسالی کو دیکھ اُسکے ایام سلطنت کے دبدبے اور طنطنے کی پیش بینی کرتے تھے چند نون سنہ ۱۷۸۰ کے جولائی مہینے مین حیدر علی خان کی افواج بحر مواج کی طرح کرناٹک کی سرتاسر زمینون پر آپڑی تھی سلطان ہی دہنے کی فوج کا جس مین بارہ ہزار سوار خونخوار اور چھہ ہزار پیادۂ جرار کی جمعیت اور بارہ ضرب میدانی یا جلوی توپ تھی سرلشکر ہوکر شمالی سرکارونکے محالون کی تسخیر کو متعین ہوا تھا چنانچہ اُسنے جمعیت مذکورسے سپٹمبر کی چھٹی کو معہ اور آٹھ ہزار جوانونکے جو اُسکے ماموں میر علی رضا خان کے ہمراہ کمک کے لیئے اُسسے جا ملے تھے پریا پالم کے گرد و نواح مین کرنیل بیلی کی فوج پر حملہ کرا اور بڑے محاربے کے بعد اُنکا تمام ذخیرہ و بنگاہ لوٹ پاٹ کر اُنھین شکست کا مزہ خوب ہی چکھایا اور اُس مہینے کی دسوین تاریخ جو لڑائی ہوئی اُس مین انگریزون کے بالکل لشکر کو مار لیا اور جب کرنیل بیلی کی

باروت والی پیٹیون کی وجہ کے شک سے اور اپنے ہمراہیون سمیت آگے بڑھ
انگریزی پلٹن پر تخت کر کے انہیں منتشر و تباہ کر دیا تب تو اُسکے اپنے والد بزرگوار نے
حضور مین نہایت مرتبہ مین شایستہ تحسین و آفرین ہوا چنانچہ اُسی دن سے
نواب فلک جناب اپنے فرزند ارجمند کو عمدہ سر لشکر اور سپہ دار بہادر سمجھے
اور جس ہنگام مین کہ نواب بہادر نے آرکات کو محصور اور قلعہ دار کو اُسکے چھوڑ
دینے کے سبب تنگ و مجبور کیا تھا ٹیپو سلطان بھی وہان موجود اور قلعہ کی تسخیر کے
طریقے اور حیلے دیکھنے مین جو اُس وقت کمال جنگی و جو کسی سے عمل مین آنے
تھے مصروف تھا بعد اُسکے خود بذات خاص ویلور و چنگلپیٹ اور وندیواش کے
محاصرہ کرنے مین متوجہ ہوا۔ اور سنہ ۱۷۸۱ع مین جب نواب بہادر اپنی فوج سمیت
ترچناپلی پر چڑھائی کرنے کے ارادے جنوب کی جانب روانہ ہوا تھا تو ٹیپو سلطان
کو اُسکی جمعیت کے ساتھ واسطے محاصرے ویلور اور وندیواش کے
پیچھے چھوڑ گیا تھا مگر پورٹو نو مین جرنیل سر ایری کوٹ کے فتح ہونے کی جب سے
خبر پہنچی تو بناچار اس مہم سے دست بردار ہو باپ بیٹے دونون ملکر اپنی فوج نگاہداشت
کرنے اور اس لڑائی کی جو کھو مٹانے مین سرگرم ہوئے۔ بعد اُسکے ٹیپو سلطان سے
کارنامہ رستم دستان کا وقوع مین آیا کہ فبروری مہینے کی اٹھارہوین سنہ ۱۷۸۲
مین کولیرن نامے ندی کے کنارے اُسنے کرنیل بریتھویط سے سردار کو اُسکی
بالکل فوج سمیت مار گرا ہندوستان مین جوانمردی کے موئے نام کو زندہ کیا۔ ہر
مشہور ہی کہ جیسے دوست دشمن اُسکی ہمت و شجاعت کے قائل ہین ویسے ہی جباری
و سنگدلی کے بھی ناقل ہین۔ اگر اس فتح کے بعد فرانسیسون مین سے جرنیل
موشیر لالی اور دوسرے عہدہ دار لوگ دشمن کے اسیرون کی جان بخشی کے لیے
درمیان مین نپڑتے تو سبکے سب انگریز ہزیمت خوردہ مارے جاتے اکثر انگریزی

عہدہ دار جو زخمی ہوئے تھے سرِیرنگپتن بھیج دیئے گئے وہان اُن مصیبت زدے گرفتارون کا
حال یہہ تھا کہ دن بھر تو دھوپ مین جلتے رہتے اور رات کو ایک چھوٹی ہال مین
بھیڑ بکری کی طرح بند کیئے جاتے ، بعد اِس رو داد کے انگریزون نے مرہٹون کے
ساتھہ مصالحہ کر ایسا اقتدار بہم پہنچایا کہ اپنی افواج کرناٹک پر بھیجنے کا قصد کیا چنانچہ
آگسٹ مہینے مین کرنیل ہنبرسٹن کے ہمراہ ایک بڑی جمعیت بنبئی سے دریا کی
راہ ہو کر ملیبار کی سرزمین پر چڑھائی کرنے کے ارادے بھیجی گئی ، کرنیل
مذکور نے کلیکوٹ مین اُتر کر تھوڑے ہی عرصے مین اُسے فتح کیا اِس فتح کے
سبب اُسے یہہ جرأت ہوئی کہ ملیبار کے درمیان مین بھی ہاتھہ پانوٗن پھیلا ،
پالیکاچری کا رستا لیا اور پاپناری رام گرھی منگاری کوٹ کے قلعے معہ اور
سخت و قلب جگہون کے (جو متّصل اُس شاہراہ کے ہین جسکے سوا اور کوئی
راہ لشکر کے جانے کی نہین) لیکر تنجاور اور رمالوہ کے سیرحاصل محالون کو
اُس نقصان و ضرر سے جو تاخت و فوجکشی کے ہنگام مین واقع ہوتا ہی بچالیا ،
سلطان بھی کرنیل کے دھاوا مارنے اور چڑھائی کرنے سے خبردار ہو ترنت
اپنی فوج دریاموج سمیت اِس ارادے سے کہ اُن لٹیرون کو مار بھگائے
آپڑا ، انگریزی پلٹن اکطوبر مہینے کی نوبن کو شہر پالیکاچری کے گرد و نواح مین پہنچی
لیکن کرنیل ہنبرسٹن چونکہ اُس مکان کو برخلاف اپنے گمان کے نہایت محکم پایا اور
اِسلیئے کہ عوام مین یہہ بھی افواہ مشہور ہوئی تھی کہ ایک بڑی بھاری فوج حیدری
اُسکے پیچھے لگی چلی آتی ہی وہان کا رہنا مناسب نجان کر کوچ کیا ، پھر پہلے ہی منزل
مین اِس قلعے سے نگہبان سپاہیون اور ایک بڑے غول نے سلطانی سوارون کے
جو انگریزی پلٹن سے قبل آپہنچے تھے اُنکا پیچھا کر بہت سا اسباب و آذوقہ لوٹ لیا ،
چونکہ سلطان کا ارادہ یہہ تھا کہ جس طرح ہوسکے اُسکی فوجین دریا کے ساحل اور

لشکر انگریزی کے مابین حائل رہین تا اُنکے بچاو اور بھاگنے کی راہ بند ہو جاے اِسلیے اُس سپہدار غالی وقار نے ہرچند اِس بات مین بڑی ہوشیاری وچالاکی کو کام فرمایا تھا لیکن کرنیل ہمبرطن کی نہپت چوکسی اور دور اندیشی کی جہت سے منصوبہ اُسکا ٹھیک نہ بیٹھا اور انگریزکا لشکر سلطانی سوارون کے حملون اور تعاقب کے سبب سے خاص کر اُسکے کوچ کے پچھلے دو دن انواع طرح کی اذیت و مصیبت مین پھنسا تھا وہان سے بچ کر نو نمبر کی بیسوین کو بخیریت پانیاری مین داخل ہوا ٭ قلعہ یہان کا نزدیک ایک بڑی ندی کے مہانے پر دریاے شور کے کنارے کالیکوٹ سے انگریزی چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہی ٭ اِس مقام مین کرنیل مکلوڈ جو قدامت کی راہ سے کرنیل ہمبرطن پر فوقیت رکھتا تھا کچھ فوج لیکر مدد کو اُسسے آملا ٭ لہذا فوج کی سرداری اُسی کے دستے ہوئی تب اُسنے جصت پٹ دریا کنارے موقع کی جگہون پر دمدمہ اور پشتہ بنا اپنی فوجون سے میسرہ میمنہ ٭ مقدمہ آراستہ کیا اور جو نو وینڈ پچیری نام دو بادشاہی جہازون کے سپہسالارون کو حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے تم کنارے ہی کی طرف لنگر کرکے اپنی توپون سے لشکرگاہ کی پشتی مین سرگرم رہو ٭ ادھر تو یہ بند و بست ہو رہا تھا کہ سلطان کی فوج جسمین آٹھ ہزار پیدل ٭ چار سی فرنگی جوان ٭ دس ہزار سوار اور بہت سے سواران غارتگر مجتمع تھے انگریزی لشکر کے سامھنے اُترکر کئی دن تک توپین مارتی رہی ٭ آخر کو سلطان نے اپنے پیادون کی تین تولیان بنائین ایک تولی مین جرنیل موشیر لالی اپنے ملک کے جوانون سمیت بڑی دلیری و ہمت کی راہ سے انگریزی فوجون پر کئی بار چڑھ گیا ٭ لیکن بے نیل مرام ٭ سلطانی فوج کے دو سی آدمی کھیت آئے تب لشکر انگریز نے پانیاری ندی کے پار جاکر ڈیرا کیا اور اُسی مابین مین ڈسنبر مہینے کی گیارھوین شب کو قاصدون نے سلطان کے

حضور مین آکر اُسکے والد ماجد کے رحلت فرمانے کی خبر گزارش کی تب وہ
بضرورت جلدی سے سریرنگپٹن کی جانب روانہ ہوا اور بیسوین تاریخ اُسی
مہینے کی سنہ ۱۷۸۲ع مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور جب ماتمداری کے رسومات اور
ملکداری کے ضروری امورات سے فارغ ہوچکا تو آرکاٹ کے ملکون کی طرف پھرکر
فوجون کی سپہسالاری کے مہمات مین مشغول ہوا لیکن جنریل میتھوس نے
جو اونور کی تسخیر کی اور بدنور و ساحل ملیبار کے آس پاس جو انگریزون کی فتح ہوئی
تھی یہہ خبر متواتر پہنچ چکی تھی پس سلطان کا ارادہ یہہ ہوا کہ حال کی بالکل مہمون اور
آرکاٹ کی آیندہ فتحون سے جن کی امید تھی باز آوے اور اپنے ممالک محروسہ
کی پشتی و حمایت کے لئے جو اُسکے نزدیک سب پر ترجیح رکھتی تھی روانہ ہوئے
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مارچ کے پہلے ہی دنون مین سلطانی فوجین چنکامہ کی راہ ہو کر
کوچ کرنے لگین یہانتک کہ مہینا نہ تمام ہوتے ہوتے ایک شخص بھی آرکاٹ مین
نرہا؀ الغرض سلطان ممدوح بڑی بھیر بھاڑ فوجون کی ساتھ لئے شتاب بدنور کی جانب
روانہ ہو اپریل کے اوائل مین وہان جا پہنچا ؏ جنریل میتھوس سے اُس مہم مین
بالکل سہو اور غفلت ہی وقوع مین آئی اُسکو لایق تھا کہ ایسی حصین و محکم جگہہ کو
پہاڑ کی کسی چھوٹی گھاٹی مین پناہ کے لئے اختیار کرتا جہان سے ضرورت و مجبوری
کے وقت اونوریا اور کسی مضبوط و استوار قلعے کو بھی جا سکتا اور جہان
ہر طرح کی مدد اور رسد بھی دریا کی راہ سے اُسکو ملتی و لیکن وہ برخلاف اُسکے
شہر بدنور مین جہان کوئی ایسی پناہ گاہ نتھی میسور کی ساری افواج بحر امواج
کے سامھنے جسکی سپہسالاری خاص سلطان عالی منش کی ذات سے متعلق
تھی آکر مقابل ہوا آخرلاچار اور بے بس ہو کے محصور ہو گیا حوصلہ تو اُسکا دیکھا
چاہیئے کہ فقط چھہ سو فرنگی جوان اور دو ہزار ہندستانی سپاہی سے وہ بے دھڑک

سلطان کے ایسے انبوہ لشکر کے جسمین لاکھ آدمی کا جمع و تعداد تھا مقابلہ و مدافعہ کرنے کو آمادہ ہوا مگر اُس نے باکی و تہور کا خمیازہ بھی اُسے ویسے ہی ملا کہ ان سی اپنے چیدہ سپاہیون کو کتوا شہر حریف غالب پر چھوڑ شتاب بقدم اضطرار وہان سے بھاگ نکلا اور بنچار ایک حصار مین آکر قلعہ بند ہوا۔ سب سلطان نے اپنے کتنے دلاور سپاہی کو قلعہ محاصرہ کرنے پر تعینات کیا اور ایک بڑی جمعیت اُنکی شاہراہ کی طرف بھی روانہ کردی تا ایسے وہان آمادہ جنگ اور دشمنون کی گھات کی جگہ سے چوکس رہین۔ جب اِس ڈھپ سے ناکے بندی اور قلعہ والون کے پھر جانے کی راہ مسدود ہو گئی تو سترہ دن بعد بدنور کی سب محصور مجبور ہوکر اپنی اسیری پر راضی ہوے۔ قول قرار اُنسے یہہ ہوا کہ عزّت و آبرو اہل حصار کی بحال رکھی جائیگی پر ہتھیار ونکا اُنکے البتہ قلعے کے پشتے پر ڈھیر کروا دیا جائیگا۔ اور اُنکو چاہیے کہ اپنی خرچ کی جیز بست پاس رکھ لین اور جو کچھ سرکار کمپنی کا مال ہی سو حوالہ کردین۔ اور نہایت نزدیک کے رستے ہوکر ساحل تک پھر وہان سے جہاز پر چڑھ بمبئی کو روانہ ہو جاوین راہ مین رسد اور منزل گاہ کی ضرورتون کی اہتمام سرکار سے کی جائیگی اور سو سپاہی سپاہیون سے جنرل کے اپنے سلاح ساتھ اُسکی پاسداری مین مشغول رہین سنہ ۱۷۸۳ء کے اپریل کی اٹھائیسوین کو اِس سپاہ محصور نے قلعے سے نکل کر اپنے ہتھیارون کا ڈھیر لگا دیا اور جب بدنور سے ایک میل کے فاصلے پر جا کے مقام کیا تو اُنکے گرد بگرد سلطان کی فوج آکر محیط ہوگئی۔ دوسرے دن جنرل کو اپنے نشان بردارون سمیت حضور مین حاضر ہونے کا فرمان گیا اور جب وے ملازمت مین پہنچے تو بعد بازجست اور تلاشی کے قید شدید مین مقید ہوئے۔ پھر دو دن پیچھے لشکر کے دوسرے عہدہ دار و داروغہ لوگ اور فوج کا بخشی سبکے سب

طلب ہوئے و مقید رکھے گئے مگر بخشی منزل گاہ کو بھر گیا باقی سرداروں کی یہہ خرابی ہوئی کہ ننگے کیئے اور تلاشی لیئے گئے اُنکے پاس سے بہت سا زر نکلا بعد اُسکے اُن لوگونکو سو کردن کی راہ دھوپ مین ننگے بدن پابزنجیر قلعون مین لے گئے اسمین تو کچھ شک نہین کہ جنریل بڑی تکلیف سے موا پر یہہ نہین معلوم کہ کون سا خاص صدمہ اُسکے مرنے کا باعث ہوا گمان غالب ہی کہ بڑی سیاست سے اُسکے سر کو تن سے جدا کیا ہوگا دوسرے سردارون نے بھی یہی تنخالے جانگداز چکھے سلطان نے اُن قلعے والون کو بھی جنھون نے سر تسلیم جھکایا تھا برخلاف شرط معہود کے ویسا ہی سخت عذاب کیا اس جہت سے کہ جنریل میتھوس کے پاس بدنور مین چوری کا کچھ مال و اسباب پایا گیا اور اُسکی سپاہ نے بھی ممالک محروسہ کے بعضے محال پر بڑی لالچ سے چڑھائی کر اُنھین لے لیا تھا چنانچہ سلطان خود اِن باتون کو بیان کرتا تھا بہر تقدیر چون اُسکے قلمرو مین انگریزکی اُس فوج نے لوٹ پاٹ مچائی تھی جسکے سبب وہ ملک آرکاٹ کی تسخیر پر قادر نہوا یہہ بھی ایک وجہ قریب الفہم ہی کہ اُسنے بطور انتقام کے اِس طرح اُنکی سیاست و تعزیر کرنے مین اقدام کیا القصہ بدنور مفتوح ہوجانے بعد سلطان ممدوح لشکر قہار اور بڑی بھیر بھاڑ ساتھ لیئے منگلور کی طرف روانہ ہوا چون یہہ ممالک محروسہ کے نامی بندرون سے تھا اُسکا لینا بھی خاص کر اُسے اہم ہوا چونکہ وہان کی حفاظت و پاسبانی کے لیئے میجر کنبل کی سرکردگی مین پیالیسواں رسالہ اور ہندوستانی سپاہیون کی کئی پلٹن بڑی چوکسی سے رہتی تھی اگرچہ سلطان کے ساتھ بھی بڑی جمعیت تھی تاہم محاصرہ اور قلعہ سر کرنے کے بالکل کام کا علاقہ فرانسیس کی فوج سے جو سلطان کی ملازم تھی متعلق تھا چنانچہ یہی لوگ مورچہ اور دمدمہ بنانے مین سرگرم ہوئے اور اُنھین کے تردد

و کوشش کی جہت سے جولائی مہینے کی ابتدا مین قلعے کے درمیان ایسی بیماری
چل رہی تھی کہ محصورون کے دلون مین حریف کی تاخت و چڑھائی کا نت ایک
نیا کھٹکا دوچند رہتا تھا انھین دنون فرنگستان سے فیمابین انگریزون اور فرانسیسون
کے بیچ ملاپ ہونے کی خبر سلطان کی لشکرگاہ مین پہنچی تب سلطانی مرکارہ
کے ملازم فرانسیسون نے یہہ خبر سنتے ہی انگریزون کے ساتھ لڑنے سے
صاف پہلوتہی کیا سلطان فرانسیسون کی جمعیت پر انکی اس حرکت سے نہایت
غضبناک ہوا لیکن چونکہ جانتا تھا کہ اسکے ہندوستانی سپاہیون مین اقدام نہین
جو اس مہم کو سر کرین بناچار انھین فرانسیسون کو کبھی تو مشفقانہ استمالت
اور دلدہی کی راہ سے اور کبھی تہدید و تنبیہ کرکے پھر اپنے کام مین سرگرم کرنیکا قصد
کرتا رہا لیکن کچھ ثمرہ نبخشا اور آخرکار فرانسیس لوگ اسکی لشکرگاہ سے چلے گئے
اب منگلور کے محصورون کے آنے جانے کی راہ بند کی گئی اسلئے لشکر
انگریزی مین نہایت تنگی و تکلیف گذرنے لگی اور غلے وغیرہ کی نایابی کے سبب سے
اور بھی وے مجبور و عاجز ہونے یہانتک کہ سلطان کو گمان غالب یہہ تھا کہ اب کئی
دنون مین وہ مکان ہاتھ آجائیگا لیکن جنریل مکلوڈ کے پہنچنے کی جہت سے جو بمبئی سے
تری کے رستے بڑی جمعیت اور افراط سے رسد لیکر روانہ کیا گیا تھا وہ امید
برنہ آئی اور صلح کا پیغام درمیان آیا جسکو سلطان نے قبول کیا تب سنہ ۱۷۸۴
کی ابتدا مین سر جارج اسطنطن اور دوسر دار مدراس سے سلطان کے
لشکر مین بعنوان سفارت آئے مارچ کی گیارہوین کو قول قرار مصالحے کا منعقد
ہوا اس شرط پر کہ جانبین سے سبکے سب اسیر اور وے محالات جو جنگ و جدال
کے زمانے مین طرفین کے عمل دخل مین آگئے ہین چھوڑ دئے جائین چنانچہ انگریزون
نے منگلور اونور اور دوسرے قلعے جو انکے قبضے مین آگئے تھے خالی کر دیا

ہر چند قلعے اور محالات کے حوالے کر دینے مین طرفین سے عہد و پیمان کی رعایت
عمل مین آئی مگر دوسری شرط یعنے اسیرون کی رہائی ہرگز سلطان کی جانب
سے ظہور مین نہ آئی ' چونکہ انگریزون کے ساتھ عہد و پیمان ہونے سے کچھ دن آگے
مرہٹون کی بدسلوکی کے سبب سلطان برہم ہو رہا تھا اور اُن دونون لشکر قہار اُسکے
تابع اور زمانہ بھی موافق تھا پس فرصت کو غنیمت جان کے اُسنے یہہ قصد کیا کہ
اپنی تلوار آبدار کے زور سے اُس قوم یغماگر کی آتش فتنہ انگیزی کو فرو کرے '
چنانچہ وہ اُسی عزم پر ملیبار سے بدنور کے رستے ہو کر شانور کی سرزمین سیر حاصل
مین آ پہنچا ' یہہ خطہ قدیم سے نواب عبدالحکیم خان کے بزرگوارون کے قبضے مین
تھا جسکا چوتھ خراج مرہٹون کی سرکار مین داخل ہوتا تھا ' سنہ ۱۷۷۷ ع مین حیدرعلی خان
بہادر نے اِس ملک پر تاخت کر یہان کے نواب سے نعلبندی مقرر کی اور اُسکی
لڑکی کو اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کے ازدواج مین لی تھی ہرچند شانور کے
نواب کو خاندان حیدری مین اِسطرح کا ناتا رشتہ تھا باوجود اِسکے وہ سلطان کے
وہان آنے اور اِسکے ملاقات کرنے کو پسند نکر مرہٹون کے پاس چلا گیا '
سلطان کی طبیعت پر اُسکی یہہ حرکت شاق گذری تب اُسنے سراسر وہ
سرزمین کو لوٹ لیا ' و نواب کے محلسرا کو مسمار کیا ' بنکاپور کے قلعے کو
آگ لگا جلا دیا ' اور شانور سے حملہ کر دھارواڑ اور بادامی دونون قلعے لے
لیئے ' ان دونون کے مسخر ہونے سے حوزہ اُس ملک کا سر تا سر دکھن
کے اُن محالون تک جو مرہٹون کے عمل دخل اور کتپوریا و کشتنا ندیون کے
بیچ مین ہین فراخ ہو گیا ایسی فتوح کی تقویت سے اِدھر تو وہ کشتنا ندی پار
ہونے اور مرہٹون کے ملکون پر فوجکشی کرنے کا عازم ہوا اُدھر پونان کے
کارپردازون نے اِس حال سے واقف وخائف ہو زبان آور ایلچیون کو بھیج کر

تھا کہ سلطان کے شعلۂ قہر کو فرو کر قول قرار آشتی کا درمیان دونون جانب کے
سنہ ۱۷۸۴ کے آخر مین باہم میں ملاپ کا عہد و پیمان محکم ہوا اس قرار سے
کہ سلطان ممدوح حال کے اپنے تمام ممالک مفتوحہ پر قابض و دخیل رہے مگر شانور
وہان کے نواب کے حوالے کردے اس شرط پر کہ وہ اسکے محاصل سے چوتھ
مرہٹون کے پیشوا کو دیا کرے پھر جب سلطان نے اس طرح سے اپنے تمام
غنیمون کے ساتھ صلح غالبانہ کی بفتح و نصرت مسعود کے دار الملک سریرنگاپٹن
کی طرف کوچ کیا چونکہ اُن دنون حکومت و سلطنت مین اُسکے خوب استقلال
پیدا ہوا اور ممالک محروسہ کے بالکل رعایا و اطراف کے نواب صوبے
سب کے سب اُسکے منقاد و فرمان بردار ہوے اُسنے بسعادت و کامرانی تحت
حکمرانی پر جلوس فرمایا اور سنہ ۱۷۸۵ مین خطہ اُدھونی کہ جو جاگیر نواب نظام علی
خان کے بھانجے مہابت جنگ کی تھی بزور سر کیا اور کرنول اور کڈپے کے نواب
کی بھی باقی ماندہ ریاست پر جسکے اکثر محلات کو اُسکے پدر بزرگوار نے
سنہ ۱۷۷۸ اور ۱۷۷۹ کے درمیان اپنے ممالک محروسہ کے مضاف کیا
تھا متصرف ہوا امتیاز گڑھ کا حصار کہ ہندوستان کے محکم و مشہور قلعون مین
شمار کیا جاتا ہی اور مدت تک اُسپر نواب حیدر علی خان مغفور اور مرہٹون کا
دانت تھا سلطان کے اختیار مین آیا بعد اسکے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ سال بھر تک
اپنے عہد سلطنت کے سنہ ۱۷۸٦ مین خانگی امورات کے بندوبست اور
ممالک محروسہ کے قلعجات کی تحقیق و تدارک اور خزینون و ذخیرون کے تفحص ہی
مین مشغول رہا جب اُن مہمات ضروری کے انتظام و ضبط و ربط سے فراغت
ہوئی تب حکم کیا کہ ہر طرح کی پادشاہی اشیا و جایداد کی تعداد کو قلم بند کرکے الگ
الگ اُنکی فرد بنائین جواہر و زیورات اور نفایس گران بہا کا سیاہہ بقید

قیمت طیار کرین چنانچہ سارا خزینہ چاندی سونے اور بیش قیمتی نفایس کا بعد قیمت کرنے کے آسی کروڑ کا مال ٹھہرا اسکے سوا نو سو ہاتھی چھہ ہزار قطار شتر تیس ہزار عربی گھوڑے چار لاکھ بیل ایک لاکھ بھینس چھہ لاکھ بھیڑ اور تین لاکھ توڑے دار اور تین لاکھ چقماقی بندوق دو لاکھ نوار بائیس ہزار طرح بطرح کی توپ شمار مین آئین اور بارود کے انبار اور جنگی اسباب و ہتھیار شمار سے باہر تھے یے سب تو سرکار سلطانی کی اشیاے منقولہ تھین اور املاک غیر منقولہ جیسے عمارات و باغات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ جن مین فقط باغات ہی سواسی تھے اسی سے باقی ملکون کو بھی بہ مضمون اس مصرع پارسی کے ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا سمجھ لیا چاہیے اور افواج جرار خونخوار سوار و پیدل کی مسلح و مکمل ایک لاکھ چوالیس ہزار سوا اُنکے ایک لاکھ آسی ہزار سپاہی محالون مخزنون کی چوکی پہرے کے واسطے جدے جدے تعینات تھے سلطان نے اپنے عمل مین افواج کے دستورون کو بدل ڈالا یعنے نئے نئے نام لشکر کی جدی جدی ٹولیون کے واسطے ایجاد کیا اور وہ احکام جو لڑائی کے ہنگام مین سپاہیون کو دیتے ہین قبل اسکے انگریزی یا فرانسیسی زبان مین تھے اب اُنکی جگہہ پر فارسی و ترکی الفاظ مقرر کیئے اور سریرنگپتن کے انبار خانون مین اس قدر غلون کا ذخیرہ جو سال بھر ایک لاکھ فوج کو کفایت کرے جمع کرنے کا حکم دیا اسیطرح اور قلعون مین بھی بقدر ضرورت ذخیرہ و آذوقہ طیار رکھنے کو فرمایا بعد اسکے وہ دو برس تک سنہ ۱۷۸۷ اور ۱۷۸۸ مین کورگ اور خدود ملیبار کے مسخر کرنے مین مشغول رہا کورگ کا راجا چار برس سلطان کی قید مین رہکر زندان سے نکل بھاگا اور فتنہ و فساد کا باعث ہوا اگر ملیبار کے نائر لوگ کتنے تو جڑ بنیاد سے مستاصل اور اکثر مسلمان

کیئے گیئے باقی اُن مین سے انگریزون یا اپنی ذات قبیلون کے ملکون کو نکل گیئے؛ اور سلطان دین پناہ نے ستر ہزار نصرانیون کو جنھین ملیبار کی سرزمین مین اسیر کیا تھا ایک لاکھ ہندوؤن کے ساتھ خلعت اسلام پہنایا تھا اور اس وسیلے سے مراد سلطان کی جو غلبہ اسلام اور کثرت ملازم و خدام کے باب مین تھی پوری ہوئی کیونکہ ان مصیبت زدے مظلومونکے مسلمان ہونے سے سلطان کے ممالک محروسہ مین مسلمانونکی جمعیت بہت سی بڑھگئی سلطان کی حرص مسلمان کرنے کی صرف ملیبار کے باشندون پر منحصر نہ تھی بلکہ کوئنباتور کے رہنے والون اور دوسرے ہندوون کے ساتھ بھی جو اُسکے محل عتاب مین پڑجاتے تھے یہی سلوک ہوتا یہانتک کہ آخر کو اُسکے دیوان پورنیاتک بہہ نوبت پہنچی تھی؛ اگر سلطان کی والدۂ محترمہ کہ نہایت رحم دل تھین اُسکی شفاعت نکرتین تو وہ بھی خواہی نخواہی مسلمان کیاجاتا؛ اُنھین دنون سلطان نے حکم قطعی دیا کہ ممالک محروسہ کے بالکل بتخانے اور دیول توڑ کر ڈھادین؛ اور باوجودیکہ نشے والی چیزون مین کرور روپیے سے زاید سالیانہ نفع سرکار کا تھا سلطان دین پناہ نے بپاس دین اسلام کے اپنے فایدیکا مطلق لحاظ نکر خرید فروخت اُن چیزونکی اکبارگی اُٹھوادی اور تمام کھجور اور تاڑ کے درختون کو جڑپیڑ سے اُکھڑوا ڈالا اور آیندہ بھی ان درختون کے لگانے کی مناہی رہی؛ اور کئی جہاز سرکار سلطانی سے عنداللہ مقرر کیئے تھے کہ ہرسال حاجیون و زوارون کو بیت اللہ و کربلاے معلّے کو لایا و لیجایا کرین بعد اسکے کہ انگریزون کے ساتھ عہد و پیمان ہو چکا تھا سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ع مین سید غلام علی خان اور دو دوسرے سفیر بہ تدبیر کو ملک فرانس کی طرف روانہ کیا تا وہان اس باب مین مطارحہ کرین کہ اُنکی قوم نے انگریزون کے ساتھ جو سلطان کے

دشمن ہمین کیون مصالحہ کیا اور اُنکے کارپردازون کو سرنو انگریزون سے خلاف کرنے پر ترغیب و تحریض کرین بیش قیمتی نفایس و تحایف اور سلطان روم اور بادشاہ فرانس کے نام کے مکتوب اُنکے ساتھ بھیجے گئے چنانچہ وے تینون سفیر سنہ مذکور مین ہندوستان سے فرنگستان کی طرف روانہ ہوکر قسطنطنیہ مین جا پہنچے طالبان اخبار کو معلوم ہوجیو کہ یہہ سیّد غلام علی خان دو مرتبہ سرکار سلطانی سے دولت عثمانیہ کو بطریق سفارت گیا ایک بار تو سلطان کے تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے زمانے مین یہان سے عمدہ عمدہ ہدیے سلطان روم کے حضور مین لیجاکر مورد الطاف سلطانی ہوا اور اُس ملک کے نفیس نفیس تحفے شاہ روم سے بادشاہ دکھن کے واسطے لیکر پھر آیا پھر دوسری دفعہ مکتوب محبّت اسلوب لیکر گیا اور اُدھر سے سلطان روم کا نامہ جو اس کتاب مین داخل کیا گیا ہی لیتا آیا سلطان کو اپنے جلوس کے ایّام سے لیکر ہنگام شہادت تک سدا ہندوستان سے انگریزون کی ریاست اُٹھانے کی دھن تھی لیکن چونکہ اِس مطلب کے پورے ہونے کی کوئی معقول تدبیر اُسکے خیال مین نہین گذرتی تھی مگر یہہ کہ قوم فرانسیس کو جو ہندوستان مین انگریزون کے ہمسر اور کاردانی و فطنت مین اُنکے برابر ہین اپنے ساتھ موافق کر بموجب اِس مصرع کے ع نشاید کوفت آہن جز بآہن اِس مہم کے انجام کرنے مین اہتمام کرے اِسلیئے جب سلطان کے ایلچی ملک فرانس سے نیل مرام پھر آئے تب اُسنے چاہا کہ پھر دانشمند اور زبان آور ایلچیون کو فرانسیسون کے پاس بھیجے چنانچہ اپنے مقرّبان بارگاہ مین سے محمد درویش خان اور اکبر علی خان و محمد عثمان خان کو اس کام کے واسطے تجویز کرکے دار الملک فرانسیس کی طرف روانہ کیا چنانچہ وے جون مہینے کی نوین سنہ ۱۷۸۸ مین شہر طولان مین پہنچکر جہاز سے

اُترے فرانسیسون کے بادشاہ نے جو سولہوان لوئس کہلاتا تھا بڑی عزت و توقیر سے اُن کی ملاقات کی تیسری آگسٹ کو ان سفیرون نے پروانگی باریابی کی پاکر انگریزون کی قوم کو خطۂ ہندوستان سے نکال لینے کے باب مین سلطان کی طرف سے کمک و مدد کی استدعا کی اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ اِن دونون سرکارون کی سعی و کوشش سے جتنے ملک مسخر ہونگے اور جسقدر غنیمت کا مال ہاتھہ لگیگا باہم دوستانہ حصہ برابر تقسیم کرلیا جائیگا ہرچند یہہ پیغام متضمن ترقی جاہ و حشمت فرانسیس کے بادشاہ کو نہایت خوشی کا باعث تھا پروہ بالفعل اُن درخواستون کے منظور کرنے مین بسبب قرضداری کے بار کے مجبور تھا بااینہمہ اُسنے اُن دوستانہ پیغامون کے جواب مین سفیرون سے کہاکہ تم ہماری طرف سے بعد اظہار لوازم دوستی و محبّت کے سلطان کے خدمت مین یون ظاہر کرو کہ یہہ مخلص خیرخواہ بمجرّد فارغ ہونے اپنے خانگی امورات اور ملکی مہمّات سے بسر و چشم امداد و کمک کے لیئے آمادہ و مستعد ہوگا خیر جب سلطانی سفیر کئی مہینے تک شہر فرانس مین رہے اور شرطین مہمان نوازی کی بڑے بڑے تکلّف سے اُنکے لئے عمل مین آئین اسکے بعد وے توقیر و تکریم کے ساتھ فرانسیسی جہاز پر سوار ہو ہندوستان کے عازم ہوئے اور سنہ ١٧٨٩ کے مے مہینے مین سریرنگپتن آ پہنچے لیکن چون وے اِس سفارت مین ناکام پھر آئے اور سلطان کا جو مرکوز خاطر تھا حاصل نہوا تھا اِس لئیے بڑی بے التفاتی سے اُنھون نے حضور مین بار پایا جب سلطان کو فرانسیسون کی طرف سے اعانت کے باب مین مایوسی ہوئی تب ملک ستانی کے حوصلۂ بلند سے کرنگانور اور جیاکوتا اِن دونون قلعونکے لینے کے قصد پر جنگ کی طیّاری کی اِن قلعون مین پہلے ڈیرھ سو برس تک قوم ڈچ کی عملداری تھی سنہ ١٧٧٩ مین نواب حیدر علی خان نے اُنھین سے لیا تھا مگر

جونکہ وے لوگ ہندنون مین کہ نواب بہادر اور انگریزون کے درمیان لڑائی ہوئی اُسیمین شریک و مددگار ہوئے تھے اس لیئے نواب نے پھر و حصار اُنھین کو دے ڈالا تھا یہے قبیح تراون کور سے اُتر کی طرف ہین راجا یہان کا جو انگریزونکے ہوا خواہون سے تھا اُن حصارون کے دخل کرنے کی بڑی تمنا رکھتا تھا چنانچہ وہ کئی بار ڈچ کے کار پردازون کے پاس اُنکی خریداری کا پیغام بھی بھیج چکا تھا اور یہی بات سلطان کی ناخوشی کا باعث ہوا کیونکہ وہ قلعے کوچین والے راجا کے متعلقات سے ہین جنکا خراج بطریق تعلقہ داری سرکار حیدری مین داخل ہوتا تھا پس یے دو قلعے بھی سلطان کی قلمرو کے تحت مین تھے اور اس لیئے سلطان نے سنہ ۱۷۸۹ع مین ڈچ کے کار پردازون سے بجبر اُن حصارون کو پھیر مانگا جسپر اُن لوگون نے سلطان کے رعب و دہشت کے سبب اُس راجا سے قلعون کی فروخت کا معاملہ پختہ و پز کرکے جلد اُنھین اُسکے کار پردازون کے حوالے کردیا۔ سلطان اُنکی اِس حرکت سے نہایت برہم ہو کر سنہ مذکور کے جون مہینے مین بڑی جمعیّت ہمراہ لے کر نگاتور کی جانب تسخیر کے ارادے سے روانہ ہوا۔ تب تراون کور کے راجا نے انگریزون سے کمک مانگی۔ سلطان اس حال سے اور بھی آشفتہ خاطر ہو کر اُسکے ملک پر لشکر جرار لے چڑھ گیا۔ اور اُنتیسوین ڈسمبر کو تراون کور پر حملہ کرکے ناکام پھر آیا اور آدمی بھی اُسکی فوج کے اُس لڑائی مین بہت مارے گئے۔ چونکہ سلطان کا یہ تاخت کرنا برخلاف اُس مصالحے کے جسکا عہد و پیمان بنگلور مین منعقد ہوا تھا اور راجا مذکور کے ملک کی حفاظت بھی اِس صلح کی شرطون مین ایک بڑی شرط ٹھہری تھی وقوع مین آیا اِس جہت سے انگریزون نے ناخوش ہو کر راجا کی مدد کو کئی پلٹن بھیج دی تسپر بھی سلطان نے اپنی دھن نہ چھوڑی اور دوبارہ مارچ کی چھٹی سنہ ۱۷۸۹ مین اسپر چڑھائی کی اور

پھر شکست اُٹھائی، بعد اسکے سر برنگپٹن سے بھاری توپخانہ منگوا کر پندرھویں اپریل کو حملہ کرکے دروبست اُس سرحد پر دخل کرلیا راجا کی فوجیں وہان سے مجبور ہوا اپنے ملک کی طرف بھر گئیں، سلطان نے انکے تعاقب میں لشکر بھیجنا صلاح نجان نہ ترنت کرنگا نور پر تاخت کی اور بڑی اہتمام سے محاصرہ کرکے جلد اسکو بھی مفتوح کیا اور جیکوتہ پرور کو تریاپلی اور کئی قلعے سبھی مین لے لئے جب ترا ونکور کے اُتر کی نواح سر ہو گئیں سلطان نے اُس سرحد کے تاخت تاراج کرنے کو حکم دیا، جبکہ سلطان کی اس جرأت و سبقت کو انگریزون نے خلاف عہد اور مقدمہ جنگ کا سمجھا تب اُنھون نے راجا کی مدد کے لئے کرنیل ہرٹلی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور بنبئی و مدراس کی افواج مین بھی اُنکے سپہسالارون کے نام پر جنگ و حرب کے آمادہ ہونے کو فرمان گئے اور اُسی عرصے مین مرھٹے اور نظام علی خان کے پاس بھی انگریزون کی طرف سے آشتی کا پیغام بھیجا گیا، وے لوگ اُن سے ملکر سلطان کے مقابلے کو اپنی اپنی فوج طیار کرین وے دونون تو سلطان سے بدل عناد رکھتے ہی تھے اس پیغام کو جلد قبول کرلیا، سلطان نے اس خبر سے ترا ونکور کی فوجکشی موقوف کر سر برنگپٹن کی جانب مراجعت کی اور مدراس کے کارپردازون سے درخواست ایک ایلچی کے روانہ کرنیکی کی تا اُسکے ذریعے سے ترا ونکور پر سلطان کے چڑھائی کرنے کی وجہ بخوبی اُنھیں معلوم ہو جائے، پر اس درخواست کو جنریل مینڈوس نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ بات ظاہر ہی کہ سلطان نے سنہ ۱۷۸۴ کی شرطون کے برعکس انگریزی اسیرون کے بھیجنے مین خلاف عہد کیا اور باوجود اس عہد و پیمان کے، سرکار انگریز کے خیر خواہ کی سرحدون پر تعدّی کا ہاتھ پھیلایا، القصہ سنہ ۱۷۹۰ کی پندرھوین جون کو جنریل مینڈوس نے ایک فوج سنگین

سے کے ساتھ سلطان کے ممالک محروسہ مین داخل ہو کر پہلے تو کرور کے قلعے مین عمل کرلیا پھر یہان سے دارا پورام اور کوئنباتور جا کر اُن دونون کو بھی سر کیا، اُدھر کرنیل اسطوارط ڈنڈیگال اور پہلیکاچری پر قابض و متصرّف ہو گیا، اب جنریل میڈوس نے یہ قصد کیا کہ اتھیا گھات ہو کر میسور مین داخل ہو، اور جبتک یہان انگریزی فوج کوئنباتور مین آذوقہ و غلّہ جمع کرنے مین مصروف تھی اودھر کرنیل فلائڈ اپنی پلٹن سمیت ستیمنگل مسخر کرنے کو آگے بھیجا گیا، تب تو جنریل مذکور نے اس مہم کو بڑی آسانی سے سر کرلیا، جس عرصے مین کہ انگریزی پلٹنون نے ایسا تغلّب و تصرّف کیا لشکر سلطانی کی طرف سے کسی طرح کا اُنکا مدافعہ و مقابلہ نہوا مگر فقط سیّد صاحب کے رسالے کے سوار اور کتنے پنڈارے اوگ ہی تو کبھی کبھی اُنکی بنگاہ و سپاہ کا اسباب لوٹ تاراج کرکے اس ماندون با فوج کے بھولے بھٹکون کو مار لیتے، چونکہ اُنکو سلطان کے کوچ مقام کا کچھ بھی حال ظاہر نہ تھا یہ گمان گذرتا تھا کہ ابتک وہ سریرنگپٹن ہی کی اطراف مین ہی ناگاہ ستمبر مہینے کی تیرھوین کو لشکر سلطانی کے ہراول نمود ہوئے جنھین کرنیل فلائڈ کے طلایہ دارون نے دیکھا، پھر کئی ساعت بعد سلطان کی فوج بھی جسمین چار ہزار جوان معہ ایک بڑے توپخانے کے تھے کاڑوار کے میدان مین آن پہنچی بہادرون نے پہنچنے کے ساتھ ہی انگریزی پلٹنون پر گولے اور گولیون کا مینہہ برسایا دن بھر تو طرفین سے بازار کشت و خون کا گرم رہا اور اکثر دلیران طالب نام کام آئے، شام کے وقت دونون لشکر میدان جنگ سے تفاوت آکر اُترا، کرنیل فلائڈ مستعد تھا کہ انگریزی لشکر سے جا ملے، پر بار برداری کے چارپایون کے نہونے کی جہت سے آخر کو مجبوری بہت سا بھاری سامان و سرانجام اور توپخانہ پیچھے چھوڑ کر ستمبر کی چودھوین اپنی فوج سمیت روانہ ہوا، ساتھ ہی اُسکے سلطانی فوجین بھی وہان جا پڑین سارا دن تو

طرفین کو دو رہی دوسرے کو سے دو رتے گذرے لیکن سے ابر کو جاڑے کے موسم میں جب حریف کا لشکر اپنی سرحد ملک تک پہنچ چکا تھا بڑی ترابی ہوئی اور تین گھڑی تک قائم رہی۔

بیت

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گئے تب سوے خیمہ جنگ آوران

مدان جب سلطان نے مراجعت کی تو انگریزی پلٹنین سے کھتکے ویلاڈی کی جانب چل نکلی اور دوسرے دن وہان جا پہنچی، ادھر سے جنرل میڈوس سلطانی فوج کے پہنچنے کی خبر پاتے ہی کرنیل فلائد کی مدد کو چلا، لیکن چونکہ اُسکے راہنما غلطی سے ستیمنگل کے رستے بجا کر اُسکو واسیکو تے کو لیگئے، اِسلیئے جنرل اور کرنیل سے ملاقات نہونے پائی اور دونون کی فوجین بلے دیکھنے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہو گئین، پر سلطان نے چونہ اپنے دل مین جنرل مذکور کی اس حرکت کو دھوکا سمجھا کہ وہ در پردہ یہہ چاہتا ہی کہ اپنی فوج نیکار سریرنگپٹن اور اُسکے لشکر کے بیچ حائل ہو لہذا وہانسے معاودت کرکے ہوانی ندی کے پار جا اُسکے اُترے کنارے پر ڈیرا کیا جبتک اُدھر انگریزی پلٹنین آپسمین ملکر کوئمباتور پھر گئین، چونکہ سلطان کی سرکار مین باربرداری کے چارپائے بہتایت سے اور لشکری اسباب و ذخیرون کے کہین لیجانے مین شدّت سے پھرتیلے تھے اور اُسکے غارتگر سوار بھی ہمیشہ اطراف فوج کی چوکی پہرے مین نپٹ چوکس اور ہشیار اور انگریزون کے جاسوس سے خبردار رہا کرتے تھے بلکہ جب اُنمین سے کسی کو پاتے بے دھڑک مار ہی ڈالتے تھے اور دمبدم انگریزی پلٹنون کی خبرین سلطان کو پہنچایا کرتے اس جہت سے انگریزون کو تو سلطان کی روانگی کی اطّلاع نہوتی اور سلطان کو اُن لوگون کے کوچ مقام کا حال خوب معلوم رہتا، القصّہ جب مدراس کے کارپردازون نے جانا

کہ جنریل مینڈوس کی سپاہ اتنی نہین ہین کہ اُنسے عہدہ برائی جیسی چاہیئے سلطان کے ویسے اپنوہ لشکر کے سامھنے ہوسکے تب کرنیل کمسوئل کو حکم ہوا کہ وہ اپنی جمعیّت سمیت کو نبا تور مین جنریل مذکور سے جا ملے جاسوسون نے یہہ خبر سلطان کو پہنچائی تب وہ جھٹ پٹ کرنیل کے مقابلے کو روانہ ہو وہان جا پہنچا اور تین دن تک پیہم اُسکی فوج پر گولے مارتا رہا لیکن کرنیل اُسکے سامھنے سے تل کر جنریل مینڈوس اور اُسکے لشکر کے پہنچنے کا منتظر تھا جب نوین نومبر مین سلطان کو جنریل کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو اُسنے ترنت پولامیتی کی طرف کوچ کرا اپنی فوجون کو حکم دیا تا وے اعدا کے سنمکھ نہو کر اُسّے آملین چونکہ اندنون سلطان یہہ سمجھکر کہ اعدا کی افواج کا مدافعہ اُسّے نہو سکیگا اپنے والد مغفور کے قدیم رویّے کو اختیار کر ممالک محروسہ کی محافظت و پاسبانی چھوڑ اعدا کے ملک و رعیت کو تباہ کرنے پر مستعد ہوا پس میسور کی طرف نجا کر شمالی اطراف کے دکھن روانہ ہوا اس ارادے سے کہ تنجور کی سرزمین ہو کر ایکا ایکی ترچناپلی پر جا پڑے مگر جب کلیرون نامے ندی کے کنارے پہنچا تو اُسکی طغیانی اور جوش و خروش دیکھکر مجبور رہوا کیونکہ اگرچہ عبور کرنا روکا ممکن تھا پر اعدا کی افواج جو ن اُسکے لوٹنے کی راہ بند کرنے کے لئے تعاقب مین تھی وہ بائین ہاتھ کو مڑ کر رستے مین جتنے وہات اُسکے سامھنے آئے سرتاسر لوٹ پاٹ سے خاک سیاہ کیا پھر ستمبر مہینے مین اُسنے جا کر تھیاگر ھکو گھیر لیا پر کچھ فائدہ نہوا جب سترہ دن محاصرے کو گذرے تو ترنامالی چتاپٹ واندیواش کے رستے آگے کو کوچ کر راہ کے درمیان شہرون کے اُجاڑنے برہمنون بتخانون کے اسیر و پلید کرنے مین جو اُسکے معمولات سے تھا دریغ نکیا بعد اسکے وہ پانڈیچیری کو روانہ ہوا اس امید پر کہ فرانسیسون سے کچھ مدد مانگے یا سرنو اُنکے ساتھ دوستی و اتحاد کا عہد کرے

مگر اس حیثیت سے کہ اُنکے حاکم نے انگریزون کے ساتھ یہ اقرار کیا تھا کہ وہ دونون
طرفین جنگجو مین سے کسی کی کمک نہین کریگا سلطان نے بہ جبر وہان سے ناکام پھر کر
براہ کابل کے قلعے کو سر کیا اور اُس لڑائی کے زمانے مین خوب ہی اپنی سپہ لشکری
کا جوہر ظاہر کیا جنگ کے آلات اور سپہگری و دشمن سوزی کے فنون کو
ایسی چالبازی اور پردلی سے استعمال کیا کہ اُسکی چالاکی و جوانمردی نے انگریزون
کا سارا منصوبہ غلط کر دیا چنانچہ اب اُنہین میسور کی برتری سرحدون کا لینا تو درکنار
ایک اور نیا اندیشہ پیدا ہوا کہ سلطان کہین مدراس کے آس پاس کی سرحدون پر
لشکرکشی نکرے اور وہان کے رہنے والون کو طرح بطرح کے رنج و مصیبت مین
نہ ڈالے لیکن چونکہ لارڈ کارنوالس ۱۷۹۱ سال مین بنگالے کی طرف سے ایک بڑا سنگین
لشکر اور مبالغ خطیر لیکر مدراس مین آ پہنچا اور مرہٹے اور نظام علی خان کی فوجین
بھی پونا اور حیدرآباد سے انگریزون کی مدد کو روانہ ہوئین زمانے کا رنگ ہی
اور ہوگیا تب سلطان نے کرناٹک کی اطراف سے اپنے ملک محروسہ کی حفاظت
و پشتی کے لئے جلد کوچ کیا اُنتیسوین جنوری سنہ ۱۷۹۱ مین لارڈ کارنوالس مقام
ولہوٹ سے سپہسالاری کا عہدہ لیکر گیارھوین فبروری کو ویلور مین آ پہنچا سلطان
نے یہ سمجھکر کہ انگریزی پلٹنین انبور کے گذارے گھاٹ ہو کر میسور کی سرحد
مین داخل ہونگین اپنی فوجون کو اُس اطراف مین جمع کیا لیکن لارڈ ممدوح ویلور چھوڑ کر
اُتر کی جانب روانہ ہوا اور پہلے اُسکے کہ سلطان اُسکی اِس روانگی سے خبردار ہو
مگلی گھاٹ مین داخل کر سلطان کے قلمرو مین داخل ہوا کولار اور ہاسکوٹے کے
باشندون نے یہ دونون قلعے بے مزاحمت و مقابلہ اُسکے حوالے کر دیا پانچوین
مارچ کو لارڈ موصوف اپنی پلٹنون سمیت بنگلور کی نواح مین جا اترا اور سلطان نے
بھی اپنی فوجین لیکر انگریزی لشکرگاہ کے مقابلے مین آ ڈیرا کیا بنگلور کا قلعہ دونون

لشکر کے درمیان رہا۔ اُسیدن انگریزی سوارون نے جو حریف کے لشکر کی کیفیت دریافت کرنیکو متعین ہوئے تھے افواج سلطانی کے ایک غول پر حملہ کیا۔ لیکن بڑی جدّ و جہد کے بعد مجبوری کی حالت مین ناکام پھر گئے اور اُنکے ساتھ والے بہت سے مارے پڑے۔ شہر بانتنیہ تاخت کر غنیم نے لے لیا میسور کے بہت جوان کھیت آئے اور قلعہ بھی اُسکا اکیسوین مارچ مین باوے سے مسخر ہوا۔ قلعدار ہزار سپاہیون سمیت مار اپڑا باقی ماندہ سپاہ اسیر ہوئے ایسے واقعہ کے حادث ہونے سے سلطان نے پہلے تو لارڈ کارنوالس کو موقت صلح کے واسطے ایک نامہ لکھا مگر جب جواب اُسکا خاطرخواہ اُسکو نملا تب اپنی فوجون کی سرداری وخبرداری مین سپہسالارون کو مقرر اور اُنھین یہہ تاکید کرکہ تم یہان اعدا کی تاخت سے ہشیار رہنا۔ آپ سرینگپٹن کی طرف روانہ ہوا تا وہان جاکر پناہ کے سامان کو سرانجام کرے اتھائیسوین کو اِسی مہینے کی لارڈ ممدوح اِس ارادے بنگلور سے چلا کر سپاہ نظام علی خان اور اُسکے ہمراہ کی فوجون مین جو انبور گرھ سے چنی تعین جا ملے۔ اپریل کی تیرھوین کو انگریزی لشکر نظام علی خان کے فوج تک جسمین پندرہ ہزار سوار تھے جا پہنچا۔ بعد اِسکے لارڈ موصوف اپریل مہینے مین سنہ ۱۷۹۱ کے بنگلور کو پھر آیا۔ پھر مے مہینے کی تیسری کو اُسنے سریرنگپٹن کی طرف کوچ کرنا شروع کیا اور مقام اراگیری مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا سلطان نے اپنی فوجون کو کاویری ندّی کے اُتر کنارے پر جسکے سامہنے جو ربا لو یا دلدل تھی لڑائی کے واسطے طیار کین۔ پندرھوین کو لارڈ کارنوالس نے اُسپر حملہ کیا اور بڑی کشش و کوشش کے بعد۔ بسبب لاچاری کے وہان سے نکال قلعے کی توپون کی آڑ مین آکر مقام کیا۔ اُدھر سے بنبئی کی پلٹن بھی جسکا جنریل ابرکرمبی سپہسالار تھا۔ یہان مدراسی فوج کے پہنچنے سے کئی دن آگے ہی پہنچ چکی تھی۔

لارڈ موصوف چاہتا تھا کہ اِن دونون پلٹنون کو ایک ساتھ شامل کرے مگر چونکہ
ایام بارش کے سبب ندیان چڑھی ہوئین تھین اِس مطلب مین تاخیر واقع ہوئی ؛
جب تو اُسنے بھی اِس ارادے اور بھی دوسرے موانع کی جہت سے سرنگاپٹن
کی چڑھائی ؛ دوسری لڑائی پر موقوف رکھی جنرل ابرکرمبی کو ترنت مالابار کی جانب
جانے کا حکم دیا ؛ جنرل مذکور چون باربرداری کی ناداری کے سبب توپخانہ اور
جنگ کا لوازمہ کچھ بھی ساتھ نہین لے گیا تھا ؛ باوجود اِسکے سلطانی غارتگر سوارون
کے ہاتھون شدت سے تنگ کیا گیا ؛ کیونکہ اِن لوگون نے کچھ لشکری ساز و
سامان تو لوٹ لیا ؛ سپاہیون مین سے بعض بعض کو اسیر اور کتنون کو قتل
کرڈالا اور بالکل انبارون مین بارود کے جو سرنگاپٹن نامے بتخانے کے درمیان
ڈھیر کر رکھی گئی تھی سلطان کے حکم سے آگ لگادی ؛ الغرض کہ اِن سوارون
نے انگریزی لشکرگاہ کے آس پاس کی سرحدون مین تنکے بھر کی چیز بھی باقی نہین
چھوڑی تھی حریف کے آدھے سوارون کو پیادے چلنے کی نوبت آئی لارڈ
کارنوالس کے لشکر مین ہرروز مواشی جانور ہزارون مرنے لگے ؛ رسد کی
راہ اِس طور سے بند کی گئی تھی کہ غنیم کی فوج مین ایک بیل چاول بھر کا بھی پہنچنا
ممکن نہ تھا ؛ اسیطرح اخبار و نامہ پیام کی تمام راہین یک لخت مسدود کردی
گئی تھین یہانتک کہ خبر مرہٹون کی افواج کی جن کے پرسرام بھاؤ اور ہری پنت
سرغنہ تھے اور سریرنگپٹن مین پہلے ہی اُنھین پہنچنا ضرور تھا نہین پہنچ سکتی تھی ؛
بناچار لارڈ موصوف ایسی بے بسی ولاچاری کی حالت مین اِس درجے مجبور
ہوا کہ خواہی نخواہی اُسے تمام ساز و سامان اپنے توپخانے کا برباد کر ناگولون کو
دریا مین ڈالنا ؛ آلات لشکرکشی کے بالکل چھکڑون عرابون کو جلانا اور مئی
مہینے کی چھبیسوین بنگلور کی جانب ناکام پھر جانا ضرور ہوا اور اُدھر اِسی جہت سے

سریرنگپتن کے قلعے سے مبارکباد کی باتین وغنے لگین رات کے وقت سارے شہر مین اس خوشی سے روشنی کی گئی ۔ درباریون اور حضور کے مقربون نے تہنیت کی رسمین ادا کین کہ الحمدللہ ا نسے قوی دست اعداے دولت اس دوسری لڑائی مین شکست پاکر ناشاد و نامراد پھرائے گئے باوجود اسکے سلطان کے دل پر چون روز مرہ اُسے فتح مندی کے ساتھ مرہٹون کے آگے بڑھے آنے کی خبرین پہنچتی تھین خوب اِس بات کا نقش تھا کہ ہرچند افسون و عزیمت سے آسیب اِن سفید دیوون کا دارالسلطنت سے کچھ دور ہوا لیکن تسخیر اُنکی ہنوز قرار واقعی عمل مین نہین آئی اِسیواسطے لارڈ کارنوالس کے پاس صلح کرنے کے باب مین ایک نامہ لکھا ۔ جب اُسکے مضمون سے لارڈ موصوف نے معلوم کیا کہ اِن دنون جو انگریزون اور اُنکے خیر خواہون مرہٹے اور نظام علی خان مین باہم میل ملاپ کا عہد پیمان ہوا ہی سلطان اِس جتھے کے توڑنے اور فقط آپ ہی انگریزون کے ساتھ اتفاق اور وفاق رکھنے کا ارادہ رکھتا ہی ۔ تب جواب مین یون لکھ بھیجا کہ مین آپ کا کسیطرح کا پیام جسمین خیر خواہان انگریز مرہٹے اور نظام علی خان شریک و متفق نہون منظور نہین کر سکتا ۔ علاوہ طرفین سے کچھ عہد و پیمان قرار پانے کے پہلے یہہ بات نہایت ضرور ہی کہ آپ انگریز کے سارے اسیرون کو حوالے کر دیجیے ۔ جب پر سلطان نے ٹھیک ٹھیک حقیقت حال بیان کیا کہ اُنکے اسیرون مین سے ایک بھی اُسکے یہان نہین ہی ۔ اور چونکہ وہ یقین جانتا تھا کہ لارڈ کارنوالس اپنے ہوا خواہون کی عہد شکنی جائز نہین رکھینگا اِس لیئے دوسرے ہمعہدون کو اپنے ساتھ ملانے یا اُنھین آپس کے معاہدے سے پھرانے اور اپنے تئین انگریزون کی دوسری لڑائی کے خطرون مین ڈالنے کے درپے نہوا ۔ اب جو انگریزی لشکرگاہ مین مرہٹون کے رسد لیکر پہنچنے

کے ہمراہ بڑی کمک بھیجی جسکے سبب سے وہ تعلقہ بھی سر ہو گیا اور لفٹننٹ کالمرس اپنے ایک ہزار سپاہی معیت اسیر ہو آیا، سلطان اسکے کچھ دنون بعد ایک جماعت سپاہ کی جو بدنور سے آتی تھی اُسکے مقابلے کے ارادے اُس طرف روانہ ہوا، وہان سلطان کے پہنچتے ہی مرہٹے کی فوج مین جو پرسرام بھاو کی اہتمام سے چیتل درگ کا قلعہ گھیرے پڑی تھی ہلچل پڑ گئی، لیکن سلطان اپنے کام کو انجام کر سرینگپٹن کا عازم ہوا اب لارڈ کارنوالس جسے کرناٹک اور حیدرآباد کے درمیان آنے جانے کی راہ تنگئی تھی اِس بات پر مستعد ہوا کہ بنگلور اور سرینگپٹن کے بیچ مین جو قلعے ہین اُنھین لے لے جنمین سے ساوندرگ اور اُتری درگ یہ دونون بڑے بھاری اور مشہور حصار ہین، بلکہ ساوندرگ تو جمہور خلایق کے گمان کے موافق اُن حصین ومتین قلعون مین محسوب ہے جنکے سر کرنے مین بڑے بڑے اُلوالعزمون کے بھی ہاتھ پانو کانپتے ہین، ہوا اسکے گردونواح کی اِس درجے ردی کہ اکثر طبیعتون کو ناموافق پڑتی ہے اور اِس لیئے اُسے مرت گری یا موت کا پہاڑ کہتے ہین سلطان اُس گڑھ کی استواری اور اُسکی ہوا کی رداءت پر اتنا اعتماد رکھتا تھا کہ جب گوئندے اُسکے پاس خبر لائے کہ انگریزون نے اُسکے مسخر کرنے کا قصد کیا ہے تب وہ نہایت خوش ہو کر فرمانے لگا کہ انشاء اللہ تعالی اُنکی آدھی فوج تو غازیون کی تلوار آبدار سے زہرابۂ مرگ چکھیگی اور بقیۃ السیف ایکہی باد سموم کے جھونکے مین برباد ہوجائینگے، القصہ سنہ ۱۷۹۱ کی دسوین دسمبر مین لارڈ کارنوالس نے اُس قلب حصار پر چڑھائی اور اُسکا محاصرہ کرکے گیارہ دن کے عرصے مین اُسے مسخر کر چوبیسوین کو اُتری درگ بھی سر کر لیا، افواج سلطانی کے لوگ ایسے رعب مین آ گئے تھے کہ فرنگستانیون کو دیکھتے ہی قلعہ چھوڑ بھاگ نکلے،

اور گڑھ وغیرہ بھی بے رنج و مقابلہ انگریزون کے ہاتھ آیا بعدہ دروبست وہ
سرزمین سنگلاخ جو مابین منگلور اور کاویری ندی کے ہی اُنکے قبضے مین آگئی
نظام علی خان کی سپاہ نے اگست مہینے سے نومبر تک کرم کنڈے کو محاصرہ کر کے
نتیجے کی کڑھی سے لی تب اِس گڑھی کی محافظت و نگہبانی کو مویتہ مدو دا عرف
حافظ جی سب بمیون کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ وہان رہا اور باقی سپاہ جسکا
نواب سکندر جاہ سر لشکر تھا وسط دکن سرزمین کولار کی طرف کوچ کر گئی
اِسی مابین مین اُسی مہینے کی اکیسوین کو شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار
سوار کی جمعیت معیت ماند بادصرصر روانہ ہو کر ناگہان سرِ پیٹ پر ٹوٹ کر مغلیونکی
بالکل جماعت کو جو وہان کی پاسبانی مین مشغول تھی اسیر کر لیا قلعے کے
پاسبانون کو تازی کمک سے قوی دل کیا اور بہت سے سردارون کو اُنکے اہل
و عیال ساتھ قلعے سے نکال بخیر و عافیت سرینگپٹن کی طرف مراجعت کی جون
مہینے مین جب مرہٹون کی فوج پرسرام بھاؤ کی اہتمام سے جیتل درگ مین آپہنچی
تو اُس سردار نے اِس حصار کے آثار و اوضاع کو دیکھکر یہہ معلوم کیا کہ
لڑ بھڑ کر اسکا سر کرنا دائرۂ امکان سے خارج ہی اسیواسطے چاہا کر رشوت دیکر
کوتوال کو ملا لے تا اِس وسیلے سے قلعہ قبضا لے لیکن جب یہہ بھی نہو سکا تب وہ
چندے اُس نواح مین رہکر اُس سرزمین کو خراب و تباہ کرتا رہا آخرالامر اُس
سرحد کے پچھم طرف اُسنے آکر انگریزی لشکر کی پشتی سے ہولی ہونور اور کئی
اور قلعون کو مسخر کر فتح پائی چونکہ سلطانی ممالک محروسہ مین فقط کنرے اور
بدنور کی سرزمین افواج متفقہ کی تاخت تاراج سے بچ رہی تھی سلطان اُنھین
محالون سے حسب احتیاج غلہ منگوایا کرتا لیکن چونکہ مرہٹے کے لٹیرون کا بھی خوف
لگا ہی رہتا تھا کہ مبادا وے تنب بھدرا ندی پار ہو کر اُن مکانون پر ظلم و ستم کا ہتھ

دور در کر بن اس لیئے سلطان ہشیاری و پیش بندی کی راہ سے وہان کی خبرداری
و حفاظت کے واسطے نواب علی رضا خان کے ہمراہ ایک بھاری جماعت
سپاہ بھیجی ؛ پھر سر دار تنب ندی کے پچھم کنارے کے پاس جا کر سموکا
نام حصار اپنے چند اول مین رکھ اُترپڑا ؛ مرہٹون کا لشکر سنہ ١٧٩١ کی پچیسوین
اور چھبیسوین دسنبر کو آگے پہنچے بھدرا اور تنب ندی جو دونون اُن دنون
پایاب تھین پار ہوا ؛ تب انگریزی پلٹن اُسکی مدد کو پہنچکر میسور کی فوج بردور
ہری اور بری تگدو کے بعد فتح مند ہوئی نواب مذکور اپنی جمعیت سمیت
کالیدرگ کے قلعے مین جو بدنور سے تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہی اور وہ اپنے
ہاتھیون اور خزانے کو اسکے پہلے ہی وہان بھیج چکا تھا ؛ آکر پناہ لی ؛ اکیسوین
دسنبر کو جب حریف نے سموکا مین تسخیر کے لیئے مورچہ طیار کیا تو قلعہ
چار دن کے محاصرے کے بعد اُسپر چھوڑ دیا ؛ پرسرام بھاو دوسرے برس
کے جنوری مہینے تک معہ اپنی فوج سموکا کی نواح مین رہا ؛ بعد اسکے بدنور کے
حصار مین آسنے آکر پہلے تو قلعے کے باہر کے بعضے مکانون پر حملہ کرنیکو حکم دیا لیکن جب
یہ سنا کہ سلطان کے نامور سپہسالارون مین سے قمرالدین خان بہادر لشکر جرار ہمراہ لئے بدنور
کی پشتی و حمایت کے واسطے آتا ہی تب اُس قصد سے باز آکر چاہا کہ لارڈ کارنوالس سے
وعدیکے موافق جا ملے اور محاصرہ کرنے مین دارالملک سلطان کے اُسکا مددگار ہو ؛ چنانچہ
پرسرام اسی نیت پر وہان سے پلٹا ؛ جب نواب علی رضا خان کے شکست
کھانے کی خبر سلطان کو پہنچی تو اُسنے ترنت قمرالدین خان کو بدنور کی پشتی کے
واسطے جانے کا حکم دیا اور اس بات مین قدغن کیا کہ ہرگز مرہٹون کے تعاقب کا ارادہ
نکرنا بلکہ اُن شریر شور پشتون کو غازیون کے حملون سے ہٹا کر اپنے فوج کیتئین
غلون کے جمع کرنے مین مصروف رکھنا اور جب اُنکے بھیجنے کی فرصت ہاتھ لگے

دوسرے برنگپٹن کی طرف روانہ کرنا۔ انھین دنون مین سلطان نے ایک فوج
اپنے غارتگر سوارون کی کرناٹک کی جانب اُسکے تاخت تاراج کرنے کے لیے
روانہ کی۔ اِسسے غرض سلطان کی یہ تھی کہ انگریزی افواج جو اُسکے قلمرو مین بڑھ
آئی ہین بعض اُن مین سے ضرور اپنی سرحد کی خبرداری کو بھیجی جائینگی۔ اور
اِس تدبیر مین اعدا کا زور البتہ گھٹ جائیگا۔ القصہ سلطانی غارتگرون نے موافق
حکم والا کے اُس مقام پر جہان سے مدراس کچھ کم تین میل تھا پہنچکر رعایا کو قتل کیا
اور کئی گانو مین آگ لگا دیا آخر کو سلطان نے یہ سمجھکر کہ اِس طرح کا تاخت تاراج
کچھ فائدہ نہ بخشیگا لارڈ کارنوالس سے صلح کی خواہش اور ایلچی بھیجنے کی
پرسش کی۔ جسپر اُسنے اگلی عہدشکنی کی ناخوشیون کے سبب سے اُسی وقت
سلطان کے ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا کہ بدون اِسکے کہ سلطان کوئمبتور کے تمام
اسیرون کو چھوڑ دے مصالحے کے باب مین ایک بھی نامہ و پیام منظور نہوگا۔
بعد اسکے جب وہ محاصرہ کرنے کا بالکل لوازمہ اور ہر قسم کا اناج موجود کر چکا تو
پرسرام بھاو کی انتظار کرنے کو بے فائدہ سمجھ فبروری کے سنہ ۱۷۹۲ مین
نظام علی خان اور ہری رام پنڈت کے لشکر کے ہمراہ اوتری درگ سے آگے بڑھ
اور ادھر قریب ایک ہزار سلطان کے سوار لوٹ پاٹ مچانے کی تدبیر و تردد مین
تھے۔ لیکن جب اُنھون نے راہ کے گانؤن مین آگ لگا اُنکے جانورون اور رہنےوالونکو
نکال باہر کیا۔ پانچوین کو افواج متفقہ سریرنگپٹن کے سواد مین آپہنچین اور کاویری
ندی کے پاس اُترین۔ اِدھر سلطان بھی اپنے لشکر کو ایک محکم جگہہ مین جمع کر
صف آرائی کر چکا تھا۔ اِس رزمگاہ مین سلطان کے ساتھ پینتالیس ہزار پیدل
اور بیس ہزار سوارون کی جمعیت اور سو ضرب توپ کی تھی۔ لارڈ کارنوالس
چھٹھی تاریخ کی رات کو نو بجے چھہ ہزار سات سو انگریزی پیدلون سمیت

نے توپ ، سلطانی پرے کے سامھنے آپڑا طرفین سے بڑی لڑائی واقع ہوئی و
ستوپن کو سلطان نے دلیری کی راہ سے کئی بار ہا"! کیا کہ کسی طرح ندّی کے
اُتر کی النگ ہاتھ آجاے جسّے وہ انگریزون کو تاپو سے نکال باہر کرے ،
لیکن کچھ مفید نہوا ، اور اِس جہت سے کہ سلطان کے سپاہی رعب مین آگئے تھے
غول کے غول اُسکی فوج سے نکل گئے اور فرانسیسون کی جماعت بھی جو
سلطان کی خدمت مین تھی جنگ کی بد انجامی سوچ کے لارڈ کارنوالس سے جاملی ،
جزیرۂ سریرنگپٹن کے پورب رخ کو لال باغ نامے ایک شاہانہ بوستان ہی
نہایت پر فضا اور دلکشا اِس باغ مین کئی بڑے بڑے بالاخانے و بارادریان اور
فرح افزا نشیمن بنے ہوئے ہین جو انگریزون کے قضے مین آگئے تھے لارڈ ممدوح نے
ضرورت جان کر اِس باغ کے درختون کے کاٹ ڈالنے اور وہان مورچے بنانے کے
واسطے حکم دیا اور وہ قصر وعمارت شاہی مریضون اور مجروحون کے بیمارستان بنائے گئے ،

بیت

آری چہ عجب داری کاندر چمن گیتی
چغداست پئی بلبل نوحہ است پئی الحان

سلطان کا غنچہ خاطر بھہ انقلاب زمانے کا دیکھکر کہ جس باغ و بستان دلچسپ کی
طیاری مین لکہا روپی خرچ ہوئے تھے ، اب وہی موافق اِس شعر فارسی کے

بیت

جائیکہ بود آن دلستان بادوستان در بوستان
شد زاغ وکرگس رامکان شد گرگ و روبہ را وطن

ایسا ویرانہ اور وحشت خانہ بنا کہ جہان بہار اور گل کی جگہہ خزان اور خار ہی رہگیا ،
نہایت پژمردہ ہوا ، تب حسب الحکم والا اُس باغ اور مکانات پر جو بالفعل غنیم

کے تحت و تصرف مین تھے قلعے سے متواتر توپون سے گولے مارے گئے اکثر تو
اُنمین سے بعضے گولے انگریزی لشکرگاہ مین جو سامنے ندی کے کنارے پر تھی پہنچے
لیکن اُسسے کچھ اُسکے ورود کا درمان نہوا اب جو سلطان نے خوب تامل کرکے دیکھا
کہ مصور خود کوئی نقش مراد کا اُسکی لوح خاطر پر نہین کھینچتا تو پھر بہ قصد مکرر دیگر نامہ و
پیام سے صلح کا طالب ہو چنانچہ اس کام کے انجام دینے کے واسطے لفٹنٹ کلمرس
اور ناش کو جو کوئمباتور کی لڑائی مین سلطان کے ہاتھون اسیر ہوئے تھے حضور مین
طلب کرکے یون ارشاد کیا کہ اب مین اس فکر مین ہون کہ جلد تمھین قید سے مخلصی بخشون
صورت اُسکی یہ ہی کہ مجھے چونکہ بہت دنون سے خواہش مصالحے کی ہی مین نے
صلح کے باب مین جو نامہ لارڈ کارنوالس کے نام کا لکھا ہی اُسکا تمھین کو حامل بناتا ہون
اُسکو لیجاؤ اور جواب اُسکا مجھے پہنچاؤ اتنا کہنے کے بعد وہ نامہ لفٹنٹ کلمرس کے
حوالے کر دو شال اور پانسو ہون اُسکو دیا اور پیچھے سے اُنکے لواحق
واسباب کے بھیج دینے کا اُنسے وعدہ کیا بعد اُسکے حکم ہوا کہ اُنسے اُنکے
رفیق سمیت حضور کے سوار اور ملازم انگریزون کی لشکرگاہ مین پہنچادین
چنانچہ وے دوسرے دن انگریزی لشکر مین جا پہنچے سولھوین فبروری کو
بمبئی کی پلٹن جسکا جنریل ابرکرنبی سرغنہ تھا لارڈ کارنوالس سے آملی اس فوج مین
دو ہزار فرنگی جوان اور چار ہزار ہندوستانی تھے اٹھارھوین رات کو قلعے کے
اُتر رخ مورچہ طیار ہوا تب اُنیسوین تاریخ جنریل ابرکرنبی معہ اپنی فوج کاویری
ندی پار ہو کر دکھن پورب کی طرف اُتر پڑا اس لڑائی مین سلطان بذات خاص
مدافعے کے لئے پیادہ و سوار کی ایک فوج سنگین لیکر سرگرم رہا آخر بڑی ٹھڈپو
کے بعد سریرنگپٹن کو چلا گیا بائیسوین کو اُن مکانون پر جنھین جنریل مذکور نے
لے لیا تھا میسور کی سپاہ نے بڑے زور شور سے حملے پر حملے کیا پر کچھ فایدہ نہوا

اسی حرب کے زمانے مین نامہ پیام مصالحے کا بھی باہم ہوتا تھا، آخر الامر اسی مہینے کی چودھوین تاریخ وکلاے سلطان اور سرداران ہمداستان کے وکیلون نے اُس ڈیرے مین جو خاص کر طرفین کے ایلچیون کے مجتمع ہونے کے لیئے کھڑا کیا گیا تھا آکر آپس مین ملاقات کی، ہر طرح کا سوال جواب باہم درمیان آیا، لیکن کوئی بات فیصل نہوئی اور رفع شر کی کوئی صورت نہ ٹھہری تب مورچہ بنانے کے اسباب کی طیاری کی گئی، انگریزون کی مدد کو بر حرام بھاو کے آنے کی خبر بھی گرم تھی، سلطان بتقاضاے ضرورت لارڈ موصوف کی درخواست کے موافق اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالے کرنے اور بارہ مہینے کے عرصے مین نقد تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ اُنھین دینے اور اپنے والد بزرگوار کے وقت کے تمام انگریزی اسیرون کے چھوڑ دینے اور اپنے دو فرزند دلبند کو اس لیئے کہ ان شرطون کے ایفا و اِتمام پر اعتماد رہے، اُسکے پاس بھیجنے پر راضی ہوا چنانچہ چھبیسوین کو یہ دونون شاہزادے بڑے توزک و تجمّل کے ساتھ انگریزی لشکرگاہ مین پہنچے، لارڈ کارنوالس نے کتنے منصبدارون ہمیت اپنے ڈیرے کے دروازے پر شہزادون کو استقبال اور معانقہ کرکے نہایت خاطرداری اور گرمجوشی سے خیمے کے اندر لا بٹھلایا اور اثناے کلام مین سلطان کے وکیل اور شاہزادون کی تسلّی کے واسطے فرمایا کہ ہم سے تم صاحبون کی خدمت و دلداری جیسی کہ چاہیئے موافق مرتبے و منزلت کے بے شبہہ عمل مین آئیگی تب دونون شہزادون کو ایک ایک بیش قیمتی سنہری گھڑی اپنی محبّت کی نشانی دی، بعد اسکے عطرپان کی تواضع کرکے گورنر موصوف نے اُنکی سواری کے ہاتھی تک ہمراہ آکے بغلگیر ہونے کے بعد، اُنھین رخصت کیا، شاہزادے اُسی مدارات و تعظیم

کے ساتھ جبسی لارڈ صاحب کے خیمے مین آئیکے داخل ہونے کے وقت وقوع مین
آئی تھی اپنے خیمے مین آ پہنچے۔ دوسرے دن جب گورنر صاحب شاہزادون
کے خیمے مین اُنکی ملاقات کو گیا تو ادھر سے بھی اُسکی تعظیم وتکریم کی رسمین
بجالائی گئین۔ اور رخصت کے وقت جواہر نگار قبضے کی دو تلوارین مطابق
پیشکش گورنر صاحب کو دی گئین لارڈ صاحب نے جو شاہزادون کے ساتھ
ایسے حسن سلوک کی رعایتین کین یہ بات سلطان اور اُسکے محل سرا کی
بیگمون کی خوشی کا باعث ہوئی۔ اب عہد نامے پر سلطان نے اپنی مہر و دستخط
کی۔ مارچ مہینے کی نوین کو دونون شاہزادے بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ
لارڈ صاحب کے خیمے مین وہ عہد نامہ کامل مُہر کیا ہوا سلطان کا دینے آئے۔ لارڈ
موصوف کمال توقیر و تکریم سے استقبال کر لے آیا۔ جب طرفین سے ملاقات کی رسومات
عرفی ادا ہو چکین تو شاہزادہ عبدالخالق نے تین قطعہ عہد نامہ کامل لارڈ صاحب کے
ہاتھ مین دیا گورنر بہادر نہایت خوشی سے وہ کاغذات لے بڑے تعظیم و
تکریم سے دست بستہ ہوا۔ بعد اُسکے شاہزادے وہان سے رخصت ہو اپنے
خیمے کو پھر آئے۔ صحیح روایت سے یہ بات ثابت ہوئی ہی کہ جب سرینگپٹن سے
سرداران معہد اپنے اپنے دارالحکومت کی طرف روانہ ہوئے تو سلطان کو اِس
صلح مغلوبانہ کے تقرر سے اسقدر رنج و ملال لاحق حال ہوا تھا کہ وہ کتنے دنون تک
ایک محل مین سب سے الگ ہوکر خلوت نشین رہا۔ آخر اُسکے اِس گوشہ
تنہائی سے باہر نکالنے کے لیئے مخدرات کی بیگمون نے یہانتک گریہ و نالہ کیا کہ اُسنے
بناچار اُنکی بیقراری و اصرار پر رحم کرکے ملازمان بارگاہ سلطانی خصوصاً میر صادق
اور پورنیا کو حضور مین طلب فرما اُن سے اپنی ریاست کی صلاح و بہبود اور رعایا
عامہ کی معموری کے باب مین مشورہ کیا۔ اُن صلاحکارون نے اپنے آقا کی

اعانت کو لازم جان کر یہہ بات ٹھہرائی کہ رعایا سے اسقدر روپیہ سلطانی خزانے مین داخل کیئے جائین جتنے شاہی خزانے سے غنیم کو دیئے گئے تا اُس خسارے کا جبر نقصان ہو جاۓ ' سلطان نے مصالحے کے اُن تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ مین سے اپنی ہمّت و جوانمردی کے سبب تیس لاکھ کو وضع کر کے یہہ حکم دیا کہ باقی تین کروڑ کو بطور اِضافہ ' رعایا کے مقدور کے موافق خراج معمولی پر اِس نسبت سے تقسیم کیا چاہیے کہ کسی پر جبر و ستم نہو ' گر یہہ زر اِضافہ رعیتون سے بسہولت و راستی لیاجاتا تو اُن بیچارون کے حق مین چندان بار نہوتا پر افسوس یہہ ہی کہ عاملون اور تحصیلدارون نے اِس حکم کو اپنے ظلم و تحکم کا وسیلہ پاکر اطراف کے صوبون کو بھی رشوت دے دے اِس جور و ستم مین اپنے ساتھ ملا لیا ' تب تو رعایا سے اُن ستمگار ظالمون نے تین کروڑ کی جگہہ دس کروڑ وصول کیا ' اور طرفہ تر یہہ کہ سلطان تک اُن مظلومون کی داد و فریاد نہین پہنچتی تھی آخر کو سلطان نے تخت حکمرانی پر پھر جلوس فرمانے کے بعد ' باج و خراج کا نیا دفتر طیاّر کروایا اور بعد تقرّر اِضافے کے نئی فوج نگاہداشت کرنے لگا ' ہرچند لوگ عرض کرتے تھے کہ اِن دنون اِس قدر فوج کا بڑھانا مناسب نہین ہی پر وہ بلند حوصلہ اُنکے جواب مین یہہ فرماتا کہ مین نہین چاہتا کہ کوئی رسالہ یا فوج اگلی افواج مقرّرہ سے کم ہو ' باوصف اِسکے حکم والا صادر ہوا کہ اُن قلعون اور گڑھیون کی دیوار و حصار کو جن کی نگہبانی و پشتی مین اُنکے قلعہ دارون اور محافظون نے اعدا کی تاخت و حملے کے زمانے مین قرار واقعی کوشش نہین کی تھی ڈھا گرائین اور قلعہ بنگلور چون انگریزی پلٹنون کا ذخیرہ اور انبار خانہ بنا تھا اِس لیئے اُسکے باب مین تو سلطان ایسا برہم ہو رہا تھا کہ حکم دیا کہ اُسکے مکانات کو (جنکے بنانے مین

خود سلطان اور اُسکے والد ماجد نے لاکھون روپئے صرف کیے تھا تو منیہ سے
کھو دینا خاک سیاہ کر ڈالیں گے دونون جب حرب و پیکار گذشتہ واقع
نہین ہوئی تھی سلطان نے تیمور شاہ سر احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تھے جو
حاکم ملک افغانستان کا تھا طریقہ نامہ و پیام کا جاری کیا تھا اور بالفعل
اُسکے بیٹے زمان شاہ کے پاس جو اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا تھا لکھ بھیجی
کہ مقتضا دین و اسلام کا یہ ہی کہ آپ ہندوستان کے مسلمانون کی
اعانت اور مملکت دہلی کے مسخر کرنے کو قوت کشی کرین اور سفیران
کاردان پیشوا اور دولت رام سیندھیا اور نظام علی خان کی سرکارون
مین بھی ہنگامہ و خلاف برپا کرنے اور فتور و خلل ڈالنے کے لیئے اس اتفاق
و ہمداستانی مین جسے اُنھون نے انگریزون سے کی تھی بھیجے گئے اور
نواب محمد علی خان کے ساتھ بھی جو انگریزون کا قدیمی دوست اور ہوا خواہ
خیر خواہ تھا سلطان دانش بند نے لگاوٹ کرنے مین قصور نہین کیا تھا سلطان
جب گذشتہ عہد و پیمان کی شرطون کو تمام پورا کر چکا تب سے دونون نونہالان
سلطنت مدراس سے پروانگی مراجعت کی پا کر میجر ڈفٹن کی اہتمام مین ایک
جمعیت معقول کے ہمراہ سنہ ١٧٩٤ کی آٹھوین مارچ کو اپنے پدر عالی مقدار
کے لشکر مین دیونہلی کے درمیان آئے اور اُسکے دوسرے دن میجر مذکور
نے سلطان کے حضور مین آکر شاہزادون کو پہنچ دیا سلطان بڑے الطاف و
اشفاق کے ساتھ میجر سے پیش آیا اُسنے اپریل کی چھٹی تک سلطان
کے لشکر مین رہکر کئی بار مجرا حاصل کیا اور ہر مرتبے آتے انگریزون کا ذکر خیر
سنا انگریزونکی طرف سے پونا مین جو ریذیڈنٹ تھا اُسنے گورنر جنرل کو اس
امر کی کہ اندنون سلطان اور مرہٹون مین خفیہ خط کتابت ہی اطلاع کی صلح و آشتی

کے عہد و پیمان درمیان آنے کے بعد بھی سنہ ۱۷۹۶ تک کوئی ایسا سردار
و صوبہ یا رئیس و امیر کیا ایران کیا ہندوستان کیا دکھن کیا کوہستان نیپال مین
نتھا جسکے پاس سلطان کا نامہ یا ایلچی اس پیغام کے ساتھ بھیجا نہ گیا کہ وے
سلطان کے ساتھ متفق ہو کر قوم انگریز ثروت طلب کو ہندوستان سے نکالنے
مین کوشش کرین ' بہرکیف ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اِن دنون سلطان کا اختر طالع
اوج سعادت پر تھا جو انگریزون کے ہوا خواہون کی سرکارون مین باہم نزاع اور
خرخشے واقع ہوئے ' جسّے اُس قوم کی بدخواہی کو نئے نئے دشمن نکلے ' تفصیل
اسکی یہہ ہی کہ در سنہ ۱۷۹۴ جب رام پور مین رہیلے پٹھانون کا سردار فیض اللہ
خان مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا مسند حکومت پر بیٹھا ' جب یہہ سردارزادہ اُسکے
چھوٹے بھائی غلام محمد خان کے جاسوسون کے ہاتھون مقتول اور غلام محمد خان
مسند ریاست پر مستقل ہوا ' تب انگریزون نے اُس مقتول کے لڑکے کی
کمک کو آکر غلام محمد خان کو لڑائی مین شکست دینے کے بعد ' گرفتار کر کلکتے
روانہ کیا ہر بہان و دحج کرنے کے بہانے مکّے جانے کے لئیے انگریزون سے رخصت
لیکر جہاز پر سوار ہوا ' اور قضا کار یا باختیار کسی بندر مین جو طیپو سلطان کے عمل
مین تھا مگہ سمجھ جہاز سے اُتر پڑا ' پھر وہان سے جلد سلطان کے ایلچیون کے
ہمراہ کابل کو روانہ ہوا ' اب وہان اُسنے پہنچکر انگریزون کی بیخ کنی کے
درپی ہو کر زمان شاہ والی کابل کو اِس بات پر تحریض کیا کہ آپ ہندوستان
کے تاخت تاراج کرنے کے لئیے لشکر کشی کیجئے انشاءاللہ تعالی
دلّی مین آپ کے پہنچتے جتنے رہیلے پٹھان ہین سبکے سب آپ کے ہمدم
و ہمقدم ہو جاوینگے اور پونا مین پیشوا کے ارکان دولت ' جو دولت
رام سیندھیا کی بڑی بڑی فتحون اور کثرت سپاہ کو دیکھ دیکھ رشک

کی آگ سے جل بھن رہے تھے اُتنے طالب خراج ہوے جسبر یہہ سردار اپنا ہی مبلغ خطیر زر دے چکے تب زمانہ گذشتہ اُس سہ کار کے ذمے بند و تعاقب ایک لشکر جرار ہمراہ دے بیت واسے دار نمک کی طرف اِس قصد سے کہ تلوار کے زور سے اپنے دعوے کو ثابت کرے روانہ ہوا۔ اِس طرح بیت واسے امیرون مین سے بھی ایک قوی حریف پیدا ہوا جسنے اِس ریاست کی جمعیت مین پھوٹ ڈالی اور اسی وقت سے پیشواسے ارکان دولت مین مناقشت و نزاع پیدا ہوا اور اُسکی ریاست مین اختلال آیا خیر یونان کا تو اِنھون نے یہہ حال تھا اب ریاست حیدرآباد کی روداد سنیے کہ اِس ایام مین جون صبح جوانی نواب نظام علی خان کی شام پیری سے مبدل ہو چکی تھی اور اقسام طرح کے رنج و بیماریان اُسپر مستولی ہوئی تھیں اُسکے فرزند کثرت و حشمت سے آرزومند اور مسند ریاست کے مشتاق اور ہر سمت سے استعانت و کمک کے جویان تھے سلطان نے اِس فرصت کو غنیمت سمجھ خفیہ امیرزادون فرید و ن جاہ کی طرفداری اختیار کر سید غفار سپہسالار کو بہ لشکر کے ساتھ اپنے باجگزار صوبون سے تحصیل خراج کے بہانے سے اُس طرف روانہ کیا اور خلوت مین اِس سردار کو حسن و قبح اِس امر کا بخوبی سمجھا بجھا دیا تا وہ اِس بات مین کمال ہوشیاری سے جو کچھ مصلحت جانے بلا تاخیر بجا لاسے اِدھر انگریز لوگ یہہ سب احوال دیکھ سن شدت سے بدگمان اور حربی ساز و یراق کی طیاری مین سرگرم ہونے سنہ ۱۷۹۷ کے اوائل مین لشکر پٹھانون کا جن کا زمان شاہ سپہسالار تھا اٹک ندی پار ہو دلی کی جانب روانہ ہوا لیکن پنجابی و نانک شاہیون کے مقابلے اور مقاتلے کے سبب نامراد پھر گیا گمان غالب ہی کہ زمان شاہ کا یہہ قصد کرنا سلطان کے استدعا سے عمل مین آیا تھا بہر تقدیر ظہور نے اِس

واقعے کے ایسے انگریزون کے دلون پر خوف وبیم مستولی کیا کہ اِن لوگون نے آستکاڑ ایک بڑی جمعیت سپاہیون کی مھدی گھاٹ مین گنگا کے پچھم کنارے پر اُسکے مدافعے کو جمع کیا سلطان کی فکر و تدبیر اور اِندنون اُسکی فوجون کی حرکت سے اگرچہ زمان شاہ کے ساتھ اُسکے نامہ پیام کا حال اُسوقت نہین کھلا تھا یہہ قیاس کیا جاتا ہی کہ سلطان یہہ ارادہ رکھتا تھا کہ ایسے قابو کو جو اُسے ملا تھا ہاتھ سے نہ دے اور کرناٹک پر چڑھائی کرے اِس لیئے مدراس کی پلٹنون پر حکم بھیجے گئے کہ جلد جنگ و پیکار کے لیئے مستعد ہو جائین ہندستان سے زمان شاہ کی فوجون کا پھر جانا اور فریدون جاہ کے ساتھ سلطان کی خفیہ سازش و بندش کا فاش ہونا قبل اِسکے کہ کچھ اُسکا نتیجہ ظہور مین آسے، اور خائف ہونا اُسکا انگریزی پلٹنون کا طور دیکھکر جو حرب و پیکار پر طیار ہو رہی تھین یہ سب اسباب سلطان کو انگریزون سے آغاز جنگ کرنے مین مانع آئے تھے، کئی مہینے پیشتر سلطان نے خفیہ اپنے سفیرون کو جزیرۂ ماریطیس مین قوم فرانسیس کے پاس سر نو بنیاد اتحاد کے محکم کرنے کے لیئے بھیجکر دس ہزار جوان فرنگی اور تیس ہزار حبشی سپاہیون کی کمک اُن سے طلب کی تھی، اِس راز کے کھل جانے اور سلطان کو فرانسیسون کے مدد بھیجنے کے باعث پھر اُسنے انگریزون سے انتقام کشی لازم جانا سنہ ۱۷۹۸ کے جون مہینے مین ہندستان کے گورنر جنرل کو جزیرۂ ماریطیس مین ٹیپو سلطان کے سفیرون کے جانے اور دوسرے مراتب کی خبر ہو گئی، جب تو انگریزی ریاست کے کونسل سے جنگی فوج کے اکٹھا کرنے کے لیئے حکم ہوا، ہندستان کے گورنر نے جو احتیاطاً اِس مہم مین منصوبہ باندھا تھا، یہہ تدبیر فقط اُسکے قلمرو سے متعلق نتھی بلکہ ایسی کوشش عمل مین آئی تھی کہ سلطان کے بالکل یار و انصار اور

فرانسیس لوگ جو سرکار حیدرآباد مین تھے یکقلم مستاصل کیئے جاوین اور نواب
نظام علی خان کو اس بات پر راضی کیا جاوے کہ وہ انگریزون سے سب دشمنون کے
توڑنے اور شکست دینے مین اُنکے ساتھ شریک و معاون رہے اور پونہ کی
ریاست مین جو باہم پھوٹ واقع ہوئی تھی اس خرخشے کے مٹنے کا ابھی
بندوبست ہو چکا تھا پر اس جہت سے کہ مرہٹے کے سردار آپس مین بدگمانی
و نفاق رکھتے تھے اور بعض اُنمین سے سلطان کے خیرخواہ بھی تھے ہنوز اُنکو
اس مقدمے مین قدم رکھنے کی طاقت نہی کہ باوجود ایسے خلاف نزاع خانگی کے
اپنے قول قرار کو انگریزون سے نباہے یا اس لڑائی مین اُنکے متفق ہو ہرچند گورنر
جنرل اس طور پر دشمن شکنی کا سامان آمادہ کر چکا تھا وبعد اسکے اس مہم پر
چونکہ بڑے خرچ کا سامنا تھا پیش دستی کرنے سے اپنے کو روکے ہوے تھا
آخر یہہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان سے آشتی کی راہ کھولے تاوقتیکہ فیمابین کی اس
جنگ و پرخاش کو معقول طور پر فیصل اور شر و فساد سے دستبردار ہو کر سرنو
جدید و معقول شرطون کے موافق بنیاد آشتی کی قایم کرے چنانچہ اُسنے اسی
نیت سے کئی نامے سلطان کے پاس بھیجے اور جنگ و جدل کا مطلق نہین
ذکر نکیا بلکہ بے اُسکے کہ بو اس امر کی پائی جاوے صاف صاف عبارت اور بھی
انداز سے لکھکر سلطان کی اطلاع کے لیئے اتنے ہی پر اکتفا کیا کہ قوم فرانسیس کے
ساتھ آپ کے نامہ و پیام کا من و عن حال واضح ہوا اب التماس یہہ ہی کہ میجر
ڈفطن معتمد سردارون کی جانب سے بارگاہ سلطانی مین بھیجا جاوے تا مقدمات
متنازع فیہا کا بخوبی تصفیہ عمل مین آوے ولیکن سلطان کے نامے جو ان مکتوبون کے
جواب مین بھیجے گئے یکقلم بہانے اور بناوٹ پر مشتمل تھے اور میجر مذکور
کے آنے کا مطلق اباکیا تھا اس اثنا مین گورنر جنرل کو خبر ہوئی کہ فرانسیس کی

فوج نے مصر کے ملکون کی سمت کوچ کیا اور موشیر تو بک فرانسیسی
ریاست کی طرف سلطان کی جانب سے بطور ایلچی گری کے طرنکبار مین جہاز
پر سوار ہوا۔ اِن خبرون کے سننے سے فبروری مہینے سنہ ۱۷۹۹ مین حکم ہوا کہ
انگریزی پلٹنین اور دوسرے ہمعہد سردارون کی فوجین سلطانی ممالکت پر
چڑھائی کرنے کے لیئے مستعد ہو جائین اور اِس امر مین تاخیر کو ناجائز جانین۔
اِسی بیچ مین گورنر جنریل کو سلطان کا ایک مکتوب اِس مضمون کا پہنچا کہ چونکہ
ہمیشہ سے میری طبیعت سیر و شکار کی راغب ہی اندنون مین نے
اِسی ارادے پر شہر سے باہر ڈیرا کیا ہی۔ لازم کہ میجر ڈفطن کو مختصر
ساز و سامان کے ساتھ میرے پاس بھیجا جاوے۔ فبروری کی گیارھوین
کو جنریل ہارس کی سرکردگی مین ویلور سے ایک فوج کوچ کر اٹھائیسوین
کو مقام کاریمنگالم مین نظام علی خان کے لشکر سے جو چھہ ہزار سپاہی تھے آملی۔
مارچ کی چوتھی تاریخ یہ فوجین متّصل ریاکاتا کے میسور کی سرحد مین آ اُترین یہان سے
ایک مکتوب گورنر جنریل کی طرف سے سلطان کے پاس بھیجا گیا اِس مضمون کا
کہ نامہ آپ کا پہنچا۔ اور باقی شرح و احوال جنریل ہارس کی معرفت آپکے خدمت مین
روشن ہو جائیگا۔ پانچوین کو قلعۂ نیلدرگم اور رانچیتی مسخّر کرنے کے لیئے مقدّمہ
جنگ و پیکار کا قائم ہوا۔ نوین تاریخ افواج متّفقہ جسمین سینتیس ہزار جوان
جنگجو تھے کلامنگالم کی نواح مین اکٹھی ہوئین بنبئی کی فوج قریب سات ہزار
سپاہیون کے قبل اِسکے ساحل ملیبار سے کوچ کرکے کورگ کے راجا کی
سرزمین مین پہنچ سیداپور اور سیداسیر کی راہ مین آ اُتری تھی۔ جب سلطان
کے اعدا اِس کثرت سے پہنچے۔ اُنکے مقابل سلطانی سپاہ کی جمعیّت نہایت
کم تھی۔ سلطان نے اپنے قلمرو کے گرد و نواح مین دشمنون کی گھِر آنے کی

اِس مقام مین اُتری ہوئی تھین اِسے سلطانی سوارون کے رسالے دار نے جون یہہ قیاس کیا کہ اِس اقامت سے اِن فوجون کے سردارون کا یہہ مطلب ہی کہ وے بنگلور کو اپنے لشکر کا ذخیرہ خانہ بنائین تب اُسنے اُسکے گرد و نواح کے کل دہات مین آگ لگادی سولہوین کو جنریل ہارس کا نکیلی اور سلطان پیتا کے رستے سے سریرنگپٹن روانہ ہوا تیسوین مارچ کو سلطان کی طرف سے افواج حریف کے مدافعے کے باب مین بڑی سستی اور فروگذاشت واقع ہوئی کہ اُسنے مادور ندی کنارے کی نہایت مضبوط و محکم منزلگاہ جہان سے دشمنون کو اُس گھاٹ پار ہوتے بخوبی روک سکتا چھوڑکر مقام ملوالی مین جا ڈیرا کیا دوسرے دن افواج متّفقہ اُسی مقام مین جہان پہلے سلطانی لشکر پڑا تھا آ اُتری ستائیسوین کو جنریل ہارس نے ملوالی کی جانب کوچ کیا اور یہان پہنچکر دیکھا کہ افواج سلطانی توپ و تفنگ لئے مستعد بجنگ ہی بلکہ ساتھہ ہی اُسکے اُن لوگون نے گولے اور گولیونکی بشدّت مار شروع کردی اعدا بھی سرگرمی سے مقابلہ کرنے مین نچوکے آخر جنریل ہارس نے اپنے سپاہیون کو ڈیرے کی طرف پھرجانیکا حکم دیا اِس لڑائی مین سلطانی تین سپہسالار اور ایک ہزار جوان کام آئے اُنتیسوین کو افواج متّفقہ کاویری ندّی سے پار ہونے لگی سلطان اپنے پیادون کو توپخانے سمیت سریرنگپٹن جانے کا حکم دے آپ سوارون کی جمعیّت ہمراہ لے ندّی پار ہوا اور اپریل کی دوسری اِس قدر قریب جا پہنچا کہ اُسنے انگریزی پلٹنون کے تئین دیکھکر اپنے پیدلون کو قلعے کے پورب اور دکھن النگ کے متصل اُترنے اور اعدا کے مدافعے کے لئیے مامور کیا پانچوین کو جنریل ہارس کے ساتھہ کے سپاہیون نے سریرنگپٹن کے پچھم طرف کے

سامھنے ایک محکم جگہ مین آکر مقام کیا ' دوسرے دن شہر مذکور سے بڑی تدوکد
سے سامھنا کرا فوج سلطانی کے ایک گروہ کو جو انگریزی لشکرگاہ سے مقابل
نالے اور آبجاتر بستیون مین اُترے ہوئے تھے اُنکی جگہ سے ہٹا دیا ' سلطان نے
اعدا کے مقام کو جو خوب غور کرکے دیکھا تو معلوم کیا کہ اُنکے مدافعے کے
واسطے دو مورچے جو دکھن اور پورب طرف بنوائے سب نہین کچھ مفید
مطلب نہوئے ' اِس لئے قلعے کے پیچھم اور ندی سے دونون کنارے پر دو ملی
کھائی کھدوائی ' ندی کے پیچھم کنارے کی خندق تو پریاپاتم کے پل سے کاویری
کے دکھن کنارے تک ممتد تھی اور دروبست وہ سرزمین جو گذشتہ محاصرے
کے زمانے مین سواران سلطانی متصرف تھے اِس احاطے کے اندر تھی '
چھٹی کو جنریل فلائڈ سوارون کے چار رسالے معیت پریاپاتم کے رستے
اِس ارادے سے بھیجا گیا کہ بنبئی کی فوج سے جاملے ' سلطان نے یہ خبر سنتے ہی
جنریل کی افواج کے تعاقب کے واسطے اپنے سوارون کو میر قمرالدین خان
کی سپہسالاری مین روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ اگر تم سے ہوسکے تو اعدا کی اُن
دونون جمعیت کو باہم اکٹھی ہونے نہ دینا ' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اِس مادّے
مین سپہسالار مذکور کی کوشش و تدبیر ہرگز اُسکے مخدوم کی خواہش و اہتمام
کے موافق ظہور مین نہ آئی کیونکہ خان موصوف اُسوقت جنریل کی فوج تک پہنچا
جب بنبئی کی پلٹن اُسّے مل چکی تھی ' اور یہ پہنچنا بھی اُسکا ' مقابلے و مدافعے
کے قصد سے نتھا بلکہ صرف اُس فوج کی پچھلی طرف سے پس ماندون کے
قتل کرنے اور بھیڑ و بنگاہ کے کچھ اسباب لے لینے کی گھات مین رہا جون کی
نوین کو سلطان نے اعدا کے اژدہام سے متحیر ہو کر چاہا کہ انگریزی سپہسالار
کے ساتھ خط کتابت کی راہ نکالے اِس لئے اُسکو ایک نامہ لکھا اِس مضمون کا

کہ گورنر جنریل لارڈ مارنگاٹن بہادر نے ہمارے پاس ایک مکتوب بھیجا تھا جسکی نقل آپ کے دریافت کرنے کے لیئے ملفوف بھیجی جاتی ہی ' مجھے اِس حال سے اطلاع دیجیئیگا کہ ہمارے ممالک محروسہ پر انگریزونکے لشکر کشی کرنے کا سبب کیا ہی ' حالانکہ مین اپنے قول قرار کی شرطون پر جیسا کہ چاہیے قائم ہون ' زیادہ کیا لکھا جائے ' جنریل ہارس نے اتنا ہی مختصر جواب لکھ کہ آپ گورنر جنریل کے مکتوبون کو خوب ملاحظہ فرمائیے ' اُس مین ہر امر کو بتصریح و تفصیل مندرج پائیگا ' گیارھوین کو مورچے اور نئی کھائی جزیرے کے گرد بگرد طیّار ہو چکی اور سلطانی پیدلون کی افواج مین سے کچھ لوگ بھی اُس مین جا رہے ' دوسرے دن حسب الحکم سلطان کے انگریزی لشکر پر گولے برسانے لگے لیکن اُسّے کچھ فائدہ نہوا ' چودھوین کو بانبئی کی پلٹن جنریل ہارس کی فوجون سے آملی ' سولہوین تاریخ مئے سب کاویری ندّی پار ہوکر اُسکے اُتر کنارے پر ایک محکم جگہہ مین آرہے ' سلطان نے کرحصار پر سے اُنکا آنا دیکھا تھا ترنت اپنی سپاہ کے ایک غول کو ندّی پار ہونے اور اکرام نے گھانون مین مورچہ بنانے کا حکم کیا ' لیکن اُدھر سے جنریل اسطوارط نے دھاوا کر اِنھین ناکام پھرا دیا ' بائیسوین کو جنریل ہارس نے ندّی کے دکھن پچھم کنارے کے مورچے کو باوجودیکہ وہان ایک ہزار آٹھ سی سلطانی سپاہی تھے ہتلا کر لے لیا سلطان نے جو اعدا کی طرف سے یہہ درازدستی دیکھی تو اس کا بدلا لینے کے واسطے چھہ ہزار جری پیدلون کو جنکے کل پیشرو سردار قوم فرانسیس سے تھے ندّی پار ہونے اور رات کے وقت اندھیرے مین جنریل اسطوارط کی فوج پر حملہ کرنے کے لیئے حکم دیا اہتمام اِس مہم کا میر غلام حسین اور محمد حلیم کے ذمّے ہوا جو دونون نامور سر لشکر تھے ' اِن لوگون نے بڑی دلیری و بہادری سے بانبئی کی فوج پر دو دو تین بار دی

لیکن لڑائی کی کئی ساعت مین چھ یا سات ہزار آدمی قتل کئے ۔ جنرل سٹوارٹ کی آمد سن اپنی کل فوج معیت بازگشت کی ۔ بیسوین تاریخ سلطان نے پھر ایک مکتوب جنرل ہارس کو لکھکر صلح کی استدعا کی ۔ بائیسوین کو سوداء مسودہ صلحنامے کا گیارہ شرطون پر مشتمل جن پر سرداران ہمعہد متفق ہوے تھے کہ اگر سلطان ان باتون کو منظور کرے تو پھر آپس مین مصالحہ ہو سلطان کے پاس پہنچا ۔ ان شرائط مین بڑی شرطین یہ تھین کہ سلطان یک قلم فرنگستانیون کو جو اُسکے نوکر ہین اپنے خدمت سے برطرف کرے ۔ فرانسیسون کے ساتھ کچھ خط کتابت نرکھے ۔ اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالہ کرنے اور دو کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کرے ۔ اُس دو رپرکہ نصف سردست نقد دے اور نصف چھ مہینے کے عرصے مین ادا کرے ۔ اور بالکل اسیرون کو چھوڑ دے ۔ اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی منصبدار کو احتیاطاً عہود مقررہ کے بخوبی انجام پانے کے لئے یہان بھیج دے ۔ سلطان کو ان شرطون سے منظور کرنے کے باب مین ایک دن رات کی فرصت دی گئی تھی ۔ نوین تاریخ جسوقت سلطانی افواج کی ایک جماعت مورچے والی کھائی اور ایک طرف ندی کے پچھم کنارے کے مورچے کو متصرف اور قلعے کے سرکوب دمدمون کے بنانے سے مانع و مزاحم تھی اور اُس کھائی کی نگہبانی پر سید غفار ڈیڑھ ہزار جوانون سے مامور تھا جنرل ہارس نے اپنے سپاہیون کو اُس گروہ پر حملہ کرنے کے لئے فرمایا چنانچہ چھبیسوین کو ان لوگون نے ہلا کیا ۔ اگرچہ سلطان کے سپاہی بھی اس لڑائی مین بڑی جانفشانی سے خوب ہی لڑے پر حریف کے حملون کے مدافعے پر قادر نہوئے ۔ آخر جب ڈیڑھ سو جوان کھیت آئے ۔ تب وے وہان سے پھر کر ندی پار ہوئے ۔ اٹھائیسوین کو سلطان نے جنرل ہارس کے

پس ایک نامہ بھیجا اِس مضمون کا کہ تمھارا خط بائیسوین تاریخ کا مجھکو پہنچا، مطلب اُسکا معلوم ہوا، شرطین جو اُس مین مرقوم ہوئی ہین چون نہایت گرانمایہ ہین اور طے پانا اُنکا بغیر وساطت سفیران شیرین بیان کے مشکل، جنریل ہارس نے اُسکا جواب یون لکھا کہ بائیسوین تاریخ کی پیش کی ہوئی باتین پر ضرور شرطین ہین کہ بن اُنکے سرداران متعہد کسی طرح صلح پر راضی نہین ہونگے اور اِس مدت کے جواب کے واسطے فقط کاٹھ ہی کا دن ہی کہ تین بجے تک منتظر کی جائیگی، قصہ کوتاہ مہینے کے غرّے کی رات کو حریف کی جانب کے غبّارون کے قلعہ شکن گولون کی مار سے قلعے کی تھوڑی سی دیوار توٹ گئی اور جب تیسری تاریخ کو ہرکارون نے حضور والا مین عرض کیا کہ غنیم نے حصار مین حملہ کرنے کے لائق راہ پیدا کیا سیڑھیان وغیرہ سامان تاخت کا طیّار ہوا، اور اُسکے دوسرے دن تمام فوجین پناہ گاہ کی آڑ مین آمادہ اور ہلّا کرنیکے حکم کی منتظر تھین، سلطان ابتداے محاصرہ سے حصار کے متّصل ہی رہا کرتا تھا تا حملے اور تاخت کے مقام سے دور نرہے، پر دلی اور حمیّت کی راہ سے بار بار زبان پر لاتا کہ جبتک دم مین دم ہی قلعے کی حمایت مین کوتاہی نہ کرونگا آخر ایک دن تو مرنا ہی ہی،

بیت

دم بمردی میزنم تا در تن من جان بود
جان چہ کار آید اگر در مردیم نقصان بود

مثنوی

نتابم رخ از دست دشمن تیز چنگ — کہ مرگم بہ از زندگانی بہ ننگ
چو روزے بود در رفتنم زین سرا — ہمان روز انگارم این روز را

چوتھی تاریخ سلطان نے پچھم طرف کی دیوار کے پاس جاکر اُسکے شگافون کو
خوب دیکھکر معلوم کیا کہ اب اُسکی اقامت وہان پر خطر ہی پر اُسکے
چہرے پر ذری بھی ترس و بیم کی نشانی ظاہر نہ ہوئی بلکہ سید غفار کو کہ اُن
سپاہیون پر افسر تھا جو حصار کے شگاف کے آس پاس متعین تھے کمال
استقلال و تحمّل سے کتنے کام کرنے کا حکم دیا جب سلطان پلٹنے دولتسرا کو
پھر تو منجمون نے یہہ عرض کی کہ آج ذات عالی پر بڑا خطرا ہی سوا اِسکے علاجکی
دعا سے استمداد کی جاے اور محتاجون مسکینون کو بطور صدقے کے کچھ خیرات
دی جاے تو شاید یہہ بلا مندفع ہو بہرصورت سلطان نے اُنھون کے کہنے سے
دولتخانے مین داخل ہوکر جو صدقہ اور نذر اُن لوگون نے مقرر کیا تھا اُسکے سرانجام
کے باب مین بتاکید حکم دیا اور منجمون کو بہت سا انعام دیکر سرفراز کیا نواب
خلد مکان حیدر علی خان منجمون کے قول کا بہت معتقد تھا اور بغیر اُنکی اجازت کے
کوئی کام شروع نکرتا اِسی باعث اِنھین بڑی آسایش و آرام سے رکھتا
تھا لیکن سلطان دین پناہ کا عقیدہ اِس خصوص مین برعکس عقیدے نواب مغفور
کے تھا اور یہی ایکبار اِس جنگ کے زمانے مین ایسا اتفاق ہوا والا کبھی ہم نے
نہین سنا کہ اُسنے برہمنون سے کچھ پوچھ پاچھ کی ہو دوپہر کے وقت سلطان
محل سے باہر نکلا بے اُسکے کہ وہان کے لوگون سے ملاقات کرے اِسوقت لباس
سلطان کا نیم رنگ کپڑے کی قبا بدن مین اور شاہانہ پگڑی سر پر تلوار مرصع کار پرتلے
مین پڑی ہوئی دہنے بازو پر ایک کلام اللہ بندھا ہوا خیر جو نہین وہ بہادر کنالی دیڑی
بجنے دروازۂ خرد پر پہنچا ہرکارون اور منصبدارون نے جو وہان کے کام پر
تعینات تھے یون ظاہر کیا کہ انگریزی پلٹن کی طیاری سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شاید لوگ
آج ہی خواہ دن کے وقت یا رات کو قلعے پر ہلّا کرینگے سلطان نے فرمایا کہ ہرگز یہہ

قیام مین نہین آتا کہ دن کو وے تاخت کرین اور رات کے وقت تو خود ایسی خبرداری کی جاویگی کہ دشمنون کا کوئی حملہ پیش رفت نہوگا، یہان یہہ گفتگو ہو رہی تھی جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھا کر مارا پڑا سلطان اِس حادثۂ جان سوز کے سنتے ہی نہایت اندوہگین ہوا اور فرمانے لگا کہ سیّد غفّار ایک ہی مرد جری تھا موت سے ڈرتا نتھا آخر درجۂ شہادت کا پایا محمد قاسم کو کہو کہ اُسکے قایم مقام اُن سپاہیون کی سرداری مین جو حصار کے رخنے پر تعینات ہین سرگرم ہو، اِس اثنا مین سلطان کے کان مین قبل اُسکے کہ خاصہ نوش جان فرمانے سے فارغ ہو آواز بڑے غل اور شور کی پہنچی، تب اُسنے فی الفور کھانا کھاتے کھاتے ہاتھ دھویا تلوار زیر تلے مین ڈالی اور اپنی بندوقون کے بھرنے کو حکم دیا، بعد اِسکے فصیل کے دکھن کی راہ ہوکر پچھم جانب کے ٹوٹے حصار کا قصد کیا، اُسکے پیچھے پیچھے بہت سے ملازم و خدمتگار بھی جنگ کے حربے اور ہتھیار معیت گئے، اور کئی سپہدار بھی چیدہ چیدہ جوانون کا ایک غول لئے اُسکے ساتھ ہوئے، جب سلطان اِس حصار کے قریب پہنچا تو اُسنے بھگیڑون کی ایک جماعت کو دیکھا اور معلوم کیا کہ انگریزی ہلّے والے پہلی صف کے سپاہی اِس ٹوٹی دیوار کے رستے اندر آکر فصیل پر چڑھے ہین، چاہا کہ اُنھین بھاگنے سے روکے، چنانچہ اِسی ارادے پر دیوار کے قریب کھڑے ہوکر اُن سہم زدہ فراریونکو اپنے قول اور فعل مردانے سے دل دینا اور بھاگنے سے منع کرتا تھا اور اِس عرصے مین کئی بار حریف کی جماعت پر بندوق داغی اور سپاہ غنیم کے کئی سپاہی کو مار گرایا باوجود اِس تگاپو کے جب حریف کی سپاہ سلطان کے قریب آگئی تو اکثر لوگ اُسکے بہادرون اور منصبدارون مین سے سلطان کو چھوڑ جی چرا نکل بھاگے اور سپاہیون مین سے بھی کوئی ساتھ نرہا تاہم اُسنے اپنی جگہہ سے پس پا

ہوے کو آئین حمیّت و شجاعت مین ننگ اپنے مرتبے کا جانا ؛ اسی ما بین مین دشمن کی سپاہ نے دروازے کے آدمیون پر گولیان مارین چنانچہ ایک گولی سلطان کے سینے کی داہنی جانب آلگی ؛ باوصف اسکے چاہا کر بزور وہان سے باہر آوے ولیکن اسی جد و جہد مین فرنگستانی سپاہیون کے ایک غول نے دروازے کے اندر سے بندوقین سر کین ایک گولی سلطان کے زانو مین دوسری گولی داہنے پہلو مین لگی ؛ اور گھوڑا بھی زخمی ہو کر بیٹھ گیا ؛ سلطان زین پر سے زمین پر گر پڑا اُس درد ناک حالت مین ایک ملازم نے سلطان کی خدمت مین عرض کیا کہ کاش اس وقت بھی خود بدولت انگریزونکے نزدیک تشریف لیجاوین وے البتہ جناب عالی کے وقار و تمکین کے لایق ہر طرح کی رعایت و پاس کرینگے ؛ لیکن اُسنے اپنی غیرت سلطانی کے سبب بڑی حقارت کے ساتھ اس امر سے ابا کیا ؛ اس روداد پر بھی دیر نہین ہوئی تھی کہ فرنگی سپاہیون کا ایک جتھا اس رستے آنکلا ؛ انمین سے ایک نے شمشیر سلطانی کی بیش قیمتی دوال کو دیکھکر اُسکے لینے کا قصد کیا پر سلطان نے اُس زخم کی حالت مین بھی کہ ابھی قبضہ تلوار کا اُسکے ہاتھ سے نہین چھوٹا تھا ؛ لپک کر اُس حریص سپاہی پر وار کر گھٹنے کے قریب ایک زخم کاری مارا تب اُسنے ترنت اپنی بندوق سلطان پر چھوڑی گولی اُسکی سلطان کے ماتھے پر آلگی چنانچہ وہ بہادر جان بحق تسلیم کی ؛ جب انگریزون نے سرینگپٹن کا قلعہ بخوبی عمل کر لیا ؛ اور سلطان کے مارے جانے کا احوال معلوم کیا تو اُسکے دوسرے دن جنریل بیرڈ نے شام کے وقت سلطان کے قلعہ دار اور نوکرون اور دو شاہزادے سمیت اُس دروازے پر جہان اُس شہید کی لاش پڑی تھی آکر بڑی تلاش سے اُسکے جسد پاک کو اور مقتولون کے درمیان سے نکالا ؛ بشرہ سلطان کا مطلق متغیر نہوا تھا ؛ مگر شجاعت و پردلی کی علامتین ابتک

باقی جاتی تھین ٬ دستار تلوار معہ دوال جواہرنگار زمین سے ایک بھی اب
نتھی جسم مبارک کو اُسکے ملازمون نے بخوبی پہچانا اور بحفاظت اُسے
پالکی کے اندر رات بھر سلطانی قصرمین رکھا ٬ محل شاہی کے ہرمکان پرچوکی پہرے
کو سپاہی تعینات ہوگئے تا دودمان شاہی کے باقی ماندون مین سے کوئی کہین
نکل نجاے اور تمام خزینہ اور بیش قیمتی مال متاع خائنون کے دست برد
سے محفوظ رہے بعد اُسکے انگریزون کی تجویزسے فوراً سلطان کے سپہسالارون
اور سردارون کے گھرون پربھی نگہبانی کے واسطے انگریزی سپاہی مقرّر
ہوئے ٬ یہہ معقول تدبیر جوانگریزون کی طرف سے سلطان کے سرلشکرون
اور عمدہ ملازمون کی جان و مال نے بچاو کے باب مین عمل مین آئی ٬ سو
سلطنت میسور کے سرتاسر مسخّر کرلینے مین اُنکے لیئے نہایت مفید پڑی ٬
کیونکہ جب اُن سردارون نے دیکھا کہ اُنکی عزّت و مال کی انگریز کسقدر
حفاظت کرتے ہین تب وے از خود بالکل فوجون سمیت جنریل ہارس کے
مطیع و منقاد ہوگئے سلطانی قلعے مین نو سو اُنتیس ضرب توپ ننانوے ہزار
بندوق و قرابین ٬ تراسی بار و تجانے انگنت گولیان اور گولے زنجیری گولے
وغیرہ نکلے ٬ چونکہ جنریل ہارس نے بتاکید یہہ حکم دیا تھا کہ ہرطرح سے سلطان مرحوم کی
نعش کے احترام و تعظیم کرنے مین بھرمقدور قصور نکیاجاے ٬ لہذا شہر
سرینگپتن کے قاضی القضات نے سلطان فردوس مکان کے کفنانے دفنانے
کی شرطون کو بوجہ احسن ادا کیا صرف زر کا کسی نوع سے اِس مادّے مین
ملحوظ نتھا رسمین جنازے کی جوپچھلی سواری اُس سلطان زیبندہ تخت و عماری
کی تھی ایسے توزک اور شان سے کہ اِس حالت و وقت کے شایان تھی عمل
مین آئین مے مہینے کی پانچوین ظہر کے وقت سلطان کی لاش جو اُسکے نوکرون

کے کندھے پر تھی اور فرنگی سپاہیون کی چار کنپنی سرداروں سمیت اُسکے ہمراہ قلعے سے روانہ ہوئی جنازے کے پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق فرزند دوم سلطان مرحوم کا بڑے سوز وگداز سے گریہ وزاری کرتا تھا اور قلعہ دار و قاضی مفتی اور سر یرنگپتن کے اور مسلمان لوگ پیچھے جاتے تھے جب لال باغ کے دروازے پر جا پہنچے نظام علی خان کی فوج کے بالکل سردار اور مسلمان آکر جنازے کے شریک ہوئے رستے مین جس گلی کوچے سے سلطانی جنازہ گذرا باشندے وہان کے دونون طرف راہون کے کھڑے بڑے اندوہ وسوگواری سے ٹکٹکی باندھ دیکھتے تھے بہتیرے خاک مین لوٹ لوٹ پھوٹ پھوٹ روتے اور ہائے ہائے کر سر دھنتے اور خاک اُڑاتے جب نواب حیدر علی خان خلد مکان کے مقبرے کے دروازے پر جنازہ پہنچا سپاہیون نے دورویہ پرا جما اپنے ہتھیارون کو جھکا تکریم و تعظیم کا دستور ادا کیا تب قاضی نے جنازے کی نماز پڑھا آخر اُسکے والد ماجد کی قبر کے نزدیک اُسکو مدفون کیا پانچ ہزار روپیہ گداؤن بینواؤن کو جو جنازے کے ساتھ ساتھ گئے تھے خیرات کیئے گئے جب سلطان کا جنازہ لیکر لال باغ کو چلے تھے اُسوقت سے لے اسدم تک کہ جسد پاک اُسکا قبر مین رکھا گیا قلعے سے ماتمی شلک کی توپین برابر سر ہوتی رہین اتفاق سے اُسیدن شام کو بڑا طوفان اُٹھا ساتھ اُسکے بجلی اور باد وباران بھی تھا اکثر جگھون مین صاعقہ گرا خصوصا مسجدون اور دیوانخانہ و محلسراے سلطانی پر گویا کہ یہ اُس واقعے کا تتمہ تھا

قطعه

تاریخ شہادت متضمّن تعزیت بادشاہ سلیمان جاہ ٹیپو سلطان جنّت آشیان جو شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۳ ہجری میں واقع ہوئی

موبہ کنید اے مہان سینہ زنید اے گوان
در غم تاج شہان و اندوہ فخر انام
مرگ چنان بازلی واقعۂ نیست خرد
قتل چنان باسلی خطبی باشد عظام
کز گہر و از ہنر داشت کلاہ و کمر
وز یمن مجد و خطر کوچش بود و مقام
صاحب سیف و قلم واہب کوس و علم
کاسر بیت الصّنم عامر بیت السّلام
سرور والا نسب مہتر زیبا حسب
خسرو بیضا لقب ٹیپو سلطان بنام
حامی دین متین ماحی کفر مکین
وارث تاج و نگین از پدر بوالکرام
والی ملک دکھن حیدر لشکر شکن
چون سمیش بوالحسن صفدر عالی مقام
رزم ندیدہ چو او پہلوے اعدا گداز
بزم ندیدہ چو او خسروے شیرین کلام

هند نیاورد دهر چون دورانی دگر
در فر و فرز و هنر کجکلاهی کشورام
ذکر اخبار او شیرین ساز و زبان
نشر آثار او مشکین ساز دشام
چون ز جهان بست رخت داد بجا تاج و تخت
بر این فرخنده بخت پور مهینش همام
پیرو گام پدر در ره ننگ و خطر
لیک از و پیشتر در دین بنهاده گام
قاتل اعدای دین از پی کسب ثواب
رنجبر و گرم کین از پی تحصیل نام
از نیرنگ خسان جوقی رذل از صغار
وز مکر ناکسان مشتی نذل از لیام
بر دست دشمنان کامده از هر کران
کشته شد آن پهلوان ناکام و تلخکام
کشته شد ای فغان مظلوم آن نامدار
کو را دولت کنیز بود و جلالتش غلام
در صف ناورد و حرب اول مردان کار
در هنر طعن و ضرب ثانی دستان سام
با فرس و با حسام بود بجان مهرورز
در سفر و در حضر مونس شان بر دوام
اسپش تازی نسب تیغش هندی نژاد

اینت جواہر فشان آنت مرصع ستام
ہمدمی او چون نہنگ تشنۂ خون عدو
تازی او چون پلنگ گرسنۂ انتقام
تیغ ورا ہمقرین ہمچو دلارام جفت
اسپ ورا زیر زین دانش راگشتہ رام
سلطان بدشاہ مردوبن دو نباج ہمش
داشتہ از مردیش ہر دو را شادکام
ہر دو بفرتش بہم ہمدم و ہم ہمقدم
این آن را ہمرکاب آن این را ہمنیام
بود شدہ ہر دو تن از مرگش وز حزن
چاک زنان پیرہن خاک بسر مستہام
سال شہادت ازان خامۂ معجز بیان
گشت عزادار ہم او ہم گفت وحسام
۱۱۵   ۱۰۹۸

سنہ ہجری

۱۲۱۳

سلطان اس جہان گذران سے رحلت کرنے کے زمانے مین پچاس برس کے سن کو پہنچ چکا تھا لیکن سلطان شہید کے خانہ انکے معتبر لوگون سے یہہ معلوم ہوا کہ وقت شہادت عمر اُسکی پچپن برس کی تھی بشرہ اُسکا گندمی رنگ، اعضا قوی بالا بلند، منہہ گول، آنکھین بڑی بڑی اور کالی، ناک نکیلی اندکے مایل بکجی جسنے چہرے کی شکوہ کو دوبالا کیا تھا موچھین لنبی رکھتا اور داڑھی کو ترشواتا تھا،

The following sentences have been taken from the Review of the Origin, Progress, and Result of the decisive War with the late Tippoo Sooltan in Mysore, with Notes by James Salmand Esq. of the Bengal Military Establishment.
Printed by Luke Hansard, Lincoln's in Fields Strand London, 1800.

ایک ارغنون کہ جسے شیر کی ہیئت پر اُستاد نے بنایا ہی اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوے ہی ؛
ہیئت مین اِس شیر کے ساز موسیقی اور سر و نکی کنجیان و چونگیان بترتیب چنی ہوئی ہین ؛
آواز جو اِس ارغنون سے نکلتی ہی ملی ہوئی ہی غرّش سے پلنگ کے اور نالے سے آدمی کے جو ایک بڑی بلا کے پنجے مین گرفتار ہی ؛
اِس ساز موسیقی کو اُسنے اِسطرح بنایا ہی کہ جب وہ بجتا ہی بیچارہ فرنگی بار بار ہاتھ اُٹھاتا ہی اور گویا اپنی بیچارگی اور بیکسی کو دکھاتا ہی ؛
شیر و آدمی اِس ارغنون کا تمام قد یا کامل اندام بنایا گیا ہی ٹیپو سلطان کے حکم سے جو دیکھنے سے اِس ساز کے اور سننے سے اُسکی آواز کے (جسمین فرنگی تو کنایہ ہی قوم انگریز سے اور شیر سرکار خداداد سلطانی سے) اکثر خوش ہوتا تھا ؛
یہ ارغنون بعد فتح سرنگپٹن کے راگ محل مین پایا گیا جہان اور بہت سے آلات موسیقی کے رکھے ہوئے تھے ؛
یہ ارغنون جو بین اِسی موسم کے کوئی جانے والے جہاز پر حضرات ڈیرکٹارس کو انگلستان مین بھیجا جائگا تاوے حضور مین پادشاہ کے گذرانین ؛

بارہ شاہزادے سلطان کی اولاد اور ایک بعد ہی بعدش سادات سلطان کے اسیر ہوئے اور اپنے اہال و عیال معیت و یلور کو بھیجے گئی برس کے بعد وہان سے سنہ ۱۸۰۶ مین بنگالہ کی طرف روانہ کیئے گئے اور اُسکے سرداروں اور سپہسالاروں نے امیران ہمعہد سے جاگیرین پائین ۔

مجمل احوال سلطان فردوس
مکان کی اولاد وغیرہ کا

جب سرینگپٹن کا قلعہ مفتوح ہوا اور میسور کی ریاست جسکا بانی نواب حیدر علی خان مغفور تھے بعد ساتھ برس کے تقریباً انگریزون کے قبضہ اقتدار مین آئی تب ملک ہند کے ناظم ارل مارننگٹن کی راے صواب انتما نے اُن بہت کے درمیان جو ممالک مفتوحہ کے انتظام و بندوبست سے متعلق تھین دو ضروری امرکو مقدم اور اہم سمجھا اور انہین متوجہ ہونے کو فرمانروائی کے سود و بہبود کی نظر سے بہر ضرور رجانا ایک اُن دونون امر سے یہہ تھا کہ نامی سپہدارونکی استمالت و خاطرداری اور صاحب اقتدار قلعداروں کی استرضا و دلجوئی کرے اور دوسرا یہہ کہ نواب حیدر علی خان خلد مکان کے لواحق اور سلطان فردوس آشیان کے فرزندون و منتسبون کو دارالملک سرینگپٹن سے قلعۂ راے ویلور مین جو ریاست مدراس کے متعلق ہی روانہ کرے چنانچہ ہرواحد کی مدد معاش کے لیئے کنپنی بہادر کی سرکار سے پچاس ہزار روپیے سالیانہ مقرر فرمایا اور بعد اسکے ایک سوپرنٹنڈنٹ بھی مہربان و زبان دان کہ بخوبی شاہزادون کی دلجوئی اور خاطرداری کرسکے بھیجا گیا تاکہ لوگ عزت

و حرمت سے بیگانے ملک مین گذران کرین کئی برس تو اِسی طور پر خرمی و کامرنی کے ساتھ وہان بسر ہوے یہانتک کہ لارڈ ولیم بنٹاک کی حکومت مین ایک شورش وہنگامہ واقع ہوا کہ ویلور مین سرکار کمپنی بہادر کے سپاہیون نے باغی ہوکر بلوا کیا تفصیل اِسکی آیندہ ورقون مین معلوم ہوگی ہرچند جناب گورنر بہادر اور مدراس کے ارباب کونسل پر پاکدامنی و بیگناہی شاہزادون کی اِس باب مین بخوبی روشن وہویدا ہوگئی تھی لیکن حسبِ تدبیر و حزم نیک رائے سے صاحبان کونسل کی رایون مین یہہ امر مستحسن ٹہرا کہ دودمان سلطانی کی کئی بیگمات کے سوا سبکے سب شاہزادے کیا صغیر کیا کبیر اُس قلعے سے بنگالے کی طرف روانہ کیئے جائین چنانچہ اِسی قصد پر قریب آٹھ برس کی سکونت کے بعد شاہزادے تری کے رستے اور بیگمات اُنکی خشکی کی راہ سے کلکتے کو روانہ کی گئین اِن صاحبون کے درمیان نواب کریم شاہ بہادر چھوٹا بھائی سلطان جنت آشیان کا سب سے بڑا تھا جسکا مختصر احوال شجاعت اشتمال گذشتہ ورقون مین لکھا گیا یہہ بزرگ معہ اپنے فرزند ارجمند نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش اور بارہ شہزادے سلطان کی اولاد صلبی اِس تفصیل سے فتح حیدر سلطان عبدالخالق سلطان محی الدین سلطان معز الدین سلطان محمد یاسین سلطان محمد سبحان سلطان شکر اللہ سلطان سرور الدین سلطان جامع الدین سلطان منیر الدین سلطان محمد سلطان احمد سلطان اور چودھوان شخص اُنمین نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان کا یہے حضرات اپنے لواحق و وابستون سمیت سنہ ۱۸۰۶ مین کلکتے پہنچکر مقام رسا مین سکونت و ماوا دیئے گئے بعد کتنی مدت کے نواب سید شہباز مرحوم کے

لڑکے یعنے سلطان مغفرت نشان کے نواسے بھی اِن لوگون مین آملے ٗ
سبکے سب شاہزادے آسایش و آرام کے ساتھ نوع بنوع کے ناز و
نعمت مین پلے ٗ رفتہ رفتہ ہر ایک باب مین اُنکے حال پر ہر طرح کی غور و پرداخت
ہوئی ٗ اور ایک اسکول بھی مخصوص واسطے تربیت شاہزادون کی اولاد
کے سرکار دولتمدار کمپنی بہادر کی طرف سے عہد حکومت مین گورنر جنرل
لارڈ آکلنڈ بہادر دام اقبالہ کے درسنہ ۱۸۳۸ع مقرر ہوا اور استادان کامل
ہر علم کے نوکر رکھے گئے ٗ اب وے خرّم و شاد قید و بند سے آزاد بود و باش
کرنے لگے ٗ یہ چار شاہزادۂ بزرگ فتح حیدر سلطان ٗ عبد الخالق سلطان ٗ محی الدین
سلطان ٗ معز الدین سلطان ٗ ہر ایک کی گذران کے واسطے مشاہرہ اڑھائی ہزار
اور ہر واحد باقی شہزادون کے لیئے دو ہزار روپیہ جناب لارڈ منطو اور
ارباب کونسل کی تجویز سے مقرر ہوئے ٗ نواب کریم شاہ و حیدر حسین خان اور
سلطان کے نواسون کے واسطے بھی معقول تنخواہین معیّن ہوئین ٗ چنانچہ یہ
سبکے سب اپنے زمانۂ زندگانی کو سایۂ حمایت و رعایت مین اِس دولت ابد
مدّت کے بعیش و کامرانی بسر کرتے رہے ٗ اور اب بھی کرتے ہین ٗ اکثر
اُنمین سے غریق رحمت ہوئے ٗ جنکے ایک ایک کے انتقال کی تاریخ و تفصیل
یہ ہی عبد الخالق سلطان سنہ ۱۲۲۲ مین شہر شوّال کے غرّے کے دن
بواسیر کی بیماری کے سبب اِس دار فانی سے دار باقی کا راہی ہوا ٗ جسکے
یہ دو بیٹے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار رہے ٗ نواب
حیدر حسین خان داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپر زماہ رجب سنہ ۱۲۲۵ مین
رحلت کی جسکے ایک بیٹا نواب خیر اللہ خان اور ایک بیٹی یادگار ہین ٗ محی الدین
سلطان نے چوتھی ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۶ مین اپنے تئین بندوق کی گولی سے

ہوا کیا، جسّے پیچھے پانچ بیٹے شاہزادہ سعیدالدین شاہزادہ برہان الدین شاہزادہ قطب الدین شاہزادہ محمد ٹیپو شاہزادہ غلام دستگیر و کئی بیٹیان یادگار رہین، فتح حیدر سلطان سنہ ۱۲۳۰ مین شہر شعبان کی اکیسوین کو سرسام کے مرض مین اِس سراے پر آلام سے منزل دارالسّلام کو سدھارا، جسّے پیچھے سات بیٹے شاہزادہ جعفرالدین شاہزادہ محمد باقر شاہزادہ غلام محی الدین شاہزادہ شہاب الدین شاہزادہ محمد سلطان شاہزادہ سلطان حسین شاہزادہ محمد علی و کئی بیٹیان باقی رہین، معزّالدین سلطان نے بائیسوین جمادالاول سنہ ۱۲۳۳ مین ہیضے کے عارضے سے اپنی جان شیرین خالق آسمان و زمین کو سونپی، جسّے پیچھے ایک بیٹا شاہزادہ نظام الدین اور تین بیٹیان یادگار رہین، اگرچہ اِس شاہزادے پر اِس شبہے کے سبب کہ اُسے اُس بلواے عام مین جو ویلور کے درمیان واقع ہوا تھا شرکت تھی مقام رہامین بہ نسبت اور شاہزادون کے تھوڑے دنون تک قید و بند مین زیادہ سختگیری عمل مین آئی تھی و لیکن جب اُسکی بیگناہی اور پاکدامنی کی خبر اُس مادّے مین دارالسلطنت لندن سے جہان یہ امر بعد بڑی تحقیقات کے مقام ثبوت مین پہنچا تھا کلکتے مین آئی تب قید و بند سے اُسنے بھی رہائی پائی اور دوسرے شاہزادون کی طرح خوش و خرّم و آزاد رہنے لگا، صمد سلطان دسوین شعبان سنہ ۱۲۳۹ مین بعارضہ سرسام اِس دیر فنا سے دار بقاکو روانہ ہوا، جسّے تین بیٹیان یادگار رہین، نواب کریم شاہ بہادر نے براسی برس کے سن مین جمادی الثانی کے مہینے سنہ ۱۲۴۶ مین اِس عالم ظلمانی سے عالم نورانی کا رستا لیا، جسّے پیچھے دو بیٹے نواب غلام علی و نواب امام بخش اور دو بیٹیان باقی رہین، نواب امام بخش نے بھی سنہ ۱۸۳۲ع مین انتقال کیا جسّے ایک بیٹا نواب نورالحق یادگار رہا، سرورالدین سلطان سنہ ۱۲۴۹ کے

جمادی الثانی کی چھٹی کو تپ اور مرگی کی بیماری میں اِس جہان غرور سے
طرف گلشن راحت وسرور کے روانہ ہوا۔ جسکے فقط دو بیٹی باقی رہیں۔
شکر اللہ سلطان جمادی الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲۵۳ میں ہیضے کے عارضے
سے اِس شبستان فرودین سے طرف فرازستان بہشت کے رحلت گزین
ہوا۔ جسکے چھ بیٹے شاہزادہ بشیر الدین شاہزادہ جلال الدین شاہزادہ
اعظم الدین شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین شاہزادہ محمود شاہ
اور دو بیٹی یادگار رہیں۔ منیر الدین سلطان دوسری رمضان سنہ ۱۲۵۳ میں
سپرز کی بیماری میں اِس خاکدان ظلمانی سے عالم نورانی کو گیا۔ جسکے ایک بیٹا
شاہزادہ انور شاہ اور دو بیٹی یادگار رہیں۔ جامع الدین سلطان سنہ ۱۲۵۸
سترھوین شوال کو پارس میں جو فرانسیسون کا دار الملک ہے روضہ رضوان کا
رہ نورد ہوا جسکے ایکہی بیٹا شاہزادہ بدر الدین یادگار رہا۔ سلطان محمد سبحان نے
شہر رمضان کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲۶۱ میں ہیضے کے عارضے سے تلخابہ
مرگ کا چکھا۔ جسکے چار بیٹے شاہزادہ ستونت الدین شاہزادہ پاک اختر
شاہزادہ اللہ نواز شاہزادہ غلام محمود وکئی بیٹیان یادگار رہیں۔ اور نواب
سید شہباز مرحوم کے لڑکون میں سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوتے ہیں
اب صرف یہ تین شاہزادے محمد رفیع الدین محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین
باقی ہیں۔ اب سلطان جنت آشیان کی اولاد سے یہی دو شاہزادے یاسین سلطان
اور محمد سلطان کہ اللہ تعالی اُنکے ایام حیات کو عمر خضر و الیاس کی سی درازی
بخشے باقی ہیں۔ شاہزادہ یاسین سلطان کے یہ پانچ بیٹے شاہزادہ کیقباد
شاہزادہ عالی گوہر شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ مظفر شاہ شاہزادہ بہرام
شاہ اور کئی بیٹیان زندہ حاضر ہیں۔ اور شاہزادہ محمد سلطان کے یہ دو بیٹے

شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ حلیم الزمان اور تین بیٹیان زندہ و حاضر ہین٭ شاہزادہ محمد سلطان عرف شاہزادہ غلام محمد عالیہمتی و والا نہادی اور قدر شناسی وجوادی٭ نیک نبتی و پاک طینتی٭ اور محامد اوصاف٭ و مکارم اخلاق مین ممتاز و شہرہ آفاق ہی٭ ہمیشہ حوصلہ بلند اُسکا خیرات اور حسنات پر مائل اور اوقات گرامی نیکنامی کی دولت باقی اور فرخندہ فرجامی کے گوہر بے بہاکی جستجو مین مصروف٭ فرزند کلان اُسکا شہزادہ فیروز شاہ جوان رشید و باتمیز ہی۔ جسمین برگزیدہ سیر شرافت و نجابت کے مجتمع ہوئے ہین اور فضائل کسبی نے اُسکے شمائل ذاتی کو دوبالا کیا ہی اور فضل و ہنر نے جوہر گوہر کو فروغ و ضیا بخشا٭

شاہزادۂ فرخندہ نہاد غلام محمد کی ابنیہ صوری سے دو مسجد رفیع البنا ہی٭ ایک تو مقام رسا مین نہایت آب و تاب اور بڑی نزہت و لطافت کے ساتھ۔ جسکی بلندی و رفعت اور تعمیر کی متانت و حصانت و صحن کی وسعت و فضا اِس قطعے سے جو اُس خانۂ پاک کے طیار ہونے کی تاریخ پر ناطق ہی٭ قدرے ظاہر ہوگی٭

قطعه

تاریخ بنای مسجد جو درسنه ۱۲۵۱
ہجری مقام رسا مین بنائی گئی٭

نام خدا مسجدی پر ز بہا و صفا	قبلۂ اہل سجود کعبۂ اہل قیام
نامش گردون سنا بومش مینو نشان	رضوان ہر بامداد دادہ ز خلدش سلام
گرچہ بنای جدید ہمسر بیت العتیق	نیست دوئی در گذر بیت اللہ خوانش نام
چیست صر بر درش طالب حق را درآ	اینک مروہ صفا زمزم و رکن و مقام

سال بنایش از ان گفت روش انیچین گرنه دوہی ت سے ثانی بیت الحرام

١٢٥٢

-

١٢٥١

اور دوسری مسجد ناف شہر دار الامارہ کلکتے مین ایسے مقام نضارت و لطافت آگین اور موضع فرحت و نشاۂ قرین پر جسکے دکھن طرف یک سبزہ زار وسیع الفضا و نزہتگاہ دلکشا ہی جو طراوت و نظافت سے ہواے نندرستی و آسایش کا آرامگاہ اور اس شہر فرحت بنیاد سے متمولون اور امیرون کے لئے صبح و شام کا رمنا ہی۔ چنانچہ یہ قطعہ اس مکان میمنت بنیان کے بہت سے محاسن مین سے کچھہ بیان کرتا ہی۔

قطعه

تاریخ بنای مسجد جسکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام دھرم تلے مین در سنہ ١٢٥٨ ہجری اتمام پایا۔

ابن سلطان ٹیپوی مغفور	ہم محمد بنام و ہم بہ ثنا
نہ محمد کہ بندہ اش از دل	پیرو دین او بصدق و صفا
کردہ تعمیر این نشیمن پاک	بہر ذکر و نماز و ورد و دعا
ہمچو سبع شداد محکم بام	ہمچو ذات العماد خرم جا
در تمتع چو کعبۂ اسلام	در ترفع چو مسجد اقصا
خویشی چون بمسجد اقصا داشت	دوئی اندر میانہ ناپیدا
گفت روح الامین از ان تاریخ	بہر اتمام او بہ طرز دعا

عمرک الله مسجد الاقصی   برسول حق و با هال عبا

سنہ ـــــــــــــــــــــــــــــــ ھجری

۱۲۵۸

فی الواقع ابتک دارالامارہ کلکتے مین اِس خوبی و خوشی اسلوبی کی مسجد نہین بنی ' اور اُس شاہزادۂ عالی ہمت نے بہت سی جایداد واسطے اخراجات مسجد وکے اور ایک باغ وسیع معہ تالاب وگھاٹ سنگین گور غریبان کے لیئے وقف کیا ہی اور اُس ... رتبۂ سرداری کی ابنیہ معنوی سے کتاب فارسی کارنامہ حیدری ... تواریخ گزیدہ ۱۲۶۳ء اور جسنے اُسکی کمال جہد واہتمام وجرح و تعدیل سے زیور اختتام و درسنہ ۱۲۶۳ ہجری پیرایہ انطباع پہنا ' اور یہہ کتاب ہندی ... حیدری جسے اُسکے سلیقہ درست و فطرت ... نے آراستہ و پیراستہ کیا ہی '

ترجمہ ... کے بارھوین رسالے کا

... ولزلی کے رسالون مین سے '

اول ... کی طرف سے ' لفطننط جنریل ھارس ' کرنیل ... رتھر ویلزلی ' انرئیل ھنری ویلزلی ' لفطننط کرنیل ولیم کرکپاطرک لفطننط کرنیل باری کلوز ... جوامور میسور کے انتظام وبند وبست پرامین تھے '

صاحبان رحیم دل کریم نہاد

یہہ سند جو اِس نامے کے ساتھ جاتی ہی تمھین اُن حالات سے جنکا اختیار ہمنے

تم کفایت شعارون کو دینا مصلحت سمجھی ہی مطلع رہین۔ چونکہ بہت سے
امور وابستہ نظم و نسق ایسے آسان و سہل نظر آتے ہین کہ بغیر تقرر ایسے
شخص کے سرینگپٹن مین سرانجام ہونا اُنکا ممکن ہی۔ اِس لئے مین نے [illegible]
مین اقامت کا قصد کیا ہی۔ جو تین شخص امیدوار مذکور سے ہر وقت پہنچنے اس
نامے کے سرینگپٹن مین حاضر رہے۔ چاہیئے۔ ترنت انجام کرنے مین ان
امور کے جو سند مین مذکور ہوئے ہین آمادہ ہو جائے اور احکام مرقومہ کو بھی
جب سرداران ہمعہد مین ملک کا بٹوارا ہونے لگے اِسمین حصہ مرہٹون کا باقی
رکھنا البتّہ ضرور ہی۔ اور خاندان سے راجہ میسور کے ایک وارث کا
راج پاٹ پر بٹھلانا میرے نزدیک امر اہم ہے اسکے لئے مین نے مدد دست کی
بنا ڈالتا ہون۔ دو دن کے عرصے مین اِس امر اہم کی شرطین ٹھہرا اور درست
کرکے تمھارے پاس بھیج دونگا۔ اِس پیش آیندہ کامون مین تدبیر و تساہل
مطلقاً جائز نہ سمجھا چاہیئے تاوقتیکہ نظم و نسق جو منظور نظر ہی بخوبی انجام ہو۔ اُن
دونون سے بہا کام جلیل القدر عہدہ دارون کی تحریر و تقریر سے
حصار کے قلعدارون کی استمالت و رضاجوئی ہی جو مسلمان ہین۔ اور
دوسرا کام سلطان مرحوم کے اہل و عیال کو ملک میسور سے نہایت دلجمعی
اور خاطرداری کے ساتھ روانہ کرنا۔ امر اوّل کے باب مین مینے مسٹر بیٹری
ویلزلی کی خدمت مین میر عالم کے نام کا خط اور نقل نظام الدولہ کے مکتوب کی
جو راقم سطور کے نام پر ہی بھیج دیا ہی۔ اور مجھے اعتماد ہی کہ تم صاحب لوگ
اُسکے وسیلے سے نواب میر قمرالدین خان کی رضاجوئی مین اچھی طرح سے کام
ہو سکتے ہو۔ اور رہنا اُسکا سرینگپٹن کے درمیان اِس جہت سے کہ اُسکی
عزّت و آبرو لوگون کے دلون مین ثابت ہی۔ وہان کے مسلمانون کے تالیف

مین بغایت مفید ہوگا، مین چاہتا ہون کہ تم لوگ بہت ہی جلد اُسے ایسپرلڈ کہ وہ کرم کندیکو پہنا جاے، اور دوسرے سردار ان اہل اسلام کے ساتھ ایسے قول و قرار پیش کرو کہ اُنکے دلون مین نئے بندوبست کا ذرا بھی خوف و کھٹکا نرہے، اور پھر مقدور کاموں کے انتظام مین سے اس امر کا لحاظ رکھیو کہ بھاری اخراجات سرکار کنپنی کے خزانے سے متعلق نہو جائین، اور سلطان کے سارے سرداروں کا وظیفہ بھی فقط کنپنی بہادر کے ذمّے مقرّر نہو بلکہ سب امیران متفق اور راجہ میسور پر تقسیم کیا جاے اور سلطان مرحوم کے اُن سردارون کے واپس ماندگون کو جو اس لڑائی مین مارے گئے بھی مناسب وظیفہ مقرّر کیا چاہیئے، قلعدارون مین سے جن لوگون نے اپنا اپنا حصار حوالے کر دیا اور وے جو ابتک اپنے خاص قلعون پر قابض ہیں اِن سبکی اپریل و مے مہینے کی باقی تنخواہین البتہ کنپنی کی سرکار سے دی جائینگی بلکہ جتنے دنون وے اُن حصارون کی نگہبانی و خبرداری پر تعینات رہینگے مہینا پائینگے، اور مناسب ہی کہ تم پہلے کام کے انجام دینے کے بعد، دوسرے کام مین کہ سلطان مرحوم کے اہل خانہ ان کا روانہ اور اُنکا اسباب و لوازم سفر کا طیّار کرنا ہی بدل متوجہ ہو کر اُن مراتب کو جو اس مادّے مین لازم و ناگزیر ہین. بجا لائیو، مین اِس مہم دردانگیز کے سپرد کرنے کے لیئے جسکے بن انجام کئے دلجمعی متصوّر نہین کنپنی کے کارپردازون کے درمیان کسی کو ایسا سر·اوار جو اِس بھاری کام کی شرطین. بجالا سکے نہین دیکھتا، سواے کرنیل ویلزلی کے، اِسواسطے بالکل اِن ضروری کامون کا اختیار اُسکے ذمّے کرتا ہون، کرنیل دوطن حصار ویلور کی قلعداری پر جو عنقریب سلطان مرحوم کے لواحق و توابع کے رہنے کی جگہہ ہو گی مامور ہوا، اور اِن لوگون کے ماہواری وظیفون کا پہنچانا اور ویلور مین اُنکے

لیئے ہر طرح کی ضروری چیزون کا تیار کرنا بھی ۔ سعی کریں سکتے ہی ۔
اور یہ بھی مین چاہتا ہون کہ اُنکے واسطے معقول وظیفہ ہی ٭ مضمون سے جو ہے سے
لایق مقرر کرون ٭ تم صاحبون کو بھی ضرور ہی کہ ہر ایک شاہزادے کی وقت کذران
اور زنانہ اخراجات کے لیئے تجویز کرو کہ کسقدر روپئہ کفایت کرینگے ٭ مگر
اِس امر مین یہ شرط ہی کہ کل اہل خاندان کے وظیفے کے لیئے مبلغ در
شالیانہ تین لاکھ یا نہایت درجے کو چار لاکھ ہون سے زیادہ نہون ٭ سلطان کے
فرزندون کو اجازت ہی کہ اپنے اپنے خاص ملازم ساتھ لے نے کے واسطے
اختیار کریں اِس شرط سے کہ اُنکی ایسی کثرت نہو جیسے سلطان مرحوم کے
ہوا خواہون کا جنھا طیار ہو نے کا گمان ہو ٭ اور بہتر تو یہ ہی کہ عالی رتبہ فرن جو کمپنی
کے ایک خیر خواہون اور شاہزادون کے غمخوارون میں سے ہی ست ھ
کر دیا جاے ٭ وہ مان سلطان کے ہر ایک گھر کی بیگمات اور انکے فرزند جسقدر
جلد تر کہ امکان ہی شاہزادون کے ساتھ کر دیے جائین ٭ کہ نیک و بانزلی میری
طرف سے بخوبی اُنکے ذہن نشین کریگا کہ کسقدر مجھے پاسداری ور عات
اُنکی منظور ہی ٭ اور شاہزادون کے نام کا فارسی خط جو ملفوف ہی اُنھین
پہنچاویگا ٭ اور لفطننط جنریل ہارس امور مذکورہ کے بالفعل کے ہر طرح
مین جو جو مشکل پیش آئیگی اُسکی آسانی کے لیئے ہر طرح کی سعی ٭
کوشش مین کوتاہی نہ کریگا ٭

یہ ترجمہ اُس خط کا ہی جو گورنر جنرل لارڈ مارنگٹن بہادر نے شاہزادون کے خدمت مین لکھا تھا ٭

٭ صاحب نہایت شفیق واستظہار اخلاص کیشون کے سلامت

چون اِندنون نواح ویلور مین جو اُس مہربان کی جاے سکونت تجویز ہوئی ہی

خیریت و آسایش کے ساتھ اُس مہربان کے پہنچنے کی خوشخبری سے دل اخلاص
منزل کو نشاط و خرمی حاصل ہوئی ۔ یہ بات خاطر میں گذری کہ اِسی عرصے میں
پُر محبت نامے کے وسیلے دوستی و ارتباط کے کتنے مراتب کے لکھنے سے اُس مہربان
کی تسلی کرے ۔ آپ بیشک بخوبی خاطر جمع رکھیئے کہ مخلص ہمیشہ رضا جوئی اور
نیک اندیشی کے اظہار کرنے میں مائل و مشغول رہیگا اور منظور سب طرح سے
یہ تھا کہ حتی الامکان اقامت کا مکان تنگ و کلفت نہو چنانچہ اِس بند و بست و انتظام کے
لئے حکم بھی ایسا ہی دیا تھا کہ جستجو و تکاپو میں کسی عنوان سے غفلت نہونے پاوے ۔ چونکہ
گورنر جنرل سرکار کمپنی انگریز بہادر کی نیتیں ہمیشہ اُس مہربان کے آرام و آسایش سے زندگانی
کرنے پر متوجہ رہینگی ۔ اور لفٹننٹ کرنیل تدفطن بہادر بھی مدام ہر نوع سے حق میں اُس
مہربان کے حسن سلوک کے لوازم خدمتگذاری بجا لاویگا ۔ اِس تقدیر میں اُمید قوی ہے کہ
وہاں کسی قسم کا تصدیعہ و ملال اُس مہربان کو نہوگا ۔ اور آپ کی خوشی و راحت باعث تکلف خاطر
دوستی مظاہر کی خوشی کا باعث ہوگی اور مخلص کو یقین ہے کہ اُس مہربان کے اطوار و
اوصاف جمیلہ کی ایسی کشش ہوگی کہ مجھے بیش از بیش طریقۂ اُلفت و ارتباط کے آداب پیش
کرنے پڑینگے اور خاص کر یہ امر دل محبت گزین کی رضامندی کا باعث پڑیگا کہ آپ بے تکلفانہ
صاف دلی کی راہ سے کرنیل موصوف کے پاس دلی اور مخفی باتوں کے بیان کرنے میں از حد
اعتماد و اعتبار کو دل میں جگہ دیجیئے اور صاحب موصوف اِس آرزومند کے اشارے کے
موافق جو کبھی کبھی اُس مہربان کی خدمت میں کچھ ظاہر کرے اُسے بگوش رضا سن لیجیئے ۔
اور چشم داشت یہ ہے کہ جب اِس اخلاص شعار سے کسی امر کا اظہار ضرور ہو تو اُسے آپ صاحب
موصوف کی معرفت ظاہر کیجیئے آپ کا خیرخواہ یہ چاہتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں کسی صاحب
کے ہاتھ جسپر اپنا اعتماد ہو کچھ تحفہ بطور اپنی دوستی کی نشانی کے بھیجکر اپنے دل کو
مسرور و محظوظ کرے ۔ اُمید کہ ہمیشہ مخلص کو وہاں کی خیریتوں کا مشتاق سمجھکے مسرت
بخش مکتوبوں کے لکھنے سے خرم و خوشدل فرماتے رہئے اور زیادہ کیا لکھے والسلام ۔

(Signed.) MORNINGTON.

مجھے اِس امر کے سننے سے بڑا تاسّف گذرا کہ سرینگاپٹن مسخر
ہو جانے کے بعد سلطان کا زنانہ محل دفینے و خزینے کی طمع سے تلاش کیا گیا
اور تم لوگون نے کمپنی کے نام و مرتبے کا پاس نکیا گو مین ہون کہ کسقدر
اِس بات سے مجھے افسوس ہوا کاشکے سلطان کے محلسرا کی بیگمات
اِس سبب سے حیران و پریشان نکی جاتین کہ ان بلوے کے ازدحام و ہرج مرج
کی دھوم دھام کے زمانے مین بے اختیار اس وضع کی زیادتیان اکثر وقوع
مین آتی ہین مین سدا اِس حسرت و افسوس سے آہ بھرا کرونگا کہ یہہ
زبردستی جنگ و حرب موقوف ہونے کی دیر کے بعد جب تم لوگون کو وہ مقام
جسپر جھگڑا تھا ہم پر چھوڑ دیا گیا اور سب کے سب شیخ و شریف وہان کے
ہمارے مطیع و فرمانبردار ہو چکے سرزد ہوئی ہوگی اگر زنانہ محل سے نقد دس سے
کوئی بیش قیمتی چیز اور کسی رقم کا زیور اُس منحوس گھڑی مین لوٹنے
والون مین سے کسی نے اُٹھا لیا ہو تو مجھے کمال اعتماد بھی ہے کہ وہان کے فرمانروا
سپہسالار اِس مادے کی جستجو کو اپنی ضروری خدمتون سے جانکر اُن چیزون کے
پھروا دینے مین قرار واقعی کوشش کریگا بڑی آرزو سے مجھے اُمید یہہ ہی کہ
اُس وقت تک کہ وہان سے اُن لوگون کے روانہ ہونے کا دن آئے ہر ایک
شاہزادون اور اُنکی مستوراتون کے مال و متاع کی نگہبانی و چوکی مین بڑی
ہشیاری و خبرداری کی جائے سلطان مرحوم کے اہل خاندان کو انکے مسکن
مقدّر مین لیجانے کے لیئے تمہین جتنے انگریزی سپاہی درکار ہون ضرور سپہسالار
فرماندہ سے لیجیئو کہ رستے مین کسی طور کے خوف و خطرے کا کھٹکا نرہے
لفٹننٹ دفطن کے پہنچنے تک بہتر یہہ ہی کہ سپاہیون کے عہدہ دارون مین سے
ایک شخص جو اِس ملک کی زبانون اور چالون سے خبردار اور ہوشیار ہو ان

کے ساتھ کر دیا جاے اور صوبہ کنڑیکے نظم و نسق کے باب مین جبتک
میرا کوئی حکم نپاؤ لازم ہی کہ اُس مین تمھاری طرف سے کچھ دخل و تصرّف نہو'
جنریل اسٹوارٹ کو لکھا گیاہی کہ کچھ دنون موافق فرمانے اُس صوبے کے
انتظام کے کام کو انجام کرے' اور مین تا وقتیکہ اُسّے حالات اُس نواح
کے دریافت نکرلون وہان کے دستور و قانون کے باب مین حکم ناطق دے
نہین سکتا' اگلے امینون کو جو برطرف کیئے گئے ہین میری طرف سے بخوبی
اُنکی کارگزاری کی شاباشی دینا اور اِن خدمات کے عوض مین اُنکو میرا
سلام و شکر پہنچانا' بنیاد اِن ضابطون کی اِس راسے پر رکھی گئی ہی کہ وہانکے
فرمانروا سپہسالار کو ملکی حکمون اور دیوانی کامو نمین ہمیشہ اختیار نرہے اور وہ
سواے ایک عصایا اعتماد کی وردی کے اپنے پاس نرکھے دل مین ایسا گذرتا
ہی کہ کاش تمھاری کچہری سرینگپتن سے اُٹھکے بنگلور کو جاتی تو اُسّے
سردست ایک فائدہ نفع رسان ہاتھ لگتا یعنے اُسکے ضمن مین سرینگپتن سے
غول کے غول مسلمان ساتھ چلے جاتے اِس کام مین نہایت جلد سعی کیاچاہیئے
کیونکہ یہہ امر مسودمین ہمارے اطمینان کے واسطے بہت ہی ضرور ہی'

عہدنامه یا وثیقه

عہد نامہ جو ہندوستانی انریبل کمپنی بہادر اور نواب
نظام الدوله آصفجاہ بہادر اور پیشوا راو پنڈت
پردھان بہادر کے درمیان آپس مین ہمقول و متفق
ہونے کے استحکام اور سلطان شہید کے ملکون کے
بند و بست وانتظام کے انتظام کے لئے لکھا گیا تھا

اس نظر سے کہ سلطان مرحوم نے بغیر اسکے کہ کسیکے ساتھ امیران ہمعہد
کی طرف سے جنگجوئی کے سببون سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ عمل مین آئی
ہو قوم فرانسیس سے ملکر اُنکے سپاہیون کا ایک گروہ انریبل کمپنی انگریز بہادر
اور اُسکے خیرخواہون نظام الدوله بہادر اور پیشوا راو پنڈت پردھان بہادر
کے ساتھ حرب وکارزار کی بنیاد قائم کرنے کے عزم براہٹے لشکر مین منگوایا
اور انریبل کمپنی انگریز بہادر اور اُسکے ہوا خواہون نے جو اپنی حفاظت اور بچاو
کے لئے اُن عزیمتون سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ
متفق کیا تھا ضامن اور اول دینے کے باب مین بجا درخواستین کین اور سلطان
نے اُنکے اقبال سے پہلو تہی کیا۔ پس انریبل کمپنی انگریز بہادر اور نظام الدوله
آصفجاہ نے بیگانی فوجون کے خطرون اور ایسے بیرحم ستمگر دشمنون کے
لوٹ و تاراج سے اپنی اپنی خاص حقیت وملکیت یا سرحدون اور ملکون کی بشنی
اور حمایت کے واسطے لشکر متفقه به نیت حرب ونبرد روانہ کیا اور چونکہ
خواہش ایزدی مین انریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدوله بہادر کے
امیران ہمعہد کی فتحیابی وکامیابی اور اُنکے ہاتھون سلطان مغفور کا قتل اور اسکی

رعیتون اور متعلقون کا مفاد ہونا متعذر تھا اور چونکہ امیران ہندوستان یہ چاہتے تھے کہ اِس مکنت و اقتدار جدید کو کہ خدائے تعالی نے اُنھین عطا کیا تھا گذری لڑائی کے اخراجات کی تلافی مین اور اپنے اپنے ملکون کی رعیتون اور آس پاس کے صوبون کے امن چین کے واسطے کام مین لائین لہذا سلطان مرحوم کے ملکون کے بندوبست کے واسطے انریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر کے درمیان باندھاں عہد و پیمان باندھا گیا بمعرفتِ لفٹننٹ جنریل ہارس بادشاہ انگلستان کی فوجون اور انریبل کمپنی انگریز بہادر کی اُس فوج کا سپہسالار فرمانروا جو کرناٹک اور ملیبار مین ہین اور انریبل کرنیل آرثر ویلزلی اور انریبل ہنری ویلزلی اور لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپاٹرک اور لفٹننٹ کرنیل باری کلوز رائٹ انریبل ریچارڈ ارل اف مارننگٹن گورنر جنریل کی طرف سے اور بمعرفتِ نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر کی جانب سے تا موافق آیندہ شرطون کے کہ تائید ایزدی سے جبتک مہر و ماہ آسمان بر جلوہ گر ہین پایدار و برقرار رہینگی وے اور اُنکی آل اولاد بدل متوجہ رہکر فیمابین ان باتون کی رعایت کرین

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اِس بات کا ہی کہ سرداران ہمعہد اِس عہدنامے کے ذریعے سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے یعنے جبر نقصان مین اُن اخراجات کے جو خود اُنہین کی حفاظت و بشتی مین ہوئے ہین اور بھی اپنے خاص ملکون کی قرار واقعی نگہبانی مین کہ آگے کو اعداسے بے کھٹکے رہین ضرور کوشش کرین اسیواسطے اِس بات پر اتفاق کیا گیا ہی کہ فرد آ کی مندرج کی ہوئی سرزمین جسکی تفصیل ذیل مین اِس عہدنامے کے ہی

سلطان مرحوم کے ملکون کی آن تاہر ہون عمیت کر کنپنی انگریز بہادر پا سکے
ہو اخواہون یا خراج گزارون کے اُن محلون اور سرکارون سے جو ہولی تین تو
درمیان پائین لکھتو نے پورب پچھم کے دونون متعلق سرزمین جو اُن قلعو نے
جو اُن راہو نکے آس پاس ہین سرکار انگریز بہادر کے بخش مین رہینگی اور کمپنی
انگریز بہادر اِسی سرزمین کے خراج سے نواب حیدر علی خان مغفور کے
خاندان اور سلطان مرحوم کے بالکل متعلقون اور لوحقون کی بخوبی گذران و
پرورش کے لئے معقول خرچ جو دو لاکھ استار ہون سے کم نہوگا (اور
یہ حساب کے رو سے دو لکھ چالیس ہزار کانتریہ ہون ہوتی ہی جو سات
لاکھ بیس ہزار روپی کے برابر ہی اور قیمت ایک کانتریہ ہون کی تین
روپی) مقرّر کرنے اور اُسکا بار اپنے ذمّے لینے کا اقرار کرتی ہی چنانچہ
فرد آ مین جو سرزمین مذکور ہوتی ہی اُسکا خراج سنہ ۱۷۹۰ مین ستون کے
تعین کے موافق سات لاکھ پچھتر ہزار ایک سو ستر کانتریہ ہون ہی جسمین سے
بعد منہا کرنے دو دمان حیدر علی خان اور سلطان مغفور کی مدد خرچ کے کمپنی بہادر
کے حصّے مین پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سی کانتریہ ہون باقی رہتا ہی

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد بی لکھی ہوئی سرزمین نواب نظام الدولہ بہادر
کے عمل دخل مین اور ہمیشہ اُسکے ملکون کے مضاف رہیگی اور نواب
ممدوح اِس سرزمین کے خراج سے میر قمر الدین خان بہادر اور اُسکے اہل
و عیال اور متعلقون کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا کفیل ہوا ہی اور اِس
مطلب کی تکمیل کے لئے اُسکے واسطے گرم کنڈے مین ایک جاگیر خاص جسکی
سالیانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپی یا ستر ہزار کنتریہ ہون ہو الگ کر دیگا

اور یہہ بھی اُسکا عہد ہی کہ وہ سواے اِس جاگیر کے خان مذکور کے نام پر ایک محال بھی اُن سپاہیون کی تنخواہ کے لیئے جو سرکار نواب موصوف کی ملازمت کے واسطے جمعیت معقول میر قمر الدین خان بہادر کی سرداری مین نگاہ رکھی جائیگی مقرر کریگا اور چونکہ زر خراج اِس سر زمین کا جو فرد مین مرقوم ہی سنہ ۱۷۹۲ مین سلطان مرحوم کی تعین کے موافق چھہ لاکھ ستّت ہزار تین سو بتّیس ہی ٴ اِس صورت مین میر قمر الدین خان کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصے مین پانچ لاکھ ستّتیس ہزار تین سو بتّیس کنتریہ ہون باقی رہیگا ٴ

تیسری شرط

کافۂ انام کی رفاہ و آرام اور امیران عہد کے بندوبست کے دوام کی نظر سے یہہ نیک صلاح ٹھہری ہی کہ سریرنگپٹن کا قلعہ کنپنی بہادر پر چھوڑ دیا جاے اور اِس بات پر اتفاق ہوا ہی کہ وہ قلعہ معہ جزیرہ اور اُس قطعہ زمین کے جو اُسکے پچھم ہی اور مغرب کی طرف محدود ہی اُس ندّی سے کہ میسور نالے کے نام سے مشہور ہی اور جنگل گھاٹ کے قریب کاویری ندی سے جاملی ہی ٴ کنپنی موصوف کے حصے والی سر زمین کے منضاف کیا جائیگا اور ہمیشہ کے واسطے تمامتر اُسی کے عمل دخل مین رہیگا ٴ

چوتھی شرط

یہہ ہی کہ میسور مین بالتخصیص ایک علحدہ حاکم مقرر کیا جائیگا یعنے کشتنہ راجہ اودیاور بہادر میسور کا مہاراجا کہ یہان کے قدیم راجاؤن کی اولاد سے ہی اُس سر زمین کا متصرف و مالک رہیگا جو تحدید کی گئی ہی اُن شرطون پر کہ عنقریب اُن کا ذکر کیا جائیگا ٴ

میسور کشتنہ راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہی اس رعایت سے راین
اس بات پر قرار پائی ہین کہ وہ خاص سرحد جسکی تفصیل فرد آ اور ذیل مین
اس عہدنامے کے مرقوم ہی اُسکے تصرف مین دینے کے لیئے باقی رکھی جاییگی
تا دروبست پیشوا بہادر کی مالکیت اور اُسکے ممالک کے داخل رہے اس
طور پر کہ گویا پیشوا بھی اس عہدنامے کے ہمہ استانون مین ایک رکن تھا
مگر اس شرط پر کہ پیشوا مذکور سراسر اس عہدنامے کو اُس دن سے ایک
مہینے کے اندر جسمین امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہدنامے
کی اطلاع کرینگے منظور کرے اور بھی اُن امور مین کہ ابھی نواب اور پیشوا
کے درمیان شک وشبہے مین ملتوی ہین اور بھی اُن باتون مین جنکی خبر کمپنی
انگریز بہادر کی طرف سے گورنر جنرل انگریزی رزیڈنٹ کی معرفت زبانی مین
اُسکے پاس بھیج دیگا کمپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کردے

آٹھوین شرط

اگر پیشوا موصوف امیران ہمعہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہدنامے
کے منظور کرنے یا اُن باتون کے خاطرنشان کر دینے سے جنکا ساتوین شرط
مین اشارہ ہوا ہی پہلو تہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین کہ اُسکے بہلے اسکے
لیئے مقرر کی گئی ہی کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے شرکت
اور مالکیت مین رہیگی اور اب بلے اُس سرزمین کو چاہیین راجہ میسور کے
ساتھ اُسکے اُس محال وصوبے سے جو اُنکے خاص ملکون کے نزدیک ہی مبادلہ
یا معاوضہ کرین خواہ کسی اور طور سے اُسکا بندوبست جیسا بہتر سمجھین ٹھہرائین

نوین شرط

مہاراجہ میسور کشتنہ بہادر کو یہان کے تخت سلطنت پر بٹھلانے کے واسطے

یہہ تدبیر پسند ہوئی ہی کہ کمپنی فوجون کی ایک معقول جمعیت سے اُسکی پشتی وحمایت کی جاے اور اسپر اتفاق کیا گیا ہی کہ یہہ فوجین کمپنی انگریز بہادر کے ذریعے سے موافق اُس جداگانہ قول قرار کے جو عنقریب کمپنی انگریز بہادر اور مہاراجہ مذکور مین ہوگا مقرر کیجاینگی

دسوین شرط

یہہ عہد وپیمان دس شرطون پر مشتمل آج کے دن کہ جون مہینے کی بیسوین سنہ ۱۷۹۹ اور محرم کی سترھوین سنہ ۱۲۱۴ ہی رایٹ انریبل ارل آف مارننگٹن گورنر جنریل بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے نام پر دو برو ایک طرف کے وکلا لفٹننٹ جنریل جارج ہارس انریبل کرنیل آرتر ویلزلی انریبل ہنری ویلزلی لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپٹرک لفٹننٹ کرنیل باری کلوز اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے منعقد ہوا طرفین کے وکیلون نے اِس عہدنامے کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہر و دستخط کر ایک دوسرے کے حوالے کر کے اِسکا اقرار کیا کہ یہہ عہدنامہ آج سے ایک اٹھوارے کے درمیان گورنر جنریل کے دستخط و مہر سے اور چھبیس دن مین نواب نظام الدولہ کے دستخط و مہر سے بیشک مزین و مستحکم ہو جایگا

مہر نواب نظام الدولہ کی

نواب نظام الدولہ نے حیدرآباد مین مہر و دستخط کیا سنہ ۱۷۹۹ کی تیرھوین جولائی کو رایٹ انریبل گورنر جنریل بہادر نے سنٹ جارج نام قلعے مین مہر و دستخط کیا سنہ مذکور کی چھبیسوین جون کو

AN ACCOUNT OF THE MUTINY AT VELORE

IN THE YEAR 1806,

BY J. DEAN, ESQ. M. D.

TRANSLATED FROM THE UNITED SERVICE JOURNAL AND NAVAL AND MILITARY MAGAZINE.

PART II.

1841.

بیان اس شورش اور قتل عام کا جو ویلور کے قلعے مین سنہ ۱۸۰۶
کی دسوین جولائی کو واقع ہوا، مسٹر جونس سرجیئن اور
مسٹر ج ڈین معین سرجیئن کی روایت سے جو دونون
اس واقعۂ شوم کی ابتدا سے انتہا تک وہان موجود تھے،

اُس دن قلعے کا پاسبان سپاہیون کا سرغنہ کرنیل سنط جان فنکورط تھا، اور نگہبان سپاہی وہان چار کنپنی بادشاہی اُنہترھوین رجمنط کی، چھہ کنپنی ہندستانی پیادونکی پہلی رجمنط سے، دوسرا رسالہ ہندستانی پیادون کی تئیتیسوین رجمنط کا، ایک غول فرنستانی گولندازونکا، بالکل ہندستانی سپاہی ڈیرھ ہزار تھے، سنہ مذکور کی دسوین جولائی کے پہلے اس واقعے کا کچھ بھی خیال اور بدگمانی نتھی، مین کرنیل ماکراس کے ساتھ گذشتہ رات کھانا کھاکر قواعد کے میدان ہو کے جاتا تھا کہ قلعے کے اندر والی دوسرا مین غلغلہ عیش و نشاط کا معلوم ہوا شہزادون کے محل مین روشنی کی کثرت تھی، ساز و سرود کی آواز سے جشن و انبساط کا سماں بندھا تھا، مگر کچھ شر و فساد واقع ہونے کا ہرگز گمان نہ تھا، شب کو مین بندوقون کی شلک سے چونک پڑا، کھڑکی سے نگاہ کیا تو دیکھا کہ کتنے آدمی دوڑے چلے جاتے ہین، بعد تھوڑی دیر کے میرے رسالے کے دو نوجوان عہدہ دار نے مجھے آکر کہا کہ

اُنہترھوین رجمنٹ کے فرنگستانی سپاہیون نے باہر نکل کر باغی سپاھیون پر بندوقین مارنی شروع کی ہین میں نے کہا کہ میں اِسی دم کپڑا پہنکر نمبر رسے ساتھ سپاھیون سے بارک میں جسنا ہون پر وے نہ ٹھہرے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے بعد اسکے مین موزہ پہن رہا تھا کہ پہلی رجمنٹ کے لفٹنٹ نٹکینٹ نے آکر کہا کہ میرے بازو پر ایک گولی لگی ہی مین اسکو اپنے نمراہ لیکر مسٹر توس جراح کے گھر گیا اور اُسکا زخم دکھلایا الغرض اس بحروح کا زخم بند ہوا ہم ہندوستانی پیدلون کی پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کے جینٹن کے گھر گئے اور وہان ہندوستانی پاسبانون کے ہتھیار لیکر کل نو آدمی لڑنے کے لئے طیار ہوئے اس اثنا میں قلعے کی ہر ایک انگ سے بندوق کی بار کی آوازین آنے اور گولیان چارون طرف سے برسے لگین اس گھر کے صدر رستے پر ہمنے کئی آدمیون کے تگ و دو کرنے کی آواز سنتب باہر کیتے وقت آدھ دروازہ کھلا رہنے دیا اسلئے کہ اگر کوئی اندر آنے کا ارادہ کرے تو دکھلائی دیے اب اُن متمردون کا ایک جتھہ جن میں تخمینہ بیس آدمی ہونگے دہی سے نکل کر صدر برآمدے میں گھس آئے اور اُنھین جو گولی کے گھائل اور کشتہ تھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے پھر اُنکا کچھ نشان ظاہر نہوا ہم لوگون نے یہ خیال کیا کہ مسٹر جونس کا گھر جو بارک کے متصل ہی اِن بلاؤن سے بہت محفوظ ہی ایک لحظہ یہی ششش و پنج رہا کہ اب کسی طرح ہم بارک مین داخل ہو جائین پر اس جہت سے کہ وے بغاوت شعار سپاہی گھر کے گرد بگرد محیط تھے وہ تدبیر پیش رفت نہوئی یہانتک کہ رات آخر ہوئی اور صبح کو یہ آہٹ آتی تھی کہ بہت سے سپاہی ہمارے گھر کے پیچھے اِدھر اُدھر گھومتے اور اندر آنے کی راہ ڈھونڈھتے ہین لیکن اُنسے کچھ نہ بن پڑا آخر ہم

جوق جوق باغیون نے ہمارے گھر کی پچھواڑے کے باہر والے گھرون کی دیوار پر چڑھ گئے اور بندوق سر کرنے لگے ہم دروازے کے بچاو مین مصروف ہوئے جب وے قریب آئے تو ہم برامدے کی جانب گئے اور گولی کی جگہہ بندوق کا کندا لے تے اُنکے مدافعے مین سرگرم ہوئے اُنکی طرف سے ہم پر گولیون کی بوچھاڑ تھی مین ایک ضرب کھاکر گرپڑا اس بیچ مین اٹھترھوین رجمنٹ کے آدمیون نے بندوق کی آواز سن بارک کی کھڑکی جو ہماری جانب تھی کھول کر ہم کو بارک مین داخل ہونے کے لیئے آواز دی باغی لوگ یہہ حال معلوم کرتے ہی ہمارے پیچھے دوڑ پڑے بر خیریت یہہ گذری کہ ہم اُنکی بندوقون کی مار سے بہ سبب اُن گولیون کے کہ اُٹھترھوین رجمنٹ کے جوان ہمارے بچانے کو اُن پر مارتے تھے بچکر اُس کھائی حمیت کھڑکی کی راہ سے بارک مین داخل ہوگئے اب اِن متمردون نے تین ضرب توپ سلاح خانے سے لا قدیم بارک کے اُوپر لگا اُٹھترھوین رجمنٹ کے بارک پر کہ اِن دونون کے درمیان ایک چھوٹا سا رستا تھا علی الاتصال گولیون کی بوچھاڑ مچادی گولیان بارک کے دریچون سے اندر آتی تھین جہ‌ںدا ابھی ٹیپو سلطان کا استادہ تھا اور گروہ گروہ بے سرکش سپاہی عہدہ داران کے مکانون پر آتے جاتے دکھائی دیتے تھے اسلیئے کہ اُنھین اِس درمیان سے نکال باہر کرین اب وہ منصبدار نظر آئے کہ وے باغی لوگ قیدیون کی طرح اُنھین قلعے کی جانب لیئے جاتے تھے اور قلعہ بھی سر تا سر اُن باغیون کے دخل مین آگیا الغرض بارک کے درمیان عجب طرح کی ہلچل مچ رہی تھی بارک کے سپاہی بھور ہوتے ہی اِس بات پر مستعد ہوئے کہ جبرًا بارک کے دروازے کی راہ اپنے قبضے مین کرلین لیکن چونکہ توپین اُسکے قریب ہی لگی تھین کتنے اُنمین سے گولون

سے اُتر گئے، آخر کو سپاہیون نے بارک کے دروازے کا رستہ بند کر دیا،
پھر بھی بارک کی کھڑکیون کی جانب سے بیہم گولیان برس رہی
تھین اور ہم لوگون کو ایک دم لینے کے واسطے کوہی اور پناہ کی جگہہ
سوا بارک کے بیابان کی اوٹ کے نہ تھی، ایسے مین کپتان مکالکن نے
فرصت کا وقت دیکھہ بالکل حربی اسباب و ہتھیار جمع کرلیے کو فرمایا اور یہ
کہا کر جسکو چلنے کی طاقت ہو وہ یہان سے قلعے کی دیوار کے پاس کی
کھڑکیون کے رستے باہر چل کھڑا ہو، چنانچہ اُن دریچون کے رستے دو دو آدمی نکلے،
اور بھروسا یہہ تھا کہ ہم حریف کی مار سے عیالدار سپاہیون کے گھرونکی آڑ مین
بچکر نکل جائینگے اور یہہ بھی اِس نکلنے کا بڑا سبب تھا کہ ہم چھوٹے ذخیرہ خانے کے
پاس جا کر مقام کر ینگے چنانچہ کپتان مکالکن بھی سپاہیون کے ساتھ اُنہین
دریچون سے نکلا، مین ور سطرجونس دونون، سپاہیون کی توپی بھی
بندوق ہاتھہ مین لے سپاہیون کے ہمراہ معہ اُس رفیق مجروح کے باہر آئے،
قصہ کوتاہ جو لوگ اُن گھرون کی بند مین جاتے تھے اُن مین سے کئی آدمی زخمی
ہوئے، اور جتنا ہم قلعے کی دیوار کے نزدیک ہوتے اتنا ہی گولیون کے
زیادہ نشانے بنتے، بہرصورت اُس ذخیرہ خانے تک پہنچ کے کیا دیکھتے ہین کہ
اُسکا دروازہ کھلا ہی معلوم ہوا کہ اعدا وہان کی گولیان لیگئے ہین فقط گولیون
کے خالی لفافے ہمکو ملے، تب ہم حصار پر چڑھے، کپتان مکالکن نے حکم دیا کہ تم
اُس گمٹی مین (جو قریب ہی تھی) جاکر ٹھہرو، جبتک اور سپاہی بھی پہنچ جاتے ہین،
لک بھگ اُسی گمٹی کے جسمین ہم تھے ہندوؤن کا ایک دیول تھا جسپر
باغی لوگ مجتمع تھے، قرب کے سبب بیطرح اُنھون نے ہم پر گولیان
برسائین، سامھنے ہم لوگون کے ایک برج تھا جہان صبح شام کی توپ سر ہوا کرتی تھی

اُس برج پر بھی باغیون کی ایک بڑی فوج متسلّط تھی ' کپطان مکالاکلن نے سید م.. بہت سے سپاہیونکو جو آکر جمے تھے آگے بڑھنیکو حکم کیا اور آپ بھی اُن سپاہیون کے آگے آگے چلا جاتا تھا کہ ران مین ایک زخم کاری لگنے کے سبب گر پڑا ' ساتھ ہی اِسکے کپطان بارو جو قلعے کی دیوار پاس اپنے گھروالون سمیت سکونت رکھتا تھا ہمارے سپاہیون کی جماعت مین آملا ' اب جھٹ پٹ ہم لوگون نے وہ برج لے لیا ' اِس تگ و تاز مین دونون طرف سے کئی آدمی مارے پڑے ' آخرکار متمرّدون نے وہ مکان چھوڑ دیا ' تب کپطان بارو اور اُسکے ساتھ والے دروازے کی جانب چلے ' پھر اُس دیول سے لگاتار ہمپر گولیون کی بارش رہی ' جب ہم بخشی خانے کی طرف گذرے ' تو معلوم ہوا کہ اُسے باغیون نے لوٹ لیا ہی اور روپیے کے توڑے حصار کے نزدیک رکھا ' بعضے سپاہی اُنہترھوین رجمنٹ کے جو حصار سے اُسطرف جاتے تھے مارے گئے ' اُدھر صدر برامدے مین جو سپاہی تھے وے پکار پکار گولیان مانگ رہے تھے مین نے کہا اِرکاٹ کے روپیے گولی کی جگہہ استعمال مین لاؤ ' جب اُن مَنفون کی محافظت سے فراغت ہوئی تو ہم دروازے کے رستے کی جانب چلے ' اُدھر اُن بہادرون نے کہ وے ہم سے پہلے ہی یہان پہنچ گئے تھے باغیون کو اُنکے مقام سے ہٹا دیا جہان ایک توڑا روپیونکا جسے وے باغی بخشی خانے سے بھاگتے وقت چھوڑ گئے تھے ہاتھ لگا ' جن پر بعضے سپاہیون اور عہدہ دارون کا جی للچایا بلکہ بعضون نے حصار پر سے بھی اُترنے کا قصد کیا ' کپطان بارو نے یہہ طور دیکھکر پاسبانون کو اُن پر تعینات کر حکم دیا کہ جو شخص پہلے اپنی جگہہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرے اُسکو گولی مارین ' جسوقت ہم دروازے کی راہ پر تھے عجیب مصیبت جان سوز دیکھنے مین

آئی کہ اعدا کی ایک بڑی فوج آکے بیمار خانے سے تخمیناً پندرہ آدمی فرنگستانیوں کو پکڑ کر صدر دولتخانے تک لیگئی اور اِن بچاروں کو اُن بیرحموں نے شانک مار مار قتل کیا ۔ سلاح خانے سے اُن گھروں نے دو توپ دروازے کی بھیتر والی راہ پر لگائی تھی شاید اس ارادے سے کہ ہم کو قواعد کے میدان مین جاتے روکین ۔ اب گولیون کی نوبت آخر ہوئی ۔ کپطان بارو یہہ سوچا کہ سلاح خانے مین بم بروف مل سکتا ہی کیونکہ گولی کے بدلے روپیون کے استعمال کرنے مین بہت وقت ضایع ہوتا تھا ۔ یہان حصار سے لگے ہوئے کئی گھر تھے ۔ کپطان دیو آویسن جو تنیسوین رجمنٹ کا عہدہ دار تھا اُسکے گھر کے سامھنے لاش اُسکی ملی ۔ حصار کی دوسری رنگ ایک گھر تھا جسمین لفطننط ایلی اُنہترھوین رجمنٹ کے عہدہ دار سے لڑکے بالے رھتے تھے ۔ جب اُسکے اندر ہمارے گروہ کے بعض بعض آدمی گئے تو اُنھون نے اِس بچارے کے لڑکون مین سے ایک کو مقتول پایا اب باغیون کا غول کا غول قلعے کی جدی جدی جگہون مین دکھائی دیتا تھا اور شدّت سے گولیان اُن آدمیون پر جو دروازے کی راہ مین تھے برستی تھین چنانچہ ایک گولی لفطننط میکائیل اُنہترھوین رجمنٹ کے منصبدار کی کلائی مین لگی اور اُس سے خون اتنا بہا کہ وہ کمزور و سست ہوگیا ۔ اب فقط کپطان بارو مسٹر جونس اور مین سپاھیون کے ساتھ باقی رہ گئے ۔ باغیون کی گولیون سے محفوظ پناہ گاہون کے مختلف مقامون پر سنگین چوکیان تھا ہماری طرف کی سب پناہ کپطان بارو کے ہمراہ حربی سامان کی کھوج مین سلاح خانے کی جانب گئی ۔ سامھنے ہم لوگون کے فرنگی بیمارستان اور کپطان فنکورٹ قلعدار کے گھر کے قریب ایک برج تھا ۔ جسے باغیون نے بڑی مضبوطی سے اپنے دخل مین کرلیا تھا ۔

جب ہم اُسکے نزدیک پہنچے بری طرح سے حریف کی مار کے نشانے ہوئے ' کپطان بارو اور راقم سطور کو ایک ایک گولی لگی ' مجھے تو پشت پر جسے اذیت نہ پہنچی ' لیکن کپطان بارو کو پھلّی مین جسّے اُسے بڑا ہی صدمہ پہنچا ' تب اُسنے سپاہیون کے ساتھ جانے کے لیئے مجھسے التماس کیا چنانچہ مین اُنکے شامل برج مین داخل ہوا ' ہرچند اِس مکان مین مختلف جگہون سے بشدت گولیان برستی تھین پر جب اُنہترھوین رجمنٹ کے دلاورون نے اُسکو دخل کرلیا ' سبکے سب باغی بھاگ نکلے ' سپاہیون نے کپطان بارو کے گھایل ہونے اور چند اول مین اُسکے لیجانے کا حال معلوم کرکے کہا کہ اب تو ہم بلے سردار ہوگئے ' مین نے کہا کہ ہم اور مسطر جونس دونون تمھارے ساتھ ہر ایک مشکل مین شریک ہین ' اسی بیچ مین بیمارستان کا ایک شخص ہم مین آملا اور اُسنے ظاہر کیا کہ غت کے غت باغیون نے بیمارخانے مین آکر ماکل بیمار سپاہیون کو مار ڈالا مین اُنسے بھاگ بچا ' الغرض ہم لوگ اُسوقت کہ چند اول کے اکثر جوان آکر اکٹھے ہوئے اُس سلاح خانے کے جانے پر مستعد ہوئے ' رستے مین ہم پر گولیان چلین ' دو آدمی مقتول اور دوسرے مجروح ہوئے ' ایسے مین کئی سپاہی آکر ہمارے ساتھ ہوئے ' اب ہم حصار سے اُتر کر بھیئت مجموعی غلّے کے انبار خانے کی دیوار کی آڑ مین پہنچے ' مین نے ایک باغی کے پکڑنے کا ارادہ کیا ' اُسنے بندوق چھوڑی ' ٹوپی میرے سر سے گرپری ' مین نے اِس شخص کو دیکھتے ہی پہچانا کہ وہ ہمارے ہی رسالے کے سپاہیون سے ہی ' بے ساختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل پڑا کہ خیر تو ہی آدم خان یہ کیا تھا ' تب وہ بھی مجھے پہچان گیا ' اور اب ہم سلاح خانے کی جانب چلے ' رستے مین پھر بندوقین ہمپر چلین ' بارے کئی آدمیون سمیت ہم سلاح خانے مین جا پہنچے ' یہان ایک

نے وحشت انگیز تماشے کا سامنا ہوا کہ تمام پاسبان کیا فرنگستانی کیا سپاہی
سب کے سب کشتہ پڑے تھے، اور عہدہ دار بھی انکار کیا تھا، ہمنے چاہا کہ بندوق
کی سنگین وغیرہ سے سلاح خانے کے قفل کو توڑ ڈالیں، نہوسکا، صاحب سطور
جونس سے میں نے یہ حال بیان کیا تو وہ مجھے حصار پر چڑھتے ہوئے نظر آئے پھر آپ نیچے اترا
اور بول اٹھا شکر کہ گنج مقصود ملا، الحاصل دروازہ ... ایک خم حصار پر لایا گیا
لیکن گولی نہ تھی اور جب گولی کے پانے سے ہمیں یاس ہوئی تو سلاح خانے کی نقب
جانے اور راہ میں سلطان کے نشان کو گرا دینے کی صلاح ٹھہری چنانچہ ہم اسی
قصد پر سپاہیوں کے بارک سے کئی جوان ساتھ لیکر قلعے کی برج تک ایسے وقت
میں جا پہنچے کہ سپاہیان باغی اسباب غنیمت کے باندھنے چھاندنے میں لگ
رہے تھے، باوجود اسکے وے ہمیں دیکھتے ہی بندوقیں چھوڑنے لگے، ہم بھی اسی
پھرے، اور اُن لوگوں نے ہمارا پیچھا کیا، ہم جلد اپنے دمدموں میں آکر
بندوق سر کرنے میں سرگرم ہوئے، اسی طرح لڑتے بھڑتے حصار تک
پہنچ گئے، لیکن رستے بھر گولیوں کے نشانے بنے، ہم میں سے تین
شخص نشان کی نردبان پر چڑھ جانے کے مستعد ہوئے، پہلا تو گولی
سے مارا پڑا، بعد اسکے سارجنٹ ماکہالس اس کام پر مستعد ہوا،
اگرچہ اُسپر قریب کے گھروں سے گولیاں برستی رہیں، تیسرا
شخص رابرٹ فلپ باشم سیڑھی کے نیچے اس ارادے سے ٹھہرا تھا
کہ اگر سارجنٹ مذکور کو کچھ صدمہ پہنچے تو وہ خود پر چڑھ جائے، اس
عرصے میں کتنے لوگ مقتول اور زخمی ہو گئے، چونکہ میرے دوست جونس
نے سارجنٹ سے علم لے لیا تھا ہم دروازے کے رستے کی جانب پھر آئے اور
اب ہمیں اُن زخمیوں کو بھی وہاں سے اُٹھالانا ضرور ہوا (ہر چند اس لڑنے میں

نصرت سے گو ایان ہم پر برستین) کیونکہ اگر یلے لوگ وہین پر سے رہتے تو بے شبہ مارے جاتے ؛ مین نے ان مجروحون کو بیمارستان کے ایک گمٹی مین جو قریب تھی رکھا ؛ تب کئی بیکار منصبدار میرے پاس آئے اور بڑی محبت و دلسوزی سے کہنے لگے کہ ابتو تمہارے نزدیک نہ سامان جنگ باقی رہا نہ ادوقہ اور نشانیان یاس کی بہر نوع ظاہر ہین اور مدد کی بھی کچھ اُمید نہین ؛ اِس لئے مقتضاے وقت تو یہ ہی کہ یلے جو کتنے بقیۃ السیف رہگئے ہین اُنکی جانون پر ترس کرکے بوجہ معقول کہ امکان سے خارج نہو میل ملاپ کی تدبیر کی جاے ؛ مین نے اُسکا جواب دیا کہ قلعے سے باہر جو کچھ عہددار لوگ رہتے ہین اُنمین سے مقرر بعضون نے آرکات کے ناظمون کو اِس سانحے کی اطلاع کی ہو گی ؛ کیونکہ ایسے واقعہ خطرناک کی خبر جو یکقلم فروگذاشت ہو یہ بات کسی طرح خیال مین نہین گذرتی ؛ بعد اِسکے مین نے کہا کہ بالفعل تو صدر دروازے کا رستا بھی ہمارے اختیار مین آگیا ہی ؛ علاوہ باغیون مین کون ایسا شخص ہی کہ اُسکے نزدیک التجاؤن اور اِنمین بھی شک نہین کہ کمک عنقریب آن پہنچی اور چاہیے کہ ہم دم آخر تک جو کچھ ہمارے تحت مین ہی اُسکی محافظت کی کوشش کرین ۔ اس عرصے مین جونس میرا مونس بھی کپطان ماکراس کے گھر سے حصار پر آن پہنچا مین نے اُن خانہ نشین عہددارون کی یہ سب باتین اُسسے کہین اُسنے اِس امر مین میری بات کی تقویت کی کہ ابھی کوئی دم مین کمک آ پہنچتی ہی ؛ اِس گفتگو کو چند آن دیر نہوئی تھی کہ کرنیل گلسپی اور کپطان ولسن انیسوین دراگون کے فرمانفرما دروازے کی راہ سے لگ بھگ کمک کو آپہنچے ؛ لوگون نے کرنیل مذکور سے ظاہر کیا کہ ابھی بہت سے باغی پوشیدہ گھر کی سکے رستے بھاگتے ہین چنانچہ کتنے ایک سوار اُس طرف تعینات ہوئے ؛

بعد اِسکے کرنیل نے میرا حال پوچھا اور ہم دونون حصار سے باہر آئے جو ہم
نے میسور کا جھنڈا جو ہاتھ آیا تھا کرنیل کے ہاتھ مین دیا اُسنے کپتان فنگورد کا
حال پوچھا چونکہ ہم کچھ اُسکا حال جانتے نتھے بیان نکر سکے بعد اسکے کپتان
باروکی خبر پوچھی مین نے اُس گمٹی کی جانب جسمین وہ تعینات رہے تھے اور
اُسکے زخمی ہونے کی کیفیت بھی ظاہر کی تب مجھسے پوچھا کہ تمکو کہین چوٹ بھی
زخم لگا ہی مین نے اپنا پانو اور زخم دکھلایا بعد اِسکے مجھکو کہا کہ کپتان بارو
جس برج مین ہی وہان تک تم میرے ہمراہ چلو جسوقت ہم رحمت کے جھنڈے سے
کپطان ماکراس کے گھر سے قلعے کے صدر دروازے پر ناکے حصار سے
نیچے رکھے گئے تھے ایک سپاہی بادشاہی علم لیکے ہمارے ہمراہ دمدمے کی گمتی مین آیا
رستے مین ہر چند باغیون نے ہم پر بندوقین داغین مگر خیریت گذری ہم
اُس برج مین پہنچکے دیکھا کہ اور بھی کتنے سوار جنکے ساتھ سپاہی تو پین بہی تھین آرکات
سے قلعے کی جانب دوڑے چلے آتے ہین کرنیل گاسپی نے دمدمے کی گمتی
چھوڑنے کے وقت کپطان بارو سے کہا کہ اسمین توفیق پر دلاوری سے
کیا تم لوگون کا بدلا لونگا جسوقت ہم دروازے کی طرف پھرے پھر ہندو دونون
دیول سے گولیون کے نشانے بنے یہانتک کہ دور نکل آئے جب
دروازے پر پہنچ گئے تو دو کمک کی توپین بھیتر والے دروازے پر منگوائی گئین
اور کرنیل گاسپی نے توپون کے سر کرنے کا حکم دیا چنانچہ لفٹننٹ ماکسطین
عہدہ دار جو سوارون کے ہمراہ آرکات سے آیا تھا اس سلیقے سے اس کام مین
در آیا کہ دروازہ پہلی ہی شلک مین کھل گیا اب کرنیل گاسپی نے جنگ کے
لئے طیار ہونے کو حکم کیا اگرچہ وہان لڑنے کے قابل پچاس آدمی سے زیادہ
نتھے بہرکیف ہم کرنیل گاسپی کے ہمراہ حصار سے چلے ہمارے پیچھے تک

رسالہ ڈراگونون کا اور ایک رسالہ ہندوستانیون کا تھا ' جونہین کرنیل نے
آگے بڑھنے کا حکم دیا ہم میدان کی جانب روانہ ہوئے ' وہان پہنچتے ہی اُس
دیوال اور قدیم بارک سے ہم پر خوب ہی گولیون کی بوچھاڑ برسی ' غول
ہمارے سپاہیون کا صدر محسرا کی طرف آگے بڑھا ' اور جب ہم متصل اُس مقام کے
جہان بیمار سپاہی مارے پڑے تھے جا پہنچے ' یہان بھی اعدا نے بڑے زور شور
سے گولیونکا مینہہ برسایا ' اکثر لوگ ہماری جماعت کے مقتول اور مجروح
ہوئے ' الغرض ہماری جمعیت کے انتظام مین خلل واقع ہوا یعنے جب کرنیل
گلسپی ہم کو اِس ارادے سے کہ ڈراگون کے رسالے کے سوارون کو
حملہ کرنے کا حکم دے داہنی طرف جانے کو رستا دکھلا رہا تھا کہ اتنے مین ایک سوار
جسکو شاید کوئی زخم پہنچا تھا صف چھوڑ اپنی جگہہ سے اُچھل پڑا جسکے دھکّے سے
کرنیل زمین پر گرا ' مین اور سار جنٹ برا ڈی نے اُسے پکڑ کر اُٹھایا ' ہر چند صدمہ
برا پہنچا تھا پر جانکی خیریت ہوئی ' اب سوارون نے صدر دولتسرا کی طرف جا کے
مکل باغیون کو جو وہان سے بھاگتے تھے قتل کر ڈالا ' بعد اِسکے مین نے دیکھا کہ
کرنیل ماریٹ اپنے گھر سے نکلا چلا آتا ہی اُسے کرنیل گلسپی کو دکھلا دیا اور ترنت
مین نے بھی اُسکے پاس پہنچکے مصافحہ کیا ' یہ دونون کرنیل آپسمین گفتگو
کر رہے تھے جو ہم دولت سرا کے اندر پہنچ گئے ' تعجب تھا کہ دولت سرا کی
چھت پر سے کتنے باغیون نے بندوقین سر کر فرار کا رستا پکڑا ' کرنیل گلسپی
نے مجھکو فرمایا کہ اُنھین پکڑ کر قید کرو ' کتنے باغیون نے تو آپہی ہتھیار رکھ دیا تھا
اور جو بندوقین ہاتھ مین لیئے ہوئے تھے اُنمین سے بعضون کو مین نے کہا کہ بندوق
زمین پر رکھ دو اور اپنی راہ لو ' اور اِدھر پہلے ہی سے مین نے دروازے پر
چوکیان بٹھلا رکھی تھین تا یہ لوگ باہر نکلنے نپائین ' تب مین نے اُنکا کمربند کھولا

اُنکی جیب سے ہم لوگون نے کتنی گولیان نکالین جن سے اپنی بندوقین بھرین ۔ کرنیل گاسبی اور کرنیل ماریٹ آپسمین گفتگو کر رہے تھے ۔ کرنیل ماریٹ نے کہا شاہزادون مین سے ایک بھی اپنے دولتخانے سے باہر نہین نکلا ملکہ میرا دل گواہی دیتاہی اور یقین کلی ہی کہ اُنمین سے کوئی اس بلوے مین باغیون کے ساتھ شریک نہین ہی ۔ جبکہ کرنیل گاسبی محلسرا کے بھیتر جانے کے بابت مین گفتگو کرتا تھا مجھکو اُسکے صحن مین اُسنے قیدیون کی نگہبانی پر مامور کرنے اس کام مین خوب چوکس رہنے کے لیئے قدغن کیا ۔ یہ قیدی تیئیسوین رجمنٹ کے لوگ تھے ۔ جب سوار دروازے پر جا پہنچے تو سپاہیون کا ایک غول بھیجا گیا جنھون نے بہت سے سرکشون کو جو کھڑکی کے رستے چھپکر جاتے تھے مار لیا ۔ ابتک جنگی سپاہیون کے ہمراہ کوئی عہدہ دار سواے کرنیل ماریٹ کے نہو اتھا ۔ کرنیل گاسبی نے مجھسے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک منصبدارون مین داخل ہو ۔ ذرا وہان کا حال تو جاکے دریافت کرو کہ کیا ہی اور اگر اٹھترھوین رجمنٹ کا کوئی منصبدار ملجاے تو اُسے تاکید کر دینا کہ جلد بیتے سپاہیون مین آن ملے ۔ خیر مین رخصت ہو کر قواعدگاہ سے سلاح خانے کی جانب گذرا ۔ جہان ڈراگون کے ایک سارجنٹ کو مین نے دیکھا اور کہا کہ مین کرنیل گاسبی کے پاس سے یہان کا احوال معلوم کرنے کو آیا ہون اُسنے کہا کہ ابھی کوئی دم مین سلاح خانہ آگ لگا کے اُڑا دیا جائیگا ۔ خدا کے واسطے اُسکے بھیتر نجانیو ۔ آخرالامر مین اندر گھسا ۔ دیکھتا کیا ہون کہ ڈراگونون اور سپاہیون مین جو وہان آچھپے تھے ۔ بیطرح گولیان چل رہی ہین ۔ لفٹنٹ بلاکسطی کو وہان دیکھکے اُسے جو مین نے حقیقت حال پوچھی ۔ بولا باغیون نے سلاح خانے مین آگ لگادی تھی پر جلد بجھائی گئی ۔ جب مین اُدھرسے پھرا اُنہترھوین رجمنٹ کے دو عہدہ دار ملے ۔

مین نے کرنیل گلسپی کا پیغام اُنھین پھنچایا کہ تم جھٹ پٹ اپنے سپاہیون مین جا ملو، بعد اِسکے کرنیل گلسپی کو دولتخانے کے صحن مین آکر پایا، اُسکو اُس لفٹننٹ نے جو کچھ کہنے کہا تھا کہا ، تکل منصبدار جو اپنے طالع کی یاوری سے باغیون کے ساتھ ظلم و ستم مین شریک نہوئے تھے ترت آن پہنچے، مین نے دولتخانے سے باہر آکر اپنے گھر کا رستا لیا دیکھا کہ گھر تو لوٹ ہوگیا ہی مگر گھوڑا اور کئی ایک چیز تاراج سے بچ رہی ہی، مین نے فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر پھر قواعد کے میدان مین جا کے دیکھا کہ بندیون کو دولتخانے سے لیجا کر ایک دیوار تلے بٹھلایا ہی اور اُنکے قتل کرنے کا اسباب مہیّا کیا جاتا ہی چنانچہ قلعے مین میدانی توپین مثل انہترھوین رجمنٹ کے سپاہیون کے جو بانی فساد و شر کے نکلے تھے لائی گئین، اُنمین سے ساتھ آدمی توپ کے منہہ پر اُڑائے گئے، دوپہر ڈھلے ایک گروہ باغی سپاہیون کا جنھون نے صبح کو قلعہ چھوڑ کر پھاڑ ہر کی گھاٹی اپنے قبضے مین کر لیا تھا گرفتار ہو آیا، اِنھین بھی اُن کشتون کی لاشون کے پشتون پر بٹھلا دہی سیاست کا لقمہ چکھایا گیا، بعد ایک لحظے کے ظاہر ہوا کہ تیئیسوین رجمنٹ والے ہنگامہ و شورش کا قصد نہین رکھتے تھے بلکہ یہہ فتنہ و فساد پہلی ہی رجمنٹ سے اُٹھا وے ہندوستانی عہدہ دار جنگی فجر کے وقت رہائی ہوئی تھی جنگی عدالت کی تجویز سے قتل کئے گئے، بعضے تو توپ کے منہہ پر اُڑائے اور کتنے بندوق کی گولی سے مروائے اور باقی سولی پر چڑھائے گئے، یہہ تعزیر کئی ہفتون بعد عمل مین آئی، دونون رجمنٹ کے سپاہی معزول کئے اور جھنڈے اُنکے قواعد کے میدان مین جلا دیئے گئے، مجھے یاد ہی کہ قلعے کے درمیان اُن ضلالت کردارون کی جماعت سے قریب ساڑھے چار سی آدمیون کے جان سے مارے گئے،

اب وہانکے مقتول و مجروح عہدہ دارونکے نام لکھنے پر خاتمہ اس روایت کا کیا جاتا ہی،

تفصیل کشتون کی یہہ ہی ، پادشاہی چونتیسوین رجمنٹ کا فرمانروا لفطننٹ سنطجان فناورط قلعہ دار ، اٹھترھوین رجمنٹ کا لفطننٹ ایلی اسین پو فرم ، پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا کپطان میار ، لفطننٹ طکیورن ، ریلی ، اعمارط ، تانیسوین رجمنٹ کا لفطننٹ کرنیل جیمس ماکراس ، کپطان دیو ووولیسن ، لفطننٹ وطیشیت ، لفطننٹ رجالی اسمتھ اسکونیر بخشی من ، توپخانے کا ، ہیوصی مکسازی ، سطرگیان کاتد اکطراسی توپخانے کا ، ھندوستانی پیادون کا فرمانروا میجر چارلس ارم اسطرانگ ، تفصیل مجروحون کی ، اٹھترھوین رجمنٹ کا کپطان باروا ورمکلا کان ، لفطننٹ میکائیل ، پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا لفطننٹ کطکایف ، لے سکے سب چور زخمی ہو گئے تھے ،

روایتین مسطرجونس مرجٹین اورمصر
ج دین معین مرجٹین کی تمام ہوئین ،

نامۂ نواب حیدرعلیخان بہادر فرمان فرمائے ملک دکھن
کاجوشاہ ایران کریم خان کونوین رمضان سنہ ۱۱۷۹ مین
بھیجا تھا مسودہ لالہ مہتاب رائے سرکارحیدری کے منشي کا ،

جبتک آفتاب انور کے ظہور اور ماہتاب منور کے نور سے ساحت آسمان وزمین نوریاب اورگلزار کائنات ابرآذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت

بیت

خداوندا اورنگ شاہنشہی سپہدار اقلیم فرماندہی

خسرو زمان شاہ عالی تبار   شہ داد گر خسرو نامدار
فرازندۂ رایت سروری   فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندۂ خلق اللہ کا شمع تائید ایزدی اور ابر کرم سرمدی سے منور و سیراب رہیو ؛

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا رایحہ فایح تھا ایسے وقت مین کہ دل آرزو مند کو وہان کی خبر خیریت کی انتظار تھی بساعت مسعود اور زمانۂ محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نور اللہ اور والا جاہان رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا ؛ اُسکے مشاہدے اور مطالعے سے دل و دماغ مین کمال بسطت و سرور حاصل ہوا ؛ مخلص نیاز مند سننے سے اُن مراتب موالات و مصافات کے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے الطاف سامی کا شکر گزار و مشکور ہوا ؛ چونکہ اتفاق و وفاق عامہ بنی آدم زایندہ خیرات و حسنات کا ہوتا ہی جب صاحب شوکت حاکمون اور ذی اقتدار شہریارون کے درمیان موالفت و موانست کی بنیاد قایم ہو تو ظاہر ہی کہ بیحد و شمار فواید اسپر مترتب ہونگے ؛ اسلیئے یہہ وفا کیش اُس زیبندۂ تاج و دیہیم کے اوصاف ذاتی و کمالات فطری سن کر برحسب مضمون اِس شعر کے ؛

بیت

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را
ہنوز باد یمن محو نکہت عربیست

اُس جناب سے الفت و ارتباط کا خواہان ہوا تھا ؛ الحمد للہ کہ دل نیاز منزل کو آئین فتوت و مروت سے اُس والا تبار کے جو مقدر رشد اشت تھی خوبجوبی

ظہور میں آئی ٭ اتحاد و وفاق کا خورشید دلون پر پرتو افگن اور کاشانہ وداد و اتفاق
روشن ہوا ٭ یہہ بات جو ازراہ لطف و کرم قید تحریر مین آئی ہی کہ بہ اختصاص شعور
اپنی سرکاری کشتیون اور جہازون کی لنگرگاہ دینے کیلئے جو بندر کہ ملک ایران سے
متعلق بنادر سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھہ بھیجیے ٭ الحق جب بنا ے یکجہتی و اتحاد
کی قایم ہوئی تو جانبین کے امصار و دیار حکم واحد مین داخل ہوے ٭ نیاز مند ملک ایران
کے علاقے کے کل جزیرون اور ساحلون کو ازآن خود سمجھتا ہی ٭ اب اُس
فروغ اکلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب یہدی الی القلب چشم داشت یہہ
ہی کہ اِس صفاکیش کے قلمرو کے سراسر جزایر و بنادر کو اپنا ہی جانکر جس
بندر کی خواہش ہو اُسے اپنے خیرخواہ کو آگاہ اور سرکاری معتمدون کو وہان
روانہ فرمایئے کہ بسر و چشم اُنکے حوالے کر دیا جاے ٭ یہان سے ترے ہرے
شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازون کی طیاری کا سامان جو اِس اطراف
مین کثرت سے ہی اور بھی اِس دیار سے تحایف اور عجایب ہمیشہ وہان
پہنچا کرین ٭ باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نوراللہ کے ذریعے سے وہان سے
جہان کشا پر روشن ہونگے ٭ شفقت دلی سے رجا ے واثق ہی کہ مدام بھیجنے سے
مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن و فیوضات کی صحت و آسایش
اور تحایف کی فرمایش پر متضمن ہون دل آرزومند کو خرم و خرسند کیجیئیگا ٭
الٰہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہیو ٭

مسودہ اُس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان
شاہ نے شہریار دکھن تیپو سلطان کو لکھا تھا ؛

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب الیہ
کے مشاطۂ خامہ شاہد مدعا کے رخ سے اسطرح نقاب کھولتی ہی ؛
خط مسرت نمط جواہر محبت و وفا کا مخزن ؛ کنوز مودت و ولا کا معدن جو آپکی
اہتمام و توجہ پر شریعت محمدی کے رواج دینے اور بد دینان بدعتی کے تباہ
و تاراج کرنے مین متضمن تھا ؛ اور اِس بات سے مخبر کہ سلطانی قلمرو کی جامع مسجدون
مین ہر آدینے کے دن بعد فارغ ہونے نماز کے اِس نیاز مند کی وسعت ممالکت
اور نصرت رایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب مین مناجات
کی جاتی ہی ؛ اور اِس امر پر مشعر کہ اُس عالی جاہ کے ایلچی سید حبیب اللہ
اور سید محمد رضا کی زبانی باقی حالات وہان کے اِس نیاز مند درگاہ الٰہی کو معلوم
ہوگا ؛ اور کئی سوغات اُن سفیرون کے ہمراہ بھیجی گئی تھی معہ اِس درخواست
کے کہ اُس سرکار کے دو شخص ہمیشہ اِس مخلص کے دربار مین حاضر رہا کرین ؛
علاوہ اور بھی کتنے مراتب محبت وولا کے جو اُسمین مندرج تھے ساعت نیک
مین پہنچا ؛ جسسے دوستی و یکجہتی کا گلزار تر و تازہ ہوا ؛
چونکہ اُس سلطان والاشان کو نیست و نابود کرنا بے دینان مخذول اور جاری کرنا
شرع اطہر رسول مقبول کا منظور رہی ؛ ہم بعون الٰہی معہ لشکر قاہرہ جلد
اُسطرف کوچ کرتے ہمین تا کفار بدکردار و تثلیث کے قائلان ضلالت شعار
کے ساتھ غزا و جنگ کر بضرب تیغ آبدار اُس ملک کو لوث کفر و بدعت سے
پاک و صاف کرین ؛ آپ اِس امر مین خاطر جمع رہیئے کہ شتاب باشندے
وہانکے اپنی داد کو پہنچکے مہاد امن و آسایش مین چین سے رہینگے ؛

اور اُس سلطنت پناہ نے جو فیمابین استواری محبت و ارتباط کے ... سے اپنی سرکار والا کے دوست مخصوص ہمارے یہان بھیجنے کے باب مین ... دوست کی تھی ٭ ہمنے بخوشی آسے قبول کیا ٭

اُس عالی منزلت کے سفیرون نے معرفت کہ وے اپنی سفارت و رسالت کے مراتب و مطالب جسکی گزارش انکے مفوض ہوئی تھی ... محال بیان مین لائے تحفہ ہدیے و تحفے جو ہمارے وفور محبت و التفات کی نشانی ہی موافق تفصیل ذیل کے بھیجے گئے ٭

مدام اپنے مرکوزات خاطر مع خصوصیات دیگر کے اعلام سے ہمارے دل ... کے مذاق کو شیرین رکھا کیجیئیگا ٭

ٹھیک ٹھیک ترجمہ اُس انگریزی مکتوب کا جو پہلے

عربی سے انگریزی عبارت مین لکھا گیا تھا ٭

ہندی ترجمہ انگریزی عبارت سے خوندکار روم سلطان سلیم کے عربی مکتوب کا کہ فرمانروائے دکھن ٹیپو سلطان کے نام پر آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور سلطان مدوح کی سرکار سے مسٹر اسپسر اسمتھ کو جو اِس دربار مین بادشاہ انگلستان کی طرف سے اُن دنون رزیڈنٹ مقرر تھا عطا تھا ٭

اُس سلطان برادر قدردان کو معلوم ہو جیوکہ اِس ایام مین کہ فرانسیس لوگ دیار فرنگ کی اکثر ریاستون کے ساتھ سرگرم حرب و پیکار تھے ہماری سرکار نے اُن لوگون کے تعارف و دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آتی ہی کسی

طرح اُنکی دشمنی سے ارادے دوسرون کے شریک و طرفدار نہو کر صلح کل کا طریقہ اختیار کیا بلکہ اِس جانب سے اُنکے حال پر یہانتک لطف و توجہ مبذول ہوا تھا کہ اور سرکارون کے شاکی ہونے کی نوبت پہنچی تھی، سرکار عالی کو جو نسبت اُن لوگون کے نہایت درجے میلان و التفات تھا اور اُنکے تپاک و یگانگت کی باتون کا کمال اعتماد، یہی باعث تھا کہ رزم آدا سرکارون کی طرف سے جو بہتیرے سوال اور پیغام طرف کشی کے مشتمل ہماری دولت کے سود و بہبود پر حضور مین درپیش کیئے گئے مسموع نہوئے بلکہ ہمنے باقتضاے حلم و حق بینی جو ہماری سرکار والا کا دستور العمل ہی اُنکی مخاصمت کو تاوقتیکہ قطعی حجت اور کوئی سبب ظاہر سرزد نہو طرح دینا لازم جانا اور کمال استقلال سے طرف گیری کی چال نہ اختیار کی چنانچہ ساری خلقت اِن حالات سے مطلع ہی، اِسی عرصے مین اس قوم کے رؤسا کہ ہمارے ایسے سلوک و مراعات کے بڑے بڑے آثار دیکھ چکے تھے اور سرکار عالی کو خیال یہہ تھا کہ وے بھی اُن مدارات کے بدلے لوازم مروت و دوستی بجا لاوینگے، پر برخلاف اِسکے اُن لوگون نے اندنون حالانکہ کوئی ایسا سبب قوی جسّے آپس کے میل ملاپ مین خلل پڑے واقع نہوا تھا ایکا ایکی دغابازی اور مکّاری کا طریقہ اختیار کیا ہی چنانچہ پہلے تو اُنھون نے تولون مین جو ملک فرانسیس کے متعلّق بندرون سے ہی جہازون کی طیّاری کی اس طور پر کہ اُسکی غرض و غایت دوسرون کے مخیلے مین نہین آسکتی تھی اور ان جہازون کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب مہیّا کرنے کے بعد لشکر انبوہ اُنپر چڑھایا، اور بعضے آدمیون کو جو عربی زبان سے ماہر اور قبل اِسکے مصر کے ملک مین گئے تھے ساتھ کیا اور سرداری اُسکی بوناپارطی کو دی جو اُس قوم کا سپہ شالار تھا چنانچہ سپہسالار نامبردہ

آتی، برخلاف اِن ضابطون کے فرانسیسون نے ہماری سرکار کے ساتھ
نہ سکنے کہ ہمارے اور اُنکے درمیان صلح و آشتی کے مقدمے مین کچھ خلل
و رخنہ اور کسی طرح کی نااتفاقی یا بگاڑ واقع ہو فریب کی راہ سے ایسے
نئے موقع و نئے جہت حرکتین کین جنسے صریحاً ہماری سرکار کی سبکی اور اُن
لوگون کی دغابازی ظاہر ہوئی اور مصر کی سرزمین چون اِس اعتبار سے کہ متصل قبلۂ اہل
اسلام مکۂ معظمہ اور بجھی مدینۂ منوّرہ سے کہ مزار بابرکت حضرت رسالت پناہ
علیہ السلام کا ہی واقع ہی سب مسلمانون کے نزدیک متبرّک و مکرّم اور
حرمین شریفین کے باشندون کے اذوقہ اور رسد کا ذخیرہ گاہ بھی ہی نہ سکے
سو اقوام مذکور کے بعضے نامے جو پکڑے گئے اُنکی عبارتون سے ایسا معلوم
ہوا کہ اُن لوگون کا اِس طور پر قصد ہی کہ عرب کے ملک کو لیکے اُسمین
چھوٹے چھوٹے صوبے بنائین اور مسلمانون کے ساتھ اُنکے دین و مذہب
کے نیست نابود اور خراب کرنے کے ارادے تری کی لڑائی لڑین اور
رفتہ رفتہ یکقلم اُنھین دنیا سے ناپدید کر دین اِس تقدیر مین اتنی وجہون کی جہت
سے جو اُوپر لکھنے مین آئین ہمارے دل مین یہہ بات سمائی ہی کہ توفیق الٰہی
اور تائید رسالت پناہی کی استمداد سے اِن دشمنون اور دین کے بدخواہون
کے دفع کرنے مین ہرطرح کی تگاپو عمل مین لائین، پس اُس برادر قدردان کے
ساتھ کہ دین و اسلام کی پشتی و حمایت مین بواقعی شہرۂ آفاق ہین چون حقیقت
مین علاوہ دینی اخوّت کے مدّت سے مراسم یکجہتی ثابت و مستحکم ہین اور
بارہا ارتباط و یگانگی کی جو رسمین ہمین طرفین سے ظہور مین آئین جنسے جانبین
کے ملکون مین بخوبی ملاپ کا طریقہ جاری ہوا، تو اب اُس برادر کی بلند
ہمتی سے امید قوی یہہ ہی کہ غالباً وہ برادر مہربان اِس خرخشے کی صفائی کے

لیئے اپنی خواہش دلی اور ثبات قدمی کے اقتضا سے حمیت دین داری کا
پاس کر کے حتی الوسع اس سرکار عالی کے ساتھ درمیان عزم دفع مضرت
متفق ومعاون ہونے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے اور ہمنے سنا ہی کہ ان دنون
قوم فرانسیس نے اپنے قدیم دستور کے موافق سرکار انگریز کے مٹانے کی
سرحدون مین ہندوستان کے درمیان ہر قسم طرح کی سازش کی
ہی اور اس تقریب سے درمیان قوم مذکور اور اس برادر کے نہایت
موافقت و میل پیدا ہوا ہی چنانچہ انکے سردارون نے اس برادر وفادار
کی نوکری کے واسطے مصر کے رستے فوجون کی جمعیت تعینات کرنے کا
اقرار کیا ہی سو ہم کو یقین حاصل ہی کہ فرانسیس لوگ جو ان دنون سعی و
کوشش کر رہے ہین انجام و نتیجہ اسکا فراست کی نظر سے اس برادر
خردمندان کے نزدیک پوشیدہ و پنہان نرہیگا اور انکے مکر و فریب کے طور ونکا
بھی کچھ اعتبار و فروغ نہوگا چونکہ اس قوم کے مقابلے کو ادھر سے تو اصحاب
سرکار انگریز مستعد ہین اور ادھر ہم بھی انکے فتنہ و شر رسانی کے دفع
کرنے پر آمادہ اس لیئے کہ انھین دونون سرکار سے عداوت ہی اس صورت
مین دونون سرکار کے سردارون کو آپس کی یکجہتی کے سبب مناسب ہی
کہ ہرطرح سے ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہین اور
یہ بات ایک جہان کے گوش زد ہوگئی ہی کہ فرانسیسون کے سردارون نے
سب دین و مذہب کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندھکے آزادی نام کا
ایک نیا مذہب نکالا اور درحقیقت دہریہ کا طریقہ اختیار کیا ہی یہانتک کہ ملکون
پر پاپاے روم کے جو یہان کے قدیم رئیسون سے ہی اور دیار فرنگ کی
ساری قوم کے پاس صاحب عزت و توقیر ہی ظلم و تعدی کا ہاتھ پہنچایا ہی

در ریاست بیشگر ان بھی جو بطور ریاست اجماعی کے تھی باوصف اسکے کہ ملک اُس ریاست کے قوم مذکور کی مہم مین اُنکی دشمنی کے دور سے الگ رہے تھے بلکہ اُس زمانے مین اُنکی خدمتین بجالائے تھے اُنکے قبضے سے اُس ریاست کے بالکل ملکون کو دوسرون کی مدد سے لیکر آپس مین بانت لیا اور اُس ریاست کا نام و نشان دفتر ایام سے مٹا دیا اور یہہ سرکار عثمانی کے ملکون پر قوم مذکور نے تاخت کی اور بھی بعد اِسکے جو اُنھین ہندستان کے خزانے اور مال کی دھن ہی اِس سے بیشک غرض اُنکی صرف یہی ہی کہ انگریزون پر اذیت پہنچانے کے بہانے خدا نکرے تمام ہند لے لین اور ہر ایک مسلمان کو وہان سے باہر نکال دین ۔ کچھ ہو اِس قوم کو ایک بار ہندستان مین دخل کر لینے کی بڑی خواہش ہی تا وے خاطر خواہ اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑین اور اپنے دل کا بخار نکالین جہان کہین اُن لوگون نے دخل پایا ہی اِسیطرح کی حرکتین کی ہین ۔ الحاصل فرانسیسون کی قوم ایسی بے مروت ہی کہ اُنکے چھل اور دغل آمیز کی لگاوٹ کا کچھ پایان نہین اور جس جگہہ وے قابو پاتے ہین وہان سواے خلق اللہ کی جان و مال پر دست ستم دراز کرنے اور مذہب و ملت کے استیصال کرنے کے کچھ اور خیال نہین رکھتے ۔ پس جب یہہ سب احوال اُس برادر قدردان کو معلوم ہو جائیگا تو رجاے واثق ہی کہ وہ برادر طریقہ دین و اسلام کے اقتضا سے اپنے تمام ہم مذہبون کی کمک و مدد مین بلکہ قوم فرانسیس کے شر و تزویر سے خطۂ ہند کے بھی بچانے کے لئے شرایط جد و جہد مین دریغ نفرماوینگے ۔ اور بر تقدیریکہ درمیان اُس برادر قدردان اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط و میل ملاپ ہوا ہی جیسا کہ ہم سنتے ہین تو اُمید یہہ ہی کہ وہ برادر والاقدر حال و استقبال کے آغاز و انجام کے نتیجون اور

اُس نشیب و فراز کو جو اِس ڈھب کی عادت مین متصور و ممکن ہی
ترازوی دانش مین تول کر اُس سے احتراز لازم جانین اور اگر کسی طرح
فرانسیس کے ساتھ شریک ہونے کا ارادہ یا انگریزون سے لڑنے کا
قصد رکھتے ہون اُمید یہ ہی کہ اِس نیت کو دل سے محو کر ڈالین تا الحاصل
خلاصہ مطلب ہمارا یہ ہی کہ وہ قدرشناس انگریزون پر چڑھنے اور معرکہ
آرائی کرنے سے باز آئین اور فرانسیس کے لطف و لیق نہ سنین
اور جس صورت مین کہ اُس برادر کہ انگریزون کی سرکار سے کچھ شکایت
ہو تو ہمین مفصّلاً اُس کا حال لکھ بھیجین کہ اُسکی صفائی کے لئے اِدھر سے ہر طرح
کی دوستانہ کوشش عمل مین آوے تمامتر خواہش ہماری یہ ہی کہ وہ
برادر فرانسیسون کا میل ملاپ چھوڑ کر انگریزون کے ساتھ موافقت اختیار
کرین اور ہم کو اِس بات مین بڑی توقّع ہی کہ وہ برادر قدردان اس
مکتوب کی عبارت اور بھی اِس ضرورت پر کہ اس تحریر مین تمام سرکارون
و ہم مذہبون کو اُن مکانات متبرکہ سے اعدای دین کو دخل سے نکال دینے
کے لئے آپس مین شریک و معاون ہو کر اُسکی سرحدون کا انتظام کرنا واجب
ہی خوض و فکر کر کے بہ پاسداری دین داری اِس مہم مین جو تمام سرکارون کا
مقدمہ ہی ہر قسم کی سعی و کوشش اِس معاونت مین بجا لاوین اِس واسطے
سے قدیم دوستی و ارتباط کی بنیاد کو کہ جانبین سے بطور شایستہ اُن دونون
سرکارون مین ثابت و قایم ہی مضبوط و استوار کرین زیادہ کیا لکھے

جواب خوند کار روم کے مکتوب کا شہریار دکھن ٹیپو سلطان کی طرف سے جو دریی عبارت مین مرقوم تھا ٭

سب ستایش و حمد سزاوار ہی اُس دادار کو جسنے ملوک صاحب احتشام اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسلام کو ایسا نور و ظہور بخشا ٭ اور درود و سلام اُسکے رسول مجتبا محمد مصطفا اور اُنکی آل و اصحاب امجد پر جنھون نے شریعت خیر الانام کے طریقے کو اوج کمال پر پہنچایا ٭

بعد اسکے شہنشاہ جمجاہ ٭ حکومت و ابہت پناہ ٭ ظل ملک صمد ٭ الطاف ربّانی کا مورد ٭ منبع دانش و عرفان ٭ مجمع برّ و امتنان ٭ مقدّمۃ الجیش فیروزی و اقبال ٭ برگزیدہ حضرت ذو الجلال ٭ بادشاہ بر و بحر ٭ نائب ایزد داور اعنی سلطان روم کی بارگاہ والا مین (پایندہ و دایم رکھے خدا اُسکے ملک و بادشاہی کو ٭) پوشیدہ نرہے ٭ کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین و تذلیل اور جمیع مسلمین کے ساتھ اُنکے عناد رکھنے اور بالکل مذہب و طریقے کو صفحۂ جہان سے محو کر ڈالنے پر مشتمل ٭ اور انگریزون کی توصیف و تحسین اور درمیان اُنکے اور ہمارے صفائی کر دینے کے لئیے اُس عظمت دستگاہ کے کفیل و عازم ہونے اور ہم مین اُنمین جو خصومت و دشمنی واقع ہی اُسکا سبب بیان کرنے پر محتوی تھا ٭ نیکترین ساعتون مین پہنچا اور سراسر مضمون اُسکا معلوم ہوا ٭ خاطر عاطر پر روشن و مبرہن ہو جیو کہ ہمنے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قایم رکھنے کے واسطے کمر باندھی ہی ٭ اور فی الواقع فرانسیسون کی ذات جیسا کہ آپ نے لکھا ہی بڑی بیوفا اور سنگدل ہی ہم اُنکی برائیون سے خوب آگاہ ہین ٭ اور چونکہ انگریزون کی قوم نے اندنون ہمارے ملک پر تاخت کرنے مین پیشدستی اور حرب و نبرد کی طیّاری کی ہی ہم پر بلکہ سب مسلمانون پر جہاد

واجب ہوئی ہی ٭ توقع کہ جناب عالی اوقات خاص مین مناجات کرکے ہمت و دعا سے ہماری معاونت فرمائین ٭ بعد اِسکے ہم سبکو فضل الٰہی اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہی ٭ قبل اِسکے ہمنے ایک نامہ سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت بھیجا ہی. جسمین بخوبی مفصل حالات مندرج ہین ٭ علاوہ اِسکے مدینے کے رستے یوسف و زبیر بھی ایک دوسرا مکتوب لیکر گیا ہی ٭ عنقریب بارگاہ والا مین حاضر ہو کر بالکل مقاصد و مطالب شرح وار گزارش کریگا ٭ صلوٰۃ و سلام خدا کا نبی برحق اور اُسکی آل امجاد و اصحاب پر ہو جیو ٭

مکتوب مارکونس ویلزلی گورنر جنریل بنگالہ کی طرف سے ربط اسودمل ولیم بنطک گورنر مدراس کو ٭ اور یہہ ایک سی اتھتالیسوان مکتوب ہی اُس جناب ثروت مآب کی کتاب رقعات و مکتوبات کی تیسری جلد مین سے ٭

حضرت من ٭ آپ کا خط مسرت نمط پچیسوین نومبر کا مشتمن زبانی کنہی حمو ویلور کی چتھی کی نقل پر. جسمین شاہزادہ عبد الخالق کے حکم سے ایک کنیزک کے قتل ہونے کی روایت مشکوک مرقوم تھی آج پہنچا ٭

ازانجاکہ ٹیپو سلطان مرحوم کے فرزندون کی عزت و آبرو اِس بات کا اقتضا کرتی ہی کہ یے لوگ ہمارے دار العدالت کی تقیدات و تکلیفات سے معاف و آزاد رہین ٭ پر ایسی رعایت خاص اُنھین کے واسطے ہوگی اور اُنکے حشم خدم و ملازم اِس حکم سے خارج ہین ٭ پس وہ شخص کہ عبد الخالق کی جانب سے اس شبہے کے قتل پر مامور ہوا تھا اُسسے بیشک اس امر کی تفتیش و پرسش کی جائیگی ٭ تا بہ نسبت اُسکے عدالت کے آئین کے رو سے قصے کا حکم صادر ہو اور بے قصور یا مجرم ہونا عبد الخالق کا ظاہر ٭

اُس کاغذ سے کہ شتمل ہی اِس مقدمے کے تفحص و تجسس پر جو درمیان ویلور کے عمل مین آیا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُس لونڈی کے پاس زہر لیجانیوالے کو یہہ خبر کی گئی تھی کہ صرف سچ کہہ دینے سے اُسکی جان بخشی اور رہائی ہو جائیگی حق تو یہہ ہی کہ اِسطرح کے خبر کرنے سے اُسکی مخلصی عدالت کی تجویز اور تعزیر سے نہین ہو سکتی ہی با اینہمہ اگر اُسکے قصور ثابت ہونے پر بھی اِسطورکا وعدہ ہوا ہی جسکا اوپر ذکر گذرا تو بالضرور اُسکی جان بخشی کے حکم دینے کا اُس جناب کو اختیار ہی

اگر گماشتہ مذکور کی تحقیقات سے عبد الخالق پر تہمت ثابت ہو تو وہ ایسی سزا کے لایق ہی کہ اُسکی تنخواہ کم کر دی جاے اور قید و بند کی سختی زیادہ

اگر سچی گواہی سے صاف ظاہر ہو کہ عبد الخالق نے ایسا سنگین جرم کیا ہی تو آپ ویلور کے ناظم کے نام حکم صادر فرمائین کہ شاہزادہ مذکور کو جواب دہی کی مہلت دے تا وہ اپنی صفائی آپ کی جناب مین ظاہر کرے اور جب وہ اپنی صفائی آپ کی جناب مین ظاہر کرے اور اپنی بیگناہی کا حال لکھے تو اُسکے اظہار کے دریافت کرنے کے بعد اگر عبد الخالق آپ کے نزدیک مجرم ٹھہرے تو التماس یہہ ہی کہ کم سے کم اُسکی تنخواہ آدھوں آدھ کمانے اور ویلور کے قلعے مین مقید رکھنے کو جو چھہ مہینے سے کم نہو حکم کیجئیگا

یہہ مناسب ہی کہ عدالت کے آئین قدیم کے موافق عبد الخالق کی بازخواست کی جاے لیکن عبرت کے لئیے چون مصلحتاً ایسے بڑے گناہ کی راہ بھی بند کرنی ضرور ہی چاہیئے کہ لا اقل مدت مذکور تک اُسپر حد و دو تعزیر عمل مین آے

لکھا ہوا ۳ سنبر کی نوین سنہ ۱۸۰۳ ع کا

تمام شد

غلط نامہ حملات حیدری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۴	بانگا،	بانگاے
۷	۱۳	کرتے	کرنے
۸	۱	رکھے	رکھتے
۹	۹	اسکرس	اسکریس
ایضا	ایضا	اسکر	اسکری
ایضا	۱۱	دار	وار
۱۰	۴	چشمۂ	چشمہ
ایضا	۲۰	رہتے	رہتے
۱۶	۱	حضہ	حصے
۱۷	۶	وار	وار
۱۸	۱۳	جوتیان	چوتیان
ایضا	۱۷	ہزار	تین ہزار
۲۴	۵	اوده	اودھ
ایضا	۱۸	یونان	پونان
۲۵	۵	چھوڑا	چُھڑا
۲۶	۲	کے	کی
۲۷	۱۴	۲۹۰۰۰۰۰۰	۳۹۰۰۰۰۰۰
۲۸	۶	لہ	کر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۲۰	۳۰۰۰	۲۰۰۰
ایضا	۲۰	۳۰۰۰	۲۰۰۰
۲۹	۳	بیورا	بیجور
۳۱	۳	مبدان	میدان
ایضا	۲۰	تمہ	جمہ
۳۲	۷	ورا	وارا
۳۳	۹	چو	چون
ایضا	۱۳	نشتہ	نفتہ
ایضا	۱۵	منذر	بنذر
۳۴	۱۳	ونر	وار
۳۵	۱	بی	بینی
۳۶	۸	چھوڑا	چُھڑا
۳۷	۸	رسہ	رسم
ایضا	ایضا	عقبدہ	عقیدے
ایضا	۹	نہ	کہ
۳۸	۱۴	گئی	کی
ایضا	۱۸	سانھ	ساتھ
ایضا	۲۱	یک	ایک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۵	زیاد	زیده
۴۰	۱	اُسکے	اُسکی
ایضا	۳	سرے	سری
ایضا	۹	اپنے	اپنی
ایضا	۱۳	زمان	زمان
ایضا	۱۶	موافق اُنکے	موافق اُنکی
۴۱	۱۱	فزایش	افزایش
ایضا	۱۷	باشندہ	باشندے
ایضا	۲۰	اپنے	اپنی
۴۲	۲	کے	کی
ایضا	۱۳	روزی	روزکے
۴۳	۶	مرتبہ	مرتبے
ایضا	۱۲	کی	کا
۴۶	۱۲	ے	ی
۴۹	۵	رکھتا	رکھنا
۵۱	۴	کے ساتھ	کے ساتھ
ایضا	۶	طبقہ	طبقے
۵۳	۳	کے	کی
ایضا	۱۵	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	۲۰	کے	کی
ایضا	ایضا	بتکی	بہکتی
۵۴	۷	عالیمقدارکے	عالیمقدارکی
۵۵	۲	سلیقگی	سلیقگی
ایضا	۳	سعاوہ	سعادۃ
ایضا	۵	تہوڑھی	تہوڑہی
ایضا	ایضا	مرتے	مرتبے
ایضا	۶	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	ایضا	کے	کی
ایضا	ایضا	معرکہ	معرکے
ایضا	۱۰	سکر	سکرا
ایضا	۱۳	سینہ	سینے
ایضا	۱۶	یلے	نلے
ایضا	ایضا	صلہ	صلے
ایضا	۲۰	پیدا ہو	پیدا ہوا
ایضا	ایضا	نے	
۵۶	۵	استیفا	استعفا
ایضا	۸	تی	تے
۵۷	۲	یک	ایک
ایضا	۱۱	کے	کی
۵۸	۱	ماری	ماری نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	پرور	پرورد
۹۰	۱۰	اُسکے	اُسکی
ایضا	۱۶	اوترا	اُترا
۹۲	۱۳	کے	کی
ایضا	۱۸	اپنے	اپنی
۹۳	۲	گٹری	گٹھری
ایضا	۵	اپنے	اپنی
۹۵	۳	قلعہ	قلعے
۹۶	۱۲	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۳	قلعہ	قلعے
۹۷	۴	سہی تاب	نہ بنی تاب
ایضا	۹	حوالہ	حوالے
ایضا	۱۸	خانہ	خانے
ایضا	۱۹	کے	کی
۹۸	۱	اوترا	اُترا
ایضا	ایضا	پانچے	پہنچ
ایضا	۸	حیلہ	حیلے
۹۹	۳	زیان	زبان
۱۰۳	۱۲	وژ	دژ
۱۰۴	۲۱	کے کان	کی کان
۱۰۶	۱	قعہ	قعے
ایضا	۳	قلعہ	قلعے
ایضا	۳	رونے	روپے
ایضا	۱۳	بر	پر
ایضا	۱۵	کے	کی
۱۰۸	۱۶	جارو	چارو
ایضا	ایضا	کھاں سے	کھتے
ایضا	ایضا	چاو	چارو
ایضا	۱۹	ذمہ	ذمے
۱۰۹	۸	رکھنا	رکھنے
ایضا	۱۸	دنے	دیئے
۱۱۳	۴	زمانے	زمانہ
ایضا	۵	زمانہ	زمانے
ایضا	۱۱	لر	کر
۱۱۷	۱۶	کرتا	کرتی
ایضا	۱۹	اُسکے	اُسکی
۱۱۸	۲	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۱	پاندوپکاری	پاندیگاری
ایضا	۱۳	نا	نے
ایضا	ایضا	قعبہ	قصبے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۸	نہیین	نہین
۱۵۳	۱۰	ساتھ	ساتھ
۱۵۵	۶	اُٹھ	اُٹھا
ایضا	ایضا	جہم	جہنم
ایضا	۱۰	کہ	کے
ایضا	۲۱	نہیین	نہین
۱۵۶	۱۳	کی	کے
۱۵۹	۷	سانے	سایہ
ایضا	۱۲	گو	کو
۱۶۱	۷	بزگوار	بزرگوار
ایضا	۱۰	بچی	بچے
ایضا	۱۶	اُسکی	اُسکے
۱۶۳	۵	درخشان کے	درخشانکی
۱۶۵	۶	بالاگھاٹ کے	بالاگھاٹکی
ایضا	۱۳	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۷	اُسکی	اُسکا
ایضا	ایضا	گذری	گذرا
ایضا	۲۰	کے	کی
۱۶۸	۱۵	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱۶	تھی	تھین
۱۶۹	۱۶	حیلہ	حیلے
۱۷۰	۱۸	خزانہ	خزانے
۱۷۴	۳	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	ایضا	اپنی	اپنے
۱۷۵	۳	سر	بسر
ایضا	۱۴	خانہ	خانے
۱۷۶	۸	خیمہ	خیمے
۱۷۷	۱	حیسے	جیسے
ایضا	۴	ہفتہ	ہفتے
ایضا	ایضا	عشرہ	عشرے
ایضا	۱۴	پیادہ	پیادے
۱۷۹	۳	پروانہ	پروانے
ایضا	۱۲	مظفر	مضطر
ایضا	۲۰	فلعہ	قلعے
۱۸۰	۱۵	ہاتھیون نے	ہاتھی
۱۸۱	۱۸	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱۹	مقابلہ	مقابلے
۱۸۲	۱۶	کی	کے
۱۸۴	۱۴	کے	کی
ایضا	۱۸	توشک خانہ	توشکخانے
۱۸۶	۱۰	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۴	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۵	قلعہ	قلعے
۱۸۸	۳	نحوت	نخوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲۹	۱	موصف و	موصوف
ایضاً	۲۱	کے	کے
۵۳۰	۱۰	پہنچ	بھیج
۵۳۱	۱۵	کر	کرتے
۵۳۲	۱۹	لمشتی	پشتی
۵۳۳	۱۸	لی	کی
۵۳۴	۹	بوتر	پور
۵۳۸	۸	کر	کئی
۵۳۹	۳	بشاکین	پوشاکین
ایضاً	۹	ہور	ہوکر
ایضاً	۱۰	فتہ	فتح
۵۴۴	۱۵	گھبرا	گھیرا
۵۴۰	۱	کاد	کاد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	کو
۵۵۷	۴	قبیلوں کے	قبیلے کے
۵۵۸	۱۰	اسے	اُسے
ایضاً	۲۱	باحر	ماحر
۵۵۹	۱۴	جلی	جلی
۵۶۰	۱۴	لمہم	کمہم
۵۶۲	۸	سانعہ	شائعہ
۵۶۳	۲۱	کرتے	کرکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶۴	۱	لھول	کھول
ایضاً	۴	ہولئے	ہوگئے
ایضاً	ایضاً	خابک	چابک
۵۶۵	۲۰	سے	کے
ایضاً	۲۱	ہراوایر	ہراول بر
۵۶۶	۱۵	بر	برتے
۵۶۷	۵	منگل	سستی منگل
۵۷۰	۸	بو	بو
۵۷۱	۱۶	بجھ	کچھ
۵۷۳	۱۳	طرف	طرف
۵۸۳	۱	لولوان لی	لوگوں کی
۵۸۵	۲۱	لو	کو
۵۹۳	۱	لیئے	گئے
۵۹۴	۹	[illegible]	کرتے
۵۹۵	۱۶	شادی	سال
۵۹۶	۸	لبھری	کبھری
ایضاً	ایضاً	ہزار	چار ہزار
ایضاً	۱۶	ساطین	سلاطین
۵۹۷	۹	بھول	بھول
۶۰۰	۲۱	ندر	ندیرین
۶۱۰	۳	اسلام	اسلام وحیت